PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226528
UNIVERSAL
LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا



مولوی

جلد ۹

رسول نمبر

دیار ہند کے غربا کا حقیر نذرانہ شہنشاہ کونین کے دربار میں

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

ایک ماہوار مذہبی ستارسالہ

جو ہر مہینے کی قمری بارہ تاریخ کو کوچہ چیلان دہلی سے شایع ہوتا ہے!

چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ یہ خاص نمبر بھی اس میں شامل ہے

اڈیٹر:۔ عبدالحمید خان

Checked 1969 Checked 1965 CHECKED, 1951

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید

مرتبہ حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

جسکا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ہی ضروری ہے

سبحان اللہ کیسا چھپا ہے اور کیسا لکھا ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے۔ دہلی میں پچھلے کئی سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا، یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے، مجیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں، کہ ہمارے استہتار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا، متوسط تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا، اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا، اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں،

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے بہت حد تک کافی ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ بھی ہو جائے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عمدہ لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ چھنٹی ریاض الدین صاحب نیر رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوتے ہیں، نہیں کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر چلا جائے (۸) سوت حضرت خاتم المحققین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ نے اس کی پروف جمع کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی بھی ہے تاکہ ہر فرد لفظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں، اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند جو حضرت صدر مدرس کی لکھی ہوئی (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶۱) تتمہ نامہ خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن العظیم (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۱) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۲) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمہ القرآن لکھا ہوا ہے (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کا رد (۲۴) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریوں کے الزامات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو مستقل طور پر ترتیب کیا ہے کہ یہ خالص الہامی کتاب ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۶) ہیئت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات، قرآن کی آیتوں سے (۲۷) تحقیق عالم برزخی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالے سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی، اور قرآن کریم نے آکر کیا کایا پلٹ دی (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) باسمی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن پاک میں مذکور ہے (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات یعنی سورہ انفال اور توبہ میں مذکور ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و نگہبانی اور قرآن شریف کی پیشینگوئیوں کا پورا ہونا (۳۵) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن شریف کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری اسباب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیے از صحاح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط یعنی ۲۹ × ۲۲ کاغذ ۳۰ پونڈ والا (۴۵) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) چھپائی ایسی دیدہ زیب ہے کہ دہلی کے موجودہ تمام قرآنوں کی چھپائی سے بہت بہتر ہے (۴۷) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد اعلیٰ قسم کی چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) خار غوانی ہے جو ڈنڈیوں سے رنگا جاتا ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو ترجموں اور بسیط مقدموں اور بہترین چھپائی، لکھائی کاغذ جلد کے ہدیہ مجلد چرمی صرف چار روپے محصول ایک پیسہ کل صفحہ

مینجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہانہ قرآن مجید

سرخی کے برابر جلی قلم ہے، اور اتنا موٹا ترجمہ ہے ترجمہ بہت سلیس اُردو میں حاشیہ پر عام فہم

عام فہم مکمل تفسیر ہے، چھپائی بہت وخشان ہے تقطیع پون گز لمبی اور آدھ گز سے زیادہ چوڑی ۲۲½×۲۹ کا غذ بہت موٹا ۸ پونڈ والا سفید، بھی اور خانی بھی، یہ قرآن شریف اب تاریخی حیثیت رکھتا ہے، جس گھر میں ہوگا ایک عجیب چیز رہیگا، کیونکہ اب دوبارہ نہ کوئی ہزار ہا روپیہ لگائے گا اور نہ اس شان کا قرآن شریف چھپ سکے، اس لیے ہر شخص کو یہ تاریخی قرآن شریف ضرور منگانا چاہیے

میری خاص ضرورت سے فائدہ اُٹھائیے یہ قرآن شریف مجلد بیس روپے کو ہدیہ ہوتا تھا، پچھلے سال میں نے بہت کا فی تعداد میں لے کر اس کا ہدیہ آٹھ روپے بلا جلد کر دیا تھا، لیکن رسول نہیں ۔ روپے کا بہت فکر ہے، اس لیے خرید سے ہی ایک روپیہ کم سے دیدونگا، کاغذ صرف دو قسم کا رہ گیا ہے ایک خانی دوسرا سفید، سفید کا غذ ذرا کمزور ہے، اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی پشتہ خانی کاغذ پونے سات روپے اور مجلد چرمی پشتہ سفید کاغذ کا ہدیہ پونے آٹھ روپے ۴ جلد کے ہیں اور اور پانچ روپے اور چھ روپے بلا جلد علی الترتیب،

یہ رعایت میری اختیاری ہے جب میری ضرورت باقی نہ رہے گی تب مجلد خانی لٹھہ اور سفید بغ کا ہو جائے گا، اس لیے جسقدر جلد منگائیں گے آتا ہی اچھا ہے، محصول ڈاک پر دا ہے، ساڑھے تین روپے خرچ ہوتے ہیں، کیونکہ سات سیر وزن ہے، ریل کے ذریعہ ۲ جلد سے کم روانہ نہ ہونگے، ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ پھر پارسل پر یہاں علاوہ کرایہ ریل کے خرچ ہو جاتے ہیں، ریل کے ذریعہ منگانے والے بھائی رقم بھیجنے کی عنایت فرمائیں،

پتہ یہ لکھئے منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی،

حیرت نما قرآن مجید

یہ وہی قرآن خمر شریف ہے جس کا بارہا استہتار مولوی میں آپ نے پڑھا ہوگا، اب یہ قرآن شریف بھی لاگت اور خرید سے ۱۲ کم میں ویدونگا، میری ضرورت سے فائدہ اُٹھائیے،

یہ قرآن شریف ہندوستان کے سب سے بڑے خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے بڑی تقطیع ہے یعنی مولوی کے دو صفحوں کے برابر صفحہ ہے بہت سلیس ترجمہ ہے اور حاشیہ پر کامل آسان تفسیر ہے، اول مقدمۃ القرآن ہے، تفسیر میں ہر سورت کا شان نزول سمعہ کامل قصہ کے موجود ہے، اس کی تفسیر ہی الگ چھپ جائے تو پانچ روپے سے کم میں ہدیہ نہیں ہو سکتی، سفید چکنا ولایتی کاغذ ہے، اس کا قدیم ہدیہ فی جلد ۸ روپے ہے، میں نے سستا خرید کر اس کا ہدیہ ۶ کر دیا تھا، لیکن ضرورت نے مجبور کر دیا کہ اس کے ذخیرہ کو بھی لاگت سے بہت کم میں ہدیہ کر دوں،

اس لیے اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا تین روپے ہے ایک پیسہ محصول میں خرچ ہوگا، اگر آپ کاغذ کا حساب جانتے ہوں تو یقین فرمائیے کہ صرف کاغذ سے کم کا ہے کیونکہ اس میں ۱۱ پونڈ کا کاغذ لگا ہوا ہے،

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جرمنی قرآن شریف

یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ، اس قرآن شریف کے لیے کاغذ بھی خاص بنوایا گیا، جرمل پیپر کہلاتا ہے، جرمنی اور مصنوعات کی طرح طباعت میں بھی سارے یورپ سے آگے ہے، کئی ہزار قرآن شریف ہدیہ بھیج چکے ہیں، یہی قرآن شریف ٹرکی اور مصر میں ۵ شلنگ اور افریقہ میں ۶ شلنگ کو جاتا ہوتا ہے، خدا شاہد ہے کہ جرمنی میں اس کی لاگت ۳ شلنگ آئی ہے، ایک تو پہلے ہی پہنس جانے کی وجہ سے یہاں بھیجا کو ہدیہ کرنا پڑا تھا، اور اب آخری چالان شوال میں آیا، تو وہ رمضان چلے جانے کی وجہ سے رکا گیا، روپیہ کی ضرورت کی وجہ سے اب اس کا ہدیہ ۴ کر دیا ہے ۸ شعبان سے پیش کر رہا ہوں، یہ وہ نادر کلام پاک ہے، جو بلا ضرورت بھی نذر دینا عین خوش قسمتی ہے،

میری غیر معمولی ضرورت سے فائدہ اُٹھائیے صرف ۶۵۰ جلدیں ہیں اگر سب جلدیں ہدیہ ہو جائیں تو ۱۲ خریداروں پر ایک جلد تقسیم ہوگی محصول ۸ خرچ ہوتے ہیں، جرمنی سے مجلد آتا ہے، ایک شلنگ کی تو جلد ہی ہوگی بہت ہی جلدی منگانے کی ضرورت ہے

حمیدیہ پریس دہلی، سے منگائیے

حضرت خواجہ حسن نظامی کی تبلیغی کتابیں

تاکید نماز

نماز اسلام کا سب سے زیادہ موکد رکن ہے اس کتاب میں نماز کے متعلق تمام تاکیدیں درج ہیں، جو قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں، یہ کتاب پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بے نمازی ہونا اسلام کی سب سے بڑی لعنت ہے، قیمت ۲ر

نمازوں کا بیان

اس میں ابتدا میں نماز کی ترغیب ہے اس کے بعد نماز کے مسائل ہیں نماز کی ترکیب ہے اور نماز پڑھنے کی تمام ضروری باتیں ہیں، آخر میں کچھ دعوات بھی ہیں، تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے بہت ضروری کتاب ہے، قیمت ۲ر

نماز کی حقیقت

یہ کتاب اپنی شان کی بالکل نرالی کتاب ہے اس میں نماز کی حقیقت اور نماز کا فلسفہ بتایا گیا ہے، نیز یہ بھی بتلایا ہے کہ نماز کی اس قدر تاکید کیوں ہے اور نماز کی موجودہ ترتیب اور تعداد رکعات اور اوقات کے تعین میں کیا کیا مصالح ہیں، قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

بچوں اور عورتوں کے لیے بہت ہی ترغیب کن اور دلچسپ کتاب ہے اس میں نمازیوں کی کہانیاں اس انداز سے بیان کی گئی ہے، کہ ہر نماز سے بیدل اور کاہل کو نماز کا شوق اور نماز سے رغبت ہو جاتی ہے قیمت ۶ر چھ آنے

مسلمانوں کی ضرورت

یہ نماز کے مسائل اور ادعیہ کا مغز ہے، بہت ہی عمدہ طریقہ سے نماز کے ضروری مسائل کا حل ہے، اس کتاب کا نام ضرورۃ المسلمین ہے، بہت ہی مفید ہے، موٹے خط میں چھپی ہے تاکہ بچے اور عورتیں آسانی سے پڑھ سکیں، قیمت ۲ر

اسلامی توحید

اسلام کا مدار صرف توحید پر ہے اور یہی اصل اصول اسلام ہے، اس میں بتلایا گیا ہے، کہ اسلام کی سب سے پہلی چیز جو ہے وہ صرف توحید ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اللہ کے صحیح معنوں میں کسی اور مذہب میں نہیں ہے، اس میں دوسرے مذاہب کا اسلام سے موازنہ بھی ہے، ہر مسلمان کے لیے اس کتاب کا پڑھنا بہت ضروری ہے قیمت ۲ر

اسلامی رسول

دنیا کا سب سے بہترانسان جس نے اپنی شخصیت کا سکہ بٹھا دیا وہ صرف اسلامی رسول خدا ابوالقاسم محمد رسول اللہ ہے، اس کتاب میں دوسرے ہادیان ملت کے حالات سے اپنے رسول کا مقابلہ ہے اور آپ کے کمال انسانیت کا مکمل نقشہ ہے، ہر مسلمان کو اس کا پڑھنا ضروری ہے، قیمت ۳ر

جانباز مسلم

وہ جنہوں نے ابتدائے اسلام میں کفار مکہ کے ظلم سہے، انسان ہونے کے باوجود بدترین جانوروں سے زیادہ دکھ اٹھائے مگر اپنے ایمان و اسلام پر قائم رہے بیان لوگوں کو سنانے اور پڑھنے کی کتاب ہے جو تھوڑی سی تعلیف میں مذہب سے روشنی اختیار کر لیتے ہیں قیمت ۳ر

معجزات قرآن

قرآن مجید تو ایک کامل و اکمل معجزہ ہے لیکن اس کے علاوہ اس میں اور بھی صدہا معجزات ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں ہے، اس کتاب میں قرآن پاک کی پیشگوئیاں بھی درج ہیں اور بتلایا گیا ہے کہ یہ قرآن کے معجزات ہیں کہ اس وقت تہذیب میں بھی اس کے احکام خود بخود جگہ لے رہے ہیں، قیمت ۴ر

بارہ موتی

اس کتاب میں قرآن پاک کی بارہ مختلف آیتوں کی تفسیر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت ہے اوق مسائل کا حل ہے مثلاً تاریخ، زمین کی گردش، تقدیر حضرت مسیح کی پیدائش، گناہوں کا کفارہ معراج، نر شکاری قسم کے بارہ مضامین ہیں اور بہت دلچسپ اور سریع الفہم ہیں، قیمت ۸ر

قرآن کے دیوانی قوانین

دنیا کے لایخ کتنے ہی ہام و دریع پر کریں نہ ہو، لیکن قرآن کے قوانین بالا فرمانفاذ ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ قرآن مجید کے دیوانی قوانین بتائیں کے کہ باوجود مختصر ہونے کے وہ معاملات پر کس درجہ حاوی ہیں، اور اس کا کوئی قانون ایسا نہیں جو ردکیا جا سکے قیمت ۴ر

قرآن کے فوجداری قوانین

آئین نہیں آل و لملہ بنل کو ڈنے کا نفاذ جاہے جتنے آسمان و زمین کے خلاف ملاحین لیکن وہ ایسے قوانین ہرگز نہیں بنا سکتے جو دنیا میں جرائم ختم کر اوے یہ قرآن کے قوانین فوجداری تھے جس نے عرب جیسی سرکش قوم کو با امن اور اسلام دوست بنا دیا قیمت ۴ر

خدائی انکم ٹکس

درآمد برآمد کے محاصل ادا کرنے ہوں گے دیئے ہوں، لگان دیتے ہوں، مالگزاری دیتے ہوں، آبپاشی کا روپیہ پروفت ادا کرتے ہوں لیکن خدا کا انکم ٹکس نہیں دیتے جس نے سب کچھ دیا، لہذا نماز کو زکوٰۃ کے مسائل معلوم کر کے اس کو ادا کیجئے اس کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل ہیں، قیمت ۴ر

انسداد گداگری

خیرات اگر صحیح جگہ صرف کی جائے تو مسلمانوں کے افلاس میں بہت حد تک کمی ہو جائے، کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مسلمان جیسی قوم کا روپیہ ہٹے کٹے فقیروں کو ملے جن کو دنیا حقیقت میں اسلام کو ذلیل کرنا اور محتاجوں کا حق مارنا ہے اس کا بیان ہے، قیمت ۲ر

شراب و جوئے کی خرابی

قرآن شریف اور احادیث رسول کے علاوہ موجودہ زمانہ کی ضروریات بتلا کر شراب اور جوے کی خرابیوں کو گنوایا ہے اور بتلایا ہے کہ اس دور ابتلا میں مسلمانوں کو اس زہر سے بہت دور رہنا چاہیئے کیونکہ اب یہ سم قاتل ہے، قیمت صرف ۴ر

واعی اسلام

تبلیغ اسلام مسلمانوں کے ذمہ سب سے بڑا فرض ہے جس طرح بھی مکمل ہو اس کتاب میں ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے مسلمان کے لیے تبلیغ کے قرآنی طریقے بتائے گئے ہیں، اور وہ کیا ہے کہ اگر مسلمان اپنے حال پر رہیں تو ہندوستان میں مسلمان ہی مسلمان اور کھائی دیں قیمت ۴ر

تائید اسلام

کتاب ایسی تاریخ ہے جو اسلام کے مخالفانہ مشنریوں کے عقلی و نقلی دشمنی کے محاسن میں، اور مخالفت اسلام کے الزامات کے تردیدی جوابات دیئے گئے ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمین اسلام اور مناظرین اسلام کو مخالفین اسلام کے مشنری کا سبق مل جائے گا قیمت ۸ر

دلائل اسلام

اس میں دلائل پیش کیا گیا ہے، اسلام کے اور کیسے جاری ہوا، رفعت محمدی، اسلام کی ترقی کا ساتھ ہے، بشارات محمدیہ، اسلام ہر پہلو سے مکمل مذہب ہے، کیا محمد عربی کے معجزات ہیں (قرآن مجید) اور دیگر انبیاء کے معجزات کا مقابلہ نہیں کیا گیا ہے، اور دیگر مذاہب کی کتابوں سے اسلامی شدید اور دیگر مذہبی کا مقابلہ نہیں ہے ۱۲ صفحہ کی کتاب قیمت صرف ۸ر

ہندو مذہب کی سلوات

اس میں ہندو مذہب کی بنا بتائی گئی ہے، اور بتلایا گیا ہے کہ ہندو مذہب کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سوسائٹی کے قوانین اور نظام قوانین کا مجموعہ ہے ساتھ ہی ساتھ ہی ہندو لغات کے معنی بتلائے گئے ہیں جس سے ہندو مذہب کی جملوں میں آسانی ہوتی ہے، قیمت ۸ر آٹھ آنے

عقائد الاسلام

ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان ہونے کے ساتھ اس کے کیا عقائد ہیں کیا ہونے چاہئیں، اور جو باتیں فرضی طور سے عقائد میں داخل کر لیے ہیں ان سے بچنا چاہیئے اس کتاب کا پڑھنا اور اس کو پڑھانا ہر مسلمان کے لیے اشد ضروری ہے، قیمت صرف ۶ر چھ آنے

یہ سب کتابیں ملنے کا پتہ :- مالک مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حضرت خواجہ حسن نظامی کی تبلیغی کتابیں

روزے کے سب مسائل

روزہ بھی اسلام کا سوکھا رکن ہے بہت سے بھائیوں کو روزے کے مسائل معلوم نہیں ہیں، ان کو یہ کتاب منگا کر ضرور پڑھنا چاہئے تاکہ اس کے سائل ذہن نشین ہو جائیں اور مولوی صاحبان سے دریافت کی ضرورت نہ پڑے، قیمت صرف آٹھ آنے

شامی جہاد

فتح شام کے مفصل حالات بہت دلچسپ کتاب ہے، حضرت خواجہ صاحب نے ایسے عام فہم انداز میں لکھے ہیں کہ بچہ بھی آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکتا ہے اس سے نہ صرف وقت خوش ہو کر گزرتا ہے بلکہ خدمت اسلام کی تشویق و ترغیب بھی ہوتی ہے، قیمت بمحصول مجلد ۵

غزنوی جہاد

سلطان محمود غزنوی کے حالات اور ہندوستان پر حملوں کا تذکرہ اس میں بتلایا گیا ہے کہ سلطان محمود کو خود ہندو راجاؤں نے اپنی امداد اور باہمی مخاصمت کے فرو کرنے کے لیے دعوت دی، اور ہندوستان پر تمام حملے اسی وجہ سے ہوئے، قیمت ۸

ہندوستان میں اسلام

اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ ہندوستان میں اسلام اپنی خوبیوں اور سہ گیری کی وجہ سے پھیلا ہے نہ کہ زور و تعدی سے، اور ہندوستان میں جب اسلام آیا اس وقت ہندوستان کی حالت یہ تھی کہ چھوت اور قدیم بات سے ہندو قوم بھی بدتر زندگی بسر کرتے تھے، قیمت ۳

محمد کی سرکار

ایک سکھ بھائی کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس میں رسول کریم کی منقبت ہے اور آپ کی عاشق رسول اگر لکھ سکتا ہے تو اس سے کوئی مسلمان بھی اس قدر یہ بھی رسول اعظم کا تصرف ہے کہ اکثر جلیل القدر شخصیت سے غیر مسلم بھی اس قدر متاثر ہوگئے، قیمت ۸

ترغیب حساب

مسلمانوں میں یہ عام مرض ہے کہ وہ کبھی حساب سے اپنی آمدنی خرچ نہیں کرتے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ پڑھے لکھے ہیں اس کتاب میں بہت پریشان ہو جاتے ہیں اس کتاب میں حساب کی خوبی بتلائی گئی ہے اور دو کہانیاں ہے کہ ہر کہ دانی والا بھائی الجھا ہے اور دوسرا خرچ کرکے تو ہمیشہ خوش رہ سکتا ہے قیمت ۲

پرندوں کی تجارت

دھوبے کا رہائی جو متعلقات میں بے روزگار ہوں، یہ کتاب منگا کر پرندوں کی پرورش اور تجارت شروع کر دیں، یہ کتاب ان کے لیے بہت مفید ہوگی اور دو سال میں یہ کتاب بہت ہی مفید دکھایا جائے گی، قیمت صرف ۸ آٹھ آنے

حلوائی کی تعلیم

وہ لوگ جو ظاہر اور پاک مٹھائی کہنا چاہتے ان کو یہ کتاب منگا کر پڑھنی چاہئے اور مٹھائی بنا لینی چاہئے، اور وہ لوگ جو مٹھائی کی دوکان کرنا چاہیں ان کے لیے بھی یہ کتاب بہت مفید ہے اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد ہزاروں گھروں میں بازار سے مٹھائی آنی بند ہو گئی، قیمت ۸

پنواڑی کی دوکان

بہت تھوڑے سرمایہ سے اگر آپ تجارت کرنا چاہتے ہیں تو پانوں کی تجارت کیجئے پان تقریباً ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے شہروں کہا جاتے ہیں، اس کتاب میں پان بنانے کے سامان اور صنعت کے متعلق ایسی ہدایات ہیں کہ ان سے پان ہر دوکاندار سے زیادہ بکیں قیمت ۳

تعلیم خدمتگاری

خدمتگاری گو ذلیل پیشہ ہے لیکن بھی کام اگر سلیقہ سے کیا جائے تو وہی شخص جو دس پندرہ روپے تنخواہ پاتا ہے دوگنی طلب کا حقدار ہو جائے، یہ کتاب بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے اور اسکی ہدایات عمل کرنے والا بہت کامیاب خدمتگار ہو گیا ہے قیمت ۳

تبلیغی اشتہارات

حضرت خواجہ حسن نظامی کے ان اشتہارات کا مجموعہ جو انہوں نے زمانہ قحط زدگان میں شدھی روکنے کے سلسلہ میں اشتہارات شایع کئے یہ معمولی اشتہارات نہیں ہیں، بلکہ اس میں وہ رہ مضامین ہیں جن سے تبلیغ اسلام میں بہت کافی مدد ملتی ہے قیمت ۸ ر ۱۲۴ صفحات

تبلیغی مرثیہ

اس قدر درد ناک مرثیہ اردو زبان میں آج تک شایع نہیں ہوا، بہت ہی درد انگیز ہے اور تبلیغ اسلام میں ان سے بہت موثر کام ہو سکتا ہے، انداز بیان بہت ہی رقت خیز ہے اس سے اپنے اسلاف کے کارنامے کا اندازہ ہوتا ہے، قیمت ۱ ر

تبلیغی عید کارڈ

اس میں ۱۲۸ عید کارڈ کے مضامین ہیں، ہر کارڈ ۴ سطروں کا ہے لیکن یہ چار سطریں اس قدر اہم اور موثر ہیں کہ پڑھنے اور سمجھنے ہی سے ان کا اندازہ ہو سکتا، اس کا ایک ایک لفظ موتیوں سے تولنے کے قابل ہے، قیمت ۱ ر

ہندو کی نعت

چوہدری رحیم صاحب کو خبری کی ان نظموں کا مجموعہ جو انہوں رسول کریم کی شان میں لکھی ہیں، ایک بیسٹ یہ مذہبات دیکھ کر شرم آتی ہے کہ وہ اس درجہ حضور کے اوصاف سے متاثر ہوا اور ہم آپ کے اسوہ حسنہ کی پیروی نہ کریں، قیمت ۴

اسرار

بابی خاندان کے تبلیغ اسلام اور تبلیغ عقائد بابیہ کی وہ چھپی باتیں جو اگر کبھی جاتی تھیں حضرت خواجہ صاحب نے طشت از بام کر دیں، اس سے جماعت ان کے عقائد کا پتہ چلتا ہے وہاں ان سے بہت کچھ سبق بھی ملتا ہے

قیمت صرف ۶

تین شہید

موجودہ عالم اسلامی کے تین شہداء کا تذکرہ (۱) طرابلسی عرب کی شہادت (۲) ایرانی مجتہد کی شہادت، اور (۳) کنگو در دیش کی شہادت کے حالات ہیں یہ رسالہ مسلمانوں کی قومی اہمیت اور ایثار کا سبق دیگا، اور سرفروشی کا ولولہ پیدا کرے گا، قیمت ۳ ر

سچوں پر ستم

آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام پر جو غیبتیاں کفار نے کیں، اور جس نہایت نرمی سے آپ نے ان کو برداشت کیا ہے اس کا تذکرہ ہے، اس میں ہر بزرگ کا علیحدہ علیحدہ حال ہے، اس سے تمام اسلاف کی مذہب پرستی اور اسلام کے عشق کا اندازہ ہوتا ہے، قیمت ۲

اردو دعائیں

اپنے زبان میں دعا دل سے کی جاتی ہے جو ہمیشہ مقبول ہوتی ہے، اس کتاب میں نہایت ضرورت کی دعا موجود ہے انداز بیان اس قدر عاجزانہ اور مضطربانہ ہے، کہ ہر فقرہ عشق دل سے نکلتا ہے بہت ہی موثر اور مقبول کتاب ہے۔

قیمت مجلد ۶

دس سبق

مسلمان بچوں کے لیے اس کتاب کے دس سبق بہت دلچسپ اور مفید ہیں جن کے حسب ذیل عنوان ہیں

الف ایک ہے، اسلام اور ایمان، یتیم بچہ، ہور کی گڑیا، بن مان کا بچہ، نیم کا پھول، پان کی بیل، سیر من طوطا مینا کا اکہ، قیمت ۳

گاندھی نامہ

جاتا گاندھی کی بہت دلچسپ سوانح عمری ہے اس میں زمانہ تحریک آزادی کی تبلیغ ہے اور اس کے متعلق بہت سی دلچسپ باتیں ہیں جن کی صداقت کا اب اندازہ ہوتا ہے، انداز بیان اور اسلوب تحریر بہت ہی دلچسپ ہے

قیمت ۸

سب کتابیں، منیجر رسالہ مولوی دہلی حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے،

روح المعانی
یعنی تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھ کر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں، اور اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں، جن کو آپ بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے تو ہیں، لیکن انکی حقیقت سے بے خبر ہیں،

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، کہ یہ کتاب آپ کے اندر مذہبی روح پیدا کر دے گی اور آپ کے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دیگی، اور جو اشخاص قطعاً لاپتہ ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دے گی، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب (روح المعانی) کو ملاحظہ کیجیے، بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں، ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھ کر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حسن معانی کے اعتبار سے اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے، اگرچہ اسوقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں نظر آتی، آیتوں کا ترجمہ سبب نزول، مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے، ضخامت دس آنے صفحات ۱۱۶ صفحے

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر	بسم اللہ کی تفسیر	تماثاوں کا مرکز اسلام ہے
سائنس اور شیطان	خدا پر ہر دسہ	اصلاحی پروگرام
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل	زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام عقائد کی روشنی میں	زمانہ حال کے علماء و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور رزاقیت
ملائکہ اور جنات	اسلام اور وحدت	منزل عشق
انسان قادر ہی ہے اور مجبور بھی	جہاد کی غرض و غایت	جہادوں کے معنی
انبیائے کرام کی فطری طاقتیں	رسول عربی کا رحم و کرم	فطرت سلیمہ کا تقاضا
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	تفسیر سورۂ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
مرنے کے بعد زندہ ہونا	ارواح کے مکاشفات	صراط مستقیم
وحی اور سائنس	سورۂ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے	گمراہی کے اسباب
وحی کی حقیقت	بعض اسرار و معارف	اللہ کے دوست اور شیطان کے دوست
نجات کا راستہ	وحدت و محبت کی تعلیم دینے والا	خدا ہی راضی رہے اور شیطان ہی بیزار
صداقت رسول کے عقلی دلائل	ہر کل کے مسلمانوں کا امتیازی نشان	اہل ہدایت کے اعمال
قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے	اسلام کا مقصد اولین	اہل صلاحیت کے اعمال

قیمت صرف دس آنے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

سیرۃ الحبیب
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

رحمۃ للعالمین کی پاک زندگی کے حالات مولوی فاضل محمد عبد التواب صاحب جلال پوری نے جس والہانہ انداز میں لکھے ہیں، اس کی توصیف کی اونچی ترین مثال یہ ہے کہ ممتاز علمائے ہند اس کی تالیف میں رطب اللسان ہیں تاریخی اشاوں کی یہ کیفیت ہے کہ علامہ شبلی کی سیرۃ نبوی کے مواقف ہے، مولف ممدوح نے کتاب کو دلچسپ بنانے کے لیے سلف صالحین کے طریقہ کی پیروی ملحوظ رکھی ہے، اور مضامین کتاب میں بہت جگہ آیات قرآنیہ اور احادیث معتبرہ سے استشہاد کیا ہے، کتاب بہت طویل ہے نہ ضخامت ۴۰ صفحات کی ضخامت ہے قیمت ۱۲ بارہ آنے

مختصر فہرست مضامین سیرۃ الحبیب

حمد و ثنا و تمہید	کفار کی ایذا دہی	حضور کی پر درد دعا	معراج شریف کے واقعات
نسب نامہ	قرون اولیٰ کے مسلمانوں	دعوت رسول	عالم برزخ اور عالم مثال
عبد المطلب ہاشم وغیرہ	پر بہ جاتت و	حضرت نوح کی بد دعا	مجاہدین اسلام
حلف مبارک	بحیرہ جنبہ، کفار کا تعاقب	حضرت لوط کی بد دعا	بے نمازوں کا انجام
ولادت باسعادت	بخانخی کے دربار میں اسلامی	اس امت پر آپکی شفقت	زکوٰۃ نہ دینے کی سزا
ایوان کسریٰ کیوں گرا	وعظ	عباس نصرانی	زنا کار مرد و عاش
رضاعت	حضرت جعفر بن طیار	جنات کا مسلمان ہونا	فتنہ انگیز واعظ
حلیمہ سعدیہ رضہ	کی تقریر	نوجنات کے نام	جنت و دوزخ
خیر و برکت، شق صدر	بخانخی کا زار و قطار رونا	جنات کا وعظ اور انکی	یہود و نصاریٰ
تربیت	پے نیل و مرام کفار کی ذلت	دعوت اسلام	حلال، حرام، سود خواری
انتقال عبد المطلب	آپ کو لاپتہ دینے کی تدبیر	دعوت القرآن	یتیموں کا مال کھانا
سفر شام بار اول	عقبہ کے سامنے تلاوت	تبلیغ الاسلام	حرام کار عورتیں
سفر شام بار دوم	قرآن شریف	مکہ میں حضور کی واپسی	چغلخوری، غیبت
تلاش و تعمیر کعبہ	دار ارقم کی تصدیق و	مدینہ میں تبلیغ اسلام	بیت المقدس
نبوت و بعثت	تقریر	عقبۂ اولیٰ	انبیاء سے ملاقات
نزول قرآن و وحی	انصار کی دعوت	مصعب بن عمیر کی دعوت	حضرت ابراہیم ؑ
خدیجۃ الکبریٰ کا اسلام	آپ کی استقامت	اسعد بن حضیر کا اسلام	حضرت موسیٰ ؑ
ورقہ بن نوفل کی گواہی	حضرت حمزہ کا مسلمان ہونا	سعد بن معاذ کا اسلام	حضرت داؤد ؑ
وضو نماز، تبلیغ اسلام	اسلام حضرت عمر رضہ	نماز جمعہ پیر خندق،	حضرت سلیمان ؑ
عشرہ مبشرہ	کعبہ میں نماز پڑھنا	منافقین مدینہ کی زبردست	حضرت عیسیٰ ؑ
پیاری وعظ	عہد نامہ دشمنی	سازش	حبیب کریم ؐ
ابولہب کی قساوت	شعب ابو طالب	ایک کاہن کا مسلمان ہونا	شرح صدر، قرب الٰہی
آیات تسکین	وفات ابو طالب	حضرت معاذ کا اسلام	تفسیر معراج، انعامات
گلا گھونٹنے کی تجویز	آپ کی رسالت و نبوت	معراج المجیب	اس بات کی خوش نصیبی
حضرت ابو بکر کا کفر سے	کی تصدیق	تاریخ معراج	امت کے لیے ہدیہ
ایذا پانا	وفات بیوی خدیجہ	آیت اسرا کی تفسیر	خاتمہ، عرض مولف
حضرت فاطمہ رضہ کی	عام الحزن	معراج جسمانی کے دلائل	قیمت
رسول کریم سے محبت	مخالفت میں دعوت اسلام	منکرین معراج کے شبہات	بارہ آنے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

آپ کی دعائیں نہیں قبول ہوتی

اس لیے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اس لیے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لیے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں، اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں بیتکے بے اثر رہیں، البتہ ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے، اور پھر دیکھئے، کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا، اگر آپ مقدمات سے پریشانیاں ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائیں گی، غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جنہیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے مدرج ہیں، ہمارا دعوے ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے، کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں، لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، کاغذ دلاتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ والا، قیمت صرف آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپ کو
رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے، اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں، تو حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ مالیہ علمائے سنہ کی لکھی ہوئی کتاب **روایۃ سید المرسلین** منگا کر پڑھئے، اس کتاب میں درود شریف کے فضائل، اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب الربانی ہے اور مولانا ممدوح کے سب مجرب ہیں، قیمت ۸/

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو، کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں، اگر آپ اپنے آپ پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے، اجانب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، حاکم اور افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا، اس کتاب کے عامل کے لیے معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے، اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا پیارا ہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے، اس کے عامل کے لیے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے، اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب مجرب اعمال و وظائف درج ہیں، لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے، ملنے کا پتہ:-

تسخیر القلوب

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو، اس کی بات ٹل رہے اور اس کے الفاظ ضائع نہ ہوں، یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو، ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہیں ہوگا، یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے،

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو، آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کر لے اور آپ کی بات اسد ریہہ تیر ہیں ہو کہ لپکے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو، تو پھر آپ کو

فن خطابت

مطالعہ میں رکھنی چاہیئے، یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دہقانی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو نیچا دکھا سکتا ہے اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ معلوم ہوگا، کہ الفاظ طلسم ہوگئے، ہر مجلس اور ہر محفل کے لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے، آپ کی جادو بیانی طرازیوں ہی تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے، اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہونگے، اسطرح آپ اپنی قوت بیانی سے بڑے بڑے کام کر لینے سہولا بھی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزا اور اپنے احباب میں حد درجہ ہر دلعزیز کر دیگی

قیمت فی جلد آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دنیا تمہاری مٹھی میں آجائے گی

اگر مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو، اگر تم اس چارہ سازی غیبی کو توسل سے امید نہیں کھوئے ہو، تو ہمت نہ ہارو، یہ بیان عمل میں لگے بڑھو، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، پریشانی راحت سے، بدحواسی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہوگی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی کا عمل** پڑھنا چاہتے ہو، آیۃ الکرسی میں اسم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کر سکتا ہے، آیۃ الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے، غریب امیر بن گئے، آیۃ الکرسی کے عامل کی کوئی مشکل اٹکی نہیں رہتی نوشکہ آیۃ الکرسی کا عامل جو چاہے گا وہ ہوگا، اگر تم آیۃ الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو، تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو، جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں، اور اس کے بعد آیۃ الکرسی کی تفسیر پڑھو، تاکہ تم پر اسم اعظم کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیۃ الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اور زود اثر وظائف کے عامل بن جاؤ، جس کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے

عطائے قدسی فی تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں، آیۃ الکرسی کا عامل تمام عمر اطمینان سے زندگی بسر کر سکتا ہے، لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت آٹھ آنے

یہ سب کتابیں　　حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لیے ہر انسان بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کسی طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کر لوں، دوسری اقوام سے کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہی ہوتا ہے، جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتلایا، اور مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا نے اور اس کے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ صدہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں، یہ سب باتیں فاضل علامہ مولوی عبدالتواب نے اپنی جدید تصنیف "**حیات بعد الموت**" میں لکھدی ہیں، تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے، اگر آپ بھی اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں،

فلسفہ روح انسانی	جسم فانی سے روح	کفار کی ارواح	جنازہ کے ساتھ چلنا
دین دنیا	کا انقطاع	منافق سے سوال	دفن میت اور قبر
جسم و روح	حضرت آدم کی وفات	مومن کی نیک روح	قبر و استغفار
حقیقت روح انسانی	حضرت ادریس کی وفات	نیک عمل	درود فاتحہ اور
روح انسانی کا دخول	حضرت سلیمان کی وفات	عذاب و ثواب	ایصال ثواب
عہد میثاق	رسول کریم کا وصال	عالم برزخ	تلاوت قرآن کا
روح حیوانی اور	ایمان و کفر	قبر کا عذاب	ثواب
روح انسانی	نیک روحیں	فلسفہ عذاب و ثواب	قبرستان
تناسخ و آواگون	ملک الموت اور موت	تجہیز و تکفین	زیارت قبور
حقیقت موت	علیین	غسل میت	تعزیت و تسلی
عبادت	ابرار و مقربین	غسل کا پانی	کھانا کھلانا
سکرات موت	بُرا خاتمہ	نفس میت کی تفصیل	نجات اُخروی
مکفنین	بُری روحیں	نماز جنازہ کمل	مردوں کو کیا کیا چیز
مومن کا فرشتوں سے	سجین	نماز جنازہ کی امامت	پہنچتی ہے

اس کے بعد دوسرے حصہ میں

۳۴ اصحاب کرام، صوفیائے عظام اور اولیاء کے رویائے صادقہ کے حال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں، اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں، جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں، اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی بچے دل سے قدر کرنے لگتا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے، یہ وہ کتاب ہے جو ہر راہ رو آخرت کے لیے بہت ضروری ہے، یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے روحانی مرنے کے حالات معلوم ہوتے ہیں، اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم انکی کیونکر مدد کر سکتے ہیں، ضخامت ۱۲۴ صفحے قیمت صرف ۱۲

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

باغ جنان کی سیر

کرنی ہو تو جنت کی کنجی حاصل کیجے، یہ کتاب حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند کی لکھی ہوئی کتاب ہے، اس میں جنت کی سیر کی پوری تفسیر ہے، اور اور تمام نقشہ تیار کیا گیا ہے جس کے ذریعہ جنت کا راستہ ملتا ہے، اور وہ تمام ضروری زاد سفر کی تفصیل ہے جس کی جنت تک پہنچنے کی ضرورت پڑتی ہے، اب جب کہ ہر مسلمان جنت پانے اور وہاں تک پہنچنے کا آرزومند ہے اس کے لیے اس کتاب کا خریدنا بہت ضروری ہے اس کتاب کا حامل آنکھ بند کر کے جنت میں پہنچ سکتا ہے، یعنی آنکھ بند ہوتے ہی باغ جناں میں مصروف تفریح ہو جائے،

یہی وہ کتاب ہے جو رضائے الٰہی کے بام تک بھی پہنچا دیتی ہے، اور جنت کی سیر کے بعد رضائے الٰہی جو سب سے اہم چیز ہے وہ بھی اسی کتاب کے ذریعہ ملتی ہے، قیمت ۴

پاک زندگی

اگر آپ سیدنا حضرت خلیل کی پیدائش اور قوم سے مناظرے کی پوری کیفیت پڑھنی چاہتے ہیں تو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی کتاب **پاک زندگی** پڑھئے اس کتاب میں نہ صرف حضرت ابراہیم کی زندگی کا تذکرہ ہے، بلکہ رسول اللہ صلعم کی ترسٹھ سالہ زندگی پر بھی، ایک مختصر تبصرہ کی گئی ہے، آخر میں درود شریف کے فضائل کے واقع اور درود شریف کے کلمات بھی جمع کئے گئے ہیں، اس کی قیمت بھی چار آنے ہے

ساوتری

کفرستان اجودھیا میں ایک سعادت مند روح

یہ دیو مالائی افسانہ ہے، جس کی دھوم مچ چکی ہے، ایک ہندو دیوی کا قرآن مجید سننا اس کی کشش سے متاثر ہونا، اسلام کی محبت کو اپنے دل میں پرورش کرنا، تاریک خیال سنیاسیوں اور ظالم و جابر عزیز و اقارب کے مظالم صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنا، اور آخر کار اسلام کی آغوش میں اگر یدعائی اطمینان حاصل کرنا اس قدر دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے پر بے انتہا اثر ہوتا ہے،

جو حضرات اس افسانے کو پڑھ چکے ہیں، ان کا بیان ہے کہ فسانہ نویسی کے سلسلہ اس سے زیادہ مفید افسانہ شکل سے ملیگا، اور اس کتاب سے فسانہ کا صحیح مطلب ادا ہوتا ہے، یہ کتاب بے حد دلچسپ اور مفید ہے اور اس قدر موثر ہے کہ ہر شخص اس کا عامل بن سکتا ہے، یہ ہندو مذہب کی خامیوں کی ایک مصدق تاریخ ہے، یہ ہندو معاشرت کا ایک ہیبت ناک مرقع ہے، یہ اچھوت کی چھوت کا دلدوز واقعہ ہے، یہ وہ داغ کھٹ (زندہ پاپ کی مصیبت) کا ایک دردناک سانحہ ہے، اور یہ اسلام کے اوصاف اور ہمہ گیری کا ایک روشن سورج ہے،

یہی وہ افسانہ ہے کہ اگر اس کی اشاعت اقوام ہند میں کی جائے تو فوج در فوج اچھوت وغیر اچھوت، آدمی اور غیر آدمی ہندو داخل اسلام ہوں،

روشنی کا امتیاز اندھیرے سے اور اچھی کا امتیاز بری سے ہوتا ہے، جب دوسرے زمرہ کی حال ان کی معاشرت ان کے رویہ کا حال معلوم ہوتا ہے تب ہی ہمیں اپنے مذہب کی قدر ہوتی ہے **قیمت ۸**

حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

مولوی رسول نمبر ۱۳۴۸ھ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۴۸ ہجری

جلد نہم نمبر ۲و۳

خطب

الحمد للہ الذی قال ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وقال من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وقال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب من والدہ وولدہ والناس اجمعین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حمد و ثنا اس خالق ارض و سما کو سزاوار ہے جس نے رحمت عالم و عالمیان کو ہم گنہگاروں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا جو سراپا رحمت و رافت اور پیکر ارشاد و ہدایت تھے اور جو ہم ماں باپ سے بڑھ کر شفیق تھے اور جن کی محبت و الفت ہم پر فرض کی گئی ہے اور فرض اس حد تک کی گئی ہے کہ زبان فیض رسالت نے خود اس کی اس طرح تشریح کر دی ہے کہ جب تک کوئی ماں باپ بھائی بیوی اور مال و اولاد سے زیادہ آپ کو عزیز و محبوب نہ رکھیگا اس وقت تک وہ مومن قرار نہیں دیا جائیگا

اور درود و سلام اس مولی آقا پر جس کی نعت کائنات عالم کے لئے باعث صد رحمت و رافت و موجب صد مزار رشد و ہدایت ہے اور جس کی ذات اقدس نے اس شقاوت زار دنیا میں الفت و پیار کے دریا بہائے گمراہیوں کو دور کر کے آفتاب ہدایت چمکایا اور دنیا کو ہدی اور برائی کی لعنت سے نجات دلائی اور ایک خالق ارض و سما کی عبادت و پرستش کی بنا استوار کی۔ اما بعد

برادران اسلام! یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اسی ماہ مبارک کو یہ بزرگی اور شرف حاصل ہوا ہے کہ اس کی بارہویں تاریخ کو دنیا کا ہادی و محسن اعظم اس دنیا میں تشریف لایا یقیناً یہ ماہ مبارک نہایت ہی خوش نصیب ہے کہ کائنات انسانیت کا سب سے مفخر وجود اور سب سے مقدس و اعلیٰ ہستی کے ظہور قدسی کو اس کی طرف نسبت ہے یہ مہینہ اور اس کی بارہویں تاریخ کو اگر ساری دنیا جشن و مسرت بنائے تو وہ بالکل حق بجانب ہوگا کیونکہ جس ذات اقدس کا قدوم میمنت لزوم ۱۲ ربیع الاول کو ہوا وہ رحمت للعالمین تھا اور کوئی ملک اور کوئی قوم فیضان نبوت سے محروم نہیں رہی بلکہ بقدر نصیب سب کو حصہ ملا اور سب مستفیض ہوئے تو ہمارے لئے یہ تو ہوا جس بنا کہ وہ اس یوم مبارک کو بعید میلاد کے طور پر مناتے اور اس تاریخ کو ہر ایک شہر قصبہ گاؤں قریہ اور مسلمانوں کا ایک ایک گھر اس عید ہیلاد پر مسرت و خوشی کا مرکز نظر آتا مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اس مظہر موجودات سید الکل رحمۃ للعالمین محبوب رب العالمین سے وہ محبت و شیفتگی نہیں ہے جو ہونی چاہئے کیونکہ تو ہم اپنی محبت کا ثبوت اس طرح دیتے ہیں کہ آپ کے احکام اور آپ کی اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں جو محبت رسول کا صحیح ثبوت ہے اور نہ ولادت باسعادت کے مبارک و مقدس موقع پر عید میلاد کا جشن منا کر محبت کا ظاہری ثبوت ہم پہنچاتے ہیں حالانکہ یہ ہماری تو ہین اپنے بزرگوں اور مقتداؤں کے یوم ولادت پر مسرت و خوشی کے جشن منعقد کرتے ہیں۔

اگرچہ جشن میلاد یا عید میلاد کے انعقاد کا کوئی صریح حکم موجود نہیں ہے مگر ذکر میلاد و بیان اوصاف و اخلاق اور مدح رسول اللہ خود حضور کے عہد مبارک میں صحابہ سے منقول ہے اور عید میلاد کا انعقاد بعض اس لئے کہ بقبول موجودہ اس کا وجود عہد نبوی میں نہ تھا جائز نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے ساتھ جو اغراض وابستہ ہیں وہ غیر شرعی اور نا مشروع نہیں ہیں۔ بلکہ اخلاق و حیات رسول کریم کے لئے جو جلسے منعقد کئے جائیں اور ان کے انعقاد کا یہ مقصد ہو کہ حیات طیبہ کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈالی جائے اور اسوۂ رسول کریم کی پیروی و اتباع کی تلقین کی جائے اس کی اباحت و جواز میں کیونکر شبہ ہو سکتا ہے۔

برادران اسلام! محرم شہادت گزار ہوئیں اور اسی قسم کی دوسری تقاریب میں ہر خاص و عام استقبال کرتے ہیں اور ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک یہ تقریبیں منائی جاتی ہیں حالانکہ ان میں بہت سی باتیں نامشروع ہوتی ہیں مگر آقائے دو جہان کی ولادت کے موقع پر جو ہی

رائیگاں اور ضائع کر دیتے ہیں یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور کیسی احسان ناشناسی کہ جس ذات اقدس کے صدقہ میں ہم کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور نبوت کی ہونا کیوں میں جس کی شفاعت کا بھروسہ رکھتے ہیں اس کے ذکر کی محافل و مجالس کے اہتمام کی طرف سے اس قدر غفلت چاہیئے تو یہ تھا کہ ہر سال ربیع الاول سے بارہ تک مسلمانوں کے ہر ہر محلہ میں شب و روز ذکر رسول کی مجلسیں منعقد ہوتیں اور ان میں آنحضرت کی پوری حیات مقدس اور حضور کے محاسن و اخلاق بیان کئے جاتے اور ان سے ہم استفید ہوتے اور بارہ ربیع الاول کو ہر جگہ عظیم الشان محفل خاص اہتمام اور پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتی اور الٰہی کے انعقاد میں مسلمان اپنی محبت رسول کا بڑا ثبوت دیتے مگر اس کی بجائے محفل میلاد کی بعض مراسم ادبی کو ہم نے ایک اور وجہ نزاع بنا لیا ہے اور ان کے جواز و عدم جواز پر ایک دوسرے سے ہمیشہ دست و گریبان رہتے ہیں ایک دوسرے کو بدعتی و وہابی کہتے ہیں اور باہم بغض و عناد کی طرح ڈالتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرق و انتشار پھیلاتے رہتے ہیں اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس ذات قدسی صفات کی ولادت دنیا اور دنیا والوں کے لئے سراپا رحمت اور بشیر و رحمت تھی ہم آج اس ولادت کو نزاعی مسئلہ بنا کر بیٹھ گئے ہیں اور اس پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔

برادران اسلام! اب وقت آگیا ہے کہ ایسے فضول اور فتنہ پرداز مولویوں کی کلی مقاطعہ کر دیا جائے جو مسلمانوں کو باہم لڑاتے اور ایک دوسرے کو فاسق و فاجر اور کافر و بدعتی کا خطاب دلواتے ہیں اور دیتے ہیں۔

سیدھی سی بات یہ ہے کہ سرور عالم کی بعثت اور رسول عربی کا ظہور قدسی نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عالم انسانیت کے لئے باعث صد افتخار ہے اس لئے ہمیں اظہار مسرت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے وہ دن اور وہ تاریخ یقیناً مبارک و مقدس تھی جس میں حضور اس دنیا میں تشریف لائے اور ہمارا معتقدانہ فرض ہے کہ اس تاریخ اور اس دن کو بطور یادگار کے منائیں مگر اس کے منانے کا طریقہ بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جو اس ہادی اعظم کی شان کے شایاں ہو یعنی اس جشن میلاد میں خواہ کتنی ہی شان و شوکت ہو اور خواہ مسلمان اپنے گھروں کو اور محلوں کو آراستہ و پیراستہ کر کے دلہن بنا دیں مگر اس تقریب سعید کو لہو و لعب اور میلہ و تماشہ کی کیفیت نہ پیدا ہونی چاہیئے بلکہ مقصد و مفید وہی ہدایت ہونی چاہیئے اس تقریب سعید اور جشن میلاد میں وہی رنگ ہو جو بعثت و ظہور قدسی کا تھا۔

برادران اسلام! اس تقریب سعید پر ہمیں سب سے زیادہ جس امر کا خیال رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں محبت رسول اپنا پورا ڈیرے اور الفت رسول جلوہ افگن ہو کہ اصلی اور حقیقی شے یہی ہے اگر ہمارے قلوب الفت رسول اور محبت آنحضرت سے بیرنگ ہیں تو ہمیں اپنے دلوں کی ویرانی پر ماتم کرنا چاہیئے مسلمان کا دل اور حب رسول سے خالی اس سے بڑھکر بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے۔

برادران اسلام! تمہیں معلوم ہے کہ حکیم صاحب! منطق فرماتے ہیں کہ

ہوا لاذ حق یومی" ہم اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے بھائی بیٹے اولاد اولاد اور مال سے زیادہ رسول کی محبت ہمارے قلوب میں نہ ہو اگر کونین کی دولت سے ہمارے دامن دل معمور ہوں مگر الفت رسول جیسی چاہیئے اس سے خالی ہوں تو یقین کرو کہ تم سے زائد مفلس و تنگدست اور تم سے زائد فقیر و محتاج عالم انسانیت میں کوئی دوسرا نہ ہوگا پس اگر حب رسول سے تمہارے جیب و دامن خالی ہیں تو اس کو قحط سامان کی مصیبت کی فکر کرو اور اصحاب رسول اللہ کے حالات سے سبق لو اور دیکھو کہ صحابہ کرام کے دل حب رسول اور عظمت و توقیر رسول سے کس قدر معمور تھے۔

برادران اسلام! سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عظمت کے متعلق ہمارا فرض کیا ہے اس کے متعلق حضرت قاضی عیاض تحریر فرماتے ہیں:۔

واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتعظیمہ وتوقیرہ لازم علی کل مسلم کما کان حال حیاتہ وذالک عند ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم ومدۃ حیاتہ وسنتہ وسماع اسمہ و سیرتہ ومعاملتہ آلہ وعترتہ وتعظیم اھل بیتہ وصحابتہ معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور حرمت آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی امت پر ویسے ہی لازم اور واجب ہے جیسی کہ آپ کی حیات اور زندگی میں واجب تھی اور یہ آپ کی تعظیم و توقیر بعد وفات کہاں کہاں واجب و لازم ہے ایک حضور کے ذکر کے وقت دوسرے آنحضرت کی حدیث و سنت کے ذکر کے وقت تیسرے حضور کے نام مبارک کے سننے اور سیرت پاک کے بیان ہونے کے وقت چوتھے آنحضرت کے اہل بیت اور صحابہ کے معاملہ کے وقت۔

صحابہ کرام حضور کی کس قدر تعظیم و توقیر اور کس درجہ احترام کرتے تھے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ فرط تعظیم سے حضور کے سامنے بات نہیں کر سکتے تھے اور اگر کچھ دریافت کرنا ہوتا تو مانگوں منتوی کہتے یا کسی اعرابی و بدوی کی فکر میں رہتے کہ وہ آکر حضور سے دریافت کرے اور وہ استفادہ کریں حضور کی مجلس میں بھی یہ بالکل بیحس و حرکت بیٹھتے تھے کبھی نگاہ اٹھا کر حضور کی طرف نہیں دیکھتے تھے اور نہ بلند آواز سے گفتگو کرتے تھے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم کو کوئی شخص رسول اللہ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور نہ میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ نظر آتا تھا آپ کی عظمت و وقار کی وجہ سے میں نے کبھی آپ کی جانب نظر بھر کر نہیں دیکھا اور اگر میں چاہوں کہ آپ کا حلیہ بیان کروں تو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کیونکہ میں نے کبھی آپ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کی ہے کہ تمام آپ کے بال آراستہ تھا اور حضور کو صحابہ نے بکھرے بال کبھی نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ حضور کا کوئی بال زمین پر گرے۔

اسی طرح وہب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ صحابہ حضور کے وضو کا پانی بھیڑ بھیڑ کر لیتے تھے اور معمہ پر ملتے تھے اور جس کو نہ ملتا وہ دوسرے کے تر ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو تر کر کے منہ پر ملتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور کے بچے ہوئے پانی پر لوگ ٹوٹ پڑتے تھے اسی طرح حضور

لعاب دہن کنویں میں گرنے دیتے تھے

صحابہ کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جو صحابی عمر میں حضور سے بڑے تھے جب ان سے کوئی پوچھتا کہ آپ رسول اللہ سے بڑے ہیں تو فرماتے کہ اکبر واکرم تو حضور ہی تھے البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا تھا حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ سے بیعت کی اور سیدھا ہاتھ آپ کے دست مبارک پر رکھا اس وقت سے پھر کبھی اس ہاتھ سے شرمگاہ کو نہیں چھوا۔

اسلع بن شریک ستلوی حضور کی اونٹنی پر کجاوہ باندھنے کی خدمت سپرد تھی ایک مرتبہ ان کو نہانے کی حاجت ہوگئی اور حضور نے وضو کا ارادہ فرمایا چونکہ عنسل سخت تھی اس لئے ٹھنڈے پانی سے نہانے میں ان کو بیماری کے خوف سے تردد ہوا مگر اسی کے ساتھ ادب و جذبہ احترام نے اس کی اجازت نہ دی کہ غیر غسل کئے کجاوہ کو ہاتھ لگائیں چنانچہ دوسرے شخص سے کجاوہ کسنے کے لئے کہدیا اور خود غسل کے لئے پانی گرم کرنے لگے چونکہ ایک نئے شخص نے کجاوا کسا تھا اس لئے وہ ٹھیک نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلع بن شریک سے پوچھا کہ آج کیا کجاوہ کسا ہے تو انھوں نے کیفیت عرض کی کہ چونکہ میں نجس تھا اس لئے کجاوہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

یہ تھی کیفیت ادب و احترام اور تعظیم کی کہ حضور کی جو صحابہ کے دل میں رسول اللہ کی تھی صحابہ کی کیفیت سے ہمیں اپنی حالت کا موازنہ کرنا چاہیے

برادران اسلام! یہ حالت تو ادب و احترام کی تھی اب ذرا محبت رسول کی کیفیت بھی ملاحظہ ہو۔ جنگ احد میں پہلے مسلمانوں کا یہ بھاری تھا کہ بعد میں لڑائی میں مصروف ہوگئے تو عقب سے کفار نے حملہ کر دیا اور پاسہ پلٹ گیا اور کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے اور حضور کی شہادت کی خبر ہی اڑا دی اس خبر سے صحابہ کی جو حالت ہوئی اس کا بیان نہیں ہو سکتا تھا ہی اور وہ اس حالت میں لڑتے اور شہید ہوتے تھے کہ بعض کی نعش تک مدت دراز تک پہچانی نہیں جاتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ بصورت خیر میں تو اس آقا سے رسالت کے گرد سچے ستاروں کی طرح جمع ہوگئے اور پروانہ وار جانیں فدا کرنے لگے چنانچہ ایک دفعہ کفار نے حضور پر ہجوم کیا تو حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو ہم پر جان فدا کرتا ہے یہ سنتے ہی زیاد بن سکن انصاری پانچ انصار کو لیکر بڑھے اور اپنے آپ کو حضور پر نثار کر دیں۔ فرمایا کہ یہ شروع چھل ہوا کہ حضور نے حکم دیا کہ ان کی نعش فریب لاؤ اٹھا کر لائے تو کچھ کچھ جان باقی تھی زیاد نے اپنا سر حضور کے قدموں پر رکھدیا اور جان دیدی زہے قسمت کہ حضور کے قدموں پر جان دی دوبارہ پھر کفار نے ہجوم کیا تو سرشار ان بادہ حب رسول نے آپ کو وارنہ میں لیا ابو دجانہ حضور کے سپر بن گئے جس قدر تیر آتے سب ابو دجانہ کی پیٹھ پر لگتے تھے طلحہ نے تلواریں اپنے ہاتھ پر روکیں چنانچہ ایک ہاتھ کٹ کر زمین پر گر گیا۔

برادران اسلام! یہ تو میدان جنگ میں حب رسول کا نظارہ تھا اب ایک واقعہ اور سنئے انصار میں سے ایک خاتون کے باپ بھائی اور شوہر شہید ہوئے کسی نے آنحضرت کی شہادت کی خبر اڑا دی تھی تو آپ بیتاب ہو کر آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے محفل تھیں راستہ میں باری باری باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کی اطلاعیں ملتی گئیں مگر ہر بار آپ آنحضرت کی خیریت دریافت فرماتی تھیں یہاں تک کہ قریب آکر چہرہ مبارک کو دیکھا اور بے اختیار پکار اٹھیں کل مصیبۃ بعدک جلل آپ کے ہوتے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

یہ تھا پیار رسول کے مردوں اور عورتوں میں عشق رسول وحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب ہمیں اپنے دلوں کا جائزہ لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہمارے دلوں میں حضور کی محبت اور آپ کا عشق کس قدر ہے اور اس دولت سرمدی سے کچھ حصہ ملا بھی ہے یا بالکل محروم ہیں اور یاد رکھو برادران کہ عشق رسول کا معیار اطاعت رسول ہے اس معیار پر ہمیں اپنے آپ کو کسنا ہوگا اور اسی کسوٹی پر کسنا چاہیے اگر ہمیں سے کوئی ایسا خوش نصیب ہے جو اس معیار پر پورا یا ادھورا بھی اترتا ہے تو اس کو اپنی خوش بختی پر ناز کرنا چاہیے اور اگر پورا نہیں اترتا تو اس کو کوشش کرنی چاہیے اور اپنے نافوس دل میں شمع عشق نبوی روشن کرنی چاہیے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ امابعد

درود وسلام ہو جو آقائے مدنی خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر جن کی محبت طفیل نجات اور جن کا عشق سرفرازی دارین کا وسیلہ ہے۔ اور درود وسلام ہو جو آنحضرت کے آل اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مرتضیٰ علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت حمزہ وحضرت عباس وبقیہ عشرہ مبشرہ وائمہ اہلبیت وائمہ اربعہ پر جن کے دل بادۂ عشق نبوی سے مخمور اور جن کی روشنی سے تمام عالم پر رسالت سے چور تھیں۔

اور سلام و رحمت ہو جو حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ اجمیری اور جملہ اولیائے کرام پر جن کو فیض عشق محمدی کے صدقہ میں نصیب ہوئے۔ اور سلام ہو جو شاہان سلف وجملہ نصلحائے امت پر جن کے دل حب رسول سے معمور تھے۔

اے اللہ تمام شاہان اسلام اور مسلمان عالم کے قلوب کو عشق رسول وحب نبی سے بھر دے۔ خطا و خدا مسلمانوں کی پستی و تنزل کو دور فرما اور ان کے دلوں کو عشق محمدی کی آگ سے پھر از سر نو گرما دے اور ان کی روحوں کو عہد الست کے سے مسلمانوں کی تازگی ایمان عطا کر وہ تیرے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سعادت دارین جانیں اور محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کو کلید مراد تصور کریں وہ جو قدم اٹھائیں وہ نقش قدم محمدؐ کی پیروی میں اٹھائیں اور جو کام کریں وہ آقائے مدنی کے اتباع میں کریں اور ان کے ہر سانس سے عشق رسول وحب نبی کی خوشبو آئے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

عباد اللہ رحمکم اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر واجل واعظم واکبر۔

کشکول

عید میلاد کی دوبارہ تحریک

عرصہ سے یہ تحریک کیجا رہی ہے کہ مسلمانان ہند عید میلاد منائیں یعنی ولادت باسعادت کے موقع پر تمام ہندوستان میں خاص اہتمام اور پورے تزک واحتشام کے ساتھ محافل ومجالس میلاد منعقد کی جائیں اور زیادہ سے زیادہ اس طریق سے فائدہ اٹھایا جائے مگر افسوس ہے کہ اب تک یہ تحریک کامیاب نہیں ہوئی۔ اگر جہاں ربیع الاول میں مولود شریف کی محفلیں جا بجا منعقد ہوتی ہیں مگر ان میں نہ تو وہ انضباط ونظم ہوتا ہے جو ہونا چاہیئے اور نہ جوش وخروش ہوتا ہے جس کی ضرورت ہے اور نہ وہ اہتمام واحتفار کیا جاتا ہے جو عید میلاد کی تحریک سے مطلوب ہے بدقسمتی سے ایک جماعت مولویوں کی ہے جو سنے سے اس تقریب ہی کی مخالف ہے جسے ہر اک کام میں بدعت نظر آجاتی ہے خواہ وہ کسی قدر مفید کیوں نہ ہو تاہم بڑی وجہ اس تحریک کے ناکام رہنے کی یہ ہے کہ کسی منظم جماعت کی طرف سے مسلسل اور متواتر کوشش نہیں کیگئی۔

گذشتہ سال سے قادیانی جماعت کے نام کی طرف سے کوشش کی جاتی ہے کہ ۲ جون کو ہر جگہ جلسے کرکے سیرت صحیب پاک پر لکچر دیئے جائیں اس میں شبہ نہیں مسلمان کو بھی معلوم کیا جاتا ہے تاہم گذشتہ سال تو کسی قدر کامیابی ہوگئی تھی اس مرتبہ اس سے بھی کم مقامات پر اس تجویز کا خیر مقدم کیا گیا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت سے مولوی لوگ سخت خفا ہیں اور ان کی جانب سے محض اس وجہ سے مخالفت کی جاتی ہے کہ یہ تحریک ان کی شروع کی ہوئی ہے اور وہ اس ذریعہ سے اپنے مذہب کی اشاعت اور اپنی جماعت کو ہر دلعزیز بنانا چاہتی ہے سلام نہیں یہ الزام کہاں تک صحیح ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ دو جون کی تاریخ کا تقرر کوئی مناسب نہیں کیونکہ اس کے لئے سب سے بہتر موقع ربیع الاول ہی کا ہے خصوصاً ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ جو حضور کی ولادت کی بھی تاریخ ہے اور وفات کی بھی۔ ۲ جون کی الگ مجلد کھڑی کرنی کسی طرح مناسب نہیں۔

اب امسال پھر جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ یوم ولادت پر عید میلاد بڑے پیمانہ پر سارے ملک میں منائی جائے جناب کفایت اللہ صاحب کو سناں ہیں کہ اس تحریک کو کامیاب بنائیں خوشی کی بات ہے کہ ایک طرف تو مولانا محمد علی سیر غلام بھیک نیرنگ خواجہ عبدالرحمن غازی کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ عید میلاد النبی منائی جائے اور دوسری طرف مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے اس کی تائید فرمائی ہے اور تیسری طرف کانگریسی مسلمان رہنماؤں کا بھی اسکی تائید میں اعلان ہوا ہے۔

انتظامات بڑے پیمانہ پر ہونے چاہئیں اس سے امید ہوتی ہے کہ شاید اس دفعہ پوری کامیابی ہوجائے اور عید میلاد کی مبارک تقریب اس پیمانہ پر منائی جائے جس سے دنیا کو یہ معلوم ہو کہ دنیا کے محسن اعظم کی ولادت کی تقریب منائی جارہی ہے۔

ہم ناظرین مولوی سے پرزور اپیل کرینگے کہ وہ جہاں کہیں ہوں اپنی اپنی جگہ پر اس مبارک ومقدس تحریک کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔

جشن میلاد کس طرح منایا جائے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلیں تو منعقد ہوتی ہی ہیں پھر عید میلاد یا جشن میلاد النبی کس طرح منایا جائے اور اس میں اور کونسی ایسی باتیں ہوں جو عام مولود کی محفلوں سے اس کو ممتاز کریں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے بڑی خصوصیت تو یہ ہونی چاہیئے کہ بجائے انفرادی کوششوں کے اجتماعی مساعی سے عید میلاد کی محافل کا انعقاد ہونا چاہیئے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قصبہ میں بھی ایک شاندار محفل میلاد منعقد ہوسکے گی فرض کیجئے کہ ایک قصبہ میں دس آدمیوں نے جو علیحدہ علیحدہ محفلیں منعقد کرکے تھے وہ سب مل کر ایک محفل منعقد کریں تو ظاہر ہے کہ وہ دس گنا زیادہ شاندار ہوگی اور اس کے لئے اچھا میلاد خواں یعنی ایک مقرر کی خدمات دس کی جاسکیں گی

دوسرا امتیاز جو اس عید میلاد کی محفل میں پیدا کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بجائے ذکر ولادت اور نعتیہ قصائد وغیرہ کے زیادہ تر سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں پر زور دیا جائے اور مسلمانوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ آقائے دوجہان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور اپنے اعمال میں اخلاق رسول کا رنگ بھریں

تیسرا امتیاز یہ پیدا کرنا چاہیئے کہ غیر مسلموں کو بھی ان محفلوں میں مدعو کرنا چاہیئے اور ان کے سامنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت اور سوانح حیات پیش کرنا چاہیئے اور ان غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیئے جو عیسائی متعصب مصنفین اور مورخین نے پیدا کردی ہیں خصوصاً تعدد ازدواج کے مسئلہ پر محققانہ بحث کرکے دکھانا چاہیئے کہ رسول اللہ نے کن حالات ومصالح کے ماتحت متعدد نکاح فرمائے تھے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام اخلاق حضور صاحب خلق عظیم علی الخلوق اور عام رواداری کے واقعات وعادات کے ساتھ بیان کئے جائیں حضور کی معاشرت کی سادگی اہل وعیال اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کس طرح اور کیونکر حضور پیش آتے تھے لباس کیا تھا کھانا پینا کیسا تھا بستر کیسا تھا مکان کیسا تھا مجلس میں کس طرح تشریف رکھتے تھے دشمنوں کا کیا انداز تھا بچوں اور بڑوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے غرضکہ سیرت مقدسہ کے تمام اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالنی چاہیئے غیر مسلموں کو بلا کر کرسی ایسا موقع نہ دینا چاہیئے کہ الزام شکایت پیدا ہو بلکہ اپنی مجلس میں ان کے لئے خاص اہتمام کرنا چاہیئے

اور حسن اخلاق کا ایسا ثبوت دینا چاہیے کہ محمد رسول اللہ کی امت ہونے کا اس سے ثبوت ملے۔

غرضکہ عید میلاد کی یہ محفل ظاہری شان و شوکت کے ساتھ انوار و برکات باطنی کا ایک ایسا سرچشمہ ہو جس سے مسلم اور عالم مسلم سب کی روحانی پیاسیں بجھے اور دنیا کو ہدایت محسوس ہو جائے کہ ہادی اعظم و محسن عالم کی عید المیلاد کا آج یوم سعید و مسعود تھا جس کے انوار و برکات سے اخلیہ فلاح کے در و دیوار روشن ہو گئے۔

لیکن اس طرح ایک سال اہتمام کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ممکن ہے ایک سال زور و شور سے یہ تقریب منائی جائے مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ضرورت اس امر کی ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال پورے اہتمام و انتظام سے عید میلاد کی تقریب منائی جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہر سال کوئی جماعت اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے جہاں کہ اس دفعہ کوشش کی جاری ہے بہرحال عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ آقائے دو جہان کی محبت و عقیدت کا فرض کما حقہ ادا کریں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

ربیع الاول کے ماہ مبارک میں ہندوستان کے طول و عرض میں محافل میلاد منعقد ہوں گی اور ان میں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا قصائد نعتیہ بھی پڑھے جائیں گے لوگ جوق جوق جمع ہو کر مولود خوانوں کے ترانے سنیں گے پرشیرینی تقسیم کی جائیگی اور زبان رسول اپنی استطاعت کے مطابق دل کھول کر خرچ کریں گے۔ یہ سب اچھی باتیں ہیں مگر محافل میلاد کا مقصد یہ نہیں ہے ان محفلوں کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدس سنکر اپنی زندگی کو اسی سانچے میں ڈھالیں اور آپ کے احکام و فرامین کی اطاعت کریں کہ یہی اطاعت الٰہی ہے خدا نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے رسول کی اطاعت کی اس نے ہماری اطاعت کی یہ اس لئے کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ چونکہ ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ کے عین حکم الٰہی ہوتا تھا۔

پس اگر اطاعت الٰہی کی خواہش ہو تو اطاعت رسول پر عامل ہونا چاہیئے اور ربیع الاول کی محافل میلاد سے پہلی اطاعت رسول کا عہد کرنا چاہیئے اگر ان محفلوں اور ذکر رسول سے ہمارے اندر اطاعت رسول کا جذبہ صادق پیدا نہ ہو تو جس سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا دل محبت رسول ہی سے خالی ہے کیونکہ محبت کا اقتضا اطاعت و انقیاد اور فرمانبرداری ہے کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ جس کی محبت کا ہم دم بھریں اس کے ارشادات اور احکام سے انحراف کریں محبت تو سراپا اطاعت کا نام ہے اور کسی مدعی محبت کا دعویٰ اس وقت تک سچا نہیں سمجھا جا سکتا جب تک وہ محبوب کے ہر حکم کی بسر و چشم اطاعت نہ کرے۔

برادران اسلام! آج جبکہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اور تم محافل میلاد میں مشغول ہو تو ایسی کوشش کرو کہ ان محفلوں کی برکات سے دنیا و

زیادہ فیضیاب ہو اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر و احکام کی پوری پوری اطاعت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی اچھی طرح پیروی کرو۔

رسول اللہ اور تجارت

ہمیں اپنی ایک ایک کمزوری کو دور کرنا اور دارالشفا ثبوت سے اسکا علاج کرانا چاہیئے مثلاً ہم بحیثیت ایک قوم کے آجکل افلاس اور تنگدستی کے مرض میں مبتلا ہیں اور اس ایک مرض نے سینکڑوں ہزاریاں پیدا کر دی ہیں جہالت اس مرض کا پہلا پھل ہے اور جہالت سے ہماری زندگی کے ہر ہر شعبہ کو کرم خوردہ بنا دیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور آقائے دو جہان کی مبارک و مقدس زندگی سے ہم اس مرض کا علاج کر سکتے ہیں یا نہیں اور نبوت کے دارالشفا سے اسکی کوئی نسخہ دستیاب ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

مسلمان آجکل شب و روز افلاس کا رونا رویا کرتے ہیں اور ان کے نزدیک اس کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ سرکاری نوکریاں ہیں ان نوکریوں کے لئے وہ ہمہ وقت وہ اپنے برادران وطن سے لڑتے رہتے ہیں اور ان کو غاصب بتلا کر اپنا حصہ آبادی کے تناسب سے طلب کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ صرف ان کی دولتمندی نوکریوں ہی کی وجہ سے ہے لیکن یہ بالکل غلط خیال اور بے قیاس ہے ان کی اور تمام دنیا کی دولتمندی کا راز سرکاری ملازمتوں میں نہیں بلکہ تجارت کی گرم بازاری میں مضمر ہے۔

مگر مسلمان ہیں کہ اب تک سن حسیب القوم نہ صرف اس شعبہ مدنیت سے الگ تھلگ ہیں بلکہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں حالانکہ مسلمان کو معلوم ہے اور اگر فرض معلوم نہیں تو معلوم ہونا چاہیئے کہ فخر موجودات عالم آقائے دو جہان محمد رسول اللہ نے سب سے پہلی مشغولیت جو اختیار فرمائی تھی وہ تجارت کی تھی آپ نے ابو طالب کے ساتھ بچپن ہی میں قافلہ تجارت کے ہمراہ شام کی سفر اختیار فرمایا تھا اس کے بعد حضرت خدیجہ کا مال تجارت لیکر جانے لگے اور تجارت میں نفع غیر معمولی حاصل فرمانے لگے تھے۔

اس کے علاوہ خدائے پاک نے تجارت کو اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی اگر تم اپنے پروردگار کا فضل یعنی تجارت کا نفع چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ یعنی نماز جمعہ کے بعد زمین پر پھیل جاؤ اور تجارت میں مشغول ہو جاؤ تیسری جگہ ارشاد ہے واٰخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ اور بعض لوگ خدا کے فضل یعنی تجارت کے ذریعہ طلب معاش میں ملک میں سفر کر رہے ہوں گے۔

تجارت کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ سرور عالم خود تجارت کرکے امت کے لئے اسوۂ حسنہ قائم فرماتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر تجارت کو ایک جگہ نہیں بلکہ ہر جگہ اپنے فضل سے تعبیر فرماتا ہے اس کے بعد بھی اگر مسلمان اس سے محفوظ برتیں اور اس کو حقیر و ذلیل پیشہ سمجھکر اس سے علیحدہ رہیں تو اس سے بڑھکر ان کی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے تو کیا ہم

کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں اور افلاس کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں مگر اس پیشہ مزدگ کو اختیار نہیں کرتے جس کی فضیلت و بزرگی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہے اور جو دولتمندی کی ضامن ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمان اس چیز سے بے پروا ہیں جو دین اور دنیا دونوں حیثیتوں سے مفید ہے دنیاوی لحاظ سے تو ظاہر ہے کہ دولتمندی اور تموّل کا واحد ذریعہ تجارت ہے اور دینی حیثیت یہ ہے کہ رسول اللہ کی سنت ہے اس پر عمل کرنا موجب ثواب اخروی بھی ہے اور خدا نے اس کو اپنے فضل سے تعبیر فرما کر اس کی اہمیت اور بڑائی دی ہے اس لئے مسلمانوں کو اسی نقطۂ نظر سے تجارت کرنی چاہیئے کہ یہ رسول اللہ کی سنت ہے اور اس عمل کرنا دراصل اسوۂ حسنہ کو پیروی دین اور دنیا کی میسر خوشحالی کا باعث ہے

میلاد خوانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی کمزوریوں کو مدنظر رکھکر رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کریں اور اس پر ان کو عمل کرنے کی ترغیب دیں آجکل مسلمان حد سے زیادہ افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہیں اس لئے سود خوانوں کو چاہیئے کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو مسلمانوں کے سامنے موثر انداز میں پیش کریں

ہماری تبلیغ اور تبلیغ نبوی

کا گذشتہ چھ سال سے تبلیغ کا ایک غور طلب منظر رہا ہے جس کی زبان پر ہمیشہ تبلیغ کا لفظ جاری و ساری رہا کرتا ہے اگر دیکھو تبلیغ کے مضامین سے ۹۰ فیصدی اگر تبلیغ مسلمانوں کا صحیح اور سچا احساس اس شور محشر کا سبب تھا تو نہایت مبارک تھا مگر واقعہ یہ نہیں ہے بلکہ نمائش کی تحریک اصل سبب تھا اور بڑی حد تک آریہ سماجیوں کی ہنگامہ آرائی کی بھی کوئی برائی نہ تھی اگر مخالف سرگرمیوں سے مسلمانوں کے اندر اپنے فرض کا احساس پیدا ہو جائے اور جو غفلت طاری ہے وہ دور ہو جائے تو اس کو کون برا کہہ سکتا ہے مگر افسوس اس امر کا ہے کہ صحیح تبلیغ کا جذبہ پیدا ہوا اور نہ غفلت جو ہم پر طاری تھی وہ دور ہوئی اور نہ اپنے فرض کا کما حقہ احساس پیدا ہوا چنانچہ اس ہنگامہ سرگرمیوں میں اضمحلال آتے ہی ہمارے قدم علیحدہ ہو گئے اب نہ وہ تبلیغی کا لٹریچر ہیں نہ تبلیغی جلسے اور نہ حضرت الارض کی طرح جو تبلیغی اجتماع ہوتے تھے ان کی کہیں دید و شنید ہے نہ وہ جوش و خروش ہے اور نہ تبلیغی گہما گہمی خرچکہ فی الیمین کے دینے پڑتے ہیں اسلامی مدرسے بند پڑے ہیں۔

اس کی وجہ اصل یہی ہے کہ تبلیغ کا سچا اسلامی جذبہ نہ تھا اور ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر سے متاثر ہو کر تبلیغی فرض ادا کرنے کے لئے ہم نہیں اٹھے تھے بلکہ آریہ سماجیوں کی ناپاک سرگرمیاں ہمیں اکسانے کا محرک و باعث پیدا کیا اور اس کے ماتحت ایک طرح کی حرکت ہمارے جوارح اور اعضاء میں پیدا ہو گئی تھی یہ حرکت اضطراری تھی اور اس کا رشتہ آریوں کے ہاتھ میں تھا ان کے ہاتھ کی حرکت بند ہوئی اور ادھر ہمارا رقص بھی بند ہوا۔

لیکن اگر ہم یہ راستہ شمع نبوت سے سبق حاصل کرتے تو آج یہ حالت ہرگز نہ ہوتا اور نہ ہمارا جوش کہ اور ہماری سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ جاتیں کیونکہ شمع رسالت سے کبھی ہو نہ سکتا نہیں پڑتی۔

اب اپنے آقا و مولا کے تبلیغی اسوۂ حسنہ کو دیکھو کہ کس طرح دن رات اور ہر ہر موقع شوق تبلیغ باوجود سزا ہا مزاحمتوں کے اور سینکڑوں قسم کی موانع و مشکلات اور عرصے زیادہ ایذا رسانیوں کے ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ پتھر مارنے کے اشرار کفار نے حضور کے جسم اقدس کو لہولہان کر دیا مگر ایک لمحہ کے لئے تبلیغی سرگرمیوں میں کمی واقع نہ ہوئی دیکھو ہماری تبلیغی مساعی کس قدر آسان ہیں اور کس طرح خطرات سے یکسر پاک اور رسول خدا کے راہ تبلیغ میں کتنی و کیسی کتنے خطرات اور کس قدر موانع و مشکلات تھے مگر ہمت نے اپنی جدوجہد ختم کر دی اور ہمارے آقا و مولا کا شوق تبلیغ ترقی کرتا رہا۔

پھر ذرا دیکھو کہ ہمارے آقا فریضہ تبلیغ کس طرح ادا فرماتے تھے اور ہم کس طرح اس فرض کو انجام دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ لوگ آتے تھے اور تکلیف اٹھاتے تھے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے حالت نماز پشت مبارک پر غلاظت سے بھری ہوئی اونٹ کی اوجڑ ہی لاد دیتے تھے لعنتوں بدعاؤں اور گندوں کو آپ کے پیچھے لگا دیتے تھے جو طرح طرح سے ملامت کرتے پتھر مارتے اور لہولہان کر دیتے مگر آپ کی زبان قدسی سوائے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون کے کبھی سخت و درشت لفظ سننے نہیں ہوئی خدا نے فرمایا تھا ادفع بالتی ھی احسن اور وھادھم بالتی ھی احسن آقائے نامدار ہمیشہ اس فرمان حق پر عامل رہے یہاں تک نرمی برتی کہ رب دوجہان کو تہدیدی سی لہجہ ہی برتنے کا حکم صادر کرنا پڑا اور فرمایا واغلظ علیھم کہ سختی و نرمی ہو دریدہ است

آقائے نامدار کے اس طرز عمل کو اپنے تبلیغی طرز عمل سے ملا کر دیکھو کہ کہاں تک مطابقت کہا جا سکتا ہے کیا ہم اپنی تبلیغی کاوش میں ایسی درگذر ایسی نرمی اور ایسے ہی صبر سے کام لیتے ہیں کیا ہماری تبلیغ کا یہی وہی طریقہ ہے جو رسول پاک کا تھا کہ گالیاں اور بددعائیں سن کر ہنسے جاتے تھے اور پھر مار کر لہولہان کر دیا جاتا تھا مگر زبان سے دعا کے خیر کے سوا کوئی برا کلمہ تک زبان سے نہ نکلتا تھا اور کیا ہم اور ہمارے مبلغین یہی ایسے صابر و شاکر اور حلیم و متواضع اور ادفع بالتی ھی احسن اور وجادلھم بالتی ھی احسن پر عامل ہوتے ہیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ہونا چاہیئے کہ ہم ہونا کا ہوں کا منہ دیکھتے ہیں اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہمارا طریقہ تبلیغ رسول خدا کے طریقہ تبلیغ سے مختلف ہے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ تبلیغ میں ہمیں بھی ویسی ہی کامیابی ہو جیسی کہ جناب رسالت پناہ کو ہوئی تو حضور کے نقش قدم ہی پر چل کر عمل ہو سکتا ہے جس سے غیروں اور کافروں اور تکفیر بازوں اور تعصب مذہبی سے متلاشی اسلام کی اطاعت نہیں ہو سکتی کہ ہمارے مقابلہ پر اسلام کی کوئی عمدہ شکل دیکھ کر تاکہ چشمہ ہدایت اسلام کی فضیلت پر نظر آجائے اخلاص کو اپنے مشن کا حقیقی رہبر بنا ذلت و شہرت اور نام و نمود کو دل سے نکالو کیونکہ جب تک ہمارے دل اخلاص سے خالی ہیں اس وقت تک تبلیغ اسلام میں قوی سے قوی حجت تک کی ہماری باتیں نہیں پہنچ سکتیں، ہاں اپنی ذاتی کوشش سے تبلیغی خوب کر سکتے ہیں لیکن اگر اسلام کی تبلیغ چاہتے ہو تو رسول اللہ کے طریقہ پر چلو یہ نہیں کہا جاتا کہ حالات حاضرہ کے پیش نظر بعض دنیوی باتیں جن ان سے فائدہ نہ اٹھاؤ لیکن اصل چیز رسول اللہ کے طریقہ تبلیغ کا اتباع ہے وہ روح

پیدا کردہ میں نے عرب کے تمام کو چمر سے ہیرا بنا دیا۔

مواخات اسلامی

مواخات کے نقطہ سے مسلمانوں کے کان اتنا نہیں ہیں اکثر لوگوں کو معلوم ہوگا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرادیا تھا اس لئے کہ بیچارے مہاجرین گھر بار اور مال و دولت جائداد اور جاگیر وغیرہ سبھی کچھ چھوڑ کر صرف ایمان کی دولت سینے سے لگائے مدینہ منورہ میں آئے تھے ان کے پاس دوست تھی نہ زمین کہ گھر بسانے اگرچہ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھر عام طور پر مہاجرین کے لئے مہمانی نے تھے مگر ضرورت مستقل انتظام کی تھی۔

چنانچہ آنحضرت نے انصار و مہاجرین میں رشتۂ اخوت قائم کر دیا تھا یہ مواخات کا واقعہ ہے کہ انس رضی کے مکان پر حضور نے انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں مہاجرین کی تعداد ۴۵ تھی ایک مہاجر اور ایک انصاری کو ملاتے اور فرماتے کہ تم دونوں بھائی بھائی ہو چلے بس مواخات قائم ہو گئی۔

یہ مواخات اس آیہ کریمہ کے حکم کے مطابق قائم کی گئی کہ ان الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان لوگوں کو پناہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم بھائی بھائی ہیں۔

اس دنیا میں جہاں نفسی نفسی کا معاملہ ہے اور کوئی کسی کے کام نہیں آتا اور خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ حقدار رشتہ داروں کو بھی محروم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں اس اعجاز کو دیکھئے کہ ایک جنبش لب غریب الوطنوں صاحب املاک و صاحب دولت و جاہ اور انصار اپنا بھائی بنا لیتے ہیں اور پھر یہ بھائی چارہ اور یہ مواخات زبانی نہیں تھی بلکہ حقیقتاً سگے بھائیوں کا سا ملکہ اس سے بھی بہتر سلوک انصار نے کیا۔

چنانچہ انصار اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنے گھروں پر لے گئے اور گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ دیکر کہدیا کہ آدھا ہمارا اور آدھا آپ کا یہاں تک کہ سعد بن ربیع جن کے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف قرار پائے تھے ان کے دو بیویاں تھیں انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دیتے دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیجئے لیکن انہوں نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا اور کہا یہ سب مال آپ کو مبارک ہو مجھے تو بازار کا راستہ بتا دیجئے چنانچہ آپ نے تجارت شروع کی اور تھوڑے عرصہ میں اتنے بڑے مالدار ہو گئے کہ ان کی سامان تجارت سات سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا خود ان کا بیان ہے کہ خاک پر ہاتھ ڈالتا تھا تو سونا بن جاتی تھی۔

انصار کرام کے پاس جو کچھ دولت تھی وہ نخلستان تھے ان کا پیشہ زراعت تھا اور مہاجر اس پیشہ سے ناواقف تھے کیونکہ وہ تجارت پیشہ تھے انصار نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں کو ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دیجئے مگر چونکہ مہاجرین اس فن سے ناواقف تھے اس لئے حضور نے مہاجرین کی طرف سے انکار کر دیا کیونکہ یہ نخلستان مہاجرین کے کام کے نہ تھے وہ ان کی کچھ مالی نہ کر سکتے تھے

مگر انصار کا جذبۂ اخوت دیکھو کہ انہوں نے کہا کہ سب کاروبار ہم خود انجام دیتے لیں گے جو کچھ پیداوار ہوگی اس میں نصف حصہ مہاجرین کا ہوگا مہاجرین نے اس کو قبول کر لیا۔

غور سے دیکھو کہ انصار نے نہ صرف اپنی نصف جائداد تقسیم کر دی بلکہ محنت و مشقت بھی اپنے ہی ذمہ رکھی اور پیداوار میں آدھے کا شریک کر لیا، کیا دوسگے بھائیوں میں بھی ایسا معاملہ کہیں دیکھنے سننے میں آیا ہے یہ کہا چیز تھی جس نے انصار کو غریب الدیار مہاجرین کے ساتھ ایسا ایثار زبردست سلوک کرنے پر آمادہ کر دیا جو حقیقی بھائیوں کے ساتھ بھی کوئی نہیں کرتا بلکہ اجنبی آدمیوں کے ساتھ۔

یہ دولت ایمان اور اطاعت رسول تھی جس نے یہ سلوک کرایا اب غور طلب یہ امر ہے کہ ہم بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں اور اسی رسول کے نام لیوا ہیں جس کے نام لیوا انصار تھے کیا ہمارا طرز عمل بھی اپنے ناداروں مفلسوں کنگالوں اور جاہل مسلمانوں کے ساتھ وہی ہے اگر نہیں تو کیوں اور کیا وجہ ہے کہ اسلام کا رشتہ آج ہمارے اندر اس عہد رسالت کی مواخات کا رشتہ نہیں جوڑتا اور ہم ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق رہتے ہیں۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم کامل الایمان نہیں ہیں اور ہمیں اس امر کا یقین نہیں کہ فی الواقع اسلام اور ایمان کا رشتہ دو اجنبیوں کو بھی بھائی بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کا مددگار و معاون بنا دیتا ہے اور یہ کہ ہمارا فرض ہے کہ ہر اپنے مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھیں اور بھائیوں جیسا اس کے ساتھ سلوک کریں اس کمی نے ہماری ملت کے شیرازہ کو کمزور اور مضمحل کر دیا ہے ورنہ آج بھی مسلمان محض مواخات کی بدولت سے سب کچھ بن سکتا ہے۔

موجودہ حالات کو چاہئے کہ وہ ذکر رسول کے سلسلہ میں رسول اللہ کے اس اسوۂ حسنہ کو وضاحت سے بیان کر کے مسلمانوں کو باہمدگر بھائی چارہ پیدا کرنے کی تلقین کریں۔

کیا ہمارے لئے اسمیں کوئی سبق نہیں

اخوت اسلامی کا منظر پیش

ہو چکا اگر مسلمان دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنی چاہتے ہیں تو ان کو عہد رسالت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے اندر جو بھائی چارہ قائم کیا تھا اس کی پیروی کرنی چاہئے آج جو سستی و سفل کے غار میں مبتلا ہے ہیں ان کا اگر کوئی علاج ہے تو یہی کہ حضور نے جو مثال اسلامی اخوت کی قائم کی تھی اس پر چلیں اور اس نا اتفاقی و انتشار کو اپنے اندر سے دور کر دیں بدبختی سے جس کا شکار ہم ہو گئے ہیں، اخوت کا یہ عملی رشتہ تھا جو دنیا تک مسلمانوں کو سبق دیتا رہے گا کہ مسلمانوں کو کس طرح باہم زندگی بسر کرنی چاہئے اور اس کے علاوہ زبان فیض ترجمان سے مسلمانوں کے باہمی تعلق کے متعلق وقتاً فوقتاً جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں وہ بھی ہماری ہدایت کے لئے کافی ہیں۔

حضور نے فرمایا ہے المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے

مثل دیوار کے ہے جس کی ہر ایک اینٹ دوسری کو تھامے ہوئے ہے پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اس کی مثال دی

اس ارشاد نبوی میں کمال بلاغت سے سمجھا دیا گیا کہ مسلمانوں کو باہمی کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیئے یعنی اس طرح کہ ہر وقت ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہنا چاہیئے اور کبھی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو بے سہارا چھوڑ دے بلکہ سب کو ایک رشتہ میں منسلک ہو کر رہنا چاہیئے اور کوئی ایسی زندگی بسر کرنی چاہیئے جس کی تمام تر شیں ایک دوسرے کو تقویت دینے ہوئے ہوں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے المومن کرجل واحد ان اشتکی عبید اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ تمام مسلمان مثل ایک فرد واحد کے ہیں اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو سارا جسم درد کرنے لگتا ہے اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تپ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث پاک میں بھی صاف طور پر حضور روحی فداہ نے بتلا دیا ہے کہ مسلمان کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مامور و مجبور ہیں وحدت اسلامی کی شان اس سے بہتر طریقہ پر اور کس طرح ادا کی نہیں دی جا سکتی تھی کہ تمام ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ کو ایک جسم اور ایک شخص سے تشبیہ دیکر فرمایا کہ جس طرح صرف ایک آنکھ کے دکھنے سے سارا جسم درد میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جس طرح صرف ایک سر کا درد سارے بدن کو تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے اسی طرح اسلامی ملت کے جسم کا حال ہے یعنی اگر پوری ملت میں صرف ایک فرد بھی مبتلائے اذیت ہو تو ساری امت مرحومہ اور پوری ملت اسلامیہ کو اس کا درد محسوس ہونا چاہیئے اور بالکل اسی طرح کی ملت اور اسی دلسوزی کے ساتھ جس طرح ایک شخص کا جسم اپنی آنکھ اور سر کے درد سے متاثر ہوتا ہے جسم ملت کے کسی ایک فرد کی تکلیف اور مصیبت سے متاثر ہونا چاہیئے۔

عہد رسالت کے مسلمانوں کی حالت یہی تھی اسی لئے دین اور دنیا کی سروری و سرفرازی ان کے قدموں کو بوسہ دیتی تھی مگر ہماری حالت اس کے برعکس ہے اسلام نے بکھرے ہوؤں اور ایک دوسرے سے کٹے ہوؤں کو جوڑا تھا اور نفاق و اختلاف کو کفر کی علامت اور اس کے لئے مخصوص کیا تھا مگر جیسے کفر کی نشانی تھی اور کفر کے لئے مخصوص تھی افسوس کہ وہ لعنت ہم مسلمانوں پر اب سے زیادہ آج پھیلی ہوئی ہے ہندوستان کی تمام قوموں کو دیکھ جاؤ ان میں سے کوئی بھی ایسی قوم نہ پاؤ گے جس نے اسلام کے مسلمہ وحدت کو اپنی طرح نہ نشین نہ کر لیا ہو اور اسلامی اخوت و وحدت پر اس کی عمل نہ ہو گا مگر یہ مسلمان ہیں کہ دیوار کی طرح مستحکم اور فرد واحد کی طرح متحد نہیں ہوتا چاہتے تھا مگر بدقسمتی سے مٹی کے ڈھیلوں کی طرح منتشر ہیں۔

کیا ربیع الاول کی پاک ذکر رسول سے ہم اتنا بھی فیض حاصل نہ کریں گے کہ اختتام صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیات بخش تعلیم اتحاد و زندگی بخش اسوہ مواخات سے کوئی سبق حاصل کریں اگر بحافظ میسر نہ ہو اطاعت احکام رسول کو اتباع اسوہ مبارکہ کا سبق حاصل کر سکیں تو اس سے زیادہ

یہ بھی ہماری اور کیا ہو سکتی ہے

مسلم کون ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہنے کے معنی ظاہر ہیں کہ کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان کی نہ تو زبان سے کسی قسم کی تکلیف پہنچے اور نہ ہاتھ سے یہ ایک مسلم کی علامت اسلام ہے جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعوی نہیں کر سکتا اب ہمیں اس معیار کو سامنے رکھکر اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہم اس معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں اس سے قبل کہ اپنی حالت کا ہم جائزہ لیں اپنے سید مولیٰ آقا و سردار تاجدار مدینہ کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام کے اتباع و پیروی اسوۂ رسول کا حال معلوم کر لینا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تو یہ تھا کہ مسلمان تو ایک طرف رہے کبھی کسی کافر کو بھی آپ کی زبان اور ہاتھ سے خفیف سے خفیف تکلیف بھی نہیں پہنچی حضور نے ساری عمر اپنی ذات کی ایذا رسانیوں کا رتی بھر انتقام نہیں لیا، طائف میں پتھر لیاں اور لہو لہان کر دیا گیا جنگ احد میں دندان مبارک شہید کیا گیا اور کھانے میں زہر دیا گیا مکہ میں کفار نے وہ وہ ایذائیں دیں کہ عداوت و انسانیت کانپ اٹھی اور دنیا میں بھی اعدا کفار نے کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا مگر ان تمام تکلیفوں اور ایذاؤں پر آپ نے صبر کیا اور کفار کے لئے بھی زبان اقدس سے کبھی ایک کلمہ بد نہ نکالا اور اگر کچھ زبان مبارک سے نکلا بھی تو یہی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ نہیں جانتے جس ذات اقدس کی زبان کفار کی بد دعا سے بھی آلودہ نہ ہو بھلا وہ زبان مبارک کسی مسلمان کی بدگوئی کے لئے کیا اور کیونکر متحرک ہو سکتی تھی

اس کے بعد صحابہ کرام کی زندگیوں کو دیکھو تم کو ایک مثال بھی نہیں ملے گی کہ کسی صحابی کی زبان یا ہاتھ سے کسی دوسرے کو بغیر شرعی تکلیف پہنچی ہو۔

رسول کا اسوۂ رسول اللہ اسوۂ حسنہ اور رسول اللہ کے صحابیوں کا عمل ہمارے سامنے ہے اب اس کے مقابلہ پر ہمیں اپنی زندگی پر نظر ڈالنی چاہیئے اور اسی روشنی میں اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لینا چاہیئے کہ اس معیار بالا پر ہم پورے اترتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے حقدار ہیں یا نہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کسوٹی پر جب ہم اپنے آپ کو کستے ہیں تو مطلقاً پورے نہیں اترتے اور شرم آتی ہے کہ آج جو حالت ہماری ہے اس کی موجودگی میں ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہمارے رسول کا یہ حال کہ کفار تک ہمیشہ آپ کی بددعا سے محفوظ رہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی زبان اور حرکتوں سے محفوظ نہیں ہم بریلوی دیوبندیوں کو مارتے وار گالیاں دیا کرتے ہیں اور ان کو دہابی کہتے ہیں اور بات بات پر ان کی تکفیر کیا کرتے ہیں دیوبندی بریلویوں کو بدعتی فاسق فاجر کہتے رہتے ہیں اور سنت رسول کا دشمن ان کو بتلاتے ہیں حنفی اہلحدیث کو اور اہلحدیث حنفیوں کو سب و شتم کرتے رہتے ہیں

ایک دوسرے کے خلاف رسالے اور پمفلٹ جاری اور شائع کئے جاتے ہیں۔ شیعہ اکثر سنی ہمیشہ دست و گریباں رہتے ہیں قادیانی غیر قادیانی ہمیشہ لڑتے رہتے ہیں اور یہ سب آپس میں ایک دوسرے کو زبان و دہن اور زبان قلم سے وہ وہ صلواتیں سناتے رہتے ہیں کہ تہذیب و انسانیت شرم سے سر نیچا کر لیتی ہے۔ یہی حال صوفیوں اور مولویوں کا ہے کہ ایک دوسرے سے دست و گریبان رہتے ہیں کبھی سماع کا مسئلہ و جنڈیالہ ہے کبھی اعراس کا مسئلہ باعث جدال کبھی زیارت قبور موجب فساد۔

یہ حال تو مسلمانوں کے مذہبی مقتداؤں اور ان کے پیروؤں کا ہے اب ذرا سیاسی لیڈروں کا بھی مرقع دیکھئے یہاں بھی حسب دستور شب و روز جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے کبھی کسی مسئلہ میں بھی اتفاق نہیں کرتے ہاں نا اتفاقی پر ضرور تمام اجزاء و عناصر امت مرحومہ نے اتفق قائم کر لیا ہے۔

خلافت کی تحریک شروع ہوئی تو ایک جماعت مخالف رہی اور حکومت کا ساتھ دیکر اپنے بھائیوں کو اس کے تشدد کا ہدف بنوا دیا اس کے بعد تبلیغ و تنظیم کی تحریکیں شروع ہوئیں تو اس قسم اختلاف اور باہمد گر مخالفت شروع ہوئی کہ کوئی متحدہ اور مرکزی نظام سرے سے قائم نہ ہو سکا بیسیوں انجمنیں بن گئیں اور بجائے فریضہ تبلیغ کی بجا آوری کے ایک دوسرے کی کاٹ کرتی رہیں ایک دوسرے کے رستہ میں روڑے اٹکاتی رہیں اور کوشاں رہیں کہ میدان عمل میں بس صرف وہ رہیں اور باقی سب نکل جائیں حکیم اجمل خاں مرحوم نے سعی کی کہ سب جماعتیں متحد ہو کر کام کریں ایک مرکز کے ماتحت ہو کر فرض تبلیغ میں سعی ہوں اور دائرہ عمل سب سے الگ الگ ایک ماتحت نظم کے ماتحت کر دیئے جائیں گو چند یوں نے اتفاق و اشتراق پر مدت العمر قائم رہنے اور اسلام کو روما اور ذلیل کرنے کی شرکت کبھی ہے وہ بھلا کیونکر ایک نظم کے ماتحت آسکتیں نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ سب ٹھک کر اور بدعم سرمایہ کی بنا پر غنا ہو گئیں اور عالم آباد کو سدا بہار نہ بنا سکیں اور اب تبلیغ و تنظیم کا کہیں نام بھی نہیں سنائی دیتا اگر سب جماعتیں ایک رشتہ اتحاد میں متحد و منسلک ہو کر نظم و ترتیب کے ساتھ کام کرتیں تو کام ہی ہوتا اور قیام بھی۔

اس کے بعد سیاسی تحریک چلائی گئی تو رہنماؤں میں دوسری قسم کی جنگ چھڑ گئی اور آج یہ کیفیت ہے کہ مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے خلاف زبان و قلم سے مصروف جہاد ہیں ایک دوسرے کو غدار قوم فروش ملک کے خائن رجعت پسند حکام پرست نہروانی ہندوؤں کے چمچوس اور خدا معلوم کیا کیا کہہ رہے ہیں کوئی جماعت اور ان کے افراد ایک دوسرے کی زبان سے محفوظ ہیں اور نہ ہاتھ کیونکہ جلسوں میں گالی گلوچ سے لیکر لٹھ بازی تک نوبت پہنچ رہی ہے دونوں جماعتیں اپنے اپنے اخباروں اور جلسوں میں کھلم کھلا گالیاں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں ایک دوسرے پر اتہامات نگار ہے ہیں اور ایک لمحہ کے لئے آقائے دوجہان کی حد حیثیت آپ کا اسوہ حسنہ اور صحابہ رسول کا عمل ان کے سامنے نہیں آتا سوال پیدا ہوتا ہے کہ ارشاد نبوی المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کی روشنی میں ہم کس قسم کے مسلمان ہیں۔

قلت اور کثرت

آجکل مسلمانان ہند قلت تعداد سے اپنی بہت ہراساں اور خوفزدہ ہو رہے ہیں اور بلکل بیقوفی معاملات میں اس کا یہ اثر انہوں نے قبول کیا ہے کہ ہر موقع پر بزدلی اور اپنے آپ سے بے اعتمادی کا اظہار کرتے ہیں اور سمجھنے لگے ہیں کہ ہندوؤں کی کثرت تعداد کہیں ان کو فنا نہ کر دے خدا نے جو قومی زندگی کے لئے از حد ضروری ہے وہ جاتی رہی ہے اور خوف و جبن پیدا ہو گیا ہے اور بجائے اپنے اوپر بھروسہ کرنے اور اللہ تعالےٰ سے امید نصرت و امداد رکھنے اور اس کا خوف دل میں رکھنے کے بجائے دوسروں کی امداد پر رکھنے اور اس کا خوف دل میں رکھنے کے بجائے دوسروں کی امداد پر زندگی کا سہارا ڈھونڈنے لگے ہیں اور مخلوق کا خوف خالق کے خوف پر غالب آگیا ہے حالانکہ اسلام غیر اللہ کے خوف کو دل سے نکالنے ہی کا نام ہے اور بزدلی و جبن کا بدوم ولہلک ہے۔

یہ کیفیت بڑی حد تک ضعف ایمان کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور دوسری وجہ موجودہ حکومت کی پر سیاسی حکمت عملی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کی کثرت تعداد کا خوف بٹھا کر مسلمانوں کو حکومت سے امداد طلبی پر مائل کیا جائے اور ان کو علیحدہ حقوق مانگنے پر علیحدہ کیا جائے چنانچہ حکومت اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گئی ہے اور مسلمان بیدل کی طرح کانپنے لگے ہیں اور ان کے دل میں یہ ہراس جاگزیں ہو گیا ہے کہ اگر انگریزوں کے ہاتھ سے ہندوستان نکلا تو بس ہندوان کو پیس کر رکھ دیں گے اس لئے آزادی وطن کی تحریک میں حصہ نہ لینا چاہیے بلکہ حکومت وقت کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں۔

اس جا و بیجا اثر پر ہوا ہے کہ جب کوئی ہمدرد وطنی و ملکی سوال سامنے آتا ہے تو مسلمان سب سے پہلے اپنے آپ کو ضعیف اور کمزور محسوس کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کی طرف سے سخت خطرات محسوس کرنے لگتا ہے۔

لیکن یہ احساس ملت اسلامیہ کی زندگی کے لئے ہلاکت کا پیغام ہے اور اگر جلد یہ خوف دل سے نہ نکلا جو ہمت شکن اور حوصلہ فرسا ہے تو اس کا ایک ہی نتیجہ نکلیگا اور وہ یہ کہ مسلمان من حیث الجماعت نہایت ذلیل و بزدل اور ہمت و حوصلہ ان کے اندر مطلق باقی نہ رہے اور صرف اغیار کے مجرد سہارے پر زندگی بسر کرنے کے عادی ہو جائیں گے

اس لئے غور طلب امر یہ ہے کہ مسلمانوں کی یہ کیفیت کیونکر دور ہو سکتی ہے اس کا جواب بھی ایک ہی ہے کہ مسلمان اپنے آقا و مولا کی زندگی اور سیرت پاک کا مطالعہ کریں اور اسوہ رسول کریم کو شمع ہدایت بنائیں اور آپ کی تعلیم پاک پر عمل کریں۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا آغاز کن حالات میں ہوا اور کس طرح اس نے ترقی کی اور داعی اسلام کی مدد و معاون سوائے تائید ایزدی کے اور کونسی طاقت تھی۔

ہر شخص کو معلوم ہے کہ تاجدار مدینہ نے جس وقت اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا اور توحید کی صدائے حق بلند کی اس وقت ایک بھی مسلمان

نہ تھا بلکہ ساری دنیا اور دنیا کی تمام مادی طاقتیں اس ہادی برحق اور اس کی صدائے حق کی مخالف تھیں لیکن اس کے باوجود سچائی نے فتح پائی اور داعی اسلام کو اپنے مشن میں کامیابی ہوئی یہ کیوں محض اس لئے کہ اسکی نصرت بخشیاں معین تھیں اور رسول اسکا دل تائید الٰہی کے یقین سے معمور تھا گو ہر ہر قدم پر مزاحمتیں کی گئیں اور گو شب و روز اسلام کو فنا کرنے کی کوششوں میں الحمائے اسلام تہک رہے مگر سوائے ناکامی و خسران کے ان کے حصہ میں کچھ بھی نہ آیا کہ ہی ہیں اسلام نے ترقی کی اور کافی تعداد مسلمان ہوگئی۔

مکہ کے بعد مدینہ کی زندگی کا مطالعہ فرمائیے تو معلوم ہو جائے گا کہ قلت تعداد کبھی بھی مسلمانوں کے لئے باعث خوف و ہراس نہیں ہوئی اور باوجود بیحد قلت تعداد کے مسلمان ہی غالب رہے اور ان کو فتح پر فتح حاصل ہوتی رہی اور ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کی جو بشارت دی گئی تھی وہ پوری ہوکر رہی۔

جنگ بدر میں مسلمان صرف ۳۰۰ سو تھے اور کفار ایک ہزار کفار کی فوج میں سو سواروں کا دستہ تھا از مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے اور تین سو مسلمانوں میں بھی سب کے پاس پورے اسلحہ بھی نہ تھے اور کفار غرق آہن تھے مگر اس کے باوجود مسلمانوں پر اپنی قلت تعداد کی خوف ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہوا اور نہ کفار کی کثرت تعداد سے وہ ایک لمحہ کے لئے خوف زدہ اور ہراساں ہوئے مسلمانوں کو اللہ پر پورا یقین اور اپنے اوپر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا چنانچہ باوجود قلت تعداد و قلت سامان کے مسلمانوں کو جنگ بدر میں نہایت شاندار کامیابی ہوئی جس کا ذکر قرآن میں بھی اس طرح کیا گیا ہے ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون یعنی خدا نے تمہاری بدر میں مدد کی جبکہ تم کمزور تھے تو خدا سے ڈرو تاکہ تم شکر گذار بنو جاؤ۔

خدا نے مسلمانوں کے لئے اس طور سے فرمایا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت کثیرۃ باذن اللہ اور عہد رسالت و عہد صحابہ کے تمام واقعات اس کے شاہد ہیں کہ ہمیشہ باوجود قلت تعداد و قلت سازو سامان کے مسلمان کامیاب رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قلت تعداد سے مشوش اور مضطر نہیں ہوئے اور نہ آپ کے صحابہ کرام اس سے متاثر ہوئے خالد ابن ولید اپنے تئیں وہ گنتی کے چار گنی تعداد پر فتح حاصل کیا کرتے تھے اور جس قدر شروع سے لیکر آخیر تک فتوحات حاصل ہوئیں وہ کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں ہوئیں مسلمانوں نے نصف دنیا کو فتح کر لیا مگر ان کی تعداد مٹھی بھر ہی دنیا کے مقابلہ پر نہ تھی۔

بہرحال آج مسلمان ہند بیحد قلت و کثرت تعداد کے طلسم باطل میں گرفتار ہیں عہد رسالت سے لیکر اس وقت تک کبھی اس میں گرفتار نہ ہوئے تھے جب تک کہ ہندوستان میں محکومی کی زنجیریں نہیں تھیں حقیقت یہ ہے کہ قلت و کثرت تعداد کا آئیڈیا اسلامی آئیڈیا ہی نہیں یہ انگریزی حکومت کا پیدا کردہ ہے اور مسلمان اس فریب میں مبتلا ہوگئے ہیں تو ہیں کثرت تعداد پر زندہ نہیں رہتیں بلکہ ان کی زندگی کی ضامن دوسری صفات

ہوتی ہیں یعنی خدا پرستی اور خود اعتمادی سب سے قوی خدا پرستی کا جذبہ ہے جس کو طلا پر کامل ایمان ہوگا دنیا میں کوئی طاقت اس کو مغلوب نہیں کر سکتی چنانچہ مسلمان جب تک کامل الایمان تھے وہ باوجود قلت تعداد کے تمام دنیا پر چھائے رہے۔ دوسری خود اعتمادی ہے آج یہ صفت انگریز اور تمام یورپین اقوام کی سرمایہ حیات و ضامن زندگی ہے اگر تعداد ہی پر فتح و ظفر اور غلبہ و تصرف منحصر ہوتا تو انگریزوں کا آج کہیں ٹھکانا نہ ہوتا کیونکہ ان کی تعداد ہندوستان میں ڈیڑھ دو لاکھ سے زیادہ نہیں ہے مگر وہ ۳۲ کروڑ انسانوں پر ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف قاہرانہ حکومت کر رہے ہیں۔

خود اعتمادی کے بعد نظر و اتحاد کی صفت ہے جو کسی قوم کی قومی و ملی زندگی کی کفیل و ضامن ہوا کرتی ہے۔

بہرحال محض تعداد کو کوئی چیز نہیں اور ہندوؤں کی کثرت تعداد سے مرعوب ہوکر زندگی کے تمام شعبوں میں بے اعتمادی کا اظہار خود کشی کے مرادف رسول اللہ کی اسوہ حسنہ از اول تا آخر ہم کو خود اعتمادی کا سبق دیتا ہے اور کثرت تعداد سے بے پرواہ ہوکر قدم بڑھانے کی تلقین کرتا ہے جو لوگ رات دن ہندوؤں کی کثرت تعداد کا رونا رویا کرتے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے اس کو ہوا بنا کر پیش کرتے ہیں وہ ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں مسلمانوں کے سامنے اللہ اور اس کے احکام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے اور صحابہ کرام کی طرز عمل ہے انہی چیزوں کی روشنی میں ان کو زندگی کے منازل طے کرنے چاہئیں اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور اسوہ حسنہ اور اعمال صحابہ سے کثرت تعداد سے مرعوب ہونے کا کہیں پتہ نہیں چلتا مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ لا تخف انک انت الاعلیٰ اور لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کی بشارت دی گئی ہے اور کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے اس لئے کسی کی کثرت تعداد سے مرعوب ہونا شان ایمان و شان اسلام کے برگزشایاں نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرکے اور الٰہی قوت پر اعتماد کرکے زندگی کے ہر شعبہ میں جرأت آزما قدم بڑھانا چاہیے

رسول اللہ کی رواداری اور مسلمان

غیر قوموں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طرز عمل تھا اور ہم کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں مسلمانوں کو اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارا ایسی جگہ نہیں رہتے جہاں صرف مسلمانوں ہی کی آبادی ہو بلکہ ایسی جگہ رہتے ہیں جہاں مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کی آبادی ہے اس وجہ سے رات دن ہم کو غیر مسلموں سے زندگی کے ہر شعبہ میں سابقہ پڑتا ہے اس لئے ہمیں اپنے طرز عمل میں رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی چاہیئے تاکہ دین اور دنیا دونوں میں ہمیں کامیابی اور سربلندی حاصل ہو اور ہمارے طرز عمل سے ہم کو اور اسلام دونوں کو فائدہ پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ساتھ بھی ہمیشہ نرمی اور خوشخوئی

کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے یہانتک کہ سخت ترین دشمنوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آتے تھے اور غیر محارب کفار کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے آنحضرت کفار حضور کے مہمان ہوا کرتے تھے اور حضور اپنا بستر تک ان کو عطا فرما دیا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک شریر کافر حضور کا مہمان ہوا حجرہ مقدسہ میں آپ نے اس کو بٹھایا اور اپنا بستر اس کو مرحمت فرمایا وہ از راہ خبث بہت زیادہ گندگی سے آلودہ کر گیا اور رات کو حضور پاک کے مقدس بستر کو اپنے پیٹ کی غلاظت و گندگی سے خوب لوث کیا اور صبح ہونے سے پہلے ہی فرار ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اپنے مہمان کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ تمام بستر گندہ پڑا ہے اس کی اس حرکت پر غصہ آنے کی بجائے حضور کو افسوس ہوا کہ خدا معلوم اس کو کیا تکلیف ہوئی ہوگی پھر اس کے ناپاک اور گندہ کئے ہوئے بستر کو اپنے دست مبارک سے دھونے لگے ہر چند صحابہ نے عرض کیا حضور تکلیف نہ فرمائیں مگر آپ نے نہیں مانا اور فرمایا کہ میں خود ہی اس کو صاف کروں گا وہ شخص اپنی تلوار یا ہمیانہ بھول گیا تھا اس کو لینے کے لئے اس کو مجبوراً واپس آنا پڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ انہی کی گندگی کو خود حضور اپنے دست مبارک سے صاف فرما رہے ہیں یہ حسن خلق اور رواداری دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

حضور کا یہ عام قاعدہ تھا کہ کوئی غیر مسلم معزز آدمی آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے اور اپنی مقدس جادر بچھانے کے لئے اس کو عطا فرما دیتے تھے یہ ہی مروی ہے کہ غیر مسلم کے جنازہ کو دیکھ کر آپ بیٹھے سے کھڑے ہو گئے۔

اس قسم کے سینکڑوں واقعات احادیث و سیر میں موجود ہیں لیکن اس رواداری اس حقیقت کے اظہار سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے تمام انبیاء کرام کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا ہے اور آپ کے خدا نے فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر فرمایا وکل قوم ھاد ہر قوم میں ہدایت کرنے والے بھیجے گئے لا نفرق بین احد منھم یعنی ہر مسلمان ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو ملتے ہیں اسی مفہوم کو دوسری جگہ اس طرح ادا کیا گیا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم مسلمان کسی رسول کے متعلق کچھ فرق نہیں کرتے۔

آنحضرت بت پرستی کا خاتمہ کر کے توحید خالص قائم کرنے تشریف لائے تھے مگر اس پر بھی خدائے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ خدا کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں ان کو برا مت کہو۔

کیا اس سے زیادہ رواداری کی تعلیم کہیں اور مل سکتی ہے اور کیا اس صاف و صریح تعلیم کی موجودگی میں مسلمان اس سے اپنے ہموطنوں کے متعلق کوئی سبق نہیں سیکھینگے کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ ہندو کے مقتداؤں کی ان ایات کی روشنی میں توقیر کریں ان جیسے کہ ان کے نبی اور پیغمبر ہونے کی تصریح نہیں ہے مگر ان آیات کی رو سے اس کا امکان ضرور ہے کہ وہ خدائی طرف سے مبعوث کئے گئے ہوں پھر کیوں نہ ہم ان کی عزت کریں اگر وہ مبعوث من اللہ ہوئے تو ہم ماجور ہوں گے اور اگر نہ ہوئے تو کوئی حرج اور نقصان نہیں اور فائدہ یہ ہے کہ اسلام اور داعی اسلام کے لئے ہم ہندو کے دل میں جگہ پیدا کر لیں گے۔

یہ صحیح ہے کہ آجکل آریہ سماجی طبقہ سخت دریدہ دہنی سے کام لے رہا ہے مگر سارا ہندوستان تو آریہ سماجی نہیں ہے تو چند لاکھ سے زیادہ نہیں پھر ہم کیوں ان کی یاوہ گوئی اور دریدہ دہنی سے متاثر ہو کر اپنی اسلامی روشن رواداری کو بدلیں دیکھو ایک مرتبہ چند یہودی حضور کی خدمت میں آئے اور بجائے السلام علیکم کہنے کے السام علیکم کہا جس کے معنی ہیں تم پر موت ہو حضرت عائشہ نے سن اور سمجھ لیا آپ کو غصہ آیا اور جواب میں کہا علیکم السام والعنۃ یعنی تم پر موت اور لعنت ہو حضور نے فرمایا اے عائشہ ٹھیرو اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

جب ہمارے سامنے آپ کی تعلیم الٰہی اور آپ کا اسوۂ حسنہ یہ ہے تو ہمیں دوسروں کی یاوہ گوئی سے متاثر نہ ہونا چاہیئے اور رواداری کی جو تعلیم ہم کو دیگئی ہے اور جو نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔

خیرکم خیرکم لاھلہ

ہم مسلمان رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دم بھرتے اور دعویٰ کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ مسلمان اگر فخر دعویات کے ساتھ کوئی دعویٰ کرسکتا ہے تو وہ محبت رسول ہی کا دعویٰ ہے بشرطیکہ دعویٰ صحیح اور سچا ہو زبانی دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں اور ہر شخص یونہی محبت رسول کی دعوے دار بن سکتا ہے۔

اصل محبت یہ ہے کہ اس کی ثبوت قول اور عمل دونوں سے ملتا ہو اگر ایک شخص مدعی محبت رسول ہے مگر اس کے تمام اعمال و افعال خلاف احکام رسول ہیں اور وہ کوئی قدم اتباع رسول میں نہیں اٹھاتا تو اس کا دعویٰ جھوٹا سمجھا جائے گا۔

علماء ان میں جو حدیث ذکر کرتے اس کے معنی یہ ہیں کہ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا اور بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر حدیث میں بڑے بڑے کی بات بتلادی ہے واقعہ ہے کہ اچھے آدمی کی پہچان یعنی اس کے اخلاق و عادات اور اعمال و افعال کی کسوٹی اس کا کنبہ ہے جہاں وہ زندگی کا بیشتر حصہ گذارتا ہے گھر سے باہر تو تکلف اور تصنع کی نمائش ہر شخص کے لئے نہایت آسان ہے گھر میں اہل و عیال اور رشتہ داروں کے سامنے جہاں وہ ۲۴ گھنٹہ زندگی بسر کرتا ہے اس کے لئے ناممکن ہے کہ اپنی اصلی اور حقیقی سرشت اور طینت کو چھپا سکے اور تصنع اور تکلف سے اپنے اچھے اخلاق کی نمائش اور بڑے اوصاف کو پوشیدہ رکھ سکے یقیناً کنبہ اور خاندان کے اندر اس کی اصلی طبیعت ظاہر ہو کر رہے گی پس اس لئے حضور نے فرمایا کہ تم میں از روئے اخلاق وہ شخص بہتر ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوش خلق ہو اور جس شخص کا حسن خلق اپنے کنبہ اور اہل و عیال کی کسوٹی پر ٹھیک اتر گیا وہ باہر بھی خوش خلقی سے ہی لوگوں کے ساتھ پیش آئیگا۔

اس معیار پر ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا چاہیئے اور اسوۂ حسنہ کی شمع کو سامنے رکھکر اسکی روشنی میں اپنی خانگی زندگی کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ

لینا چاہیئے اگر اس معیار اور اس کسوٹی پر ہماری اخلاقی زندگی کا کندن ٹھیک اترے تو ہمیں اس پر فخر کرنا جائز ہی نہیں بطریق تحدیث نعمت واجب ہے۔

اصل یہ ہے کہ گھر سے باہر دلوں تو کیچ خلق کے اظہار کے مواقع کم ملتے ہیں اور اگر مواقع ملتے بھی ہیں تو چونکہ اکثر اسٹ کا جواب پتھر سے ملنے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے اس کی جرأت نہیں ہوتی پھر بدنامی کا خوف اور ہر دلعزیزی کے زائل ہونے کا اندیشہ بھی رہتا ہے اس کے برخلاف اپنے گھر کے اندر ایک مرد حکمران ہوتا ہے وہ گویا اپنے گھر کے اندر مطلق العنان بادشاہ ہوتا ہے جہاں کے طرز عمل کے متعلق کوئی بازپرس نہیں ہوتی اس لئے بخوف ہو کر اپنی اصلی طینت کا اظہار کرتا ہے

یقیناً ہم میں سے وہ لوگ بہتر ہیں اخلاق کے حامل ہیں جو اپنے محکوم کنبہ اور اہل و عیال کے ساتھ بہترین اخلاق اور حسن معاملت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ بدترین لوگ ہیں جو کنبہ اور خاندان اور اہل و عیال کے ساتھ بُرے اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں پس اگر ہم محبت رسول کے مدعی ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اس ارشاد رسالت پناہی طرح عمل کریں اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں بدل و جان ساعی ہوں کہ حضور اپنے اہلبیت اطہار کے ساتھ نہایت درجہ شفیق مہربان خلیق اور سنس کھ تھے اور باوجود یکہ دینت اور دنیا کی بادشاہت حضور کو حاصل تھی گر اپنے اہل کے ساتھ اس طرح کی زندگی بسر فرماتے تھے کہ گویا آپ کو کوئی امتیاز ہی حاصل نہیں

ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر ہم خیر کم خیر کہ فی اھلہ کے معیار پر پورے اترگئے تو دنیا میں یعنی گھر سے باہر بھی خیر و بہتری کے مالک ہوں گے۔

قوا انفسکم واھلیکم نارا

اس آیہ کے معنے یہ ہیں کہ اپنے نفس کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ یہ قرآنی آیت ہے اور اس کے مطابق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یہ تھا کہ حضور باوجود اس امر کے کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہمہ وقت شفیق و خلیق رہتے تھے مگر اسی کے ساتھ ہمہ وقت اخلاق و اعمال کے معلم تھے اور ازواج مطہرات سے فرمایا کرتے تھے کہ تم امت کی مائیں ہو اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کرو گی تو خدا کی طرف سے تمہیں دوہری سزا ملیگی کیونکہ تمہارے خراب اور برے نمونہ سے دوسروں پر بُرا اثر پڑے گا اس کے علاوہ کوئی موقع اصلاح اور تربیت کا آپ نظر انداز نہیں فرماتے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل بیت اور ازواج مطہرات کی مقدس و مطہر زندگیاں آج ہمارے لئے شمع راہ ہیں۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا وہ بھی اس آیہ کریمہ اور اسوۂ رسول کے اتباع کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کی اصلاح و تربیت میں ساعی رہتے ہیں یا نہیں۔

قرآن پاک نے مسلمان مردوں پر صرف یہی ذمہ داری عائد نہیں کی کہ وہ اپنے آپ کو عذاب سے بچائیں بلکہ ان کے اہل و عیال کی ذمہ داری بھی ان کے سر رکھی ہے اور حکم دیا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور یہ دوہری ذمہ داری اس لئے عائد کی کہ صاحب خانہ کے اعمال و افعال کا اثر تمام متعلقین پر پڑتا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح قدرتاً انہی کے ذمہ ہوتی ہے اگر ماں باپ اپنے بال بچوں کی دنیاوی ترقی کے لئے ساعی ہوتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ دینی و مذہبی حالت کے سنوارنے کی بھی سعی کریں اگر والدین کی بے توجہی کے سبب بچے لامذہب یا مذہب کی طرف سے لاپروا ہو جائیں تو اس کا مواخذہ لازمی طور پر والدین سے بھی ہوگا کیونکہ الٰہی کی کوتاہی کی وجہ سے یہ نتیجہ نکلا۔

پس مسلمان والدین کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ اپنے بال بچوں کی اصلاح مذہبی کا ہمہ وقت خیال رکھیں اور اصلاح و تربیت کا کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیں جس مسلمان کے بال بچے جس قدر زیادہ مذہبی ہوں گے اسی قدر وہ مامور ہوں گے اور ان کو ثواب ملے گا اور جس قدر مذہب کی طرف سے روگردان لاپروا اور غافل ہوں گے اسی قدر ان سے بازپرس ہوگی۔

پر یہ کہ مسلمانوں کا یہ فرض نہیں ہے اور وہ اپنے اس فرض کو محسوس نہ کریں گے کہ جس طرح وہ دنیاوی زندگی بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح دینی زندگی کو بہتر بنانے پر توجہ مبذول کیا کریں اکثر عموماً جو مذہب کی طرف سے بے پروائی پائی جاتی ہے اس کی بہت بڑی حد تک ذمہ داری والدین ہی پر عائد ہوتی ہے اگر والدین دنیاوی زندگی کی درستگی و اصلاح کے ساتھ ساتھ دینی زندگی کی طرف بھی پوری توجہ دیا کریں تو مذہب کی طرف سے جو عام بے حسی اور بے پروائی پائی جاتی ہے بہت جلد رفع ہو سکتی ہے اور مسلمانوں کے بچے سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔

عورت اور ترکہ

ہم مسلمان بجا طور پر دنیا پر اسلام کے اس احسان عظیم پر فخر کرتے اور کر سکتے ہیں کہ اس نے مظلوم طبقہ نسواں کو خاک مظلومیت سے اٹھا کر ساوات کے عرش پر پہنچا دیا اسلام سے قبل عورت کا درجہ اور اس کی حیثیت لاشے محض نہیں اور یہ حالت صرف عرب ہی میں نہ تھی بلکہ ساری دنیا نے عورت کی دائمی اور ابدی ذلت و مسکنت پر مہر لگا رکھی تھی۔

عرب کی حالت تو یہ تھی کہ اگر لڑکی ان کے ہاں پیدا ہوتی تھی تو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے یا بہادر کی چوٹی پر سے ڈھکیل دیا کرتے تھے اور بلاقید سو سو بیویاں ایک ایک شخص رکھتا تھا اور اس کے مرنے پر یہ عورتیں بھی جائداد منقولہ کی طرح اس کی اولاد پر تقسیم ہو جایا کرتی تھیں ان کو نہ تو خاوند کی جائداد سے کوئی حصہ ملتا تھا اور نہ اپنے باپ کے ترکہ میں سے ان کو کچھ ملتا تھا بلکہ خاوند اپنی بیویوں کے خرچ خوراک کی کفالت کو بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے اور ضرورت سے زیادہ ذلیل اور رسوا کن برتاؤ ان کے ساتھ کرتے تھے۔

عرب کے علاوہ تمام دنیا میں عورت کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھ لیا گیا تھا ہندوؤں کے ہاں آجتک عورت کی کوئی حیثیت نہیں وہ شادی سے قبل ماں باپ کی ملک ہے اور شادی کے بعد خاوند کی کنیز اور خاوند کے موت کے بعد لڑکوں کے اختیار میں چلی جاتی ہے اس کو کہیں سے کوئی ترکہ نہیں ملتا ہندوؤں کے ہاں یہاں بھی لڑکیوں کے قتل کی رسم تھی اور ستی ہونے کی

ہم تو اب حکومت انگریزی نے فاتو کا بند کرائی ہے بیواؤں کی زندگیاں بلکہ موت سے بدتر ہوتی ہیں۔

یہ سب جو آجکل بہت کچھ بلبلۂ فغان کے ساتھ مراعات کرنے پر فخر کیا جاتا ہے کل تک اس کی حالت بھلا ایسی ہی تھی جیسا تک کہ عورتوں کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا ان کو ترکہ ملنا تو علیحدہ اور کسی قسم کا اختیار تھا شادی کے بارے میں بھی وہ مجبور تھیں اور مرد کے بس میں عورت پر خواہ کتنے ہی مظالم بڑے جائیں کوئی دادفریاد نہ تھی۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر عورت کی مظلومیت کا خاتمہ کر دیا اور اس کی بیکسی و کس مپرسی کو تو قیر و سادات سے بدل دیا باکیوں کا قتل موقوف کر دیا اور ان کو حسن لباس لکم وانتم لباس لھن کے فرمان الٰہی سے مساوات کا درجہ عطا فرمایا ان کو شادی میں مکمل اختیارات عطا فرمائے یہانتک کہ اگر بلوغ سے قبل ماں باپ شادی کر دیں تو بالغ ہونے پر اس کو حق دیا گیا کہ وہ اس کو فسخ کر دے ان کو خلع کا بھی حق دیا گیا کہ اگر مرد سے نہ نبھے تو علیحدگی اختیار کر لیں اس کے علاوہ مرد سے عورت کو مہر کا حق دلوایا اور عورت کو خاوند اور ماں باپ بھائی و چچا کے ترکہ میں سے حصہ دلوایا۔

بہرحال یہ مسلم ہے کہ عورت کی بیکسی اور مظلومیت کی خاتمہ اسلام نے کیا اور اس کو مساوات کا درجہ عطا فرمایا اس پر مسلمان جس قدر فخر کریں جائز ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس اسلامی تعلیم اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر خود مسلمان کس قدر عامل ہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہم میں سے بعض مسلمانوں نے عورت کے وہ حقوق غصب کر لئے ہیں جو داعی اسلام نے دیئے تھے خلع کا حق تو سارے ہندوستان کے مسلمانوں نے منفق علیہ مسئلہ سمجھ لیا ہے اور ترکہ سے پنجاب کے اور اودھ کے مسلمانوں نے عورتوں کو محروم کر دیا ہے۔

یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہی مسلمان جو اسلامی تعلیم پر فخر کرتے ہیں کہ اس نے عورت کو سادات عطا کی انھیں کے ہاتھوں آج یہ ظلم ہو رہا ہے کہ عورتوں کو اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے جو اسلام اور اس کے رسول نے ان کو عطا کیا ہے اور احکام خدا و رسول کو رواج کی کمند چھری سے ذبح کر دیا گیا ہے۔ کیا پنجاب اور صوبہ اودھ کے مسلمان شریعت حقہ کی اس کھلی ہوئی توہین و تذلیل کا کوئی عذر رکھتے ہیں اور کیا یہ کھلی ہوئی مخالفت احکام اسلام سے نہیں ہے اور کیا اس کے بعد بھی وہ فخر سے اپنا سر اونچا رکھ سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ اسلام نے عورتوں پر جو احسان کیا ہے ہم اس پر فخر تو کرتے ہیں مگر خود ہی اس کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں خدا جانے مسلمانان پنجاب و اودھ کس قدر سنگدل ہیں کہ اپنی بیاریوں بیچوں کو ترکہ کے حق سے محروم کر کے ان کے گلے پر رسم و رواج کی چھری پھیر دیتے ہیں یہ رواج یقیناً مشرکانہ ہندو کا فرانہ ہے اور ایک لمحہ کے لئے اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

یہ برائی کیونکر دور ہو خدا اور اس کے رسول کے خلاف جو علانیہ بغاوت پنجاب اور اودھ کے مسلمان کر رہے ہیں اس کا جلد سے جلد خاتمہ ہونا چاہیئے یہ کہنا تو دشوار ہے کہ ان دونوں مقامات کے مسلمان کسے سب شریعت کی تحقیر و خلاف ورزی پر مصر ہیں اور رواج کی پابندی کو کوئی چھوڑنا ہی نہیں چاہتا اسی طرح یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ سب مسلمان اس قبیح رسم کی قباحت کو محسوس کرتے ہونگے مگر رسم و رواج سے مجبور ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اودھ اور پنجاب دونوں جگہ ایسے مسلمان موجود ہیں جو اپنی بدبختی کو محسوس کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس ملعون رواج کے ہاتھ سے شریعت کے استخلاص کو پائیں مگر اپنی مجبوری یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر ہم ترکہ دیدیں تو ہمیں یہ نقصان رہے گا کہ ہمارے خاندان سے تو وہ دوسرے خاندان میں جا داماد چلی جائیگی اور ہمارے گھر میں کچھ نہیں آئیگی کیونکہ دوسرے اپنی بیٹیوں کو حصہ نہیں دیں گے اور جو ہو ہمارے گھر آئیگی وہ خالی ہاتھ آئے گی۔

اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی ایک شخص اقدام کرے گا تو ظاہراً اسے نقصان رہے گا مگر اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے کہ چند آدمی رواج کے خلاف ہوں اور شریعت حقہ کے مطابق عورتوں کو ترکہ دینے کے حق میں ہوں وہ آپس میں معاہدہ کر لیں کہ ہم دو دو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو ترکہ دیں گے اور ان کی شادیاں اس میں کرینگے اور کسی ایسے کنبہ اور خاندان میں نہیں کریں گے جو لڑکیوں کو ترکہ دینے کی پابندی نہیں کرے گا۔

اس تجویز کو اس طرح جامہ عمل پہنانا چاہیئے کہ ایک گاؤں یا قصبہ یا شہر کے چند آدمیوں کی طرف سے ایسے لوگوں کا جلسہ بلایا جائے جو لڑکیوں کو حصہ دینے کے حق میں ہوں جلسہ کے دعوت نامہ میں اس امر کی تصریح کر دینی چاہیئے کہ اس میں وہی لوگ شریک ہوں جو عورتوں کو شریعت کے مطابق ترکہ کا حق دینے پر راضی ہوں اس کے بعد جلسہ میں یہ تجویز پیش کی جائے کہ اس جلسہ میں جس قدر حضرات شریک ہوں وہ اس مضمون کا ایک معاہدہ کر لیں کہ آج سے وہ اپنی لڑکیوں کو ترکہ دیں گے اور ان کی شادی بیاہ انھیں خاندانوں اور کنبوں میں کرینگے جو اس معاہدہ کی پابندی کر کے عورتوں کو ترکہ دیں گے۔

ممکن ہے کچھ شرکاء جلسہ اس وقت معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیں مگر چند لوگ ضرور آمادہ ہو جائینگے جن کا معاہدہ کے مطابق شریعت پر عملدرآمد شروع کر دینا چاہیئے اگر کسی قصبہ میں صرف دو آدمی بھی یہ جرأت کر کے رواج کے خلاف اور شریعت کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو تھوڑے دنوں کے بعد اور لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہونے شروع ہو جائینگے۔ اس مجوزہ جلسہ میں ایک دو مشہور علماء کو بھی شریک کرنا چاہیئے تاکہ وہ شرعی حیثیت سے لوگوں کو سمجھائیں۔

یہ تو ابھی عمل پیرا ہونے کی اسکیم ہے اس کے علاوہ پنجاب اور یوپی کی کونسلوں میں مسلمان ممبروں کو ایسی تجویز پیش کرنی چاہیئے جس کے ذریعہ رواج کو خلاف قانون قرار دے دیا جائے اور یہ جو آئے دن شریعت کے خلاف رواج کو سامنے رکھکر عدالتیں فیصلہ کر دیتی ہیں اس کا راستہ ہو جائے حکومت کسی ایسی تجویز کی مخالفت نہیں کر سکتی کیونکہ یہ تنہا مسلمانوں

کا معاملہ ہے اور ہندو بھی غیر جانبدار رہیں گے یہ معاملہ صرف مسلمانوں کے ووٹ سے طے ہوگا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ کونسل میں جس وقت معاملہ پیش کیا جائے اس وقت باہر سے تائیدی جلسے کئے جائیں اور حکومت کو یقین دلایا جائے کہ مسلمانوں کی رائے عامہ رواج کے خلاف اور شریعت کے مطابق ہے۔

بہرحال مسلمانان پنجاب و اودھ کے ماتھے پر یہ ایک کلنگ کا ٹیکہ ہے اور جس قدر جلد یہ دور ہو سکے اسی قدر بہتر ہے اور مسلمانوں کو اس کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حب وطن وحب انسانیت

ہمارے آقا و مولا کس قدر حب وطن تھے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اہل وطن ساری عمر آپ کو اذیت دیتے رہے طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے رہے تین سال تک ایک پہاڑی مقام پر قصور رہا جس کو شعب ابو طالب کہتے ہیں سوشل بائیکاٹ کر دیا ہر قسم کی امداد و اعانت اور لین دین بات چیت بند کر دی۔ دریہ حالت کر دی کہ آپ کے رفقا بھوک سے بدحواس ہو کر سوکھے چمڑے کو ابال کر کھانے پر مجبور ہو گئے راستوں میں کانٹے بچھاتے تھے نماز پڑھتے ہوئے پشت مبارک پر اونٹ کی غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی لاد دیتے تھے آپ کے ساتھیوں پر اس قدر ظلم کرتے تھے کہ بالآخر وہ ہجرت کرنے پر آپ سے بھی پہلے مجبور ہو گئے تھے جب ان مظالم سے بھی کچھ نہ ہوا تو آپ کے قتل کرنے کی گہری سازش کی جس سے مجبور ہو کر آپ کو بھی اپنا عزیز وطن کو خیرباد کہنا پڑا اور ہجرت کر کے آپ مکہ سے مدینہ آ گئے۔

ان تمام مصائب کو آپ نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر اپنے وطن اہل وطن اور ملک کی اصلاح سے دست بردار نہ ہوئے اور کبھی کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکلا اور نہ کبھی کوئی حرف شکایت زبان سے نکلا اور نہ ہموطنوں کے حق میں ایک لفظ بددعا کا نکلا بلکہ ایسی حالت میں کہ آپ کے اہل وطن اور ہم قوموں نے پتھر مار مار کر آپ کو ہو لہان کر دیا آپ پتھر مارے کہ جوتیاں خون سے بھر گئیں اس حالت میں بھی زبان اقدس سے یہی نکلا کہ اللہم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ مجھکو نہیں جانتے یعنی وہ اس امر سے واقف نہیں ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ انھیں کے فائدہ کی بات ہے اس سے زیادہ عشق وطن قوم اور عشق انسانیت کا اور کیا ثبوت چاہیئے کہ لڑانے والے مظالم تو لے جاتے ہیں مگر قوم اور ملک کی اصلاح سے منہ نہیں موڑتے اور نہ صرف یہ کہ میں آپ جب تک رہے اسی وقت تک مظالم کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ہجرت کے بعد بھی چین سے نہ بیٹھے دیا اور مدینہ میں بھی ایک لمحہ آرام سے بسر نہ کرنے دیا اور برابر سازشوں پر سازشیں کرتے رہے اور آپ ملے اور آپ کے رفقا کے استیصال کی ناپاک مساعی میں مصروف رہے حتیٰ کہ آپ کو بار بار فوج کشی کی مگر سردار دو عالم نے ان مظالم سے دل تنگ ہو کر کبھی اپنی قوم اور وطن کی خیر خواہی سے ہاتھ نہیں اٹھایا۔

یہ تو تھا حضور آقائے دو جہان کا طرز عمل اور حب وطن کے متعلق ارشاد حضور کا مشہور ہے حضور نے یہ فرما کر کہ حب الوطن من الایمان یعنی وطن کی محبت جزو ایمان ہے حب الوطنی کو داخل فریضہ مذہبی کر دیا اب مسلمانوں پر واجب کر دیا کہ وہ وطن کے ساتھ محبت کریں اور حب وطن کے فرائض اور واجبات سے اسی طرح عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مظالم اور ہر طرح کے مصائب برداشت کر کے پہلے اپنے وطن عرب کی اصلاح اور اس کو ترقی کی شاہراہ پر لگایا اور پھر ساری دنیا کی اصلاح و ہدایت کی۔

اب مسلمانوں کو رسول پاک کے ارشاد حب الوطن من الایمان اور حضور کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی حب الوطنی کا ہی جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کہاں تک وہ اسلام کی تبلیغی اور اور حب کی ہوئی حب الوطنی کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانان ہند اس فرض حب الوطنی کو جس کو رسول خدا نے مسلمان کے ایمان کا جزو قرار دیا ہے پوری طرح ادا کرنے سے قاصر ہیں بلکہ اس باب میں وہ اپنے ہمسایوں اور ہموطنوں سے بہت زیادہ پیچھے ہیں حالانکہ ان کو دوسری اقوام ہند کا رہبر و رہنما ہونا چاہیئے تھا۔

خدا نے مسلمانوں کو امت وسطیٰ فرمایا اور ان کے ذمہ دعوت خیر اور نہی منکر عائد کیا اس لئے ان کا فرض تھا کہ اپنے ہموطن ہندوستان کو ہر قسم کی مذہبی معاشرتی اور سیاسی گمراہی و ضلالت سے نکالنے کی سعی سب سے پہلے کرتے اور وطن عزیز کے مصائب کو ہٹانے کی جدوجہد میں پہلی صف میں ہوتے اور اپنے طرز عمل سے اس امر کا ثبوت دیتے کہ حب وطن رسول پاک کے ارشاد کے بموجب ان کے ایمان کا جزو ہے اور اس حیثیت سے دوسرے ہموطنوں کے دوش بدوش چلنا ہی ان کے حب وطن کی توہین و تحقیر ہے بلکہ وہ ہر ایک فرقہ اور قوم سے کئی فرسخ آگے رہتے۔

مگر افسوس اس معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی ہندوستان کی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کے میدان میں ہم مسلمانان ہند دیگر اقوام ہند سے بہت انتہا پیچھے ہیں وہ ہندوستان کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کر رہے ہیں یہاں تک کہ جانوں کی قربانیاں بھی بیدریغ کر رہے ہیں جیلوں میں جا رہے ہیں روپیہ پیسہ سے امداد کرتے ہیں اور سودیشی اشیاء کا استعمال کرتے ہیں ان کے مقابلہ پر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ جان مال کی قربانی تو بہت بڑی چیز ہے ہم اپنی ذات کی اصلاح اور ترقی میں بھی خاطر خواہ کوشش نہیں کرتے کہ یہ بھی ایک قسم کی وطن عزیز کی خدمت ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں تاکہ وطن عزیز کو بام دعوت پر پہنچانے میں اس کی مدد کر سکیں۔

مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ رسول پاک کے ارشاد کی تعمیل سے ہم کس قدر غافل ہیں۔

خدا پرستی اور اعتماد علی اللہ

مسلمانوں کا طغرائے امتیاز یہی دو چیزیں ہیں ایک خدا پرستی دوسرے اعتماد علی اللہ خدا پرستی ہی سے اعتماد علی اللہ پیدا ہوتا ہے

اسلام کے معنی ہی خدا پرستی کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصلی غرض و غایت ہی یہی تھی کہ خدا پرستی اپنے خالص رنگ میں جلوہ آرا ہو۔ قرآن اور حدیث خدا پرستی کی تعلیم سے پر ہے اور رسول اللہ نے خدا پرستی اور اعتماد علی اللہ کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ ہی دنیا کے سامنے ہے اور اس کا جو اخر صحابہ کرام نے قبول کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کہ ان کی اعتماد علی اللہ ہی کی قوت تھی جس نے بحر و بر اور خشک و تر کو ان کی ٹھوکر میں دیدیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی نصرت بخششوں اور اعانت فرمائیوں پر کس قدر اعتماد تھا اس کو اگر ہم سمجھنا چاہیں تو اس واقعہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور جنگل میں تنہا ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے ایک کافر دشمن اسی حالت میں شمشیر بکف آگیا اور جگا کر گستاخانہ کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے یہ نہایت نازک وقت تھا اور اگر کوئی جھوٹا مدعی نبوت ہوتا یا اعتماد علی اللہ کی قوت و طاقت سے محروم ہوتا تو یا تو عاجزانہ اس کے قدموں پر گر کر جان بخشی کی درخواست کرتا یا مصلحت کے ساتھ گفتگو کر کے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرتا مگر اس وقت اعظم رسول عربی نے جس کو اپنے خدا پر اتم اعتماد تھا اس نے ان میں سے کوئی راستہ ایک کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ اس کو انتہائی بے خوفی جرأت اور اطمینان اور بے پروائی کے ساتھ یہ سیدھا سا جواب دیا کہ مجھ کو وہی خدا بچاتا ہے جس کے قبضہ میں میری اور تیری دونوں کی جانیں ہیں۔

اس پیغمبرانہ جواب یا صواب مسند خوف الٰہی نے اس پر اس قدر غلبہ کیا کہ وہ بدنام ہو گیا اور ہیبت حق اس پر اس قدر طاری ہوئی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی جس کو حضور ہی نے آخر اس نے اپنے دست مبارک میں لیکر اس دشمن خدا و رسول سے فرمایا کہ اب تو بتا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے چونکہ کفر کی ظلمت اور تاریکی سے اس کا دل معمور تھا اور نور ایمان کی کوئی ایک کرن بھی اس کے دل میں نہ پہنچی تھی اس لئے اس کی زبان ان الفاظ سے آشنا نہ ہوئی جو رسول مقبول کی زبان سے نکلے تھے بلکہ اس نے وہی رسمی سا اقرار کیا جو ایسے نازک اوقات پر مجرم کی زبان اقرار کیا کرتے ہیں یعنی اس نے عرض کیا کہ آپ ہی میرے جان و مال بچا سکتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اچھا کہدیتا کہ خدا بچا سکتا ہے یعنی خدا کی قدرت کاملہ کی کرشمہ دیکھنے کے لئے تو خدا کی قدرت کا اقرار کرتا ہے حضور نے اس کی تلوار واپس فرمادی اور اس کو معاف فرمادیا۔

اس واقعہ سے ہمیں اعتماد علی اللہ کا وہ سبق ملتا ہے جو اگر ہم اپنے اندر پیدا کرلیں تو آج بھی ہم ذرہ سے آفتاب اور مس خام سے طلائے خالص بن سکتے ہیں اگر اعتماد علی اللہ کی یہ دولت ہمارے حصہ میں بھی آجائے تو آج جو ذلتیں اور جو فلاکتیں ہم پر چھائی ہوئی ہیں اور جن مظالم اور مصائب کے ہم شکار ہیں ان کی آج ہی خاتمہ ہو جائے۔

مگر افسوس کہ خدا پرستی جو مسلمانوں کا امتیازی نشان تھا اس سے ہمارے دلوں کی بستیاں یکسر خالی پڑی ہیں اور اسی وجہ سے یہ اعتماد علی اللہ کی قوت و طاقت بھی ہم کلیۃً محروم ہو گئے ہیں حالانکہ یہی وہ طاقت تھی جس نے اسلاف کو عرش اقبال پر بٹھادیا اور دنیا کی گردنیں ان کے قدموں پر جھکائی تھیں مگر آج اس لازوال دولت کی محرومی نے ہم کو ذلت کے ایسے گڑھے میں گرا دیا ہے جہاں ہم دوسروں کی بڑے غور کریں کہا تے ہیں اور سر اونچا نہیں کر سکتے ہمارے دل اعتماد علی اللہ کی بجائے غیر اللہ کے خوف سے بھر گئے ہیں حالانکہ قلوب مومن صرف خوف الٰہی کے لئے بنائے گئے تھے اور جب تک ہمارے دل خوف الٰہی سے معمور اور اعتماد علی اللہ کی دولت سے مالا مال تھے اس وقت دنیا اور دنیا والوں کی گردنیں ہمارے سامنے جھکی ہوئی تھیں مگر جب یہ دولت ہم نے ضائع کی اس وقت سے دوسروں کے قدموں کے نیچے ہمارے سر پامال ہو رہے ہیں کیا ہم اسلام کی تعلیم اور اسوہ رسول پاک سے اب بھی کوئی سبق نہیں لیں گے۔

مسلمانوں میں تبلیغ کی ضرورت

تبلیغ کا لفظ جب کبھی بولا جاتا ہے تو عام طور پر اسکے معنے غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت کرنے کے لئے جاتے ہیں اور گذشتہ قضیہ اور تدابیر خاص طور پر تبلیغ کے لفظ کو اسی معنی کا جوابی لفظ قرار دیدیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغ کا لفظ جب کبھی اسلام کے لفظ کے ساتھ بولا جاتا ہے اور تبلیغ اسلام کہا جاتا ہے تو سامع اور قائل دونوں کی مراد غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام سے ہوتی ہے۔

لیکن واقعۃً تبلیغ کے لغوی معنے پہنچانے کے ہیں اور ابتداء اسلام میں صرف اسلامی احکام و آیات و ارشادات نبوی سے لوگوں کو آگاہ کرنا بھی تبلیغ ہی میں داخل تھا چنانچہ ارشاد رسالت پناہ ہے بلغوا عنی ولو ایۃ یعنی میری طرف پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ ظاہر ہے کہ اس میں مسلمان بھی شامل ہیں اور ہم اس شذرہ میں اسی تبلیغ کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرانی چاہتے ہیں غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ بھی درحقیقت اسی وقت ہو سکتی ہے جب مسلمانوں تک اسلام کے احکام پہنچ جائیں اور وہ اس قابل ہو جائیں کہ غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کر سکیں اس کے علاوہ سب سے ضروری یہ ہے کہ مسلمانوں کو صحیح اور سچا مسلمان بنایا جائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات و اطوار سیرت و فضائل اخلاق سے ہر ایک مسلمان کو واقف و آگاہ کیا جائے یہ بھی تبلیغ ہی ہوگی اور یہ تبلیغ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے سے زیادہ ضروری اور زیادہ مفید ہے اور اسکے جو نتائج نکلیں گے وہ کہیں زیادہ اہم ہوں گے حقیقت یہ ہے کہ چند سچے اور پکے پابند کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مسلمان سینکڑوں نام کے مسلمانوں سے بہتر ہیں تعداد میں خواہ اضافہ ہو یا نہ ہو مگر مسلمانوں کے اندر وہ بات پیدا ہونی چاہیئے جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو خاک ذلت سے اٹھا کر تخت عزت و اقبال پر بٹھایا تھا اور دنیا کی تمام طاقتوں اور ضرور اقوام کی گردنیں ان کے قدموں پر جھکنے لگیں تھیں آج ہم کروروں کی تعداد میں ہیں مگر ذلیل و خوار ہیں مگر ہمارے اسلاف دنیا کی آبادی کے مقابلہ پر دریا کے سامنے چند قطروں سے زیادہ نہ تھے مگر کے تند باد شاہوں کے سروں پر اور شہنشاہوں کے سران کے قدموں پر جھک گئے تھے یہ محض اسلام کی تعلیم اور اسوۂ رسول کی پابندی کا نتیجہ تھا۔

پھر وہ اوصاف ہمارے اندر کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں جب تک اس تعلیم اور اس اسوۂ حسنہ کا علم ہی نہ ہوگا جس نے فسر بانوں کو شہنشاہوں کا بھی شہنشاہ بنا دیا تھا اس لئے پہلی ضرورت رسول اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل ہے کہ بلغوا عنی ولو بایۃ میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو احکام اسلام اور ارشادات رسول اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے آگاہ کرتے رہیں یاد دہانی کراتے رہیں اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کرتے رہیں ہم میں زیادہ تر تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جو کلمہ ہی صرف پڑھ سکتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو اچھی طرح کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا ایسے مسلمانوں کو باخبر اور سچا پکا دیندار مسلمان بنانا ان مسلمانوں کا فرض ہے جو واقف و آگاہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو ان قبائل میں بھیجا کرتے تھے جو مسلمان تو ہو چکے تھے مگر تعلیم اسلام سے ناواقف ہوتے تھے بعض قبائل خود ہی حضور سے درخواست کرتے تھے کہ تعلیم اسلام سکھانے کے لئے ان کے پاس کسی کو بھیجا جائے چنانچہ آپ بھیجا کرتے تھے اور یہ لوگ اکثر اصحاب صفہ میں سے ہوتے تھے۔

رسول اللہ کے اس اسوۂ حسنہ پر آج بہت زیادہ عمل کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آج جس قدر ہماری تعداد زیادہ ہے اسی قدر تعلیم اسلام سے ہم میں سے زیادہ تر تعداد بے بہرہ ہے شہر کے مسلمان پھر بھی قدرے واقف ہوتے ہیں کیونکہ ان کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں مولوی عالم اور واعظ لوگ بھی شہروں میں زیادہ رہتے اور وعظ وغیرہ کہتے سنتے ہیں مگر غریب دیہات کے مسلمانوں کو کوئی مولوی مسئلہ بھی بتانے والا نہیں ملتا اور نماز روزہ کا سکھانے والا بھی میسر نہیں آتا اس لئے بڑا ہے لکھے مسلمانوں کو چاہیے کہ جاہل مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے باخبر دار اور آگاہ کرنے کی کوشش کریں اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ جو لوگ یہ فرض انجام دیں گے وہ ماجور و منصور ہوں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ فتنۂ ارتداد کی جڑ کٹ جائیگی کیونکہ آریوں کا چھاپہ غریب جاہل مسلمانوں ہی پر پڑتا ہے اور انہی مسلمانوں کے دین و ایمان پر یہ ڈاکہ ڈالتے ہیں جو دینی احکام اور دین کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کے بھائی فتنۂ ارتداد کا شکار نہ ہوں اور وہ کونسا مسلمان ہوگا جس کی یہ خواہش نہ ہوگی تو ان کا فرض ہے کہ اپنے بھائیوں کو دین کی علم سکھائیں۔

ہماری محنت کا صلہ

رسول نمبر قارئین کرام کے سامنے موجود ہے اس کی ترتیب و تہذیب میں کس قدر محنت شاقہ برداشت کی گئی ہے کس قدر دشواریوں سے مضامین لکھوائے اور فراہم کئے گئے ہیں اور کس قدر کثیر مصارف برداشت کر کے اس کو تیار کیا گیا ہے اس کا اندازہ وہ لوگ قطعاً نہیں کر سکتے جو اس کا تجربہ نہیں رکھتے سینکڑوں کی تعداد سے گذر کر ہزاروں تک کے مصارف رات دن کی محنت شاقہ کس امید ہی پر کی گئی ہے اور وہ کونسا کام ہے جو اس بلندگوں آسمان کے نیچے اور اس وسیع زمین کے اوپر بغیر کسی اجر کے کیا جائے۔

ان چند سطور سے شاید آپ کا ذہن اس امر کی طرف منتقل ہوا ہو کہ فلاں ایڈیٹر توسیع اشاعت کی درخواست کرنے والا ہے یا مولوی میں کتابوں کے جو اشتہار بھیجتے ہیں ان کے متعلق اپیل کرنے والا ہے کہ جس کتاب کی ضرورت ہو وہ اسی کے دفتر سے منگوائی جائے تاکہ ان کثیر مصارف کا بار ہلکا ہو اور مولوی اس قابل ہو کہ آئندہ مزید حوصلہ کے ساتھ اپنے ناظرین کی خدمت کر سکے۔ یقیناً آپ کی اس دلچسپی اور تعلق خاطر کا اقتضاء جو آپ کو اپنے رسالہ مولوی سے ہے اور جس سے میں اچھی طرح واقف و آگاہ ہوں یہی ہے کہ اوپر کی سطور سے آپ کا ذہن اسی طرف منتقل ہو اور مجھے یقین ہے کہ رسالہ کی ترقی کے متعلق جو باتیں ضروری ہیں اور ظاہر ہے کہ توسیع اشاعت اور کتب کی فروخت رسالہ کی کشت حیات کے لئے بارانِ رحمت کا حکم رکھتا ہے ان کی طرف قارئین کرام بغیر میری یاد دہانی اور توجہ مبذول کرانے کے توجہ فرمائینگے۔

مگر اس وقت محنت کا جو صلہ مطلوب ہو وہ اس سے کچھ زیادہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مولوی کا رسول نمبر آپ کی پسندیدگی کا امتیاز اور فخر حاصل کر سکے تو غفار کے حق میں فلاح دارین کی دعا فرمائیے اور یہ کہ یہ حقیر ہدیہ بارگاہ رسالت میں بھی شرف قبولیت کا فخر اور اعزاز حاصل کرے دنیا اور آخرت کی کامرانیاں تو بقدر حصہ و حوصلہ سب ہی کے حصہ میں آتی ہیں اور خدائے رحمٰن و رحیم نے اپنے فضل عطا سے اگر اب تک محروم نہیں رکھا تو اس کی رحمت و رافت سے امید ہے کہ آئندہ بھی میری جھولی خالی نہ رہیگی البتہ اصل اور حقیقی کامیابی اور کامرانی یہ ہے کہ جس وجود اعظم و اقدس کی بارگاہ مقدس میں یہ حقیر ہدیہ مرتب کیا گیا ہے اس کی بارگاہ اقدس و اعلیٰ میں بھی قبولیت حاصل کرے۔

اگر ہدیہ گذارنے والے کے ہاتھ لوث بدی سے پاک ہوں نیت خالص کے عطر سے معطر ہو تو سب کچھ امید ہو سکتی ہے مگر جب میں اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہوں تو نا امیدی جو اگرچہ کفر ہے مگر میرے قلب فگار پر چھا جاتی ہے لیکن جس بارگاہ نبوت میں اس ہدیہ حقیر کے پیش کرنے کی جرأت قلب گناہگار میں پیدا ہوئی ہے وہ سراپا رحمت اور سراسر رافت ہے کیا عجب ہے کہ میرا تجرد و نیاز معصیت شعاری اور میری فداگی و گناہگاری کو وہ اپنے دامن لطف و رحمت میں جگہ دیدے بالخصوص جب وہ دس ہزار مسلمان بھی اپنی دعاؤں کے ذریعہ میری سفارش کریں۔

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہ عاجزم کہ بہ گلخن آوردہ ام

(+)

رحم برتشنہ لباں انت بامی وابی

(رشحات شفق)

یا اصل علی شان ربیع الاول — واہ کیا شان ہے یا قربان ربیع الاول
فشاں ہے مہ تابان ربیع الاول — اللہ اللہ رے سامان ربیع الاول
پیر گردوں پہ نئے سر سے شباب آ پہنچا
ساقیا ہو سر دور مے ناب آ پہنچا

لخت کس ادرج پہ ہے چشمہ تاشا کی کا — کیا تماشا ہے تری انجمن آرائی کا
شاہ یا دہ ہے کھلا گنبد مینائی کا — نور افشاں ہے کنول لالہ صحرائی کا
فرش پر اتریں گے اب عرش کے تارے ساقی
بول بالا ترا اللہ کے پیارے ساقی

ساقیا جوش پہ ہے رحمت خلاق ودود — باد طوبیٰ سا غوغ نسیم بڑھا پڑھ کے درود
شان تسلیم ہے شایان سپاس و جود — با ادب گردن مینا رہے خم بہر سجود
ہو در پیر مغاں اور مرا سر ساقی
صدقے اے روح رواں یا ساقی کوثر ساقی

دل بلائیں تری لے گیسو والے ساقی — ناز و انداز میں دنیا سے نرالے ساقی
رحمت خاص کے آغوش کے پالے ساقی — پیاس پیاسوں کی بجھا اور دعا لے ساقی
جرعہ نوشان قدح خوار کا دل شاد رہے
خیر ہو خم کی ترا میکدہ آباد رہے

تو ہی توحید کی دنیا ہے بشارت ساقی — تجھ سے آنکھوں میں سرور ے وحدت ساقی
یک اللہ اترے دم کی بدولت ساقی — ہے یہ مینائے اسلام سلامت ساقی
لطف کن جرعہ از جام شراب عنبی
رحم برتشنہ لباں! انت بامی وابی

ساقیا آئی ہے کس دھوم سے گلشن میں بہار — عید میلاد کے نغموں سے غرلخواں ہیں ہزار
لک لالے ہیں جو فراں چن کر کے گلہار — نذر کو لائی ہے جنت سے صبا پھولوں کے ہار
کہیں حوریں ہیں صفیں باندھے سلامی کیلئے
کہیں غلمان کمر بستہ غلامی کے لئے

کہیں شاخوں پہ ہیں مرغان چمن — بلبلیں اہلاً و سہلاً کے ہیں گل پر سخن
نہ نعت کہیں ورد زبان سوسن — طوطی سے ہو کہیں قمری بھی بکائے گردن
سرو قد سرو و صنوبر کہیں شمشاد کہیں
ہاتھ باندھے ہوئے نخلیں کہیں صیاد کہیں

شعلے کی نہیں خس پہ کرے گرم نگاہ — سروآ شکدے ہیں دیر و کلیسا بھی تباہ
مرنے والوں کو حیدمیں اب لی ہو پناہ — بت پکارا اٹھتے ہیں بتخانوں میں اللہ اللہ
اللہ اللہ! کہاں بھی کہاں کی آواز
عرش تک گونج اٹھی کعبے سے اذاں کی آواز

دشاہوں کی ہے یہ بیعت کا یہ بیٹھا ہے عمل — کنگرے گرتے ہیں جمشید میں بجتے کا محل
نہ کے بل خاک میں گر گر کے یہ کہتا ہے بہل — آج خود ساختہ معبودوں کے نکلے کس بل
بج گئے دہر میں اسلام کے ڈنکے کیا کیا

چھت پہ کعبے کی بھی لہرائے پھریرے کیا کیا
ڈھیر دیکھے جو صنم خانوں کے ٹوٹے پھوٹے — مثل کفار شیاطین نے بھی سینے لوٹے
سلسلے کفر کے زنار کے رشتے ٹوٹے — شرک باطل ہوا تثلیث کے چھکے چھوٹے
رہ گیا ایک خدا ایک خدائی اسکی
پھر گئی ساری خدائی میں دہائی اسکی

ہوا وحدت کو جو کثرت کا تماشا منظور — مطلع کون سے ہوا نور مجسم کا ظہور
مرحبا آیا لباس بشری میں وہ نور — احمدی نور تھا نور احمدی میں مستور
میم کے پردے میں کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
احد احمد سے ملا تھا مجھے معلوم نہ تھا

وہی ساجد وہی مسجود تھا اللہ اللہ!! — وہی عابد وہی معبود تھا اللہ اللہ!!
وہی ممکن وہی موجود تھا اللہ اللہ!! — جزو کل کا وہی مقصود تھا اللہ اللہ!!
وہی جو کچھ وہی سب کچھ وہی سب رب تھا
ہم خدا اس سے کہاں ہے سے جدا و کب تھا

قطرہ دریا سے تو قطرے سے تہا دریا جدا — ذرہ سورج سے تو سورج سے تہا فاصلہ وا
بحر رحمت سے ہر موج کبھی گویا جدا — جزو سے مرتھا ملا جزو سے کل تھا واصل
ناگہاں جوش میں وہ تلاطم ذخار آیا
جزر و مد زوروں سے دریا میں کئی بار آیا

قطرہ دریا سے جدا ہو گیا دریا ہو کر — ذرہ سورج سے بڑھا نور کا پتلا ہو کر
بزم وحدت سے وہ کثرت کا تماشا ہو کر — ہوا بے پردہ عیاں شاہد رعنا ہو کر
شوق خلوت کو ہوا انجمن آرائی کی
جاگ اٹھی بخت رسا چشم تماشائی کی

دلبری کر کے لباس بشری میں اس نے — نازوانداز دئے جلوہ پری میں اس نے
عشق کو ڈال کے شوریدہ سری میں اس نے — حسن کو طاق کیا عشوہ گری میں اس نے
آپ ہی اپنا وہ خطاب کبھی مطلب بنا
کبھی عاشق کبھی معشوق وہ محبوب بنا

کبھی یعقوب کی آنکھوں کا اجالا ہو کر — کبھی یوسف کا جمال رخ زیبا ہو کر
کبھی موسیٰ کے لئے برق تجلا ہو کر — کبھی اعجاز لب لعل مسیحا ہو کر
اسنے دکھلائے فسوں ساز کرشمے کیا کیا
دیکھے بندوں نے خدائی کے تماشے کیا کیا

شان محبوبی و رعنائی کا مظہر بن کر — مسند عزت و لاکب کا افسر بن کر
رونق تخت و علم زینت سر بن کر — صاحب تاج و نگیں مالک کشور بن کر
سلسلے سے ازل تا بدھا آخر وہ شہنشاہ آیا
فخر کل جنتر رسل باجسم و جاہ آیا

مصر میں یوسف کنعاں کی ہوئی آمد آمد — طور پر موسیٰ عمراں کی ہوئی آمد آمد
بن یہ کہتے ہیں سلیماں کی آمد آمد — چرخ سے عیسے دوراں کی ہوئی آمد آمد

دھوم ہے ماہِ عجم آتا ہے
شور ہے ابرِ کرم بجھ کے ہم آتا ہے

گل شاداب گلستانِ خلیل آتا ہے
سرو سرسبز بیابانِ خلیل آتا ہے

ثمر نورس بستانِ خلیل آتا ہے
قاسم نعمت الوانِ خلیل آتا ہے

لوا وہ آتا ہے جو ہے لعل بدخشانِ خلیل
راحتِ روحِ براہیم و دلِ جانِ ذبیح

کی دہاشمی و مطلبی آتا ہے
البطحی و مکی و مدنی آتا ہے

چارہ فرمائے دمِ جاں بلبی آتا ہے
دردمندوں کا طبیب قلبی آتا ہے

لوا وہ آتا ہے کہ دم بھرتا ہے علیل اپنا
لائے تھے مژدہ جانبخش مسیحا جس کا

جس کا انجیل میں ہے نامہ مقدس مسطور
جس کی توریت میں ہے صاف بشارت مذکور

دیتی ہے جس کی شہادت کہ الٰہی لفظوں میں نور
تھا جو پنہاں ہی سے صادق کی امیں بھی مشہور

وحی ارشاد ہے الہام ہے فرماں جس کا
سب پہ روشن ہو کھلا معجزہ قرآں جس کا

دین کو کفر کی ظلمت سے نکالا جس نے
کر دیا دم میں اندھیرے کو اجالا جس نے

نور کے سانچے میں توحید کو ڈھالا جس نے
قوم کے ڈوبتے بیڑے کو سنبھالا جس نے

کشتی نوح کو طوفان سے بچا ہی چھوڑا
خضر و الیاس کو بھی راہ بتا ہی چھوڑا

سیدھا بستہ وہ شریعت کا دکھانیوالا
قافلے بھٹکے ہوئے راہ پہ لانیوالا

حق کا فرمان وہ بندوں کو سنانیوالا
وہ نبی علم لدنی کے خزانے والا

جس کو سب عالم اسی لقبی کہتے ہیں
اور ہم انت باقی والی کہتے ہیں

ایکہ قربان رخ پاک تو آئی دلہا
وے تصدق بجمالت دل ہر شیخ و صبی

شاہ والا سبی سرور عالی نسبی
نونہال چمن ہاشمی و مطلبی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بارک اللہ قیامت قد بالا داری
چشم بد دور ازنجا حسن سراپا داری

مشعل طور بکف از رخ زیبا داری
لطف اعجاز مسیحا بنخوتہا داری

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

فخر آدم شرف آدم تو ہے
موجب خلقت دو جہاں تو ہے

شمع قندیل سر عرش منظر تو ہے
گو موخر ہے مگر سب سے مقدم تو ہے

در تو اول و آخر بظہور آمدۂ
یعنی دیر آمدی و از رہ دور آمدی

آمد آمد کی ترے دھوم ہے عالم میں تمام
آتی ہے ہر در و دیوار سے آواز سلام

السلام اے شہ گردوں حشم و عز و مقام
حامد و احمد و محمود و محمد تجھ نام

صدقے ان ناموں کے ہر نام پہ سو بار سلام
اے درودوں کے سلاموں کے سزا وار سلام

(۲)

مبارکباد بدرگاہ رب العزت

(اثر تاباں تخلص زیبا زی)

کلیہ طور پہ کہتے ہیں کیا مبارکباد
سنو سنو یہ نرالی صدا مبارکباد

فلک پہ بلبل سدرہ کے زمزمے تو سنو
بلند ہے جو ششش تسبیح کا مبارکباد

ظلالت شہ کونین کے ترانے ہیں
ضیائے مظہر نور خدا مبارکباد

جہاں ہے چھٹ گئیں تاریکیاں ضلالت کی
سرائے دہر میں صبح ہدائے مبارکباد

بہار آئی کہ جوبن برس گئے لاکھوں
نبی حبیب کو دہائی قبا مبارکباد

ہزار عیدیں ہے عید آج زمزموں کو
کھلا ہے فضل در میکدا مبارکباد

عجب لگتے ہے مس ساغر وحدت
ظہور ساقی مہوش ہوا مبارکباد

نوید راحت امن و سکوں جہاں کیلئے
دوائے درد دل مبتلا مبارکباد

ہزار شکر کہ آئی قریب وصل کی رات
فراق و ہجر کا دن کٹ گیا مبارکباد

نیاز و ناز کے دل کھول کر مزے لوٹو
گیا زمانہ وہ تنہائی کا مبارکباد

الٰہی! اب ہے ترا نام "لاشریک لہ"
بتوں سے پاک ترا گھر ہوا مبارکباد

نہ تجھسا اور نہ احمد سا دوسرا ممکن
نظیر ہے تری یکتائی کا مبارکباد

وہ ذات جس پہ کیا خاتم نبوت کا
وہ جس کی مثل نہیں دوسرا مبارکباد

وجود ازلی کو دوئی سے نفرت تھی
تو اسکے سایہ کا پھر ذکر کیا مبارکباد

وہ جسکو مہر نبوت کی دی سند اللہ نے
اسی کے نام کا سکہ چلا مبارکباد

ترے کرم کی امیدیں ترے عذاب کا خوف
زراہ عدل جزا سزا مبارکباد

وہ جس کا نام بشیر و نذیر رکھا ہے
قسیم دوزخ و جنت کیا مبارکباد

غرض کہ تیری خدائی کی شان ہے اس سے
نہ ہوتے آپ تو کچھ بھی نہ تھا مبارکباد

آمنہ کا لال ﷺ

فخر موجودات سرور عالم کی سوانح عمری بچوں اور عورتوں کیلئے
مدوۃ العلماء کے ایک فاضل کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس کا نام

فخر کائنات

ہے اس فخر کائنات کی بھی یہ شان ہے کہ ہر فرقہ کے عالم اب میلاد
رسول کے پڑھوانے کے قائل ہو گئے یہ کتاب بھی ایک ایسے عالم
کی لکھی ہوئی ہے جو رسول اللہ کی تاریخی اہمیت سے بڑے قائل تھے
لیکن کتاب لکھتے لکھتے عاشق رسول ہو گئے

قیمت چار آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

غلاموں کا سلام آقا کے حضور میں

صبا تحیتہ شوقم بہ آنجناب رساں (از حدیث ذرۂ بیدل بہ آفتاب رساں
درآں مقام کہ آرامگاہ حضرت اوست زمیں ببوس و سلام من خراب رساں

اے سمندر و اور رہگذاروں پر اڑتی پھرنے والی ہوا۔ اے اے گنبد خضرا پر جھوم جھوم کر گرنے والی ہوا، لیتی جا، اپنے ہمراہ کچھ غریبوں کا ہدیۂ سلام بھی لیتی جا۔ ان غریبوں کا سلام جو آستانہ پر حاضر ہونے کے لئے بیقرار ہیں مگر کسی طرح نہیں بیچ پاتے، ان مفلسوں اور وفاداروں کا سلام جن کا دل صدمۂ ہجر سے بیتاب ہے مگر اپنی بیکسی اور بے بسی سے مجبور و ناچار ہے۔

غلاموں کا سلام سبز گنبد کے نیچے سونے والے تک پہنچا دے۔ اس بارگاہ تک پہنچا دے جہاں جبریل امیں بھی مؤدبانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس ہادی برحق کی خدمت میں پہنچا دے جس کی اطاعت حیوان و انسان سب یکساں کیا کرتے تھے۔

اے آقائے نامدار! اے بیکسوں کے والی و غمگسار! یہ ان سیہ بختوں کا سلام ہے جنھیں دنیا کے دھندوں سے کسی طرح چھٹکارا نہیں، یہ ان خستہ دلوں کا پیام ہے جنھیں در اقدس پر حاضری دینے کا یارا نہیں۔ یہ ان گناہ گاروں اور خطا کاروں کا سلام ہے جن کی زبانیں اب اس قابل بھی نہ رہیں کہ حضور کا نام مبارک ادا کرنے کی جرأت کریں۔ یہ ہدیۂ درد ان بیضیبوں کی جانب سے ہے جو اب یہ کہنے کی اپنے میں ہمت نہیں پاتے کہ ہم تیرے ہیں۔

اے خدا کے برگزیدہ رسول! اے گلشن نبوت کے آخری پھول! اے دنیا کو غلامی سے نجات دلانے والے! اے نفس پرستوں اور خود پسندوں کو اخوت و مساوات کا سبق پڑھانے والے! اے محبوب خدا ہو کر بھی خدا سے ہر وقت ڈرنے والے! اے باعث تخلیق آدم ہونے کے باوجود انتا بشر عشکلکہ کی صدا بلند کرنے والے! سن اور ذرا غور سے سن! دیکھ اور ذرا توجہ کی نظر سے دیکھ!

ہاں ہم وہی ہیں جنھیں تو نے "مسلمان" بنانے کی سعی فرمائی تھی۔ بیشک ہم وہی ہیں جنھیں بام عروج پر تو نے پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ وہی وہی کہ جن کا لقب "امت مرحوم" تھا وہی کہ جنھیں معرفت الٰہی کا راز معلوم تھا ہم وہی تیرے غلام ہیں جن کے اخلاق نے تمام دنیا کے دل موہ لئے تھے۔ ہم ہم وہی خدام بارگاہ ہیں جنکی خوبیوں کو دیکھکر دنیا ان کے قدموں پر سر رکھتی تھی۔

رہگزار عرب سے نکلکر آنے والے، عجم کو شخصی حکومت کے استبداد سے نجات دلانے والے، فلسطین اور شام میں نور وحدانیت لیجانے والے۔ مصر و اندلوسیہ کو ظلمت جہل سے نکالنے والے۔ اور ترکی جیسی عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالنے والے اب کس منہ سے کہیں کہ ہمیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں!

ہندوستان کے مردہ علوم و فنون کو زندہ کرنے والے یونانی علم و فضل کے پژمردہ پھولوں سے اپنا دامن بھرنے والے، کالے اور گورے کا امتیاز اٹھا دینے والے، تمام دنیا کو ترقی اور عروج کی

راہ پر لگا دینے والے ظلم و جبر کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دینے والے اور خواب غفلت میں سوئی ہوئی قوموں کو جگانے والے اب کس طرح یہ دعویٰ کریں کہ ہمیں تھے۔

اے ہمارے آقا اور ہمارے سردار! اے بنی نوع انسان کے سچے خدمتگذار! ہم نادم ہیں، ہم پشیمان ہیں! ہم نے غلطی کی اور اب بھی کر رہے ہیں مگر کیا کریں کہ ہم انسان ہیں ہم نے گناہ کئے اور کر رہے ہیں کیونکہ ہم بے وقوف ہیں اور نادان ہیں۔

اے گنہگاروں کی جائے پناہ! اے دونو جہاں کے بادشاہ! ہم لاکھ خطاکار سہی اور ہمارے جسم کا رونگٹا رونگٹا گنہگار سہی پھر بھی وہ نسبت کہاں چلی جائیگی جو ہمیں تیری ذات پاک کے ساتھ حاصل ہے۔ ہم اچھے ہوں یا برے بہرحال اور بہرصورت تیرے ہی کہلائینگے جب اچھے تھے اس وقت بھی ہم تیرے ہی تھے اور اب برے ہیں تو اب بھی تیرے اور صرف تیرے ہی ہیں۔ ہاں خدا کے لئے اُٹھ اور ہماری اس زندہ اور زار حالت پر ایک نگاہ لطف ڈال دیکھ اور خوب غور سے دیکھ کہ آج تیرے نام لیوا اور تیرے جاں نثار کس حال میں ہیں امت کی وہ کشتی جسکی ناخدائی تو نے کی تھی اب تیرے بعد موج حوادث کے تھپیڑے کھا کھا کر ظلمت و جہالت اور بحبت و ادبار کے بحر ناپیدا کنار میں جا پھنسی ہے ہلاکت اور تباہی کی سہر لبھاک موجیں برموجیں آرہی ہیں اور اس مختصر سی کشتی کو غرق کرنیکی کوشش میں مصروف ہیں۔

اے ناخدائے امت! اے پیشوائے ملت! آج ہماری کشتی ایک اچھے ناخدا کے لئے ترس رہی ہے بادبان اسکے شکست و ریخت ہو چکے مستولوں کے پرزے پرزے اڑ گئے عرشہ میں بھی سوراخ نمایاں ہو چکے ہیں کشتی منجدھار میں ہے اور نہ قطب نما ہے نہ جہازران جن دو چار شخصوں نے وانڈے اور پتھوار سنبھال رکھے ہیں وہ بھی بدقسمتی سے کشتی چلانا نہیں جانتے وہ نام کے لئے اس کشتی کے ناخدا بن ضرور بیٹھے ہیں لیکن انھیں اس سے کچھ واسطہ ہی نہیں ہے کہ ناؤ کہاں جا رہی ہے۔ جو خدائی قطب نما انھیں دیا گیا تھا کہ اسکے مطابق کشتی چلائیں اس پر انھیں نہ ایمان ہے اور نہ اعتقاد قطب نما کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر انہوں نے خود اپنی ایک راہ نکالی ہے اور اب امت مرحومہ کی یہ ڈگمگاتی ہوئی ناؤ خدا اور رسول کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر اور قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر ان ناخدایان لت کے نکالے ہوئے راستہ پر چل رہی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ راستہ بھنور کی طرف جاتا ہے ہم واقف ہیں کہ اس راستہ میں تباہی اور ہلاکت کے پہاڑ کھڑے ہیں مگر ہم بے بس ہیں ناچار ہیں مجبور ہیں اور بے اختیار ہیں

اے ارض پاک مدینہ میں بسنے والے آقا! حالت بہت نازک ہو چکے جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم وہ سب کھو چکے۔ اب ہم ہیں اور دنیا بھر کی مصیبتیں اور اب آپ کی یہ پیاری امت ہے اور ہر طرح کی رسوائی اور ذلتیں۔ ہم نے وہ سب کچھ کیا جو ہمیں نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اور اے خدا کے حبیب! ہم نے وہ کچھ نہیں کیا جو ہمیں کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن کچھ کیا یا کچھ نہیں کیا اب تو خدا کے لئے ہمیں یہ بتا دیجئے کہ اب کیا کریں۔

آپ ہم سے خفا نہ ہوں! ہمارے گناہوں کے انبار کو دیکھکر نفرت کے ساتھ منہ نہ پھیریں ہمارے رہنماؤں اور پیشواؤں کی گمراہی اور غلط روی سے آزردہ نہ ہوں، بلکہ اے لطف مجسم اے مخزن کرم و جود اور اے معدن عفو و حلم خدا سے ہماری بہبود اور اصلاح کے لئے دعا فرمائیے۔ ہم اب بھی سنبھل سکتے ہیں، ہمارا کھویا ہوا وقار ہمیں پھر مل سکتا ہے اگر اے حضور انور! آپ ہمارا ہدیۂ سلام قبول فرمالیں اور اس مجیب الدعوات کی درگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیں۔

(+)

درشن دو

(نوشتہ فخر الاعظم پیرزادہ سید غریب حسن صاحب بقائی میرٹھی)

درشن دو اے باعث ایجاد کل۔ درشن دو اے دعائے خلیل اور نوید مسیحا کہ تمہارے آنے کی خوشخبری دیتا گوتم بدھ، اور سری کرشن اور سری رامچندر نے دی تھی۔

درشن دو جگ داتا، من داتا، جگدیش روپ، جگت موہن، شیام سندر پوتر جیون، پریم مورت، شکتی سروپ مہابلوان کہ آج (۱۲ ربیع الاول) دنیا کے سب ہی نر ناری تمہاری پوتر کتھا سنکر تمہارے سندر کمٹھ کے درشن کرنے کے اجھلاشی ہیں۔

درشن دو اے شمبل دیب (عرب) میں جنم لینے والے کلنگی اوتار کہ تمہارے پوتر جنم اور تمہاری پاک لیلا اور تمہاری مقدس کتھا کے بعد تمہارے چالیس کرور غلام تمہارے درشنوں کے لئے منصطر اور بے چین ہیں۔

درشن دو اپنی چکور کرائے۔ نی چاند، درشن دو آمنہ کے لال اے وشنو داس (عبداللہ) کے لخت جگرائے عبدالمطلب کے نور عین درشن دو اے پربھو پریم آتما، پرشوتم، درشن دو اے ارض پاک کے تاجدار اور خلقت مخلوق کے مبتدا و منتہا، او خواب راحت سے بیدار ہو کر درشن دو اے رحمہ دراحت کے پیکر اعظم اور اس کو درشن دو جس کی زندگی اور زندگی کی تمام امیدیں تمہارے لطف و کرم اور جود عطا سے وابستہ ہیں۔

درشن دو اے رام و کرشن کا روپ دھارن کرنے والے بھگوان پھر اپنی موہنی مورت اپنے چالیس کرور داسوں اور داسیوں کو دکھاؤ جن کی زندگی اور زندگی کا چین تمہاری نظر کرم کا محتاج ہے

اپنے بھگت کو درشن دو اے آمنہ کے کلجہ کی ٹھنڈک درشن دو اے بھاؤ کی گیھا (حرا) میں تپسیا کرنے والے جگت موہن تپسوی درشن دو۔ اے جٹا دھاری خالق سنسار کہ تم کو لولاک لما خلقت الافلاک کا تاج اس لئے عطا کیا گیا تھا کہ تمہارے ذریعہ سارے سنسان کا کلیان ہوگا۔

درشن دو اے اوہر میوں سے کلیش اٹھانے والے آقا درشن دو اے غلاموں کو آزادی دلانے والے مولا درشن دو۔ اے عزم و استقلال کے کوہ وقار درشن دو۔ اے قاب قوسین کے مالک درشن دو۔ اے بورنیشین تاجدار ذی وقار درشن دو اے منکشف اسرار خفی و جلی درشن دو۔ اے خلق عظیم کے مخاطب درشن دو اے ہادی اعظم اور سردار امم درشن دو۔

اے جمیل خلق کے جمال اور اس کو درشن دو جو تمہارے آستان کرم پر انتہائی مایوسیوں اور ناکامیوں کی حالت میں اس لئے حاضر ہوا ہے کہ تمہارے درشنوں سے اس کی تمام تکلیفیں راحتوں سے بدل جائیگی اور تمام مایوسیاں کامیابیوں میں مبدل ہوں گی اور اس کے در کا گدا اور اسی در سے ہوگا۔

درشن دو اے بیکسوں کے چارہ ساز یتیموں کے والی اور اپنے اس غلام کو درشن دو کہ اس کی سنو جس کی نیاز مندی اور بے چارگی کا سہارا صرف تمہارا اجمال جہاں آرا ہے اور اس کے من کی بپتا سنو جس نے اپنی تمام آرزوئیں تمہارے آستانہ کرم سے اے ارض حرم کے تاجدار وابستہ کر دی ہیں اور جس کے زخموں کا مرہم اسی آستانہ قدس کی خاک پاک ہوگی۔

درشن دو انگشت شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کرنے والے جگت جوتی نور العالم کہ تم کو وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کا مخاطب کیا گیا ہے۔

درشن دو زلفوں والے آقا درشن دو کملی والے شہنشاہ کہ تم کو یا ایہا المزمل اور یا ایہا المدثر کے نام سے پکارا گیا ہے۔

تمہارے کواس رلف دوتا کی قسم درشن دو جس کو واللیل اذا یغشی سے تشبیہ دیکر تمام عالم میں سربلند کیا گیا ہے

درشن دو سندر روپ ساجن، اکاش باتی ہما آتا کہ تمہاری مہما کے گیت اس سمے سارے سنسار میں گائے جا رہے ہیں۔

درشن دو مہا سندر حسین کامل، منظہر اتم، النور روپ جمال روپی کہ تمہارے غلاموں کے من کا کلیش تمہارے درشنوں سے دور ہوگا۔

درشن دو سچائی کا پیغام لانے والے سجنا پریتم ہمارے درشن دو سنسار کے سرخرادوں میں افریقہ کے ریگزاروں میں یورپ کے عشرتخانوں میں ایشیا کے زوال پذیر ایوانوں میں ہندوستان کے مفلس مکانوں میں کہ آج سب نے تمہاری تعلیم کو بھلا دیا ہے اور ان سب کی کتھا تمہاری اور صرف تمہاری پوتر تعلیم سے ہوگی۔

درشن دو بدر میں مٹھی بھر جاں نثاروں سے لاتعداد دشمنوں کو شکست دینے والی سینا پتی کہ تمہارے دشمنوں کی آس لگی ہے۔

درشن دو مکہ کے ایذا دہندوں کو لا تثریب علیکم الیوم کا آزادی بخش نغمہ سنانے والے پریم مورت پریم دہنی کہ تمہارے غلاموں کی بیچارگی اب حد سے بڑھ گئی ہے۔

پریتم پیارے ان رس بھرے نینا کی قسم جن پر رفیق غار نے سب کچھ تج دیا تھا اور جن کو دیکھکر خارق اعظم کے ہاتھ سے تلوار ہی نہیں گری بلکہ فاروقی سطوت نثار ہوئی، ہاں ہاں انھیں رس بھری آنکھوں کی قسم جن کو دیکھکر وحشیانہ مظالم برداشت کرنے کے بعد بلال رضی اللہ عنہ احد احد کہتے ہوئے اٹھتے تھے۔

درشن دو اور اس کہ کی گلیوں میں درشن دو جس میں تمہارے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ تم پر قاتلانہ حملے ہوئے تمہارا بائیکاٹ کیا گیا اور تمہارے دعوی نبوت کو جھٹلا کر تم کو جادوگر بھی بتلایا گیا۔ اسی کہ میں درشن دو جس میں تمہاری دشمنوں نے تمام وہ عمارتیں ڈھا دیں جن کو دیکھکر تمہارے بچپن کی تمہارے مصائب کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

وہی مست نرگسی آنکھ نور کے گھٹ سے کہو لو یتیم پیارے جس کی دید کی تمنا عیسیٰ و موسیٰ دگو تم ہو درشن کو تھی اور جس نے علی جیسے فرزند کو دیدار بنا رکھا تھا اور اسی علی کی صدقہ درشن دو جس کو تم نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا مجدو شرف بخشا۔

درشن دوائے وہ دنیا کے فیلڈ مارشل جن کے نقشے کبھی غلط نہیں ہوئے اور جوایسے سینا پتی تھے کہ اپنی سینا کے ساتھ خندقیں کھودتے بہروپیتے اور حریف پر حملہ آور ہوتے تھے۔

میٹھے بول بولنے والے ساجن درشن دو اور دیکھو کہ تمہاری پاک زندگی پر ناپاک حملوں سے تمہارے داس کیسے مضطر ہیں۔

اونٹوں اور بکریاں چلانے والوں کو شہنشاہ بنانے والے داتا صدقہ ان کا جن کو تم محبت سے حمیرا کہتے تھے۔ صدقہ خاتون جنت کا۔ اور ہاں صدقہ زلفوں والے حسن حسین کا درشن دو۔ صدقہ اس مقدس کا لہو کا جو حق و صداقت کے لئے احد کے میدان میں تن نازنیں سے نکلا اور جس کے نکلتے ہی کائنات کی بساط الٹ جاتی اگر تم رحمت اللعالمین نہ ہوتے درشن دو ابیس قرنی کی آہ جگر سوز کے صدقے میں درشن دو اور دیکھو آج تمہارے داس تمہارے بتائے ہوئے راستہ سے بھٹک کر

صدقہ اس مقدس قافلہ اہلبیت کا جس کے پوتر خون سے کربلا کے تپتے ہوئے ریگ زار میں تخم حق پسندی کی آبیاری کی گئی درشن دو اور مجھکو اس درسے مایوس نہ بھیجو جس کے بھکاری بڑے بڑے تاجدار ہیں اور جو کبھی مڑنے والے پیاسے تمہارے درسے خالی نہیں گئے

تمہارا غلام تم سے حکومت نہیں چاہتا کہ حکمرانوں کے مظالم سے کانپ رہے ہوں تم سے خزانہ نہیں مانگتا کہ سرمایہ داروں نے غریبوں پر زندگی دوبھر کردی اور تم ہمیشہ غریبوں کو پسند کرتے تھے تم سے ولایت نہیں چاہتا کہ اس کا اہل نہیں ہیں تو صرف سکون کامل، راحت دل، آب چشم اور وقت خوش مانگتا ہوں اور اسی لئے تمہارے درشنوں کا اجلاشی ہوں تمہارے اور صرف تمہارے ناکارہ غلام کے من کی آشا تمہارے اور صرف تمہارے درشنوں سے ہوگی جو تمہارے درشنوں کی آس پر جی رہا ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں نماز کے عاشق ہو جائیں اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ رہیں گے

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲/

تاکید نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سن سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳/

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے اور خدا کی وعیدوں سے جسم لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے۔ بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۲/

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کر لیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت معمولی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲/

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو آپ پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سمجھ کر نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں۔ دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے قیمت ۱/

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی دس جلدیں کامل طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائے گا۔

ہتھ حمیدیہ پریس۔ دہلی

نسب والا حسب سید العجم والعرب

(از مولوی فاضل علامہ محمد عبد اللہ صاحب جلالپوری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متفق علیہ نسب نامہ یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادبن مقوم بن ناحور بن یزرح بن یعرب بن یشجب بن قیدار بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آذر بن ماجور بن شاروح بن ناغور بن فالغ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن ادریس بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانس بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

اور والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد جناب قریشی عبد اللہ کی بابت یہ مذکور ہے کہ آپ کی جلالت نسب حسن گفتار شائستہ عادات و اطوار اچھی اور عمدہ صفات میں قبیلہ قریش کے تمام نوجوانوں سے فائق و ممتاز تھے۔ خوبصورتی اور ملاحت کی وجہ سے یوسف ثانی معلوم ہوتے تھے اور آپ کی روشن اور چمکتی ہوئی پیشانی سے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتا تھا

اس زمانہ کے احبار (عالموں) اور حجاز کے کاہنوں سے یہ سنا جاتا تھا کہ نبی آخر الزماں اسی نوجوان کی صلب سے پیدا ہوں گے کیونکہ ہماری کتب دینیہ میں لکھا ہے کہ جب یحییٰ علیہ السلام کے اس خون آلود سفید اونی چغے سے جو یہودیوں کے پاس ہے تازہ خون کے قطرے ٹپکیں گے تو اس وقت نبی آخر الزماں کے والد ماجد ظہور پذیر ہوں گے چنانچہ اب اس خشک چغے سے سرخ خون ٹپک رہا ہے معلوم ہوتا ہے یہ وہی شخص ہے کہ جس کی بشت سے نبی آخر الزماں ظہور پذیر ہوں گے۔

قوم یہود نے جب یہ حال سنا تو قریشی عبد اللہ کے قتل کرنے کے لئے ملک شام سے ستر جانباز یہودی مکہ شریف میں آئے اور موقع پا کر ایک روز شکارگاہ میں آپ کو گھیر لیا اور ننگی تلواریں لئے ہوئے قریشی عبد اللہ پر سب کے سب پل پڑے۔

اتفاق سے وہب بن عبد مناف طریدی بھی اسی جنگل میں شکار کھیل رہے تھے جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ایک جماعت برہنہ تلواریں لئے ہوئے قریشی عبد اللہ کی طرف بڑھی چلی آتی ہے تو ان کی حمیت عربی جوش میں آئی اور نہ رہا گیا دل میں یہ ٹھانی کہ اگر یہ شریر النفس سفاک صلح پر رضامند نہ ہوں تو میں بھی اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کا اعلان دیکر بجا رگی ان شریروں پر حملہ کردوں اور ان ظالموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں۔

وہب ابھی اسی تردد و تفکر میں مبتلا تھے کہ غیب سے تائید ہوئی آپ نے ایک دستہ سواروں کا آتے دیکھا جس کے تمام سوار سفید گھوڑوں پر مسلح بیٹھے تھے آتے کے ساتھ ہی یہودیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو شکست اور ہزیمت دیکر بھگا دیا۔

وہب اس واقعہ سے نہایت متحیر ہوئے اور جب گھر واپس آئے تو تمام واقعہ اپنی بیوی سے بیان کیا اور قریشی عبد المطلب کے پاس (جو ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہیں) پیغام بھیجا کہ میں اپنی بیٹی آمنہ کو آپ کے صاحبزادے) عبد اللہ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں۔ چونکہ عبد المطلب بی بی آمنہ کی سیرت و صورت سے نیز پاکیزگی طینت و خوبی واقف تھے اس لئے اس نسبت کو قبول فرمایا اور جانبین میں تیاریاں ہونے لگیں اور بالآخر عقد نکاح ہو گیا۔

قریشی عبد اللہ نے پچیس یا بیس برس کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے تین ماہ پہلے جبکہ آپ ملک شام کی طرف کھجوروں کی خریداری کے لئے تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں انتقال فرمایا اور دار الماتم مدینین مدفون ہوئے۔

عبد المطلب

قریشی عبد المطلب بزرگی شیریں کلامی محاسن اقوال و افعال میں اپنے زمانہ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے انہی خصائل جمیلہ اچھے عادات و اخلاق کی وجہ سے عرب و عجم کے بادشاہوں رئیسوں اور امیروں کی نظروں میں نہایت ہی معزز و محترم تھے کار خیر ان سے اکثر صادر ہوئے ہیں منجملہ ان کے چاہ زمزم کو دوبارہ آپ ہی نے کھدوایا اور از سر نو تعمیر کرایا ہے اور سب سے پہلے عرب میں سیاہ خضاب آپ ہی نے لگایا ہے آپ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی آپ کی وفات واقعہ عام فیل سے آٹھ یں سال میں ہوئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو ماہ دس دن کی تھی۔

ہاشم

عبد المطلب کے والد ہاشم تھے نام ان کا عمرو ہے اور ہاشم لقب تھا اور اسی لقب سے مشہور ہیں ہاشم کے لغوی معنے روٹی چورے والا ان کو ہاشم اس واسطے کہتے تھے کہ قحط کے ایام میں لوگوں کو ثرید (مالیدہ) کھلایا کرتے تھے سخاوت میں ضرب المثل تھے اور عرب میں اول اول ثرید کی ضیافت آپ ہی نے ایجاد کی ہے ملک شام کو تشریف لیجاتے ہوئے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ مقام غزہ میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں پر آپ کی قبر ہے۔

ہاشم کے والد عبد مناف ہیں ان کا نام مغیرہ ابو عبد الشمس ان کی کنیت ہے نہایت حسین اور باجمال تھے۔

عبد مناف کے والد قصی ہیں ان کا نام زید ہے اور قصی لقب ہے قصی کے والد کلاب ہیں اور ان کا نام حکیم ہے یہ سرگروہ قریش تھے نیز قبیلہ عدنان میں سب سے زیادہ شریف مانے جاتے تھے۔

کلاب کے والد مرہ ہیں حضرت صدیق اکبر کے جد سادس یعنی چوتھی پشت میں مرہ والد کلاب ہیں یہ قریش کے سرداروں اور قریش کے اعلیٰ ترین شرفاء میں سے تھے اکثر امور میں لوگ ان کی طرف رجوع ہوتے تھے اور اپنی قوم میں یہ نہایت ہی سخی اور نہایت ہی کریم النفس شخص تھے اور یہ اول شخص ہیں کہ جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کر کے خطبہ سنایا کرتے تھے اور وعظ و نصیحت کیا کرتے اور نبی آخر الزماں کی اتباع و پیروی کی وصیت کیا کرتے اور کہا کرتے کہ وہ میری اولاد میں سے ہوں گے۔

کعب کے والد لوی ہیں یہ قبیلہ قریش کے امجاد مادی تھے اور مقبول العقل حاکم تھے۔ لوی کے والد غالب ہیں یہ قریش کے سردار تھے قبائل عرب اہم معاملات میں ان سے استصواب کرتے تھے اعلیٰ پایہ کے صائب الرائے تھے۔

غالب کے والد کا نام فہر ہے ان کا لقب قریش تھا۔ قریش کا ماخذ قرش ہے یعنی کمپر لینا۔ اکٹھا کرنا۔

فہر کے والد کا نام مالک تھا قوم عرب پر ہمیشہ یہ غالب رہتے تھے غریبوں کی نگہداشت اور محتاجوں کی پرسش کیا کرتے تھے اور مراسم مراعات بجالاتے۔

مالک کے والد نضر ہیں ان کی کنیت ابو الفہیہ ہے وفات سے ایک دن پہلے انہوں نے تمام قوم کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب کے سب اسمٰعیل اور ابراہیم علیہما السلام اولاد میں سے ہو عرب کی ریاست تمہارے حصہ میں آئی ہے اس کے شکریہ میں تم کو لازم ہے کہ احکام الٰہی کی تعظیم و توقیر دادر خالصاً لوجہ اللہ اعمال صالحہ کیا کرو تاکہ تقرب الی اللہ حاصل ہو۔

نضر کے والد کنانہ ہیں۔ کنانہ رئیس قوم تھے ان کی عمر نوے برس کی تھی۔ اسی سال کی عمر میں ان کے ہاں نضر پیدا ہوئے انہوں نے ملک یمن میں انتقال فرمایا یہیں ان کی قبر ہے وفات کے وقت اپنے باپ دادوں کی رسم کے مطابق اپنی اولاد اور اپنی قوم کو وصیت کی۔

کنانہ کے والد خزیمہ ہیں۔ خزیمہ کے والد مدرکہ ہیں ان کا نام عامر یا عمرو تھا انکو مدرکہ اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ ایک روز خرگوش کے پیچھے دوڑے اور اس کو جا لیا مدرکہ درک سے مشتق ہے اس کے معنے حاصل کر لینا کے ہے۔

مدرکہ کے والد کا نام الیاس ہے۔ الف لام تعریفی ہے یاس کے لغوی معنے ناامیدی کے ہیں ان کے والدین اولاد سے ناامید اور مایوس ہو چکے تھے بڑھاپے میں یہ پیدا ہوئے اس لئے ان کا نام الیاس رکھا گیا جب یہ بالغ ہوئے تو انہوں نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ملت ابراہیمی کی دعوت دی بڑی عفت و پرہیزگاری کی وجہ سے لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار تھے۔

الیاس حضرت ابراہیم کی سنت کے مرافق مؤمن تھے سب سے پہلے خانہ کعبہ میں اونٹ کی قربانی آپ ہی نے کی ہے سل کی بیماری سے وفات ہوئے۔

الیاس کے والد کا نام مضر ہے ان کی وجہ سے سنت ابراہیمی کو بہت ترقی ہوئی سنت ابراہیمی کے احیاء کے لئے ہمیشہ ساعی رہتے تھے نہایت خوش گلو شخص تھے ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلتے مسلمان تھے چنانچہ ہمارے آقا کے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مضر کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا۔

مضر کے والد کا نام نزار ہے ان کی کنیت ابو ربیعہ ہے جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد نے شکریہ کے طور سے ہزار اونٹ ذبح کر کے غربا اور مساکین کو کھلا دیئے اس وجہ سے مخلوق ان کو مضر اور فضول خرچ کہنے لگی اس کے جواب میں ان کے والد نے کہا ان ھذا لنزر یعنی یہ سب کچھ تھوڑا ہے ان کے نام کی یہی وجہ تسمیہ ہے۔ نزار و بکات محمدیہ آپکی پیشانی سے ہویدا تھے۔

نزار کے والد کا نام معد ہے ان کی کنیت ابو قضاعہ ہے معد ترجمہ و چونکہ یہ نہایت خوشرو اور ہر وقت ہشاش بشاش تر و تازہ معلوم ہوتے تھے اسلئے ان کا نام معد ہو گیا اور ان کے آٹھ بیٹے تھے جو نہایت دلیر اور بہادر تھے ازاں جملہ چار بیٹے بہت مشہور ہیں قضاعہ بن معد۔ قیس ابن معد ایاد بن معد۔ نزار بن معد۔ ان میں سے نزاک ابن معد چالیس ہزار فوج لیکر نبی اسرائیل پر حملہ آور ہوا اور ان پر فتح پائی اور بقیہ السیف یہودیوں کو پکڑ لایا۔ نبی اسرائیل نے اس وقت کے نبی سے استغاثہ کیا اور نبی عدنان کے حق میں دعائے بد کی خواستگاری ظاہر کی نبی وقت نے روبقبلہ ہو کر چاہا کہ بددعا کریں لیکن جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس دعائے بد سے بہت بزار ہو جاؤ کیونکہ خاتم النبیین افضل الاولین والآخرین نبی عدنان کی اولاد میں سے ہوں گے ان کے حق میں بددعا مقبول نہ ہوگی۔

معد کے والد کا نام عدنان ہیں ان کے دو بیٹے تھے ایک عدن بن عدنان دوسرے معد جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ منقول ہے کہ عدنان کی یہودیوں سے عداوت تھی ایک دن یہ اکیلے کہیں جا رہے تھے یہودی ان کے پیچھے ہو لئے اور ایک مقام میں دو پہاڑوں کے درمیان ان کو گھیر لیا دیر تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر آپ کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا آپ پہاڑ پر چڑھ گئے شریروں نے اس پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ پہاڑ پر چڑھ کر آپ کو ستانے اور ایذا دینے میں کوتاہی نہ کی عاجز آکر قادر قوم کی جناب میں التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور عدنان کو کسی بلند تر چوٹی پر جا بٹھایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ سر دار المخزون میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے یہاں تک علمائے محدثین کا اتفاق ہے لیکن ان سے اوپر کے سلسلے میں آدم علیہ السلام تک بیحد اختلاف ہے بعض متقدمین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک صرف چار واسطے بیان کئے ہیں اور بعضوں نے چالیس اشخاص بیان کئے ہیں پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔

خود حضور حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو عدنان پر توقف فرماتے اور بار بار ارشاد فرماتے

کذب النسابون الی معاذ عدنان۔ عدنان سے اوپر نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنا شجرۂ نسب معد تک یاد کیا ہے ان سے پہلے لوگوں کا حال معلوم نہیں۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو معدبن عدنان سے اوپر کے سلسلہ میں واقفیت رکھتا ہو۔

تمام اہل سیر اور جملہ مورخین اسی امر پر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔

ولادت باسعادت

حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی محمد حیات علی صاحب قدوائی کیرانوی)

پڑھو صلوٰۃ ذکر احمد مختار ہوتا ہے
سراپا گوش ہو جاؤ بیان یار ہوتا ہے

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم

حضرات! ہم مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ازل میں سوا ذات باری تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ کے کچھ اور نہ تھا۔ نہ یہ زمین و آسمان تھے نہ مکین و مکان نہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کا وجود تھا اور نہ کہیں حضرت انسان کا نام و نشان۔ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ یعنی خدا تھا اور اسکے ساتھ اور کچھ نہیں تھا کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ازل میں جب نہ تھی لوح و قلم ارض و سما پیدا
نہ تھا نام خدا تا ہو محمد مصطفیٰ پیدا

تھی دن رات کی کرسی نہ تھا عرش خدا پیدا
مگر مقصود یہ سب کے تھی ذات کبریا پیدا

ناگہاں خیال باری کو بصداق کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (حضرت قدسی) اپنی ذات کا جو ناشناسا ایک خزانہ پوشیدہ کے لیے نام و نشان تھی اظہار منظور ہوا تو اپنے نور بے کیف کی کچھ سے حقیقت نور محمدی کو جلوہ گر فرمایا یعنی اپنے نور ذاتی کی طرف نظر خلقت ملاحظہ فرما کر خطاب کیا کن محمد یعنی اے نور محمد ہو جا بس اس سرا پردۂ جون نے ہو جب حکم کن فیکون کے مثل ستون کے جواب عظمت تک بلند ہوا پھر بطریق عبودیت کمال تعظیم و تکریم عالم جلال نہ زمین اطاعت پر جبانی نور ذاتی جھکا سجدہ شکر ادا کیا اور الحمد للہ کہا۔

دو دولت ان عالی شان ارباب طریقت و اہل معرفت نے اردوئے در جات باطن چار مقام قرار دئے ہیں۔

اول عالم ناسوت۔ پھر عالم جبانی عرش سے عرش تک ہے دوسرا مقام ملکوت ہے جس میں ملائکہ اور جملہ مثال کی صورتیں ہیں جتنا میں وہ جسمانی نہیں ہے مگر صورت جسمانی ہے اور تیسرا عالم جبروت ہے جو مقام ارواح کا ہے اور ارواح سب نور مجرد ہیں ان میں مادہ جسمانی ہے نہ صورت جسمانی اور چوتھا عالم لاہوت ہے جو مقام ذات و صفات خدائے پاک ہے وہی خلوت لاہوت اور مقام حجاب عظمت ہے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اسی مقام تک پہنچا اور سجدۂ شکر بجا لایا اور سجدہ میں خالق حمد و ثنا کی یعنی الحمد للہ کہا اس کے جواب میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ فی الواقع جینے تجھکو اسی واسطے پیدا کیا اور نام نامی تیرا احمد رکھا۔ ابتدائے تخلیق تجھ سے کروں گا اور خاتم الانبیاء تجھ کو بناؤں گا اس خطاب سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کی صفت محمودی کا اظہار فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جیسا کہ خود آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم نے بجواب سوال حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول خدا نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا اور دوسری حکمہ ارشاد فرمایا انا من نور اللہ والمخلق کلھم من نوری یعنی میں خدا کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ فرمایا اللہ جل جلالہ نے کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اگر نہ پیدا کرتا میں تجھکو اے محمد تو ہرگز نہ پیدا کرتا آسمانوں کو اور اس طرح اور وارد ہے کہ لولاک لما اظھرت الربوبیۃ یعنی اگر نہ ہوتا تو اے محمد تو ہرگز نہ ظاہر کرتا میں اپنی ربوبیت کو۔ پس نور حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کا گویا ظہور ذات رب المعبود کا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وجود آپ کی تمام مخلوقات پر مقدم ہے اور موجود ہونا تمام کائنات کا آپ کے نور سے ہے کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

جہان میں گر نہ اظہار محمد مصطفیٰ ہوتا
نہ کوئی انبیاء ہوتے نہ کوئی اولیا ہوتا

صفور روز احمد سے اگر مولا نہ یہ عالم
نہ خلقت میں کبھی اظہار ذات کبریا ہوتا

برادران اسلام! کتاب مدینۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمامی مخلوقات کے پیدا کرنے سے کئی ہزار سال پیشتر حضور پر نور حباب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا ستون بنایا کو پیدا کیا پھر اسی نور سے ارواح انبیاء اولیا صدیقین شہیدوں مومنوں جنوں اور فرشتوں کی اور عرش کرسی لوح و قلم بہشت دوزخ آسمان زمین چاند سورج تارے آگ دریا ہوا پیدا کئے پھر آسمان و زمان زمین کو پھیلایا اور ہر ایک کے سات سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں ایک جماعت کا مخلوقات سے مقرر فرمایا اور یہ سب کچھ نور کے نو حصوں سے پیدا کیا گیا دسواں حصہ خاص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے باقی رہا کیا خوب کلام ہے شاعر ہے ؎

پیدا نور خدا سے پہلے نور مصطفیٰ پیدا
پھر اسکے نور سے جو کچھ کہ ہونا تھا ہوا پیدا

نبی کا نور تھا لاریب وہ مبدا ہر دو عالم کا
کہ جسکے نور اطہر سے ہوا ہر دو سرا پیدا

ہر ادوار امت از زمین پر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جنوں کو بسایا اور ان کی رہبری اور رہنمائی کے واسطے انھیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جن کا نام یوسف تھا لیکن جنوں نے اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا ان کے حکموں پر نہ چلے اور ان کو مارڈالا اور بہت کچھ ظلم و فساد کرنے لگے عزازیل نے جو جنت میں منبر نورانی پر بیٹھکر تمام فرشتوں کو پڑھاتا تھا اور معلم الملکوت کہلاتا تھا اور جواب ابلیس اور شیطان کے نام سے مشہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ اگر تو مجھکو موقع فرشتوں کے جنوں پر حکمران کرے تو میں سب کو راہ راست پر لگا دوں اللہ تعالیٰ نے استدعا قبول فرما کر اس کو معہ چار ہزار فرشتوں کے زمین پر بھیجدیا اور جنوں پر حاکم بنا دیا عزازیل نے ان مفسد جنوں میں سے کسی

مارا کسی کو قتل کیا اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان مفسدین سے زمین کو پاک وصاف کرکے اس پر خود سو فرشتوں کے رہنے سہنے اور حکومت و سلطنت کرنے اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے لگا جب اس کو حکومت کرتے ہوئے لاکھوں برس گذرے تو اس کو غرور پیدا ہو گیا اور خیال کرنے لگا کہ مثل بسیرے کے ۔۔۔ اکون ہے جو اس قدر فرشتوں اور تمام روئے زمین پر حکومت کر سکے جو کام میں نے کیا ہے کب کوئی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کو عزازیل کا یہ گھمنڈ اور غرور پسند نہیں آیا اور عزازیل کے ساتھی فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی تحقیق میں زمین سے اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں جب فرشتوں نے یہ سنا تو معلوم کیا کہ اب زمین کی حکومت ہمارے اختیار سے نکل جائیگی پس تعلیم معلم الملکوت جناب باری میں عرض کیا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ۔ اے پروردگار کیا تو زمین پر ایسے کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو ہمیشہ خونریزی اور فساد کرتا رہے گا اور ہم تو ہمیشہ تیری تسبیح و تحمید و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ پس اگر اس نائب سے تجکو محض اپنی عبادت اور اطاعت منظور ہے تو اس کے واسطے ہم موجود ہیں کسی دوسرے کو نائب بنانے کی کیا حاجت ہے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا انی اعلم مالا تعلمون یعنی اس کی مشیت جو کچھ میں جانتا ہوں اس کا تم کو علم نہیں ہے اے ملائکہ آدم و تمام اولاد آدم نے جس قدر معصیت کی ہے اس سے معصوم تو ضرور ہوں گے لیکن وہ ذلت گناہ رہتے ہوں گے تو اس کی ملائی تو ہوگی مثلاً اگر وہ ذلالۃ آدم سے کرسکے اگر وہ ظلمت عصیان میں مبتلا ہوں گے اور ضرور قدر اعلان سے مشہور بھی ہوں گے اے ملائکہ اگر تم مطیع طاعت ہو تو آدم مخلوق محبت ہوگا اگر تم صاحب درد ہو تو آدم صاحب درد ہوگا ۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان ۔ ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم تھے کروبیاں

اے ملائکہ اگر میں تمہاری اطاعت قبول نہ کروں تو اس کی کیا قدر ہو سکتی ہے اور اگر ان کی معصیت پر غلط نظر کروں تو ان کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے یہ سنکر ملائکہ اپنے قصور پر نادم ہوئے اور پست ہو گئے ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح مبارک کو دنیا جہان کی تمام چیزوں کے نام تعلیم کرنے کے لئے کرزمین سے آسمان تک اور اس کے سوا جس قدر مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی آپ کو سب کے ناموں کی تعلیم ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان ناموں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین اگر تم اپنے اس دعوے میں کہ مستحق خلافت ہم ہیں سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت علم آدم سے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کو بھی فضیلت علم عطا کی گئی اسلئے فرشتے جواب سے عاجز رہے اور نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم یعنی تو ہر قسم کے عیوب اور نقصوں سے پاک ہے ہمیں تو اس قدر جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے اس کے ماسوا کچھ نہیں جانتے ، بیشک تو ہی

(اپنی مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا یا آدم انبئھم باسمائھم فلما انباھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات و الارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ۝ یعنی اے آدم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دو (اس حکم کے بموجب) پھر جب (حضرت) آدم (علیہ السلام) نے فرشتوں کو ان (سب چیزوں) کے نام بتا دیئے (اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہوکر) فرمایا کیوں! ہم نے تم سے (پہلے ہی) نہ کہا تھا کہ ہم زمین و آسمانوں کی (سب) مخفی چیزوں کو جانتے ہیں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو (سب کو جانتے ہیں) اور جو شخص کہ تو اسے خلیفہ بنانا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خونریزی کرے گا اس کو ہم (خوب) جانتے ہیں ۔

برادران اسلام! یہ تمام واقعات جو حضرت آدم علیہ السلام پر گذرے ہیں عالم ارواح میں گذرے ہیں کہ جس کو عالم جبروت کہتے ہیں اسی وقت حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پتلا بنا کر خاکیہ تیار کیا اور روح کو حکم دیا کہ داخل جسد آدم ہیں روح نے تعمیل حکم کرنا چاہا مگر جسکی خاکی مکان تاریک و راہ بایک بھیجی دیکھ کر ٹھٹکی کہ آہی نور بسیط اس کا بعد خاکی کثیف میں کیونکر جھکوں گے لیکن روح کو پھر بھی حکم ہوا کہ داخل ہو اس جسم میں روح نے پھر عذر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے روح محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور سنت کو بلایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بلایا اور تینوں کو حکم دیا کہ تم تینوں جاکر روح کو داخل جسد آدم کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔ روح محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بعد خاکی کو منور یا بلا تکلف جسد آدم علیہ السلام میں داخل ہو گئی ۔

لکھا ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی میں بمصداق فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی کے روح ڈالی گئی تو حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آگئی اس پر انہوں نے بہ الہام حضرت جبریل علیہ السلام الحمد للہ کہا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یرحمک ربک صادر ہوا جب روح سینے تک پہنچی تو آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا اور آنکھیں کھول کر دیکھا کہ عرش اعظم پر نیز جنت کے درختوں اور قصوں اور محلوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے عرض کہ روح جسم کے جس حصہ پر پہنچتی تھی وہ حصہ گوشت و پوست ہوتا جاتا تھا جہاں تک کہ روح تمام جسم میں پہنچ گئی اور جو نور پانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا اس کی تابانی سے تمام جسم آدم علیہ السلام کا منور اور درخشاں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک اونچی تخت پر بٹھا کر خلافت سے سرفراز فرمایا اور جو نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ آرا تھا اس کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجود ملائک بنایا یعنی فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو چنانچہ بصداق فسجد الملئکۃ کلھم اجمعین کے تمام فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر عزازیل نے جس کو

اب ابلیس یا شیطان کہتے ہیں سجدہ کرنے سے انکار کیا اس کی سزا میں وہ مردود بارگاہ قہر بن گیا اور ہمیشہ اس پر لعنت برستی رہے گی اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سیر کرائی فرشتوں نے آپ کے تخت کو اٹھا لیا اور تمام اکناف عالم میں سیر کرائی اور اسی جگہ پر لاکر رکھ دیا اور جبکہ خدا دست بستہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت کو مستعد رہے۔

حضرت آدم بوجہ تنہائی بہت گھبراتے تھے اور خدا سے اپنے جنس کی خواہش رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تمنا اس طرح پوری کی کہ ایک دن آپ پر نیند کو طاری کیا جب آپ حالت نیند خواب میں سوئے آپ وقت بچکے خدا فرشتوں نے آپ کی آخری بائیں پسلی نکال لی اور اس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو نہایت حسن و جمال کے ساتھ پیدا کیا حضرت آدم علیہ السلام کو کسی قسم کی تکلیف یا درد محسوس نہ ہوا جب آنکھ کھولکر اپنے سرہانے نظر کی تو حضرت حوا علیہا السلام کو بہت ہی حسین و جمیل دلربا ہنستی و تاج زرین سے آراستہ پیراستہ پایا۔ عرض کیا خدا وندا یہ کون ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہی لڑکی ہے اس کام کو ہوا ہے جسنے تمہاری دفع وحشت کے لیے تمہارے پہلو کے بیچ سے نکالا حضرت آدم علیہ السلام نے بتقاضائے بشریت چاہا کہ حضرت حوا علیہا السلام کے جسم نازنیں پر ہاتھ لگائیں فرشتوں نے حکم خدا وندی کا اظہار کیا کہ جب تک تم دونوں کا آپس میں نکاح نہ ہو جائے ہاتھ نہ لگاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان قدرت سے خطبہ پڑھا جس میں سراسر تعریف اپنی فرمائی پھر انہیں دونوں کا نکاح حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کا کر دیا اور تمہر دس بار درود شریف پڑھنا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقرر ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے بحکم خدا حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود شریف اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم پڑھکر مہر حضرت حوا علیہا السلام کا ادا کر دیا اور ایک عرصہ تک وہ عشرت رہتے لگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دونوں کو جنتی لباس پہنچے تھے بسکونت کہا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جنت میں پہنچا دیا اور فرمایا کہ یادما اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین یعنی اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور کھاؤ جنت کی چیزیں جو چاہو اور نہ جانا تزدیک اس درخت کے ورنہ گنہگار ہوگے اور تم کو تکلیف اٹھانا پڑے گی

حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کی اس پرعیش و شگفتہ زندگی کو دیکھکر شیطان کو رشک و حسد ہوا اور بذریعہ سانپ اور مور کے جنت میں پہنچکر ایک زرگ صورت بنا اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے پاس پہنچکر بھیس فریب کہا کہنے لگا الآخر دونوں کو شجر ممنوعہ کا پھل کھلا دیا جسکے متعلق اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ گیہوں کا تھا لیکن اس میں بڑا اختلاف ہے واللہ علم بالصواب۔ دانہ کھاتے ہی عتاب باری تعالیٰ نازل ہوا حلہ بہشتی دونوں سے چھن گیا آخر کار جنت سے نکال کر پھر زمین میں پہنچا دیئے گئے حضرت آدم علیہ السلام کا نزول سرزمین (لنکا) میں ہوا اور

حضرت حوا علیہا السلام جدے میں اتاری گئیں اس طرح پر دونوں کو ایک دوسرے کا فراق نصیب ہوا حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطائے گندم خوری پر اور فراق حضرت حوا علیہا السلام میں باختلاف روایات تین سو یا چالیس سال گریہ وزاری میں مبتلا رہے نشیب اور پستی کی وجہ سے اس عرصہ میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا سر وقت سر جھکائے ہوئے آنکھوں سے اشک دریا بہاتے رہے جب آپ نے بہت توبہ اور التجا کی تو دربار رحمت الٰہی جوش میں آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جہاں پر حضرت آدم علیہ السلام گریہ وزاری میں مبتلا ہیں جاکر ان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حکم رب ذوالجلال حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ان کہنا شروع کی حضرت آدم علیہ السلام نے جب "اشہد ان محمد رسول اللہ" سنا بیساختہ بوسہ انگشت کو دیا اور آپ کا دل سے وحشت دور ہوگئی اطمینان تام حاصل ہوگیا اور یاد آگیا یہ نام نامی اور اسم گرامی تو عرش اعظم پر لکھا ہوا دیکھا ہے اسی نام کے طفیل سے دعائے مغفرت کرنا چاہیے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ سر جھکا کر اللہ تعالیٰ سے یوں التجا کی اللھم انی اسئلک بحق محمد ان غفرت لی یعنی اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد کے صدقے میں میری مغفرت فرما اسی مضمون کو کسی شاعر نے کس طرح پر نظم کیا ہے ؎

آدم نے سر جھکا کے یہ کی عرض التجا — یا رب بحق شافع دیں بخشدے خطا
بندے کے نیک بد کا نہ کچھ اختیار ہو — میں ہوں گنہگار تو ہے مرا آمرزگار ہے

یہ مناجات حضرت آدم علیہ السلام کی درگاہ باری تعالیٰ میں مقبول ہوئی فوراً فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو اس وقت آدم ہماری درگاہ میں بہت بلبلا تا ہوا آیا ہے ہم نے اس کی خطا اپنے حبیب محمد کے نام پاک کی برکت سے بخشدی اب تم اس کے پاس جاکر اس کی عیادت کرو یہ سنکر وہ اس حکم کے ساتھ کہ یہ التعداد فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جسم سے گرد و غبار کو دور کر کے عرض کرنے لگے لا تحتئن یا آدم یعنی اے آدم اب گھبرا مت کہ پروردگار اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اے آدم تو نے مجھ سے کیا مانگا ہے جانا اسی کو ہم نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے تجھ سے تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر مغفرت چاہی اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھکو عرش اعظم پر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لکھا ہوا نظر آیا میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے چونکہ میرے زیادہ حبیب ہے اس لئے میں نے اسی نام پاک کے طفیل میں تجھ سے بخشش گناہ کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ میرا حبیب خاص ہے اگر تجھکو اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو کبھی بھی پیدا نہ کرتا۔ اے آدم تم سے مجھکو اپنے عزت و جلال کی قسم ہے قیامت تک جو کوئی تیری اولاد سے میرے حبیب محمد کو وسیلا پکڑیگا میں اسکی خطاؤں کو بخش دونگا اور اسکی مرادیں پوری کرونگا۔ تمام

بہیلی رام پوری فرماتے ہیں کہ ؎

ہوئی تھی جو آدم سے واقع خطا ندامت سے روتے پھرے سالہا
دعا کی خدا سے کہ میری خطا طفیل ہمیر تو بخشش اے خدا
ہوئی اُن پہ رحمت بطفیل نبیؐ خدا نے ان کی اسے بخشش دی
محمدؐ یہ وہ نام محبوب ہے جو عرشِ الٰہی پہ مکتوب ہے
درود ایسے محبوب سبحان پہ سلام ایسے سلطانِ ذیشان پہ

برادرانِ اسلام! جب حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہو گئی تو آپ حوا علیہا السلام کی تلاش و جستجو کرنے لگے۔ باآخر مکہ کرمہ کے قریب مقام عرفات (جو کہ منطقہ میں ہے) پہنچے اسی جگہ اتفاقیہ طور حضرت حوا علیہا السلام سے ایک نے دوسرے کو پہچان لیا چونکہ اس مقام پر ملاقی نے دوسرے کو پہچانا اسی وجہ سے اس مقام کا نام عرفات قرار پا گیا۔ اب حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام مل جل کر رہنے لگے اور سلسلہ توالد و تناسل شروع ہوا۔

اس وقت حالات ایسی اس طرح ہو چکی تھی کہ حضرت حوا علیہا السلام کے بطن پاک سے ہر حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ ہی پیدا ہوتے لیکن بطن شیث علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تنہا پیدا ہوئے کیونکہ ان میں ہمارے نبی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نشر کرنے والے تھے اور غیر سے ہمیں غور کرنے کا مقام ہے کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی کیوں پیدا فرمائی اور دوسری بات یہ کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور یہ دلیل ہے آپ کے یکتا ہونے کی ؎

یہ تھی رمز جو اسکے سایہ نہ تھا کہ تنگ دونی والا سایا نہ تھا

حضرت آدم علیہ السلام سے واسطے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ میں بطور اشارات کے کر دیا گیا تھا کہ اس کی تحقیر اور توہین کرتے رہیں اور جبکہ یہ نور سفر کرتے کرتے دو مہینہ پاک نطفوں میں بصورت نکاح نقل کرے حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا اور فرشتے اس پر گواہ ہوئے پھر اپنی وفات کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو بھی وصیت کی اور انہوں نے اولاد کو نور محمدی کے اسی طرح وصیتوں کے ساتھ یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پاک مردوں سے پاک عورتوں میں نقل کرتا ہوا عبدالمطلب تک اور ان سے منتقل ہو کر حضرت عبداللہ میں آ کر جلوہ گر ہو گیا عبدالمطلب کے بارہ اولاد میں تھیں حضرت عبداللہ حسن و جمال بہادری و نجدوری میں فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے اور سب مثالوں میں عبدالمطلب کو عبداللہ سے بہت زیادہ محبت تھی حضرت عبداللہ جس وقت شہر مکہ میں گشت کو نکلتے شہر کی بہت سی حسینہ و جمیلہ عورتیں آپ پر جانثاری بیان قربان کرتی تھیں اور بہت تمنائے نکاح و وصال ظاہر کرتی تھیں جب عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی کہ شہر کی بہت سی عورتیں عبداللہ پر عاشق ہیں تو خیال ہوا کہ کہیں الہانہ سوگ کسی عورت کے جمال و فریب میں پھنس جائیں حضرت عبداللہ کے نکاح کی فکر کرنے لگے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی چاہتے تھے کہ جوڑا کی حسب و نسب نکلے اور صورت حسن و جمال پاک طینت و پاک سیرت مثل عبداللہ کے ہو ایسی سے نکاح ہونا چاہیئے اس زمانہ میں شہر مکہ کے مردوں میں جس طرح حضرت عبداللہ بہت زیادہ حسین و جمیل تھے اسی طرح نا تجربہ لڑکیوں میں حضرت بی بی آمنہ سے بھی زیادہ خوبصورت کوئی لڑکی نہ تھی اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس وقت یہ انتظام دانتہام کیا کہ مکہ کے جتنے مرد تھے ان میں سے حضرت عبداللہ کو اور جتنی عورتیں تھیں ان میں سے حضرت بی بی آمنہ کو چن لیا تھا کہ یہی دونوں صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ بنیں سو ہو گیا

نہ تھا بے آمنہ تھیں تو عبداللہ آفتاب ہیں تو یہ بھی تھے لاجواب
جو ڑا اعجیب حق نے بنایا تھا اس لئے فرزند ان کا یگانۂ اک عالم کا انتخاب

عبدالمطلب کو جب حسن و جمال بی بی آمنہ کی خبر ہوئی تو اپنے دوستوں کے وسیلہ سے بی بی آمنہ کے والد وہب زہری کو پیغام دیا چونکہ وہب زہری خود حضرت عبداللہ سے بخوبی واقف تھے اسلئے اور آمنہ کو بھی بطریق مذکور کر لیا طرفین کی رضامندی منظور ہو کر تاریخ نکاح مقرر ہو گئی جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو عبدالمطلب مع چند احباب کے حضرت عبداللہ کے نکاح کو وہب زہری کے مکان پر پہنچے اور حضرت عبداللہ کا نکاح بی بی آمنہ سے ہو گیا اسی دن عبدالمطلب حضرت بی بی آمنہ کو اپنے گھر لے آئے حضرت عبداللہ نے اسی شب میں رجب کی بارہویں شب تھی حضرت بی بی آمنہ کے ساتھ قربت فرمائی نو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی آمنہ کے شکم مبارک میں [illegible] شکم مبارک کو منور و روشن فرمایا حضرت بی بی آمنہ بیان فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو اپنے آپ میں کچھ بھاری پن نہ پایا تمام حمل مجھ کو معلوم نہ ہوا نہ کوئی تکلیف ہوئی نہ ہیبت اور اوہام کو اکثر حواکرتی ہیں میرے شکم کی طرف بیہوشی یا خلل دماغ تمام حمل مجھ کو کسی خاص چیز کی طرف رغبت ہوئی تھی نہ کسی چیز سے نفرت تھی میرا بدن بالکل ہلکا پھلکا تھا مجھ کو کسی قسم کا ضعف یا گرانی نہ تھی جب میں زمین پر چلتی اور سر کے بیچ کو کنکر یا پتھر نظر آتا تو خوش ہو کے کچل کر باریک ہو جاتا مگر آنا فانا صرف ہو جاتا شروع ہی سے ایام بیماری شروع ہوئے تھے سوا مجھ پر طرح طرح کے اشکال ثابت ہوتے اور عجیب و غریب خواب دیکھتی تھی میں خواب دیکھتی اور عالم بیداری میں غیبی آواز سنتی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو تیرے حمل میں سردار دو عالم و بہترین نبی آدم پیغمبر آخر الزماں ہے جب وہ اس دنیا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائے تو اپنے فرزند ارجمند پر پڑھنا اعیذہ باللہ الصمد الواحد من شر کل حاسد یعنی پناہ مانگتی ہوں میں اس کو اس ذات واحد کی حامد کی دشمنوں کی جلن سے اور اس کا نام محمد رکھنا صلے اللہ علیہ وسلم۔

حضرت آمنہ پر کبھی اس قدر انوار کی تجلی ہوتی تھی کہ اس کی روشنی میں ملک شام کے شہر بصریٰ کی عمارتیں دکھائی دیتی تھیں کبھی حضرت بی بی آمنہ کی انگلیوں سے عجائب الغرائب کا شرقاً و غرباً تک سب کچھ نہیں نظر آ جاتا چنانچہ صحیح حدیث میں مروی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں دعا ہوں اپنے باپ ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ مسیح کی اور بکا نمونہ ہوں اپنی ماں کا جو انہوں نے دیکھا اور ایسا ہی سب نبیوں کی ماں دیکھتی تھیں۔"

اور حضرت آمنہ نے اپنی ولادت کے وقت ایک ایسا نور دیکھا جس کی روشنی میں ملک شام کی سرخ محلات نظر آگئیں۔

برادران اسلام! آپ حضرت بی بی آمنہ کے واقعات سے جو اوپر بیان ہوئے ہیں تعجب نہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام کی پیدائش عام انسانی پیدائش کی طرح معمولی نہیں ہوتی بلکہ وہ دن بہت برکت اور سلامتی کا دن ہوتا ہے ان انبیاء علیہم السلام کی پیدائش کے متعلق کسی کو خواب کسی کو مکاشفہ کہیں خرق عادات کہیں آسمانی نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ دور نہ جائیے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے حالات انجیل متی باب اول میں ملاحظہ فرمائیے کہ یوسف بن داؤد پر خدا کے فرشتے نے ظاہر ہو کر خوشخبری دی کہ مقدس مریم کے حمل میں روح القدس ہے جس کا نام یسوع رکھنا نیز اس کی پیدائش کے زمانہ میں ایک خاص ستارہ نمودار ہوا جو ان کے لئے ایک نشان تھا اور وہ ستارہ پورب سے چلا اور بیت اللحم میں معصوم مسیح (حضرت مسیح) کے آگے جا کر ٹھہرا (ملاحظہ ہو انجیل متی باب دوم) اور خود حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کے پاک کی طرف سے فرشتوں کے ذریعہ جو جو بشارتیں دی گئیں اور ایام حمل میں جو عجیب ان پر نازل ہوئیں وہ آسمانی کتابوں میں مشہور و معروف ہیں پڑھئے انجیل لوقا باب اول و دوم و قرآن مجید سورہ مریم)

اسی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر بھی ایام حمل میں قدرت کی لطیف نشانیاں اور بشارتیں نمودار ہوئیں ظاہر ہو جس کا ملاحظہ انجیل لوقا باب اول) اور تورات مقدس میں ملاحظہ فرمائیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام والدہ ماجدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے بھی جبکہ وہ ان کے حمل میں تھے رہائی نشانیاں نمایاں ہوئیں جیسی آواز نے ان سے کلام کیا اور فرشتے نے ان کو فسل اور بشارت دی یعنی خدا وند کے فرشتے نے اسے کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے گی۔ اور خداوند کے فرشتے نے اسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔

پس ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام پیغمبروں سے افضل اور سب کے سردار ہیں ان کی پیدائش کے لئے خوارق عادات و عجائبات قدرت و آسمانی نشانات کا ظہور کیونکر نہ ہوتا۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ قریش کئی سال سے لگاتار سخت تنگی اور قحط سالی میں مبتلا تھے سال بیدائش پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ برکت وجود پاک حضور رحمۃ للعالمین خوب بارش ہوئی قحط دور ہوا اور لوگوں پر ہر طرف سے آسائش اور فراخی کے دروازے کھل گئے اسی وجہ سے اس سال کا نام سنۃ الفتح والاجتماع (یعنی فتح مندی اور خوشی کا سال) نام رکھا گیا مولانا نابینا صاحب رام پوری فرماتے ہیں ؎

عجب مژدۂ پر برکت کا آیا یہ سال	ہوا جس کے آنے سے عالم نہال
تجھے اہل عرب قحط سالی سے تنگ	اڑا نکبت عہد سے چہروں کا رنگ
نزول ان پہ ابر رحمت کی رحمت ہوئی	عیاں ہر طرف خیر و برکت ہوئی
چھٹے قحط کی سختیوں سے قریش	لگے ہونے ہر گھر میں سامان عیش
پھلے باغ اور قحط سالی گئی	گئی درد دلوں سے نکالی گئی
زمین پر تمام آیا سبزہ نکل	درختوں میں خوب آئے کچے پھل
درود ایسے محبوب سبحان پر	سلام ایسے سلطان ذیشان پر

برادران ملت! اس موقعہ پر یہ بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ جس زمانہ میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری سے اس دنیا کو سرفرازی بخشی اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔

چنانچہ معتبر کتب تواریخ شاہد ہیں کہ اس وقت دنیا کی عجب نازک حالت تھی عالم میں ہر طرف گمراہی پھیلی ہوئی تھی کوئی قوم اپنے ہادی و پیشوا کے بتلائے ہوئے صحیح دین پر قائم نہ تھی بنی اسرائیل کی وہ معزز قوم جسے خدا نے ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا تھا جسے دنیا جہان کے لوگوں پر فضیلت دی گئی تھی جسے سلطنت و حکومت و نبوت و رسالت اور بے دینی و دنیوی برکتوں سے ممتاز کر دیا گیا تھا اور جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب بابرگزیدہ پیغمبر بھیجے گئے اور جو آسمانی متبرک کتابوں اور صحیفوں کی حامل بنائی گئی تھی خصوصاً تورات شریف جس کو عطا کی گئی تھی افسوس اس قوم کا یہ حال ہو رہا تھا کہ توحید ان سے گم، بت پرستی و خدا ترسی ان سے غائب، خیالات ان کے فاسد، عقائد ان کے باطل، اعمال ان کے خراب و ناپاک اور اخلاق ان کے ناپاک، یہودیوں کا ایک گروہ تھا جو حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور نصاریٰ کا ایک گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، تثلیث والوہیت مسیح کا بھی اعتقاد رکھتے تھے یہود و نصاریٰ کے مذہب پر اور نصاریٰ یہود کے مذہب پر حملہ آور تھے یہودیوں میں بھی ہر ایک کے مختلف فرقے ہو گئے تھے اور متضاد باتوں کی وجہ سے ان کے دل سیاہ ہو رہے تھے یہود یوں میں خاصکر کتاب اللہ کی تحریف، مسائل کی تبدیلی، حق پوشی، سود خواری، حرام خوری، حرامکاری اور باطل پسندی وغیرہ حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی۔

یہی حال ایران کے مجوسیوں کا تھا جو دہریہ قوم ایرانیوں کی تھی یہ لوگ آتش پرست تھے اور یزدان و اہرمن (یعنی خالق خیر و خالق شر) دو الگ الگ معبودوں کے قائل تھے۔ اخلاقی حالت بھی ان کی بہت گری ہوئی تھی ملک ہند کا وہاں تھا کہ رعایا بادشاہوں کو قتل کر دیتی تھی کوئی بادشاہ اطمینان سے نہ جی سکتا اور نہ بادشاہت کر سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ ایشیا افریقہ یورپ اور جہاں تک روایتوں کی شہادت پہنچتی ہے آبادی عالم کا ہر حصہ تاریکی و جہالت کے محیط دریا میں غرقاب تھا۔ خاص یورپ میں جہالت و جہل کی حکمرانی تھی دن رات کی خانہ جنگی کا رواج تھا ہمیشہ جنگ و قتال رہا اتش کی آگ کے بھڑکتے شعلے بھڑک بھڑک کر آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ جس کا بادشاہ خدا آسمانی فرزند لقین کیا جاتا تھا مذہبی حیثیت میں وہ کفر و شرک کو جہاں بہادر کا خونی دور مٹا چکا تھا اور یہاں مارٹن لوتھر کی لعنت ملک پر چھائی ہوئی تھی زنجیر نجات کی کڑیوں میں ایک کڑی گائے کے گوبر کی بھی تھی۔ مصر میں عیسائیت۔ قبطی نام کی رہ گئی تھی۔ خاصکر حنیفہ نما کے عرب اور بالخصوص شہر مکہ معظمہ میں کفر

سے بنی اسمٰعیل آباد اور جن کو وہ ابراہیمی ہونے کا دعویٰ تھا ملت ابراہیمی کو برباد کر چکا تھا جہالت اور گمراہی کا مرکز ہو رہا تھا ان کی دینی حالت درست تھی نہ دنیاوی نہ شرک اور بت پرستی کی کوئی حد باقی نہ رہی تھی وہ مسجد حرام رحمۃ کعبہ (جو دنیا کا سب سے پہلا عبادت خانہ ہے اور جس کی تعمیر حضرت خلیل و حضرت ذبیح علیہم السلام نے مخصوص ہستیوں کے مبارک ہاتھوں نے کمال خلوص اور عاجزی کے ساتھ خدا کے نام پر اسی کی عبادت کے لئے کی تھی اس میں تقریباً عرب سال کے تین سو ساٹھ دن کے شمار سے اسی قدر بت رکھے ہوئے تھے اور روزانہ ایک بت کی پوجا کی جاتی تھی بہر اس پر طرہ یہ کہ ؎

قبیلے قبیلے کا اک بت جدا تھا — کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

اندھیرے لوگوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب گھر سے سفر کے لئے نکلتے تو راستہ سے چار پتھر اٹھا کر رکھ لیتے پھر جب وہ منزل پر پہنچتے تو تین پتھروں کا چولہا بنا کر اس پر کھانا پکاتے اور چوتھے پتھر کو اپنے سامنے رکھ کر اس کی پوجا کرتے جب زیادہ دن اس پتھر کی پوجا میں گذر جاتے تو اس کو پھینک دیتے اور جاتے اسکے دوسرا پتھر اٹھا کر اس کی پوجا کرنے لگتے۔

خانہ کعبہ میں جا کر وہ مول چھانٹ کر لیا سیٹیاں بجا بجا کر بہت سی نامہذب حرکتیں کرتا ان کی عبادت تھی مرد و عورت سب کا ننگے ہو کر طواف کعبہ کرنا ان کے نزدیک ثواب کی کام تھا۔ جنوں کے نام کی منتیں چڑھاوے اور قربانیاں بڑے اہتمام سے کرتے باپ دادوں کے جاہلانہ خیالات اور بیہودہ رسم و رواج کو بنا دین و مذہب بنا رکھا تھا قیامت اور حشر و نشر کے منکر تھے اور بعض تو ہاری تعالیٰ سے بھی انکار کرتے تھے اہل عرب عام طور پر خدا کو عالم کا خالق اور اپنی ذات میں اکیلا تو مانتے تھے مگر اس کی عبادت اور اس کی صفات الوہیت میں بتوں کو اس کا شریک کرتے اور سمجھتے تھے یہ بتوں اور مختلف قسم کی برگزیدہ ارواح ان اور نذر و نیاز ان میں عام طور پر جاری تھی مختلف اعتقادات کی وجہ سے ان میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے مگر تو ہم پرستی سب میں مشترک تھی۔

اخلاقی اور تمدنی حالت بھی ان کی ناگفتہ بہ تھی شراب خوری، قمار بازی شہوت پرستی سب میں مشترک تھی ہر کاری اور خونریزی و دائمی جنگ و اس کے نزدیک عین ثواب تھی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی لکھتے ہیں کہ ؎

جہاں ان کے جتنے تھے سب پیشہ — ہر اک فن اور ہر میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ — نہ تھا کوئی فن کا تماشا نہ یانہ

وہ تھے فضل و خارت میں جاں تک پہنچے
وحشی سے میں جنگل کے دیا کہ جیسے

کہیں تھا شبیخوں پہ غارت کا چرچا — کہیں چلے گھوڑا قزاقی پہ بھڑکا
لب جو کہیں، آتے جاتے جہاں تھا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہی رہی روز ہوتی تھی کہ اران میں

یونہی ہمیشہ کھلتی رہی تھی کہ اران میں
نہ مٹتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سنبھلتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر ان میں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

علم و تہذیب، اتفاق و ہمدردی، عدل و انصاف، حیا و عفت، رحم و کرم ان سے معدوم ہو چکا تھا وحشت و جہالت، بیرحمی و سفاہت، نفاق و خلاف فطرت بنا دیکھ کر پروان چڑھی۔ دختر کشی ان کا شیوہ ہو گیا تھا ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو فرط شقاوت سے بیرحم مادر
پھرے دیکھتے جبکہ شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

سود خواری کی سب سے زیادہ لعنت تھی اور حاجتمندی کی ضرورت کے مواقع شرح سود مقرر ہوتی جس سے ہزاروں برباد ہوتے اور ایک دو بنتے تھے۔

زر خرید لونڈیوں سے رنڈیوں کا پیشہ کرایا جاتا تھا اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ آقا کی ہوتی تھی۔ سخرنی شجاعت اور بہادری کا ایک چھوٹا سا نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ خون کا عوض خون ہی تھا خونبہا اور زر فدیہ کو ذلیل سمجھا جاتا تھا مرنے والے کا ایک سال تک سوگ کیا جاتا اور اس کے اونٹ کو اس کی قبر پر باندھ دیتے تھے وہ بھوکا پیاسا سوکھ کر مر جاتا اس پر کسی کو رحم نہ آتا تھا۔ خشک سالی و قحط کے زمانہ میں اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا خون پیتے اور موئی تانتی گائے کی دم میں خشک گھاس باندھتے اور اس میں آگ لگا کر پہاڑوں پر چڑھتے کیا پانی برسنے کی ترکیب بتاتے تھے۔ غلامی کا زور دشور تھا۔ غلام کے آزاد ہو جانے پر آقا کی ملکیت تمام رہتی تھی جس قبیلے میں کوئی عورت دودھ دیتی وہ قبیلہ مذمت ہوتا مجرم کی سزا جلتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر ہاتھ پاؤں باندھ کر لٹا دینا بھی عورت کی حالت بہت ذلیل تھی ایک مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا تھا اور اسکی تمیز نہ تھی کہ کس سے نکاح جائز اور کس سے ناجائز تھے شوہر عورت کو طلاق دینے کے لئے بار بار طلاق دیتا اور جب عدت کے دن قریب ختم کے ہوتے تو رجوع کر لیتا اور پھر کچھ دنوں کے بعد طلاق دیتا۔ مطلقہ عورت سے یہ شخص نکاح کر لیتا جو اپنی دولت سمجھتا تھا سوتیلی ماں سے باپ کے مرنے کے بعد نکاح کر لینا درست تھا۔ رئیسوں کا باپ کی جائداد میں کوئی حصہ نہ تھا عورت اپنے شوہر کا سوگ ایک سال تک کرتی عدت اس سیدار کے اونٹ کی جنہ مینگنیاں کھانے پر بیٹھا کر کے شوہر کے تمام حقوق سے سبکدوش ہو جاتی تھی ایام ماہواری میں عورت کو بالکل الگ تھلگ کر دیا جاتا تھا اس کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی چیز نجس ہو جاتی تھی۔ رشتہ داروں کے گھر کھانا معیوب سمجھا جاتا تھا بچوں کے نہ ہونے کے واسطے تیروں سے فال دیکھے جاتے اسکے کام تھے کرتے تھے۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے۔

رسم کے متعلق ان کا خیال تھا کہ سانس اور خون کے سوا کچھ نہیں ہے بوجہ بڑا عقلمند ہوتا وہ یہ کہتا کہ روح ایک چھوٹا سا جانور ہے جو پیاس

وقت آتا ہے تو ہر طرف سے ہر جنس سمٹ کر آتی ہے اور مرنے کے وقت کھل جاتا ہے رستوں کی قسمت کہ گرد بیٹھتا ہے یہاں تک کہ اوگی بہار ہوجاتا ہے دو جنبیت رت پر بیت احبہ سبھی کے آگے اس کی سر نیاز جھکتا رہتا تھا سیاسی ظ سے ان پر کوئی حکمران تھا اور نہ وہ کسی پر حکمران تھے البتہ امرو ان ملک یہ نیچے اور گھر گھر کا سردار جدا جدا ہوتا تھا پڑھنے لکھنے کے لحاظ سے بالکل ان پڑھ تھے جو کچھ تھا فقط حافظہ تھا خطابت و بلاغت اور طلاقت لسانی بان قافی و شعر و شاعری جس پر ان کو بڑا ہی ناز تھا اس کے سوا کوئی علم و ہنر ان ما موجود تھا اسلئے امت ہمیشہ کہلائے ہر شخص اپنے افعال و اقوال امین آزاد ما و تہذیب حسن و شیزہ لڑکیوں کے نام شعر اپنے اشعار میں پکارتے پھرتے ہر کوئی ارمان دولہ جیسا نہ رکھا جاتا تھا سب کو یقین تھا کہ ہر شاعر کے قبضے ہی ایک جن ہوتا ہے پھر جس قدر زبردست شاعر ہوتا تھا اسی قدر بڑا جن اس کے قبضے میں یقین کیا جاتا تھا غرضکہ انسانیت و شرافت۔ نفس و تہذیب یال علم و ادراک اطمینان و راحت ہر طرح ڈوبے ہوچکی تھی خدا نے ہر طرح یا بھلا چکی تھی نہ صرف بھلا چکی تھی بلکہ اس قدر تو انا علم و بصیرت کے ساتھ ہر طرح تمسخر کیا جاتا۔ ہاتھا تعلیم ابراہیمی کو نیا سوسن کر دیا تھا یام توحید مجروح پر چکا تھا بجز برائے نام مظاہرات تنگ آگئے تھے اور کتاب رسولوں کے ہاتھ سے چھا لیا تھا نیکیاں اپنی موت کا ماتم کر رہی تھیں شیطان کی حکومت زمین پر دوبارہ مسلط ہوچکی تھی کہ دفعتاً بمقتضائے رحمت ربیعی زمانہ پھر بدلا ہوا کا رخ پھرا خزاں کا محل اٹھا یعنی سکہ بیٹھا یعنی وقت ولادت حضرت نبوت نہایی قریب پہنچا اور ظہور کل گلدستہ رسالت سرد جو بہار۔ ولایت نزدیک آیا اہل آسمان نے سامان تزئین کو مژدہ سنایا کہ مبارک ہو کہ نور سیاہ واصل اصول بنیع آدم قریب ظاہر ہے ؎

زہے رحمت کہ خلعت نبی آمد آمد ہو
حبیب خدا ہی محبوب خدا کی آمد آمد ہو
ادب آموز دنیا ہے سلیقہ مجھ سے سیکھے ہو
کہ خود انہیا کو لینے کی آمد آمد ہے
خدا دے لاکھ جانیں تو اسیر سم کر کو خوشی
مرے مولا ہمرے حاجت روا کی آمد آمد ہے

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادری میں ہی تھے کہ آپ کے والد عبداللہ نے آپ کے والد ماجد حضرت عبدالمطلب کو بغرض تجارت ملک شام کی طرف روانہ کیا لیکن افسوس کہ راہ میں ہی حضرت عبداللہ نے بعمر پچیس سال دنیا سے تین ماہ مشاہب میں مدینہ منورہ پہنچکر سفر آخرت اختیار کیا اس واقعہ کے بعد جب کامل نو ماہ حمل کے گذرنے کو آئے تو عام نفیس میں ہبوط آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ برس کے بعد ۱۲ ربیع الاول کو سوموار کے طلوع فجر کے وقت بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو دنیا کے کون صبح صادق کے وقت سورج نکلنے سے پہلے وہ نیر تاباں رسالت وہ آفتاب جہانتاب نبوت طلوع عرب سے طلوع ہوا جس کی چمک دمک نے دنیا کی تاریکیوں کو دور دور کر ہر طرف اجالا کر دیا اور جس کی نورانی شعاعوں کے انعکاس نے ریگستان عرب کے ذرہ ذرہ کو نجوم ثابتہ بنا دیا بلکہ ہر آبادی وہ کوہ و دشت و بیابان اس کی تابانی سے جگمگانے لگا اور دنیا میں ظلمات فوق ظلمات کے بجائے نور علی نور کا لکش سماں نظر آنے لگا۔ وہ جن کی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی وہ جن کی خبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دی وہ جن کی حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدح و ثنا فرمائی وہ جن کی حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری سنائی اور جن کو سید عالم علیہ السلام نے اس جہان کا سردار بنایا وہ کون۔ وہ ہمارے آقائے نامدار ولی نعمت سرکار عالی وقار حضور پر نور خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین افضل الانبیا والمرسلین سیدنا و نبینا و شفیعنا و حبیبنا و مولانا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف لائے ؎

الٰہی بہ تعظیم شاہ عرب
کہ تشریف لائے حبیب خدا

ولادت کی تشبیہ اوں فی الشمل
اندھیرے میں چاند آیا گویا محفل

ہوا ایسا روشن سراج المنیر
کہ نور چراغ اسکے آگے حقیر

پڑا ہو جو منہ مصطفےٰ پر درود
محمد حبیب خدا پر درود

خدا کی ہے یہ محکم قرآن میں
پڑھو خاتم الانبیاء پر درود

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اسلام لے جان جاناں اسلام لے نور عرفاں
اسلام لے ماہ القا ان اسلام لے مہر تاباں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

یا نبی اٹھا لو خدا سے مجھ کو چھڑا لو
میرے شہر دل میں آؤ یا مدینے میں بلا لو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

برادران اسلام! اب کتنا یہ دیکھنا ہے کہ جس وقت آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس دنیا کو سرفراز فرمایا تو اس وقت عرب و عجم کے حالات کیا تھے اور کس طرح آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ولادت باسعادت کے بعد کیا دیکھا اس کے متعلق خود آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے جب آپ کو جنا تو میرے بدن سے ایک نور جدا ہوتے نظر آیا جس سے تمام شہر روشن ہوگیا پھر وہ نور آسمان کی طرف چڑھا اور مشرق و مغرب کے درمیان پھیل گیا اس کی روشنی میں میں کبھی بصرے اور روم کی عمارتیں نظر آتی تھیں پھر جب میں نے اپنے نوزائیدہ بچہ کو نظر ڈالی تو ان کو سجدہ میں پڑا ہوا پایا آپ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی گویا آپ کسی سوال کرنے والے کی عاجزی و انکساری کا اظہار فرما رہے ہیں آپ کے چہرۂ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں آپ کے دہن سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں اور آپ کی زبان پر اللہ اکبر اللہ اکبر و انی رسول اللہ جاری تھا۔

اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ بی بی شفا رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت بی بی آمنہ کے پاس موجود تھی میں نے کچھ عجیب باتیں دیکھیں اور بچہ انور مشاہدہ کئے جس کے باعث اسی وقت سے میرے دل میں حضرت کی جلالت شان کا اعتقاد ہوگیا۔ اور وقت بعثت کے بعد میں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ حضرت بی بی آمنہ کی طرح حضرت عثمان ابن العاص فرماتی ہیں کہ آنحضرت سے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت میں میں حاضر تھی۔ میں نے دیکھا کہ ستارے اس قدر جھکے تھے کہ میں سمجھی اب زمین پر گر پڑیں گے۔

ارباب سیر و تواریخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنائے دہوے پاک وصاف ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے آپ کے پیدائش کے وقت فارس میں نوشیرواں بادشاہ کا دالیان محل جو سو گز بلند تھا ایک سخت زلزلہ سے رزا اٹھا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور فارس کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے روشن تھی جو کبھی ایک لمحہ کے لئے نہیں بجھی تھی اور جسکو آتش پرست پوجتے تھے دفعتہً بجھ گئی۔ اور دریائے ساوا جو ملک عجم میں بہتا ان اور قدیم شہروں کے درمیان جاری تھا خشک ہوگیا۔ اور ایک جنگلہ جو ملک عرب کے بیابان میں عرصہ سے خشک پڑا ہوا تھا جاری ہوگیا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ عجم پر شرک و کفر ریا خشک ہو جائیگے اور ملک عرب سے دریائے اسلام جوش زن ہوگا اور چشمۂ دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا عجم اور کیا عرب ملک تمام دنیا سیراب ہوگی۔ الہی واقعات کی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اشعار میں اشارہ کرتے ہیں جن کا میں آردو زبان میں ترجمہ پیش کرتا ہوں دیکھئے ؎

جو پیدا ہوئے وہ شہ انس و جاں — منور ہوئے سب زمین و زماں
ہمارے لئے ان کے انوار سے — ہدایت کی راہیں ہوئی ہیں عیاں
برادران ملت! اب میں اپنے بیان کو اپنی ایک ٹوٹی پھوٹی بے ربط نظم مناجات پر ختم کرتا ہوں ؎

جمال مبارک دکھایا محمدؐ — مجھے اپنا شیدا بنایا محمدؐ
تو محبوب رب العلا یا محمدؐ — تو مطلوب ہر دو سرا یا محمدؐ
تو ہے فخر کل انبیا یا محمدؐ — تو تاج سر اولیا یا محمدؐ
تو ہے شاہ میں ہوں گدا تیرے در کا — میں بندہ تو مولا مرا یا محمدؐ
ہے اب ہند میں زندگی میری مشکل — تو قدموں پہ اپنے بلا یا محمدؐ
تمنا ہو میری مروں تیرے در پر — نہ ہو رو مرا حو صلا یا محمدؐ
بس مرگ مرفن مرا ہو مدینہ — یہی دل کا ہے مدعا یا محمدؐ
نہ مونس ہے کوئی نہ ہمدرد اپنا — فقط آسرا ہے ترا یا محمدؐ
صبا میرا پیغام جاکر یہ کہدے — کہ راقم کو اپنے بلا یا محمدؐ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

غلامان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے نادر کتاب

تاریخ مدینہ منورہ

معہ نقشۂ شہر مدینہ و روضۂ حضور و نقشۂ مسجد نبوی

کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس یعنی مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہیں ہر یقیناً مسلمان جس کو حضور سے نسبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے جنمیں تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد یہ مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ہونے والے غزوات مفصل لکھے گئے ہیں جن کا فصل وار موجودہ غرض یہ کہ آجتک کے تمام حالات درج ہیں آخری حالات غدر شریف اور ابن سعود کی مہربانیوں کے ہیں قیمت صرف ایک روپیہ

فہرست مضامین تاریخ مدینہ منورہ

عرض حال۔ قرآن شریف میں ذکر یثرب۔ قرآن شریف میں ذکر مدینہ۔ احادیث نبوی اور فضیلت مدینہ۔ مدینہ منورہ کی خصوصیات۔ مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ یثرب میں آفتاب رسالت حضور کو یثرب کی دعوت۔ ہجرت یثرب میں قریش کی مزاحمت۔ راہ یثرب میں مشہور مقامات۔ حضور کی برکت سے یثرب کو مدینۃ النبی بنانا۔ قیام مدینہ کے مشہور واقعات۔ اذان کی ابتداء۔ مواخات انصار و مہاجرین۔ ولادت حضرت عبداللہ بن زبیر چار رکعت نماز تحویل قبلہ غزوہ بدر۔ غزوہ سویق۔ بنی قینقاع۔ غزوہ بنی سلیم۔ واقعہ بنی غطفان۔ غزوہ احزاب۔ بنی قریظہ کا قتل۔ حضرت زینب سے نکاح۔ صلح حدیبیہ۔ بیعت رضوان۔ بادشاہوں کو دعوت اسلام۔ حضرت ابوہریرہ اور اسلام کا ابتدائی زمانہ۔ فتح خیبر۔ حضرت صفیہ سے نکاح۔ فتح مکہ۔ جنگ حنین۔ غزوہ تبوک۔ وفات عثمان۔ مدینہ میں مخلص صحابہ کا انتقال۔ سریہ یمنی۔ وفات حضرت ابوبکر۔ وفود کی آمد و نشت۔ علیہ نصاریٰ کے مباہلہ سے رواداری۔ حجۃ الوداع۔ الوداعی خطبہ جانکاہ حضور۔ مدینہ کی مصیبت کا سب سے بڑا دن۔ خلفاء اربعہ۔ خطبۂ اول کا انتخاب۔ مدینہ منورہ دالخلافہ۔ حضرت عمر کی خلافت۔ مدینہ منورہ کی بہبودی کا بدء۔ حضرت علی کی خلافت۔ مدینہ عہد بنو امیہ میں۔ مدینہ عہد بنو عباس۔ حضرت امام زین العابدین۔ مدینہ کے بادشاہ۔ مدینہ کے بازار۔ آبرسانی۔ مکہ کا راستہ۔ مدینہ کے دروازے۔ بازار سیروں شہر۔ فضیل و سیرت نقشہ مسجد نبوی۔ عہد رسول۔ عہد خلفائے۔ عاشقین اور عہد حاضر۔ ان نبی اسی میں مسجد نبوی کے آثار۔ قدیمی۔ حجرہ۔ قبہ اور غلاف تربت پاک یاران یمن کے مزارات۔ نبی کے چہرہ سے کالے داغ کی برباوی جنت البقیع۔ ترک سلاطین خدمت۔ مدینہ میں برقی روشنی۔ حجاز ریلوے کا قیام۔ خلفائے راشدین اور ائمہ اطہار کے مزارات کے نقشے۔ مدینہ کی اور زیارات۔ مزارات اہل مدینہ کی حسن سیرت و صورت۔ اخلاق۔ عورتوں کی عفت۔ مدینہ میں حنفی مذہب کا غلبہ۔ مدینہ میں مروجہ زبان۔ آخر میں شریف بے شرف کی دستک۔ ترکوں کا اخراج۔ مدینہ پر کافروں کی چڑھائی پھر سب سے آخر میں نجدیوں کی چیرہ دستی قباب تنکی وغیرہ وغیرہ۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رسولِ اکرم کی طفولیت

(جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے)

زمانۂ طفولیت کی اہمیت

کسی شخص کے کیرکٹر کا اندازہ لگانے کے سلسلے اس کے بچپن کے زمانہ کو اہمیت نہیں رکھتا۔ انسان میں دو قسم کی خوبصورتی پائی جاتی ہے ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ اس کی ظاہری خوبصورتی کا اندازہ اس کے خط و خال سے کیا جاتا ہے اور باطنی خوبصورتی کا اندازہ اس کے اخلاق و اطوار سے اور جیسا کہ ایک انسان کی ظاہری خوبصورتی کا اندازہ کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہم اس وقت تک انتظار کریں جبکہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اسی طرح اس کی اخلاقی خوبصورتی کا اندازہ کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم اس کے بڑے ہونے کا انتظار کریں بلکہ بچپن میں ہی اس کے اطوار اور عادات سے اس کی اخلاقی خوبصورتی کا اندازہ ہو سکتا ہے جس طرح ایک خوبصورت انسان پیدا ہوتے ہی چھوٹے سے بچہ پر ایک خوبصورت سانچے میں ڈھلے ہوئے خط و خال اپنے ساتھ لاتا ہے اسی طرح اس کے اخلاق بھی ایک خط و خال کی طرح اس کی ہستی میں موجود ہوتے ہیں جن کو ایک انسان کی اندازہ کرنے والی آنکھ اسی طرح دیکھ سکتی ہے جس طرح ایک جسم کو پہچاننے والی آنکھ ایک بچہ کی قوتِ بینائی کو دیکھ کر اس کے حسن کا اندازہ لگا سکتی ہے پس آؤ ہم اس نقطۂ نگاہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس زمانہ میں بھی عرب پر آپ کے کس قسم کے اخلاق کا اثر پیدا ہوا۔

جب ہم اس نظر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ آپ کی دردِ پاکیزہ اور دل بالقصد پر نظر آتی ہے جو بعد میں زیادہ مکمل صورت دنیا کے سامنے ظہور پذیر ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

آپ ابھی دنیا میں آنے سے پہلے ہی یتیم ہو گئے ابھی آپ اپنی والدہ سیدہ آمنہ کے بطن میں ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد عبداللہ غریب الوطنی کی حالت میں یثرب (مدینہ) میں اس عالم فانی سے رحلت فرما گئے اس سے جو صدمہ آمنہ کے دل کو جانکاہ کو عرصہ تک اور جھلی شادی کو ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے پہنچا ہوگا اس کا ہر شخص خود اندازہ لگا سکتا ہے لیکن خدا کی تقدیر جلد ہی حضرت آمنہ کے سہارے کا موجب بن گئی انہی ایام میں انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک چمکتا ہوا نور نکلا ہے اور زمین و آسمان کے درمیان میں پھیل گیا ہے جنانچہ ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح اس موعود نور کا طلوع ہوا۔

آپ کی رضاعت

شروع شروع میں چند یوم آپ کی والدہ نے اور ان کے بعد ثوبیہ نے جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی آپ کو دودھ پلایا۔

آپ کی ولادت کے چند روز بعد عرب کے دستور کے مطابق حوی عود تیں شہر مکہ میں آئیں تاکہ وہاں کے شرفاء کے بچوں کو پرورش کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں آپ کی والدہ نے آپ کو بھی ان دایوں کے سامنے پیش کیا لیکن چونکہ آپ یتیم تھے اور دایوں کو آپ کی پرورش کے عوض کسی بڑے انعام و اکرام کی امید نہ تھی اس لئے کسی عورت نے آپ کو ساتھ لیجانا منظور نہ کیا آخر حلیمہ نامی قوم کے قبیلہ بنی سعد کی ایک عورت حلیمہ نامی آپ کو اپنے ساتھ لیگئی اور وہ بھی اس لئے کہ اسے کوئی اور یتیم بچہ دودھ پلانے کے لئے نہ ملا اس لئے خالی ہاتھ واپس جانے کی بجائے اس نے بہتر سمجھا کہ اس یتیم بچہ کو ہی اپنے ساتھ لیجائے لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ یہی یتیم بچہ ایک دن دین و دنیا کا بادشاہ ہوگا۔

حلیمہ اور اسکے قبیلہ کی آپ سے محبت

۵ سال تک آپ نے عرب کے صحراؤں میں بدوؤں کے درمیان پرورش پائی لیکن بچپن ہی میں آپ کے اخلاق ایسے دلربا اور پاکیزہ تھے کہ آپ کے ہمسائے اخلاق کو دیکھ کر نہ صرف آپ کی دایہ حلیمہ بلکہ تمام قبیلہ کے تمام لوگ آپ سے گرویدہ ہو گئے اور سب آپ کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔

آپ کے دودھ پینے کے بعد آپ کی رضاعی ماں حلیمہ اور اس کا شوہر حارث بن عبدالعزیٰ اور آپ کا ایک رضاعی بھائی اور ایک رضاعی بہن آپ پر ایمان لائے اور ان سب نے آپ کے الٰہی پاکیزہ اور پیارے اخلاق کا نتیجہ اٹھایا اور انہوں نے آپ کے بچپن کے ساتھ ہی زمانہ میں آپ سے مشاہدہ کے بعد اس وجہ سے آپ کے مداح ہو گئے اور آپ کے دعویٰ نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے۔

آپ کی والدہ کا سفر یثرب اور وفات

جب آپ پانچ سال کے ہوئے تو حلیمہ آپ کو مکہ میں واپس لے آئیں اور آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا لیکن شومئی قسمت سے بہت دیر تک آپ کو اپنی والدہ کے کنار عاطفت میں پرورش پانے کا موقع نہ دیا جب آپ کی عمر قریباً چھ سال کی ہوئی تو آپکی والدہ آپ کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ میں اپنے ننھیال بنو نجار کے ملنے کی غرض سے آئیں اور یہاں ایک ماہ تک قیام کیا اس کے بعد جب وہ واپس مکہ کی طرف روانہ ہوئیں تو راستہ میں بیمار ہو گئیں اور مقام ابواء میں ان کا انتقال ہو گیا اور اس طرح وہ چھ سال کا بچہ جس کا باپ اس کی پیدائش سے پہلے ہی اس عالم سے رخصت ہو چکا تھا اب اس کی ماں بھی اپنے یتیم بچہ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی۔

آپ کا حیرت انگیز حافظہ

میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ آپ اپنی عمر کے چھٹے سال میں تھے جبکہ آپ کی والدہ آپ کو یثرب (مدینہ) میں لے گئیں مگر آپ کا حافظہ ایسا

حیرت انگیز تھا کہ جب اس واقعہ سے پچاس سال بعد آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ایک دن نبوت کے منازل پر آپ گذرے تو آپ نے صحابہ کو بتایا کہ اسی مکان میں میری والدہ ٹھہری تھیں جو وہ تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا اور اسی میدان میں حلیمہ نامی ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

اس واقعہ سے جہاں آپ کے غیر معمولی حافظہ پر روشنی پڑتی ہے کہ اپنی عمر کے چھٹے سال کا واقعہ زندگی کے آخری ایام میں بھی آپ کو نہایت صفائی کے یاد تھا وہاں تک آپ کو اس لڑکی تک کا نام یاد رہا جس کے ساتھ آپ مل کر کھیلتے رہے۔ وہاں آپ کی طبیعت کی افتاد کا بھی علم حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس وقت آپ صرف چھ سال کی عمر کے تھے پھر بھی تالاب دیکھکر آپ کے دل میں یہ امنگ پیدا ہوئی کہ آپ تیرنے کا فن سیکھیں چنانچہ آپ نے اس تالاب میں تیرنے کی مشق کرکے اس فن میں مہارت حاصل کی ایسی چھوٹی عمر میں ایسی امنگوں کا دل میں پیدا ہونا آپ کی علو ہمتی کی دلیل ہے۔

آپ کے اخلاق کا اثر آپ کے سرپرستوں پر

جب ابواء کے مقام میں غریب الوطنی کی حالت میں آپ کی والدہ کا انتقال ہوا اور آپ اکیلے رہ گئے تو ایک عورت ام ایمن نامی جو آپ کے والد کی لونڈی تھی آپ کو لیکر مکہ میں آئی اور اس کے بعد دو سال تک وہ اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں رہے۔ اس کے بعد چچا ابوطالب کی کفالت میں گئے۔ اس طرح آپ نے بچپن کے آٹھ سال کی عمر تک چار مختلف کفیلوں کی سرپرستی میں گذارے۔ پہلا گھر جہاں آپ نے اس عمر میں ہی آپ کے اخلاق اور عادات ایسے پسندیدہ اور دل خوش کن تھے کہ ہر ایک سرپرست آپ کا گرویدہ ہو گیا اور اپنے بچوں سے زیادہ آپ سے الفت اور محبت کرنے لگا اگر آپ پہلے پانچ سال مکہ کے صحرا میں بدوؤں کے درمیان رہے تو آپ کی بچپن کی میٹھی میٹھی باتوں نے ان بادیہ نشینوں کے دلوں کو اپنی طرف اس قدر جذب کیا کہ سب آپ سے محبت اور پیار کرنے لگے۔

جب آپ کی بیماری والدہ غریب الوطنی کی حالت میں آپ کو لیکر مدینہ کے راستہ میں بیمار ہو گئیں اور آپ اپنے دادا عبدالمطلب کے گھر میں آئے تو وہ بھی آپ کے پیارے اخلاق کو دیکھکر آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے خانہ کعبہ کا طواف کرتے تو آپ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے اور ان کی محبت کو دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ بہت بے تکلف ہو گئے جب چاہتے ان کے پاس آتے جاتے کوئی روک تھام نہ تھی یہاں تک کہ عبدالمطلب نوش بچھا کر بیٹھتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس فرش پر ان کے ساتھ بیٹھ سکے حتیٰ کہ عبدالمطلب کے اعزا لڑکے بھی ہٹ کر بیٹھتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے پاس جا بیٹھتے تھے اور وہ آپ کو دیکھکر خوش ہوتے تھے آپ کے چچا بعض اوقات آپ کو فرش پر بیٹھنے سے منع کرتے تو عبدالمطلب انھیں روک دیتے اور کہتے۔ اسے تم کچھ نہ کہو۔

جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت آیا تو ان کو اپنے عزیز پوتے کے متعلق فکر پیدا ہوئی کہ میرے بعد اس کا کیا انتظام ہوگا چنانچہ انہوں نے اپنے تمام بیٹوں میں سے ابوطالب کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبداللہ کے

سگے بھائی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کے لئے منتخب کیا اور ان کو بلا کر آپ کو اپنی کفالت میں لینے اور محبت دینا سے رکھنے کے متعلق وصیت کی گو اس تاکید کی ضرورت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی صفات ہی ایسے تھے کہ وہ ہر ایک کے دل کو ایک بڑی زبردست کشش کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتے تھے چنانچہ آپ اپنے دادا عبدالمطلب کی وفات کے بعد اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں گئے تو وہ بھی عبدالمطلب کی طرح آپ سے بہت محبت کرتے تھے اپنے بچوں سے بڑھکر آپ کو عزیز رکھتے تھے جو وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے اور رات کے وقت بھی اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔

آپ کا محبت کرنیوالا دل

بچپن میں آپ کے حسن اخلاق کی ایک شہادت اس امر سے بھی ملتی ہے کہ جو لوگ آپ کے پیارے اطوار کو دیکھکر آپ کے سرپرست آپ سے غیر معمولی محبت کا اظہار کرتے تھے بلکہ ایسی ہی آپ بھی اپنے کفیلوں کے ساتھ محبت کرتے تھے دوسرے بچوں سے زیادہ ان کی عزت رکھتے تھے جو امر کسی کے دل میں آپ اپنے لئے کرتے تھے آپ بھی اس کے اندر ایک محبت کرنیوالا دل رکھتے تھے۔ سب سے جو آپ کی محبت کی ثبوت ہے اس واقعہ سے ملتا ہے کہ جب وہ زمانہ بیت گیا کہ آپ کے پاس ماں، تو آپ دیکھتے ہی میری اماں بکہ اٹھ گڑے ہو گئے اور اپنی اوڑھنی چادر اتار کر اس کے نیچے بچھا دی۔

آپ کو جو اپنی والدہ سے محبت تھی اس کی انتہا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب ایک دفعہ زیارت قبر میں آپ کا گذر مقام ابواء سے ہوا تو آپ اپنی والدہ کی قبر زیارت کے لئے آپ کے ہمراہ تھی اس موقعہ پر آپ کے ساتھ جتنے صحابہ تھے آپ کی والدہ کی قبر پر پڑی تو آپ رو رہے اور آپ کے رونے میں اس وقت بھی کہ صحابہ بھی اس قدر اثر کو دیکھکر رو پڑے۔

آپ کے پیارے چچا عبدالمطلب تھے ان کی جب وفات ہوئی تو تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کی جنازہ اٹھایا گیا تو آپ کی جنازہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے اور قبر میں محبت سے اتارا تھا اس وقت آپ کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی۔

آپ کے چچا تھے سرپرست ابوطالب تھے آپ کو جو محبت ابوطالب سے تھی اس کے متعلق تاریخ مفصل طور پر ذکر کرتی ہے لکھا ہے جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو ابوطالب کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کا سفر پیش آگیا جو فکر سفر اور مشقت سفر ابوطالب اور دیگر تاجروں نے ارادہ کیا کہ آپ کو مکہ ہی میں چھوڑ جائیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کی جدائی نہایت شاق تھی چنانچہ جب روانگی کے وقت جوش محبت میں آپ ابوطالب سے لپٹ گئے اور رونے لگے یہ حالت دیکھکر ابوطالب کا دل بھر آیا اس لئے آپ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

آپ کے بچپن کے اخلاق کے متعلق ابوطالب کی شہادت

آپ کے اخلاق کا پتہ صرف اس غیر معمولی محبت سے ہی نہیں لگتا جو ان تمام اشخاص کو آپ کے ساتھ تھی جو آپ کی کفالت میں آپ کو کچھ عرصہ دیگر سے رہنے

کا اتفاق ہوا اور جن میں سفر کے بعد بھی آپ کے ساتھ کوئی ذاتی کا تعلق نہیں تھا اور جن کی آپ سے محبت محض آپ کے پیارے اخلاق کی وجہ سے تھی بلکہ ان کا پتہ ان شہادتوں سے بھی لگتا ہے جو ان لوگوں سے ہم تک پہنچی ہیں جن کے پاس آپ نے اپنے بچپن کے دن گزارے اور جن کو آپ کی شب و روز کی زندگی کے دیکھنے کا موقعہ ملا چنانچہ آپ کے چچا ابوطالب آپ کے بچپن کے اخلاق کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں شہادت دیتے ہیں لما رأیت محمدا کالولد ولا یضحکا ولا یحب اللعب ولا یقاربه الصبیان یعنی میں نے کبھی بچپن میں بھی محمد سے اور محمد کو جھوٹ بولتے نہیں پایا نہ کبھی ہنسی مذاق کرتے دیکھا نہ کبھی کوئی جاہلانہ بات آپ سے سرزد ہوئی اور نہ کبھی آپ نے بازاری اور آوارہ لڑکوں کے ساتھ تعلقات رکھے۔

دیکھئے اس شہادت سے آپ کے بچپن کے اخلاق پر اظہار پر کیسی روشنی پڑتی ہے اول تو بچپن کے زمانہ میں ہی آپ میں وہ خوبی پائی جاتی ہے جو سب خوبیوں کی سردار اور سب کی جڑ ہے یعنی راستبازی کی صفت جس شخص میں یہ صفت پائی جائے اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا نہیں ہو سکتا اور بچپن کے زمانہ میں آپ میں اس خوبی کا پایا جانا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ آپ کی فطرت نہایت پاکیزہ اور صاف تھی۔

دوسری صفت جس کا اس شہادت سے پتہ لگتا ہے وہ آپ کی خلق سے پہلو تہی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں آپ کی طبیعت میں متانت اور سنجیدگی پائی جاتی تھی۔

تیسری صفت جس کے متعلق آپ کے چچا شہادت دیتے ہیں یہ ہے کہ لڑکپن ہی میں آپ میں حیا اس قدر تھی کہ تمام طفولیت کے زمانہ میں کبھی بے پردہ نہیں دیکھے گئے جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی فطرت میں ہی ہر قسم کی بے حیائی سے نفرت پائی جاتی تھی۔

چوتھی بات جس کا اس شہادت سے پتہ لگتا ہے یہ ہے کہ آپ اور لڑکوں سے علیحدہ رہتے تھے اس میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں بڑائی کا مادہ تھا اور آپ کی طبیعت پاکیزہ واقع ہوئی تھی اس لئے آپ اور لڑکوں کی صحبت سے بچتے تھے بلکہ آپ ادنیٰ اخلاق والے لڑکوں کی صحبت سے بھی دور رہتے تھے بچپن میں اس صفت کا آپ کے اندر پایا جانا آپ کی پاکیزہ فطرت اور نیکی کی ایک روشن دلیل ہے یہ وہ صفات ہیں جو اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور بچپن میں ان صفات کا آپ کے اندر پایا جانا اس بات کی ایک چمکتی ہوئی دلیل ہے کہ آپ ایک نورانی فطرت کے انسان تھے جو اس طبقہ اور تاریکی کے زمانہ میں کہاں سے پیدا ہو گئے۔

اس جگہ اس غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے کہ آپ کو مطلقاً بچوں کے ساتھ کھیلنے سے نفرت تھی کیونکہ صحیح طور پر بیان ہو چکا ہے آپ اور لڑکے ہیں کہ میں اپنے ہم عمر ایک لڑکے کے ساتھ ریت کے ٹیلہ سے دونوں مل کر کھیلا کرتے تھے ایسا ہی تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ عمر میں جب آپ حبش کے قبیلہ کے اندر پرورش پا رہے تھے وہاں بھی آپ بچوں کے ساتھ مل کر کھیلا کرتے تھے خصوصاً اپنی رضاعی بہن کے ساتھ جس کو آپ کے ساتھ بہت انس پیدا ہو گیا تھا۔

ابوطالب کی لونڈی کی شہادت

بچپن کے زمانہ میں آپ کی اس بے نظیر پاکبازی کے متعلق صرف ابوطالب کی ہی شہادت نہیں جو بچپن ہی سے ہے بلکہ ایک اور شہادت بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے جو اس پہلی شہادت سے کسی طرح کم پایہ کی نہیں اور جس سے آپ کی طہارت اور پاکیزہ فطرت پر اسی طرح روشنی پڑتی ہے جس طرح کہ ابوطالب کی شہادت سے۔

یہ شہادت ابوطالب کی لونڈی کی ہے جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں آپ کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی جبکہ آپ ابوطالب کی کفالت میں آئے اور ابوطالب کی لونڈی اپنے تجربہ کی بنا پر شہادت دیتی ہے کہ آپ نے گھر میں کبھی ناک رکھا نہیں کھایا جب آپ کو کھانا دیا جاتا تو کھا لیتے۔

آپ کی یہ عادت بھی آپ کی طبیعت پر ایک بہت بڑی روشنی ڈالتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت میں بچپن ہی میں حد درجہ کا وقار صبر شکر جیسا صبر اور سوال سے نفرت تھی یہاں تک کہ آپ گھر میں بھی کوئی چیز طلب کرنے کی تلقین نہیں لیتے تھے خود ہی غور کر لیتے کہ وہ کیا ہی اعلیٰ صفات والا بچہ تھا جس کا نانا اس کے دادا نے بہت عمر میں گھڑے ہو کر اور دب بیت اللہ کے ٹیکے سے لگ کر بجالا کر مچھل کر کہا ہو وہ بچہ جس کا نام محمد رکھا گیا تھا فی الواقع محمد ثابت ہی ہوا۔

آپ کے چچا کے یہاں پرورش

آپ کے چچا ابوطالب جو عبدالمطلب کے بعد آپ کے مربی و پرست عیال دار اور غریب آدمی تھے مصمم ہو چکے کہ بچپن ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ چچا کی امداد کرنی چاہیے چنانچہ آپ نے مکہ کے بہت سے مطالعہ حد کر لانے شروع کر دیئے اور صحیح بخاری میں ایک حدیث میں جس کو آپ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا اس واقعہ سے بھی ایک طرف آپ کی غربت طبع ظاہر ہوتی ہے کہ اپنے چچا کے گھر کا بوجھ کم کرنے کی آپ کے دل میں بچپن ہی میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کی بکریاں چرانے لگے اور اس خیال نے آپ کے دل میں جگہ پیدا کر لی کہ آپ نے اپنے ذمہ چچا کی خدمت کی دلیل سے دوسرے آپ کے اس نمونہ سے یہ نتیجہ بھی حاصل ہوا کہ جب حضرت مسیح نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے نکلنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو تو اس سے ان کا یہ مطلب نہیں تھا کہ دولت مند کبھی جنت میں نہیں جا سکتے بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ دولت مندوں کو چاہیے کہ اپنی دولت کو غریبوں کی امداد میں خرچ کریں اور ایسی محنت کریں کہ دولت کی حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔

تعمیر کعبہ میں آپ کا پتھر اٹھانا

ایک اور قدم جس سے آپ نے بچپن کے اخلاق کا پتہ لگایا ہے یہ ہے کہ آپ کی عمر سنی کے ۳۵ ویں سال جب کہ کعبہ کی تعمیر کی تیاری شروع ہوئی تو آپ نے خود بخود اپنے ذاتی شوق سے اس تعمیر میں حصہ لینا شروع کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر آپ بھی حجرِ اسود کی تعمیر کے لئے اپنے شانے کندھے پر پتھر اٹھا اٹھا کر جمع کرتے تھے آپ کے صرف ایک ہمعمر جو ہاشمی خاندان سے تھے آپ سے کہا کہ اپنا تہبند اتار کر اپنے شانے پر رکھ لو تاکہ پتھروں وغیرہ کی گرد نہ لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیل حکم تو کی مگر دیکھا کہ یہ عالم تھا کہ ننگے

بڑے ہی شرم کے مارے غلطی کی سی حالت ہوگئی اور آپ کی آنکھیں پھر نیچی ہوگئیں اور آپ زمین پر گڑ گئے حتیٰ کہ پھر آپ نے جلدی سے اپنا تہبند باندھ لیا اور پھر اسی طرح بیٹھے کندھے پر پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکتے رہے یہاں تک کہ آپ کا کندھا پتھروں کی مگر سے چھل گیا مگر آپ نے اس تکلیف کی کچھ پروا نہ کی۔

اس واقعہ سے اول تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر اتنی چھوٹی تھی کہ اس عمر میں تہ بند اتارنا کوئی عیب کی بات نہیں سمجھی جاتی نہیں مگر اتنی چھوٹی سی عمر میں آپ پر حیا اتنی غالب تھی کہ آپ غش کھا کر گر پڑے جن لوگوں نے نبوت کے زمانہ میں آپ کو دیکھا وہ آپ کی نسبت شہادت دیتے ہیں کہ آپ کنواری عورت سے بھی زیادہ شرمیلے اور باحیا تھے آپ کی یہی حیا کی صفت تھی جو ایامِ طفولیت میں اس واقعہ کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی۔

دوسرا امر جو اس واقعہ سے ظاہر ہے یہ ہے کہ آپ میں اپنے بزرگوں کی اطاعت کا مادہ فطری طور پر پایا جاتا تھا اور اپنی طبیعت اور میلان کے خلاف بھی ان کے احکام کی فرمانبرداری سے دریغ نہیں کرتے تھے۔

تیسرا نتیجہ اس واقعہ سے یہ نکلتا ہے کہ آپ صغر سنی میں بھی بیکار کاموں میں یعنی ایسے کاموں میں جو کسی خاص فرد کے ذاتی کام نہ ہوں بلکہ تمام لوگوں کے مشترکہ کام ہوں نہایت شوق اور جوش سے حصہ لیتے تھے

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے ذاتی کاموں میں تو دلچسپی لیتا ہے لیکن ایسے کاموں کو جن کا عام بیکار سے تعلق ہو دوسروں کے لئے چھوڑ دیتا ہے مگر آپ کا بچپن سے ہی یہ حال تھا کہ آپ بیکار کے کاموں کو غیروں کی کام نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس میں ایسی دلچسپی لیتے تھے جیسی کہ ذاتی کاموں میں اور بچپن کے زمانہ میں آپ میں اس بیکار سپرٹ کا پایا جانا ایک نہایت ہی قابلِ تعریف صفت ہے۔

چوتھی بات جو آپ کے کردار کے متعلق اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ آپ کی ہمت و استقلال ہے دل تو ایک بچہ کے لئے پتھروں کا اٹھانا کوئی آسان کام نہیں مگر آپ نے اپنی خوشی سے یہ کام اپنے لئے قبول کیا پھر کپڑا پاس نہیں ہر کندھے پر رکھیں نگے کندھوں پر پتھر اٹھاتے ہیں کندھوں کی رگڑ سے چھل گئے لیکن آپ تھکتے نہیں۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں آپ کی طبیعت میں استقلال نہایت نمایاں طریقے پر پائے جاتے تھے۔

پانچواں امر جو اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ آپکی ابتدائی زندگی غربت کی حالت میں گذر رہی تھی کیونکہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جبکہ آپ بیت اللہ کے لئے پتھر اپنے کندھوں پر اٹھا کر لا رہے تھے آپ کے بدن پر صرف ایک تہ بند تھا دوسرا کوئی کپڑا نہیں تھا اگر آپ کے پاس کوئی دوسرا کپڑا ہوتا تو آپ اس وقت ضرور اسے استعمال کرتے اور لاوہ نہ سکنے کندھوں پر پتھر اٹھا کر اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالتے۔

مخالف حالات میں اعلیٰ اخلاق کا ظہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ طفولیت کے متعلق جو مختصر حالات اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ میرے نزدیک آپ کے بچپن کے اخلاق و اطوار و عادات پر کافی روشنی ڈالتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں آپکے اطوار ایسے پسندیدہ اور دل خوش کن تھے کہ ہر ایک شخص جن کا آپ کے بچپن سے تعلق پڑا وہ آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا تھا یہاں تک کہ بچپن ہی سے آپ میں راست گفتاری حیا و فاضیط نفس متانت سنجیدگی ہمت و استقلال شرافت بزرگوں کی فرمانبرداری بڑوں کا احترام چھوٹوں کی تعظیم اور محبت بیکار کاموں میں شمولیت کا شوق سوال سے نفرت اور قومی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی غرض ہر ایک قسم کی نیک خلق جس کے اظہار کا آپ کو موقع پیش آیا آپ میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں مگر ان اوصاف حمیدہ کی قدر ہمارے دل میں اور بڑھ جاتی ہے جب ہم ان حالات پر غور کرتے ہیں جن میں سے آپ کو گذرنا پڑا کیونکہ ان میں سے اکثر حالات ایسے تھے جن سے آپ کے اخلاق پر بُرا اثر پڑنے کا خوف تھا لیکن باوجود ان تمام مخالف حالات کے آپنے طفولیت ہی میں ایک نہایت پاکیزہ اخلاق اور اعلیٰ نمونہ دنیا کے آگے پیش کیا اور کوئی ایسا عیب آپ میں نمودار نہ ہوا جس پر کوئی مخالف انسان انگلی دھر سکے۔

ان مخالف حالات میں سے ایک تو آپ کا یتیم ہونا ہے۔ یتیم بچوں کے عموماً وہ وجوہات سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں یا تو وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی حال پرسان نہیں ہوتا اور وہ لوگوں کی عدم توجہی سے طرح طرح کی بداخلاقیوں میں پڑ جاتے ہیں یا ان کو یتیم دیکھکر ان کے سرپرست ان سے اس رنگ میں محبت کرتے ہیں کہ وہ ان کی ہر ایک خواہش کو پورا کرتے ہیں اور نہایت ہی لاڈلا بنا کر رکھتے ہیں اس سے بھی ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر پہلی حالت میں سے ہو کر گزرے تو کیا کہ دوسری حالت میں سے ضرور گذرے مگر اس حالت نے آپکے اخلاق پر کوئی بُرا اثر نہیں ڈالا

دوسری مخالف حالت جس میں سے آپ گذرے وہ غربت تھی اور غربت بھی انسان کے بعض اخلاق پر بُرا اثر ڈالتی ہے اور بیشمار اعلیٰ اخلاق کے نشوونما کو روکتی ہے مثلاً غریب لوگوں میں اکثر طمع خساست اور دناءت اور بخیل کے اخلاق ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی علوہمت شرافت سخاوت اور ایثار کے اعلیٰ اوصاف منتفی ہو جاتے ہیں لیکن آپ پر غربت نے کوئی بُرا اثر نہیں ڈالا اور نہ ہی آپ میں کسی قسم کی خساست پیدا ہوئی اور نہ ہی آپ کی علوہمت میں کچھ فرق آیا۔

تیسری مخالف بات اگرچہ پہلیوں کے حالات تھے اول تو اس زمانہ کے عام حالات ہی جن میں آپ پیدا ہوئے سخت بگڑے ہوئے تھے اور اس وقت کی سوسائٹی طرح طرح کی بدیوں سے آلودہ تھی دوسرے آپنے بچپن کے زمانہ میں بہت سا وقت بکریوں اور اونٹوں کے چرواہوں اور صحراء کے بدوؤں کے درمیان گزارا جو عموماً اجڈ اور وحشی ہوتے ہیں مگر آپنے ان وحشیوں اور جنگل کے چرواہوں میں رہکر فرشتوں کی سی پاکیزہ زندگی بسر کی جو اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ وہ دست قدرت نے ہی آپ کی فطرت کو ایسا پاکیزہ اور مطہر بنایا تھا کہ کسی قسم کے مخالف حالات آپ پر کوئی بُرا اثر نہیں ڈال سکتے تھے اور جس طرح کی پاکیزہ زندگی آپ نے بچپن میں بسر کی اور جن اعلیٰ درجہ کے اطوار اور اخلاق کا باوجود مخالف حالات کے آپنے مظاہرہ کیا وہ اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ پاکیزہ بچہ دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ وہ دنیا کے عالم کے لئے ایک کامل نمونہ ہو اور لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف بلائے۔

الغرض آپ کے بچپن کی تمدنی پہلی اگر کوئی راستی کا طالب غور کرے تو آپ کی سچی زندگی آپ کی صداقت اور راستبازی کے لئے کافی دلیل ہے

اللھم صل علی محمد و آلہ واصحابہ وبارک وسلم

عالم انسانیت کا بہترین مظہر

(امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ)

نبوت کمالات انسانی میں سے ایک کمال ہے

بظاہر یہ ایک عجیب بات معلوم دیتی ہے کہ وہ شخص جسے انبیاء کے سردار کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اسے ایک انسان کی حیثیت میں ہی پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن حق یہ ہے کہ باوجود نبوت کے دعویٰ کے کوئی شخص اس بات سے بالا نہیں ہو سکتا کہ اس کی ذات نبوت پر بحث کی جائے کیونکہ نبوت کمالات انسانی میں سے ایک کمال ہے اور انسانیت ہی کے کمالات کے ظہور کے لئے اس کا وجود پیدا کیا گیا ہے۔

میرے نزدیک یوں سمجھنا چاہئے کہ نبوت ایک بارش ہے جو فطرت انسانی کی مختلف زمینوں کو سیراب کرتی ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جس زمین پر وہ بارش خدا تعالیٰ کے انتخاب کے ماتحت نازل ہوگی وہ زمین اس بارش کے اثر کو قبول کرنے کی زیادہ قابلیت رکھتی ہوگی اور انسانی کمالات کو زیادہ ظاہر کرے گی۔

کامل نبی کامل انسان ہوتا ہے

اوپر کی بات کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے نزدیک انسانی فطرت گندی نہیں ہے جیسا کہ عیسائیت نبوت کرتی ہے بلکہ اسلام کے نزدیک فطرت انسانی ان خامہ قابلیتوں کو بیج کے طور پر اپنے اندر رکھتی ہے جس کا حصول انسان کے لئے ممکن ہے ہاں وہ اسی طرح بیرونی مدد کی محتاج ہے جس طرح آنکھ نور کی اور زمین بارش کی پس نبوت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فطرت انسانی کے بعض حصوں کو کاٹ کر بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ تمام قوائے انسانی کو صحیح طور پر ابھارے جس سے کامل نشوونما کا کام انسان میں ہو رہا ہے جب ایک انسان کے اندر خدا تعالیٰ خود کامل انسان میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ انسان اور انسانوں سے اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دوسرا شخص بھی نہیں پہنچ سکتا۔

خاص آلہ میں خاص قابلیت

تجربہ سے ثابت ہے کہ بعض لوگ کسی خاص بات میں غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں اور دنیا ان کی لیاقت کو بیکدم خیرباد کہہ جاتی ہے لیکن آخر کار وہ پاگل اور مجنون ہو کر مرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص دائرہ میں قابلیت کا ظہور انسانی کمال پر دلالت نہیں کرتا بلکہ صرف بعض خاص انسانی کے ایک محدود دائرہ میں حد سے زیادہ ترقی کر جانے پر دلالت کرتا ہے یہ امر بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص جس کے اندر عشق کا مادہ ایسا غالب آگیا ہو کہ دوسرے تمام جذبات پر وہ غالب ہو گیا ہو جائے کسی انسان پر عاشق ہونے کے خدا تعالیٰ ہی کی محبت کی طرف متوجہ ہو جائے اور دنیا و مافیہا کو بھلا دے مگر ایسا شخص کبھی بھی ان کمالات روحانیہ کو حاصل نہ کر سکے گا جو دوسرے لوگ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اس کا جذبۂ محبت بگڑی ہوئی نفسی حالت کا نتیجہ ہے تندرست اور صحیح نشوونما کا نتیجہ نہیں ہے اس شخص کی حالت بالکل اس بیج کی سی ہوگی جو نہایت لاغر زمین میں بویا جاتا ہے اور اس قدر جلد نشوونما پا کر مرجھا جاتا ہے کہ اس کی پاس داروں سے محروم رہ جاتی ہیں وہ کبھی نہیں پہنچ سکتا ہے مگر دانہ اس سے بہت کم کھلتا ہے اس کے مقابلہ میں جو شخص تمام انسانی کمالات کو طاہر کرنے والا ہوگا اس کی نشوونما تمام خواص پر مشتمل ہوگی اور ان کے اندر ایک شخص مناسب ہوگا ہر ایک خاصہ فطرت اس نسبت سے ترقی کریگا جس نسبت سے کہ اسے ترقی کرنی چاہئے مثلاً سزا دینے کی طاقت بھی اسکی نشوونما پائیگی اور رحم کی بھی اور عفو کی بھی اور درگزر شتعملی بھی اور زجر و تنبیہ کی بھی کہ یہ پانچوں عادات صحابہ کے متعلق فیصلہ کرتے وقت ضروری ہوتے ہیں ان میں سے ایک طبقہ بھی اپنی اپنی حد مناسب سے کم ہو جائے تو انسانیت ناقص ہو جائیگی اور کمالات انسانیہ کا ظہور نامکمل رہ جائے گا۔

چونکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اور علم النفس کے باریک مطالعہ کے بغیر اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے اور بوجہ عدم گنجائش میں صرف ایک دو مثالوں کے ذریعہ سے اس امر پر روشنی ڈال کر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔

مثال کے طور پر میں وفاداری کے جذبہ کو لیتا ہوں ہر شخص اسے پسند کرتا ہے لیکن ایسی جائز اگر یہ صفت کسی کامل موقع کیلئے مخصوص ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے دو شخص ایک جرم میں شریک ہوتے ہیں ایک کا ضمیر یک وقت میں اسے ملامت کرنے لگتا ہے لیکن اس کی وفاداری کی روح جو حوانہ ایک دوست کی حفاظت سے طبعی ہوئی تھی اس کی اس اندرونی آواز کو خاموش کر دیتی ہے اور اسکی زبان میں یہ بہانہ ہوتا ہے کہ بے وفائی ہونا چاہیے جبکہ میرا ساتھی ہوچکا اب مجھے اپنے دوست کا ساتھ دینا چاہیے۔

اولاد کی محبت کا جذبہ

یا مثلاً اولاد کی محبت ایک اچھا جذبہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے عالم کے زبردست اسباب میں سے ہے لیکن اگر کسی شخص کے اندر یہی جذبہ ترقی کر جائے اور باقی جذبات کو دبا دے تو یہی ایک گناہ بنتا ہے اور اولاد کو یہی گناہ کا عادی بنا دیتا ہے غرض کسی ایک یا بعض خواص فطرت انسانی کا کمال حقیقی کمال نہیں ہوتا بلکہ بالکل ممکن ہے کہ بعض حالتوں میں وہ ایک خطرناک نقص کی صورت بن جائے اور نہ ایسا کمال بھی انسان کے لئے نمونہ بن سکتا ہے کیونکہ نمونہ وہی بن سکتا ہے جو طبعی ترقی کی مظہر ہو غیر طبعی ترقی دوسرے کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا کیونکہ اس کا حاصل کرنا دوسرا کے لئے ناممکن ہوتا ہے اور نمونہ کے لئے شرط ہے کہ اس کی نقل کرنا ہماری طاقت میں ہو۔

رسول کریم کا رتبہ بحیثیت انسان

اس تمہید کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اس امر کے متعلق اپنی تحقیق پیش کرتا ہوں کہ رسول کریم صلعم بحیثیت

انسان کے کیا نسبت رکھتے تھے۔

انسانی تقاضے نبوت کے منافی نہیں

جو کچھ میں اوپر لکھ آیا ہوں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (۱) بشریت کمالات انسانیہ کے صحیح طور پر کاملہ پیش کرنے کے لئے آتی ہے (۲) پس کامل نبی کے لئے کامل انسان ہونا ضروری ہے (۳) اگر کوئی شخص بعض خواص انسانی کو ان کی انتہائی صورت میں نہ کہتا ہے تو اس کے یہ کامل انسان ہونے کی علامت نہیں بلکہ بسا اوقات یہ اوراس کے نظام عصبی کی ناہمواری یا مختفی خرابی کی علامت ہو سکتا ہے ان امور کو سمجھ لینے کے بعد یہ امر بکلی واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ انسانی تقاضوں کے پورا کرنے کو نبوت کے منافی سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہے میں بتا چکا ہوں کہ نبوت ایک ذہنی کیفیت ہے اور انسانی تقاضوں کا صحیح اور مناسب طور پر پورا کرنا اس کیفیت کا نتیجہ ہے جس کے بغیر نبوت کا کمال نہیں ہو سکتا۔ نبی ہمارے فطرت کو بدلنے کے لئے نہیں آتا بلکہ فطرت کے تقاضوں کو صحیح اور مناسب طور پر پورا کرنے کے لئے ہمیں عملی سبق دینے کے لئے آتا ہے پس فطرت کے تقاضوں کا بکلی ترک کر دینا بعض دوسرے تقاضوں کے لئے جائز بھی ہو سکتا ہے تو نبی کے لئے نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا سے زیادہ کامل ہوتا ہے اور جس قدر وہ تقاضوں کو پورا کرتا ہے اسی قدر وہ اپنے آپ کو کامل کر دیتا ہے۔

انسانوں کیلئے کامل نمونہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامل نبی تھے کامل انسان بھی تھے اور آپ کے اصحاب نے آپ کو انسانی جذبات سے کامل طور پر کامل سمجھا اور آپ کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو انسانی تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی کامل پایا اور آپ کے تمام انسانوں کے لئے ایک کامل نمونہ تھا۔

اچھا کھانا

فطرت انسانی کے کمالات سے ناواقف لوگوں میں یہ عام خیال ہے کہ اچھا کھانا ایک ادنیٰ فعل ہے اور علی منافی مفاسد کے منافی لیکن وہ فطرت انسانی جسے خدا نے پیدا کیا ہے اسکے بالکل برخلاف ہے کھانوں کو انسانی اخلاق سے ایک گونہ تعلق ہے اور مختلف کھانے اپنے ساتھ انسانی اخلاق میں بھی جاکر اخلاقی حیوانی میں تبدیلی کر دیتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب جانتے ہیں کہ آپ کھانے میں سادہ کی تو بیشک تعریف کرتے تھے لیکن غلہ کہانے سے آپ نے کبھی نہیں روکا بلکہ جب کبھی کسی نے عمدہ کھانا دعوت میں پیش کیا آپ نے اسے استعمال فرمایا ہاں یہ شرط ضرور لگادی کہ کھانے کے متعلق ان امور کو مدنظر رکھو (۱) ایسی طرح کھانے کی چیزوں کو ضائع نہ کرو کہ کفایت کو تکلیف ہو (۲) اس وقت ملک میں قحط ہو اور لوگ بھوکے ہیں جو خدا سادہ کرو تا کہ کہہ سکے کہ بہت سے کھانوں میں غربا کا ایک کھانا بھی ضایع نہ ہو جائے (۳) سوائے حقیقی ضرورت کے کھانوں کا ذخیرہ جمع نہ کرو تا غربا اپنے حصہ سے محروم نہ رہ جائیں۔

خوش طبعی

انسانی تقاضوں میں سے ایک اقتضا خوش طبعی بھی ہے جسے انسان کے طبعی جذبات میں سے ہے ایک اجتماع ہے جو لوگوں کے لئے وبال جان نہ بننا چاہتا ہو اس کے لئے خوش مزاق ہونا بھی ضروری ہے لیکن دنیا کا یہ ایک وہم ہے کہ جو شخص ضرور سنجیدہ ہو اس کے لئے نہایت سنجیدہ مزاج اور خاموش رہنے والا ہونا ضروری ہے مسکراہٹ اس کے درجہ کو گرا دیتی ہے اور ہنسی کے تقوی کو برباد کر دیتی ہے لیکن انسانیت پر غور کرنے والا انسان جانتا ہے کہ ہنسی اور خوش طبعی کو انسانی تمدن سے خارج کر کے وہ ایک ایسا باغ رہ جاتا ہے جو تمام خوشنما پھولوں سے خالی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی تمام سنجیدگیوں کے اور باوجود خوشیوں سے بالا ہونے کے اور باوجود اپنے اس عظیم الشان دعوی کے جو ان کے درجہ کو معمولی انسان سے علیحدہ اور بلند پر اونچا کر دیتا تھا اس طبعی جذبہ کو کبھی کوئی کبھی مشغول نہ کرتے تھے آپ کے درجہ کی بلندی اور رفعت میں سے بہت چھوٹ کر خوش طبعی کا ان آپ کی جذبات سے خوشنما طور پر نکل رہا تھا دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی وہ جو ایک سنجیدہ اور سخت مزاج حاکم کو دیکھنے کی سب کرتا تھا ایک خوش مذاق انسان کو دیکھتے ہیں کہ وہ بیشک حیران ہو جاتا تھا مجلس (مجالس) میں بیٹھے جہاں اعلیٰ تعلیمات کا درس دیا جاتا تھا لوگوں کی توجہ کو دور کرنے اور ملال کو کم کرنے کے لئے لطائف بھی بیان ہو تے پڑھا جاتے تھے کبھی اپنے اصحاب سے کبھی ہنسی بھی کی جاتی تھی تب آپ نے لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولا کبھی قصہ بھی بیان ہو جاتا تھا کبھی پھبتی کو دل خوش کرنے کے لئے اس کے ملکہ پر پائی کی دلیل سمجھا جاتا تھا ان تمام باتوں کے لئے عرب کی مروجہ کہاوتیں ہیں سے کوئی کہاوتی بھی ہنسی کے لئے جاتی تھی لیکن ان سب باتوں میں ہنسی کے ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی جاتی تھی کہ ہنسی اس حد تک میں نہ ہو کہ دوسرے کی تحقیر یا دل شکنی کا موجب ہو پس ہنسی یا مذاق اور اس غرض سے ہنسی نہ تو لغو ہنسی تھی بلکہ جس وقت طبیعت خود بخود اپنے آپ کو ہنسی کیلئے تیار کرتی تھی تب ظاہر کیا جاتا ہے اسے بالکل رد (۲) ہنسی اور مذاق میں بھی جھوٹ نہ ہو بلکہ صداقت کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہو (۳) ہنسی میں بھی جذبات کے ظہور کے وقت اعلیٰ طبعی جذبات کا خون نہ ہو جانا چاہیے۔

صفائی پسندی

انسانی تقاضوں میں سے ایک تقاضا صفائی پسندی کا ہے جس کو صاف رکھنا مکروہ صحت کہنا کپڑوں کو صاف رکھنا اور ایسی اشیاء کا استعمال کرنا جو ناک کی قوت کے صدمہ کا موجب ہوں بلکہ اس کے لئے موجب راحت ہوں اس صفائی کو بھی رسولوں نے تقوی اور نیکی کی اعلیٰ راہوں پر چلنے والوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے اور ایک ایسی راہ اختیار کر لی ہے کہ یا تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طیب اشیا فضول جائیں یا خدا کے بندے جو اطیب اشیا کو استعمال کریں گناہگار ٹھہریں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بناوٹی نیکی اور جھوٹے تقوے کی جڑ کو بھی چاک کر دیا اور کہلا دیا کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاک رہنے کو پسند کرتا ہے آپ یہاں رہتے اکثر غسل فرمانے کئی امور کے ساتھ غسل کو آپنے واجب قرار دیا چونکہ انسان اپنے گھر کے مشغل کی وجہ سے صفائی میں سستی کر بیٹھتا ہے اس لئے آپنے خدا تعالیٰ کے

حکم سے میاں بیوی کے تعلقات کے ساتھ غسل کو واجب قرار دیا۔ پانچوں نمازوں سے پہلے آپ ان اعضاء کو دھوتے جو عام طور پر گرد و غبار میں رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے کپڑوں کی صفائی کو آپ پسند فرماتے جمعہ کے دن دھلے ہوئے کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیتے اور خوشبو کو خود بھی پسند فرماتے ہو اجتماع کے موقع کے لئے خوشبو لگانا پسند فرماتے اور جہاں اجتماع ہوتا ہو چونکہ مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں متعدی بیماریوں کے اثرات کے پھیلنے کا خطرہ ہوتا آپ وہاں خوشبودار مصالح جات اور ان چیزوں کو صاف رکھنے کا حکم دیتے بدبودار اشیاء سے پرہیز فرماتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے کہ بدبودار اشیا کھا کر اجتماع کی جگہوں میں آئیں غرض ہر قسم کی صفائی لباس کی پاکیزگی اور ناک کے احساس کا آپ بڑا خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیتے ہاں یہ ضرور فرماتے کہ جسم کی صفائی میں اس قدر منہمک نہ ہو جاؤ کہ روح کی صفائی کا خیال ہی نہ رہے اور لباس کی پاکیزگی کا اس قدر خیال نہ رہو کہ ملک و ملت کی خدمت سے محروم ہو جاؤ اور غریب لوگوں کی صحبت سے احتراز کرنے لگو اور کہا نے میں اس قدر احتیاط نہ کرو کہ ضروری غذائیں ترک ہو جائیں ہاں یہ خیال رکھو کہ اہل مجلس کو تکلیف نہ ہو تاکہ اچھے شہری بنو اور لوگ تمہاری صحبت کو ناگوار نہ سمجھیں بلکہ اسے پسند کریں اور اسکی جستجو کریں لوگوں نے کہا کہ صفائی اور خوشبو سے بچو کہ دوسرے کو پاک نگہ دل کو ناپاک کرتی ہے مگر رسول اللہ صلعم نے کہا کہ حبب الی الطیب اور ان اللہ یحب المتطہرین مجھے تو خوشبو کی محبت بخشی گئی ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ ظاہری اور باطنی صفائی رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے

مرد عورت کا تعلق

عورت و مرد کا تعلق یوں ایک ایسا طبعی تقاضا ہے کہ دنیا کی ترقی کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہے مگر عجیب بات ہے کہ دنیا کے ایک کثیر حصہ نے اسے بھی روحانیات کے خلاف سمجھ رکھا ہے وہ عورت جو نسل انسانی کے چلانے کی ذمہ دار ہے جس کے بغیر انسان ایک کٹا ہوا جسم معلوم ہوتا ہے جو کسی کام کا نہیں جو مرد کے لئے بطور لباس کے ہے اور جس کے لئے مرد بطور لباس کے ہے اس عورت کو ہاں اس عورت کو ایک ناپاک شے قرار دیا جاتا تھا اور غدار سیدہ انسان کے لئے جائے اجتناب سمجھا جاتا تھا اور اس طرح گویا پاکیزگی کو انسانیت کے مخالف قرار دیکر خود پاکیزگی کے درخت پر ہی تبر رکھا جاتا تھا کیا یہ سچ نہیں کہ انسان ہی حقیقی پاکیزگی کا برتن ہے اور برتن کے بغیر لطیف اشیا محفوظ رہ ہی نہیں سکتیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کو پا کر انسان کو نہیں بھلایا آپ نے شادیاں کیں اور اپنے ملک کے فائدہ اور مسلمانوں کے فائدہ اور بعض دفعہ خود بیویوں کے فائدہ کے لئے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور نہ صرف شادیاں کیں بلکہ جذبات محبت سے اپنی بیویوں کو محروم نہیں کیا اور ان سے اس طرح معاملہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ گویا آپ اسی کے لئے ہیں آپ خدا کے تھے اور خدا آپ کا تھا مگر آپ نے کہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ گویا خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے نرالا پاک چن لیا بلکہ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے بہتر انسان کو اپنے لئے چنا ہے چونکہ آپ بہتر انسان بن گئے اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو اختیار کر لیا۔

بیوی کی محبت خدا کی رحمت ہے

دنیا نے کہا کہ تم اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھوڑ دو اپنی تعلقات کو اکہاڑ کر پھینکدو تب خدا سے ملو گے مگر محمد رسول اللہ صلعم نے کہا نہیں بلکہ تم اپنے اہل ہی کے ذریعہ سے خدا سے مل سکتے ہو دنیا کا ہر ایک ذرہ خدا کی پیدائش ہے اور ہر ایک ذرہ تم کو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور جس چیز کو اس نے جس قدر خوبصورت بنایا ہے اسی قدر واضح طور پر وہ خدا تعالیٰ کے رستہ کیلئے دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کی اعلیٰ مخلوقات میں سے عورتیں بھی ہیں اسی وجہ سے حبب الی من دنیاکم النساء مجھے دنیا میں سے بیویوں کی محبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تحفہ کے ملی ہے اور بغیر کسی حجاب کے ملی ہے تم میں سے بہت لوگ دیکھ سکتے ہیں جو اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ نیک سلوک کرتے ہیں اور ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہیں کیا ہی عجیب فرق ہے دنیا نے کہا کہ خدا نے عورت کو ایک خوبصورت سانپ بنا کر پیدا کیا ہے اور انسان کو ہشیار کیا ہے کہ اس کی خوبصورتی کی طرف نہ دیکھے بلکہ اس کے زہر سے بچے محمد رسول اللہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیویوں سے محبت کروں اور چیزیں اس نے مجھ پر کی ہیں ان میں سے ایک رحمت یہ ہے کہ میرے دلمیں اپنی بیویوں کی محبت پیدا کر دی گئی ہے دنیا نے کہا کہ عورتوں سے دور بھاگو ان کے فریبوں سے بچو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے محبت کرو اور ان سے محبت کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچو کیونکہ جس طرح خدا نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت بنائی ہے اسی طرح بیوی کی دعا کو بھی اپنے قرب کا ذریعہ بنایا ہے پس اس کے دل کو خوش کرو خدا تعالیٰ تم سے خوش ہو گا۔

بیویوں کے احساسات کا خیال رکھو

آپ عملاً اس حکم پر عمل کرتے اپنی بیویوں کے سب احساسات کا خیال رکھتے گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے ان سے پیار کرتے ان کی دلدہی کے لئے باریک در باریک راہیں تلاش کرتے ایک بیوی نے ایک گلاس سے پانی پیا تو اسی جگہ پر منہ رکھکر خود پانی پی لیا ایک بیوی کو حیض میں سے تھی دوسری نے غصہ میں یہودن کہدیا تو آپ نے فرمایا کہ اشہدیا کہتیں کہ میں یہود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نبیوں کی اولاد میں اگر کوئی بیمار ہوتی تو آپ اس کی بیماری کو اپنی بیماری سمجھتے اور اس سے بھی زیادہ اس کے دکھ کو محسوس کرتے ان کے جذبات کا خیال رکھتے اور انھیں اپنے عزیزوں سے جدا نہ کرتے بلکہ تعلقات بڑھانے میں مدد کرتے اپنی ایک بیوی ام حبیبہؓ کے گھر میں آپ داخل ہوئے وہ اپنے بھائی معاویہؓ کو جو بعد میں بادشاہ اسلام ہوئے محبت سے باتیں کرتی تھیں آپ نے اس امر کو ناپسند نہیں فرمایا بلکہ محبت کی نگاہوں سے دیکھا اور ان بھائی کی محبت کو طبعی تقاضوں کا ایک خوبصورت جلوہ قصور فرماتے ہوئے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا ام حبیبہؓ کیا معاویہ تمہیں پیارا ہے ام حبیبہ نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا اگر تمہیں پیارا ہے تو جنت ہی پیارا ہے جنت کا دل اس جواب کو سنکر کس قدر خوشی سے اچھلا ہو گا کہ میرے رشتہ داروں کو یہ غیریت کی نگہ سے نہیں بلکہ میری نگہ سے دیکھتے ہیں

اور محبت سے اس قدر محبت رکھتے ہیں کہ جو مجھے جس قدر پیارا ہوتا ہے اسی قدر ان کو بھی پیارا ہوتا ہے گویا یہ ہی نظارہ ہے کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی - مگر باوجود انسانیت کے اس کامل اور اتم نظارہ کے محمد صلعم کلی طور پر اور سر سے پاؤں اپنے خدا کے تھے اور اپنی بیویوں کو بھی اسی کا اور خالص سونا بنانا چاہتے تھے

بقائے نسل کا جذبہ

انسانی فطرت بقائے نسل کے جذبہ سے نہایت ہی گہرے طور پر رنگین ہے جو ہی ایک عورت کامل جوان ہوتی ہے اولاد کی خواہش خواہ الفاظ میں پیدا نہ ہو مگر تاثیرات کے ذریعہ سے ظاہر ہونے لگتی ہے صحیح التقوی مرد خواہ کس قدر ہی آزاد کیوں نہ ہو اپنی علیحدگی کی گھڑیوں میں اسکی طرف ایک زبردست رغبت پاتا ہے مگر باوجود اس کے لوگ خیال کرتے ہیں کہ خدا کے بندوں کو اولاد سے کیا تعلق وہ نہیں سمجھتے کہ اگر اولاد سے ان کو تعلق نہیں تو اولاد کی تربیت جو نسل انسانی کا ایک اہم ترین فرض ہے اس میں دنیا کا رہنما کون ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اولاد ہوئی اور آپ نے اس اولاد پر فخر کیا اس کی نسبت کو چھپایا نہیں اسے خدا کی ایک رحمت قرار دیا اولاد سے بے تعلقی کا اظہار نہیں کیا اس کی طرف توجہ کی اور اس کی تربیت کا خیال رکھا اس سے یہ علیحدگی نہیں ظاہر کی بلکہ اس سے محبت کرنے کو خدا تعالیٰ کے مقدس فرائض میں سے قرار دیا جب وہ ناسمجھ تھی اس کی پرورش کی جب چھوٹی تھی اسکی تربیت کی جب وہ بڑی ہوئی اسے تعلیم دلائی اور جب وہ اپنے گھر بار کی مالک ہوئی اس کا ادب کیا اور اپنی محبت کا مقرا سے بنایا ایک دفعہ آپ کا ایک نواسہ بیمار ہوا اس کے دیکھنے کے لئے آپ کی صاحبزادی نے آپ کو بلایا اس کی حالت اس وقت سخت تکلیف کی تھی اور زندگی کی آخر گھڑیوں کو قریب اضطراب اور دکھ کے ساتھ طے کر رہا تھا آپ نے اسے ہاتھوں میں لیا اور اس کے اضطراب کو دیکھا انکھیں فرط محبت اور وفور رحمت سے پُر نم ہوگئیں ایک شخص جو اس حقیقت سے ناواقف تھا کہنے کے لئے یہی ضرور کہتا کہ یہ ہو بہو انہ کی باتیں سکھائے بلکہ اس کا یہ کام بھی ہے کہ ہمارے لئے کامل نمونہ ہو انسانیت کا مکمل نقشہ ہو بشریت کا اس امر کو دیکھ کر حیران ہوگیا اور بے اختیار ہو کر بولا یا رسول اللہ آپ تو ہمیں صبر کا سبق دیتے ہیں اور آج خود آپ کی آنکھوں سے آنسو رہے ہیں آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہارا دل رحمت سے خالی ہوگا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے رحمت بنایا ہے کیا تعلیم سبق ہے ایک ہی فقرہ میں دیدیا کہ اولاد کی محبت اور ان کی تکلیف کا احساس تو انسانیت کے اعلیٰ جذبات میں سے ہے خدا کا نبی ان جذبات سے خالی کیونکر ہو سکتا ہے وہ دوسروں کے لئے اس میں بھی نمونہ ہے بس طرح اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق میں نمونہ ہے۔

اولاد کی تکریم

آپ کی اولاد میں سے آخر عمر میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہ گئی تھیں جب کبھی وہ آپ کی خدمت میں سلام ہونے آپ کھڑے ہو جاتے بوسہ دیتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے آپ کی اولاد کھیلتی ہوئی پاس آجاتی تو گود میں اٹھا لیتے پیار کرتے اور ان کی عمر کے مطابق نصیحت کرتے اور اخلاق کا کوئی عمدہ سبق دیتے غرض آپنے اس جذبہ انسانیت میں بھی ایک اعلیٰ نمونہ ہمارے لئے قائم کیا ہے ہاں اولاد کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ یہ تعلیم بھی دیتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے کہ اولاد کی محبت انسان کو اس کے فرائض سے غافل نہ کر دے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر عائد ہیں اور نہ خود اولاد کی اصل ذمہ داری کو جو اعلیٰ پرورش اعلیٰ تربیت اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ رہنمائی پر مشتمل ہے اس کی نظروں سے اوجھل کر دے۔

صحت کی درستی اور ورزش کا خیال

انسانی روح اور جسم کا ایسا جوڑ ہے کہ ایک کی خرابی دوسرے پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں بھی ہمارے لئے ایک عمدہ مثال قائم کی ہے اور نیکی اور تقویٰ کو صحت کی درستی اور ورزش کا خیال رکھنے کے خلاف نہیں قرار دیا ہم تاریخ بتاتی ہے کہ آپ اکثر شہر سے باہر باغات میں جا کر بیٹھتے تھے گھوڑے کی سواری کرتے تھے اپنے صحابہ کو کھیلوں وغیرہ میں مشغول دیکھکر بجائے ان پر ناراضگی کا اظہار کرنے کے ان کی ہمت بڑھاتے تھے ایک دفعہ آپ نے اپنے احباب کو تیر اندازی کا مقابلہ کرتے دیکھا تو خود بھی اس مقابلہ میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی مرد تو مرد رہے آپ عورتوں کو بھی ورزش کرنے کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ کئی دفعہ آپ اپنی بیویوں کے ساتھ مقابلہ پر دوڑے اور اس طرح عملاً آپ مردوں اور عورتوں کو ورزش جسمانی کی تحریک کی ہاں آپ اس امر کی ضرور خیال رکھتے تھے کہ انسان کہیں ہی کی طرف راغب نہ ہو جائے اور اس امر کی تعلیم دیتے تھے کہ ورزش مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہونا چاہیئے نہ کہ خود مقصد۔

دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ

غرض انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعلیٰ نمونہ دکھا کر اپنے بے نظیر مثال قائم کر کے اس امر کو ثابت کر دیا کہ آپ کی زندگی دنیا کے لئے ایک اسوۂ حسنہ تھی کیونکہ اگر آپ صرف ایک خدا تعالیٰ کی عبادت یا اعلیٰ فلسفیانہ تعلیمات کی طرف متوجہ ہوتے تو ہرگز سمجھا نہ جاتا کہ دل میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک بے جسم مولیٰ دل و دماغ کے انسان تھے اور ان جذبات سے عاری تھے جو عام انسان کے دل میں موجزن رہتے ہیں اور باوجود اپنے اعلیٰ تقوے کے وہ بھی نوع انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے لیکن آپ کی ساری زندگی اس شک کا ازالہ کرتی ہے۔ آپ ہماری ہی طرح کے جذبات رکھتے تھے اور ہماری ہی طرح کی ذمہ داریاں اور پھر آپ ان ذمہ داریوں سے بزدلانہ طور پر آنکھیں نہیں بند کر لیتے تھے بلکہ آپ ان ذمہ داریوں کی اہمیت کو محسوس کرتے تھے اور ان کے ادا کرنے کو اپنا فرض سمجھتے تھے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھاتے تھے کہ ہر ایک انسان محسوس کرتا تھا اور کرتا رہے گا کہ اس نمونہ کی تقلید سے وہ کسی عذر اور بہانہ سے بچ نہیں سکتا یہاں ایک ایسا شخص ہے جو اسی کی طرح کے جذبات اور اسی کی طرح کے احساسات لیکر پیدا ہوا ہے اور اپنے جذبات اور احساسات کو کچلتا نہیں بلکہ انہیں ایک بہادر آدمی کی طرح پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے ایک

ایسا انسان ہے جس کے راستہ میں وہ سب مشکلات ہیں جو دوسرے انسان کے رستہ میں حائل ہوتی ہیں اور وہ ان سب مشکلات کو دور کرتا ہوا اپنا بوجھ خود اٹھائے ہوئے تقوی اور طہارت کے اس پل پر سے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے نڈر اور بیخوف گذر جاتا ہے اور ایک آنچ ہاں ایک خفیف سی آنچ بھی اسے نہیں آتی ایک لمحہ کے لئے بھی اس کا قدم نہیں لڑکھڑاتا پس وہ انسان ہمارے جیسا انسان اس کام کو جسے لوگ ناممکن خیال کرتے تھے اور کرتے ہیں اس خوبی سے سرانجام دے سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کام کو نہ کر سکیں۔

رسول کریم کی انسانیت کی طرف کلام الٰہی میں اشارہ

خدا تعالے کی لطیف پیرایہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جب وہ فرماتا ہے اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم ان انذر الناس وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (یونس ع ۱) کیا لوگوں کو اس پر تعجب آتا ہے کہ ہم نے انہی میں کے ایک شخص پر یہ کہتے ہوئے وحی نازل کی کہ لوگوں کو ہوشیار کر اور ان لوگوں کو جو ایمان لیں خوشخبری دے کہ ان کے رب کے حضور میں انھیں ایک ہمیشہ قائم رہنے والا درجہ حاصل ہے محمد رسول اللہ ہم میں سے ایک انسان ہے اسکی لئے اس کے نقش قدم پر چلنے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہو سکتا جو اس کے لئے ممکن ہے وہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی ممکن ہے وہ ایسا نبی نہیں جو انسانیت کو منظر انداز کر کے اپنے مقام کو حاصل کرتا ہے بلکہ ایسا نبی ہے جو انسانیت کو کامل کرتے ہوئے اور اس کے دروازہ میں سے گزرتے ہوئے نبی بنتا ہے اس کا ایک ہاتھ خدا کی طرف ہے جو اس کا پیدا کرنے والا اور اسے ترقیات عطا فرمانے والا ہے اور وہ اس کی برکتوں اور اس کے فضلوں کو مانگتا ہے اور دوسرا ہاتھ اپنے بھائیوں اور بھائیوں کی طرف ہے جنہیں وہ ہمت کرتے اور اپنے پیچھے پیچھے چلاتے اور خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کا وعدہ دے رہا ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ کان قاب قوسین او ادنیٰ کا مظہر ہے خدا کی لاکھوں کروڑوں برکتیں نازل ہوں تجھ پر اے کامل انسان جس نے ہمیں شش و پنج کی زندگی سے نجات دلا کر اس یقین پر قائم کیا کہ انسانیت تقوی کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ تقوی کے حصول کا ایک ذریعہ اور خدا تعالے کے وصال کا ایک موجب ہے۔ تیرا درجہ بلند ہو کہ تو جس قدر قرب ہوا اسی قدر ہمارے نزدیک ہوا یقیناً تو ہمارا ہے اور ہم تیرے ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اس وقت موجود نہیں

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات کو صاف بتا دے گی
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو احباء و اعزاء و اولاد کی قسمتوں سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا پڑھنے والا جس کی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے
غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص نہایت صحیح پیشگوئیاں کرنے لگے گا

غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو ہر قسم کے نقصان سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ دشمنوں کے ارادہ سے خود بخود واقف ہو جائینگے
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر سکتا ہے
غیبی اشارے پڑھنے سے محبوب کی قلبی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں
غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کر دیگی
غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دے گی۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کونسا مایوس العلاج مریض تندرست ہو گا

غیبی اشارے

ایک ایسی کتاب ہے جو دلی کا کام دے گی نہ اس میں اعمال ہیں نہ نجوم کی سمجھ میں نہ آنے والی باتیں ہیں نہ جنتر کی کبھی نہ حل ہونے والی چیستان ہے بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کی کتاب ہے نہ کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی خاص قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک دو مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کے زبردست پیشگوئیاں کرنے والوں کے صدہا واقعات سے نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں آج تک نہیں چھپی اردو داں اصحاب اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم تھے لیکن اب ان کی خوش قسمتی سے ایسی لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی خوبیوں کے لحاظ سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

قیمت صرف ایکروپیہ چار آنے ہے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رسول کریمؐ ایک نبی کی حیثیت میں

(از حضرت امام جماعت احمدیہ)

اہم مضامین پر کسی اخبار یا رسالہ میں قلم اٹھانے کے یہی معنے ہوا کرتے ہیں کہ ان کے کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالی جائے ورنہ جملہ مضامین کہ سینکڑوں صفحات کے محتاج ہیں انہیں ایک دو صفحات میں نے آنا یقیناً انسانی طاقت سے بالا ہے میں یہی مذکورہ بالا مضمون کے متعلق جو اپنی تفصیلات کے لئے مسیوں مجلدات کا محتاج ہے بلکہ پھر بھی ختم نہیں ہو سکتا یہی طریق اختیار کروں گا۔

خدا تعالیٰ کا کلمہ انبیاء خدا تعالیٰ کا کلمہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا (کہف) تو کہدے کہ اگر سمندر سیاہی بنجائیں اور ان سے میرے کلمات کی توضیح و تشریح کی جائے تو سمندر ختم ہو جائینگے مگر میرے کلمات کے کمالات کا بیان ختم نہ ہوگا خواہ اسی قدر سیاہی ہم اور بھی کیوں نہ پیدا کر دیں۔ غرض نبوت کا مضمون تو ایک نہ ختم ہونے والا مضمون ہے مگر موقع کے لحاظ سے اس کا ایک قطرہ پیش کیا جاتا ہے۔

نبی کے کام قرآن کریم نے نبی کے چار کام مقرر فرمائے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں اس کا اشارہ ہے ان کی دعا قرآن کریم میں یوں نقل ہے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایٰتک ویعلمہم الکتب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم (بقرہ ع ۱۴) اے ہمارے رب اہل مکہ میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما جو انہیں میں سے ہو ان کو تیرے نشانات سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی باتیں سکھائے اور انہیں پاک کرے۔

ایک سرسری نگہ ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نبی کے کاموں کا ایک مختصر سا نقشہ ہے جو اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھینچ دیا ہے نبی کا کام اللہ تعالیٰ کی آیات کا سنانا (۲) کتاب کا سکھانا (۳) حکمت کی باتوں کی تعلیم دینا اور (۴) لوگوں کے نفوس کو پاک کرنا ہے کیا اس سے زیادہ مختصر الفاظ میں کوئی دلنشین نبی کے کاموں کا کھینچا جا سکتا ہے؟ آؤ اب ہم دیکھیں کہ ان کاموں کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ثابت ہوتے ہیں۔

نبی کا پہلا کام آیات سنانا پہلا کام نبی کا ایک آیات سنانا بتایا گیا ہے جو آیۃ کے معنے عربی زبان میں عبرت اور دلیل کے ہوتے ہیں جو چیز کسی اور چیز کی طرف رہنمائی کرے وہ آیۃ ہے پس آیات کے سنانے کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی باتیں بتائیں جو امور غیبیہ پر ایمان لانے کا موجب ہوں کیونکہ امور غیبیہ ایسے امور ہیں کہ انسان ان تک خود نہیں رسائی پا سکتا خدا تعالیٰ کا وجود سب سے مقدم ہے بلکہ ایک حقیقی وجود ہے مگر وہ اس قدر دور اور لامدرک ہے کہ اس تک پہنچنا انسانی طاقت سے بالا ہے اس تک پہنچنے کا ذریعہ محض وہ دلائل اور براہین اور وہ نشان اور مشاہدہ ظہور صفات الٰہیہ ہو سکتا ہے جو ہمیں اسکے قریب کر دے اور اس کے وجود کے متعلق ہمارے دلوں میں کوئی شک باقی نہ چھوڑے بھی حال قانون قدرت کے ظہور کا اور ملائکہ کا اور رسالت کا اور کلام الٰہی کا اور بعث مابعد الموت کا ہے ان میں سے ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ جس کی سمجھ انسان کو براہ راست ہو سکتی ہو بلکہ ان میں سے ہر ایک شئے ایسے دلائل کی محتاج ہے جو ہمیں روحانی اور عقلی طور پر ان کے قریب کر دیں ان سے ہمیں اتصال بخش دے گویا ہم نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

امور مذکورہ بالا کی اہمیت اس امر سے ثابت ہے کہ جس قدر بھی مذاہب ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں ان امور پر ایمان لانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور کسی نہ کسی نام کے نیچے ان امور کو اپنے معتقدات میں شامل رکھتے ہیں شاہ تشریحات میں کس قدر ہی اختلاف کیوں نہ ہو پس جو شخص یہی ان امور پر ایمان لانے کو ہمارے لئے آسان کر دیتا ہے اور ہمیں ایسے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے کہ جس جگہ کھڑے ہو کر ان امور کا گویا ایسا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد کسی شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی وہ نبوت کے کام کو اپنے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

صفات الٰہی کا بیان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور آپ کے کام کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ مذکورہ بالا کام کو آپ نے ایسے بے نظیر طریق پر کیا ہے کہ اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق سب سے پہلی چیز اس کی صفات کا بیان ہے ایک غیر محدود ہستی ہونے کے لحاظ سے وہ اپنی صفات ہی کے ذریعہ سے سمجھا جا سکتا ہے اگر کوئی شخص صفات الٰہیہ کو اس طرح بیان نہیں کرتا کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی عصمت و تنزیہ چھوا دوسری طرف عقل ان کا اس حد تک ادراک کر سکے جس حد تک کہ ان کا سمجھنا انسانی عقل کے لئے ممکن ہو وہ ہرگز خدا تعالیٰ تک بندوں کو پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

توحید الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صفات خدا تعالیٰ کی بیان کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ایک طرف تو عقل انسانی ان سے تسلی پا جاتی ہے دوسری طرف وہ ایک غیر محدود اور قادر اور خالق ہستی کے بالکل شایان شان ہیں آپ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کو تمام مادی قیدوں اور ظہوروں اور جلووں سے پاک ثابت کرتے ہیں اور اس کی توحید پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ تمام آلائشوں اور نقصوں سے اسے پاک قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اس کی محبت اور اپنی مخلوق کو اعلیٰ درجہ کے مقامات تک پہنچانے کی خواہش کو ایسے واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ انسانی دل محبت سے بھر جاتا ہے اور عقل مطمئن ہو جاتی ہے مگر آپ اسی پر بس نہیں کرتے آپ اس اصل کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ امور جن پر ایمان لانا انسان کی نجات کے لئے ضروری ہو ان پر ایمان لانے کی بنیاد صرف عقلی دلیل پر نہیں ہونی چاہیئے بلکہ مشاہدہ پر ہونی چاہیئے تاکہ دل تک کو شبہ

کے احتمال سے بھی پاک ہو جائے اور آپ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات اس کے خاص بندوں کے لئے ایسے خاص رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں کہ ان کے مجرّد ظہور کو دیکھ کر انسان کا دل یقین کی آخری کیفیات سے لبریز ہو جاتا ہے

ملائکہ کی حقیقت ملائکہ کی حقیقت کے متعلق جہاں ایک طرف آپ نے ان لوگوں کے خیالات کو رد کیا ہے جو ان کے وجود ہی کے منکر ہیں وہاں ان لوگوں کے خیالات کو بھی رد کیا ہے جو انہیں بادشاہی دربار یوں کی حیثیت میں پیش کرتے ہیں اور بتایا ہے کہ ملائکہ نظام عالم کے روحانی اور جسمانی سلسلہ میں اسی طرح ضروری وجود ہیں کہ جس طرح دوسرے نظر آنے والے اسباب وہ ایک مادی خدا کے احکام بحکومین کی پہلی کڑیاں ہیں اور روحانی اور جسمانی سلسلے پوری طرح ان پر قائم ہیں اور جس طرح بنیاد کے بغیر عمارت نہیں ہو سکتی اسی طرح ملائکہ کے وجود کے بغیر کائنات کا وجود ناممکن ہے۔

قانون قدرت کیا ہے آپ نے قانون قدرت کو ایسا قریب الفہم کر دیا اور عقلی موجبات کی موشگافی کرنے والا فلسفی اور روحانی اثرات پر رنگہ رکھنے والا صوفی اور موٹی موٹی باتوں سے نتیجہ نکالنے والا عامی یکساں طور پر تسلی پا گیا ہر ایک نے اسے اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے دیکھا۔ غور کیا اور اطمینان کا سانس لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تصدیق کر دی کیونکہ مختلف پہلوؤں سے غور کرنے کے بعد جب ایک ہی نتیجہ نکلے تو اس نتیجہ کی صحت میں کوئی شک باقی نہیں رہتا

رسالت اور کلام الٰہی کی ضرورت آپ نے رسالت اور کلام الٰہی کی ضرورت کو قانون قدرت کی مثالوں سے ثابت کیا وہ مثالیں جو جسمانی آنکھ کے لئے سورج کو پیدا کیا ہے کس طرح ممکن ہے کہ روحانی آنکھ کو کلام کے قابل بنانے کے لئے اس نے روحانی سورج اور روحانی نور نہ پیدا کیا ہو حالانکہ جسمانی آنکھ کا تعلق تو ایک محدود عرصہ سے ہے لیکن روحانی بینائی کا اثر انسان کی تمام آئندہ زندگی پر ہے خواہ اس دنیا کی ہو خواہ اگلے جہان کی ہو۔

بعث مابعد الموت بعث مابعد الموت کے متعلق بھی آپ نے مختلف پیرایوں سے بحث کی اور ایسے رنگ میں اسے پیش کیا کہ وہ ایک خالص علمی مسئلہ کی بجائے ایک عملی مسئلہ بن گیا انسانی اعمال ایک زبردست جزا کے طالب ہیں اور وہ جزا اس امر کی مقتضی ہے کہ اسے دوسروں کی نگہ سے مخفی رکھا جائے کیونکہ اس عظیم الشان جزا کے ظاہر ہو جانے پر انسانی اعمال اختیاری نہیں رہیں گے بلکہ ایک رنگ میں غیر اختیاری ہو جائینگے عالم آخرت ایک نئی دنیا نہیں ہے بلکہ اسی دنیا کا ایک تسلسل ہے جس میں مادیات کے اثر سے آزاد ہو کر انسانی روح اسی راستہ پر بلا روک ٹوک چلنا شروع کر دیتی ہے جو اس نے اپنے اعمال کی داغ بیل ڈال کر اپنے لئے تیار کیا تھا خدا تعالیٰ ایک عظیم حصہ سے پر بادشاہ نہیں ہے اسکی صفات کے تقاضے نے انسان کو پیدا کیا تھا اور وہی صفات اس امر کی متقاضی ہیں کہ انسان آفرکار اپنے مقصد کو پا جائے اور کوئی پہلے اور کوئی پیچھے آخر اس وجود سے پیوست ہو جائے جس وجود کی رحمت اسے عالم وجود میں لائی تھی۔

غرض ہر اک مخفی مسئلہ کو جس پر ایمان کی بنیاد تھی وہم اور شک کے بادلوں سے نکال کر ایک چمکتے ہوئے سورج کی روشنی کے نیچے آپ نے رکھ دیا تاکہ ہر شخص اپنی عقل کی آنکھ سے اسے دیکھ سکے اور اپنے روحانی ادراک سے اسے چھو سکے اور وہم و وسوسہ سے نکل کر یقین اور اطمینان حاصل کر سکے۔

نبی کا دوسرا کام تعلیم کتاب دوسرا کام نبی کا تعلیم کتاب ہے اس کام کو بھی آپ نے ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ کسی اور وجود میں اس کی مثال نہیں ملتی آپ نے بتایا کہ شریعت ایک مفصل ہو انسان اپنی دنیوی اور اخروی زندگی کی بہتری کے لئے اس امر کی محتاج ہے کہ خدا تعالیٰ خود اس پر اپنی مرضی کا اظہار کرے تاکہ اس روحانی سفر میں جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس کے قدموں کی بنیاد وہم اور شک پر نہ ہو بلکہ یقین اور وثوق پر ہو شریعت ایک بوجھ نہیں ہو آگے ہی بوجھ سے دبے ہوئے انسان کو کچلنے کے لئے اس کے سر پر رکھ دیا گیا ہے وہ کسی سزا کا نتیجہ نہیں محبت کے تقاضے کے ماتحت اس کا نزول ہوا ہے (دران فحشی گڑھوں اور کیچڑ میں چکر کھا جانے والے موٹروں اور سربلند اور سیدھی پہاڑیوں اور تیز اور سرعت سے بہنے والی ندیوں اور صرف جھکی ہوئی شاخوں اور کانٹے دار جھاڑیوں اور گندگی اور میلے کے ڈھیروں سے مطلع کرنے کے لئے اتاری گئی ہے جو اس لمبے سفر میں انسان کے لئے تکلیف کا موجب اور اسے اسکے سفر کو بآسانی طے کرنے سے محروم کر دینے کا باعث ہو سکتی ہیں وہ ممنوعات ہے نہ امتحان بلکہ رہنما ہے اور ہادی اس کا کوئی حکم خدا تعالیٰ کی شان کو بڑھانے والا نہیں بلکہ ہر اک حکم انسان کی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

عالمگیر شریعت آپ نے دنیا کے سامنے یہ ایک نیا طریق پیش کیا کہ شریعت عالمگیر ہونی چاہیئے اور اس میں مختلف طبائع اور مختلف طاقتوں کا لحاظ نہیں کرتی وہ گویا دنیا کے ایک حصہ کو نجات پانے سے بالکل محروم کر دیتی ہے اور اس طرح خود اس غرض کو معدوم کر دیتی ہے جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

شریعت کے دو اہم امور نیز اصل کتاب کی تعلیم میں آپ نے یہ نقطہ نظر رکھا کہ شریعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ دو اہم ضرورتوں کو پورا کرے ایک طرف تو اس میں ان تمام ضروری احکام سے متعلق ہدایت ہو جن کا ذہبی روحانی اور خلقی ترقی کے ساتھ تعلق ہے اور دوسری طرف انسان کی ذہنی ترقی کے لئے اس میں گنجائش ہو اور وہ انسانی دماغ کو بالکل جامد بنا کر اس میں بدبو نہ پیدا کرے ان دو اصول کے ماتحت آپ نے ان دو خطرناک راستوں کو بند کر دیا جو حقیقی روحانیت کو تباہ کرنے کا باعث بنجایا کرتے ہیں یعنی اباحت کے راستہ کو بھی جو انسان کے روحانی مفاد کو مادی لذات کی قربانگاہ پر قربان کرنا چاہتا ہے اور تقلید جامد کے راستہ کو بھی جو انسانی دماغ کو ایک سڑے ہوئے تالاب کی طرح بنا کر ان بدبوؤں کا مرکز بنا دیتا ہے جو نفوذ نما کی تمام قابلیتوں کو

جلا کر رکھ دیتی ہیں۔

نبی کا تیسرا کام تعلیم حکمت

تیسرا کام نبی کا تعلیم حکمت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام میں بھی ایک بینظیر مثال قائم کی ہے آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باوجود خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے بے نظیر اظہار کے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے بے نظیر اظہار کے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کے یہ معنی نہیں کہ وہ جو چاہے حکم دے اور کسی کو اس کی وجہ دریافت کرنے کی مجال نہ ہو وہ اگر قادر ہے تو غنی بھی ہے کسی حکم میں خود اس کا اپنا فائدہ مدنظر نہیں ہوتا اور پھر وہ حکیم بھی ہے وہ کوئی حکم نہیں دیتا جس میں کہ کوئی حکمت نہ ہو پس کسی تعلیم کے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اس کی جزئیات کا مہ حکمتوں سے اور اس کے احکام تمام علتوں سے خالی ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا منسوب ہونا ہی اس امر کا ضامن ہے کہ وہ بات ضرور حکمتوں سے پر اور مقاصد عالیہ سے وابستہ ہے ورنہ وہ حکیم اور غنی ہستی اس کا حکم کیوں دیتی اس اصل کے ماتحت آپ نے اپنی تمام تعلیم کی حکمتیں ساتھ ساتھ بیان فرمائی ہیں ہر اک بات جس کا حکم دیا ہے اس کے ساتھ بتایا ہے کہ اس کے کرنے کے کیا فوائد ہیں اور اس کے نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں اور ہر اک بات جس سے روکا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بتایا ہے کہ اس کے کرنے سے کیا نقصانات ہیں اور اس کے نہ کرنے میں کیا فوائد ہیں پس آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والا اپنے دل میں انقباض نہیں محسوس کرتا بلکہ ایک جوش اور خوشی محسوس کرتا ہے اور خوب سمجھتا ہے کہ مجھے جو حکم دیا گیا ہے اس میں بھی میرا خصوصاً اور دنیا کا عموماً فائدہ ہے اور جس امر سے روکا گیا ہے اس میں بھی میرا خصوصاً اور دنیا کا عموماً نفع ہے اور یہ بشاشت اس کے اندر ایک ایسی خوشگوار تبدیلی پیدا کر دیتی ہے کہ شریعت پر عمل کرنا اسے ناگوار نہیں گزرتا بلکہ وہ اس پر عمل کرنے کو ایک ضروری فرض سمجھتا ہے اور اسے ایک وقت نہیں خیال کرتا بلکہ ایک عظیم الشان رحمت خیال کرتا ہے۔

نبی کا چوتھا کام تزکیہ نفوس

چوتھا کام ایک نبی کا تزکیہ نفوس ہے یعنی لوگوں کے دلوں کو پاک کر کے ان کے اندر ایسی قابلیت پیدا کرنا کہ وہ خدا تعالیٰ سے اتصال تام حاصل کر سکیں اور اس کے فیوض کو اپنے نفس میں جذب کر کے بقیہ دنیا کے لئے اس کے مظہر اور اسکی قدرتوں کی جلوہ گاہ بن سکیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو احسن طریق پر پورا کیا ہے کہ دوست تو دوست آپ کے دشمن بھی اس کام کے قائل ہیں جس ملک میں آپ پیدا ہوئے اور جس قوم کے آپ ایک فرد تھے اس کی جو حالت تھی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں خود اس زمانہ کی عام حالت بھی اچھی نہ تھی عرب جو آپ کا ملک تھا اس کے سوا دوسرے ممالک بھی مذہبی اخلاقی علمی عملی حالت میں اچھے نہ تھے گویا ایک رات تھی جو سب دنیا پر چھائی ہوئی تھی اول تو پہلے مذاہب کی پاک تعلیموں کو ہی لوگوں نے بگاڑ دیا تھا دوم جو کچھ پہلی تعلیموں میں سے موجود تھا اس پر بھی عمل نہ تھا مذہب تو ایک بالا چیز ہے معمولی انسانیت بھی مردہ ہو چکی تھی اور شرافت مفقود ہو رہی تھی شرک و بدعت اور گندی رسوم ایک دوسرے کا حق مارنا ظلم و فجور ظلم قتل و غارت بے شرمی اور بیحیائی جہالت سستی نکما پن رقص شراب خوری۔ جوئے بازی۔ کبر۔ خود پسندی۔ غرض ہر ایک عیب اس وقت موجود تھا اور اس کے مقابل کی ہر ایک نیکی مفقود تھی یہاں تک کہ بدی کا احساس ہی مٹ گیا تھا اور اس کے ارتکاب پر بجائے شرمندگی محسوس کرنے کے فخر کیا جاتا تھا اس زمانہ میں پیدا ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو اپنی تربیت کے لئے چنا جو اس تاریک زمانہ میں بھی سب قوموں سے گندہ اور بدی میں بڑھی ہوئی تھی نظام حکومت اس کے اندر اس قدر مفقود تھا کہ اسے سب سے زیادہ فخر اپنی لامرکزیت پر تھا اس قوم کے اندر اپنی پاکبازی کی روح آپ نے پھونکنی شروع کی جیسا کہ قاعدہ ہے جس چیز کو بھی نہ چاہے انسان اس کا مقابلہ کرتا ہے لوگوں نے آپ کا مقابلہ شروع کیا اور سخت سے سخت مقابلہ کیا مگر آپ استقلال اور صبر سے اپنا کام کرتے چلے گئے اور لوگوں کی مخالفت کی کچھ بھی پروا نہ کی گالیاں کھائیں گالیاں سنیں طعنے سہے سب کچھ برداشت کیا مگر دنیا کی گمراہی کو برداشت نہ کیا آخر ایک ایک کر کے لوگوں کے دلوں پر فتح پانی شروع کی سالہا سال تک یہ مقابلہ جاری رہا بڑے بڑے قوی دل۔ دل ہار گئے مگر آپ نے دل نہ ہارا جس طرح پانی پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے بہتے بہتے نرمی سے ملائمت سے اپنا راستہ نکال لیتا ہے اور آخر ایسی نشیب والی جگہ پیدا کر لیتا ہے جس پر سے وہ آسانی کے ساتھ بہ سکے اسی طرح آپ نے اپنے نیک نمونہ سے اور موثر وعظ سے دنیا کی اصلاح کا کام جاری رکھا یہاں تک کہ وہ دن آگیا کہ پاکیزگی اور طہارت کی خوبی کے دل قائل ہو گئے روحانی مردوں نے اپنے اندر ایک نئی روح سوئے ہوؤں نے تمازت آفتاب بیداروں نے صحت کے آثار اور گرفتوں نے ایک طاقت کی لہر اپنے اندر محسوس کرنی شروع کی دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ جہاں ظلم اور تعدی کی حکومت تھی وہاں عدل اور انصاف کا دور دورہ ہو گیا جہاں جہالت کے بادل چھا رہے تھے وہاں علم کا سورج چمکنے لگا جہاں بدوت اور جمود جمے بیٹھے تھے وہاں عمل اور سعی کی گرم بازاری ہو گئی نسل انسانی نے سانس لیا کروٹ بدلی اور ٹھہر کھڑی ہو گئی۔ اس معجزانہ تغیر پر نظر ڈالی جو محمد رسول اللہ کی بے نفس جدوجہد نے پیدا کر دیا تھا اور بے اختیار ہو کر جلا اٹھی کہ بیشک تو نبی ہے بلکہ نبیوں کا سردار اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آپ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ تو دیتے نہیں پھر آپ کے احتمام کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کی چٹ پر لکھا ہوتا ہے اگر یاد نہ ہو تو یاد کر لیجئے۔ منیجر

نبوّت کا آغاز

(از مولوی حاجی عبدالسبحان صاحب دھلے)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کو منصب نبوت پر کھڑا کیا گیا مگر آپ کی دعوت کو طرف عرب تک یا بنی اسرائیل تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ کل قوموں کی طرف آپ نبی ہو کر مبعوث ہوئے جیسا کہ قرآن کریم خود اس پر شاہد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تم کو تمام قوموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کا زمانۂ دعوت تیئس سال تک رہا قبل اس کے کہ آپ کو غار حرا کی تنہائی سے نکال کر جہاں آپ شب بیداری کرتے روزے رکھتے اور ریاضات شاقہ بجالاتے تھے دعوت اسلام کا کام سپرد کیا جائے آپ کا قلب ایک کامل تزکیہ کی حالت کو پہنچ چکا تھا اور جو دیا رآپ دیکھتے یا جو منکشفات حالت بیداری میں آپ پر وارد ہوتے وہ حرف بحرف پورے ہوتے چنانچہ اس بات کی شہادت حضرت عائشہ صدیقہ نے دی ہے کہ نبوت ملنے سے پہلے آپ کی حالت ایسی تھی کہ آپ کے خواب نہایت ہی صاف اور سچے ہوتے کان لا یری رویا الا جاء ت مثل فلق الصبح آپ کوئی رویا نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے پھٹ جانے کی طرح صفائی سے نمودار ہوتا۔

آپ غار حرا میں تھے جب آپ نے ضائے فد الجلال کی آواز کو جبرئیل کے توسط سے سنا یہ غار وہی مقام ہے جہاں آپ بہت دن اور راتیں خدا کی عبادت میں گذار کر تے تھے چنانچہ آپ اسی حالت میں ہی تھے جب خدا کا کلام آپ کے قلب مطہر پر نازل ہوا جس کا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہم و گمان بھی نہ تھا سب سے پہلا حکم جو وحی الٰہی سے آپ کو ملا وہ یہ تھا اقرأ یعنی پڑھ آپ نے ملک کو کہا ما انا بقاری میں تو پڑھنا نہیں جانتا تب ملک نے آپ کو پکڑ کر خوب زور سے دبایا اور پھر وہی لفظ کہے اقرأ یعنی پڑھ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دو سرا یا تیسری دفعہ اسی حالت کا اعادہ ہوا اور وہی سوال و جواب ہوئے تب فرشتہ سورہ علق کی آیات جو حسب ذیل ہیں پڑھیں اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم اور آپ نے یہی الفاظ دوہرائے پڑھ ہوا اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو لوتھڑے کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ ہو تمہارا رب بڑا کریم ہے وہ جس نے قلم کے ذریعہ سے علوم سکھائے وہ علوم انسان کو سکھائے جن کو وہ نہیں جانتا تھا یہ ایک بالکل نئی بات تھی جو آپ کی زندگی میں واقع ہوئی ایک عظیم انسان انقلاب تھا اور آپ کے پاک دل نے اسے خوب محسوس کیا ایک عظیم ثقل بوجھ تھا جو آپ پر ڈالا گیا اس لئے آپ حالت خوف میں ہی گھر کو لوٹ آئے اور اپنی بی بی خدیجہ پاس اس سارے واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ میرے اوپر چادر کی پکڑ ڈال دو کیونکہ آپ کو سردی محسوس ہوتی تھی جب آپ نے بحوالہ کیا تو خدیجہ کو فرمایا خشیت علی نفسی میں اس ذمہ داری سے اور اس کے انباع سے اپنی جان پر خوف کرتا ہوں حضرت خدیجہ نے جن کا قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل صدق اور استبازی سے پہلے ہی متاثر ہو چکا تھا فرمایا کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتقول الحق وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضعیف وتعین علی نوائب الحق نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ اس کام میں ناکام ہوں کیونکہ سب اعلیٰ درجہ کے صفات انسانی آپ کے وجود میں پائے جاتے ہیں، آپ تعلقات رحمی کا پاس کرتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور مصیبت زدوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو چیزیں معدوم کے حکم میں ہیں ان کما کو لوگوں کو دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور ہر قسم کے مصائب میں لوگوں کے مددگار رہتے ہیں دگر با آپ کے اندر وہ سب جوہر موجود ہیں جو اصلاح طلق کی عظیم الشان ذمہ داری کے لئے کسی انسان میں پائے جانے ضروری ہیں) ان الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی قوت بخشی کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کے منہ کے لفظ تھے جو پندرہ سال سے آپ کی گہرے سے گہرا راز دار تھا اور جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص آپ کے کمالات یا آپ کی کمزوریوں سے اگر کوئی ہو نہیں واقف نہ تھا بیوی سے بڑھ کر خاوند کی اخلاقی حالت کا کوئی واقف نہیں ہو سکتا اور اس لئے آپ کی بی بی کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا نہ آج دوسروں کے لئے ہی آپ کی راست بازی اور صداقت اور مبعوثی نوع انسان کی ایک عظیم الشان شہادت ہے بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بوجھ کو بھی ان الفاظ نے ہلکا کر دیا۔

تب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے ایک عیسائی رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جس کے سامنے سارے واقعہ کا ذکر کیا گیا ورقہ نے ان سارے واقعات کو سنکر یہ شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہی ناموس اکبر یعنی جبرئیل یہ پیغام وحی الٰہی نازل ہوا ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا ہے اس میں گویا اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو موسیٰ کی مثل ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت پائی جاتی تھی اور جس کا اپنا کتاب اپنی کتاب کو اٹھا لیا تھا ورقہ نے یہ بھی کہا کہ کاش میرے یہ جوانی کے ایام ہوتے اور میں آپ کی مدد کر سکتا جب آپ کی قوم آپ کی مخالفت کرے گی اور آپ کو نکال دے گی تب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ کیا وہ مجھے نکال دیں گے تو ورقہ نے کہا ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے جب کوئی شخص اس مقام پر کھڑا ہوا ہو تو اس کی ایسی ہی مخالفت اس کی قوم نے کی ہے ممکن ہے کہ ورقہ کو ملہمیں بحیرت کی پیشگوئیوں کا خیال ہو جو فضل نبیا رہتی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں۔

وحی الٰہی جو جبرئیل لاتے تھے آپ پر کس طرح نازل ہوتی تھی اس کا ذکر خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں پایا جاتا ہے بعض وقت ملک کیا آنا معمولی زنگ کا ہوتا تھا اور وہ کلام الٰہی کو آپ پر پڑھ دیتا تھا بعض اوقات وحی میں شدت زیادہ ہوتی تھی اور بڑے زور کی آواز آتی تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس یعنی ایسے زور سے آواز آتی تھی جیسے گھنٹہ کے ٹن ٹن۔ پھر کسی خاص حالت سے بھی وحی کا آنا مخصوص نہ تھا کبھی آپ بستر میں ہوتے تو وحی آتی کبھی حالت

سفر میں اونٹ یا خچر پر سوار ہوتے کبھی اپنے احباب کے اندر بیٹھے ہوتے تو اس وقت بھی وحی آجاتی۔ زید بن ثابت جو آپ کے کاتب الوحی بھی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آپ کے بالکل ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ران ان کی ران پر تھا کہ نزول وحی آپ پر ہوئی اس وقت میں جب وحی آپ پر نازل ہو رہی تھی آپ کے ران کا یہ جھہ اس قدر بڑا کہ ناقابل برداشت معلوم ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آگیا اور یہ حالت آپ کی نزول وحی کے وقت عموماً ہو جاتی سہی حتیٰ کہ سخت سے سخت سردی کے دن میں بھی نزول وحی کے وقت پسینہ کی بوندیں آپ کی پیشانی مبارک سے ٹپکا کرتی تھیں وحی جب نازل ہوتی تو زید بن ثابت یا کسی دوسرے کاتب کو فی الفور لکھوا دی جاتی اور مزید برآں کئی لوگ اسے حفظ بھی کر لیتے چنانچہ یہ خدا کا آخری پیغام اور اسکی آخری بشارت آج ہمارے ہاتھوں اسی طرح محفوظ ہے جیسے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی حضرت خدیجہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ حالات سے پوری واقف تھیں وہی سب سے پہلے آپ پر ایمان بھی لائیں اس طرح پر سب سے پہلے آپکے مبارک پیغام پر ایمان لانے والی ایک عورت تھی یہ بی بی نہایت سمجھدار اور صاحب اخلاق خاتون تھیں اور عرب کی باعصمت عورتوں کی وہ سردار تھیں جب تک وہ زندہ رہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی اور خدیجہ رضؓ تعالیٰ عنہا آپ کی اکیلی بی بی تھیں جب آپ فوت ہوئیں تو آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی پچیس سال گذر چکے تھے اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۶۰ سال کو پہنچ چکی تھی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال کی ہو گئی تھی آپ حضرت خدیجہ رضؓ کا ذکر ہمیشہ بڑی محبت سے کیا کرتے تھے اور وفات کے بعد بھی آپ ہمیشہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے حضرت خدیجہ رضؓ کے بعد ایک پختہ عمر کے انسان نے جو اپنی نیکی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار کیا آپ کا نام ابوبکر تھا اور آپ صدیق کے معزز نام سے مشہور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ ہی نبی کریم کے جانشین ہوئے حضرت ابوبکر رضؓ کی راستبازی ہی ساری قوم میں مسلم تھی آپ بڑے صادق اور امانتے عہدہ امانت میں بڑے راست باز تھے جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت آپ سفر میں تھے اور یمن کی طرف گئے ہوئے تھے کیونکہ آپ تجارت کیا کرتے تھے جب آپ واپس مکے اور مکہ میں پہنچے تو بڑے بڑے سرداران قریش نے آپ سے یہ کہا کہ ایک عجیب خبر ہم آپ کو سناتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ابوطالب کے یتیم بھتیجے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حضرت ابوبکر رضؓ یہ سنتے ہی بولے کہ اگر الامین نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو ضرور سچ ہے کہ وہ خدا کا نبی ہو اور آپ نے کہا کہ میں ان کو دیکھے بغیر ان پر ایمان لاتا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے اپنے اس قول کو آخر تک ایک بے نظیر محبت مندی سے نباہا آپ کو دعوت میں جس قدر مشکلات اور دکھ اٹھانے پڑے ان سب میں حضرت صدیق آپ کے شریک حال رہے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ زندہ تھے اور آپ کو ہی خلافت کے لئے منتخب کیا گیا ابوبکرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق رشتہ داری کا نہ تھا اور آپ قریش کی ایک چھوٹی سی قوم سے تھے آپ ابتدائے اسلام میں نہ تو سب اور نہ ہی قومیت بڑائی کے معیار تھے بلکہ راستبازی ہی بڑائی کا سب سے بڑا معیار تھا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ پر یہ ایک بڑی بھاری شہادت ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ماننے والے وہی لوگ تھے جو سب سے زیادہ آپ کے اندرونی حالات سے واقف تھے جیسے خدیجہؓ آپ کی بی بی تھیں حضرت ابوبکر کا آپ سے محبت کا گہرا تعلق تھا اور یہی دونوں سب سے پہلے آپکے دعوی نبوت کے مصدق ہوئے اگر آپ میں کوئی امر راستبازی کے خلاف ہوتا تو یقینی بات ہے کہ ان لوگوں کے مشاہدہ سے وہ نہ چھپ سکتا تھا اس لئے ان کے ایمان میں آپ کی کامل راستبازی کی قطعی اور یقینی شہادت ہے۔ تیسرے نمبر پر حضرت علی رضؓ عنہ ہیں جو آپ کے چچا ابوطالب کے بیٹے تھے آپ کی عمر ابھی چھوٹی تھی مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوطالب کی تربیت میں ہی پرورش پائی تھی اس لئے حضرت علی کا تعلق بھی آپ سے بہت تھا ابوطالب خود بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابل میں نبی کریم کی ہمیشہ حمایت کرتے رہے گو ایمان نہیں لائے اور اپنے چچا کے احسانات کے عوض میں آپنے حضرت علی پر یہ احسان کیا کہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی شادی ان کے ساتھ کر دی اور ان کے ساتھ آپ محبت بھی بہت کرتے تھے حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثینوں میں چوتھے ہیں پہلے تین خلفاء حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

اسلام کے اقرار اور اعلان میں حضرت خدیجہ رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت علی کے بعد بلال رضؓ اور زید رضؓ ہیں یہ دونوں بھی تاریخ اسلام میں مشہور انسان ہیں۔ زید اصل میں ایک غلام تھے جو حضرت خدیجہ رضؓ کے پاس تھے اور آپ نے انھیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیا مگر جیسے کہ آپ کی عادت تھی آپ نے فوراً انھیں آزاد کر دیا اور آپ کے اخلاق حسنہ کا اس قدر اثر زید پر تھا کہ جب اس کے والد مکہ میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کے بیٹے کو اسکے ساتھ جانے کی اجازت دی جائے تو آپ نے فرمایا کہ زید کو اختیار ہے اگر وہ جانا چاہے تو چلا جائے چنانچہ جب حضرت زید کے والد نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں رہو گے یا میرے ساتھ چلو گے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اپنے والدین کو بھی نہیں یہ آپ ہی کے اخلاق کریمانہ کا اثر تھا جس نے ایک شخص کو اس طرح رام کر لیا کہ ماں باپ سے بھی بڑھکر وہ آپ سے محبت کرنے لگا اور ایمان کی حقیقت بھی یہی ہے جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین تم میں سے کوئی شخص ایمان نہیں لاتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہوں اس تعلق کے اظہار نے زید کی محبت کو اور بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں بڑھا دیا اسی شدید تعلق محبت کی وجہ سے ہی جو زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اس نے اپنے ماں باپ کی بھی پروا نہ کی زید کو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہتے تھے زید کے اس جواب پر اس کا والد واپس چلا گیا اور زید کو اس قدر خوش پا کر کہ اسے

والدین کی بھی یہ دلاسہ دیا کہ انہیں وہ بہت خوش ہوا آگے چلکر ہم دیکھیں گے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی زید پر اس کے اس تعلق محبت کی وجہ سے کس قدر احسان کیا کہ قریش کی ایک عظیم الشان عورت رئیسہ بنت خویلد جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی کی بیٹی تھیں اس کے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ آزاد شدہ غلام کو عرب میں کبھی اتنی عزت نہیں دی گئی تھی مگر اسلام کی اخوت نے ایک حقیقی جمہوریت کا ڈنکا بجا دیا تھا (اور قومیت اور رنگ کے تمام امتیازات کو مٹا دیا تھا اس کے بعد اور کئی لوگ اسلام میں داخل ہوئے جن میں خاص ذکر ام طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عبدالرحمن کے۔ ابو عبیدہ بھی جو ایک نہایت مشہور انسان تھے ودولت اسلام سے مستفید ہوئے کئی عورتیں بھی اسلام کے اندر داخل ہوئیں انہی میں اسماء حضرت ابوبکر کی بیٹی ہیں۔

پہلے تین سالوں میں نسبتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ حق میں کم تکالیف پیش آئی اور مخالفت کچھ زیادہ نہ تھی صرف لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہوئے گذر جاتے کہ یہ شخص آسمان سے وحی پانے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن جب آپ نے کھلے طور پر بتوں کی بیہودہ پرستی اور جن بھوت کی پرستش کو برا کہا اور ان کی بہت پرستی پر علانیہ حملہ کیا گیا تو مخالفت کی آگ بھی بھڑک اٹھی لوگ صدیوں سے بتوں کی پوجا کرتے چلے آئے تھے اور بت پرستی نے یہاں تک اس قوم پر تسلط پا لیا تھا کہ خود کعبہ میں جو توحید کا گھر تھا تین سو ساٹھ بت رکھ دیئے گئے تھے تاکہ ان کی تعداد سال کے دنوں کے برابر ہو جائے اس کے علاوہ ہر قبیلہ اپنا الگ بت رکھتا تھا ان میں سے تین بڑے معزز بت سمجھے جاتے تھے یعنی لات عزیٰ اور منات کعبہ ان کے شب و روز کے زائرین میں بت پرستی کا داخل ہو گیا تھا اور یہاں تک بڑھے کہ یہ تھے کہ پتھروں کو بھی پوجا کے لیے ساتھ لے لیتے تھے تاکہ اپنے سفروں میں ان کی پوجا کر سکیں پس ایسے لوگوں کے اندر بت پرستی کی مخالفت کوئی معمولی امر نہ تھا مذہب ہر عزیز محلوں سے زیادہ محبوس ہوتا ہے اور اپنے بتوں کی تحقیر سن کر لوگ آگ ہو گئے مخالفت نے اس قدر زور پکڑا کہ اس سے کوئی شخص نظر آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نے جب پہلے تو اس مخالفت کو سنا بلوا کیا کہ جب قریش کے سارے سردار مکہ سے لشکر لے کر آئے تو انہوں نے بھی آنحضرت پر کچھ زیادہ دباؤ ڈالنا چاہا اور آپ سے یہ کہا کہ لوگوں کے بتوں اور دوسری پوجا کی چیزوں کی بدگوئی نہ کیا جائے اور آپ سے یہ کہا کہ لوگوں کے بتوں اور دوسری پوجا کی چیزوں کی بدگوئی نہ کیا جائے اور آپ چھوڑ دیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے اور جب تک میں جیتا ہوں اس کام سے دست بردار نہیں ہو سکتا ابوطالب گھبرا گئے اور آپ سے کہا کہ لوگوں کی صداقت کے قائل تھے اور آپ کو کہہ بھی چکے تھے کہ میں آپ کو امین سمجھتا ہوں اور جھوٹ کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا مگر قوم کی دشمنی بھی بڑا تھا انہوں نے آپ کو سمجھانا چاہا کہ اس طرح پر قوم میں فساد پیدا کر نا اور دشمنی کا بیج بو دینا اچھا نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواہ اس کام میں آپ کی جان بھی جاتی رہے مگر آپ اسے ترک نہیں کر سکتے تب ابوطالب نے سمجھ لیا کہ آنحضرت کو اس کام سے روکنا بے سود ہے اور آپ کو کہدیا کہ آپ جس طرح چاہیں تبلیغ کریں میں دشمنوں کی آپ سے مدافعت کرتا رہوں گا۔

اس پر قریش کے سردار اور علماء بہت گھبرائے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیتے پرتلے ہوئے ہیں اور اس طرح بنی ہاشم گویا آپ کے ساتھ ہیں پس آپ کی علانیہ مخالفت یا آپ کے قتل کرنے کا نتیجہ ساری قوم بنی ہاشم کے مخالفت ہوگی۔ پس اب انہوں نے کوشش کی کہ ابوطالب کو اور طرح سے ورغلائیں پس بڑے بڑے رؤسائے قریش کا ایک وفد ان کے پاس گیا اور ایک نہایت خوبصورت لڑکا ولید کا بیٹا عمارہ ان کے سامنے پیش کیا کہ اس کو بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنا بھتیجا سمجھ لیں اور آپ کو قریش کے حوالہ کر دیں تاکہ اپنے دادا کی کی تو ہین کا حسب طرح سے چاہیں آپ سے بدلہ لیں اور ساتھ ہی یوں کہا کہ اس شخص کو اپنا بھتیجا بنانا آپ کے شایان شان نہیں جو تمہارے اور ہمارے دین کو برا کہتا ہے اس لئے اس کی جگہ ہم ایک بہتر لڑکا پیش کرتے ہیں ابوطالب نے جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے بخوبی واقف تھے کیونکہ بچپن سے آپ ان کی نگرانی میں رہے تھے کہا اگر اونٹ جو شام کو باہر سے چر کر گھر میں آتے ہیں ان بچوں کی طرف جا سکتے ہیں جو ان کے اپنے نہیں تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں" اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر پرائے بچے بھی اپنی اپنی ماؤں کی جگہ دوسروں کو نہیں لیتے تو اس سے جو کہ ایک انسان تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے بخوبی آگاہ تھے یہ امید کیونکر کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنے بھتیجے کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اس کی جگہ قبول کر لینگے۔

ابوطالب نے تنہائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہدیا تھا کہ آپ کا قوم سے مخالفت اور مقابلہ سے ارادہ کرنا اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہو سکتا کہ آپ خود دیانت اور امانت میں سب سے بڑھ کر تھے اور میں جانتا ہوں کہ آپ جس ہمدردی اور خیر خواہی سے قبول اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور آخر میں کہا کہ آپ کی موجودگی سے میری آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں لیکن میں لوگوں کی بالمقابلہ سے خوف سے آپ کی مذہب کو قبول کرنے سے بڑا سمجھتا ہوں تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے دشمنوں کے خلاف میں ہمیشہ آپ کی نصرت اور تائید کروں گا۔ (ابوطالب)

مکہ کے معززین روز بروز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں ترقی کرتے گئے ولید بن المغیرہ۔ عاص بن وائل۔ اسود بن یغوث اور ابوجہل جو مکہ کے سردار تھے میں سے تھے انہوں نے یہ ٹھیکرے رکھا تھا کہ جس طرح سے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفت پہنچائی جائے لیکن آپ کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ایسا کامل وراسخ تھا کہ ایک شخص کے لئے بھی آپ اپنے اصل مقصد سے ادنیٰ درجہ نہیں ہوئے گو یہ پانچ آدمی مکہ کے ایک ایک گھر میں لوگوں کو یہ ترغیب دیتے پھرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح سے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفت پہنچائی جائے لیکن آپ کا ایمان اس قدر کامل وراسخ تھا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی آپ اپنے اصل مقصد سے ادنیٰ درجہ نہیں ہوئے گو یہ پانچ آدمی مکہ کے ایک ایک گھر میں لوگوں کو یہ ترغیب دیتے پھرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروؤں کو ہر ممکن طریق سے تکلیف دیجائے کیونکہ یہ شخص تمام لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنے باپ دادوں کا مذہب چھوڑ دو اور

صرف ایک خدا پر ایمان رکھو۔

حج کے موسم کے آنے پر انہوں نے اور بھی زیادہ کوشش کی کہ آپ کے دین کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جائیں بڑے بڑے اہل الرائے کی ایک منتخب مجلس بلائی گئی تاکہ سب اتفاق سے ایک رائے قائم کر کے اس طریق پر اشاعت اسلام کے کام کو روکیں چنانچہ سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ بڑے بڑے شاہراہوں پر مخالف اطراف سے لوگ مکہ میں آنے والوں سے کہیں کہ ان سب پر اپنے آدمی متعین کر دیئے جائیں جو ہر ایک باہر سے آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پہلے ہی سے بدظن کرتے رہیں تاکہ کوئی آپ کی بات ہرگز نہ سننے پائے اس پر سوال یہ ہوا کہ یہ پہریدار جو مختلف راہوں پر بٹھلیں گے مناسب یہ ہے کہ وہ سب آنحضرت کے متعلق ایک ہی خیال کا اظہار کریں پس وہ الفاظ کیا ہوں اس پر مختلف تجویزیں پیش ہوئیں ایک نے کہا کہ ان کو چاہیئے کہ وہ سب یہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک کاہن ہیں یعنی کہانت کے ذریعے سے کچھ آئندہ کی پیشگوئی بتا کر کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہیں لیکن اس مجلس کے پریسیڈنٹ ولید بن مغیرہ نے کہا خدا کی قسم وہ کاہن نہیں ہوا کیونکہ ہم کاہنوں کو جانتے ہیں ملکہ کاہن سے ان کو کچھ بھی مناسبت نہیں ہے ایک اور نے کہا کہ اچھا پھر یہ کہنا چاہیئے کہ وہ مجنون ہے اس پر پریسیڈنٹ نے کہا کہ خدا کی قسم وہ مجنون نہیں ہیں کیا ہم مجنون کو نہیں پہچانتے اس میں کسی قسم کی دیوانگی کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا پھر ایک اور بولا کہ یہ کہا جائے کہ یہ ایک شاعر ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں یعنی محض اپنی قوت تخیلہ سے لوگوں کو ہتاکر دیوانہ بنانا چاہتا ہے اور اس کے کلام کی بساط کچھ بھی نہیں پریسیڈنٹ نے یہ رائے بھی پسند نہ کی اور اس نے کہا شاعری کی کیفیات کو ہم سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے محض تخیل اور شاعرانہ خیالات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نہیں پائے جاتے جو نہی آدمی یہ بات کہتا کہ آپ کو شاعر کے نام سے بدنام کیا جائے پریسیڈنٹ نے کہا ساحر تو وہ بطریق نہیں تب سارے لوگوں نے کہا ان ہو کر میرے پاس سے پوچھا کہ پھر کیا کہا جائے پھر اس نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ اس کی باتوں میں شیرینی ہے اور جو کچھ اس کی نسبت ہم کہیں گے وہ جھوٹ ہوگا لیکن چونکہ ہماری غرض یہ ہے کہ لوگوں کو اس بات سے روکا جائے اور متنفر کیا جائے پھر حال ہمیں کسی ایک بات پر متفق ہونا ضروری ہے اس لئے ہم یہی چیز کرتے ہیں کہ وہ ایک سحر ہے جو بیٹوں کو ان کے والد سے عورتوں کو ان کے خاوندوں سے بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو ان کے بچوں سے الگ کر دیتا ہے (رزقانی) اس لئے یہی طریق اختیار کیا گیا اور مکہ کے اندر جس قدر رستے آتے تھے ان سب پر پہریدار متعین کر دیئے گئے ان مجوزین نے تجویز تو یہ اس غرض کے لئے کی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روکیں مگر نتیجہ برعکس ہوا کیونکہ ان لوگوں کے ذریعہ سے ایسے لوگوں کو بھی آپ کا علم ہو گیا جو ویسے بیخبر رہتے اور یہ لوگ اس خبر کو اپنی قوموں میں لے گئے اور ان لوگوں تک اس کو پہنچا دیا جو حج کے لئے نہ آسکے تھے اس طرح پر سارے ملک عرب میں آپ کی خبر پھیل گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر کی قوموں میں سے بکثرت لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔

جو لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے ابوجہل ان پر بہت سختی کرتا تھا وہ ان کو گالیاں دیتا اور نہایت فحش الفاظ میں ان کا اور بھی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا۔ اس کے اشارہ سے ہر قسم کی غلاظت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر پھینکی جاتی جب آپ کعبہ میں نماز میں مصروف ہوتے اور ایسا ہی ان کے گھروں کے دروازوں پر پھینک آتے ایک موقعہ پر آنحضرت صلعم پر ایک دفعہ یا زیادہ حملہ کیا گیا عقبہ نے جو عرب کے سرداروں میں سے ایک تھا ایک پٹڑا آپ کی گردن میں ڈال کر اسے مروڑا اور اس طرح پر آپ کو گھسیٹتا لے گیا اس موقع پر حضرت ابوبکر پہنچ گئے اور آپ کو اس کے ظلم کے ہاتھوں سے چھڑایا اور سب دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ کیا تم ایک شخص اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

ایک موقعہ پر ایک بڑا بھاری پتھر آپ کی پیٹھ پر رکھ دیا گیا جسے آپ سجدہ کی حالت میں تھے اس کا بوجھ اتنا قدر تھا کہ آپ اٹھ نہ سکتے تھے جب آپ کے صحابیوں کو پتہ لگا تو وہ دوڑے آئے سب سے پہلے حضرت فاطمہ پہنچیں جس وقت ابھی ایک لڑکی تھیں اور انہوں نے ہی جا کر آپ کی پیٹھ کو اس بوجھ سے رکھا کیا حضرت فاطمہ کو کسی نے کچھ نہیں کہا کیونکہ آپ کی بہت عزت کی جاتی تھی اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بہت عزت کرتے تھے آپ کی تعلیم دوسروں کو یہی تھی کہ اپنی اولاد کی عزت کرو اکرموا اولادکم اور آپ اپنے پیارے محبت کی نگاہ خدا یا کرتے تھے اسی طرح آپ خود ساری عمر اپنی لڑکی فاطمہ کی عزت کرتے رہے چنانچہ جب حضرت فاطمہ کی شادی ہو گئی اور آپ حضرت علی کے گھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا کرتے تھے اسی طرح پر اپنی اولاد کے ساتھ اعلیٰ سے اعلیٰ برتاؤ آپ کا تھا اس طرح عرب کے لوگوں کو یہی سمجھانا مقصود تھا کہ ہر ایک کے حقوق کی پوری نگہداشت کریں اور انھیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں دیکھا بعد میں آپ نے عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق ہر قسم کی قبیح رسومات کا قلع قمع کیا اور عورتوں کی حالت میں بڑی بڑی عظیم الشان اصلاحات کیں۔

ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ اور عقبہ کی مخالفت بالخصوص ایسی شدید ہو گئی کہ اور بھی مظالم وہ توسلمانوں پر کرتے تھے وہ اس حد تک پہنچے کہ بہت سے لوگوں کو اپنے وطن عزیز میں زندگی کے دن کاٹنا محال نظر آنے لگے اس لئے کئی مسلمان عورتوں اور مردوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اجازت چاہی کہ وہ وطن ترک کر دیں اور ہجرت اختیار کریں گو آپ کے صحابیوں کی تعداد اس وقت نہایت قلیل تھی مگر مجبوراً ان کی جانوں کے بچانے کے لئے آپ کو ہجرت کی اجازت دینی پڑی اور ایک تعداد نو مسلموں کی حبش میں پہنچ گئی جب قریش نے دیکھا کہ یہ لوگ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو انہوں نے اپنا ایک وفد نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا جس نے نہ صرف بادشاہ کو یہی کہا کہ کیا یہ کہ ان لوگوں نے ہمارے دین کو ترک کر دیا ہے اور اپنی ہی قوم کے مخالف اور دشمن ہو گئے ہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو بھی برا

کہتے ہیں تاکہ نجاشی جو عیسائی تھا جوش میں آجائے اور مسلمانوں کا دشمن ہو جائے مگر ان کی ساری کوششیں ناکام ہوئیں جب نجاشی نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق عیسائیت کی تعلیم کو سنا تو اس نے کہا حضرت عیسٰے اس سے بڑھکر نہ تھے جو اسلام کہتا ہے یعنی وہ ایک راستباز انسان محافظانہ تھا مسلمانوں نے جب اپنی حمایت کا جس حال میں وہ پہلے تھے اور جس شاہ پرست نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں لگایا نقشہ کھینچا تو نجاشی نے قریش کے وفد کو صاف جواب دیدیا کہ میں ان پناہ گزینوں کو تمہارے حوالہ نہیں کرسکتا۔

ان تمام مشکلات اور مصائب کے اندر مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جاتی تھی عرب کا ایک نامور سید ان مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہ نے بھی اسلام قبول کیا حمزہ چالیس اور پچاس سال کی عمر کے درمیان تھے اور انہوں نے پورے چھ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی پر غور کرنے کے بعد اور ان کی صداقت کا یقین حاصل ہونے کے بعد آپ کا ساتھ دیا اسلام قبول کرنے کے بعد وہ فوراً کعبہ میں چلے گئے تاکہ اپنے اسلام کا اعلان عام کردیں اور لوگوں کو یہ بتادیں کہ وہ ایسے شخص کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچانا چاہتے اپنا دشمن سمجھیں گے ان کے اس اعلان کا اچھا اثر ہوا اور کچھ وقت تک وہ مخالف جو غریب مسلمانوں پر بیدردی سے کئے جاتے تھے کم ہو گئے اور ابوجہل نے حضرت حمزہ کو یہ ترغیب دی اور ملامت بھی کی کہ تم کس طرح اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کرکے ایک ایسے شخص کا مذہب کیونکر قبول کرسکتے ہو جو کعبہ کے بتوں میں سے کسی کو تسلیم نہیں کرتا اور صرف ایک خدا کو مانتا ہے لیکن حمزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی اور دیانت و امانت پر پوری طرح مطمئن تھے اور انھوں نے بہت غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا تھا اسلئے سرداران قریش کی ترغیب اور ملامت کا ان پر کچھ نہ ہوا اسلام کے دشمنوں کو اس بات پر بہت غصہ آیا کہ حمزہ جیسا نامور آدمی بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوتا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی وجہ سے اور بھی بہت سے لوگ اسلام کی طرف جھک جائینگے مگر وہ کچھ نہ کرسکتے تھے اس طرح پر باوجود شدید مخالفت کے اسلام روز بروز ترقی کرتا چلا گیا۔

ایک موقعہ پر پھر مکہ کے رئیسوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام سے باز رکھنے کی ترغیب دینی چاہی اور ایک عظیم الشان وفد جس میں عقبہ شیبہ ابن ربیعہ ابوالبختری ابوسفیان ابوجہل حارث بن خلف اور دیگر رؤسائے عظام موجود تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کرکے ایک نیا مذہب قائم کیا جائے اور بتوں کی پرستش کو برا کہا جائے تم نے اپنے والدین کو ذلیل کیا ہے اور تم سارے لوگوں کی عقلمندی کی باتوں کو جہالت سمجھتے ہو تم بتوں کو برا کہتے ہو اور ہر طرح پر تم نے ان کی عبادت پر حملہ کیا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دلیل کا کچھ پرواہ نہ کی اور جواب میں کہا کہ تم پرستی کے عقیدے انسان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ صرف خدائے واحد کی عبادت سے انسان اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق اور روحانی مراتب کو پاسکتا ہے مایوس ہوکر چلے گئے لیکن ایک مرتبہ پھر ایسی ہی کوشش کی گزارش فعہ لالچ دیکر آپ کو اس کام سے روکنا چاہا انہوں نے اپنے میں سے ایک عقبہ کو منتخب کیا کہ وہ آپ کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کرے اور یہ کہے کہ قریش اس بات پر راضی ہیں کہ آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیں اور زر و مال جس قدر آپ چاہیں آپکے پاؤں میں ڈال دیں اور خوبصورت سے خوبصورت عورت سے آپ کہیں وہ آپ کے نکاح میں دیدیں یا اور کوئی امر جس کی آپ خواہش کریں پورا کردیں بشرطیکہ آپ بتوں کی تحقیر کرنا چھوڑ دیں عقبہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں جو گفتگو ہوئی اس میں عقبہ نے اپنی گذارش کو مودبانہ رنگ میں پیش کیا اور یوں خطاب کیا:۔

"اے میرے بھائی کے بیٹے آپ ہمارے ہی خاندان میں سے ہیں اور حسب مقام پر ہم میں اس اعلیٰ مقام پر آپ بھی ہیں ..... مگر یہ تبلیغ کا کام جو آپ نے شروع کیا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اور اس سے قوم میں فساد پھیل گیا ہے آپ ہمارے بتوں کی تحقیر کرتے اور ہمارے خداؤں کی تکذیب کرتے ہیں اور ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ جن باتوں کو ہمارے باپ دادا مانتے تھے ان کو ترک کردیں میں آپ کے سامنے چند باتیں پیش کرتا ہوں اگر آپ انھیں قبول کرسکیں ممکن ہو کہ اگر آپ غور کریں تو ان میں سے کسی بات کو پسند کریں۔"

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ترحم کے لہجہ میں فرمایا بہت بہتر اے ابا ولید جو کچھ آپ کہیں گے میں اسے سننے کو تیار ہوں اس پر عقبہ نے خوش ہوکر کہا اے میرے بھائی کے بیٹے اگر آپ پیسے تو اب میں بیان کرتا ہوں۔

اس کے بعد اس نے وہی سب تجاویز آپ کے سامنے پیش کیں جب سب باتیں کہہ چکا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے ابا ولید کیا آپنے اپنی بات پوری کرلی کہا ہاں آپ نے فرمایا اب جو کچھ میں کہوں اسے بھی آپ سن لیں اس نے کہا بیشک تب آپ نے سورہ حم السجدہ کی ابتدائی آیات اس کے سامنے پڑھنی شروع کیں سورہ حم ۝ تنزیل من الرحمن الرحیم کتب فصلت ایاتہ قرانا عربیا لقوم یعلمون ... جب آپ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد وثمود تو اس نے آپ کا منہ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھ سے رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ اب بس کر اور آگے نہ پڑھ پھر اس نے آپ سے درخواست کی کہ اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں اور واپس جاکر ان لوگوں کو سنائے جنھوں نے اسے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا کہ کئی دن تک وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور بالکل ملاقات ترک کردی لوگ تعجب تھے کہ یہ کیا بات ہے آخر وہ خدا کے پاس پہنچے کہ اسے کیا جواب دلائیں کہ اسے کیا جواب دلائیں بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شک گذرا کہ عقبہ مسلمان ہوگیا ہے جب اس بہت کا لوگوں کی بوچھا ہوئی تو آخر اس نے کہا "تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں بولتے جب وہ ایسا کہتے ہیں تو ضرور ان کے دل نے انھیں ایسا کہنے پر مجبور کیا ہے اس کے ساتھ ہی مرعوب کرنیوالی دو وجوہات نے مجھ ڈرا دیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی طرف سے عذاب الٰہی ہم پر آجائے اس وجہ سے پہلے تمہارے اختیار کرلیں تب ہم پر آئے تو ہم کہہ سکیں کہ ہم نے تو تمہاری بات مان لی تھی ان کو چھوڑ دو کہ جس طرح چاہیں کریں تم ان کی ساری مخالفت نہ ہوگی اگر وہ تم پر غالب ہوتو ان کی فتح ہماری فتح ہوگی کیونکہ وہ ہماری قوم کے ہیں ان کی عزت ہماری

معراج النبی ﷺ

(از جناب مولانا حاجی احمد علی صاحب ناظر انجمن خدام الدین لاہور)

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

والحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامۃ الخلف من المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بروحہ وجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویدل علیہ قولہ سبحانہ تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا ولفظ العبد عبارۃ عن مجموع الروح والجسد والاحادیث الصحیحۃ التی نقلت (قبل ھذا الفصل) تدل علی صحۃ ھذا القول لمن طالعھا وبحث عنھا والصحیح ما علیہ جمھور العلماء من السلف والخلف (زرقانی جلد ثالث)

روی عن عائشۃ انھا کانت تقول ما فقد جسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ وأکثر علی انہ اسری بجسدہ کما فی الیقظۃ وتواترت الاخبار الصحیحۃ علی ذلک (معالم التنزیل)

واختلف فی انہ کان فی المنام او فی الیقظۃ بروحہ او بجسدہ والاکثر علی انہ اسری بجسدہ الی بیت المقدس ثم عرج بہ الی السموات حتی انتھی الی سدرۃ المنتھیٰ والی ما شاء اللہ فیہ من عرش واستماع کلامہ (بیضاوی شریف جلد اول)

مفسرین کی ان عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسد مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ وعزبرہانہ میں بیداری میں لیجایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے۔ انہی اس مذہب کے مخالفین کی تعداد بہت کم ایک فی صدی ہوگی اور اس مذہب کا مشاء بعض صحابہ کرام (مثلاً حضرت معاویہ) کا قول ہے لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپ کو کرائی گئی ہے ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہ فرماتی ہیں اور دوسری دفعہ واقعہ معراج میں ہوئی جو یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے اسی لئے تو کفار مکہ انکار کیا تھا اگر وہ نیند یا خواب کا واقعہ خیال کرتے تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی علامات وغیرہ دریافت کرتے

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے وجود میں ایک جسم ہے کی ترکیب مٹی سے کی گئی ہے اجزاء لطیفہ سے جو اس حصہ کے نشوونما کے لئے انھیں اسفنجار کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہوا اور دوسرا جزء انسان کی روح ہے روح کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چار ماہ کے بعد جب ساخت اعضاء ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس جسم بے جان کے اندر آگھستی ہے اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے گویا کہ نوعی اس روح کے اشکاف سے بدن کے ڈھانچے میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ بلکہ تمام تر افعال وانفعال انسانی کا منبع منحط روح ہے جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ بیکار زمین میں سپرد کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلہ کار ہے ان دونوں کی نسبت انجن اور سٹیم کی سی ہے جس طرح انجن کے پرزے ہی حرکت دیتے ہیں لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک ذرہ حرکت نہیں کر سکتا سٹیم ہی کی بدولت ہزاروں کا مجمع انجن سے لے جاتے ہیں ہی سٹیم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو سارا انجن لکڑی کا کافی بوجھ اور کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے یہ چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک حد دو حد تک پہنچا سکتا ہے اور تعالیٰ اسی کا مالک کیا اپنے کلمہ کن سے بے انتہا درجہ تک لے جا سکتا ہے لہٰذا بالفرض انسان اگر پرسے کبوتر اور آدمی کو دو میل کی مسافت تک آسمان پر اڑا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قدرت میں انھیں اشیاء کو دو کروڑ میل بلکہ اس سے زائد مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہر ان فی ذالک لایت لقوم یعقلون

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہوا

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
۱	ہجرت سے پہلے ۶ ماہ ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
۲	ہجرت سے پہلے ۸ ماہ ہوا	〃 〃 〃
۳	ہجرت سے پہلے ۱۱ ماہ ہوا	〃 〃 〃
۴	ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا	فتح الباری وعینی شرح بخاری
۵	ہجرت سے پہلے ۱۲ ماہ ہوا	فتح الباری
۶	ہجرت سے پہلے ۱۵ ماہ ہوا	فتح الباری وعینی شرح بخاری
۷	ہجرت سے پہلے ۱۷ ماہ ہوا	〃 〃 〃
۸	ہجرت سے پہلے ۱۸ ماہ ہوا	〃 〃 〃
۹	ہجرت سے پہلے ۳ سال ہوا	عینی شرح بخاری
۱۰	ہجرت سے پہلے ۸ سال ہوا	〃 〃 〃

معراج شریف کس مہینہ میں ہوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالہ کتاب
۱	شوال	فتح الباری و عینی شرح بخاری
۲	ذی الحجہ	〃 〃 〃
۳	ربیع الاول	〃 〃 〃
۴	ربیع الآخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری و عینی شرح بخاری
۶	رمضان	فتح الباری

الحدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعض معراج کا واقعہ سنایا) فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اور میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا اول نکالا پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی میرا دل دھویا گیا میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے بیت و جوفِ ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا جبریل پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے جب میں وہاں پہنچا وہاں میں نے آدم (علیہ السلام) کو پایا جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کہا آپ نے سلام کی جواب دیکر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبریل مجھے اوپر لے چلے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبریل پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) موجود تھے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل نے فرمایا یہ یحییٰ اور یہ عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان دونوں کو سلام فرمائیے میں نے سلام کہا وہ دونوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبریل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا ہو پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا یوسف علیہ السلام کو پایا جبریل نے فرمایا یہ یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان تک لے چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبریل پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا ہارون علیہ السلام کو پایا جبریل نے فرمایا یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبریل مجھے چھٹے آسمان تک لے چڑھے یہاں تک کہ چھٹے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبریل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا موسیٰ علیہ السلام کو پایا جبریل نے فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر جبریل مجھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے میں نے کہا اے جبریل مجھے کس چیز نے رلایا فرمایا کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی پھر جبریل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں کہا گیا مرحبا اچھا تشریف لائے جب میں وہاں پہنچا ابراہیم علیہ السلام کو پایا جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمائیے میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک لایا گیا اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جیسا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح تھے جبریل نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں میں نے چار دریا دیکھے دو دریا ظاہر اور دو دریا باطن میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا جبریل نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں دوبارہ (الخ پھر) لوٹ آیا موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے (باقی)

تمہاری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی خدا تعالیٰ کی قسم ہے میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا تب اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمادیں پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرادیں پھر میں لوٹ کر گیا پھر ویسا ہی فرمایا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرادیں پھر مجھے دس نمازوں کا حکم دیا گیا پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر ویسا ہی فرمایا پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا پھر جیسا آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا تمہاری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے اپنے رب کے ہاں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے آپ نے فرمایا مجھے اپنے رب سے بار بار سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں آپ نے فرمایا جب میں آگے گذرا ایک منادی نے آواز دی میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو نافذ کر لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۸۷ مسلم شریف) اس واقعہ کا جب دوسرے روز اصحاب کرام سے ذکر کیا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضؓ نے تائید کر کے صدیق اعظم کا خطاب دربار رسالت پناہ سے حاصل کیا اگر ابوجہل اور اس کے ساتھی کفار اس وقت بھی تسخر سے باز آ جاتے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو صاحب معراج کے صدقہ راہ ہدایت دے آمین

گوہر مراد رجسٹرڈ

اگر آپ کا ایمان گواہی دے کہ ایک مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا اور وہ ہمیشہ سچائی اور راستی پر چلنا اپنا شعار سمجھتا ہو تو

لطف حیات رجسٹرڈ

استعمال کریں لطف حیات سفوف وطلائی کی صورت میں تیار کیا گیا ہے لطف حیات اعضاء رئیسہ میں بہترین طاقت بخشتا ہے۔

لطف حیات کے استعمال سے جملہ اعصابی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔

آپ کا وقار مردمی اور آپ کا حسن

لطف حیات کے استعمال سے نامردی یقینی ہے چہرہ بارونق اور رنگ سرخ و سفید ہو جائیگا۔ لطف حیات جملہ اعضائے جسمانی کی قدرتی طاقت یا قدرتی ساخت کو جو بے عنوانیوں یا غلط کاریوں کے سبب ضائع ہو چکی ہوں از سر نو واپس بخشتا ہے۔

لطف حیات زندگی سے مایوس نوجوانوں کو تباہی سے بچا کر نئی رنگ نئی چستی نئی روح سے مالا مال کر دیتا ہے۔ لطف حیات خلاف وضع فطری سے پیدا شدہ عوارض کے دور کرنے کے لئے اور مادہ تولید کی کثرت

نیز بے نظیر قوت مردمی بخشنے کے لئے اکسیر ہے

لطف حیات بڑے بوڑھوں کو جو ان اور نوجوانوں کو عجیب و غریب طاقت بخشتا ہے لطف حیات میں اغلاط دہ نام باتیں آپ پائینگے جس کی آپ کو جستجو ہے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ اکسیر گو ہر مراد ہے

صداقت کا معیار ہماری قسم ہے اور آپ کا لطف حیات استعمال کرنا

قیمت مکمل بکس للعہ ر محصول ۰

حکیم مولوی نظیر علی لکھنوی پوسٹ بکس ۵۷ دہلی

محبوب عاشق کے قدموں پہ

محبت کے دو عمل

عمل ۱ سفلی ہر مذہب جملہ عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔

عمل ۲ علوی مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل مہینہ اس کا تجربہ کیا ہے سر موخطا نہیں کی جب تلاش کی ہزاروں روپیہ برباد کیا۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو یہ ہی گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلفنامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب کریں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھا جاتا ہے اسی طریقہ سے تمام عمر کام لے سکتے ہیں صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھا مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے قیمت پانچ روپے (صرف)

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچیں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں ان شاء اللہ مطلوب تسخیر ہو جائے گا۔ ہدیہ مع محصول (صرف)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار غریب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا تماشہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے ہدیہ انداز ہے ایک روپے چار آنے میں دو آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں

ان ہر سہ عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خطرہ نہ خوف نہ پرہیز نہ کوئی وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل ۱ و ۲ کا ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہدیہ صرف چھ روپے لئے جائینگے۔ اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ رجسٹری یا دی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں صرف پتہ کافی ہے

فضل شاہ عامل۔ دہلی

بعثت خاتم المرسلین صلعم سے پہلے عرب کی حالت

از جناب محمد قاسم صاحب ڈربن (افریقہ)

عرب فرزندان توحید کے نزدیک نگاہ سے دنیا کا مقدس ترین خطہ ہے جہاں قبل از بعثت رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا ابی داعی، جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی نہ صرف عرب بلکہ دنیا کا گوشہ گوشہ تاریک اور روئے زمین کا چپہ چپہ ڈوبا ہوا تھا دنیا حق پرستی کے نام سے ناآشنا ہو چکی تھی زناکاری شراب خوری اور فتنہ و فساد کو ننگ صد ثواب سمجھتے تھے اور بنیاد کردار کیا ہے زندہ درگور کر دی جاتی تھیں اصنام پرستی کا دور دورہ تھا کعبہ جیسا مقدس گھر بیت الاصنام بنا ہوا تھا ہر خاندان نے علیحدہ علیحدہ بت تراش رکھا تھا اور اسی کو اپنا حاجت روا سمجھتے تھے ان سے دعائیں مانگتے اور اسی کے آگے سر نیاز خم کرتے تھے رب السماوات والارض اور خلاق دو عالم کو بالکل فراموش کر چکے تھے مذہب و تمدن کا چراغ گل ہو گیا تھا مرد جنہیں عورتوں سے شادی کرنا چاہتا کر سکتا تھا اور عورتوں کا بھی یہی حال تھا۔ اہل عرب کی وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک کیسنے کی مالکہ نے اپنے بھتیجے کو ایک بڑے کے اونٹ کھا لیا تو اس پر چار پشت تک خونریز اور خونخوار جنگ برپا رہی جو ذی قار کی جنگ کے اسی طرح ایک بار ایک مسافت یعنی گھوڑ دوڑ میں ایک آگے نکل جانے والے گھوڑے کو ایک شخص نے چھیڑ دیا تو اس پر بھی چالیس سال تک سلسلہ جنگ جاری رہا ہندوستان کا نقیب اول کہتا ہے ؎

کہیں آگ بچتی تھی واں بے محابا ۔۔۔ کہیں تھا کواکب پرستی کا بسرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا ۔۔۔ تھوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا

کرشنوں میں راہب کے تھا صیقل کی
طلسموں میں کاہن کا تھا قید کرنی

جزیرہ نمائے عرب کی حالت تھی جس کو قرآن کریم نے اجمالی تعلیم کے لفظ فساد سے یاد کیا ہے قد تعالیٰ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب "فساد" پھیل گیا ہے تاکہ خداوند تعالیٰ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید وہ باز آجائیں"۔

ہندوستان میں تیرتھوں اور سورجیاں کی پوجا پاٹ ہوتی تھی مصر بابل میں ستارہ پرستی کا دور دورہ تھا یونان میں حسن و عشق کے دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی عیسائی حضرت مریم کا بت بنا کر پوجنے لگے ہوئے نے عزیر کو اپنا معبود بنا رکھا تھا ام الخبائث کے متوالے تھے پھوپی خالہ نانی دادی اور سوتیلی ماں سے شادی کرنا جائز سمجھتے تھے عورتوں کو غلام بنا رکھا تھا جس سے چاہتا شادی کر لیتا جسے چاہا چھوڑ دیا یا مار ڈالا لڑکیوں کا گلا پیدا ہوتے ہی گھونٹ دیا جاتا تھا غرض ان کے تمام اخلاق وحشیانہ اور انسانیت سوز تھے۔ مسٹر ڈی ایم کے اڈیہا اپنی کتاب میں عرب کے دور جاہلیت کا نقشہ اس طرح کھینچ رہا ہے:۔

"یہ لوگ کیسے تھے تاریخ کا ہر ورق ان کی مردم آزاری اور سیاہ کاری جہالت بت پرستی اور الحاد کا شاہد ہے" پروفیسر رام ڈیوا ٹیچر ڈینکر مینگرین کہتے ہیں:۔

"چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت ہی خراب تھی جب کوئی مر جاتا تھا تو وہ اپنی عورتیں بطور ورثہ چھوڑ جاتا تھا جس کے بعد اس کا بیٹا سوائے حقیقی ماں کے باقی سب عورتوں کو (یعنی سوتیلی ماؤں کو بھی) اپنی بیوی بنا لیتا تھا اس کے علاوہ شادیاں بھی ہوتی تھیں عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان تک نہ تھا یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے"۔ ہنری لیمیور:۔

"اس زمانہ میں جہاں فہم و ادراک کی رسائی نہیں ہے کہ (مقطعہ) ہی نہیں بلکہ سارا جزیرہ عرب ہے جس کو بے جان تھا بت پرستی اور بدیانتیوں کی پاک تعلیم نگلدستہ طاق نسیاں ہو چکی تھی اور ہر پرستی للہ بستم اور اخلاقی گناہ کی عادی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ان لوگوں کا مذہب ایمان بت پرستی اور بیشمار مخلوقات سے خوفزدہ ہونا تھا ان اصنام کی وجہ سے قادر مطلق سے زیادہ ہر نظر رہتی تھی عقلی اور فطرتی وسائل کی معلومات سے ان کو دور کی نسبت ہی نہ تھی"

عرب کے زمانہ جاہلیت سو شاہر ہر کہ سر لیمیور نے سیرت محمدیہ" میں لکھا ہے:۔

"وہ عرب کی بیحیا اور نفسی بت پرستی پر تھے جن کی جڑ ہی بہت گہری پہنچی ہوئی تھیں بغرض کہ اس سے پہلے عرب کبھی ایسی حالت تنزل کو نہ پہنچا تھا کہ اس کی اصلاح سے مایوسی ہو چکی ہو۔

لیکن ان خون میں کھیلنے والوں کے درمیان صلح کرانا، انھیں راہ راست پر لانا قوت الٰہی سے بالا نہ خیال کیا جاتا تھا بلا درت ہمارے دور جدید سے جدید فوج کی طاقت بھی ان کے آگے ہیچ تھی تو رنگ ان کے دلوں پر لگا ہوا تھا ان کو دوزخ کی آگ کا ڈر بھی آ نہیں سکتا تھا کیا یہ عبرت انگیز گفتگو میں آئی اور جس صلح اعظم کے لیے کائنات کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں وہ فاران کی چوٹیوں اور یونمیس کی بلندیوں سے برحمت نمودار ہوا جس سے موت کی سوئی ہوئی کھیتیاں ہری ہو گئیں اور جہاں برسا کو صحرا کو عبرت گلزار بناتا ہوا جلا گیا باطل سرنگوں اور حق ہمیشہ کے لیے سربلند ہو گیا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

یہ سماں الیاد کش تھا جس کو پڑھ کر ایک عیسائی فاضل کارلائل کو سطور ذیل لکھنے پڑے۔

"عرب قوم کے لیے یہ کیفیت ایسی تھی جیسے کوئی اندھیرے گہرے اجالے میں نکلے عرب میں پہلے پہل اس کی وجہ سے زندگی کے آثار نمودار ہوئے غریب گڈریوں کی قوم میں جو اتحاد اور آفرینش سے جنگلوں میں بھٹکتی پھرتی تھی ایک زبردست نبی بھیجا گیا جس کے قول پر وہ لوگ یقین کر سکتے تھے۔ یکجا ایک نظر دل سے اوجھل رہنے والی قوم ساری دنیا کی نگاہوں میں سما جاتی ہے جو اونٹ تھے وہ اعلیٰ نسل کے گھوڑے میں ایک صدی کے بعد عرب ایک طرف اندلس میں اور دوسری طرف ہندوستان میں پہنچ جاتا ہے اس انقلاب کا سوجب یقین کیجئے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی) ہے کیا ایسا نہ تھا کہ ایک جنگاری ایسی سنسان وادی میں چنگاری تار اور ناقابل توجہ ریت کا ڈھیر سلگ کر بھڑکتی تھی جا پڑی

اور ریت کے تودے بھک سے اڑ جانے والی بارود ثابت ہوئے دہلی سے غرناطہ تک کا آسمان نور سے معمور ہو گیا۔

اب ایسی قوم میں صلح و امن قائم کرنے کے لئے ایک زبردست سلطنت اور جبراً فوج کی ضرورت تھی لیکن اس مشکل ترین کام کو بوجہ کے اس نامور فرزند نے جو کھجوروں کے سرسبز درختوں میں بکریاں چراتا تھا یکہ و تنہا انجام دیا تمام دنیا کے فلاسفر حیران و ششدر ہیں کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ان خانہ بدوش وحشیوں کو مہذب اور متمدن بنا دیا اور کس طرح ان میں ایسی تبدیلی واقع ہوئی؟ ظالم تھے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے سنگدل تھے۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی وہ کونسی ایسی آعجلیہ تھی جس سے ان کے پتھر کے دل موم کی طرح نرم ہو گئے کل جو قوم مرٹ مارکر فی تھی آج زمانہ منفق اللہ پر ہے کہ، بن کسی دیکھئے ڈاکٹر ڈوسن کیا کہتا ہے؟

"کیا کسی معنی میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی) خدا کا مرسل نہیں ہے! یقیناً وہ بھیجا ہوا ہے ہمیں کی روح اعلیٰ ترین نمونہ ہمیں سے وہ متصف تھے محمدی کلمہ جاری ہوا۔ اور وحشی موا اس کی جلو میں اسلام ناقابل تسخیر تھا اسرائیل کے اولوالعزم انبیاء کے ہم پلہ ہے اور صداقت و حقانیت کی اشاعت میں اپنی عزیز جان کو بھیلی پر لیا برسوں تک سخت تکالیف و مصائب رہا لیکن باوجود جانی نقصان جہاں پر اس کلمہ حق بلند کرتا رہا اور کوئی طمع اس پر غالب نہ آئی میں خیال کرتا ہوں کہ دنیا کے پردہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس میں شک کرے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمعصروں میں سے حضرت احمد کے مذہب کا درخت پھیلا اور پھولا پھلا جس نے متفکر عربوں کو ایک سلطنت میں منسلک کیا اور بت پرستی کا نام و نشان ان ملک اور ایک مجسمہ حقیقی کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھایا"

رینی فلاسفر کا کونٹ طالسٹائی لکھتا ہے کہ:-

"نبی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی بلند اخلاقی سے مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے اقوام کی تاریخ پر بڑی مستقل اثر ڈالا ہے اور اس کے لئے یہ بالکل کافی ہے کہ انہوں نے ایک وحشی قوم کو دین کی طرف بلایا اس کو صلح پسند اور پرہیزگار بنایا ایک وحشی لڑاکے قوم کو دین پر خونریزی اور ظلم و زیادتی سے روکا اس کے بعد سے ترقی کرتے کرتے آج وہ قوم ہے جو دنیا کے ایک حصہ پر حکمران ہے اور ایک حد تک اس کی تہذیب کو دنیا کے دوسرے حصے اختیار کر رہے ہیں۔ صرف ایک شخص کا کام ہے جو ایک امی تھا اور جس نے کوئی علم حاصل نہیں کیا تھا"

مسٹر ہربرٹ ویل اپنی کتاب "گرمیٹ ہسٹری" میں کہتے ہیں کہ:-

"حضرت مسیح علیہ السلام سے چھ سو سال بعد عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی ۱۷ اپریل ۵۷۰ء کو حضرت محمد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی) پیدا ہوئے جنہوں نے بت پرستی کو مٹایا اور عرب کے وحشیوں کو متمدن بنا دیا عام لوگ ان کی دیانتداری اور سچائی کے سبب ان کو

الامین

کہکر پکارتے تھے انہوں نے گمراہوں کو سچا راستہ بتلایا اور لوگوں کے اخلاق و افعال و اعمال کی اصلاح فرمائی"

کونٹ طالسٹائی اپنی کتاب "برہین آف اسلام" میں لکھتے ہیں کہ "انہوں نے صدیوں کے گمراہوں کو بڑی جد و جہد کر کے سیدھا راستہ دکھلایا اور خدا پرستی کی تعلیم دی اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور ان کے اخلاقی عادات بالکل وحشیانہ تھے حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی) نے بت پرستی سے روکا اور افعال قبیحہ سے منع کیا انہوں نے صرف ایک خدا کی عبادت اور پرستش کی تعلیم دی جو تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی نے سب کو پیدا کیا ہے آپ نے اخوت و ہمدردی اور مساوات سے اہل عرب کے دلوں کو لبریز کر دیا غارتگری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا"

غرض آپ کی تعلیم اور حسن اخلاق نے تمام عرب کے وحشیوں کو راہ راست پر لا کر تمدن اور راہ الایمان بنا دیا ہے

وہ نبی کا کرامتا بخشا بامیت ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری بلا دی
نبی اک لگن سب کے دل میں لگا دی — ایک آواز میں سوئی بستی جگا دی

دعا ہے کہ خدائے پاک ہمیں آپ کے اسوۂ حسنہ اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین یارب العالمین۔

باورچیخانہ

محترم عزیز بیگم صاحبہ نے یہ کتاب نہایت محنت سے تیار کی ہے اس میں ہر قسم کے کھانا پکانے کی ایسی آسان اور سہل ترکیبیں درج ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر عورت یا مرد لذیذ سے لذیذ کھانے تیار کر سکتا ہے۔ آخر میں مربہ جات، اچار، چٹنیاں تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۶ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دنیا میں سب سے کامیاب تر نبوت

(پروفیسر سید عبدالقادر شاہ صاحب۔ ایم۔ اے استاد التاریخ اسلامیہ کالج لاہور)

دنیا کے بانیان مذاہب نے سوانح حیات عام طور پر شک و شبہ کے پردے میں مستور رہیں۔ کرشن ہو یا بدھ۔ زرتشت ہو یا کن فیوشس۔ موسیٰ ہو یا عیسیٰ غرض دنیا کے مذاہب کی کوئی عظیم الشان ہستی اس کلیہ سے مستثنیٰ نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر کوئی ہستی اس کلیہ سے مستثنیٰ ہو سکتی ہے تو وہ صرف پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ اور اعدائے اسلام بھی اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہیں آن حضرتؐ کا کوئی فعل اور کوئی امر ایسا نظر نہیں آتا۔ جسے آپ کے سوانح نگاروں نے پیرو قلم نہ کیا ہو۔ بعثت کے بعد آپ کی مبارک زندگی میں جو چھوٹے بڑے واقعات پیش آئے وہ تمام کے تمام جامعیت کے ساتھ سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو وہ آج بھی ۱۳ سو سال بعد نبوت کے تفصیلی حالات کے مطالعہ میں ایک عرصہ صرف کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعدائے اسلام بھی اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی صحیح معنوں میں ایک تاریخی ہستی ہے اور کوئی دوسرا بانی مذہب اس امر میں آپ کے برابر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

اب دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟ حضور کن حالات میں نوع انسانی کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے؟ اور عربوں کے عادات، اخلاق اور خیالات میں کیسا انقلاب پیدا کیا؟ ہم ان مختصر سے مضمون میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

قدرت کی تیز نگیوں کا مطالعہ کرنے والوں کا بیان ہے اور ہمارا بھی روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ صبح صادق کے طلوع سے قبل فضائے آسمانی بالکل تاریک ہوتی ہے اور دست ارض و سما کا ہر گوشہ ظلمت کے پردوں میں مستور ہوتا ہے ہادیوں اور رسولوں کی بعثت بھی عالم ارواح کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو صبح صادق کے طلوع کو عالم اجسام کے تعلق حاصل ہے چنانچہ کائنات انسانیت کی ان برگزیدہ ہستیوں کی بعثت سے قبل بھی عرصہ حیات ٹھیک اسی طرح عصیاں و طغیاں کی تاریکی میں گم ہوتا ہے جس طرح کہ صبح صادق کے طلوع سے پیشتر کائنات پر رات کی تیرگی مسلط ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کسی ہادی یا رہبر کی چھوٹائی یا بڑائی بھی ظلمت عصیاں و طغیانی کی شدت اور اخلاقی پستی کی حالت ہی پر موقوف ہوتی ہے یعنی کفر و عصیاں کا زور جس قدر زیادہ ہوگا مصلح قوم بھی اسی قدر زبردست ہوگا۔ اور اگر کسی قوم کا دامن معمولی سی معصیت سے آلودہ ہوگا تو اس قوم کے ہادی حیثیت بھی معمولی سی ہوگی۔

آفتاب اسلام کے طلوع سے قبل دنیا پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اس قدر تاریکی تھی کہ لوگوں کو نیکی و بدی کی مطلقاً تمیز نہ تھی یہی وجہ ہے کہ ایزد برتر و توانائے دنیا کی ہدایت کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسے معتم بالشان اور عدیم المثال نبی کو مبعوث کیا۔ جس نے ایک قلیل عرصے میں ہر چیز کی کایا پلٹ دی۔ اور وہ کام کر دکھایا جس کے تذکرے کے لئے قلم اٹھاتے وقت بڑے بڑے سوانح اور بڑے بڑے اہل بصیرت حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

عربوں کی حالت قبل از اسلام

اس مختصر سے مضمون میں اسلام سے پہلے ساری دنیا کی مذہبی۔ معاشرتی اور تمدنی حالت کا نقشہ کھینچنے سے ہم قاصر ہیں۔ اس لئے یہاں صرف عرب کے ایام جاہلیت کے حالات مختصراً بیان کریں گے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی وہ بالعموم بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ خانہ کعبہ جسے حضرت خلیل بت شکن (علیہ السلام) نے خدائے واحد کی پرستش کے لئے تعمیر کیا تھا بت پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا۔ لات، منات، عزیٰ اور ہبل کی خاص طور پر پرستش ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ عرب ہر روز نئے بت کے سامنے جبین نیاز جھکاتے اور ان سے امداد طلب کرتے تھے۔ منی اور بتھر کے بتوں کے علاوہ سورج، چاند، ستاروں اور دوسرے مظاہر قدرت کی پرستش ہوتی تھی۔ غرض بت پرستی اور مظاہر پرستی عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور یہ بدعادت چھڑا کر انہیں خدائے واحد کی پرستش کی طرف راغب کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔

عرب خانہ بدوش تھے

دوسرے یہ لوگ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جہاں اپنے اونٹوں کے لئے چارہ اور پانی کی فراوانی دیکھتے وہیں ڈیرے لگا دیتے۔ تمام لوگ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں منقسم تھے۔ ہر ایک قبیلے کا سردار علیحدہ تھا۔ یہ لوگ بہت جھگڑالو اور کینہ توز تھے۔ اور ذرا ذرا سی بات پر آپس میں الجھ پڑتے تھے۔ ایک دفعہ جنگ شروع ہو جاتی تو پچاس پچاس سال تک جاری رہتی۔ یہ لوگ ابتدائی وجہ پر خاش کو نہ بھولتے بلکہ پشتہا پشت تک اپنے آباؤ

اجداد کا انتقام لینے کے لئے خونریزی میں مصروف رہتے تھے۔

عربوں میں عورت کا مرتبہ

دوسرے عرب میں عورت کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی اس کو گھر کے عام لوگ معمولی مال و متاع کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس سے حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ ایک عورت کے کئی کئی خاوند ہوتے تھے اور ایک مرد جس قدر عورتوں سے چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ خاوند کی وفات کے بعد اس کی تمام بیویاں اس کے بیٹے کے نکاح میں آجاتی تھیں یہ ناپاکاری عام تھی۔ عشق و محبت اور ناجائز تعلقات کا اظہار بے جا گندے اشعار میں کیا جاتا تھا۔ اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ کا چہرہ غم و غصہ کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا وہ یا تو اسے زندہ درگور کر دیتا یا کسی اور طریقے سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتا۔

عربوں کی اخلاقی پستی

چوتھے عرب برے درجے کے نشہ باز تھے۔ دن میں کئی کئی مرتبہ شراب پیتے۔ کوئی گھر شراب کے مٹکوں سے خالی نہ تھا۔ قمار بازی کا رواج بھی عام تھا۔ جو شخص جوا نہ کھیلتا۔ اسے عام طور پر کمینہ سمجھا جاتا۔ غرض اہل عرب کی مذہبی، اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی زندگی بہت بری تھی۔ یورپ کے متعصب عیسائی مورخین کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلاحی کام اس قدر نقص تھا کہ اسے ٹھیک ٹھیک احاطہ تحریر میں لانا غیر ممکن ہے۔

بعثت سے قبل حضور کی زندگی

حضور انور صلی اللہ وسلم نے عرب کے وحشیوں اور مردود لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز نہ تھی آپ اپنی قوم میں بہت نیک نام تھے اور ملک میں بھی عام شہرت بہت اچھی تھی۔ آپ کی امانت، دیانت اور راست بازی کا لوگ بہت چرچا کرتے تھے لوگوں کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنی قیمتی چیزیں بے کھٹکے آپ کے پاس رکھ جاتے اور جب ضرورت پڑتی، انہیں لے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے حضور اپنی قوم میں امین اور صادق کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ قریش کے تمام مشوروں میں شریک ہوتے۔ اور آپ کی رائے کی ہمیشہ قدر کی جاتی۔ آپ نے قریش کی کئی الجھنیں سلجھائیں اور بہت سی مشکلات حل کیں۔ آپ کی بروقت امداد اور مشورے کی وجہ سے بہت سے کشت و خون رک گئے۔ قریش میں حجر اسود کے نصب کرنے کے متعلق جو فتنہ برپا ہوا اگر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حسن تدبر سے فرو نہ فرما دیتے تو معلوم نہیں جنگ کیا صورت اختیار کرتی اور کتنے بندگان خدا کا خون پانی کی طرح بہ جاتا۔

کفار کی بدسلوکیاں

لیکن جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان کیا لوگوں کو جنہیں کی ہدایت کی اور انہیں خدا کی طرف بلایا تو وہ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ کبھی آپ کو کاہن اور جادوگر کہا جاتا، کبھی دیوانہ اور مجنون۔ لیکن آپ نے ان کے استہزا اور تحقیر کی کچھ پروا نہ کی اور تبلیغ احکام الٰہی میں برابر مصروف رہے۔ قریش نے جب دیکھا کہ آپ ایسی دھن کے پکے ہیں اور آپ پر معمولی حربے اثر نہیں کرتے تو وہ آپ کے درپے آزار ہو گئے۔ آپ کے راستے میں ببول کے کانٹے بچھا دیتے اور مکانوں کی چھتوں پر سے آپ پر اوجھ اور رسی پھینکتے جب ان باتوں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم میں فرق نہ آیا تو آپ کو پتھروں سے لہولہان کر دیا جاتا۔ اور راہ چلتے وقت آپ پر غلاظت پھینکی جاتی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ صحن حرم میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ کہ ابوجہل کے ایما پر ایک بدبخت نے جس کا نام عقبہ تھا۔ اونٹ کی غلاظت بھری ہوئی اوجھ بحالت سجدہ آپ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ ایک اور موقع پر آپ خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ عقبہ نے چادر آپ کے گلے میں ڈال کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک میں ہچکیاں پڑ گئیں۔ اور آپ کا دم رک گیا اتنے حضرت ابوبکر صدیق آئے انہوں نے عقبہ کو پرے ہٹایا۔ اور کہا کیا تم ایسے اچھے شخص کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے۔

غلامان حضور پر سختیاں

لیکن اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کی حالت اور بھی زیادہ قابل رحم تھی۔ کفار انہیں بہت سخت ایذائیں دیتے تھے چنانچہ مروی ہے کہ امیہ بن خلف نے غلام حضرت بلال مسلمان ہوئے تو امیہ نے انہیں کوڑوں کی تکلیفوں میں مبتلا کیا۔ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے حوالے کر دیتا۔ اور وہ انہیں کشاں کشاں بازاروں میں پھیرتے۔ عرب کی تپتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر ان کی چھاتی پر گرم پتھر رکھ دیتا لیکن عشق محمدی کا اس جفاکش پیکر نے سب تکلیفیں جھیل لیں اور اسلام سے منہ نہ موڑا۔ اسی طرح حضرت عمار بن یاسرؓ کی والدہ سمیہ مسلمان ہوئیں تو ابوجہل نے ان کے ایک نازک مقام پر برچھی مار کر انہیں ہلاک کر ڈالا۔ حضرت عمرؓ بھی حالت کفر میں تھے کہ ان کی لونڈی بیٹھ اسلام لے آئیں۔ حضرت عمرؓ کو ان پر غصہ آتا تو خوب مارتے۔ جب مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کی وجہ سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ اس لئے چھوڑا ہے۔ کہ میں مارتے مارتے تھک گیا ہوں۔ حضرت عثمان مسلمان ہوئے۔ تو ان کے چچا انہیں رسی سے باندھ کر خوب پیٹتا۔ اور انہیں چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیا جاتا۔

زنیرہ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی ایک لونڈی تھیں۔ انہیں حضرت عمرؓ سخت تکلیفیں دیتے ابوجہل نے ایک موقع پر انہیں اس درجہ زدوکوب کیا کہ ان کی آنکھیں زائل ہو گئیں۔

جناب بن الارت نے بھی اسلام کے راستے میں انتہائی مصیبتیں برداشت کیں۔ ایک مرتبہ ظالموں نے دہکتے ہوئے کوئلے زمین پر

بچھا دے۔ اور اس نے اسلام کو ان پر حیرت لگا دیا۔ ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھے رہا تاکہ کروٹ نہ بدلنے پائیں۔ بکیں جناب اسی میں پڑے رہے۔ تا آنکہ کوئلے سرد ہو گئے۔ مدتوں بعد جناب نے حضرت عمرؓ سے یہ واقعہ بیان کیا اور پیٹھ کھول کر دکھائی۔ تو اس پر برص کی طرح سفید داغ تھے۔

صفوان بن امیہ کے غلام ابو کیسہ بھی انہی لوگوں میں تھے۔ جنہیں اسلام کے راستے میں شدید اذیتیں برداشت کرنی پڑیں۔

بیچارے مسلمان اس قسم کی وحشیانہ سختیاں جیسے تھے، اور مرتد ہوتا تو ایک طرف امت نہ کرتے تھے، چنانچہ خود ابوسفیان نے (جو اس وقت اسلام کے شدید ترین دشمن تھے) ہرقل قیصر روم کے سامنے اس بات کی شہادت دی، کہ مسلمانوں کی استقامت کا یہ حال ہے کہ ایذا اور تکلیف کے خوف سے ان میں سے کوئی بھی اپنے دین سے نہیں پھرا۔ لیکن اس ایذا دہی کے باوجود قریش کا کلیجہ نہ ٹھنڈا ہوا آخر ان مصائب سے مسلمان تنگ آ گئے۔ اور ان کی ایک جماعت ہجرت کر کے حبش چلی گئی، قریش کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ایک وفد نجاشی بادشاہ حبش کی خدمت میں بھیجا۔ اور اس سے مسلمان پناہ گزینوں کے اخراج کا مطالبہ کیا۔ لیکن مقام مسرت ہے کہ نجاشی قریش کی باتوں میں نہ آیا۔ اور اس نے مسلمانوں کو ملک سے بدر کرنے سے انکار کر دیا۔

اسلام کی تعلیم

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں وہ کونسی بات تھی، جس کی وجہ سے قریش اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر دشمن ہو گئے اور ان پر اس سختیاں کرنے لگے۔ اس کا جواب ہمیں حضرت جعفر طیار کی اس تقریر میں ملتا ہے۔ جو آپ نے بادشاہ حبش کے سامنے قریشی وفد کے جواب میں بیان فرمائی اور وہ یہ تھی:

"اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، اور مردار کھاتے تھے۔ نہ ہم میں حیا تھی۔ اور نہ قریبوں کے حقوق کی پاسداری کا خیال تھا۔ ہم میں انسانیت اور ایمانداری کا شائبہ تک نہ تھا۔ ہم اپنے ہمسایوں کے حقوق تک نہ پہچانتے تھے، اور نہ ہم میں کوئی قانون و ضابطہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا۔ اور ہم کو ایک رسول مبعوث کیا۔ جس کے نسب، صدق و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری سے ہم خوب واقف تھے، اس نے ہمیں توحید کا سبق دیا اور ایک خدا کی طرف بلایا۔ اسی کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ اور ہمیں پتھروں کی پوجا سے منع کیا۔ اس نے ہمیں سچ بولنے کا حکم دیا۔ امانت میں خیانت نہ کرنے۔ وعدہ ایفا کرنے۔ کمزوروں پر رحم کرنے۔ کنبا پروری سے دور رہنے اور پڑوسیوں سے اچھے۔ اس کے علاوہ اس نے ہمیں جھوٹ بولنے۔ یتیموں کا مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹے الزام لگانے سے روکا۔ اور نماز روزے کی تلقین کی۔ ہم نے ان باتوں کو تسلیم کیا۔ اور اس کے نبی ہونے کا اقرار کر لیا۔ اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ بیٹھی۔ اور ہمیں دکھ دے دے کر ہم اپنے دین کو ترک کر کے پھر بت پرستی کی طرف لوٹ آئیں۔

نجاشی کے انکار سے قریش کی خصومت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی، وہ مسلمانوں کو پہلے سے زیادہ تنگ کرنے لگے۔ لیکن قریش جس قدر ایذائیں دیتے تھے، اسی قدر مسلمانوں کا ایمان قوی، اور مستحکم ہوتا تھا۔ اور ان کا پایہ استقلال صراط مستقیم سے متزلزل نہ ہوتا تھا۔

حضور انور کو ترغیب

قریب و تعذیب کی ساری قوتیں بے اثر رہیں۔ تو آخر قریش نے حضور کو لالچ دے کر صلح کی کوشش کی۔ چنانچہ قریش کا ایک بہت بڑا مدبر جس کا نام عتبہ تھا۔ حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

اے میرے بھتیجے! اگر تجھے مال و دولت کی ضرورت ہو تو ہم تیرے پاس اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ تو مالا مال ہو جائے۔ اگر تو عزت کا بھوکا ہے، تو ہم تجھے اپنا سردار مان لیتے ہیں۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم تجھے سب کا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن تو اپنا طریقہ چھوڑ دے۔ اور اپنے باپ دادا کے دین کی مذمت نہ کر۔ اور اگر تیرے دماغ میں کچھ خلل آ گیا ہے تو بتا تاکہ ہم تیرا علاج کریں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے میری بابت کہا۔ اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں۔ نہ مجھے مال و دولت کی ضرورت ہے، نہ ریاست و حکومت کی آرزو ہے۔ اور نہ میرے دماغ میں کسی قسم کا خلل ہے۔ میں تو لوگوں کو صرف آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اور راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اس پر عتبہ اپنا سا منہ لیکر چلا گیا۔

ابوطالب کو پیغام

جب یہ تجویز بھی کامیاب نہ ہوئی۔ تو تمام قبیلوں کے سردار جمع ہو کر آنحضرت کے چچا ابوطالب کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کی مذمت کرتا ہے۔ اور ہمیں ان کی پرستش سے روکتا ہے۔ ہمارے سمجھانے بجھانے کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس لئے ہم آپ سے آخری بار کہتے ہیں کہ یا تو آپ اسے اس قسم کی حرکتوں سے باز رکھیں۔ ورنہ ہمارے قتل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور آپ کے بھتیجے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اس دھمکی سے چچا کا دل سہم گیا۔ اور اس نے حضورؐ کو بلا کر کہا۔ کہ قریش بہت بگڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی بات مان لی گئی۔ تو میں بھی تمہاری کچھ امداد نہ کر سکوں گا۔ حضور نے یہ بات سنی۔ تو غیرت سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمانے لگے:۔ چچا جان! اگر یہ لوگ سورج کو میرے

دامیں ہاتھ پر لا رکھیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر۔ تو بھی میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا۔ اس میں خواہ میری جان بھی جاتی رہے۔" اللہ! اللہ!! کیا عزیمت ہے۔ دنیا کی تاریخ کا ایک ایک ورق مار دیجئے۔ تو بھی ایسے زبردست استقلال۔ بے خوفی اور استقامت کی مثال نہیں ملے گی۔

مکہ معظمہ سے ہجرت

قریش کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ تو آخر انہوں نے حضور کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ اس سے بیشتر ہجرت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اہل مدینہ برقسم کی حفاظت کا ذمہ اٹھا چکے تھے، اور دعوت دے چکے تھے۔ ہجرت کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی تھی۔ جس رات روانگی عمل میں آنے والی تھی اس رات کفار کے چند منتخب لوگ سرشام ہی سے آپ کے مکان کا محاصرہ کر کے بیٹھ گئے۔ تاکہ رات کی تاریکی میں آپ کا کام تمام کر دیں آپ کو اس سازش کا پہلے ہی سے علم ہو چکا تھا۔ جب اندھیرا ہو گیا قدرت نے محاصرہ کرنے والوں کو غافل کر دیا۔ تو حضور نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر مبارک پر لٹا دیا۔ اور کاشانہ مبارک سے نکل کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور انہیں ساتھ لیکر غار ثور میں جا چھپے۔ جو مکہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے، اور تیسرے یا چوتھے روز مدینہ کی سمت روانہ ہو گئے یہ واقع تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم واقعہ ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کی حقیقی ترقی کے باب کا افتتاح ہوا۔ اس کے بعد قریش کی آن تہک کوششوں کے باوجود اسلام کا پرچم کسی شخص کے سامنے سرنگوں نہ ہوا اعدائے اسلام کو ہزیمت پر ہزیمت ہوئی۔ یہاں تک کہ مکہ بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ فتح مکہ کے بعد اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ سارے عرب میں پھیل گیا۔ اور دو سال کے قلیل عرصہ میں اس ملک کا بچہ بچہ حلقہ بگوش اسلام بن گیا۔

عساکر اسلامی کے دھاوے روم عجم پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں روم اور ایران کی سلطنتیں بہت زبردست تھیں۔ روم کے عیسائی بادشاہ ارض یورپ کے علاوہ شام۔ فلسطین اور مصر کی سرزمین پر بھی قابض تھے۔ ایرانیوں کی سلطنت روسیوں کی سلطنت سے بھی زیادہ وسیع اور مضبوط تھی۔ ایران کے بادشاہوں کو اپنی قوت۔ تہذیب اور تمدن پر بہت ناز تھا وہ اس قدر مغرور و متکبر تھے، کہ کسی دوسری سلطنت یا کسی دوسرے بادشاہوں کو خاطر میں بھی نہ لاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفیر کو نامہ مبارک دیکر کسریٰ کے پاس روانہ کیا۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہ بدبخت (خسرو پرویز) نامہ مبارک دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گیا۔ اور اسے چاک کر کے کہنے لگا۔ "میری رعایا کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھنے کی جسارت کرتا ہے، اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے" سفیر نے واپس آکر ساری گستاخی دربار نبوی میں عرض کی۔ حضورؐ نے نامہ مبارک کے چاک کئے جانے کی خبر سن کر فرمایا

"(کہ اس نے کسریٰ نے) اپنی قوم کا (بلکہ) اپنی سلطنت چاک کر دیا"

یہ محض الفاظ نہ تھے۔ بلکہ ایک نہایت اہم پیشین گوئی تھی جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حرف بحرف پوری ہوئی۔ خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے زمانے میں مسلمانوں نے عرب کے حدود سے نکلکر ایک طرف تو قیصر روم اور دوسری طرف کسریٰ عجم کی سلطنتوں پر دھاوے بول دیئے۔ چند سال کے عرصہ میں ان دونوں سلطنتوں کو پرخچے اڑ گئے۔ اور ان کی شوکت و عظمت خاک میں مل گئی۔

عربوں کی ذہنیت میں تبدیلی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عربوں کی نہ کوئی تہذیب تھی، اور نہ تمدن۔ اس پاس کے لوگوں کی نظروں میں وہ بہت ذلیل خوار تھے۔ ہر شخص انہیں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور پرکاہ کے برابر بھی ان کی عزت نہ کرتا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اس سلوک کے مستحق بھی تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سال کے عرصے میں ان کی کایا پلٹ دی۔ اور اخوت و یگانگی کے رشتہ میں منسلک کر کے ایک زبردست قوم بنا دیا۔ اور جہالت و نکبت کے گڑھے سے نکالکر متمدن اقوام کی صف اول میں لا بٹھایا۔ عربوں کا جہل کافور ہو گیا۔ اور وہ لوگ خود اقوام عالم کے لئے شمع ہدایت بن گئے۔ شام اور مصر کے عیسائی اور ایران کے آتش پرست عربوں کے جوش ملت، غیور و شجاعت اور علم و تدبر کو دیکھتے تو حیران ہو کر پوچھتے کہ کیا یہ وہی عرب ہیں جو کل تک ہمارے غلام تھے اور انہیں کہنے کا بھی قوف اور بات کرنے کی تمیز نہ تھی۔

سفرائے عرب یزدجرد کے دربار میں

تاریخوں میں مذکور ہے اور فردوسی نے بھی اس واقعہ کو شاہنامہ میں اپنے انداز میں نظم کیا ہے۔ کہ قادسیہ کی جنگ سے پہلے یزدجرد نے صلح کی غرض سے سفرائے عرب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ تو اسلامی افواج کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاص نے چودہ سرداران قبائل کو اس کے پاس روانہ کیا۔ یزدجرد نے ان سے پوچھا کہ "تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟" سفارت کے قائد نعمان بن مقرن نے پہلے تو اسلام کے مختصر سے حالات بیان کئے۔ پھر کہا۔ کہ ہم تمام دنیا کے سامنے تین چیزیں پیش کرتے ہیں: "اسلام یا جزیہ یا تلوار" یزدجرد نے کہا "اب تم بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہے ہو۔ تمہیں یاد نہیں کہ تمام دنیا میں تم سے زیادہ ذلیل اور بدبخت کوئی قوم نہ تھی تم جب بھی ہم سے سرکشی کرتے تھے۔ تو سرحد کے زمینداروں کو حکم بھیج دیا جاتا اور وہ تمہارا بل نکال دیتے تھے" اس پر سب نے سکوت کیا۔ لیکن مغیرہ بن زرارہ ضبط نہ کر سکے۔ اور اٹھ کر کہا۔ کہ:-

یہ لوگ (اپنے رفیقوں کی طرف اشارہ کر کے) رؤساء عرب ہیں اور حلم و وقار کی وجہ سے زیادہ باتیں نہیں کر سکتے۔ انہوں نے جو کچھ کہا۔ وہی زیبا تھا۔ لیکن کہنے کے قابل یہ تین رہ گئیں۔ ان کو میں بیان کرتا ہوں۔ یہ سچ ہے۔ کہ ہم بدبخت

اور گمراہ تھے۔ آپس میں کٹ مرتے تھے۔ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ہم پر ایک پیغمبر بھیجا تھا جو نہایت ممتاز تھا۔ اول اول ہم نے اس کی مخالفت کی ہم اس کو جھٹلاتے تھے۔ وہ ہمکو بُرا کہتا تھا تو ہم بھی سخت سست کہتے لیکن رفتہ رفتہ اس کی بات نے دلوں میں اثر کیا۔ وہ جو کچھ کہتا تھا خدا کے حکم سے کہتا تھا۔ اور جو کرتا تھا خدا کے حکم سے کرتا تھا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس مذہب کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرو۔ جو لوگ اسلام لائیں۔ وہ تمام حقوق میں تمہارے برابر ہیں۔ جن کو اسلام سے انکار ہو اور جزیہ پر راضی ہوں۔ وہ اسلام کی حمایت میں ہیں۔ جن کو دونوں باتوں سے انکار ہو۔ ان کے لئے تلوار ہے۔"

یزدگرد غصے سے بے تاب ہوگیا۔ اور کہا کہ اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی زندہ بچ کر نہ جاتا۔ یہ کہکر اس نے مٹی کا ٹوکرا منگایا اور کہا کہ تم میں سے سب سے معزز کون ہے؟ عاصم بن عمرو بڑھ کر کہا "میں"۔ ملازموں نے ٹوکرا ان کے سر پر رکھ دیا۔ وہ گھوڑا اڑاتے ہوئے سعد کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ "فتح مبارک ہو۔ دشمن نے اپنی زمین خود ہم کو دیدی۔"

ربعی بن عامر کی سفارت

اس موقع پر ہم اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں میں کیسی تمام دنیا کے لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کس قسم کا تعلق عظیم پیدا کر دیا کہ وہ دنیا کے بڑی سے بڑی ہستی سے بھی نہیں دبتے تھے اور بڑے بڑے گردن کشوں کے سامنے بھی سر تسلیم خم نہیں کرتے تھے۔

جنگ قادسیہ سے پہلے ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم نے ایک دفعہ عربوں سے صلح کی کوشش کی۔ اور سعد بن ابی وقاص کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا کوئی معتمد آدمی آئے تو صلح کے متعلق گفتگو کی جائے۔ سعد ربعی بن عامر کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ عجیب و غریب ہیئت سے چلے۔ جوں گیر کی زرہ پہنائی۔ اور اسی کا ایک ٹکڑا سر سے لپیٹ لیا۔ کمر میں رسّی کا پٹکا باندھا اور تلوار کے میان پر چیتھڑے لپیٹ لئے اس ہیئت کذائی سے گھوڑے پر سوار ہوکر نکلے۔ اور ایرانیوں نے بڑے ساز و سامان سے دربار سجایا۔ دیبا کا فرش۔ زرّیں کاؤ تکیے پر حریر کے پردے۔ صدر میں مرصع تخت رستم کے تزیب آرائی تھوڑے سے آتے اور اپنی باگ ڈور تکیے سے اٹکا دی دربار کی بے پروائی کی ادا سے اگرچہ کچھ نہ بولے۔ تاہم دستور کے موافق تنہا رکھوا لینے چاہے۔ ربعی نے کہا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں۔ تم کو اس طرح میرا آنا منظور نہیں تو میں الٹا پھرا جاتا ہوں۔ درباریوں نے رستم سے عرض کی۔ اس نے اجازت دی۔ یہ نہایت بے پروائی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت کی طرف بڑھے۔ برچھی کو عصا بنا لیا۔ اور اس کی انی اس طرح فرش میں چبھوتے جاتے کہ فرش اور قالین جو بچھے ہوئے تھے جگہ جگہ سے پھٹ پھٹ کر بیکار ہو گئے۔ تخت کے قریب پہنچکر زمین پر نیزہ مارا۔ جو فرش

(باقی صفحہ ۶۲ پر ملاحظہ کیجئے)

سے آر پار ہو کر زمین میں گڑ گیا۔ رستم نے پوچھا۔ کہ "اس ملک میں کیوں آئے ہو"؟ ربعی نے کہا کہ "اس لئے کہ مخلوق کی بجائے خالق کی عبادت کیجائے" رستم نے کہا کہ میں ارکان سلطنت سے مشورہ کر کے جواب دونگا۔ درباری بار بار ربعی کے پاس آکر ان کے ہتھیار دیکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسی سامان پر ایران کی فتح کا ارادہ ہے"! لیکن جب ربعی نے تلوار میان سے نکالی۔ تو آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ اور جب اس کے کاٹ کی آزمایش کے لئے ڈھالیں پیش کی گئیں۔ تو ربعی نے ان کے ٹکڑے اڑا دئے۔

مغیرہ کی سفارت

آخری سفارت میں مغیرہ گئے۔ اس دن ایرانیوں نے بڑی شان سے دربار سجایا جس قدر افسر و غیرہ تھے تاج زرّیں پہنکر کرسیوں پر بیٹھے جنمیں دیبا و سنجاب کا فرش بچھایا گیا اور خدام و منصبدار قرینے سے دو رویہ پرے جما کر کھڑے ہوئے۔ مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے صدر کی طرف بڑھے اور رستم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ اس گستاخی پر تمام دربار برہم ہو گیا یہاں تک کہ چوبداروں نے بازو پکڑ کر ان کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہ نے افسران دربار کی طرف خطاب کر کے کہا "کہ میں خود نہیں آیا۔ تم نے بلایا تھا۔ اس لئے مہمان کے ساتھ یہ سلوک زیبا نہ تھا۔ تمہاری طرح ہم لوگوں میں یہ دستور نہیں کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور تمام لوگ اس کے آگے بندوں کی طرح کورنشیں بجالائے ہیں"۔ مترجم نے اس فقرہ کا ترجمہ کیا تو سارا دربار متاثر ہوا۔ اور بعض بعض بول اُٹھے کہ تمہاری غلطی تھی۔ جو ایسی قوم کو ذلیل سمجھتے تھے"۔

اس قصہ کا باقی حصہ بھی اس قدر دل آویز ہے کہ بے اختیار یہاں بیان کرنے کو دل چاہتا ہے۔ رستم نے بے تعلقی کے طور پر مغیرہ کے ترکش سے تیر نکالے اور ہاتھ میں لے کر کہا کہ "ان تلکوں سے کیا ہوگا"۔ مغیرہ نے کہا "آگ کی نوک چوبی ہو۔ پھر بھی آگ ہے"۔ رستم نے مغیرہ کی تلوار کا نیام دیکھکر کہا "یہ بہت پوسیدہ ہے"۔ مغیرہ نے جواب دیا۔ "ہاں لیکن تلوار پر بازو ابھی جماہی نکلی ہے"۔ اس نوک جھونک کے بعد معاملہ کی بات شروع ہوئی۔ رستم نے سلطنت کی شان و شوکت کا ذکر کر کے اظہار احسان کے طور پر یہ بھر کہا۔ کہ "اب بھی واپس چلے جاؤ۔ تو تم کو کچھ ملال نہیں ہوگا بلکہ کچھ انعام دلایا جائیگا۔ مغیرہ نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اگر "اسلام قبول نہیں یا جزیہ دینے سے" انکار ہے تو اس سے فیصلہ ہوگا۔ (مندرجہ صدر واقعات میں سے بعض مولانا شبلی مرحوم کی "الفاروق" سے ماخوذ ہیں۔ مولف مضمون)

دنیا کی سب سے کامیاب نبوت

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اپنے اندر بیسیوں سبق لئے ہوئے ہے۔ لیکن جن واقعات کا ہم نے اس مضمون میں اجمالاً ذکر کیا۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آنحضرت کی زندگی ایک عظیم الشان معجزہ سے کم نہ تھی۔ آپ کی بعثت سے پہلے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ عرب کی حالت بیحد بری تھی اور وہاں کے لوگ کسی گنتی میں نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو وہ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ آپ کو اور آپ کے بڑوں کو سخت

شانُ رحمۃ للعالمین

(از مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی مولوی فاضل بنارس)

دورِ جاہلیت

حضرت مسیح علیہ السلام کو دنیا میں آئے ہوئے چھ سو برس گذر چکے تھے۔ روئے زمین کی بعینہٖ وہی حالت تھی۔ جو عموماً انبیاء و مرسلین اور مصلحین امت کے برکات وجود و آثار فیض سے ایک مدت دراز تک محروم رہنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا گوشہ گوشہ تاریک اور روئے زمین کا چپہ چپہ تیرہ و تار تھا۔ اس سرے سے اُس سرے تک حق و صداقت کی کوئی دھندلی سی روشنی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ رشد و ہدایت کے کسی نمتاتے ہوئے چراغ یا جھلملاتے ستارے کا سہارا بھی نہ تھا۔ تہذیب و تمدن کا چراغ گل فلسفہ و حکمت کا بازار سرد تھا۔ سارے عالم میں ایک عام گمراہی و ضلالت پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا حق پرستی کے نام سے ناآشنا ہو چلی تھی۔ باطل پرستی کا زور کفر و شرک، فسق و فجور، ظلم و عدوان کی گرم بازاری تھی۔ افراد انسان توحید کا سبق بھلا بیٹھے تھے۔ آخرت کی یاد دلوں سے محو ہو چلی تھی۔ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا۔ جہاں صرف ایک خدا کی عبادت کی جاتی ہو۔ کہیں تیرہ شرک کے دو انگ الگ خدا مانے جاتے تھے۔ کوئی مجمع کی اکثریت کا دم بھر رہا تھا۔ کوئی غیر کو خدا کا بیٹا قرار دے رہا تھا۔ کہیں پرستاروں کی پوجا ہو رہی تھی۔ کہیں بیشمار مورتیاں پوجی جاتی تھیں۔ کوئی ستارہ پرستی پر دیکھا ہوا تھا۔ کہیں عبادت کی بھی عجیب عجیب صورتیں تراش لی گئی تھیں۔ حتیٰ کہ ضروریات کے لئے مختلف حاجت روا فرض کر لئے گئے تھے۔ الغرض ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا تھا زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں بے اعتدالیاں پیدا نہ ہو گئی ہوں عقائد اعمال عبادات معاملات ان میں سے ہر ایک میں افراط و تفریط اور طرح طرح کی بے شمار خرابیاں اور قسم قسم کی مفاسد و رسوم دخیل ہو گئی تھیں

رحمۃ للعالمین کی بعثت

ایسی حالت میں جبکہ اقوام و ملل کی مرحالت قابل اصلاح اور ان کی زندگی کے تمام شعبے مناسب ترمیم کے محتاج تھے۔ اور اُن کے تمام عقائد و اعمال میں بہت کچھ تعدیل و تقویم کی ضرورت تھی۔ رب العلمین کی رحمت کو حرکت ہوئی۔ اُس کی دریائے رحمت جوش میں آیا اور جہان دانائے عالم میں اپنی توحید کا ڈنکا بجانے کے لئے ایک منادی توحید اور اقوام و ملل کے مُردہ جسموں میں اخلاق فاضلہ کی روح پھونکنے کے لئے ایک زبردست معلم اخلاق اور دستور اصول حکمرانی و قواعد سلطنت و ضوابط رعایا پروری معدلت گستری کی سی تعلیم دینے کے لئے ایک بے نظیر ماہر سیاست اور انسانوں کی سرکشی و خود سری کو درست کرنے کے لئے ایک مصلح اعظم کو اپنی رسالت و خلافت کا تمغہ بہا خلعت دیکر مبعوث فرمایا۔ جو ایسے وقت میں جبکہ کائنات کا ذرہ ذرہ تشنہ کام تھا۔ فاران کی چوٹیوں سے ابر رحمت بنکر نمودار ہوا اور فضائے عالم میں محیط ہو کر اس شان سے معروف بارش ہوا کہ اسکے بارانِ فیوض و برکات سے مدتہ کی جلی ہوئی کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ میدان خشک اور مُردہ زمین سیراب شاداب ہو گئی۔ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت و ربت۔

بعثت نبوی کی مثال

اس مقام پر نکتہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کہ معروضات سابقہ عرف ساحرانہ نکتہ آرائیاں نہیں ہیں۔ جاشا دکھلا بلکہ ترجمان وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی تعلیم و ارشاد کی حقیقت اسی تمثیل کے ذریعہ سے سمجھائی ہے۔

مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث اصاب ارضاً فکان منھا نقیۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منھا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بھا الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب منھا طائفۃ اخریٰ انما ھی قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ ونفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلم ومثل من لم یرفع بذلک راساً ولم یقبل ھدی اللہ الذی ارسلت بہ (بخاری)

اس مقدس حدیث پر علم و ہدایت کی مثال جسے لیکر میں آیا ہوں بارش کے پانی کی سی ہے جس کا کچھ حصہ اور پیداوار زمینوں کو ملتا ہے۔ اور وہ سبزے اور گھاس اگاتی ہیں۔ اور کچھ حصہ پانی میں کافی مقدار میں پہنچتا ہے۔ ان میں پانی جمع ہو جاتا ہے جو انسانوں اور جانوروں کے پینے اور دوسرے کاموں میں آتا ہے۔ ایک حصہ زمین وہ بھی ہوتا ہے جو پانی روک سکے نہ سبزہ اگا سکے اسکو چٹیل میدان سمجھو۔ پانی جاتا ہے اور وہ ملک ہے۔ اسی طرح میرے علم کا حال ہے جس نے کچھ لوگ صرف اپنی ذات اور کچھ اپنے علاوہ دوسروں کو بھی نفع پہنچاتے ہیں کچھ ایسے بدبخت بھی ہیں جن میں حرکت نہیں ہوتی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

آفتابِ نبوت کی لمعہ افگنی

اور مرجہاں تاب رسالت افق عرب سے طلوع ہو کر اس ہوا سے جلی ریز ہوا کہ اس کی ضیا پاش کرنوں سے عالم کون کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا۔ زمین کا گوشہ گوشہ الٰہی تجلیات سے بقعہ نور بن گیا۔

کفر و شرک کی تو پر تو ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ الحاد و بے دینی کا پردہ چاک ہو گیا۔ لاکھوں بے بصارت آنکھیں بینا اور محروم سماعت کانیں شنوا۔ اور سیاہ و تاریک دل انوار سے معمور ہو گئے۔ خدا کے اس داعی و منادی کی ایک للکار میں مدتوں کے مدہوش غفلت چونک اٹھے داعی اسلام کی ایک آواز میں برسوں کی نیند سے خواب قومیں بیدار ہو گئیں

اور انسانوں نے از سر نو اپنے خالق سے رشتے جوڑے۔ جن کو وہ توڑ چکے تھے اور ان کی گردنیں اسی آستانہ پر خم ہو گئیں۔ جس سے وہ یک لخت بیزار ہو گئے تھے۔ اور چند سالوں کی قلیل مدت میں عبادات کے تمام اسرار و رموز، فلسفہ و اخلاق کے تمام نکات، تہذیب و تمدن کے کل اصول سیاست و حکمرانی کے تمام آئین ان کو سکھائے اور ان کی نجی اخلاقی، معاشرتی، خرابیوں کی اصلاح فرمادی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ فرستادہ حق درحقیقت دنیا والوں کے لئے فرشتہ رحمت، پیام مسرت مجسمہ عدل و انصاف، پیکر عفو و احسان ہے۔ اور وہ بیشک تواضع منھم اصر ھم و الاغلال التی کانت علیھم کی مجسم تفسیر ہے۔

اس کی تفصیل کہ آپ نے فرائض رسالت کیونکر انجام دیئے وہ اصلاحات و تعلیمات جو صرف آپ کا طرۂ امتیاز ہیں کیا کیا ہیں آپ نے کن کن عنوانوں سے اپنی "رحمۃ للعلمین" کا ثبوت دیا اور وہ کون کون سے واقعات ہیں۔ جو آپ کی اس حیثیت کو نمایاں کرتے ہیں ایک فرد میں نہیں سما سکتے۔ اس کے لئے آپ کی مکمل سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ہم چند عنوان کے ماتحت چند واقعات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اہم سابقہ کے احکام میں افراط و تفریط

(۱) اگلی شریعتوں میں انتقام نہایت سخت نافذ کئے گئے اور ان امتوں کی سرکشی و تمرد اس کے ترک کرنے کی وجہ سے تشدد و سخت گیری سے کام لیا گیا تھا۔ مثلاً حکم تھا کہ اگر کوئی توجان دے دی جائے۔ جن اعضاء سے گناہ سرزد ہوں کاٹ دیئے جائیں۔ بدن یا کپڑے کا جو حصہ نجاست آلودہ ہو جائے قینچی سے تراش دیا جائے کسی کے قاتل سے دیت لینا حرام ہے۔ بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ قاتل قصاص میں مارا جائے۔ اونٹ کا گوشت، گائے، بھیڑ، بکری کی چربی کھانا حرام ہے۔ مال غنیمت کو اپنے مصرف میں لانا ناجائز ہے۔ اس کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے۔ عبادت خانوں کے علاوہ اور کہیں ادائے نماز جائز نہیں۔ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں یہ سختیاں اٹھالی گئیں۔ خدا نے فرمایا۔ و یضع عنھم اصرھم و الاغلال التی کانت علیھم۔

(۲) زمانہ جاہلیت میں والد، والدہ، بھائی، بہن، میاں، بیوی، خادم و مخدوم کے تعلقات نہایت ناخوشگوار ہو گئے تھے۔ ان تعلقات کو خوش گوار بنانے اور علاقہائے قرابت وغیرہ کو مستحکم کرنے کے لئے آپ نے ایسے اصول معلم فرمائے اور وہ آئین مقرر کئے کہ دنیا کا کوئی مذہب ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اولاد والدین کے حقوق

ماں باپ کو اولاد کے ساتھ الفت و شفقت کے برتاؤ کرنے کی تاکید کی۔ (۱) جو جیونوں پر رحم نہ بڑوں کا لحاظ کرے وہ ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ (ترمذی)

(۲) فرمایا۔ شفقت و مہربانی سے بدبخت انسان ہی محروم رہتا ہے۔ (احمد ترمذی)

(۳) جو آدمیوں پر رحم نہ کرے گا۔ اس پر خدا رحم نہ کرے گا۔ (صحیحین)

اولاد کے فرائض میں داخل کر دیا گیا کہ والدین کی رضاجوئی اور ان کو آرام و آسایش پہنچانا اپنی زندگی کا اہم مقصد قرار دے لیں۔ اور ان کے اکرام و فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

(۱) فرمایا۔ خدا کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اس کی ناراضگی ماں باپ کی ناخوشی میں۔ (ترمذی)

(۲) فرمایا کہ اور سارے گناہ تو خدا جتنے چاہتا ہے بخشتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کا خمیازہ آدمی اپنی زندگی میں بھگتتا ہے (بیہقی)

کیا یہ تاکید احکام اس بات کی کافی بشارتیں نہیں ہیں کہ سرکار کائنات کے مبارک قلب میں رحم و کرم شفقت و الفت کا دریا موجزن تھا کیا اس شخص سے بھی ایسی تعلیمات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ جس کا دل ہمدردی اور رحم دلی کی کیفیات سے ناآشنا ہو۔

بعض عرب خانہ کشی یا غیر کفو میں شادی کرنے کے ڈر سے اپنی اولاد کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ اس رسم کو سختی سے روکا اور رحمۃ للعلمین کے طفیل میں یہ رسم مٹ گئی۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم اور فرمایا واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا خدا نے حرام قرار دیا ہے (صحیحین) ہندی عرب اپنے بچوں کو پیار نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک ہندی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بچہ کا بوسہ لیتے دیکھ کر تعجب ہوا اور کہا کہ ہم اپنے بچوں کو نہیں چوما کرتے۔ آپ نے فرمایا خدا اگر تیرے دل سے رحمت و شفقت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (یعنی تم ہے رحم ہو (بخاری و مسلم)

یہ معلوم ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در یتیم تھے۔ اس لئے خدمت و اکرام والدین کی بھی تعلیم کی کیا ضرورت تھی تاکہ تم آپ کی زندگی میں دیکھ لو کہ آپ نے دودھ پیا تھا زندہ نہیں آپ جہاں میں گوشت تقسیم کرتے تھے کہ وہ نشہ لیف لائیں۔ آپ نے چادر مبارک اتار کر بچھا دی اور اس پر ان کو بٹھا دیا (ابوداؤد) آپ نے بتا دیا کہ جب رضاعی ماں اس اکرام کی مستحق ہے تو حقیقی والدین کا جتنا بھی اکرام کیا جائے کم ہے۔

بہائی بہائی میں علاقہ محبت کو مستحکم کرنے کے لئے ارشاد ہوا کہ حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم حق الوالد علی ولدہ یعنی بڑے بہائی کے حقوق بھی باپ کے سے ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ تمام قرابت کے ساتھ حسن سلوک رواداری کی نہایت سختی سے تاکید کی۔ فرمایا کہ اس قوم پر رحمت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ جس میں قرابت داروں سے بدسلوکی کرنے والا ہوتا ہے (بیہقی) غور کرو آپ کے دل میں مخلوق کا کتنا درد تھا کہ کسی شخص کی اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی آپ کو گوارا نہیں آپ کسی کو ملول خاطر دیکھنا نہیں چاہتے

پڑوسی کے ساتھ ہمدردی

فرمایا اس کا ایمان کامل نہیں

جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہے (مسلم) حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی کرنے کی اس کثرت سے تاکید کی کہ ہم کو یہ خیال ہونے لگا کہ اس کو وراثت میں بھی شریک فرمادیں گے (صحیحین)

عامہ مسلمین کی خیر خواہی

حضرت جریر کہتے ہیں کہ مجھ سے ان امور کے جن پر بیعت لی جاتی تھی ایک ہر مسلمان کی خیر خواہی بھی تھی (مسلم) فرمایا مسلمان کا خون اس کا مال۔ اس کی آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے (مسلم)

تمام اہل زمین کے ساتھ رحم دلی

الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (ابوداؤد)

رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کریگا۔ اور فرمایا۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ مخلوقات خدا کے عیال ہیں۔ پس خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے عیال پر احسان کرے

غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن سلوک

(۱) آپ کی آخری وصیتوں میں ایک یہ ہے۔ اتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم۔ یعنی اپنے لونڈی اور غلاموں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ (ابوداؤد) (۲) حضرت ابوذر نے ایک بار ایک عجمی غلام کو کچھ برا بھلا کہدیا تھا۔ غلام نے حضرت کے پاس شکایت کی۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا یا اباذر انک امرؤ فیک جاھلیۃ اتھم اخوانکم فضلکم اللہ علیھم فمن ابیٰ ان یطعمھم فلیبعہ ولا تعذبوا خلق اللہ۔ یعنی ابوذر تم میں ابھی جاہلیت کی بو باقی ہے۔ یہ غلام اور تمہارے بھائی ہیں فرق اتنا ہے کہ اللہ نے تم کو ان پر ایک گونہ فضیلت دے دی ہے۔ جو غلام تمہاری خواہش کے مطابق نہ ہو تو اس کو فروخت کردو اور خدا کی مخلوق کو عذاب تکلیف نہ دو (ابوداؤد) (۳) دوسری روایت میں فرمایا کہ آخر اپنے غلام کو وہی کھلائے پہنائے جو خود کھاتا پہنتا ہے۔ اس کی طاقت سے زیادہ بار اس پر نہ ڈالے۔ اگر ایسا کرے تو اس کا ہاتھ بٹائے (ابوداؤد) (۴) ایک بار ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو پیٹ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "یاد رکھو خدا تم سے کہیں زیادہ صاحب قدرت ہے" اس نے مڑکر دیکھا تو آنحضورؐ تھے۔ فوراً اس غلام کو آزاد کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش جہنم تم کو جھلس ڈالتی (ابوداؤد) (۵) ایک صحابی نے بوچھا کہ حضرت! خادم سے کتنی بار درگذر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا "دن میں ستر بار" (ابوداؤد) (۶) سوید ابن مقرن فرماتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے ہمارے ساتھ ایک خادم بھی تھا۔ چھوٹے بھائی نے خادم کے ایک طمانچہ رسید کردیا۔ آپؐ نے خادم کو آزاد کرنے کا حکم دیا (ابوداؤد) (۷) آپ نے فرمایا کہ اپنے مملوک یا خادم کو مارنے کا کفارہ یہی ہے کہ اس کو آزاد کردیا جائے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کی دادرسی

عہد جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ جو بدسلوکیاں روا رکھی جاتی تھیں ان پر جو مظالم توڑے جاتے تھے ان کی داستان نہایت طویل ہے۔ عورتیں وراثت سے مطلقاً محروم کردی جاتی تھیں۔ ان کی حیثیت ایک زرخرید باندی سے زیادہ نہ تھی۔ ان کی بیکسی و مجبوری کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔ رسول رحمت کی تشریف آوری ان کے حق میں سرتاسر رحمت کی آماجگاہ ثابت ہوئی۔ رحمت للعالمین کی بعثت کی تاریخ اُن کے لئے زندان مظلومی سے رہائی کا دن تھا۔ سرور کائنات نے ان کو حقوق زندگی میں قریب قریب برابر کا شریک قرار دیا۔ میراث میں ان کا حصہ مقرر کیا گیا۔ للنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون یعنی ماں باپ یا دوسرے رشتہ دار جو چھوڑ کر مرجائیں ان میں عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ استوصوا بالنساء خیرا عورتوں سے خوبی کے ساتھ پیش آؤ (صحیحین) (۲) اور فرمایا اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو (ابوداؤد) (۳) اور فرمایا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو پیٹتا ہے اور تھوڑی دیر بعد ہی شاید اس کے پاس لیٹے گا لیٹے کیا اس کو شرم نہیں آتی (صحیحین) (۴) اور فرمایا خدا کی باندیوں کو یعنی عورتوں کو نہ مارو (ابوداؤد و دارمی) (۵) اور فرمایا عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو (۶) اور فرمایا بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ثابت ہوں (ترمذی) (۷) زمانہ جاہلیت میں جتنی بار چاہیں طلاق دیکر رجعت کرلیں۔ بہت سے بیرحم عورتوں کو یوں تنگ کیا کرتے تھے۔ رحمۃ للعالمین نے اس مصیبت سے بھی عورتوں کو نجات دلائی۔ مذہبی قانون مقرر ہوگیا کہ تین بار طلاق دینے کے بعد رجعت حرام ہے۔ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (الی) فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔

جانوروں کے ساتھ رحم دلی

"رحمۃ للعالمین" کی رحمت و شفقت کچھ انسانوں تک ہی محدود نہ تھی۔ بے زبان جانور بھی اس سے بہرہ اندوز ہوئے انسان کی طرح وہ بھی اپنے مالکوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر بارگاہ رسالت میں اپنی زبان بے زبانی سے شاکی ہوئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

(۱) ایک صاحب نے کہیں سے ایک چڑیا اور اس کے چند بچے پکڑ لئے تھے انہیں لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے پکڑنے کا قصہ سنایا آپ نے فرمایا۔ ادجع بھن حتی تضعھن من حیث اخذتھن و امھن معھن۔ یعنی ان کو لے جاؤ اور انہیں ان کی ماں کے ساتھ وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے پکڑ لائے ہو (ابوداؤد) (۲) بعض سنگ دل زندہ جانوروں کو کہیں باندھ کر نشانہ درست کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن من اتخذ شیئا فیہ الروح غرضا (صحیحین) (۳) جانوروں کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا اگر واقعی ہو تو پرند داغا جائے (مسلم) (۴) فرمایا ایک

کا ایک گونٹ کے پاس سے دم توڑ رہا تھا۔ ایک زنا کار عورت نے کنوئیں سے پانی بھر کر اُسے پلایا۔ اس حیلہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا ہر ذی حیات کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے (بخاری و مسلم) (۵) فرمایا کہ ایک عورت کو اتنی سی بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے ایک بلی باندھ رکھی تھی جو بھوک کی تکلیف سے بندھی بندھی مر گئی، اس نے نہ خود کھلایا اور نہ اسے کھولا کہ وہ خود اپنی روزی تلاش کر لیتی (بخاری و مسلم) (۶) فرمایا جو کوئی بلا وجہ ایک چڑیا کی جان لے گا تو اس سے باز پرس ہوگی۔ (نسائی)

یہ مختصر نمونہ تھا اور چند مثالیں تھیں جو آپ کے سامنے پیش کی گئیں تاہم ایک نکتہ شناس کو آپ کی "رحمۃ للعالمینی" کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں۔ ہر شخص اگر نظر غائر سے دیکھے تو بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ آنحضور نے کمزوروں کی جو حمایت کی دست گیری مظلوموں کی دادرسی محتاجوں کی حاجت براری، مصیبت زدوں کی مشکل کشائی فرمائی دنیا میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ زمانہ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ صدق اللہ مولانا العظیم وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین، صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی

عام فہم

تفسیر قرآن

پوری طیار ہے

قرآن پاک کے بکثرت ترجمے اور متعدد تفاسیر موجود ہیں، لیکن ایسا ترجمہ اور ایسی تفسیر جس سے عام مسلمین سہولت اور خوبی کے ساتھ پورے طور پر فائدہ اٹھا سکیں اور بطریق مذکور قرآن پاک کے مطالب و معانی اور احکام و مسائل آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں حضرت خواجہ حسن نظامی کے سوا ایک بھی نہیں ہے، اس کا اندازہ ہر شخص کو پہلے قرآن پاک کی عبارت لکھی گئی ہے، اور عبارت کے نیچے ہدایت نمبر، اور آسان زبان میں تحت اللفظ ترجمہ ہے اس کے بعد ہدایت وار بقطعوں میں اس کی عبارت کی تفسیر ہے۔ اگر عبارت سے کوئی مسئلہ یا کوئی حکم پیدا ہوتا ہے، تو اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اگر کوئی تعلیمی بات آئی ہے تو حاشیہ پر اس کی تشریح کر دی ہے جس کو اس تفسیر کے پڑھنے سے حسب خاص فائدہ پہنچتے ہیں

۱۔ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں عبارت ہو جاتی ہے

۲۔ وہ اپنا بھی سے قرآن پاک کا مطلب سمجھنے لگتے ہیں

۳۔ اگلی تعلیمی زندگی سب قرآن پاک کی تعلیم پر مبنی ہوگی تو بڑے ہو کر وہ لڑکے طریقے کے اور سچے مسلمان ہو جائیں گے

اور بھی اس تفسیر کا مقصد ہے

الحمد للہ اب یہ تفسیر چھپ کر طیار ہو گئی

اس کا ہر پارہ ۴ رمز میں ہدیہ ہوتا ہے کہ کامل قرآن شریف دس روپے میں دیا جاتا ہے ہر پارہ کا سرورق اتنا موٹا اور مضبوط ہے گویا جلد بن کی پوری قرآن شریف بر نہج معمولی ڈاک خرچ ہوتا ہے۔

منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب

بخاری شریف

کا اردو ترجمہ و تشریح

قرآن مجید کا عام فہم ترجمہ و تفسیر مکمل کرنے کے بعد حضرت خواجہ حسن نظامی نے نہایت آسان اور سادہ اردو میں تیار کرنی شروع کی ہے، اس کا نام

عام فہم تشریح بخاری کے

اس کے ابتدائی تین پارے الگ الگ کتابی صورت میں چھپ کر طیار ہو گئے ہیں۔ قیمت پارہ اول ۱۳۰ صفحے، پارہ دوم ۱۲۰ صفحے، پارہ سوم ۱۲۴ عام فہم تشریح بخاری شریف میں ترجمہ اور تشریح کے علاوہ مزید تشریحی حاشیے بھی ہیں

عام فہم تفسیر القرآن پاک

اور

عام فہم تشریح البخاری شریف

پڑھنے کے بعد ہر مسلمان مولوی بن سکتا ہے، اور ہر مسلمان شریعت سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے۔ اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ ان دونوں کا مطالعہ انسان کو اصلی انسان بنا دیتا ہے، عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تفسیر القرآن اور عام فہم تشریح بخاری پڑھنے جو بھی پڑھ لینا بہت ہی آسان ہے، اردو کے حروف پہچان سکھنے والے بچے بھی ان دونوں کو بے تکلف پڑھ لیتے ہیں، ہر ایک حصہ کا کامل کا بدیہ دس روپے ہے اور تشریح بخاری کے ہر پارہ کی قیمت عمدہ ہے، اس کے ابھی تک تین پارے طیار ہوئے ہیں۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

آنحضرت صلعم کا حسن تادب اور جمال خطاب

(از حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

چند تمہیدی مباحث

مقصود سے پیشتر چند امور کا بیان ضروری ہے تاکہ قارئین کرام علی وجہ البصیرت حقیقت امر سے آگاہ ہوسکیں +

اوّل یہ کہ اس کارخانہ قدرت میں ہر نوع کے افراد میں جید (خالص عمدہ) اور ردی (ناقص وخراب) اور متوسط تین درجے ہوتے ہیں۔ اگرچہ سب کے اجزائے ترکیبیہ اور صورت نوعیہ ایک ہی سی ہیں۔ فرق صرف ان اجزاء کی خصوصیت میں ہوتا ہے جس سے کبھی صورت خصوصیہ میں اور کبھی سیرت وخاصیت میں اور کبھی ہر دو میں فرق ہو جاتا ہے۔ اسی علو مرتبت کے لحاظ سے ان جید افراد کو ایک الگ صنف قرار دیا جاتا ہے گویا وہ "ذوجنسین" ہوتے ہیں کہ بلحاظ نوعیت تو وہ اپنی نوع میں داخل ہوتے ہیں اور بلحاظ اپنے اوصاف خصوصی کے اپنی نوع سے بالاتر ہوتے ہیں۔

پھر جو ردی (عدمی) کے بھی مختلف درجے ہیں۔ بعض افراد چولی کے جید ہیں اور بعض کم اور بعض روادار (خرابی) کے آخری درجے میں ہیں اور بعض اس سے اوپر، اسی طرح ارواح انسانیہ کو نوعیت میں سب متحد ہیں۔ لیکن سعادت وشقاوت کے لحاظ سے ان کے درجے متفاوت ہیں۔ اور اجسام انسانیہ بھی اگرچہ صورت نوعیہ میں سب متحد ہیں اور سب کے اجزائے بدن بھی ایک ہی ہیں۔ مگر اعتدال مزاج میں جس پر سیرت واخلاق کا مدار ہے مختلف ہیں۔

دوم۔ اس تقدس روحانی اور اعتدال مزاج میں انبیاء علیہم السلام جبلی طور پر اوجد الخلائق اور خیر البریہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کو باقی لوگوں کے لئے امام وپیشوا اور اسوہ حسنہ وضع فرماتا ہے۔ اور ان کی اطاعت (اتقا) لوگوں پر فرض کر دیتا ہے۔

ان کے قول وفعل اور خصلت اس سبب سے کہ ان میں اعتدال مزاج جبلی ہوتا ہے اپنے فعل وانفعال میں حد اعتدال اور مقام مناسب سے تجاوز نہیں کرتے، وہ غضب بھی کرتے ہیں لیکن کیا ان کو غصہ کبھی آتا ہے لیکن بر محل وہ خوشی بھی کرتے ہیں لیکن بروقت انہیں غم بھی ہوتا ہے لیکن بمناسب حال۔ غرض ان کی ہر حرکت وسکون بامر شرع اور مبنی بر مصلحت ہوتی ہے

سوم۔ اس جبلی جودت واعتدال کے علاوہ عنایت ربانی اور توفیق ایزدی خصوصی طور پر ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور ان کے شامل حال رہتی ہے۔ جس سے ان کے افعال اور ادویہ ان کے قوائے کا نظام درست رہتا ہے اسے عصمت کہتے ہیں۔

ایک مثال

اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی مکینکس (Mechanics) کا ماہر اپنی کسی مشین کے پرزے نہایت صفائی سے مناسب صورت وحالت پر بنائے پھر ان کو نہایت دانائی سے مناسب وضع وترتیب پر جوڑے۔ پھر ان سب پرزوں کی حرکت درست رکھنے کے لئے ان میں ایک نہایت معتدل ریگولیٹر لگائے جس سے مشین کی ان کی منشا کے مطابق نہایت خوبی سے کام دیتی رہے اسی طرح صانع حکیم انبیائے علیہم السلام کی ہر فرد کو نہایت ہی عمدہ حالت اعتدال پر پیدا کرنے کے بعد اپنی عنایت خصوصی بطور ریگولیٹر کے ان کے شامل حال رکھتا ہے جس سے ان کی حرکات وسکنات باحکمت ہوتی اور بانظام رہتی ہیں اور وہ دیگر لوگوں کے لئے قابل اقتدا "نمونہ عمل" یا اسوۂ حسنہ بنتی ہیں۔

یہ عنایت خصوصی اس اہتمام سے انبیائے علیہم السلام کے شامل حال ہوتی ہے کہ ان کی بشریت اور بشریت کی تمام بھی قدرت کا ایک نہایت حکیمانہ لطف ہوتا ہے۔ گو اس وقت نبی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یا ابھی عہدہ نبوت اس کو تفویض نہ کیا گیا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

اس عنایت خصوصی کو واقعات میں دیکھنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون ایسے جابر وگردن کش بادشاہ کے جبروت وسطوت کو توڑنے اور مظلوم بنی اسرائیل کو اس کے جابرانہ قبضہ سے آزاد کرانے کے لئے پیدا کیا تو اول تو موسیٰ علیہ السلام کے جذبات ہی ایسے بنائے کہ وہ فرعون کے جبروت کو توڑنے اور بنی اسرائیل کو آزاد کرانے کے نہایت مناسب تھے، پھر ان کی تربیت ایسے طریق پر کی کہ ان میں بنی اسرائیل کی ہمدردی اور ان کی مشقتوں پر شفقت پیدا ہو، چنانچہ ان کو بنی اسرائیل کا دودھ پینے دیا، حالانکہ وہ اس وقت بظاہر بے شعور اور نوزائیدہ طفل شیر خوار تھے، اور کوئی بھی عورت ہوتی ان کی پرورش کے لئے اس کے دودھ کی سخت حاجت تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فرعونی عورتوں کا دودھ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں بنی اسرائیل کی ہمدردی کے جذبات پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے کمال حکمت سے ان کو ان کی حقیقی والدہ کی گود میں اسی کے دودھ سے پرورش کیا، اسی دودھ کا اثر تھا کہ جب جوان ہوئے تو ایک فرعونی اور ایک اسرائیلی کی آپسی لڑائی کے وقت اپنے اسرائیلی بھائی کی حمایت میں فرعونی کو ایک ایسا مکا رسید کیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا، پھر یہی واقعہ اگلے پروگرام کا پیش خیمہ اور اس کے لئے ایک بہتر تقریب ہوا کہ انہیں ایک شاہ زور جوان بنانے کے بعد فرعون کی حدود سے نکالکر "غیر علاقہ" یعنی "مدین" میں ایک صالح وشدید علیہ السلام کی صحبت میں دس سال تک اکمل بقیہ تربیت کو کمال مناسب تک پہنچایا، اور ہر منصب نبوت سے نوازا، اس تفویض عہدہ کے وقت موسیٰ علیہ السلام (جو اس وقت اپنے حال پر اس عنایت

خصوصی سے بے خبر تھے، اپنے ضعف قوت اور لکنت زبان پر نظر کرکے جناب باری میں دعائیں کرتے ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَكَ کَثِیْرًا ۝ وَّنَذْکُرَكَ کَثِیْرًا ۝

یعنی اے میرے پروردگار! (اس اہم کے لئے) میرے لئے شرح صدر کر (میرا حوصلہ وسیع کردے) اور میرے (اس) کام کو میرے لئے آسان کردے، اور میری زبان کی گرہ کھولدے، تاکہ لوگ میری بات (اچھی طرح) سمجھ لیں، اور میرے کنبے والوں میں سے میرے عالی بازوؤں کو میرا بوجھ بٹانے والا بنا کر اس سے میرے ٹوٹا ہوا بندھا تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح میں لگے رہیں بہت بہت یاد کریں، بیشک تو ہمارے حال کو خوب دیکھتا ہے۔

خدائے تعالیٰ نے موسیٰ کی یہ دعائیں فرما کر فرمایا وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰی ۝ یعنی ہم تجھ پر (اس سے پہلے) ایک اور مرتبہ بھی احسان کرچکے ہیں اس کے بعد بالاختصار وہ عنایات ذکر فرمائیں۔ اور پھر فرمایا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ۝ یعنی اس سے ہمارا یہ مقصد تھا کہ تم ہماری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

اس مقام پر عَلٰی عَیْنِیْ (آنکھ کا لفظ) اسی شدت عنایت کے سمجھانے کے لئے لایا گیا ہے۔ پھر ان سب عنایات کے شمار کے بعد وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ۝ سے کشف حقیقت کردیا کہ میں نے تو تجھے خاص اپنے لئے پیدا کیا ہے کہ تجھ سے اپنا جلال ظاہر کروں، کہیں (دھندے تدریس) اسی طرح مظلوموں کا حامی اور بیکسوں کا مددگار رہا ہوں۔ جابروں اور گردن کشوں کا تختہ پلٹتا رہا ہوں اور مظلوموں کو ظالموں کے تخت و تاراج کا مالک قابض بنا کر آیا ہوں اسی طرح یوسف علیہ السلام کے واقعات میں بھی حقیقت ظہور فرما ہوئی طرح کنایاں دور خشاں ہے +

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سورت والضحیٰ اور سورت الم نشرح میں انعامات و عنایات سابقہ بتا کر آئندہ کے لئے آپ کی دلداری بندھائی ہے اور فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ کو مکرر ذکر کرکے اس خاصیت کو دائم و قائم رہنے کی مژدہ سنایا۔

تعلیم انسانی کے دو ستون

چہارم۔ انسانی تعلیم کا کمال دو چیزوں سے ہے صحیح نظریہ اور صحیح عمل۔ صحیح عمل صحیح علم کے بعد عملی صلاحیت کی ضرورت اس لئے ہے کہ عامۂ انسان کی قوت اور اکیہ حقائق کے سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے۔ پس ان کے لئے کوئی نمونہ عمل ضروری ہے جو انہیں محسوس نقشہ کا کام دے۔

چونکہ انبیائے علیہم السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا ہوتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنے خاص ارادے اور تدبیر کے ماتحت ان کی تربیت کرتا ہے جیسا کہ اعتدال مزاج اور عصمت کے بیان سے معلوم ہوچکا، اس لئے ان کی علمی اور عملی ہر دو قسم کی قوتوں کا صحت کے مرکز پر قائم ہونا ضروری ہے، ان کی تعلیم محض لفظی نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر علمی کام کو دنیا کے سامنے اپنے عمل سے پیش کرتے ہیں، تاکہ لوگ ہدایت پاکر ان کے فیض صحبت سے اکتساب کمالات کریں کیونکہ لفظی تعلیم باہر کی ہوا کے ذریعہ سے کانوں کے رستے حاصل ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ لفظی صدا ہوا ہی میں ہوا میں مار مار کر مضمحل ہوجائے، بلکہ عوام کے لئے تو اکثر ہی ہوا کرتا ہے۔ ہاں اگر ان کے سامنے کوئی عملی نقشہ کھینچ دیا جائے تو البتہ ان کے لئے موجب ہدایت اور ذریعہ اکتساب ہوسکتا ہے۔

آنحضرتؐ کی صحبت کے اثرات

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت حسنہ ہی کی برکت تھی کہ عرب کے جاہل اور علوم سے بے بہرہ بدوی آپ کی نہایت ہی تھوڑے عرصہ کی تربیت و صحبت سے ایک قلیل مدت میں دنیا کے فاتح ہوگئے۔ بیشک ارسطو نے منطق و فلسفہ کی بہت بار یکیاں چھانٹیں اور علم اخلاق میں بہت سے موشگافیاں کیں، لیکن یہ سب کچھ صفحہ کاغذ پر کتابی شکل میں تھا، وہ کوئی ایسی قوم نہ بنا سکا جو اس کے نمونہ عمل و صحبت سے فیضیاب ہوکر دنیا کی فاتح ہوتی۔

الغرض فیض صحبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے عوام کی اصلاح ہوسکتی ہے، اور اس کے لئے صلاحیت عمل اور حسن سیرت نہایت ضروری ہے، اسی حقیقت کے سمجھانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں فرمایا کرتے تھے ان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی جس کلام میں سے بہترین کلام قرآن شریف ہے (اور جو لفظی تعلیم ہے) اور جس سیرت و نمونہ عمل میں سے بہترین سیرت و نمونہ عمل (جس سے عملی تعلیم حاصل ہو) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، قرآن شریف میں بھی کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ عمل اختیار کرنے کی تاکید و ترغیب ہے۔

اسوۂ حسنہ

چنانچہ جب عرب کے تمام قبائل نے بالاتفاق توبہ کرلیا کہ اسلام کا استیصال کردیا جائے اور اس غرض کے لئے انہوں نے اپنی پوری جمعیت سے مدینہ منورہ پر ایک آخری اور فیصلہ کن حملہ کردیا جس نے تاریخ اسلام میں جنگ احزاب اور جنگ خندق کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت مدینہ کے لئے شہر کے گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی بنفس نفیس اس محنت شاقہ میں شریک عمل ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عملی شمولیت کا ذکر کرکے بہتوں کو عار دلائی، چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب پ ۲۱) یعنی تمہارے لئے پیروی کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قابل اقتدا خصلت تھی، اگر وہ خود شریک کار ہیں، +

اور اسی حقیقت کو ملحوظ رکھکر آپ کے سفر تبوک کے ذکر میں فرمایا لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ (توبہ پ ۱۰) یعنی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھ کے مومن اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے شریک جہاد ہوئے (اور گھروں میں نہیں بیٹھ رہے) +

تعمیر مسجد مقدس

اسی طرح جب مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی اور شہنشاہ دو جہاں بنفس نفیس اینٹ گارا اٹھانے میں مصروف عمل تھے، تو ایک صحابی اس سے متاثر ہو کر یوں پکار اٹھا ؎

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ ۔۔۔ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

یعنی اگر نبی صلعم بذات خود مصروف عمل ہوں اور ہم خالی بیٹھ رہیں تو بخدا یہ ہماری سخت غلط کاری ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یفتشہ دیکھ کر یوں گویا ہوئے ؎

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ ۔۔۔ يُدَأْبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا

وَمَنْ يُرَى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

یعنی جو شخص مسجد بنانے میں اٹھتے بیٹھتے منقت کا کام کرتا اور جھک اٹھاتا ہے اور جو شخص اس کے غبار سے بھی الگ بچتا دکھائی دیتا ہے وہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

کائنات انسانیت کے لئے بہترین نمونہ

ان تمہیدات سے مقصود یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلاصہ موجودات اور بہترین کائنات ہیں، دنیا کے لوگوں سے بہت بلند ہستیاں ہیں، نوع بشری میں ایک خاص ممتاز صنف ہیں، پھر اس صنف میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجمع الوجود، اور فرد اکمل ہیں کہ "جامع جمیع کمالات نبوت" ہیں، یعنی وہ کمالات جو دیگر انبیاء میں متفرق طور پر موجود تھے، وہ سب کے سب آپ کی ذات ستودہ صفات میں یکجا جمع تھے، اسی لحاظ سے آپ کی شان میں کہا گیا ہے ؎

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ ۔۔۔ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ ۔۔۔ بَعْدَ از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جلالتی اقوم کی ہدایت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

حسن کلام

اب میں اپنے مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند علمی شانوں سے واضح کرتا ہوں (۱) صحیح بخاری میں مسروق تابعی سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو صحابی حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ کوفہ میں آئے تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے (دوران گفتگو میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر آیا تو حضرت عبداللہؓ نے کہا۔ لم یکن فاحشا ولا متفحشا (کتاب الادب) صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں لا متفحشا کے بجائے متفاحشا ہے لعنت میں فحش کے معنی بدگوئی اور جواب میں زیادتی کرنے کے ہیں، اور تفحش کے معنی میں ہو وہ سرائی، پس حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگو تھے۔ اور نہ جواب میں زیادتی کرنے والے اور نہ بیہودہ سرائی کرنے والے۔ یہ مضمون حضرت عبداللہؓ کے علاوہ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انس بن مالکؓ سے بھی مروی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کئی کئی سال آپ کی مصاحبت میں گزارے اور آپ کے شبانہ روز زندگی مختلف احوال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے اقوال کو اپنے کانوں سے سنا، اور پیرو اپنی دی کہ نہ تو آپ بدگو تھے، اور نہ جواب میں زیادتی کرتے تھے، اور نہ بیہودہ گوئی کرتے تھے

صحبت میں جاذبیت

اس کی وجہ یہ ہے کہ فحش کلام اور حیا آدمی کا پردہ ہے، اور فحش گو اور فحش کردار شخص بدکلامی و بیحیائی کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اور اس کی صحبت سے اس کے ہم نشینوں پر نیک اثر نہیں بلکہ برا اثر پڑتا ہے، بلکہ نیک سیرت لوگ اس کی صحبت سے پرہیز کرتے ہیں۔

اگر (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور فحش کردار ہوتے تو نہ تو آپ کی صحبت میں جذب ہوتا، اور نہ آپ کے مصاحبوں پر دعوے پرہیزگاری کا رنگ چڑھتا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے درجہ کے حیادار بھی تھے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بڑھکر حیادار تھے، اب ہم ان واقعات میں سے چند واقعات بیان کرتے ہیں جن کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہی جماعت صحابہؓ نے سالہا سال کی مصاحبت کے بعد آپ کی حفاظت زبان اور آپ کے اعلیٰ کیریکٹر کی شہادت ایسے ایسے واقعات دیکھنے کے بعد دی ہے :۔

حسن خطاب کی تعلیم

(۲) صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ چند یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے (بجائے السلام علیکم کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو السام علیکم کہا (یعنی تم پر موت وارد ہو) حضرت عائشہؓ نے جواب میں کہا (یہود) تم پر (موت) اور خدا تم پر لعنت کرے اور تم پر غضب توڑے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مهلا يا عائشة عليك بالرفق وإياك والعنف والفحش (کتاب الادب) یعنی اے عائشہ ٹھہر جا لازم پکڑ نرمی کو اور سختی اور بدگوئی اور جواب میں زیادتی سے پرہیز کر۔

شان محمدی

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الا تعجبون كيف يصرف الله عني شتم قريش ولعنهم يشتمون مذمما ويلعنون مذمما وأنا محمد وأنا المحارب (مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلعم) یعنی کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ خدائے تعالیٰ مجھ سے کس طرح قریش کی گالیاں اور لعنتیں دور کرتا ہے، وہ کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور میں تو محمد ہوں۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ آپ کے دشمن آپ کا نام مبارک لیکر گالیاں نہیں دیتے تھے بلکہ نام کو بدلکر بدزبانی کرتے تھے، کیونکہ محمد جس کے معنی ہیں "نہایت ہی ستودہ صفات" اسے گالی پہنچتی نہیں، پس وہ بجائے محمد کے مذمم (برا) کہکر اپنے دل کی بھڑاس نکالا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر فرماتے کہ نہ یہ مذمم ہوں نہ مجھے ان کی گالیاں لگتی ہیں جو مذمم ہوگا اسے لگتی ہوں گی میں تو محمد ہوں، اس میں تین ایک نکتے ہیں۔ اول تو وہ جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا

تعالیٰ بجمال حکمت مجھ سے گالیاں دور رکھتا ہے، دوم یہ کہ اس خیال سے انسان کے انتقامی جذبات مشتعل نہیں ہوتے۔ اور دل غضب کی سوزش سے سلامت رہتا ہے، سوم یہ کہ آیندہ کے لئے بدگو کا منہ بند ہو جاتا ہے، اور حاسد خاموشی سے دب جاتا ہے، کیونکہ اگر بدگوئی کا جواب بدگوئی سے دیا جائے تو شرارت بڑھتی ہے، اور شرارت کے بڑھنے میں شریف دشمن سے بدی کا نقصان ہے نہ کہ شریر و مفسد کا۔

ایک عجیب نکتہ میرے معزز ناظرین! آپ یہ باتیں اس زمانہ کی پڑھ رہے ہیں۔ جسے آج سات سے تیرہ سو سال ہو چکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن آپ کا نام نامی بدل کر آپ کی ذات ستودہ صفات پر بدزبانی کرتے تھے، سبحان اللہ! قربان جائیں اس مہربان مالک کی حکمت پر کہ آج بھی ورتمان کے مضمون نگار نے کھار دب کی پیروی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو بدلکر مہامند رکے لکھا ہے، اور پھر جو کچھ خیال میں سمایا لکھ مارا ہے۔

مُردوں کو گالیاں نہ دو ۴۔ جامع ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ تم مردوں کو گالیاں نہ دیا کرو۔ اس سے تم زندوں کو اذیت پہنچاتے ہو، آپ کی اس ہدایت کے متعلق امام غزالیؒ نے احیاء ایک اعتراض لکھا ہے کہ آپ نے جنگ بدر کے مقتولوں کے حق میں بدزبانی کرنے اور ان کو گالیاں دینے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ ان کو گالیاں نہ دو، کیونکہ تم جو کچھ ان کے حق میں کہو گے وہ ان تک نہیں پہنچے گا۔ (اس سے) تم (ان کے ہم خیال) زندوں کو اذیت پہنچاؤ گے۔ یاد رکھو بدزبانی بہت بری خصلت ہے)

اس ارشاد کی حکمت میرے محترم ناظرین! آپ اس حدیث کی تصدیق بھی حالات حاضرہ میں ہی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب قدس میں کچھ نازغانی کی ہے۔ اس سے تو آپ کی شان میں کسی قسم کی منقصت ہوئی۔ اور نہ ان کا کوئی اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات تک پہنچ سکا۔ جو کچھ ہوا یہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا کہ فتنہ دو الدنیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آمد کر وڑ جان نثاروں کا دل دکھا، ان کو قلق و اضطراب سے اذیت پہنچی۔ اور ملک میں عام طور پر بے چینی پیدا ہو گئی جس سے حکام کو نظام سلطنت میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہوا کہ اگر اس قسم کی بدزبانیوں روک تھام نہ کی گئی تو ملک معظم کی رعیت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو نفرت پھیل گئی ہے وہ کسی دن کوئی اور رنگ لائے سبحان اللہ! اس حکیم حقانی نے (صلوات علیہ وسلامہ) ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر اس رسم بد کے برے نتائج سے آگاہ کر دیا تھا۔

کمال حیا ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خطاب کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مضمون مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی غلط کاری پر اسے بالمواجہ اور نام لیکر عتاب نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ ان لوگوں کا حال بطور واقعہ بیان فرما دیتے تھے جو ایسا ویسا کام کیا کرتے، یہ بھی نہایت درجہ کی حیا کی وجہ سے ہے

چنانچہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ذکر کے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری عورتوں سے بھی بڑھ کر حیادار تھے۔

حُسن عشرت اور وسعت اخلاق قاضی عیاضؒ نے ایک خاص کتاب بنام الشفاء بحقوق المصطفٰے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور فضائل و کمالات کے متعلق لکھی ہے۔ یہ علماء کے ہاتھوں میں متداول اور ان کے نزدیک مقبول کتاب ہے اس میں ایک فصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن عشرت اور وسعت اخلاق کے متعلق لکھی ہے، اس میں حضرت علیؓ کی روایت سے لکھتے ہیں:۔ کَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ وَاَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنَهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمَهُمْ عِشْرَةً (صفحہ ۶۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے کشادہ دل (وسیع حوصلہ) اور سب سے بڑھ کر زبان کے سچے، اور سب سے بڑھ کر نرم طبع، اور سب سے بڑھ کر کریمانہ صحبت والے تھے۔

اس کے بعد قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:۔ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُنَفِّرُهُمْ وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ۔

صفحہ ۶۵ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی تالیف قلوب کرتے تھے اور انہیں نفرت نہیں دلاتے تھے، اور ہر قوم کے بزرگ و قابل اکرام شخص کی عزت کرتے تھے، اور اس قوم پر اسی (صاحب عزت) کو والی مقرر کرتے تھے، تاکہ اس کی عزت قائم ہے اور اس سے اس رکھنے والے لوگوں کی دل شکنی نہ ہو اور نظام میں خلل نہ پڑے۔

قرآن حکیم کی ایک ہدایت سبحان اللہ! کیسا نہ اخلاق ہیں اور کس درجہ کی حشم فاپروری ہے:۔ اس کے بھی کئی واقعات ہیں (مثلاً حاتم طائی کی لڑکی کا اعزاز اور اس کی قوم کی آزادی) لیکن قلت وقت کے باعث اس مضمون کو اسی جگہ بادل ناخواستہ بند کرتا ہوں اور خاتمہ پر قرآن حکیم کی ایک ہدایت کا ذکر کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو بت پرستوں اور ان کے سن دون اللہ معبودوں کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے، سورۃ انعام پارہ سیقول کے آخر میں یہ حکم موجود ہے۔

پس جس شخص کی یہ تعلیم اور اس کا یہ عمل ہو۔ اس کے حق میں بدزبانی کرنا اپنے آپ کو شرافت انسانی سے گرانا ہے۔ والسلام ولی التوفیق ۵

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

صلح حُدیبیّہ اور بیعت رضوان

(از جناب مسٹر ایوب احمد بی۔ اے۔ آنرز)

حدیبیہ وہ مقام ہے جسے آج کل شمیسی کہتے ہیں۔ اور جو جدہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے حدِ حرم سے تقریباً ایک میل باہر یعنی مکہ معظمہ سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہاں ایک کنواں تھا جس کا نام حدیبیہ تھا۔ اس وجہ سے گاؤں کا نام حدیبیہ مشہور ہو گیا تھا۔ چونکہ صلحنامہ یہیں لکھا گیا تھا اس لئے یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے نام مشہور ہے۔

صحابہ کرام کو مکہ معظمہ چھوڑے ہوئے تقریباً چھ سال گزر چکے تھے۔ اور اگرچہ انہیں اسلام کی وجہ سے یہاں سخت تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنی پڑی تھیں لیکن مکہ معظمہ کی محبت بدستور دلوں میں موجزن تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں کفار کے ہاتھوں جو اذیتیں اٹھائیں ان کے بیان کا ارادہ کرتے ہوئے دل پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ بھی مدینہ منورہ میں کبھی کبھی ذکر کر دیا کرتے۔ اور اکثر اوقات پکار پکار کر یہ اشعار پڑھتے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ
بواد و حولی اذخر و جلیل
وھل اردن یوما میاہ مجنۃ
وھل یبدون لی شامۃ و طفیل

(کیا بھی کبھی وہ دن آ سکتا ہے کہ میں مکہ کی وادی میں ایک رات بسر کروں اور میرے ارد گرد اذخر و جلیل ہوں۔ اور کیا وہ دن بھی آ سکتا ہے کہ مجنہ کے چشمے پر اتروں اور شامہ و طفیل مجھے دکھائی دیں)

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو بیت اللہ شریف سے چھٹنے کا قلق تھا وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ سب سے مقدس وراثت انہیں کو پہنچتی ہے۔ اور کفار کا اس پر قبضہ صحیح نہیں۔

عمرہ کی تیاری

جنگ احزاب پر تقریباً ایک سال کی مدت گذر چکی تھی۔ اس جنگ میں ظاہر ہو چکا تھا کہ اب کفار کی مجموعی طاقت بھی اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ۶ھ کا یوم حج قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رویا میں دیکھا کہ آپ صحابہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے تقریباً چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا۔ اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے چونکہ حج سے کبھی سخت سے سخت دشمن کو بھی نہیں روکا گیا تھا۔ اس لئے کفار کی مزاحمت کے متعلق کوئی تشویش نہ تھی۔ تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً حکم دیدیا تھا کہ جنگ کا ساز و سامان کیا جائے اور حفظ ماتقدم ساتھ لی جائیں۔ اور وہ بھی نیاموں سے باہر نہ رہیں۔ اس احتیاط کی غرض یہ تھی کہ کفار کو حقیقی ارادے کے متعلق کسی نوع کا شبہ بھی نہ ہو۔ اور تمام مسلمان آرام و امن کے ساتھ عمرہ ادا کر آئیں۔

کفار قریش کے ارادے

قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو قریش ارادوں اور سرگرمیوں کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے لئے پہلے روانہ کر دیا گیا تھا جب سرور دو عالم توحید کا یہ مقدس قافلہ عسفان (جو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے دوسری منزل ہے) کے قریب پہنچا تو قاصد نے آکر حضورؐ کی خدمت میں اطلاع دی کہ قریش تمام قبائل کو اکٹھا کر کے فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپ کو کسی حالت میں بھی مکہ معظمہ نہ آنے دیں گے۔ مقابلہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ خالد بن ولید اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔ وہ قریش کے دو سو سوار ساتھ لیکر مقدمۃ الجیش کے طور پر قافلہ اسلام سے قریب پہنچ چکے تھے۔

حضورؐ کا پیغام صلح

یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے رئیس اعظم بدیل بن ورقا کو قریش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ

"ہم عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ بدال و قتال مقصود نہیں۔ لڑائیوں نے قریش کی حالت تباہ کر رکھی ہے۔ ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ایک مدت معین کے لئے میرے ساتھ صلح کر لیں۔ اور مجھے عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اور اگر وہ اس پر بھی راضی نہیں ہیں تو اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے اور ایزد برتر و توانا کو جو فیصلہ کرنا ہو کر دے۔

عروہ کی آمد

بدیل نے مکہ معظمہ جا کر حضورؐ کا یہ پیغام پہنچایا تو جوان اور پرجوش قریش نے کہا کہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیغام سننے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سن رسیدہ اور سنجیدہ لوگوں نے پیغام سنا اور قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی کو گفتگو صلح کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم افواج قریش کی اطلاع پاکر عسفان سے سیدھے حدیبیہ پہنچ چکے تھے۔

جان نثاران مصطفےٰ

عروہ نے گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں اس کی روش بڑی بیباکانہ تھی جسے صحابہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر محمول کرتے رہے۔ اور حضرت ابوبکر اور مغیرہ نے اسے سختی سے ٹوکا۔ نماز کا وقت

آیا اور آنحضرت صلعم نے وضو کیا تو صحابہ کے عشق و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ پاتا تھا۔ عروہ اس نادر منظر کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا۔ کوئی بات نہ بنی ہوئی اگر اس نے قریش کے پاس واپس جا کر کہا کہ:-

"میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں مگر جو جاں نثار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملے ہیں ان کی نظیر نہیں دیکھی"

بیعت رضوان

عروہ کی واپسی کے بعد حضور صلعم نے خراش بن امیہ کو قاصد بنا کر بھیجا مگر قریش نے ان کی سواری کا اونٹ مار ڈالا اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر آئے۔ اس کے بعد قریش کا ایک دستہ مسلمانوں پر حملے کے لئے آیا مگر گرفتار ہو گیا۔ چونکہ لڑائی سے بچنا مقصود تھا۔ اس لئے رحمۃ للعالمین نے گرفتاری کے بعد تمام لوگوں کو رہا کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو گفتگو کے لئے منتخب کیا گیا۔ مگر وہ قریش کی شدید دشمنی کے باعث نہ جا سکے سب سے آخر میں حضرت عثمانؓ پر قرعہ انتخاب پڑا وہ گئے تو قریش نے انہیں نظر بند کر دیا۔ لیکن عام طور پر مشہور ہو گیا کہ آپ شہید کر دئے گئے۔ یہ خبر حضورؐ کو پہنچی تو فرمایا کہ "عثمان کے خون کا قصاص لینا فرض ہے"۔ یہ ارشاد فرماتے ہی آپ ببول کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور تمام صحابہ سے جاں نثاری کی بیعت لی۔ اس بیعت اور ببول کے اس درخت کو قرآن حکیم میں دوام ذکر کا منصب حاصل ہو گیا

لقد (رضی اللہ عن	خدا مسلمانوں سے راضی تھا
المومنین اذ یبایعونک	جبکہ وہ درخت کے نیچے تیرے
تحت الشجرۃ فعلم ما	ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان
فی قلوبھم فانزل السکینۃ	لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا
علیھم واثابھم	اللہ نے جان لیا اور انہیں تسکین نازل
فتحا قریبا	کی اور اسی فتح قریب دی۔

لیکن تحقیق کے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت غلط ثابت ہوئی۔ ببول کا درخت حضرت عمرؓ کے زمانہ تک موجود تھا۔ عام لوگوں نے اس کی زیارت شروع کر دی تھی اور اس کے نیچے بقصد ثواب نماز پڑھتے تھے چونکہ اس طرح فتنہ میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اسے کٹوا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس کی موجودہ مسجد کی درخت کے مقام پر بنی ہوئی ہے

شرائط صلح

قریش کو جب بیعت رضوان کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ مسلمان جانیں فدا کرنے کا عزم کر چکے ہیں تو ان کے دلوں میں سراسیمگی کا عالم طاری ہو گیا اور انہوں نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر گفتگو کے لئے بھیجا۔ سہیل نے قریش کے شرائط سنائے اور تھوڑی سی ردوکد کے بعد معاملہ طے ہو گیا۔ شرائط صلح یہ تھے

(۱) مسلمان اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس چلے جائیں۔
(۲) اگلے سال آئیں، اور تین دن سے زائد مکہ معظمہ میں نہ ٹھہریں۔
(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں صرف تلواریں ساتھ لائیں لیکن وہ بھی نیاموں میں رہیں اور نیام سے باہر نہ ہوں۔
(۴) مکہ معظمہ میں جو مسلمان ہیں انہیں ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی یہاں رہنا چاہے تو اسے نہ روکیں۔
(۵) مکہ والوں میں سے کوئی مسلمان یا کافر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ معظمہ میں آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔
(۶) قبائل عرب کو اختیار ہو گا جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کریں

معاہدہ کی کتابت

شرائط طے ہو گئے تو معاہدہ قلمبند کرنے میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت علیؓ کتابت پر مقرر ہوئے۔ انہوں نے حسب قاعدہ اسلام عنوان پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھا۔ لیکن قریش صرف باسمک اللھم لکھنے کے عادی تھے۔ سہیل نے اصرار کیا کہ قریش کے مسلمہ الفاظ لکھے جائیں۔ حضرت صلعم نے اسے منظور فرمایا معاہدہ کے آغاز میں یہ فقرہ تھا ھذا ما قاضی علیہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جسے رسول اللہ نے تسلیم کیا سہیل بول اٹھا کہ "اگر ہم آپ کو رسول اللہ تسلیم کرتے تو پھر جنگ کیا ہوتا حضورؐ نے کہا کہ "تم میری تکذیب کرتے ہو لیکن خدا کی قسم میں خدا کا رسول ہوں"۔ یہ کہکر آپ نے علیؓ کو حکم دیا کہ "رسول اللہ کے الفاظ حک کر دئے جائیں۔ حضرت علیؓ کو اس میں تامل ہوا تو حضورؐ نے خود دست مبارک سے وہ جملہ مٹا دیا۔ اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔

مسلمانوں کا اضطراب

صلح کی شرطیں ظاہراً مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور ان کی غیرت و حمیت حق کا جوش انہیں بآسانی قبول کرنے پر رضامند نہ ہو سکتا تھا۔ عین اسی اثنا میں سہیل کے صاحبزادہ ابوجندل جو اسلام لا چکے تھے اور قید خانہ مکہ معظمہ میں اسیر تھے گرتے پڑتے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کفار کی ایذاؤں اور سزاؤں کے نشان ان کے جسم پر نمایاں تھے۔ سہیل نے ابوجندل کو دیکھتے ہی کہا کہ "صلح نامہ کی تکمیل کا پہلا مرحلہ ہے ابوجندل واپس کیا جائے"۔ آنحضرت صلعم نے بہتیرا چاہا کہ ابوجندل صلح سے مستثنیٰ ہو جائیں مگر سہیل اپنی ہٹ پر قائم رہا۔ ابوجندل واپسی کے خیال سے روتے تھے۔ اپنے زخم حضورؐ اور مسلمانوں کو دکھا دکھا کر پکارتے تھے کہ مجھ کافروں کے پنجہ تعذیب میں نہ دو۔ مسلمان اول تو شرائط صلح پر مضطرب تھے۔ ابوجندل کے واقعہ نے انہیں اور بھی بے تاب کر دیا۔

حضرت فاروق رضؓ کا جوش

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس درجہ آپے سے باہر ہوئے کہ حضورؐ سے بھی مخاطب ہو کر کہا:-
"یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق رسول نہیں ہیں؟"
حضور صلعم۔ بے شک ہوں۔
حضرت فاروق۔ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟
حضور صلعم۔ بے شک ہیں۔
حضرت فاروق۔ تو ہم دین میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟
حضور صلعم۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں، اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا

وہی میری مدد کرے گا۔

حضرت فاروق۔ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم ضرور حج کریں گے؟

حضور صلعم۔ لیکن میں نے کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔

جوش کی حالت میں حضرت فاروق اعظم نے یہی باتیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہیں اور وہیں سے بھی وہی جواب ملے۔ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملے تھے اہل علماء اسلام نے اس واقعہ کو بھی حضرت صدیق اکبر کی فضیلت کی دلیل بتایا ہے یعنی صدیق کا مقام نبوت کے مقام سے اس درجہ قریب تھا کہ مصالح سماوی کے تمام اسرار آپ سے بوساطت حضور صلعم ان کا خواب بھی مستیر ہو جاتا تھا اور اس شرکت و اختصاص میں دوسرا کوئی شریک نہ ہوا۔

حضرت فاروق اعظم کو اپنی اس سخت کلامی پر عمر بھر آنسو بہانے پڑے۔ ہمیشہ روزے رکھے۔ خیرات کی اور غلام آزاد کئے۔

مسلمانوں کے ضبط کا کٹھن امتحان

حضور صلعم نے ابوجندل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:۔

"ابوجندل صبر اور ضبط سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے کوئی راہ نکالے گا صلح ہو چکی ہے اور ہم ان لوگوں سے بد عہدی نہیں کر سکتے"

یہ مسلمانوں کی طاقت و اطاعت و انقیاد کا نہایت کٹھن امتحان تھا اور یہ ایک دو آدمی کا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ حضور صلعم زبانی تھے۔ دنیا کا کوئی قائد اور انسانی جماعت کا کوئی رہنما ایسے نازک موقع اور ایسے اضطراب انگیز حالات میں جانیں فدا کر دینے والے اپنے پیروؤں کے صبر و ضبط کی ایسی آزمائش نہیں کر سکتا۔ لیکن حضور صلعم سب کچھ آسمانی احکام کے مطابق کر رہے تھے۔ اور جان نثاران اسلام کو اپنے محبوب آقا کی حقانیت پر ایسا کامل اعتماد تھا کہ چند اضطراری حرکات کے بعد سب کی گردنیں جھک گئیں۔ دنیا کی کوئی جماعت ایسے نازک موقع پر اطاعت و انقیاد کے ایسے یکتا منظر کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ ایک طرف وہ دین قیم سالک کفر کے درد بیطار تھا سورہا تھا جس کے اعلان کی خاطر صلح نامہ کی سطریں لکھی گئی تھیں اپنے گھر تار تار ہو گئے۔ دشمن زبان کیا دشمنے زبان کھلے۔ اور اس کائنات کی وہ تمام تحکیمیں بیک وقت برداشت نہیں جو انسانوں پر نازل ہو سکتی ہیں دوسری طرف ایک شیفتہ حق، ایک پروانۂ توحید ہتھکڑیاں پہنے مصروف فریاد تھا اپنے زخموں اور داغوں کی بنا پر مصیبتوں اور ظلموں کے خلاف از سر نو بانگ استغاثہ تھا۔ اس کی خاطر خود وہ سو تلواریں چمکنے کے لئے مضطرب تھیں۔ جو وہ سو گز میں کھنچے کے لئے بے تاب تھیں مگر سب مجبور ہو گئے اور سب کے ہاتھ پاؤں زبانیں دل اور دماغ شہنشاہ دو جہاں کے ایک اشارہ پر بے چون و چرا جھک گئے۔

مسلمانوں کی شان اطاعت

غرض ابوجندل کو باوجود عہد کے سلسلے میں واپس جانا پڑا وہ لوگ بھی صاحب ایمان تھے جو کچھ بھی قدرت کے باوجود حضور کے ارشاد کے خلاف اسے بچا نہیں سکتے تھے اور ابوجندل بھی اسلام پر اتنا ہی ثابت قدم رہا جتنا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ بظاہر اسلام نے اسے دیدہ و دانستہ اڈوا کر اس کے سر میں خود کیل دیا تھا۔

صلح کے بعد حضور نے قربانی کا حکم دیا۔ خود قربانی کی۔ بال منڈوائے اور احرام اتارا۔ اس کے بعد تمام صحابہ نے قربانیاں کیں اور احرام اتارے۔ تین دن تک حضور نے حدیبیہ میں قیام فرمایا۔ پھر کوکب نبوی نے مدینہ منورہ کی جانب مراجعت فرمائی۔ راستہ میں سورہ فتح نازل ہوئی جو صلح حدیبیہ کے عظیم الشان نتائج اور اسلام کے شاندار مستقبل کی بشارت تھی۔ حدیبیہ سے چودہ سو صحابی کفر کے مقابلہ میں بظاہر عمرہ ادا کئے بغیر واپس گئے تھے لیکن دو سال بعد ۱۰ھ میں حضور صلعم فتح مکہ کے لئے تشریف لائے تو دس ہزار قدوسی ساتھ تھے۔

فتح مبین

حقیقت یہ ہے کہ صلح حدیبیہ واقعی ایک فتح مبین کا پیش خیمہ تھی۔ چار پانچ سال لڑائیوں میں گزر چکے تھے۔ اس دوران میں نہ تو مسلسل قرار ان تو حید کو آرام و اطمینان کے ساتھ اللہ کا پیغام پہنچانے کا موقع ملتا تھا اور نہ حالت جدال و قتال میں یہ قفر کفار کی فطرت و طبیعت پر ہدایت کے لئے ان لمحات سے بہت زیادہ مفید ہو سکتی تھیں۔ اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ صلح کی حالت پیدا کر کے مسلمانوں کی پاکدامنیاں اور اسلام کی پاک تعلیمات نمونہ اور اسوہ کے طور پر کفار کے سامنے پیش کی جائیں۔ چنانچہ جونہی صلح ہوئی اور مسلمانوں کے ساتھ میل جول بڑھا کفار حق و حق مسلمان بننے لگے۔ مورخین کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کبھی نہیں لائے تھے۔ حضرت خالد جو اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر بار بار ہوئی سیف اللہ کا لقب پانے والے تھے ایک کفار کی قیادت کرتے ہوئے فتح نصیب اسلام حضور کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لئے آتا تو ان کی مزاحمت کیلئے کفار کی طرف سے خالد ہی مقدمۃ الجیش کے سالار تھے جس قافلہ کو تلوار سے نہ روک سکے وہ صلح حدیبیہ کے بعد خود بخود مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ اور فتح مکہ کے وقت عمار بن یاسر کے ایک حصہ کا سپہ سالار تھا۔ اسی طرح عمرو ابن العاص بھی جن کے ہاتھ پر حضرت عمر کے زمانے میں مصر فتح ہوا خالد کے ساتھ جا کر اسلام لائے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا وہ ذرا اس واقعہ پر غور کریں۔

پابندی عہد کی دوسری مثال

حضور صلعم کی پابندی عہد کے سلسلے میں ابوجندل کا واقعہ پیش کیا جا چکا ہے ایک اور واقعہ سنئے۔ عتبہ بن اسید کفار کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ بھاگ آئے قریش نے دو شخص انکے پیچھے بھیجے عتبہ نے بار بار زاری کی کہ حضور صلعم مجھے کفار کے پاس نہیں بھیجیں مگر زبان مبارک سے یہی جواب ملتا کہ ہم عہد نہیں توڑ سکتے۔ آخر عتبہ قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں کے ساتھ واپس گئے ذوالحلیفہ پہنچے تو ایک کی تلوار دیکھنے کے بہانہ سے لیکر عتبہ نے اس کا سر قلم کر دیا دوسرا بھاگ کھڑا ہوا اور مدینہ میں پہنچا۔ عتبہ کو ملا یا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضور آپ بری الذمہ ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا لیکن حضور نے واپسی پر مصر تھے۔ اس پر عتبہ راتوں رات مدینہ سے نکل کر عیص کے

بعثت رسول کا اہم مقصد
غلامی سے آزادی

(از مولانا ابو تراب محمد نور الحق صاحب لاہور)

تمہید ایک فاضل فلسفی سے لیکر ادنیٰ جاہل تک کا مسلمہ اور غیر متنزل عقیدہ ہے کہ انسان جسم اور روح کی ہیئت ترکیبی کا نام ہے۔ روح اور بدن دو مختلف حقیقتیں علیحدہ علیحدہ موجود ہیں پھر بھی لگاکام کرتی ہیں۔ اور جس طرح ڈرائیور بھی انجن کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اسی طرح بہت سے اعمال افعال ہیں کہ روح بدن سے جدا ہو کر کر سکتی ہے۔

(ب) تمام موجودات عالم کو اگر ہم تحقیق و تدقیق کی نظر سے دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کائنات عالم کا ہر ذرہ ہماری کسی نہ کسی بدنی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے مخلوق ہوا ہے۔ مگر روحانی ضرورتیں اس عالم میں پوری ہونی نظر نہیں آتیں۔ بنابریں ان کے پورا کرنے اور روح کی تربیت اور تکمیل کے لئے ایک دوسرے لطیف تر عالم کی ضرورت ہے۔ جہاں روحانی ضرورتوں کے انعام کے لئے ایک عظیم الشان خزانہ موجود ہے اور حسب ضرورت اور بحیثیت استعداد ہر کس و ناکس اس سے بہرہ اندوز ہو سکے۔ اس خزانہ روحانیات کو خزانہ غیب سماء کہا جاتا ہے

انبیاء علیہم السلام اور سبع سموات

(ج) روح چونکہ اخلاق فاضلہ اور سجایا مرضیہ کا مرکز ہے۔ اور علم اخلاق کا ماہر جانتا ہے کہ اخلاق فاضلہ کے کئی انواع اور اقسام ہیں۔ بنا بر علیہ اخلاقی تعلیم اور روحانی اصلاح کی سکیم بھی مختلف الانواع والاقسام ہو گی۔ گویا یہ کل ہمہ ایک اصول و حدت بھی ان سب کو احاطہ کئے ہوئے ہو گی۔ مثلاً جو اخلاقی اصلاح حضرت آدم علیہ السلام سے دنیا میں پہلی۔ اس کی ہیئت ترکیبی اس تعلیم سے مختلف ہے جو حضرت نوح کلیم اللہ السلام نے شارع ذاتی علی ہذا القیاس حضرت نوح کا گلدستہ اخلاق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گل سرسبد سے رنگ و بو میں ممتاز ہے۔ اور گلشن ابراہیمؑ کے لالہ و گل موسوی اور عیسوی حیرت انگیز گلکاریوں سے بحیثیت مجموعی مختلف واقع ہوئے ہیں۔ ان کی درمیانی کڑی حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی دو شان عظمت کا نقشہ جو قرآن حکیم نے بالفاظ ذیل کھینچا ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ اور رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی

تعلیم روحانی کے اس اختلاف اجناس یا انواع کو شریعت میں سبع سموات تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا جسمانی تربیت اور روحانی تربیت کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسواھن سبع سموات وھو بکل شئ علیم (بقرہ) ترجمہ۔ اس ذات پاک نے تمہاری بدنی ضرورتوں کے لئے زمین سے مختلف اناج وغیرہ پیدا کئے۔ اور روحانی ضرورتیں کی تکمیل اور انصرام کے لئے سات آسمان تیار کئے اس کو تمہاری ہر ایک ضرورت کی خبر ہے۔ اس لئے سب کے خزانے بنا دئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کبریٰ اور جامعیت عظمیٰ

غرض نبوت مختلف ادوار میں ارتقا کرتے کرتے عہد شباب سے متمتع ہوئی۔ اور خدا داد تکمیل سے بہرہ اندوز ہو کر اس سلسلے کو ابدالآباد تک ختم کر گئی یعنی مذکورہ سبع سموات کے آخری سماء عظمت و جلال اور ہیبتیں نبوت کے سپہ سالار رسالت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات) کا ظہور ہوا سر دست بقیہ سماوات سبعہ کی تعیین اور ان کے مختلف مدارج سماکی تعلیمات کے انواع مختلفہ۔ اور پھر تعلیمات مذکورہ کے مابہ الامتیاز پر بحث کی ضرورت نہیں۔ وہ علیحدہ صحبت کی محتاج ہے۔ ہمیں اس وقت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جامعیت اور آپ کی تعلیم کی ہمہ گیری اور صداقت کو بے نقاب کرنا ہے۔ اگر عمدہ برا ہو سکے تو فبہا ورنہ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حدیث لیلۃ المعراج کو اگر ارباب بصیرت بغور مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ آنحضرتؐ نے مختلف آسمانوں پر مختلف الوالعزم انبیا کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اس سے ہر ایک نبی کی تعلیم اور اس کے معدن و منبع کی طرف اشارہ فرمانا منظور ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام کو آسمان اول پر دیکھنے کا یہ مطلب ہے کہ ان کی تعلیم عالم اخلاق کی رو سے نہایت ابتدائی تھی۔ اور اسی کی اس وقت گنجائش بھی تھی۔ اور خود اپنے حق میں فرمایا ما حق صعت صریر الاقلام یعنی وہاں پہنچا جہاں مجھے قلموں کے لکھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بالفاظ دیگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قانون ساز جماعت اور طار اعلیٰ کے صدر دفتر میں تشریف لے گئے جس سے صریح معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی تعلیم کا سرچشمہ ملا واسطہ خیر ملاء اعلیٰ کا صدر دفتر ہے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے طرق نزول قضا اور اس کے ادضاع واطوار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ اور وضع قانون کے اسباب اور اس کی ضرورتوں کا بامعان مطالعہ فرمایا۔ اور قانون ساز جماعت کے طبائع کا اندازہ لگایا۔ تاکہ وحی کی تلقی اور اس کے سمجھنے

اور نافذ کرنے میں سہولتیں پیدا ہوں۔

ظاہر ہے کہ جو مقدس ترین ہستی دنیا بھر کے اسود و احمر کی طرف مبعوث ہو۔ اور تمام انبیاء کی سرتاج ہو۔ آدم و من دونہ تحت لوائی کی علم بردار ہو۔ اور شان رحمۃ للعالمینی کی مظہر اور سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی اور خاتم ہو۔ اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ خود خزانہ روحانیت میں بیٹھ کر ملاء اعلیٰ کے حالات کو بچشم خود دیکھے۔ اور بامعان مطالعہ کرے۔ اور ان حالات کے ماتحت یہاں واپس تشریف لاکر دنیا بھر کے لئے قیامت تک باقی رہنے والا ایسا کامل قانون نافذ فرمائے جس کے بعد کسی دوسرے قانون کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ اسی جامعیت علمی کو اصلاح شریعت میں ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ ولقد صدق اللہ تعالیٰ۔ لقد رای من ایات ربہ الکبری۔ ع

بمقامے کہ رسیدی نرسد پیچ نبی ۔ صلی اللہ علیک وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ہمہ گیری

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جس قانون کو دنیا میں نافذ فرما گئے۔ وہ دنیائے مذہب کا آخری اور مکمل قانون ہے۔ اور گزشتہ سماوی مذاہب کے صحیح اصول کا مجموعہ ہے۔ بنابریں آنحضرتؐ کی پیش کردہ تعلیم پر جامع مانع بحث کرنا تو خدا تعالیٰ ہی کا منصب ہے جس نے یہ تعلیم نازل فرمائی ہے۔ اور جس کے یہاں گزشتہ مذاہب کی تحریفات اور خامیاں حاضر۔ اور آنے والے دور کے نشیب و فراز واضح اسی کو پوری اطلاع ہے۔ کہ اسلام نے گزشتہ تحریکات کے مقابلے میں کیا کیا اصلاحیں کیں۔ اور آئندہ کے لئے دوسروں سے بڑھ چڑھ کر کیا پروگرام پیش کیا۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام و قرآن نے جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ اور جہاں تک یہ سلسلہ جائے گا۔ اور پھر برزخ۔ حشر اور جنت و دوزخ وغیرہ۔ غرض ماضی اور مستقبل پر ہر ضروری حیثیت سے مکمل بحث فرمائی ہے۔ اور دوسرے مذاہب سے گوئے سبقت لیا ہے۔ اندریں حالات کون کہہ سکتا ہے کہ اس تعلیم کی ہمہ گیری پر تفصیلی بحث کی گنجائش ہے۔ بلکہ اس کی تفصیل بھی یہ تعلیم خود ہی

تاب مے آری کہ از لف می تابی آئینہ را
از جمال تو نہ دیدم چوں تو خورسندے دگر

تاہم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اصول پر ذیل میں ہم قرآن حکیم ہی کے الفاظ میں اس تعلیم کا نہایت ضروری اور اہم باب پیش کرتے ہیں تاکہ تعلیم مذکور کا اعجاز محقق ہو۔ اور نیز مسلمان مستقبل میں فلاح و بہبود سے ہم کنار ہو سکیں اور اس کے لئے حال میں مفید تجویز کو سوچ سکیں۔

معاہدہ طور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

موسےٰ علیہ السلام کی غیبت میں بنی اسرائیل شوق مظاہرہ پرستی میں مبتلا ہو کر گوسالہ پرستی پر اتر آتے ہیں۔ آپ طور سے واپس آکر ان کو ملامت کرتے ہیں۔ اور ستر آدمیوں کا وفد لیکر توبہ اور تجدید عہد کے لئے دوبارہ طور پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور زلزلہ سے سب کو بجز موسیٰ علیہ السلام کے صعقہ ہوتا ہے اس وقت موسیٰ علیہ السلام نہایت تضرع سے عرض کرتے ہیں۔ بارخدایا اگر ہم کو ہلاک ہی کرنا تھا۔ تو اس سے پیشتر کر دیتا۔ دروازے پر بلا کر ہلاک کرنا کان رحیمی کا اقتضا نہیں۔ نیز چند بیوقوفوں کی کرتوت سے ہم کو کیوں تباہی کے گڑھے میں ڈھکیلا جاتا ہے؟ ہمیں ازراہ عنایت معافی دیجائے اور ہمارے حال پر مزید کرم فرمایا جائے۔ اور دنیا و آخرت کی بہبودی سے ہمارے دامن بھر دیئے جائیں۔

اس دعا کا جواب ان عظمت اور جبروت سے مالا مال الفاظ میں دیا گیا ہے۔ سأکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ہم بآیاتنا یؤمنون۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم۔ فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون۔

یعنی استحقاق رحمت مذکورہ دو چیزوں سے وابستہ ہے (۱) موجودہ احکام سماوی کی صدق دل سے تعمیل جیسے تقویٰ اور ادائی زکوٰۃ اور برحکم الٰہی کی بلا چون و چرا تصدیق۔

(۲) اور اس نبی امی کے احکام کی تعمیل کے لئے آمادگی کہ جس کا تذکرہ تورات اور انجیل (میں بھی) موجود ہے۔ اور جو ان اصول کی تعلیم دیں گے۔

(الف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جس سے داخلی اصلاح کے بعد خارجی اصلاح کی جاتی ہے۔ اور قومیت مستحدہ کا شیرازہ بندھ جاتا ہے۔

(ب) طیبات ان کے یہاں حلال اور بلید چیزوں سے اجتناب ضروری ہے (طیبات کے استعمال سے خون صالح پیدا ہو کر جس طرح جسم تندرست رہتا ہے اسی طرح اخلاق فاضلہ بھی نشوونما پاتے ہیں)

(ج) خلاف فطرت بوجھوں اور خلاف قانون مشقتوں کو آپ اتار پھینکیں گے (جس سے دنیا کا ہر مسلم ہر وجہ سے آزاد ہو جائیگا۔ اور اخوت اسلامی اور مساوات حقیقی قائم ہو جائیگی)

سو جن لوگوں نے آپ کو مانا۔ اور آپ کی عزت کی۔ اور آپ کا ہاتھ بٹایا اور اس نور (قرآن) کا اتباع کیا۔ جو آپ پر اترا۔ تو حقیقی کامیابی فلاح سے یہی لوگ ہم آغوش ہونگے۔

یہ حقیقت کبریٰ محمدیہ اور اسلام کی عالمگیر تعلیم کی عظمت اور شان صدہا سال و دریاں میں حائل ہیں۔ ہزاروں انقلابات اہی و دین روزگار میں مست خواب ہیں۔ لیکن یہود (جن کی کہ نصرانیت کا سنگ بنیاد حقیقت محمدیہ کی تعظیم و توقیر اور اس کی پیش کردہ تعلیم کی اطاعت پر رکھا جا رہا ہے۔ بلکہ تورات و انجیل کی حفاظت اور تصدیق کا ایک باب آنحضرتؐ کی بعثت اور آپ کی تعلیم کا اتباع ہے۔ بغرض محال اگر

آپ تشریف نہ لائے تو قرات کی صدا قت سمعرض خطر میں تھی۔ اور آپ کے تشریف لانے کے بعد اتباع نہ کرنا پہلے تورات سے کفر کرنا ہے۔ نظیریؒ نے خوب کہا ہے ؎

از شبان وادیٔ ایمن نفس سوزاں تریم
موسیٰ اندر طور می رقصد زموسیقار ما

معاہدۂ طور میں جس تعلیم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے۔ اس کی پوری تشریح کے لئے دفتر درکار ہے اس لئے ہم حسب اقتضاء حال اور مناسبت مقام صرف ارشاد و یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کی مزید تشریح کرتے ہیں۔

انسان پرستی اور تعلیم اسلام

محیط میں ہے الاصر (بوجھ) الثقل (بوجھ) اور اغلال جمع غلاء کی ہے الغل طوق من حدید او قید یجعل فی العنق او فی الید۔ یعنی غل زنجیر یا قید کو کہا جاتا ہے جو کسی قیدی کے گلے میں یا ہاتھ میں ڈالا جائے۔

بوجھ کی حقیقت کو ہر عقلمند جانتا ہے کہ اس کا اثر تمام بدن پر کیساں پڑتا ہے۔ مثلاً اگر کسی نے سر پر دس من کی گٹھری اٹھائی ہوئی ہے تو سر سے لیکر پاؤں تک سارا بدن تکلیف میں مبتلا ہوگا۔ لیکن اگر کسی کے گلے میں زنجیر یا ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال دی جائے تو اس وقت تکلیف کی وہ کیفیت نہیں ہوتی۔ البتہ آزادی کے سلب کرنے میں دونوں برابر کے حصہ دار ہیں۔ جیسے بوجھل بھاگ نہیں سکتا یہی حال قیدی کا بھی ہے۔

معاہدہ طور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ بتلائی گئی کہ آپ ان خلاف فطرت بوجھوں کو اتار پھینکیں گے جن سے جسم اور روح ضمیر و ایمان تک دبے ہوئے ہیں۔ اور نیز ان زنجیروں کو بھی کاٹ دیں گے۔ جن سے اقوام عالم کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے۔ غرض اصر اور غل حقیقت غلامی کی دو تعبیریں ہیں۔ غلامی معنوی ہے اور یہ اس کے دو عنوان ہیں۔

غلامی کے اقسام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن یاد رہے کہ غلامی دو طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) مدعیان علم ظاہری یا علم باطنی کے بندے ہیں پس کران کی پرستش اور رضا کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دینا۔ یہ غلامی سراسر مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ جسم سے گزر کر روح۔ ایمان۔ ضمیر۔ اخلاق سب کو خاک مذلت میں ملا دیتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے رسمی مولویوں اور موروثی پیروں کی قلعی اچھی طرح کھولی اور خلق خدا کو اوہام پرستی سے نجات دلائی اسے قرآن حکیم نے نہایت تشریح سے بیان کیا ہے یہ تو تھی مذہبی رنگ میں انسان پرستی اور غلامی۔

(۲) شاطران سیاست مدنیہ اور سرمایہ داری پر اترانے والوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ

تعلیم اسلام کا سب سے بڑا اور عظیم انشان کارنامہ اسی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر نوع انسان کی فلاح اور بہبود کے راستے صاف کرنا ہے۔ اور خلق خدا کو خدا کے دروازے پر جھکانا اور مدت کے روٹھے ہوؤں کو اس سے جا ملانا ہے۔

جس دور کی تاریخ بھی آپ اٹھا کر دیکھیں گے۔ انہی دو صنفوں کو انسان خوار پائیں گے۔ مذہب کے رنگ میں مدعیان ولایت و تصوف کو۔ اور سیاسی رنگ میں جابر حکومتوں اور سرمایہ داروں کو۔ آنحضرتؐ کی تعلیم نے مذکورہ بالا کابوسوں کا خطرہ ہر انسان کے دماغ سے زائل کر کے اسے خودی اور اس کے بعد بے خودی کی تعلیم دی تھی۔ فصلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ثانی الذکر جماعت کے حالات اور اس کے مقابلہ میں اسلام کے کارناموں کو بڑے بسط سے ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہم اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

"ایران اور روم قیاصرہ کے باشندے چونکہ مدت ہائے دراز سے سلطنت و حکومت کے خوگر ہو چکے تھے۔ اس نے سب سے پہلے ان کے امراء کی طبائع میں عیش پرستی اور تن پروری کا دفینہ موجزن ہوا۔ چنانچہ دور دراز سے بڑے بڑے فلاسفر اور حکماء اس کے لئے طلب کئے جاتے تھے کہ عیش و تنعم کے دقیق اور لطیف مسائل میں ان کی رہنمائی کریں بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر کسی کا تاج لاکھ روپیہ سے کم ہوتا۔ یا اس کے یہاں بڑے بڑے عالیشان مکانات اور باغات حمامات اور اعلیٰ اعلیٰ گھوڑے اور نہایت حسین غلام نہ ہوتے۔ یا اس کے دسترخوان پر نہایت تکلف کھانے نہ چنے جاتے۔ یا اس کا لباس نہایت بیش قیمت نہ ہوتا۔ تو وہ پرلے درجہ کا ذلیل شمار ہوتا۔ اور لوگوں کی آنکھوں سے گر جاتا۔ رفتہ رفتہ مذکورہ عیاشی اور اس کے آثار و لوازم ان کی طبیعت ثانیہ بن گئے اور فطری جذبہ قرار پائے۔

اس سے ایک عالمگیر فتنہ پیدا ہوا۔ اس لئے کہ اب یہ مرض طبقۂ امراء سے گذر کر طبقۂ متوسط وغیرہا میں بھی سرایت کر گیا۔ اور اس سے بیچارہ ناشکل ہو گیا۔ چونکہ تعیش مذکور کے بحال رکھنے کے لئے غیر متناہی خزانوں کی ضرورت تھی۔ اس خود ساختہ تہذیب ان کے گلے کا پھندا بن گئی۔ اور غم واندوہ کے لشکر ان پر چڑھ دوڑے۔

اب بیچارے اس کے چارہ نہ تھا کہ تاجروں اور کسانوں پر لطائف الحیل سے ٹیکس بڑھایا جائے، اور ان کو طرح طرح سے دق کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہونے لگا۔ اب دو ہی صورتیں تھیں۔ اگر تجار اور کسان پس و پیش کرتے۔ تو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ اور اطاعت کی صورت میں ان سے حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا۔

ان حالات میں مذہب کا شیرازہ درہم برہم ہوتا گیا۔ امرا تو پہلے ہی گئے گذرے تھے۔ تاجروں اور کسانوں کو سرمایہ داروں کے لے ڈوبنے سے فرصت ہی نہ ملتی تھی۔ کہ مذہب کی طرف توجہ کر سکتے حالت یہ ہوگئی کہ علاقے کے علاقے مذہب سے یکسر خالی ہوتے گئے اور انہیں رات دن یہی فکر رہنے لگی کہ پیسہ کس طرح کمائیں۔

یہاں تک غلو ہوا کہ اس وقت کی تہذیب کے مطابق اگر کوئی لباس نہ پہنتا تو درباء اور بادشاہوں کے دربار میں جانے کے قابل نہ ہوتا اور دھکے دیکر نکال دیا جاتا۔

افلاس عام نے بہت سے شعرا پیدا کر دیئے۔ جو بادشاہوں کی تعریفیں کر کے روٹی کھانے لگے۔ اور بہت سے نوجوان فوجوں میں بھرتی ہونے کے لئے آنے لگے۔ تاکہ اس صورت سے پیٹ پال سکیں اور بعض زہد و تصوف کے پردہ میں اپنا الو سیدھا کرنے لگے۔ غرض ان حالات ساری دنیا اخلاف سے یکسر خالی ہو کر بدکاریوں کے سیلاب میں بہہ نکلی۔

جب یہ اخلاقی امراض درجہ چہارم میں جا پہنچے۔ اور مصائب کی انتہا ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جنہیں عجم و روم کی تہذیب نے جو انتک نہ تھا اور ان کے رسوم و عادات سے قطعاً ناآشنا تھے۔ آپ نے اس سارے طوفان بے تمیزی کو چند دن میں فرو کر دیا۔ دوغلیوں کے رسوم اور عادات کے خلاف سخت نفرین کی۔ اور لوگوں کو محبت دنیا میں غلو کرنے سے روکا۔ اور عجم کا ریشمی لباس اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ تکلفات اور اسباب تنعم و تعیش حرام قرار دیئے۔ اور بیانگ دہل اعلان فرمایا کہ ان کی سلطنتیں تباہ ہو کر اسلامی ریاستوں کی بنیاد پڑے گی۔ چنانچہ فرمایا۔ هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ۔ وَهٰكَذَا قَيْصَرُ ثُمَّ لَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ۔ حجۃ اللہ البالغہ ص۳۵۔

خلاصۃ المرام یہ کہ معاہدہ طور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدیں طور تعریف و توصیف کی گئی۔ کہ آپ قومیت متحدہ کا شیرازہ باندھ دیں گے۔ اور امت مسلمہ کو ایک مضبوط چٹان بنا دینگے۔ اس لئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خارجی اصلاح ظہور پذیر ہوگی اور اکل طیبات اور اجتناب خباثت سے داخلی اصلاح ہو کر اخلاق صالحہ کی تربیت اور اعلیٰ جذبات کی نشو و نما ہوگی۔ اس کے بعد مسلم قومیت ایک بنیان مرصوص بن جائے گی۔ جس میں غلامی کا سبق دینے والی جماعتیں رخنہ انداز ہوں گی۔ آنحضرتؐ کی تعلیم نے ان خوں کو بند کرنے کا سامان بہم پہنچایا۔ اور ان رخنہ اندازوں سے باندھ کی تلفین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا۔ اللھم صل وسلم علیہ۔

.....

دھلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہ جہاں آباد اجڑ چکا۔ مگر اس کے کھنڈر اب تک بننے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں۔ اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ اب سے ستر سال پہلے دہلی کی کیا حالت تھی، بادشاہ کا جلوس قلعہ معلیٰ کی بہاریں، میلے تماشوں کے رنگ۔ درباری کیفیت، قطب صاحب، پیر غیب، شاہ بڑے، اور کوٹلہ کے جشن، شہر کی آبادی کی چہل پہل، ہندو مسلمانوں کی معاشرت، رمضان، عید، سلونو، سالگرہ کے تزک و احتشام، شادی بیاہ کی رسوم غرض دور گذشتہ کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی ہر گزیدہ الاّ التصنیف جدید

نوبت پنج روزہ

ملاحظہ فرمایئے، جس میں آخری بادشاہ مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دینگی، پانچویں نوبت ہے، جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا، غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات مجرموں کا ظلم، مفلسوں کی حالت زار، مردوں کی بربادی، عورتوں کی تباہی، اور بادشاہ کے پیہم مصائب ناممکن ہے۔ کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں، بادشاہ تصویر اور تین اور عکسی تحریریں بھی دی گئی ہیں

نوبت پنجروزہ دور حاضرہ کے یہ نازندہ مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شایقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے، اگر آپ منگانے میں جلدی نہ کریں گے، تو دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ عمدہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کوکبۂ جلال نبویؐ کا داخلہ مکہ میں

(از جناب سید امتیاز علی صاحب تاج بی۔ اے)

صلح حدیبیہ کے تقریباً دو سال بعد جب خود قریش نے معاہدے کی خلاف ورزی کرنے میں پہل سے کام لیا۔ تو ولداوگان حرم کے لئے مکہ پر پیش قدمی کرنے میں قول و پیمان کے ایفا کا کوئی خیال مانع نہ رہا۔

صلح حدیبیہ کا پہلا سیاسی اثر یوں ظاہر ہوا تھا کہ قبیلہ خزاعہ نے جس کا رجحان عرصہ سے اسلام کی طرف تھا۔ علی الاعلان اپنے آپ کو خلیفۂ رسول صلعم کہنا شروع کر دیا تھا۔ خزاعہ کی ایک دوسرے قبیلے بنو بکر سے مدتوں کی خاندانی عداوت چلی آتی تھی۔ ظہور اسلام کے باعث جو ہیجان و اضطراب عام طور پر پھیل گیا تھا۔ اس نے اگرچہ اس خون آشام عداوت کو کسی قدر دبا دیا تھا۔ تاہم یہ ابھی تک دلوں سے محو نہ ہونے پائی تھی۔

خزاعہ اور بنو بکر کی خصومت

صلح حدیبیہ کے بعد نسبتاً سکون و اطمینان کا زمانہ آیا۔ تو خصومت کی اس پرانی خاکستر میں پھر انتقام کی سرخ چنگاریاں دہکنے لگیں قریش کے بعض رؤساء نے بنو بکر کے حوصلے بڑھائے۔ اور علانیہ ان کی امداد پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ایک رات کی تاریکی میں بنو بکر نے جن کے ساتھ رؤسائے قریش بھی بھیس بدلکر شامل تھے خزاعہ پر شب خون مارا۔ خزاعہ سراسیمہ ہو کر پناہ پناہ حاصل کرنے کو حرم محترم کی حدود میں داخل ہو گئے۔ لیکن دشمنوں کی بے امان تلواریں یہاں بھی نہ رکیں۔ اور حرم کی خاک پاک پر خزاعہ کا خون بہایا گیا مظلوم خزاعہ کے چالیس آدمی سائنڈنیوں پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہو گئے آنحضرت صلعم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ یکایک مظلوموں کی یہ صدا سنائی دی

"کچھ غم نہیں۔ میں محمدؐ کو وہ معاہدہ یاد دلاؤں گا۔ جو ہمارے اور ان کے قدیم خاندان میں ہوا ہے۔ اے پیغمبر خدا! ہماری اعانت کر۔ اور خدا کے بندوں کو بلا۔ سب اعانت کے لئے حاضر ہوں گے"

جب آنحضرت صلعم کو وفا و زیب کی یہ داستان معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر تمہاری امداد نہ کروں۔ تو خدا تعالیٰ کبھی میری امداد نہ کرے۔" اتفاق سے اسی وقت ابر کے ایک ٹکڑے نے آسمان کو ڈھانپ لیا۔ اور آنحضرت صلعم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جس طرح اس سامنے کے بادل سے مینہ برس رہا ہے۔ اسی طرح خزاعہ کے لئے آسمان سے امداد اترے گی۔

ابوسفیان مدینہ میں

قریش کو جب اس بات کا علم ہوا کہ خزاعہ اپنی فریاد لیکر مدینہ گئے ہیں۔ تو ان کی پریشانی اور سراسیمگی کی حد نہ رہی۔ اسی وقت ابوسفیان کو مدینہ روانہ کیا۔ کہ وہاں پہنچ کر از سر نو معاہدہ صلح کو تازہ کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ابوسفیان کو مدینہ پہنچ کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ انہوں نے باثر لوگوں سے مل کر طرح طرح کی کوشش کی۔ کہ معاہدہ کی تجدید کروا لیں۔ لیکن چونکہ بارگاہ رسالت سے کوئی اطمینان بخش جواب حاصل نہ ہو سکا۔ اس لئے بے نیل و مرام واپس آنا پڑا۔

ادھر آنحضرت صلعم نے مکہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بدوی قبائل میں جن جن سے اتحاد تھا انہیں پیغام بھیجا کہ مدینہ آن پہنچیں یا راہ میں کسی اور مناسب مقررہ پر فوج کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی خاص طور پر اس بات کی بھی احتیاط کی گئی۔ کہ قریش مکہ کو ان تیاریوں کی خبر نہ ہونے پائے۔

حاطبؓ کی غلطی

حاطب آنحضرتؐ کے معتمد صحابیوں میں سے۔ لیکن انہوں نے حزم و احتیاط کی تاکید کے باوجود خفیہ ایک کنیز کو خط دیکر روانہ کر دیا جس میں اپنے بعض دوستوں کو اس مجوزہ حملہ کے حال سے خبردار کیا تھا۔ آنحضرت صلعم کو اس بات کی اطلاع بذریعہ وحی مل گئی۔ آپ نے فوراً حضرت علی اور زبیر کو کنیز کے تعاقب میں روانہ کر دیا۔ دونوں نے راستے ہی میں کنیز کو جالیا۔ اور اس کی تلاشی لی۔ تو دیکھا۔ کہ اس نے نہایت احتیاط سے اپنے بالوں میں خط کو چھپا رکھا ہے۔

حاطب سے اس غداری کا جواب طلب کیا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے بعض عزیز مکے میں بے یار و مددگار مقیم ہیں۔ اور صرف ان کو محفوظ و مصئون رکھنے کی خاطر انہوں نے قریش کو ممنوں احسان کرنا چاہا تھا۔ حضرت عمرؓ ان کی اس حرکت پر اس قدر برافروختہ ہوئے۔ کہ آنحضرت صلعم سے حاطب کا سر اڑا دینے کی اجازت چاہی۔ لیکن رحمۃ للعالمین نے حاطب کی پرانی خدمات کا خیال کر کے ان کے اس جرم سے درگذر کیا

کوکبۂ رسالت کا عزم مکہ

۱۰ رمضان ۸ھ ہجری مطابق یکم جنوری ۶۳۰ء کو کوکبۂ نبوی جاہ و جلال کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوا۔ مدینہ میں اس سے پہلے کبھی اتنی رونق اور جمعیت نہ ہوئی تھی۔ چاروں طرف میلوں تک بدویوں کے خیموں سے ویران میدان کی قسمت جاگ اٹھی تھی۔ بہت سے بڑے بڑے قبیلے جو مدینہ نہ آ سکے تھے۔ راستے میں شامل ہو گئے۔ اور اس طرح دس ہزار آہستہ فوج ہمرکاب ہو گئی۔ سرکار نے اس مستعدی سے سفر کیا کہ ساتویں یا آٹھویں روز فوج نے مرالظہران میں جو مکے سے صرف ایک منزل کے فاصلے پر ہے پڑاؤ ڈال دیا۔ آنحضرت صلعم نے فوج کو حکم دیا۔ کہ رات کے وقت ہر شخص میدان میں الگ الگ آگ روشن کرے۔ چنانچہ میر الظہران کی بلندیوں پر آگ کے دس ہزار الاؤ روشن ہو گئے۔ جس سے دور دور تک صحرا لعقہ نور بن گیا۔

ابوسفیان حضور رسالتمآبؐ میں

ابھی تک قریش کو مدینہ سے

افواج کی روانگی کی کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ لیکن فرزندان توحید کا جو سیلاب کے پر چڑھا جا رہا تھا۔ اس کے باعث فضا میں اسی قسم کا ہیبت خیز سکون چھا رہا تھا۔ جو طوفان کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ نے ابوسفیان کو تحقیق کی غرض سے مدینہ روانہ ہونے کے لئے کہا۔ شام کے وقت حکیم بن حزام مذیل بن ورقا اور ابوسفیان مکہ کے دروازوں سے نکل کر مدینے کے رستے پر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دیکھا میدانِ مرالظہران کی روشنیوں سے آسمان اور زمین لالہ زار بنے ہیں۔ عالم حیرت میں بڑھتے بڑھتے خیمہ گاہ تک پہنچے۔ بارگاہ نبوی کی دربانی پر جو مامور تھے۔ انہوں نے ابوسفیان کو پہچان لیا۔ اور اسی وقت آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا۔ سردار قریش کو جب باریابی حاصل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا "کہو ابوسفیان اب بھی تم کو یقین آیا۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں"؟

ابوسفیان نے جواب دیا "اگر کوئی اور خدا ہوتا۔ تو آج ہماری کام آتا"

آنحضرت نے پوچھا "اور کیا اب بھی تو نہیں مانتا۔ کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں"؟

ابوسفیان نے جواب دیا "اس کے متعلق ابھی تک میرے دل میں شبہ موجود ہے"

مامونیت کا عام حکم

ابوسفیان نے ابتک جس سرگرمی اور مستعدی سے اسلام کی مخالفت کی اور جس جوش و خروش سے تمام قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا تھا۔ اس کا اقتضا تو یہی تھا کہ قتل کی سزا دی جاتی۔ لیکن ادھر حضرت عباسؓ کی سفارش۔ اُدھر ابوسفیان کا بجھے دل سے اقرار اسلام۔ انکی جان بخشی کر دی گئی۔ اور ان سے کہا گیا "کہ کوہا۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا۔ ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔ اور لوگوں سے کہہ دے۔ کہ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے گا۔ وہ بھی کامیاب ہو گا۔

لشکر اسلام کا رعب و جلال

ابوسفیان رخصت ہونے کے ارادے سے نکلے لیکن ابھی خیمہ گاہ کے باہر نہ پہنچنے پائے تھے۔ کہ افواج اسلام روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گئیں۔ حضرت عباسؓ کے ساتھ پہاڑی پر کھڑے ہو کر ابوسفیان نے دیکھا۔ کہ لشکر اسلام جاہ و جلال اور رعب و داب سے مرتب ہو رہا ہے۔ ان غربت نصیب بے گناہوں کے چہرے آج خوشی انبساط سے تمتما رہے تھے۔ جو محض اس وجہ سے بے وطن کر دیئے گئے تھے۔ کہ ان کا ایمان خدا اور اس کے نبی پر تھا۔ اور جن پر کفار قریش نے محض اس وجہ سے ان کے آبا و اجداد کی سرزمین کے دروازے بند کر دئے تھے کہ ان کا ایمان ان کے دل میں اور ان کی زبان پر تھا۔ وہ دکھے ہوئے دلوں والے پردیسی جو برسوں سے اپنی ماؤں اور بہنوں کی شفقت پناہ سرزمین کی یاد میں آہیں بھرتے اور آنسو بہاتے تھے۔ آج فرط مسرت سے بے خود ہو رہے تھے۔ آج اس قدیم محبوب وطن میں جس کے دروازوں سے کبھی جان بچا کر نکلے تھے۔ فاتحانہ جلال سے قدم رکھنے کا دن تھا۔ عبد ابراہیمی میں اپنے خدا اور اپنے رسول کی آواز بلند کرنے کا روز سعید تھا۔ وہ اپنے پرچم لہراتے ہوئے اپنے مقررہ مقام پر جمع ہو رہے تھے۔ اور اسلام کے تزک و احتشام کا بے نظیر نظارہ پیش کر رہے تھے۔

ہر ایک قبیلہ جب بڑھتا تو ابوسفیان کو اس کا نام بتایا جاتا اور وہ اسے شناخت کر لیتے۔ سب سے اوّل قبیلہ بنو سلیم کا وسنہ فوج گزرا۔ یہ لوگ شجاعت و تہوّر میں بہت نامور تھے۔ تلواریں نیام سے نکالے نیزے ہلاتے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے چلے جا رہے تھے۔ علمبردار اسلام حضرت خالد بن ولید ان کے سپہ سالار تھے۔ اور ان کے ہاتھ میں فوج کا علم تھا ان کے پیچھے زبیر بن عوام کی سیاہ تھی۔ اور ان کے ہاتھ میں ملک کا سیاہ علم تھا۔ ان کے بعد بنو کلب بنو عامر اور ان کے پیچھے قبیلہ قرینہ کی افواج دو جنگی علم سنبھالے بڑے شکوہ سے بڑھی آ رہی تھیں۔ سب سے آخر میں انصار کا قبیلہ پورے تجمل کے ساتھ گزرا۔ اور ان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس قصواء اونٹنی پر سوار نظر آئے آپ کے گرد شجاعان مکہ و مدینہ تھے۔ جنہوں نے سیاہ زرہیں پہن رکھی تھیں۔ اور جن کے اسلحہ نور سحر میں یوں تاباں و درخشاں تھے۔ کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سر پر سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اور نہایت پُرسرور لہجہ میں باآواز بلند سورۂ انا فتحنا پڑھتے جا رہے تھے۔

ابوسفیان یہ منظر دیکھ کر بے حد مرعوب ہوئے۔ انصار کے قبیلے کو گزرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔ یہ کون لشکر ہے؟ حضرت عباسؓ نے نام بتایا۔ اسی وقت علمبردار فوج حضرت سعد بن عبادہ ادھر سے گزرے اور ابوسفیان کو دیکھکر پکار اٹھے کہ۔

آج گھمسان کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال کر دیا جائیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا۔ تو فرمایا عبادہ نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ یہ کہکر حکم دیا۔ کہ فوج کا علم عبادہ کے بیٹے کو دیا جائے۔ جو اگرچہ قد کا بلند تھا۔ مگر باپ کی نسبت زیادہ حلیم مزاج تھا۔

ابوسفیان واپس مکہ میں

ابوسفیان یہ منظر دیکھتے ہوئے مکے میں پہنچے۔ اور وہاں قریش سے کہا' اے قریش محمدؐ آن پہنچا ہے۔ اس کے ساتھ اتنی فوج ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ مامون ہو گا۔ یا وہ جو اپنے گھر کے دروازے بند رکھے گا۔ اور یا وہ جو حرم میں داخل ہو جائیگا۔

یہ سنتے ہی لوگ سراسیمہ ہو کر اِدھر اُدھر اپنے اپنے گھروں کو اور حرم کو بھاگ گئے۔

مکہ میں فوج اسلام کا داخلہ

اُدھر ذرا سی دیر میں اسلام کا لہریں مارتا ہوا سیلاب مکے کے دروازوں میں داخل ہو کر ہر طرف پھیل گیا۔ وہ شخص جو کفار مکہ کے ظلم و تعدی اور عقوبتوں کے باعث جان بچانے کو تلواروں کی کاٹ کے آگے اپنے وطن سے ہجرت کر گیا تھا۔ آج ظالموں کو تلواروں

اور برکت کی برکھا برساتا ہوا۔ اور تلواروں کو نیام رکھنے کی تلقین کرتا ہوا۔ کسی جگہ مقابلے یا خون خرابے نوبت نہ آئی۔ کچھ فساد ہوا۔ تو صرف ایک جگہ جہاں اکرمہ ابن ابوجہل حملہ آور ہونے کی نیت سے اپنے ہمراہیوں سمیت گھات میں بیٹھا تھا۔ جس وقت حضرت خالد کا لشکر شہر میں داخل ہوا تو اس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اکرمہ نے تیروں کی بوچھار سے اس لشکر کا استقبال کیا۔ حضرت خالد مقابلے کے لئے تیار تھے۔ ذرا سی دیر میں دشمنوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ لیکن اتنے ہی مقابلہ میں تیرہ قریش جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی تلوار کو نیام سے باہر دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہے۔ اور جب تفصیل معلوم ہوئی۔ تو فرمایا کہ قضاء الٰہی یہی تھی۔

حضور علیہ السلام کعبۃ اللہ میں

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی ہی پر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اور اتر کر کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہوئے جس کی بنا تو موجد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی۔ جو آج انقلاب زمانے کے ہاتھوں سب سے بڑا بت کدہ بنا ہوا تھا۔ خدائے واحد کی جگہ تین سو ساٹھ بت تھے۔ جنہیں کفار اپنا معبود یا خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے اور اپنی پیشانی ان کے سامنے زمین پر رگڑتے تھے۔ خانہ کعبہ کی دیواریں تک اس جنون بت پرستی کی بدولت نگار خانہ چین بنی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے تو ایک چھری آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ اس کی نوک سے بتوں کو ٹھوکے دیتے جاتے اور فرماتے تھے کہ حق آگیا۔ اور باطل مٹ گیا۔ اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔ سب سے بڑا بت ہبل تھا جس کی امداد و حمایت پر کفار کو بڑا ناز تھا اس کی صورت انسانوں کی سی تھی اور یاقوت احمر کا بنا ہوا تھا۔ جنگ احد میں ابوسفیان نے اسی ہبل کی جے پکاری تھی۔ چنانچہ حضرت علی نے اوپر چڑھ کر اس کو منہدم کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر سے دیوتاؤں کی تصویروں کو مٹوا ڈالا۔ اور پانی سے خوب دھلوا کر اسے پھر توحید پرستوں کو دیسا ہی اجلا اور صاف ستھرا سپرد بنا دیا۔ جس پر مجدد ابراہیمی کا لقب زیب دیسکتا تھا۔

شہنشاہ اسلام کا پہلا دربار

ان ضروری اور اہم فرائض سے فارغ ہونے کے بعد اسلام کا پہلا رعب وجلال کا دربار عام جادہ دربار میں عفو و بخشش نے عدل و انصاف کا دامن پکڑ رکھا تھا۔ خدا کی شان کہ جس کفرستان میں خدائے واحد کا نام زیر لب لینا بھی ایک جرم عظیم تھا۔ اور جہاں خدا کے رسول پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ آج وہاں سے باطل مٹ چکا تھا۔ خدائے واحد کے جلال کا دربار ہو رہا تھا۔ اور خدا کا نبی اس خطبہ سے اس کا افتتاح کر رہا تھا۔

ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا ہاں تمام مفاخر تمام انتقامات تمام قدیم خون تمام خونبہا میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں دے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدمؑ کی نسل سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

لا تثریب علیکم الیوم

خطبے کے بعد نظر اٹھائی تو دیکھا۔ کہ وہ تمام شقی اور سنگدل قریش آج مغلوب ہو کر سامنے موجود ہیں۔ جنہوں نے کسی زمانہ میں مسلمانوں کے لئے نت نئے عذاب ایجاد کرنے میں کمال تحقیق کما دیا تھا۔ وہ جلتی دوپہر میں جب بگستان عرب ایک تنور بن جاتا تھا۔ مسلمانوں کو برہنہ کر کے زمین پر لٹا دیتے۔ اور ان کے سینوں پر چڑھ بیٹھتے تھے۔ یا اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے۔ ان کی انتقام کی آگ جلتے ہوئے سے مسلمانوں کے جسموں کو داغ داغ کر اور دہکتے انگاروں پر ان کو لٹا کر بھی بجھنے میں نہ آتی تھی ان کی تلواریں شعلوں کی زبان سے تیز و تند تھیں۔ اور ان کی زبانیں تلوار سے بھی زیادہ کاری وار کرتی تھیں آنحضرت صلعم نے ان پر نظر ڈالی اور بہیبت انگیز انداز میں پوچھا۔ جانتے ہو میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟

یہ پتھر کے دل والے اگرچہ تمام عمر دشمنی کرتے رہے تھے۔ مگر آنحضرتؐ کی رحمت و شفقت پر ان کو اتنا بھروسہ تھا۔ کہ بولے تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے بس ارشاد فرمایا "تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

ابوجہل کا سپاہ افواج اسلام پر حملہ آور ہونے کے بعد روپوش ہو گیا تھا اور صحرا بصحرا خاک چھانتا ہوا میں جا پہنچا تھا اس کے پیچھے اس کی بیوی نے آنحضرت صلعم سے امان لی۔ اور اسے یمن جا کر خود مکہ لے آئیں۔ جب عکرمہ بارگاہ رسالت میں پہنچا تو آنحضرتؐ پر جوش مسرت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوجہل کے بیٹے سے اس تپاک سے ملاقات کی گویا کبھی اس سے یا اس کے باپ سے کوئی شکایت بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس حسن سلوک پر عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور آنحضرتؐ کا جاں نثار خادم بن گیا۔

بہادر کوہی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ وہ شقی تھا جس نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر جب وہ مکے سے مدینے آ رہی تھیں پتھر مارے تھے وہ حمل کی حالت میں شدید ضربات پہنچنے سے مدینے پہنچ کر رحلت فرما گئی تھیں۔ سب کو یقین تھا۔ کہ جگر گوشہ رسولؐ نے قصاص میں یہ شخص ضرور موت کے گھاٹ اتارا جائیگا۔ لیکن عفو نبوی یہ تھا کہ اس شخص کو بھی واجب القتل قرار دلا کر آپ نے وحشی جس نے آنحضرت صلعم کے چچا جناب حمزہ کا کلیجا کاٹا تھا۔ سامنے لایا گیا۔ حضرت حمزہ کی موت سے تمام خاندان کو بیحد صدمہ پہنچا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کے قلق کا بھی کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ لیکن جب قاتل نے آ کے یہ کہا کہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں تو اسے بھی خون معاف کر دیا۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ یہی وہ بے درد عورت تھی جس نے حضرت حمزہ کا پیٹ چیر کر کلیجہ نکالا اور اسے اپنے دانتوں سے چبایا۔ اور جس کے ناک و کان کاٹے تھے۔ اس کو یقین کامل تھا یہ عورت نہ بخشی جائیگی۔ لیکن عفو و رحمت کا دریا اسی طرح جوش زن تھا کہ کسی کو بھی تشنہ لب لوٹانے کا روادار نہ تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں شہر مکہ کے ساتھ شہر کے رہنے والوں کی قلب بھی سخر ہو گئے اور مسجد کعبۃ اللہ سے حضرت بلالؓ کی اذان تمام بلند گان مکہ کو جواب ایک ہی خدا کے پرستار تھے۔ عبادت سے سعادت اندوز ہونے کے لئے پکارنے لگی۔

اسلامی دنیا کا سب سے اچھا خاوند

(از جناب مولانا مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

سب سے بہتر شخص

مقدس بانئے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ معاملہ کرنے میں بہتر ہے۔ آپ کے ان الفاظ کو اگر اس بارہ میں آپ کی تعلیم اور آپ کے تعامل کا خلاصہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ کی خانگی زندگی یقیناً ان الفاظ کی بہترین تفسیر تھی۔

رسول کریمؐ اور تعدد ازدواج

قومی اور ملکی اور سیاسی اور دینی ضروریات نے آپ کو مجبور کیا۔ کہ آپ ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کریں اور یہ ایک قربانی تھی جو آپ کو ایک غیر نفسی ضرورت کے ماتحت کرنی پڑی مگر آپ نے اس قربانی کی روح کو اس خوبی اور کمال کے ساتھ نبھایا اور باوجود ایسی خانگی ذمہ داری کی پیچیدگیوں کے معاشرت شیع ہدایت کا کام دیگا میرے یہ الفاظ میری قلبی خوش عقیدگی کی گونج نہیں ہیں بلکہ ان کی بنیاد ٹھوس تاریخی واقعات پر قائم ہے جنھیں کسی دوست کی خوش عقیدگی یا کسی دشمن کی تعصب اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتے۔

معاشرت کا کامل نمونہ

کثرت ازدواج کی وجہ سے جو اضافہ آپ کی خانگی ذمہ داریوں میں ہوا اس کو آپ کی ان گوناگون اور بھاری ذمہ داریوں نے اور بھی بہت زیادہ کر دیا تھا جو ایک مصلح ایک امام جماعت ایک انتظامی حاکم، ایک جوڈیشل قاضی ایک سیاسی لیڈر ایک فوجی جرنیل اور ایک ہیں الاقوام نظام جمہوریت کے صدر کی حیثیت میں آپ پر عائد ہوتی تھیں اور ہر شخص جو آپ کی خانگی زندگی اور گھر کی معاشرت کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا چاہتا ہے اس کا یہ پہلا فرض ہے کہ ان حالات کو پورے طور پر نظر کے سامنے رکھے جو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے آپ کے لئے پیدا کر رکھے تھے میں نے یہ الفاظ اس لئے تحریر نہیں کئے کہ میں آپ کی زندگی کے حالات کو آپ کی خانگی معاشرت پر رائے لگاتے وقت ایک موجب رعایت کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں نے یہ الفاظ اس لئے لکھے ہیں کہ یہ ظاہر ہو کہ باوجود ان عظیم الشان ذمہ داریوں کے جو عام اسباب کے ماتحت یقیناً آپ کے خانگی فرائض کی ادائیگی کے رستے میں روک ہو سکتی تھیں آپ نے معاشرت کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو دنیا کے ہر شخص کو خواہ وہ کیسے ہی حالات زندگی کے ماتحت رہا ہو نمونہ ہے۔

مگر یہ مضمون اس قدر وسیع ہے اور اس پر روشنی ڈالتے ہوئے اس قدر مختلف پہلو ان کے سامنے آتے ہیں کہ اس قلیل بسط کے ساتھ مضمون لکھنا تو درکنار معمولی اور واجبی تفصیل میں جانے کی بھی یہ مختصر صفحات اجازت نہیں دیتے پس میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند موٹی موٹی باتوں کے تحریر کرنے پر اکتفا کروں گا۔

رسول کریمؐ کی پہلی شادی

سب سے پہلی شادی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ حضرت خدیجہؓ سے تھی اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیوہ تھیں گو یا آپ نے عین عنفوان شباب میں ایک ادھیڑ عمر کی عورت سے شادی کی بظاہر حالات یہ خیال ہو سکتا ہے کہ شاید یہ شادی کسی وقتی مصلحت کے ماتحت ہو گئی ہوگی اور بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کھلی خوشی کی زندگی نہیں گذری ہوگی کیونکہ جہاں بیوی کی عمر خاوند کی عمر سے اتنی زیادہ ہو کہ ایک کی جوانی اور دوسرے کے بڑھاپے کا آغاز ہو تو وہاں عام حالات میں ایسا جوڑا کوئی خوشی کا جوڑا نہیں سمجھا جاتا مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خوشی کا اتحاد ہوا ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کی خانگی زندگی میں نظر آتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت ایک دوسرے پر کامل اعتماد ایک دوسرے کے لئے کامل قربانی کا نظارہ اگر کسی نے کسی ازدواجی جوڑے میں دیکھنا ہو تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ میں نظر آئے گا۔ کیا ہی بہشتی زندگی تھی جو اس رشتہ کے نتیجہ میں دونوں کو نصیب ہوئی۔

پاکیزہ خانگی زندگی کا اثر

مجھے اس رشتہ کے کمال اتحاد کا احساس سب سے بڑھکر اس وقت ہوتا ہے جبکہ میں اس تاریخی واقعہ کا مطالعہ کرتا ہوں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ اس غم مانوس اور غیر متوقع جلال الٰہی سے مرعوب ہو کر سخت گھبرائے ہوئے اپنے گھر میں آئے اور ایک سہمی ہوئی آواز میں اپنی رفیق حیات سے فرمایا کہ مجھے یہ حالت گذری ہے اور مجھے اپنے نفس کی طرف سے ڈر پیدا ہو گیا ہے اس وقت گھر میں بظاہر حالات بھی میاں بیوی تھے۔ خاوند اور ادھیڑ عمر کا بوڑھا ہوا اور بیوی بوڑھی گھر کی چار دیواری میں دوست دشمن کی نظروں سے دور تکلف کا طریق بیرون از سوال تھا دونو پندرہ سال کے لمبے عرصہ سے ایک دوسرے کے رفیق زندگی تھے ایک دوسرے کی خوبیاں ایک دوسرے کے سامنے تھیں اگر کوئی کمزوری تھی تو وہ بھی ایک دوسرے پر مخفی نہ تھی ایسی حالت میں جس سادگی کے ساتھ خاوند نے اپنی پریشانی اپنی بیوی سے بیان کی اور جس بے ساختگی کے عالم میں بیوی نے سامنے سے جواب دیا وہ اس مقدس جوڑے کے کمال اتحاد کا ایک بہترین آئینہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کو دیکھکر حضرت خدیجہ رضؓ کی زبان سے جو الفاظ نکلے وہ تاریخ میں اس طرح بیان ہوئے ہیں کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (بخاری) ہے ہے ایسا نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دیگا آپ رشتوں کی پاسداری کرتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو دنیا سے

وما توفیقی الا باللہ۔

عظیم ہو چکے ان کو آپ نے اپنے اندر پیدا کیا ہے اور آپ جہاں فائز ہیں اور حق و انصاف کے راستے میں جو مصائب دنیا میں آپ کو پیش آتے ہیں ان میں آپ ان کی اعانت فرماتے ہیں۔"

حضرت خدیجہؓ کے یہ الفاظ اپنے اندر ایک نہایت وسیع مضمون رکھتے ہیں جس کی پوری گہرائی تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو دل و دماغ کے نازک احساسات سے اچھی طرح آشنا ہو۔ ان الفاظ میں اس محبوبی انڑکا خطوط مخفی ہے جو پندرہ سالہ خانگی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کے قلب پر پیدا کیا۔ جو خاوند اپنی روزمرہ زندگی کے واقعات سے اپنی بیوی کے دل و دماغ میں وہ ذرات پیدا کر سکتا ہے جن کا ایک چھوٹے پیمانہ کا فوٹو ان الفاظ میں آ جاتا ہے اس کی پاکیزہ خانگی زندگی اور حسن معاشرت کا اندازہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے

حضرت خدیجہؓ کا انتقال

حضرت خدیجہؓ ہجرت سے تین برس قبل انتقال فرما گئیں۔ ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور کہا جاتا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ گھر پر غم کے آثار نظر آتے رہے اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ ان کی وفات کے بعد جب کبھی ان کا ذکر آتا تھا آپ کی آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ان کی بہن آپ سے ملنے کے لئے آنے کی اجازت مانگی اور دروازہ پر آکر اندر آنے کی اجازت چاہی ان کی آواز مرحومہ خدیجہؓ سے بہت ملتی تھی یہ آواز سنکر آپ پر اس قدر بیخودی طاری ہوئی کہ اسی وقت اٹھ کر دروازہ کھولا اور بہت محبت سے ان کا استقبال کیا جب کبھی باہر سے کوئی چیز لیکر آتے تھے تو پہلے آپ لاکر حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو اس میں سے حصہ بھیجتے تھے اور اپنی زندگی تک آپ نے کبھی اس طریقہ کو نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ جب ستر کے قریب قیدی گرفتار ہوئے تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد یعنی زینب بنت خدیجہ کے خاوند ابوالعاص بھی تھے جو ابھی تک مشرک تھے زینب نے ان کے فدیہ کے طور پر مکہ سے ایک ہار بھیجا یہ وہ ہار تھا جو مرحومہ خدیجہؓ نے اپنی لڑکی کو جہیز میں دیا تھا آنحضرت صلعم نے اس ہار کو دیکھا تو خود بخود پگھل گیا اور حضرت خدیجہؓ کی یاد میں آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں آپ نے بہت بھری آواز میں صحابہ سے فرمایا یہ ہار خدیجہؓ نے زینب کو جہیز میں دیا تھا تم اگر پسند کرو تو خدیجہ کی یہ یادگار اس کی بیٹی کو واپس کر دو صحابہ کو اس کی دیر تھی انہوں نے فوراً واپس کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کی جگہ ابوالعاص کا یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ وہ مکہ جاکر زینب کو فوراً مدینہ بھیج دیں اور اس طرح ایک مسلمان خاتون (اور خاتون بھی وہ جو سرور کائنات کی محبوب بیٹی تھی) اور کفر سے نجات پا گئی۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زندہ بیوی کے متعلق کبھی جذبات رقابت نہیں پیدا ہوئے لیکن مرحومہ خدیجہؓ کے متعلق میرے دل میں بعض اوقات رقابت کا احساس پیدا ہونے لگتا تھا کیونکہ میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان سے بڑی محبت تھی اور ان کی یاد آپ کی دل کی گہرائیوں میں جگہ لئے ہوئے تھی۔

دوسری شادیاں

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کے ساتھ شادی کی اور ہجرت کے بعد تو حالات کی مجبوری کے ماتحت آپ کو بہت سی شادیاں کرنی پڑیں اور آپ کی خانگی زندگی دشواریاں بہت نازک اور پیچیدہ ہو گئیں مگر باایں ہمہ آپ نے عدل و انصاف کا ایک نہایت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور کسی ذاتی بات میں بھی انصاف کے میزان کو ادھر ادھر ہونے نہیں دیا آپ کا وقت آپس کی ترجیح آپ کا مال آپ کا گھر اسی الرتح آپ کی مختلف بیویوں میں تقسیم شدہ تھے کہ جیسے کسی جسم چیز کو ترازو میں تولکر تقسیم کیا گیا ہو اور اس خانگی بانٹ کے تقسیم میں آپ کی تمام زندگی حقیقتاً ایک مسافرانہ زندگی تھی اور آپ کا ہر دیگر اسی حیات آپ کے اس قول کی ایک زندہ تفسیر تھا جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لکن فی الدنیا کالغریب او عابر سبیل یعنی اے لوگ دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گذارنی چاہئے۔

بیویوں میں کامل عدل

مگر باوجود اس کامل عدل و انصاف کے آپ فرماتے تھے کہ اے میرے خدا اپنی طاقت کے مطابق اپنی بیویوں میں برابری اور مساوات کا سلوک کرتا ہوں لیکن اگر تیری نظر میں کوئی ایسا وصف ہے جس سے میں کوتاہ رہا ہوں اور جو میری طاقت سے باہر ہے تو مجھے معاف فرما۔ آپ کا یہ عظیم الشان انصاف اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ کے دل میں اپنی ساری بیویوں کی ایک سی ہی قدر اور ایک سی ہی محبت تھی کیونکہ یہ امر طبیعی سے ناممکن ہے اور خود آپ نے اپنے اقوال سے بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کو اپنی بعض بیویوں سے اور کی نسبت خوبیوں اور نیکی کی وجہ سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت تھی مگر آپ کا یہ انصاف محض انصاف کی خاطر تھا جسے آپ کی قلبی محبت کی فرق اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ مرض الموت میں جب کہ آپ کو سخت تکلیف تھی اور غشیوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی آپ دوسرے کے گھر نہیں جا سکتے تھے اور اپنے تمام سیاہ کو ضعف و نقاہت کی وجہ سے زمین کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے ذہنی باری بیوی کے گھر لے جانے کے خیال سے اپنی بیویوں کے گھروں میں دورہ فرمانے تھے حتیٰ کہ بالآخر جب آپ کی زوجہ نے آپ کی تکلیف کو دیکھکر اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ آپ عائشہؓ کے گھر میں آرام فرمائیں تو آپ نے اپنی باری خوشی سے چھوڑ دی ہیں۔ اس عدل و انصاف کے توازن کو فاضلہ کہتے کہ آپ کو اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ آپ کی موجودگی میں آپ کی بعض بیویوں کا کسی بات پر آپس میں کچھ اختلاف ہو گیا حضرت عائشہؓ ایک طرف تھیں اور بعض دوسری بیویاں دوسری طرف دوسری بیویوں نے غصہ میں آکر حضرت عائشہؓ کے ساتھ کسی قدر سختی کی باتیں کیں مگر حضرت عائشہؓ نے صبر سے کام لیا اور خاموش رہیں۔ ان کی خاموشی سے دلیر ہو کر ان بیگمات نے زیادہ سختی سے کام لینا شروع کیا جس پر حضرت عائشہؓ کو بھی غصہ آ گیا انہوں نے خوب جواب دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے اور آپ خوب جانتے تھے کہ اس معاملہ میں حضرت عائشہؓ حق پر ہیں اور حضرت عائشہؓ سے آپ کو دوسری بیویوں کی نسبت محبت بھی زیادہ تھی مگر چونکہ اس اختلاف کا کوئی علمی اثر نہیں تھا آپ بالکل خاموش رہے تاکہ دوسری بیویوں کے دل میں

یہ احساس تجدید ہوگیا کہ آپ عائشہ کی پاسداری فرماتے ہیں اسی وقت جب یہ نظارہ بدل گیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے ازراہ نصیحت فرمایا چونکہ تم حق بجانب تھیں جب تک تم خاموش رہیں تمہاری طرف سے خدا کے فرشتے جواب دیتے رہے لیکن جب تم نے خود جواب دینے شروع کئے تو فرشتے چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔

تعلیم و تادیب کا خیال

تعلیم و تادیب کا یہ حال تھا کہ آپ اپنے گھر میں ایک بہترین معلم اور معلم کی حیثیت رکھتے تھے اور کوئی موقع اصلاح و تعلیم کا ضائع نہیں جانے دیتے تھے قرآن شریف کی ایک مشہور آیت ہے قوا انفسکم و اھلیکم نارا یعنی اپنے مسلمانو اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال کو بھی ہر قسم کی معصیت اور گناہ اور دوسرے ضرر رساں رستوں سے بچاؤ آپ اس آیت پر نہایت پابندی کے ساتھ عمل پیرا تھے اور یہ آپ کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کی ازواج مطہرات اسلامی اخلاق و عادات اور اسلامی شعار کا بہت اعلیٰ نمونہ تھیں بشریت کے ماتحت ان سے بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی تھی لیکن ان کی غلطیوں میں بھی اسلام کی بو آتی تھی۔

حضرت عائشہ پر بہتان کا واقعہ

جب بعض شریر منافقوں نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور آپ کی زندگی بے چین ہو گئی اس بے چینی کے عالم میں آپ نے ایک دن حضرت عائشہ سے فرمایا۔ عائشہ اگر تمہارا دامن پاک ہے تو خدا عنقریب تمہاری بریت ظاہر فرما دے گا مگر دیکھو انسان بعض اوقات ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے لیکن اگر اس ٹھوکر کے بعد وہ سنبھل جائے اور خدا کی طرف جھکے تو خدا رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندے کو ضائع نہیں کرتا تم سے اگر کوئی لغزش ہو گئی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ خدا کی طرف جھکو اور اس کے رحم کی طلب جو حضرت عائشہ کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا اس خیال نے ان کے جذبات کو مزید ٹھیس لگائی گو سیر فیض تو نہ تھی اور میرا سرتاج بھی میرے متعلق اس قسم کی لغزش کا اسکان تسلیم کرتا ہے چنانچہ وہ تھوڑی دیر تو بالکل خاموش رہیں اور پھر یہ الفاظ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئیں صبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ یعنی میرے لئے صبر ہی بہتر ہے اور میں اس بات کے متعلق جو کہی جا رہی ہے خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتی اور نہ میں اپنے دکھ کی کہانی خدا کے سوا کسی سے کہتی ہوں یہ حضرت عائشہ کی غلطی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد بالا ان پر کوئی پکڑ نہیں کی تھی بلکہ بعض ایک اصولی نصیحت فرمائی تھی مگر آپ کے الفاظ نے حضرت عائشہ کے حساس دل کو چوٹ لگائی اور وہ اس غم میں اندر ہی اندر گھلنے لگ گئیں لیکن اس پر بھی زیادہ وقت نہ گذرا کہ حضرت عائشہ کی بریت میں وحی الٰہی نازل ہوئی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش ان کے قریب گئے اور انہیں مبارکباد دی حضرت عائشہ نے رقت بھری آواز میں جس میں کسی قدر رنج کی آمیزش بھی تھی جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں کسی کی شکر گذار نہیں ہوں بلکہ صرف اپنے خدا کی شکر گذار ہوں جس نے میری بریت فرمائی مسلمانوں کے سامنے اس وقت میرے یہ الفاظ کہنا بھی ایک غلطی تھی مگر پھر تو یہ غلطیاں کیسی پیاری غلطیاں ہیں جن سے ایمان و اخلاص کی بیپلیں اٹھ اٹھ کر دماغ کو معطر کر رہی ہیں اور یہ سب باغ و بہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

امہات المومنین کو نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں عموماً یہ نصیحت فرماتے تھے کہ تمہاری حیثیت عام مرد و نساء کی سی نہیں ہے بلکہ میرے تعلق کی وجہ سے تمہیں ایک بہت بڑی خصوصیت حاصل ہو گئی ہے اور تمہیں اسکے مطابق اپنے آپ کو بنانا چاہیئے بلکہ آپ نے فرمایا کہ تم مومنوں کی روحانی مائیں ہو جیسا کہ تمہارا روحانی باپ ہونا تمہیں ہر رنگ میں دوسروں کے واسطے ایک نمونہ بننا چاہیئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کرو گی تو خدا کی طرف سے تمہیں دوہری سزا ہو گی کیونکہ تمہارے خراب نمونے سے دوسروں پر بھی اثر پڑے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب جب کثرت کے ساتھ اموال آئے تو دوسرے صحابیوں کی طرح آپ کی ازواج نے بھی اس میں سے اپنی ضروریات کے مطابق حصہ مانگا آپ نے فرمایا اگر تمہیں دنیا کے اموال کی تمنا ہے تو میں تمہیں مال دیئے دیتا ہوں لیکن اس صورت میں تم میری بیویاں نہیں رہ سکتیں کیونکہ میں اپنی زندگی کو دنیا کے مال و متاع کی آلائش سے ملوث نہیں کرنا چاہتا، اور اگر تم میری بیویاں رہنا چاہتی ہو تو دنیا کے اموال کا خیال دل سے نکال دو سب نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ ہمیں خدا کے رسول کا تعلق بس ہے مال نہیں چاہیئے اور جب انہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے اموال کو ٹھکرایا تو خدا نے اپنے وقت پر ان کو دنیا کے اموال بھی دیئے۔

محبت و دلداری

مگر اس تعلیم و تادیب کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے محبت و دلداری کے طریق کو بھی کبھی نہیں چھوڑا حتیٰ الوسع آپ ہر بات میں اپنی بیویوں کے احساسات اور ان کی خوشی کا خیال رکھتے تھے ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت بے تکلفی اور تلطف سے بات کرتے اور باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے اپنے وقت کا بیشتر حصہ لازماً ان کے پاس گذارتے حتیٰ کہ سفروں میں بھی باری باری اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ رکھتے اور آپ کی عادت تھی کہ اپنی بیویوں کی عمر اور حالات کے مناسب ان سے سلوک فرماتے تھے حضرت عائشہ جب بیاہی ہو کر آئیں تو ان کی عمر بہت چھوٹی تھی انہی دنوں میں چند حبشی تلوار کا کرتب دکھانے کے لئے مدینہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی مسجد میں کرتب دکھانے کی اجازت دی اور آپ خود حضرت عائشہ کو اپنی اوٹ میں لیکر اپنے حجرہ کی دیوار کے پاس کھڑے ہو گئے اور جب تک حضرت عائشہ اس تماشے سے بھرپور حقیقت ایک فوجی تربیت کے خیال سے کرایا گیا تھا، سیر نہیں ہو گئیں آپ اسی طرح کھڑے رہے۔

ایک موقعہ پر جبکہ حضرت عائشہ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھیں آپ نے ان کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا جس میں حضرت عائشہ آگے نکل گئیں پھر ایک دوسرے موقعہ پر جبکہ عائشہ کا جسم کسی قدر بھاری ہو گیا

نہایت آپ دوڑے تو حضرت عائشہ پیچھے رہ گئیں جس پر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ھٰذا بذٰلک لا عائشہ اب اس دن کا بدلہ اتر گیا ہے۔

ایک دن حضرت عائشہ اور حضرت بنت عوف نے صفیہؓ کے متعلق مذاق مذاق میں کچھ طعن کیا کہ وہ ہمارا مقابلہ کس طرح کر سکتی ہے ہم رسول اللہ کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ آپ کی برادری میں سے آپ کی ہمپلہ ہیں اور وہ ایک غیر قوم میں سے ایک یہودی رئیس کی لڑکی ہے۔ صفیہؓ کے دل کو چوٹ لگی اور وہ رونے لگ گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو صفیہ کو روتے دیکھکر وجہ دریافت کی انھوں نے کہا عائشہؓ اور حفصہؓ نے آج ہمپر یہ چوٹ کی ہے آپ نے فرمایا واء یہ رونے کی کیا بات تھی تم نے یہ کیوں نہ جواب دیا کہ میرا باپ ھٰرون اور میرا چچا خدا کا ایک بزرگ نبی موسیٰ اور میرا خاوند محمد (صلعم) خاتم النبیین پھر مجھ سے بڑھکر کون ہو سکتا ہے بس اتنی سی بات سے صفیہ کا دل خوش ہو گیا۔

نوجوانی کی حالت میں طبیعتوں محبت کے جذبات زیادہ تیز ہوتے ہیں اور ایسا شخص دوسرے کی طرف سے بھی محبت کا زیادہ مظاہرہ چاہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو علم النفس کے کامل ترین ماہر تھے اس حقیقت سے بھی اپنی بیویوں کے مزاج کا خیال رکھتے تھے چنانچہ روایت آئی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ نے (جو آپ کی تمام بیویوں میں خود سال تھیں) کسی برتن سے منہ لگا کر پانی پیا جب وہ پانی پی لیکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو اٹھایا اور اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں سے حضرت عائشہ نے پیا تھا اس قسم کی باتیں خواہ اپنے اندر کوئی وزن نہ رکھتی ہوں مگر ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن معاشرت پر ایک ایسی روشنی پڑتی ہے جسے کوئی قابل نظر انداز نہیں کر سکتا۔

الغرض محبت میں تلطف و مداراۃ میں وفاداری میں تعلیم و تربیت میں تادیب و اصلاح میں اور پھر مختلف بیویوں سے عدل و انصاف میں آپ ایک ایسا کامل نمونہ تھے کہ جب تک نسل انسانی کا وجود قائم ہے دنیا کے لئے ایک مشعل ہدایت کا کام دیگا۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم۔

زنانہ تعلیم کی کتابیں

ذیل میں وہ کتابیں درج کی جاتی ہیں جو عورتوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے مفید ہیں اور سب خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہیں:-

بیوی کی تعلیم حصہ (پہلا) یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے ضخامت ۲۱۶ صفحے کاغذ معمولی لکھائی بہت کشادہ تاکہ عورتیں اور بچے پڑھ سکیں قیمت عہ

بیوی کی تربیت (زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ) ضخامت ۱۲۸ صفحے کاغذ دیسکانہ لکھائی چھپائی صاف اس میں مختلف لوگوں کے جواب ہیں مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے جدید سولہ سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے وہ کتاب میں درج کئے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ عہ

اولاد کی شادی (زنانہ تعلیم کا تیسرا حصہ) ضخامت ۲۰۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا شادی کی عمر۔ نسبت (دخانداں)۔ دولت۔ تعلیم و تربیت۔ صورت و شکل تندرستی۔ چال چلن اور مزاج و خصلت اشتہاری رشتے دور دراز مقامات کے رشتے تصویر کے ذریعہ رشتے۔ شیعہ سنی میں رشتے یورپین عورتوں کے رشتے بازاری عورتوں کے رشتے دیسی عیسائی عورتوں سے رشتے حق انتخاب رشتے میں شرائط کی ضرورت ہمارے زمانہ لغفلہ سوسری کے گھر کی شادیاں۔ بیوہ کی شادی۔ طلاق کے مسائل اور داماد کی شادی قیمت ایک روپیہ عہ

بچوں کی کہانیاں بالتصویر ضخامت معہ تصاویر ۹۶ صفحہ یعنی ۳۲ صفحے تصویروں کے میں کاغذ اور کہانی چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ تصویریں ہمارا جہ کرشن پرشد کی بنائی ہوئی نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ۔

یہ کتاب لیلیٰ خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں لڑکے اور لڑکیاں شوق سے ان کو پڑھتے ہیں قیمت صرف دس آنے ۱۰ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مدنی سردار کی روح

بیچین تھی

یزید پاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں بے یار و مددگار پا کر مظالم شروع کئے تو اس وقت سردار دو عالم کی روح بے چین تھی، سردار دو عالم کی روح کو بے چین کرنے والے واقعات کو اگر آپ پڑھنا چاہیں تو

کربلا نامہ

پڑھیے اس میں شہادت کے بچے واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس رونگٹے کھڑے کر دینے والی تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا۔ ترک وطن۔ امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت۔ ظالموں کی لعنت اور ملک کو جن جن کر جام شہادت پلانا۔ اہلبیت پر مظالم یہ کربلا کی انتہا درد انگیز تاریخ سے ہر شعر اور ہر جملہ درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہے زبان نہایت شستہ اور صاف سلیس واقعات بالکل سچے مزے لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔

قیمت ۱۲ر

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

ہمارے رسول کی سادگی

(از جناب مولوی عبدالرؤف صاحب غزنوی جامعہ نذیریہ لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک نشان آپ کی سادگی ہے اگر آپ اللہ کے برحق رسول اور خدا کے سچے پیغمبر رہتے تو جب آپ کو قوت و طاقت اور ملک و مال کی دولت حاصل ہوتی تبھی آپ اپنی ابتدائی سادگی کو چھوڑ کر دنیا کے عیش و آرام کرتے فراوانی شان و شوکت میں مصروف ہو جاتے کیونکہ نبوت کے مدعی کا مقصد ادعا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ طاقت و قوت اور مال و دولت حاصل کرے اور ان سے فیض ہو کر مال و دولت عیش و راحت کی پرستان زندگی بسر کرے۔

مگر سردار دو عالم محمد رسول اللہ کی زندگی کے ہر اک پہلو کو دیکھو کہ وہ کس قدر سادہ تھی، اور شروع سے آخر تک سادگی کے زیور سے آراستہ رہی، کیا یہ بات قابل حیرت نہیں کہ آپ کی زندگی کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ مجبوری کی سادگی تھی کیونکہ شان و شوکت اور راحت و آرام کے اسباب لیعنی حکومت اور مال و دولت ہی کیا تھا، ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے والے خدا کے بزرگ و برتر نے دین کی مصلحت دنیا و آخرت ہی کے ساتھ دنیا کی طاقت و حکومت اور مال و دولت کی فراوانی ہی اور ازلی قسمت ہی تھی لیکن دنیا کی سب فراوانی و بلندی کے بعد بھی آقائے دو جہان کی مسلمان زندگی میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور جس طرح کہ میں غریبوں کی طرح سادگی کے ساتھ زندگی بسر فرماتے تھے دنیاوی جاہ و جلال کے حصول کے بعد بھی اسی طرح زندگی بسر کرتے رہے کیا یہ عجیب نبوت و رسالت کی صداقت کا نشان نہیں ہے۔

اس کے علاوہ رسول اللہ کی سادگی سے خود مسلمان اپنی زندگیوں کو بہت کچھ سنوار سکتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کے تنزل اور پستی کے متعدد اسباب کے ایک سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے آقا محمد رسول اللہ کی سادگی کو چھوڑ کر تکلف و شان کی زندگی بسر کرنی اور سادگی کے تمام محاسن یعنی محنت جفاکشی کفایت شعاری کے صفات حسنہ سے رفتہ رفتہ زائل ہو گئے اور تکلف و تعیش کی زندگی کے لوازم و مضر نتائج کاہلی سستی محنت و جفاکشی سے احتراز و گریز کی عادت نادانی کے اندر جگہ پکڑ گئی اور جس قوم کے اندر محنت و جفاکشی کی جگہ کاہلی پستی سادگی کے بجائے تکلف و تعیش اور کفایت شعاری کے بجائے اسراف و فضول خرچی کی عادات پیدا ہو جاتی ہیں سمجھ لو کہ اس کا ستارہ اقبال آج نہیں تو کل ضرور غروب ہو کر رہے گا چنانچہ یہی ہوا کہ مسلمانوں نے اپنے سردار دو عالم کی سادہ زندگی کے اتباع سے منہ موڑ کر اپنی قبر آپ کھودی اور اوج و عروج کے تخت اقبال سے گر کر پستی و تنزل کے غار ہلاکت میں گر گئے۔

لیکن یہ شمع ہدایت جس کی روشنی میں عزت و اقبال کی راہیں ملنے لگی تھیں اور عروج و عظمت کے منازل میں صدیوں زندگی بسر کی تھی تھی آج بھی اسوۂ حسنہ اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی صورت میں روشن اور ضیا بار ہے اور اگر اسی روشنی میں ہم اپنی زندگی کی راہ طے کریں تو وہ شمع ہدایت آج بھی ہم کو تخت عزت و عروش اقبال تک پہنچا سکتی ہے۔

اس لیے رسالہ مولوی کے رسول نمبر کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کا ایک رخ پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس کی روشنی میں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں گے اور ان کو رسول اللہ کی زندگی کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے۔

رسول اللہ کی مسلمان

ایک شخص کس قسم کی زندگی بسر کرتا ہے اس کا رہن سہن اس کے رہنے کا مکان اور کپڑا کھانا آسائش کے ساتھ جنس گوئی کی جا سکتی ہے کہ اس کی کیسی قسم کی زندگی گذرتی ہے اگر مکان بہت سے کمروں سے ہو لمبا چوڑا صحن ہو مکان مستقل ہے اور نہایت ہی پر تکلف طریق پر آراستہ ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صاحب مکان پر تکلف زندگی بسر کرنے کا عادی ہے اور اگر باوجود قدرت رکھنے کے مختصر مکان میں رہتا ہے سادہ سامان ہی نہایت مختصر ہے اور آسائش و زیبائش کی کوئی سازوسامان نہیں تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس مکان کا مکین سادہ زندگی بسر کرنے کا عادی ہے کیونکہ باوجود اس امر کی قدرت رکھنے کے شاندار مکان بنا سکتا اور بیکلف نہایت آراستہ کر سکتا ہے پھر بھی مختصر اور غیر آراستہ مکان میں رہتا ہے تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ سادگی کو پسند کرتا ہے مختصر مکان جب یہ بھی معلوم ہو کہ اس مکان کا مکین نہایت فیاض اور سخی بھی ہے تو یہ بھی خیال اور کیونکہ اس کی وجہ سے رہنے کا یہ طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ مزاج کی سادگی اور روش دنیا سے بے توجہی اصل وجہ ہے۔

ہر ہلال کا خانہ نبوت کی کیفیت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے خانۂ خدا یعنی مسجد ہی کی بنا ڈالی اور اسی کے ساتھ مسجد ہی کے ملحق دو حجروں کی بھی بنیاد رکھی کیونکہ اس وقت تک صرف دو ہی ازواج مطہرات تھیں یعنی حضرت عائشہ اور حضرت سودا رضی اللہ عنہا اس کے بعد جس قدر ازواج مطہرات میں اضافہ ہوتا گیا حجروں میں اضافہ ہوتا گیا یہ حجرے بھی اینٹوں سے بنائے گئے تھے ان حجروں کی چھت کھجور کی شاخوں سے مسقف کر دی گئی تھی اور ان پر مٹی سے لپائی کر دی گئی تھی اور کھجوروں اور درختوں کے چھڑے اور کالے کمبلوں کے پردے ڈال دیئے گئے تھے ان حجروں کے چوکھٹوں کی لمبائی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے اونچی نہ تھی یہ تھا وہ کاشانہ نبوی جس پر دنیا کے بادشاہ نہیں بلکہ شہنشاہ تمامت فرماتے تھے۔

ان حجروں کے لئے جو سامان آرائش و زیبائش ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے واضح ہو کہ اس کاشانۂ نبوت میں چارپائی تک نہ تھی بلکہ سردو عالم فرش

خاکہ پر جھکا کر بڑی بیماری استراحت فرماتے تھے جس کے نشانات جبہت مبارک پر پڑ جاتے تھے جنانچہ صحابہ کرام ان نشانات کو دیکھ کر رو پڑتے تھے۔

کاشانہ نبوت کی یہ حالت کچھ ابتدا میں نہ تھی بلکہ جب مال و مال آپ کو حاصل ہوا اور شہروں اور ملکوں سے خراج آنے لگا اور مال غنیمت کے انبار جمع ہونے لگے اس وقت بھی یہ شہنشاہ دارین اسی جھونپڑے میں اسی سادہ سامان کے ساتھ رہتے تھے اور آخر عمر تک اسی جھونپڑے میں اسی حالت میں رہتے رہے یہاں تک کہ اس پہلے حجرہ میں وفات ہوئی اور وہیں حضور مدفون ہوئے۔

کپڑے اور کھانا

دوسری علامت سادگی لباس اور طعام ہے اگر رزق برق لباس ہوگا تو اس شخص کی زندگی پر رشک پڑے گی اور معلوم ہو جائیگا کہ یہ شخص عیش و آرام کا بندہ ہے اور تکلف کی زندگی کا عادی اور پابند ہے اسی طرح کھانا اگر پر تکلف کھاتا ہے اور نواع و اقسام کے لذیذ اطعمہ و اشربہ تناول فرماتے ہیں تو اس سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ یہ شخص تکلف زندگی بسر کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہمیشہ ہی نہایت سادہ اور معمولی رہا ہے ایک تہمد اور ایک جبہ اللہ اللہ ڈھکنے کے لئے ایک معمولی دستار بس یہی تقریباً ساری عمر آپ کا لباس رہا اور بعض ایک ہی چیز کو بیچ دیا کرتے تھے یعنی دس پانچ جوڑے تو ایک طرف رہتے اکثر وبیشتر یہ کیفیت رہتی تھی کہ انھیں کپڑوں کو دھو کر اور خشک کر کے پہن لیا کرتے تھے یہی رہتے کے لئے دوسرا جوڑا نہ ہوتا تھا بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ باہر جانے کے وقت اس وجہ سے کہ کپڑے دھوئے ہوئے ہیں کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے پھٹے ہوئے کپڑے ہی پہنے رہے تھے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی یاد رکھیئے کہ اپنے کپڑے حضور خود ہی دھو بھی لیا کرتے تھے اور ان میں خود ہی پیوند بھی لگا لیا کرتے تھے اور اپنے دست مبارک سے اپنی ٹوپی بھی سی لیا کرتے تھے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہی حالت ساری عمر رہی بعض اس وقت بھی جبکہ آپ بادشاہ اقلیم جیسے ہو گئے تھے جوڑے پہن سکتے تھے اور جوتوں میں موقع تکلف کر سکتے تھے اس وقت بھی وہی ایک جوڑا اٹھا کر پہن لیتے تھے اور جوتوں میں معمولی تکلف جانتے تھے۔

کھانے کی کیفیت بھی ایسی تھی کہ اکثر تو نہ ہی سے سابقہ رہتا تھا کہ کھانا تناول فرماتے تو نہایت سادہ کبھی خالی روٹی، کبھی کبھی خالی روٹی اور زیتون کبھی سرکہ اور کھجور کبھی خالی کھجور کبھی دودھ روٹی کبھی تنہا گوشت ہی ہے جسے بھر بسے مزاج اقدس کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر دستہ قسطوں یا مقدمہ کھانے دعوت ولیمہ کے مواقع پر ہوتے تو جو کھانا پیش کیا جاتا اس سے پیٹ بھر لیا کرتے تھے اور دستہ خواں پر زیادہ اقسام کھانے کی پسند نہ فرماتے تھے اور کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا خواہ کیسا ہی کھانا ہوا پوری رغبت سے تناول فرما لیتے کبھی برے کھانے پر ناک بھوں نہیں چڑھائی اور غلبہ ساری عمر کبھی کسی اچھے کھانے کی فرمائش نہیں کی اگرچہ اچھے کھانے پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور چیزوں کو مرغوب تھیں ان پر بھی اپنی پسندیدگی ظاہر فرمائی ہے مثلاً ہرا کدو لیعنی

کدو، دست کا گوشت اور دودھ وغیرہ

دربار رسالت کی سادگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سادگی کا ایک نمونہ تھی اگرچہ حضرت کے بعد بال بادشاہت کی کوئی کمی نہ رہی تھی اگر حضور چاہتے تو اپنے دربار کو بادشاہوں کی طرح مزین و آراستہ کر سکتے تھے دیبا و حریر کا فرش اور قاقم و سنجاب کے پردے ڈلوا سکتے تھے اور اس نشست کے لئے نہایت نرم و نفیس مگر رنگین اور قیمتی مسند تجویز کر سکتے تھے مگر حضور سرور عالم نے ایسا نہیں کیا۔ رنگین مگر دبیز چٹائیوں اور فرش کی کیا کہ کھجور کی ٹاٹ اور کبھی کبھی صرف چٹائی ہی ہوتا تھا کنکریلی پتھریلی زمین اور خاک کا فرش تھا جس پر آپ بغیر کسی آسایش کے فیصلہ دیدیا کرتے تھے اپنے لئے کوئی امتیاز مخصوص نہیں فرمایا تھا جو آپ کے لئے کوئی تکیہ ہوتا تھا نہ فرش بلکہ جملہ صحابہ کی طرح آپ بھی ایک طرف بیٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ کوئی اجنبی آتا تو وہ آپ کو نہ پہچان سکتا کہ رسول خدا کون ہیں اور اگر کبھی تکیہ ہوتا اور کوئی نیا شخص آتا تو اٹھا کر الگ رکھ دیا کرتے تھے اور اپنی چادر بچھا کر بیٹھ جاتے تھے آپ کی مجلس میں امیر و غریب سب برابر تھے مفلس و نادار بھی بے تکلف حضور تک پہنچ جاتے تھے بلکہ غریبوں کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ان کی دلداری و حاجت براری زیادہ تر ہوتی تھی اگر کچھ عطیہ فرماتے تو انہی کی طرف توجہ فرماتے خواہ مخواہ کسی امیر کی طرف کبھی التفات نہ ہوتا تھا بلکہ امیر و غریب سب کو برابر سمجھتے تھے کسی کی طرف پر اسے التفات سے بات نہ کرتے اور کبھی کسی کا نے محسوس نہ ہونے دیتے تھے کہ آپ کسی سے ناراض ہیں اور یہ باتیں اگر سپہ گری کی باتیں ہوتیں تو ایسی ہی ہوتیں اگر سپہ گری کا اظہار ہوتا تو آپ کی شان کے خلاف نظر آتا۔

یہ تھی وہ سادگی جس کو ہمارے دربار میں کبھی جگہ نہ ملی اور جس کے ادنیٰ خلاصہ کے نمونے دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں نظر آتے ہیں۔

مسجد نبوی کی تعمیر

مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے اسی مسجد سے اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی اور اسی کی تعمیر میں آپ نے نفس نفیس شرکت کی دوسرے اصحاب کی طرح آپ بھی مٹی اور گارا ڈھوتے تھے

خندق کی کھدائی

غزوہ خندق میں بھی دوسرے اصحاب کی طرح آپ بھی کدال اور بیلچہ لے کر خندق کھودنے میں مشغول تھے جب صحابہ کرام آپ کے علاقہ خود ایک لمحہ کے لئے ان کو یہ گوارا نہ تھا کہ آپ کو کسی زحمت و تکلیف کا سامنا ہو باوجود اصحاب کرام کے باصرار روکنے کے دوسروں کی طرح ایک معمولی کی طرح کاموں میں مشغول تھے اور یہ مشغولیت ایسی حالت میں تھی کہ آپ فاقہ سے تھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔

پھر یہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسی جنگ میں آپ دانوں کو معمولی

پوگیداروں کی طرح اپنی امت کے مشغولوں وغیرہ سے حفاظت کے لئے پہرہ دیتے تھے۔

اس قسم کے کام عموماً معمولی سپاہی انجام دیا کرتے ہیں مگر یہاں جنرل کیا معنی دنیا و دین کے بادشاہ کی یہ کیفیت تھی اور بادشاہ بھی وہ جس کے قدموں کے تلے مسلمانوں کی روحیں اور ران کے دل بچھے ہوئے تھے اور جو آنحضرت کے پسینہ کی جگہ بیچ بیچ اپنا خون بہانا اور اپنی جانیں فدا کرنا اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

حضور کا جنگل سے لکڑیاں لانا

ایک اور واقعہ منقول ہے جس سے آنحضرت کی سادگی پر روشنی پڑتی ہے ایک دفعہ آپ سفر میں جا رہے تھے راستہ میں قیام ہوا اور کھانے کا بندوبست ہونے لگا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں کام بانٹ لئے کسی نے اپنے ذمہ آگ سلگانے کی خدمت لی کسی نے گوشت تیار کرنے کی کسی نے برتن مانجھنے کی کسی نے آٹا گوندھنے کی کسی نے روٹی پکانے کی چنانچہ آنحضرت نے بھی آقائے دو عالم سرور کونین محمد رسول اللہ نے بھی جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت اپنے ذمہ لی جنانچہ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ اور ہماری جانیں آپ پر قربان جائیں کہ یہ کام بھی ہم سب مل کر لیں گے آپ تکلیف نہ فرمائیے مگر حضور نے اس کو قبول نہیں فرمایا اور جنگل سے لکڑیاں جا کر اٹھا لائے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ آنحضرت نے کوئی آسان کام اپنے ذمہ نہیں لیا کیونکہ جنگل میں جا کر لکڑیاں فراہم کرنا پھر وہاں سے لکڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھا کر لانا دوسرے کاموں سے مشکل اور سخت ہی تھا سب سے آسان کام آگ سلگانا تھا اس کے بعد برتن مانجھنا پھر گوشت بنانا آٹا گوندھنا مگر حضور نے کافی سخت کام اپنے سر لیا۔

دوسرے حالات

حضور کی خانگی اور پبلک دونوں زندگیاں زیور سادگی سے مزین تھیں آپ کی عام حالت یہ تھی کہ باوجود یکہ شہنشاہ کونین تھے مگر سلام میں ہمیشہ پہلے مصافحہ کی حالت میں خود اپنا ہاتھ بڑھا دیتے فرماتے تھے جب تک کہ دوسرا نہ چھوڑ دے کوئی گفتگو کرتا تو پوری توجہ سے سنتے تھے اپنا پورا چہرہ اس کے سامنے کر دیتے اور جب تک وہ کلام ختم نہ کر دیتا آپ نہ وہاں سے ہٹتے اور نہ اس کی طرف سے توجہ ہٹاتے۔ غریب بیوہ لونڈیوں اپاہجوں بیواؤں اور بڑھیاؤں کا کام شوق سے کر دیتے تھے جہاں کی نوبت اپنے دست مبارک سے بجا لاتے یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک کافر آپ کی مہمان ہوا حضور نے اپنے ہی حجرہ میں اپنے مقدس و مبارک بستر پر اس کو سلایا اور گھر میں جس قدر کھانا تھا سب اس کو کھلا دیا وہ سارا کھانا کھا گیا رات کو اس کو بیضطی ہوگئی اور وہیں بستر مبارک پر اس نے غلاظت کی اور اس کو بالکل گندہ کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی بھاگ گیا تاکہ اس بے ادبی گستاخی اور بدتمیزی کی اس کو سزا نہ ملے۔ واضح ہو کہ بستر کو اس نے ازراہ عداوت خراب کیا تھا حضور صبح کو اپنے مہمان کی خبر گیری کے لئے حجرہ میں تشریف لے گئے تو یہ حالت دیکھی آپ کو اس کے چلے جانے کا افسوس ہوا کہ خدا معلوم کس تکلیف میں گیا اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے اس بستر کو دھونا شروع کیا دوسرے کی غلاظت کو دھونے سے ہر شخص کو گھن آتی ہے مگر حضور نے کسی کو اس کے دھونے کا حکم نہیں دیا بلکہ صحابہ نے بہتیرا کہا کہ یہ بستر کو ہم دھو لیں مگر آپ نے اسی کو پسند فرمایا کہ اپنے مہمان کی گندگی خود دھوئیں۔

اتفاق سے کافر مذکور اپنی تلوار بھول گیا تھا اہل عرب تلوار کو بہت عزیز رکھتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ سونے کی زنجیر بھول گیا تھا بہرحال اس کو لینے کے لئے واپس آیا تو اس نے شہنشاہ جن و انس کو اس گندہ کئے ہوئے بستر کو دھوتے دیکھا یہ دیکھکر وہ بے اختیار مشرف باسلام ہوگیا۔

ان واقعات کے علاوہ آپ کے احکام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج میں بجد سادگی تھی اور مسلمانوں کو بھی سادہ زندگی بسر کرانے کی خواہشمند تھے چنانچہ مردوں کے لئے ریشمیں کپڑوں کے استعمال کو ناجائز ٹھہرانا اور اسی طرح چاندی سونے کی تمام استعمالی چیزوں کا استعمال ناجائز قرار دینا اس امر کی دلیل ہے کہ حضور خود بھی سادہ زندگی بسر فرماتے تھے اور اپنی امت کو بھی سادگی کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھنے کے آرزو مند تھے۔

دنیا اور دین کا ایک بادشاہ جو صرف اعظاء و جوارح پر ہی حکومت نہیں کرتا تھا بلکہ اسکی حکمرانی کا سکہ قلوب و ارواح پر چلتا تھا آپ نے دیکھا کہ اس کی زندگی کس قدر سادگی سے بسر ہوتی تھی اور یہ نہیں کہ زندگی کے کسی خاص شعبہ میں سادگی تھی بلکہ اس کی زندگی اور اس کی حیات طیبہ کے جس گوشہ کو دیکھئے اسے سادگی کے زیور سے مزین و آراستہ پائیگا۔

یہی نمونہ تھا جسکی پیروی نے عہد رسالت کے مسلمانوں کو دین اور دنیا کی سرفرازی بخشی تھی اور وہ اقوام عالم اور ملل دنیا میں سب سے ممتاز ہو گئے تھے حالانکہ اسلام لانے اور رسول عربی کے فضائل حسنہ اور اخلاق حمیدہ کا اتباع کرنے سے قبیل وہ عالم انسانیت میں سب سے بدتر تھے مگر ایک ذات مقدس تھی جس نے اپنے اعمال و افعال اور اقوال سے اس قوم وحشی کی کایا پلٹ دی جس سے بڑھکر ذلیل و خوار و غبی و ضال دنیا کے پردہ پر کوئی دوسرا نہ تھا۔

لیکن آج انھیں بزرگوں کی اولاد انھیں واجب الاحترام ہاتھوں کے بیٹے اور انھیں اسلاف کے اخلاف ہم ہیں کہ جو اس روی حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ اب اس کے بعد دوسرا درجہ وہی ہو سکتا ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اسلاف کو نکالا تھا کیا ایک لمحہ کے لئے ہم اپنی موجودہ پستی و تنزل کے اسباب پر غور و تامل کی نظر ڈالیں گے؟

زنانہ اسلامی گیت

اس میں مسلمان بچیوں اور عورتوں کے لئے نہایت ہی اعلیٰ اخلاقی مضامین کی نصیحت آموز نظمیں درج کی گئی ہیں جن کے گھر میں عورتیں اور لڑکیاں تعلیم یافتہ ہیں وہ گیت گانا کہ صرف اپنے بلکہ دوسرے کے اخلاق پر برا اثر ڈالتی ہیں ان گیتوں میں یہ کتاب ضرور جاننی چاہیئے تمام فضول گیتوں کی بجائے یہ اخلاقی اور نصیحت آموز گیت پڑھی جائیں قیمت ۵ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رسول کریمؐ کے احسانات عورتوں پر

(از محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی محمد یوسف صاحب مونگیری)

اسلام سے قبل نوع انسانی کے اس نصف حصہ کے ساتھ دنیا کا جو سلوک تھا وہ تاریخ کے صفحات پر اب بھی موجود ہے مختلف قوموں کی تاریخ اور مختلف مذاہب کی روایات اور مذہبی احکام پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کسی قوم اور کسی مذہب نے بھی (عورت) کی وہ حیثیت قائم نہیں کی جس کی وہ مستحق تھی اور جسے صرف رسول کریم صلعم کی پاک تعلیم نے قائم کیا ہے آج جبکہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلے ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے تمام اہل مذاہب مسلمانوں کے پیش پوش رہکر اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی تمدن کا مشاہدہ کر چکے ہیں ہر مذہب اپنی جگہ پر عورت کو اعلیٰ حیثیت دینے کا مدعی ہے اور عملاً اس کی کوشش بھی کر رہا ہے لیکن اصلیت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اسی رسول برحق صلعم کی تعلیم کے اثرات ہیں جس نے اب سے تیرہ سو سال قبل اس کمزور اور مظلوم جنس کی حمایت کی تھی ورنہ ان کی اپنی مذہبی کتابوں میں ایسی تعلیمات کا کہیں پتہ نہیں ہے۔

اس وقت اگرچہ مجھے صرف اپنے محسن اعظم اپنے پیارے نبی محمد صلعم کے احسانات کا ذکر کرنا ہے لیکن آپ کی مبارک تعلیم کی خوبیوں کو زیادہ واضح کرنے کے لئے دیگر مذاہب کی تعلیمات میں سے چند باتیں بطور نمونہ لکھتی ہوں۔

عرب میں عورت کی حیثیت

اسلام سے پہلے عرب میں عورت کی کیا حیثیت تھی اس کے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ بحیثیت بیوی وہ شوہر کی ایسی ملکیت تھی جو وراثتاً منتقل بھی ہوتی تھی ایک مرد حقیقی عورتوں سے جتنا شادی کر سکتا تھا عقد مناکحت اس قدر کمزور تھا کہ ذرا ذرا سی بات میں طلاق دیدی جاتی تھی اور بحیثیت بیٹی وہ اس قابل بھی نہ تھی کہ زندہ دفن کر دی جانے

مسیحیت میں عورت

مسیحیت جو اپنی نرمی اور ہمدردی کے لئے مشہور ہے اس نے بھی صنف نازک پر کوئی مہربانی نہیں کی حضرت مسیح نے نہ صرف تجرد کو تاہل پر ترجیح دی بلکہ ایسے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا ذریعہ بتلایا ہے اور خود بھی کبھی نہ شادی نہیں کی پھر انجیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی والدہ کے ساتھ بھی ان کا سلوک کچھ اچھا نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ مسیح بزرگ اس مظلوم طبقہ ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے آج بھی بہت کچھ اصلاح کرنے کے باوجود مسیحی ممالک میں عورت کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے شادی ہونے کے ساتھ ہی ساری جائداد شوہر کی ملکیت ہو جاتی ہے اور وہ خود بالکل نہیں دست رہ جاتی ہے پھر وہ اپنے باپ کی جائداد میں اپنے بھائیوں کے ساتھ شریک نہیں ہے بلکہ جب تک کوئی ایک وارث بھی موجود ہو تو کہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو صرف یہ ہی نہیں بلکہ مذہبی طور پر بھی وہ سب سے پہلی گناہگار ہو گئی ہے اس کی وجہ سے تمام بنی نوع انسان گناہگار ہو گئے یہ وہ عقیدہ ہے جو صنف نازک اور راسخ العقیدہ مسیح بزرگوں کی نفرت اور حقارت کی بنیاد ہے۔

ہندو دھرم میں عورت

ہندو دھرم کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہے وہ تو اس اجنبی مخلوق کو قطعاً ناقابل اعتماد سمجھتا ہے جس پر کبھی بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا رانی کرشنا کی صبر و استقلال اور ستیاجی کی طرح امثال وفا شعاری بھی اس بے اعتمادی میں کوئی کمی نہیں کر سکی ہندو قوانین کی رو سے شادی وکنیا دان یعنی خیرات اس کی قبولیت کا نام ہے بیوی ایک ایسی چیز ہے جو شوہر کو بطور خیرات ملی اس لئے وہ جائز طور پر اسکی ملکیت ہے شوہر کے گھر میں اس کی حیثیت بالکل خادمہ کی ہے اس کا فرض شوہر اور اسکے گھر والوں کی خدمت گذاری ہے لیکن اس کا حق کچھ بھی نہیں اگر شوہر مر جائے تو بیوی کو بھی ساتھ ہی زندہ جل جانا چاہیئے کیونکہ اس کی اپنی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے عاطفہ کی جذبات کی وہ چیز ہیں جو انسان کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور اسکی آرام و عافیت کے لئے پیدا کی گئی ہیں عورت بھی انھیں میں سے ایک ہے درانحالیکہ ہندو عورت کا کوئی حصہ نہیں ہے آریہ سماج باوجود اس ترقی و تہذیب کے زمانہ میں مہم لینے کے بیوی کو شوہر کی ایسی ملکیت سمجھتی ہے جسے وہ جب چاہے جہاں چاہے اور جتنے داموں کے لئے چاہے منتقل کر سکتا ہے آریہ سماج کے عقیدہ کے مطابق عورت کے قالب میں ہمیشہ ایک گناہگار روح ہوتی ہے کیونکہ ازروئے تناسخ بعض گناہوں کی سزا میں روح کو عورت کا قالب دیا جاتا ہے غرضکہ کسی مذہب اور کسی زمانہ میں مظلوم طبقہ نسواں کی اس ذلت اور بیچارگی کو دور کرنے اور اس کو اس ظلم سے جس کی وہ تختہ مشق بنی ہوئی تھی نجات دینے کی کوشش نہیں کی سوائے ایک اور صرف ایک ہی مقدس ہستی کے جسے خدا نے رحمت للعالمین یعنی تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا سارا وجود سراسر رحمت الٰہی تھا اس کے لطف و کرم نے خدا تعالیٰ کی اس مخلوق کو اس قعر ذلت سے جس میں انسانوں نے اسکو ڈال رکھا تھا نکالا اس کے غصب کردہ حقوق واپس دلوائے اور اس کی اس عزت اور حیثیت کو قائم کیا جو اس کے خالق نے اس کو عطا فرمائی تھی۔

اسلام میں عورت کی حیثیت

آپ نے بتایا کہ عورت بھی خدا تعالیٰ کی ویسی ہی مخلوق ہے جیسے مرد انسانیت میں اس کی بھی وہی حیثیت ہے جو مردوں کی ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کے قرب کو عورت بھی انہیں شرائط کی پابندی کر کے حاصل کر سکتی ہے جو مردوں کے لئے مقرر ہے اس کے نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ویسی ہی مقبول ہیں جیسے مردوں کے آپ نے

فرمایا المرأۃ اذا صلت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت ایک یا دو اور عفیفہ جو احکام شریعت کی پابند ہو جنت میں جس دروازہ سے چاہے داخل ہو سکتی ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور روحانی ترقیات کا کوئی درجہ بھی مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے عورتیں بھی اپنے اعمال کے مطابق تمام مدارج طے کر سکتی ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (نساء) یعنی جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں مردوں اور عورتوں کو واضح الفاظ میں نیک اعمال پر یکساں انعام کی بشارت دی گئی ہے اسلام نے ذہنی معیار میں مرد و عورت میں کوئی تفریق قائم نہیں کی ہے انسانی زندگی کا اصل مقصد بھی خدا تعالیٰ کا قرب ہے اور اس کی رضا مندی حاصل کرنے کا دروازہ دونوں پر برابر کھلا ہوا ہے جن نیکیوں کے کرنے اور بری عادات کے چھوڑنے کا مردوں کو حکم دیا گیا ہے ان کی عورتوں کو بھی اسی طرح ہدایت کی گئی ہے اور جن سے عورتوں کو روکا گیا ہے انہیں سے مردوں کو بھی روکا گیا ہے اور عبادت کے عورتوں کو ثواب کہا گیا ہے کہ کسی پابندی سے دونوں کو آزاد کیا گیا ہے دونوں ہی کے نیک اعمال پر بہشت کا وعدہ ہے عورت کا بھی یہی درجہ ہے جو مرد کا ہے عورت کی فطرتی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض مخصوص رعایتیں بھی کر دی گئی ہیں جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

عورت بحیثیت ماں

ماں کی حیثیت سے عورت کا درجہ مرد سے بہت بلند ہے اسی لئے قرآن کریم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا عام حکم دیتے ہوئے ماں کے ساتھ ایک امتیازی شان سے احسان کرنے کا حکم دیا ہے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے آپ نے فرمایا تیری ماں پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا تیری ماں پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا تیری ماں پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ ماں کی زیادہ خدمت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زندگی کا بڑا حصہ اولاد کی خدمت میں گزرتا ہے اور اولاد کی پرورش کی خاطر وہ بہت سی تکلیفیں برداشت کرتی ہے اور بے انتہا مشقت اٹھاتی ہے اس لئے اولاد پر ماں کے احسانات باپ سے زیادہ ہیں۔

والدین کے حقوق کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (بنی اسرائیل ع ۳) ان باپ سے اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے کبھی بھی اف تک نہ کہو نہ ان کو جھڑکو بلکہ ان سے نرمی کی بات کرنا اور مہربانی سے اپنی عاجزی کا بازو ان کے سامنے جھکا دینا اور دعا کرنا اے رب میرے ان پر رحم کر جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالنے کے لئے رحم کیا تھا۔

کتنی پاکیزہ تعلیم ہے کہ نہ صرف تم اپنے بڑھاپے والدین کے ساتھ مہربانی کا

بلکہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کے حضور بھی ان کے لئے رحم کی دعا کرو۔ یہاں ماں کے حقوق اگر زیادہ نہیں تو باپ سے کم بھی نہیں بتائے گئے ہیں ماں باپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کا حکم دینا ایک ایسی خوبی ہے جو صرف اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

عورت بحیثیت بیوی

عورت کی سب سے زیادہ اہم لیکن ساتھ ہی سب سے زیادہ مظلومانہ حیثیت وہ ہے جو بیوی کے نام سے موسوم ہے اسی وجہ سے صنف نازک کے محسن اعظم رسول کریم صلعم نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بہت زیادہ تاکید کرتے ہوئے آپ نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی سے سب سے اچھا ہے اور میرا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ تم سب سے اچھا ہے کیا دلنشین اور حسن سلوک کے لئے کتنا ترغیب دلانے والا کلام ہے یہ ایک بڑی صداقت ہے جس سے بیوی کی حیثیت اور عزت بڑی طرح ظاہر ہوتی ہے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا گویا ایک کار ثواب قرار دیا گیا ہے۔

کسی نے آپ سے بیوی کے حقوق دریافت کئے تو آپ نے فرمایا جو کھانا خود کھاؤ اسے بھی کھلاؤ جو کپڑے پہنو انہیں بھی پہناؤ انہیں کبھی برا کہو نہ مارو اور اگر کوئی ناگوار بات دیکھو تو اس سے کبھی جدا نہ ہو۔ ان فقروں کے الفاظ پر غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اسی حیثیت سے بیوی کا درجہ بلند کیا گیا ہے اور کس طرح اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور بیوی کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جس طرح تم اپنے شوہر کو دیکھتے ہو اسی طرح وہ بھی تمہیں دیکھتا ہے اس لئے تمہیں اس کی امانت کی بھی پوری پوری نگہداشت کرنی چاہئے۔ بیوی کا یہ فرض ہے کہ اس کی عزت و آبرو اور مال کی حفاظت کرے اور اس کی غیر حاضری میں بھی ایسی حرکت نہ کرے جو شوہر کی ناراضگی کا باعث ہو۔

بیوی کے حقوق کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف شوہروں پر بیویوں کے جو حقوق ہیں اسی طرح بیویوں پر شوہروں کے بھی حقوق ہیں۔ تو تمام مذاہب کے مقابلہ میں بیوی کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے اور جس طرح اسلام نے بیوی کو اپنے شوہر کی ملکیت سے آزاد کیا ہے وہ بھی اسلام ہی کا حصہ ہے۔ اسلام سے پہلے نہ صرف تمدنی حیثیت سے بیوی کے حقوق تلف ہو رہے تھے بلکہ مذہبی حیثیت سے بھی اس کے حقوق کو کچلا جا رہا تھا۔ اسلام ہی نے بیوی کو اس کے حقوق دلائے ہیں اور جس طرح تم اپنے حقوق کی ادائیگی چاہتے ہو اسی طرح ان کے حقوق بھی ادا کرو۔

بہرحال ہر بیوی کے احسانات کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ خدا تعالیٰ نے تمہارے درمیان پیار اور رحمت رکھ دی ہے یعنی شوہر اور بیوی کے درمیان پیار اور محبت کا تعلق ہونا چاہئے۔

ایک دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (نساء ع ۳) اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو اگر وہ تمہیں پسند نہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تم جس چیز کو ناپسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بہت خوبیاں رکھی ہوں سبحان اللہ کس خوش اسلوبی کے ساتھ حسن معاشرت کی تلقین کی گئی ہے یہ ممکن ہے تمہاری بیوی کسی وجہ سے

تمہیں ناپسند ہو لیکن اس حالت میں بھی تم اس کے ساتھ بد سلوکی مت کرو خدا تعالیٰ کی نہاں در نہاں حکمتوں کو کون جانتا ہے تمہیں کیا معلوم ہے شاید اسی میں تمہارے لئے بھلائی پوشیدہ ہو تم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو اور اسکے حکم کے ماتحت باوجود اپنی ناپسندیدگی کے حسن سلوک سے پیش آؤ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے خیر وبرکت کا ساماں پیدا کر دیگا کیا وہ نیکی اور کسی مذہبی کتاب میں بھی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ایسی تلقین کی گئی ہے۔

رسول کریم صلعم کو عورتوں کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے جو آخری خطبہ حج کے موقع پر عرفات میں دیا تھا اس میں بھی تمام مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا "لوگو! کچھ حقوق تمہارے عورتوں کے ذمہ ہیں اور کچھ حقوق ان کے تمہارے ذمہ ہیں اپنی بیویوں سے رحم سے پیش آؤ تم نے خدا کو حاضر وناظر جان کر ان سے شادی کی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے بموجب وہ تم پر حلال کی گئی ہیں پس تم نے خدا تعالیٰ کی ذمہ داری پر ان کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔ ہمارے محسن نبی کریم صلعم کو اپنی آخری وصیت کے وقت بھی ہماری فلاح وبہبودی کا خیال تھا آپ نے نہایت مؤثر طرز میں عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ اللھم صلی علی محمد وبارک وسلم۔

عورت بحیثیت بیٹی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف دختر کشی کی جو ظالمانہ رسم کو قطعاً ممنوع قرار دیا بلکہ آپ نے لڑکیوں کے ساتھ لطف ومحبت سے پیش آنے کی بھی تاکید فرمائی چنانچہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ اس سے بہتر کوئی خیرات نہیں ہو سکتی کہ تو اپنی لڑکی کی مدد اور خبر گیری کرے جبکہ وہ تیرے پاس آئی ہو اور سوائے تیرے اس دنیا میں اس کا کوئی مددگار نہ ہو۔ کس خوبی کے ساتھ آپ نے بتایا کہ اگر تمہاری لڑکی کسی وجہ سے قابل امداد ہو گئی ہو تو تم کو ضرور اس کی مدد کرنی چاہیئے ایسی حالت میں اسکی مدد کرنا بہترین نیکیوں میں سے ہے۔

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا "جس کو خدا لڑکیاں دے اور وہ ان کے ساتھ سلوک کرے تو یہ لڑکیاں اس شخص کے لئے دوزخ کی آگ سے پردہ ہو جائیں گی" پھر آپ نے فرمایا "جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی وہ اور میں قیامت میں یوں ہوں گے پھر آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں یعنی ایسا شخص میرے ساتھ ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں حالات بہت کچھ بدل چکے ہیں لیکن تیرہ سو سال قبل کے حالات پر غور کرنے والا آسانی کے ساتھ آپ کے ارشادات کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہے وہ ہستی جس کے دنیا میں آنے کو ایک مصیبت اور اپنے لئے ذلت خیال کرتا تھا اس کی محبت کو آپ نے والدین کے دلوں میں قائم کیا اور بتایا کہ تمہاری لڑکیاں بھی تمہارے چہرہ محبت کی ویسی ہی حقدار ہیں جیسے لڑکے۔

عورت کے عام حقوق

رسول کریم صلعم نے فرمایا "عورت اور یتیم کے بارہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرو" چونکہ یہ دونوں کمزور طبقے ہیں اس لئے آپ نے تاکید فرمائی کہ ان کی کمزوری کی وجہ سے ان کی حق تلفی مت کرو اور خدا سے ڈر کر ان کے حقوق ادا کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ تم سے باز پرس فرمائے گا۔

تمام قوموں نے عورتوں کو محروم الارث قرار دیا تھا۔ لیکن صرف اسلام ہی نے عورتوں کے حق وراثت کو تسلیم کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا ۔ جو مال واسباب والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں مردوں کے لئے حصہ ہے اور ایسا ہی جو مال واسباب والدین یا اقربا چھوڑ جائیں اس میں عورتوں کے لئے حصہ ہے مال تھوڑا ہو یا بہت بہرحال ان کے لئے مقررہ حصہ ہے۔

ایک مسلم عورت اپنے والدین یا دیگر اقربا کی جائداد کی ایسی ہی مالک ہے جیسے مرد اور پھر وہ اپنی جائداد کی خود مالک ہے جس پر اس کے شوہر یا دیگر رشتہ داروں کا کوئی قبضہ نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا (ف ۴ ع ۳)

اے ایمان والو تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم اپنی بیویوں کی مرضی کے خلاف ان کے مال کے وارث بن جاؤ۔ بیوی اپنی جائداد کی خرید وفروخت اپنی مرضی سے کر سکتی ہے اور اسکی آمدنی کی کلیتہً مالک ہے۔

مسلم عورت کا ایک اور حق اس کا مہر ہے جو نکاح کے وقت شوہر کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جاتا ہے اور جسکی ادائیگی شوہر پر فرض ہے یہ عورت کے حقوق کی حفاظت اور اس کی ان ضروریات کے لئے جن کا پورا کرنا شوہر پر فرض نہیں ہے مقرر کیا گیا ہے۔

عورتوں کے ان تمام حقوق پر جو بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں غور کرو کیا کسی اور مذہب کسی اور بادی ومصلح نے بھی کبھی جنس کی اتنی حمایت کی ہے؟ یا دینی ودنیاوی طور پر اتنی اعلیٰ حیثیت اور اتنی عزت دی ہے یا بحیثیت انسان ہونے کے اس کے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے اتنا انتظام اتنی تاکید کی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ صرف رحمۃ للعالمین صلعم ہی کی ذات مبارک تھی جو صنف نازک کی فلاح وبہبودی کے لئے تڑپ رہتی تھی اور جس نے ان کے لئے وہ کچھ کیا جس سے زیادہ ممکن نہیں ہے پس کتنے عزت واحترام اور مسنی محبت کے قابل ہے وہ مقدس وجود جو آسمان کے نیچے ہمارا سب سے بڑا محسن ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

مومنز انگلش ٹیچنگ میتھڈ

المعروف

سونگی چرٹ یا

شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے بہت فروخت ہوئی ہے قیمت صرف عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

وصال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(از آقائی حضرت علامہ الواحدی مدیر نظام المشائخ)

کہ فتح ہو چکا۔ مسلمان آزادی کے ساتھ کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنے لگے۔ کفار قریش سمجھ گئے کہ خدا کے اس رسول پر سچے دل سے ایمان لے آئے جو خود الٰہی کے قبیلہ میں پیدا ہوا تھا اور جس کے وہ اب تک جانی دشمن بنے ہوئے تھے مسلمانوں کی تکلیفیں اور مصیبتیں ایک ایک کرکے سب ٹل گئیں اب نہ پھیس کوئی جلتی ہوئی گرم ریت پر لٹاتا ہے اور نہ ان کے سینوں پر بھاری بھاری پتھر رکھے جاتے ہیں اب نہ کنیزیں صرف اس خطا پر پیٹی جاتی ہیں کہ انہوں نے دین اسلام قبول کر لیا اور نہ غلاموں کی بیڑے میں طبر لپٹائی ہے کفار کے حملوں کے اندیشے اور آئے دن جنگ کے خطرات اضافہ ماضی بن چکے تھوڑے سے بہودیوں اور نصرانیوں کے سوا ملک عرب میں سکان توحید کا نام و نشان نہ رہا۔ تمام ملک میں امن و امان قائم ہو گیا صنعت و حرفت تجارت غرضکہ ہر قسم کے کاروبار جاری ہو گئے غریب اور مفلوک الحال مسلمان دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھانے اور بے فکر ہو کر رات کو سونے لگے۔ دین فطرت کی تکمیل ہو چکی اور خدائی نعمتیں جو انسان کو ملنی تھیں مل چکیں خدائے قدوس کا پیغام عرب میں تو گھر گھر پہنچ چکا اور دوسرے ملکوں میں اس کے پہنچانے کے انتظامات ہونے لگے خدا کے پیغامبر نے اپنا کام بوجہ احسن انجام کو پہنچا دیا اب وہ وقت آگیا کہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں واپس جائے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و تممت علیکم نعمتی یعنی آج تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں ختم کر دیں کی آیت نازل ہو چکی اور سورہ نصر یعنی اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا اللہ کی مدد بھی آگئی فتح بھی حاصل ہو گئی اور اللہ کے دین میں لوگ جوق در جوق داخل بھی ہونے لگے تو اب کیا رہ گیا تھا صرف یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح و استغفار میں اپنا وقت گذاریں اور یہ اشارہ تھا اس طرف کہ اب آپ کا کام دنیا میں پورا ہو چکا اب ہماری طرف لوٹنے کی تیاری کیجئے یہ سورہ حجۃ الوداع کے موقعہ خاص یوم النحر کے دن منیٰ میں نازل ہوئی تھی اور حجۃ الوداع پر جو خطبہ آپ نے مسلمانوں کو سنایا اس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کا کیا مطلب تھا یہ حج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا اور اس کے صرف نو دن کے بعد آپ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اس حج میں مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع ہوا تھا اور آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں اپنی تعلیمات کا گویا عطر انڈیل دیا ہے وہ خطبہ یہ ہے:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر خدائے واحد کے سوا اللہ کوئی معبود نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اپنے بندہ کو فتح عطا کی اور اکیلے تمام جتھوں کو پسپا کر ڈالا تمام تعریفیں اسی خدا کے لئے ہیں ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے مغفرت مانگتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمد اسی کا ایک بندہ اور پیغامبر ہے۔ لوگو میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں صرف چار چیزیں ہیں (۱) خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ (۲) کسی کی ناحق جان نہ لو (۳) زنا نہ کرو (۴) چوری نہ کرو۔

لوگو میرے بعد کوئی نبی نہ آئیگا۔ اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہ ہوگی۔ سنو اس سال کے بعد شاید تم مجھے نہ دیکھو گے محو اپنی طرح سن لو شاید اس سال کے بعد تم مجھے پھر کبھی نہ دیکھو گے۔ علم اللہ جانے سے پہلے مجھ سے علم سیکھ لو کیا تم سنتے نہیں۔ لوگو سنو اپنے پروردگار کی عبادت کرو پانچ وقت کی نمازیں پڑھو۔ رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے رب کی جنت میں خوش خوش داخل ہو جاؤ۔ لوگو! میری سنو میں نہیں جانتا کہ شاید اس سال کے بعد میں تم سے اس جگہ پھر کبھی مل نہیں سکوں گا شیطان تمہاری اس سرزمین میں پوجے جانے سے نا امید ہو گیا ہے لیکن اگر ان باتوں میں بھی اس کی اطاعت کی جائے جنھیں تم اپنے اعمال میں بالکل معمولی خیال کرتے ہو تو اتنے میں بھی راضی ہو جائے گا لہٰذا اپنا دین شیطان کے ساتھ اس سے بچائے رہو۔

اے لوگو اپنی عورتوں پر تمہارا حق ہے اور ان کا حق تم پر ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بستر کے پاس کسی ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور کوئی کھلی ہوئی بدکاری عمل میں نہ لائیں اگر وہ ایسا کریں تو تمہیں خدا کی طرف سے اجازت ہے کہ ان کا بستر الگ کر دو اور انھیں مارو بھی مگر ایسی مار نہیں جو سخت ہو۔ عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ خوش ہو کر انھیں کھانا کپڑا دو۔ عورت اپنے گھر سے بغیر شوہر کی اجازت کے کچھ خرچ نہ کرے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا کھانا بھی کسی کو نہ دے تو آپ نے فرمایا کھانا بھی نہیں۔ کیونکہ وہ ہمارا افضل ترین مال ہے۔ پھر عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس تمہارے بھروسہ پر ہیں اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتیں تم نے انھیں اللہ کی امانت پر لیا ہے اور اللہ ہی کے نام پر اپنے لئے انھیں حلال جانو کیا سنتے ہو۔ لوگو میری ہی بات سنو میں نے خدا کا حکم تمہیں پہنچا دیا خدا نے میراث میں ہر ایک کا حصہ مقرر کیا ہے اب وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں رہی۔

قرض واپس کیا جائے، احسان کا بدلہ ادا کیا جائے۔ ضامن پر تاوان پڑے گا پس جس کسی کے پاس کوئی امانت ہو لوٹا دے۔ سنو صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے نہ میرے اہل بیت کے لئے اونٹنی کا ایک روان چکی میں لیکر فرمایا حلی کہ اس روئیں کے برابر بھی نہیں سنو ناروا کشت قتل کا خون بہا بھی اتنا ہی ہے کہ جتنا قتل عمد کا۔ اگر کسی چابک یا لاٹھی سے ہوا ہے تو خون بہا سو اونٹ ہیں جن میں چالیس گابھن اونٹنیاں بھی شامل ہوں گی۔ ہر شخص اپنے جرم کا ذمہ دار خود ہے باپ کا جرم بیٹے کے سر نہ پڑے گا اور نہ بیٹے

کے جرم کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

لوگو! میری سنو اور زندگی پاؤ۔ خبردار ظلم نہ کرنا۔ خبردار ظلم نہ کرنا کسی شخص کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔ لوگو اگر تم ایک زرخرید سیاہ فام نکٹے حبشی غلام کو بھی سردار بنا لو تو اس کی بھی سنو اور اس وقت تک اس کی اطاعت کرتے رہو جب تک وہ تم میں کتاب اللہ قائم رکھے۔

لوگو! اور تمہارے غلام! تمہارے غلام! اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو اگر ان سے کوئی ایسی خطا ہو جائے کہ جسے تم معاف کرنا نہیں چاہتے تو ان خدا کے بندوں کو بیچ ڈالو مگر تکلیف ہرگز نہ دو۔

خبردار خبردار میرے بعد گمراہ اور کافر نہ ہو جانا کہ ہم ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگو دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ غیر حاضروں تک یہ سب پہنچا دیں کیونکہ بسا اوقات دوسروں کی زبان سے سننے والے براہ راست سننے والوں سے زیادہ سمجھ لیتے ہیں لوگو میری بات سنو اور خوب سمجھ لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس کسی کو روا نہیں کہ اپنے بھائی کی کسی ایسی چیز پر قبضہ کرے جو اس نے خوشی سے نہیں دی ہے دیکھو آپس میں ظلم نہ کرنا۔

میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جس کے ہوتے ہوئے تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے بشرطیکہ اسے مضبوطی سے پکڑے رہے وہ کیا ہے ایک کھلی ہوئی چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

اس حج کے دوران میں دو واقعے اور بھی ایسے ہوئے ہیں جو قابل ذکر ہیں کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ خدا کو کونسا جہاد سب سے زیادہ پسند ہے آپ نے فرمایا "کلمہ حق جو ظالم حاکم کے منہ پر کہا جائے"۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص آپ سے صدقے کے مال میں سے کچھ مانگنے کو آیا آپ نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا اور یہ دیکھ کر کہ وہ تندرست اور مضبوط ہے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں اس میں سے تمہیں کچھ دیدوں ورنہ اس میں دولتمندوں اور کمانے کے قابل طاقتور لوگوں کا ذرا سا بھی حصہ نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا بالکل آخری حصہ کسی نہ کسی خفیف بیماری اور نزاع کی نارسائی میں گذرا ہے عمر ہی کافی ہو چکی تھی اس لئے ضعف پیری بھی لاحق ہو گیا تھا اور نفل نمازیں آپ اکثر بیٹھ کر ہی ادا فرماتے تھے اپنی وفات کا علم آپ کو کچھ عرصہ پیشتر ہی سے ہو گیا تھا اسی لئے مرض الموت سے بھی بہت پہلے آپ نے لوگوں سے اکثر اس طرح گفتگو فرمائی ہے کہ گویا رخصت ہو رہے ہیں۔ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا تھا کہ اب میرا وقت قریب آ پہنچا۔ معاذ بن جبل کو جب آپ نے یمن کی طرف بھیجا ہے تو رخصت کرنے کے لئے ان کے گھوڑے کے ساتھ کچھ دور تک پیدل مشایعت لے گئے اور پہلے تو اشاعت اسلام کے متعلق فرمایا کہ اسلام اس تیزی سے پھیلے گا کہ اس میں داخل ہونے کیلئے عورت شوہر پر تشدد کرے گی، بیٹا باپ سے آگے نکلنا چاہے گا اور بھائی بھائی پر سبقت لیجانے کی کوشش کرے گا۔ اور پھر فرمانے لگے "معاذ شاید اس سال کے بعد تو مجھے نہ پائیگا اور لوٹ کر شاید میری اس مسجد اور قبر کو دیکھے گا" اس پر معاذ آپ کی جدائی کے خیال سے رونے لگے تو آپ نے منع فرمایا کہ معاذ رو نہیں رونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے" اور پھر مدینہ کی جانب منہ کر کے فرمایا کہ مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوں گے جو پرہیزگار ہیں خواہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں اس ۱۰ھ کے ماہ صفر کی ۲۸ تاریخ تک آپ کو کوئی خاص شکایت نہ تھی رات ہونے تک آپ بالکل اچھے تھے اور اس روز حضرت عائشہ کے گھر تھے ان کا بیان ہے کہ آدھی رات کو آپ یکایک تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ بقیع کے مردوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں پھر اپنے خادم کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور قبرستان میں جا کر دعا مانگی اور واپس آئے اسی رات کی صبح سے آپ بیمار ہو گئے یہ بیماری شدید دوسرے کے ساتھ شروع ہوئی اور اسی وجہ سے دوران علالت میں آپ برابر سر مبارک پر پٹی باندھے رہے اس کے بعد بخار چڑھا جو بہت ہی تیز تھا اور اس کی شدت کم کرنے کے لئے آپ بار بار غسل کرتے اور پانی میں ہاتھ بھگو بھگو کر اپنا چہرہ تر کرتے رہتے اس قدر شدید کرب اور ایسی سخت تپ کے باوجود آپ نے ازواج مطہرات کی باری میں فرق نہ آنے دیا اور جب خود چلنے سے معذور ہو گئے تو عین بی بی کی باری ہوتی ان کے ہاں چادر پر ڈال کر لیجائے جاتے لیکن جب حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی تو آپ جناب عائشہ کے گھر ٹھہر گئے اور باقی ازواج مطہرات نے اپنی اپنی باری حضرت عائشہ کے حق میں معاف کر دی یہ واقعہ وفات سے صرف ایک ہفتہ پہلے کا ہوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ کی دوسری ازواج نے اپنی اپنی باری میرے گھر رہنے کی اجازت دیدی تو آپ اپنے خاندان کے دو آدمیوں کے سہارے سے حضرت میمونہ کے گھر سے نکلے، سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور کمزوری سے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے اس حال سے جب میرے گھر پہنچے تو مرض کا غلبہ اور زیادہ ہو گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے افاقہ ہونے پر پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے میں نے کہا نہیں آپ کا انتظار ہے فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو پانی رکھ دیا گیا تو آپ نے غسل کیا لیکن جب اٹھنے لگے تو پھر بیہوش ہو گئے پھر افاقہ ہونے پر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی میں نے پھر یہی جواب دیا کہ آپ کے منتظر ہیں پھر آپ نے طشت میں پانی رکھوایا اور غسل کیا لیکن پھر اٹھتے وقت بیہوشی طاری ہو گئی تیسری مرتبہ ہوش آنے پر آپ نے نماز کے متعلق دریافت کیا اور معلوم ہونے پر کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں پھر غسل فرمایا لیکن اس مرتبہ خود جانے کا ارادہ نہ کیا بلکہ حکم دیا کہ ابوبکر سے کہو نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ اس پر میں نے کہا کہ یا نبی اللہ ابوبکر رقیق القلب انسان ہیں اور ان کی آواز کمزور ہے قرآن پڑھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں اس پر آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکر نماز پڑھائیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرا خیال تھا کہ جو کوئی بھی رسول اللہ صلعم کی جگہ نماز پڑھانے کھڑا ہوگا اسے لوگ برا خیال کریں گے اس لئے میرا دل نہ چاہتا تھا کہ میرے باپ سے لوگوں بد لیا جائے چنانچہ میں نے حفصہ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم سے کہو کہ ابوبکر نماز

رونے لگیں گے اور ان کی آواز لوگوں کو نہ سنائی دے گی اگر آپ اجازت دیں تو عمر رضؓ نماز پڑھا دیں جب حضرت حفصہؓ نے یہ کہا تو آپ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میرے پیچھے نہ پڑو تم یوسف والیاں ہو۔ ابوبکرؓ سے کہہ دو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی۔

آثار علالت میں ایک روز آپ کی طبیعت کسی قدر بحال ہو گئی اور ظہر کے وقت جب حضرت بلالؓ نے آکر اطلاع دی تو آپ نے اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیدیا تھا لیکن آپ دو آدمیوں کا سہارا لیکر مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے آپ کو دیکھکر جگہ سے ہٹنے لگے لیکن آپ نے منع فرما دیا اور آگے بڑھکر ان کے بائیں جانب جا کر بیٹھ گئے۔

ایک روز حضرت بلالؓ نے آکر نماز کی اطلاع دی تو فرمایا بلالؓ میں خدا کا حکم پہنچا چکا، اب جس کا جی چاہے نماز پڑھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے پھر فرمایا کہ ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کو کہدو، حضرت ابوبکرؓ امامت کر رہے تھے کہ آپ خود بھی حجرہ سے برآمد ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ آپ سیاہ چادر اوڑھے تھے اور چہرۂ مبارک سفید کاغذ کی طرح تھا حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ نے اشارہ کیا کہ نماز پڑھے جاؤ۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کو بارہ دن گذر گئے تو پیر کے روز دوشنبہ کا تھا اس روز جو آپ صبح کو اٹھے تو اگرچہ بہت کمزور تھے لیکن بہت خوش وخرم تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ "فجر کی نماز ہو رہی تھی حضرت ابوبکرؓ امام تھے کہ یکایک امیر المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا دروازہ کھلا اور ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کھڑے ہیں اور ہماری صفوں اور نماز کی ترتیب دیکھکر مسکرا رہے ہیں جمال نبوی کو دیکھکر لوگ خوشی سے اس قدر فرفتہ ہوئے کہ قریب تھا کہ نماز میں فتنہ پڑ جائے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر حسین وجمیل نہ دیکھا تھا حضرت ابوبکرؓ امامت سے پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے منع فرما دیا اور جب نماز ختم ہو چکی تو نہایت بلند آواز سے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا کہ "مبشرات نبوت میں سچے خواب کے سوا کچھ باقی نہیں رہا جسے مسلمان سوتے میں دیکھے سنو مجھے رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے رکوع میں خدا کی عظمت ظاہر کرو اور سجود میں خوب گڑگڑا کر دعا مانگو کیونکہ اس حال میں دعا قبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ لوگو دوزخ بھڑکا دی گئی فتنے تاریک رات کی طرح آ پہنچے والله تم مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتے میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال ٹھہرائی اور اسی کو حرام بتایا ہے جو قرآن میں حرام ہے اے خاندان عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہ آؤں گا۔ اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں خدا کے مقابلہ میں تیرے دل ہی کام نہ آؤں گا۔ اے صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی اور رسول اللہ کی پھوپھی، اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی ثواب خداوندی کے لئے عمل کرو میں خدا کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا خود مجھ سے جو چاہو مانگ لو پھر فرمایا کہ اے لوگو تم میں سے جس کسی کو کوئی مصیبت میرے بعد پیش آئے اسے میری موت کو یاد کر کے دل کو تسکین دے لینی چاہئے کیونکہ میری امت میں کسی کو بھی اتنی بڑی مصیبت لاحق نہیں ہو سکتی جتنی میری موت سے لاحق ہوگی"

مسجد سے آپ پھر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لائے اور حضرت اسامہ کو حکم دیا کہ اپنی فوج لیکر خدا کی برکت کے ساتھ روانہ ہو جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی انتہائی تنگدستی اور عسرت میں بسر ہوئی تھی لیکن آخری بیماری سے پہلے کہیں سے کچھ اشرفیاں آگئی تھیں جن میں سے بانٹ دینے کے بعد بھی چھ یا سات باقی رہ گئی تھیں وہ آپ نے حضرت عائشہؓ کو دیدی تھیں کہ خرچ کر دیں وہ ان علالت میں آپ کو ان اشرفیوں کا خیال آیا اور آپ نے پوچھا کہ وہ سونا کیا ہوا حضرت عائشہؓ نے کہا میرے پاس ہے آپ نے وہ سب دینار منگوائے اور انھیں اپنی ہتھیلی پر چکر کر کہا اور فرمایا کہ "محمد اپنے رب کی بابت کیا سمجھتا ہے اگر ان دیناروں کی موجودگی میں اس سے جا کر ملتا یہ محمدؐ میں سے کیا باقی چھوڑتے اگر انھیں لیکر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتا۔

اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں سرور کائنات کو جن باتوں کا سب سے زیادہ خیال تھا اور جنھیں آپ بار بار دہرا رہے تھے وہ نماز، غلاموں کے ساتھ نیک سلوک، پیغمبروں کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا اور جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کا اخراج ہیں، حالت سکرات میں بھی آپ کو فلاح امت ہی کی فکر تھی اور بار بار فرماتے تھے کہ یہود ونصاریٰ پر خدا کی مار جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے خوب جان لو کہ خدا کے نزدیک بدترین خلائق وہ ہیں جنھوں نے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے کبھی فرماتے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہنے پائیں، کبھی کہتے کہ حجاز اور نجران کے یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو اور پھر فرماتے الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم یعنی نماز نماز اور اپنے غلاموں کے حقوق۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے سب سے آخری وصیت یہ کی کہ جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہنے پائیں۔

حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ یوصی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وما ملکت ایمانکم حتی ظننت انہ لیتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر نماز زکوٰۃ اور غلاموں کی بابت وصیت کرتے رہے یہانتک کہ روح پرواز کر گئی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح وغیرہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں موجود ہیں جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اس مصلح اعظم اور خدا کے آخری پیغمبر کو اپنے آخری لمحوں میں بھی یہی فکر تھی کہ امت کے دل پاکیزہ اور صاف ہو جائیں ان میں ایک امام کے اقتدا کی عادت راسخ ہو جائے ان میں کامل مساوات قائم ہو جائے جزیرۃ العرب ان کا مرکزی مقام بنا رہے اور وہ خدا کو چھوڑ کر نبیوں کی قبر کو نہ پوجنے لگیں۔

بالکل آخری وقت میں بھی آپ کو اپنے منہ اور دانتوں کی صفائی کا خیال تھا چنانچہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے خواہش کی کہ مسواک چبا کر اور نرم کر کے دیدیں اور پھر مسواک کرتے ہی کرتے آپ کی انگلیوں سے مسواک گر گئی اللہ نے ایک طرف کو جھکا دی چند لمحوں کے بعد آپ میں

پھر فرداً فرداً جمع ہوئی اور آواز بھاری ہو جائے گی باوجود فرمانے کے الرفیق الاعلیٰ مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقاً۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اسی حالت میں جبکہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ نے طشت طلب فرمایا اور پیشاب کیا پھر آپ کا سر مبارک جو میرے شانہ پر رکھا تھا جھک گیا میں سمجھی میرا سر چھونا چاہتے ہیں چنانچہ میں جھکی اور چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا تو آپ بہت ہی آہستہ آہستہ فرما رہے تھے اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں یہ سمجھی کہ آپ بے ہوش ہو گئے میں نے سنہ پر کپڑا ڈال دیا لیکن روح مبارک پرواز کر چکی تھی فنا فی طائر اس قفس عنصری کو پرواز کر چکا تھا اور امت کا عاشق رسول ہمیشہ کے لئے اس دار فانی کو الوداع کہہ چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حادثہ عظیم ۱۳۔ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کسی معمولی آدمی کی وفات نہ تھی کہ یونہی خاموشی سے گذر جاتی آپ صرف دینی اور مذہبی پیشوا ہی نہ تھے بلکہ دنیاوی لحاظ سے آپ کی حیثیت بادشاہ عرب کی ہو گئی تھی آپ کی وفات سے مسلمانوں میں تہلکہ مچ گیا اور حضرت عمرؓ کی تو یہ حالت ہوئی کہ ان کے منہ سے کف جاری تھے اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھے ہوئے لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلعم ہرگز نہیں مرے ہیں اور جو کوئی آپ کو مردہ کہیگا میں اسے قتل کر دوں گا لوگ اس سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں تھے کہ یکایک حضرت ابوبکرؓ روتے ہوئے مسجد نبوی میں آئے اور سیدھے حجرے کی طرف بڑھے چلے گئے چارپائی کے قریب پہنچکر رخ انور سے کپڑا ہٹایا انا للہ پڑھا اور حضرت دانوس کے ساتھ کہا کہ رسول اللہ صلعم فوت ہو گئے پھر آپ چلے آپ کی بینائی کو کئی بار پکڑ کر

اور جبار و انبیاء و اصفیاء اور اخیار کہتے رہے اور پھر لے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان تو زندگی اور موت دونوں حالتوں میں طیب و طاہر ہے کچھ دیر دعا میں کرنے کے بعد آپ باہر مسجد میں گئے اور اپنی وہ معرکۃ الآرا تقریر کی جس نے شمع اسلام کو گل ہونے سے بچالیا اور جس کی بدولت مسلمان ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ ہو گئے آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

اے لوگو تم میں سے جو کوئی محمدؐ کی پوجا کرتا تھا تو اس کا خدا محمد تو فوت ہو گیا لیکن جو کوئی خدا کی عبادت کرتا تھا تو اس کا اللہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں رب العزت نے محمد صلعم سے فرمایا تھا انک میت و انھم میتون (تو مر جانے والا ہے اور یہ سب بھی مر جانے والے ہیں) پھر یہ کلام پاک کی یہ آیت پڑھی کہ

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین (محمد صرف ایک پیغامبر ہے اس سے پہلے سب رسول مر چکے ہیں تو کیا اگر وہ مر جائے گا یا قتل کر ڈالا جائیگا تو تم پچھلے پیروں لوٹ جاؤ گے حالانکہ جو لوٹ جائیگا وہ خدا کو ذرا سا بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا لیکن خدا شکر گذاروں کو عنقریب بدلہ دے گا)

یہ آیت سنتے ہی لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں اور حضرت عمرؓ بھی چونک کر تعجب سے بولے کہ کیا یہ آیت قرآن میں موجود ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کچھ جواب نہ دیا اور کہا کہ کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام یہ خطبہ کافی بڑا ہے اور بخوف طوالت اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس خطبہ کا نہایت اچھا اثر ہوا اور سب لوگ ہوش میں آگئے اور تجہیز و تکفین کی فکر میں ہونے لگیں حضرت علیؓ نے آپ کی میت کے مطابق آپ کو غسل دیا اور پھر سقیفہ کے مشورہ سے آپ حجرہ ہی میں آپ کے لئے قبر کھودی گئی اور خدا کی اس مظہر کو جہاں

یہ مضمون حضرت علامہ ابوالکلام آزاد کی کتاب "رسالت نامہ" سے ماخوذ ہے جو عنقریب شائع ہو رہی ہے

جب نفسی نفسی کا شور برپا ہوگا

جب کوئی کسی کا ساتھ نہ دیگا اس وقت ہر مسلمان سرور عالم کے قدموں میں لوٹکر اپنی شفاعت کے لئے منتظر ہوگا لیکن یہ تمنا صرف وہی پوری کر سکیں گے جو عاشق رسول ہیں آپ بھی مسلمان ہیں اور آپ کو بھی پیارے نبی سے محبت ہوگی اگر آپ اپنے دلی محبوب کے حالات پڑھکر اپنے ایمان کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں تو آردو زبان کی سب سے مستند کتاب

رسالت نامہ

پڑھیئے یہ اسلامی تاریخ ہی ہے سوانح رسول بھی ہے یہ سیلاد نامہ بھی ہے اس میں آپکے وہ تمام حالات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں خود پڑھئے عورتوں کو سنایئے بچوں کو پڑھکر سنایئے زبان نہایت شستہ ہے رسالت نامہ کی مختصر فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے **قیمت عہ**

اسلام کی ابتداء۔ عرب کی جہالت۔ رسول عربی کا جلوہ افروز ہونا۔ رضاعت۔ مدینہ کا پہلا سفر۔ شام کا پہلا سفر۔ نبوت سے پہلے حضور کی عزت۔ آغاز رسالت کا طلوع۔ دعوت اسلام۔ بلاکشان اسلام۔ اسلام کی پہلی ہجرت۔ رسول عربی کے ساتھ کافروں کا سلوک۔ ہجرت۔ ہجرت کا پہلا سال۔ مدینہ میں داخلہ یہودیوں کا مسلمان ہونا۔ اذان کی ابتدا۔ ہجرت کا دوسرا سال۔ تحویل قبلہ۔ آغاز اسلام۔ بدر کی لڑائی۔ حضرت فاطمہ زہرا کی شادی۔ فرضیت صوم۔ عید الفطر ہجرت کا تیسرا سال۔ احد کی لڑائی۔ شہدائے احد۔ ہجرت کا چوتھا سال۔ واقعہ رجیعہ۔ ہجرت کا پانچواں سال۔ واقعہ رکب اخزاب کی لڑائی۔ ہجرت کا چھٹا سال فرضیت حج۔ صلح حدیبیہ۔ بادشاہوں کو دعوت اسلام۔ ہجرت کا ساتواں سال خیبر کی لڑائی ادائے عمرہ۔ ہجرت کا آٹھواں سال فتح مکہ خطبہ فتح مکہ۔ ہجرت کا نواں سال۔ تبوک کی لڑائی حجۃ الوداع و مسالہ نبوی۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

رسول اللہ غیروں کی نظر میں

(نوشتہ عبدالسلام خلدان مدیر مولوی)

دنیا کے ہادیان مذاہب وادیان میں صرف رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات اقدس ہی جو سب سے زیادہ تنقیدی توجہ کی مستحق سمجھی گئی ہے اور جس کے اخلاق واوصاف اور اعمال وافعال پر ہر ملک اور ہر قوم وملت کے ارباب علم کو ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اپنی توجہ مبذول کریں اور دنیا کے اس محسن اعظم اور کائنات انسانیت کے سب سے اعظم واکبر ہستی کی حیات عامہ اور ہادیانہ زندگی کے متعلق صداقت کی آواز بلند کریں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ جس قدر کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر غیر مسلموں نے اظہار خیال کیا ہے اس قدر آج تک کسی پیغمبر اور راہنما مر یا اوتار کے متعلق اسکے غیر متبعین نے نہیں کیا۔ یونتو دنیا میں سینکڑوں مذاہب آج بھی موجود ہیں اور خدا معلوم کتنے مذاہب جو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے اور ان کا نام ونشان تک نہیں ہے مگر مشہور اور بہہ گیر مذاہب چار ہی تسلیم کئے جاتے ہیں یہودیت نصرانیت اور بدھ ازم اور اسلام ان کے علاوہ زرتشتی اور کنفیوشس کے مذاہب بھی پائے جاتے ہیں ہندو ازم کو مذہب نہیں بلکہ تہذیب تسلیم کیا گیا ہے البتہ اب آریہ سماج نے اس کو ایک مذہب کی شکل میں پیش کیا ہے

ان تمام معتقد ایمان اعظم کے متعلق علمی دنیا نے اظہار خیال کیا ہے اور ان کی ہادیانہ ومقتدیانہ زندگی پر تنقیدی نظر ڈالی ہے مگر جس قدر کثرت سے عرب کے رسول امی کے اخلاق سیرت اور تعلیمات پر دنیا کے اہل علم نے اظہار رائے کیا ہے کسی کے متعلق بھی نہیں کیا اور اس کی وجہ صاف اور کھلی ہوئی تھی یعنی یہ کہ جیسا عظیم انقلاب رسول اللہ کی ہدایت سے دنیا میں واقع ہوا آج تک کسی انسانی مساعی نے ایسا انقلاب برپا نہیں کیا دنیا کے پردہ پر کوئی ملک اور کوئی قوم اور کوئی تہذیب ایسی نہیں ہے جو داعی اسلام کی ہدایت سے متاثر نہ ہوئی ہو متعدد ممالک اور اقوام نے اپنے مذاہب اپنے رسم ورواج اور اپنی تہذیب کو یکسر چھوڑ کر اسلام کو قبول کر لیا اور مستند دنیے جزوی طور پر اسلام کو قبول کیا اور باقی ممالک کے علوم وفنون اور تہذیب وتمدن پر اسلام کا اثر پڑا غرض یہ کہ دنیا کے ہر حصہ پر اس انقلاب کا اثر پڑا جو محمد رسول اللہ کی ہدایت سے برپا ہوا تھا دنیا کے علوم کا جنازہ نکل چکا تھا جہالت ہر طرف مسلط ہو چکی تھی توہمات نے بحر وبر اور خشک تر پر قبضہ کر لیا تھا خالق کو چھوڑ کر مخلوق نے مخلوق کی پرستش شروع کر دی تھی علم کی روشنی پر جہالت کی تاریکی چھا گئی تھی اس وقت عرب کا آفتاب نبوت بلند ہوا اور دنیا کے گوشہ گوشہ کو منور کر دیا جس ذات اقدس کی صفات کا اس قدر ہمہ گیر اثر پڑا ہو ناممکن تھا دنیا اس کی ذات اقدس کی طرف سے بے توجہی برتتی یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہادیان دین میں سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ساتھ اعتنا کیا گیا اگرچہ اس جماعت میں ایسے نفوس بھی نظر آتے ہیں جو آفتاب نبوت کی روشنی کی تاب نہیں لا سکے اور ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اس بنا پر انہوں نے نور کو تاریکی بتایا مگر بیشتر حصہ وہ ہے جس نے تعصب کی پٹیاں اتار دیں اور حقیقت کا جلوہ دیکھنے کی کوشش کی۔

ہم آج عنوان مذکورۂ بالا کے تحت صرف ہندو اور سکھ حضرات کے خیالات درج ذیل کرتے ہیں جو داعی اسلام کے متعلق انہوں نے ظاہر کئے ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر مطالعہ کیا جائے اور تعصب سے علیحدہ ہو کر چشم انصاف سے رسول عربی کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو کیسے جذبات وخیالات اور کس قسم کے احساسات پیدا ہوتے ہیں اور اسلام کی طرف سے یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ ہر اک منصف مزاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی ہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گا بشرطیکہ وہ حیات رسول کا انصاف سے مطالعہ کرے۔

ہندو بزرگوں کی جو تحریریں ہم شائع کر رہے ہیں وہ اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ ہندوستان میں ابھی تک ایسے منصف مزاج ہندو اور سکھ موجود ہیں جن کے دل اور دماغ آریہ سماجی زہر افشانیوں سے پاک ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جب تک ایسے منصف مزاج لوگ موجود ہیں اس وقت تک ہم مٹھی بھر آریہ سماجیوں کی پھیلائی ہوئی مسموم فضا سے کیوں متاثر ہوں اور اسلامی روایات کے مطابق کیوں نہ ہندوؤں اور سکھوں کے بزرگوں کی تعظیم وتکریم کریں جن کا خون ہماری رگوں میں بھی موجزن ہے اور جن کی اولاد ہونے پر ہم بھی فخر کر سکتے ہیں کیونکہ بڑی تعداد ہندوستان کے مسلمانوں کی ہندو بزرگوں ہی کی اولاد میں سے ہے۔

اب سب سے پہلے ایک سکھ سردار کے جذبات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو اخبار "ہند" لندن کے ایڈیٹر ہیں آپکا اسم گرامی سردار گرودت سنگھ بیرسٹر ہے آپ نے کافی مطالعہ اور تحقیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اردو میں سوانح عمری لکھی ہے اس سوانح حیات کے شروع میں آپ نہایت والہانہ انداز میں فرماتے ہیں:۔

ایک سکھ بیرسٹر کا خراج تحسین

ایک صاحب کمال آیا جس نے جلوہ حق دکھایا جس کسی نے اسے پریم کی انکھڑیوں سے دیکھا اس کی تمنائے زندگی پوری ہو گئی جس کی نگاہ شوق اس پر پڑ گئی اسے مسئلہ ہانگی مراد مل گئی جس پر بسٹر کو اس موہن نے اپنا درشن دیا اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا ؎

انانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

اے عرب کے رہنے والو کیا ہی اچھے ہوں گے تمہارے بھاگ اور کیا ہی نیک ہوں گے تمہارے بخت جو تم نے نور خدا کو اپنی انکھوں کو دیکھا جیسے ضیا کو اپنی انکھوں تاکا تمہارے وقت پر کلجگ کا پہرہ نہ تھا وہ ست جگ کا سماں ہی ہو گا۔ اے عرب والو تم شاید کوئی عارف اللہ ہو گے یا جوگی کوئی رشی دیوتے ورنہ عام انسان کے بھاگ میں کہاں اس بھگوان کے درشن یہ بڑا دب ہے یہ کہاں ممکن۔

اے عرب اے بن اور بیابان کے داسی اے ریگ در ریگستان کے گھر
اے درندوں اور جنگلوں کے ہجوم حسن تو سہی ذرا میری۔ اے چوروں اور ڈاکوؤں کے ماوٰی اے رہزنوں اور لٹیروں کے مسکن اے اجڈ گنوار و لٹھ کے ٹھکانے اے ازلی بادہ نوشوں کے خمخانے بتا تو مجھے دھا پا گن جس سے عالم بھر کو تو نے نچلا کہا یا کہہ تو وہ اپنی خوبی جس سے تو نے اس خسرو خوباں کو اپنا خواہاں بنایا۔ اے عرب تیرا نام و نشان ہستی کو کسی نے نہ سنا ہوتا نہ تیرا ذکر ہی کسی کے کان تک پہنچا ہوتا عالم کو علم نہ ہوتا کہ یہاں جنگلوں کا داس ہے یا بنی آدم کی بستی جس راہگیر کا تم سے ایک دفعہ پالا پڑتا ہوتا اس کی جملہ اولاد سے بھی کسی نے تیری طرف رخ نہ کیا ہوتا اے وحشی عرب تجھ میں بھرے تھے دنیا کے ہنکار اور جگت کے مکار صرف نام نہاد کے انسان مگر تو تھا شیطان سچ مچ

جن ان کے جتنے تھے سب جنگجا نہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل کے بیباک جیسے

مگر اے زمین عرب آج وہ دن ہے کہ تیرا نام دور و زبان جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے کوئی آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی وہ کون نین ہے جو تیری تمنا نہیں رکھتی وہ کونسا ملک ہے جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہیں مانا اور وہ کون فرماں روا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا اے خطۂ عرب تو نے اب پرانا جامہ اتار اتو نے نیا اوتار کو پایا۔ اے عرب تو نے نیا جنم پایا جو تجھے رسول خدا ہاتھ آیا۔ تو فخر دین تو رشک ملت تجھے اب ہر ناز زیبا ہے اور جو تو کہے ؎

تمہیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ جنس ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

مگر کیا کہوں عرب رب کے رنگ نیارے ہیں وہ جسے چاہے دیدے ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی! تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدی تجھے ملے یہ رسول عربی کیا کہوں عرب احمد بے نیاز ہے۔ اے سماء کی بلند چوٹیو تم ہی کچھ کہو سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں لوٹ لیا۔ صدہا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے ہزاروں تپسیوں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے لاکھوں گوروؤں نے اور لاکھوں سادھوؤں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے مگر ہیچ کہنا کہیں دیکھا ہو تم نے وہ مکہ کا راج دلارا۔ کہیں نظر پڑا ہو تمہیں وہ مدینہ کا پیارا اے رودبار گنگا تیرے پوتر جل پوجاریوں کو رام نام جپایا تیرے سیتل لہروں نے مسافران عدم کو تھپک کے عدم کی نیند سلایا تیرے پاک پانی نے پریم کی جوت کا دیا ہر پریمی کے من میں جلایا تیرے میٹھے گھونٹوں نے معرفت کے تشنہ لب کو آب کوثر کا مزہ چکھایا۔ اے موج آب گنگا جس کسی کی آنکھیں تجھ سے دوچار ہوئیں تو نے اسے گنگ منتر پڑھا کے بھولا اور جوشک زبان تیری نظر پڑا تو نے اسے گنگا جل پلا کے چھوڑا مگر اے رود گنگا تجھے اتنا تو بتا کہیں اس آب زمزم والے سے تیری آنکھ لڑی کہیں کسی مدنی نے بھی تجھ سے گنگا جل بھری۔ اے دیار دلی کہیں نظر پڑا ہو تیرے وہ شہسوار خوباں اے تخت طاؤس کبھی مشرف ہوا ہو تو اس شاہ جہاں سے کبھی مزین ہوا ہو تو اس نادرداں سے، اے بھارت یہ تیرے اونچے اونچے محل اور کوٹ اور یہ ان کی شان۔ ارے ہند یہ تیری دلفگار دلی اور آگرہ اجمیر اور ملتان تیرے گل دگلزار اور ان کی یہ صدا بہار یہ رہی اور رہے گی یہ مٹائے مٹی نہ میٹنگی قادر نے تجھے سب کچھ عطا کیا داتا نے اپنی دیا سے تجھے ہر طرح مسرور کیا مگر اس مدنی کا سکہ اور وہ موہن کا مدینہ وہ کعبۂ اسلام وہ قبلۂ انسان ارمان وہ تجھے حق نے نہ دیا پر نہ دیا افسوس صد افسوس اے دیار ہند وہ کوہ نور تیری کان کو کریم نے عطا نہ کیا پر نہ کیا۔

مگر اے بھومی بھارت تو غم نہ کہا نہ نینوں سے تیر بہا بھلا اس سے اب کیا سود یہ آہ و زاری لا حاصل ہے ؎

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال صد سال مستواں بہ تمنا گریستن

جو یہ بازار کی جنس ہوتی تو تیرا کوئی نہ کوئی سبوت تجھے لا دیتا خواہ تن من دھن سبھی کچھ نہ لٹا دیتا پر بھارت کوئی کرے تو کیا یہ جنس ان مل ہے اس کا مول نہیں داتا کی دولت ہے جسے اس نے چاہی دی تو اب صبر و راہ اور حوصلہ کو توشہ بنا تیرا تو سدا شیدہ شانتی رہا تجھے اتنی بے صبری کس نے

اے رسول عربی تو خود ہی ہندکی بیچارگی دیکھ اور ہندیوں کی چارہ سازی کر اے احمد تیرے عشق نے ایک ہندی کے دل پر زخم کاری لگائے ہیں تو آ۔ دلنوازی کر جو وہ صدیاں شاہد ہیں کہ کوئی یوسف تیرے پایہ کا کسی مصر میں کبھی عزیز نہ بنا نہ کسی کی گرم بازاری ہی نے یہ رونق پکڑی جو حسن حقیقت نے تجھے عطا کی پھر کون ہے جو تیرا نہورہ خوبی اپنے گوش ہوش سے سنے اور تیری کشش حسن سے بچ نکلے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

اے پرتم پیارے میرے بھاگ تو کہاں کہ میں نے تیرے درشن کئے ہوتے پر تو ہی نے کوئی سینہ کا ایسا جہر نکالا ہوتا کہ جہاں سے تیرا نظر نظر پڑتا مگر یہ کہاں میری نوئے بخت۔

گفتا کہ کشتیم بہ زاری زاں پس رہ مرحمت نداری
بردل رقمم وفا نگاری تو خود سر دحمل ما نداری
من عادت بخت خویش دانم

یا محمدؐ! سنتے ہیں جس بشر نے تجھے نظر دل سے دیکھا اس کا دل تیری نظر ہو رہا۔ جس آنکھ نے تجھے ایک دفعہ نگاہ شوق سے تاکا وہ پھر مشتاق نگاہ عنایت رہی کہتے ہیں کہ تیری چھب بڑی سوہنی تھی اور تیرا کلام قرآن بھائے دلدار عرب مستے ہیں مجھری پریت کی جوت جس من میں جگی پھر وہ بجھائے نہ بجھی اے تاجدار عرب کہتے ہیں ؎

غلام نرگس مستِ تو تاجدار انند خمار بادۂ لعل تو ہوشیار انند

پھر اے خسرو خوبی کہ ایک نظر ادھر بھی۔ بھلا دیکھ تو تیرے در پر کھڑا دست سوال دراز کئے ہے وے نام عشق کچھ نہ کرتا حسن اسے بھی، نا کہ تیرا مداح خود کبریا ہے مانا کہ تو حبیب خدا ہے مگر ؎

یہ تو میں کہو نہ کہوں تیرے خریدار نہیں کہوں ہوں تو سراپا ناز ہے میں نازبرداروں میں ہوں

اے نماز تین تو میری نماز برداری بھی نصیب میں نہ ہو تو نام ہولا اتنا کو کر ذرا بل بھر آ۔ اور اتنا تو بتا جا تجھے یار و اغیار میں فرق کیوں تجھے دوست دشمن میں امتیاز کب ہے۔ تجھے نیک و بد میں تفریق کس لئے اے مایۂ ناز یہ نہیں تو ہم سے بے رخی کیوں بہر ہم سے جواب کیا۔ آ ؎

بے جا بانہ ذرا از در کاشانۂ ما ۔۔۔ کہ کسے نیست مجز درد تو در خانۂ ما

(۴)

یہ بھی طلب اور جذبۂ صدق و اخلاص تھا جس نے سردار گورمکھ سنگھ صاحب وارببر سٹرا ایٹ لاکو مقام محمدی کی حقیقت منکشف کرا دی اگر اس طلب صادق اور جذبۂ اخلاص سے کوئی دوسرے غیر مسلم بھائی بھی محبت کی آنکھ سے سیرت و تعلیمات محمدی کا مطالعہ کرینگے تو انشاء اللہ ان کے دل پر بھی کیفیت طاری ہو جائیگی۔

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو کا ترانہ

مسز سروجنی نائیڈو سابق صدر انڈین نیشنل کانگرس نے رسول عربی کے متعلق جو لندن میں کہا تھا اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"(عرب) جہاں ایک خدا نے اونٹ والے کو پیغام بھیجا اور وہ تعلیمات دین جو جمہوریت کا سرچشمہ کہی جا سکتی ہیں ان کے متعلق صحیح طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو سادات اور اخوت کے ایک رشتہ میں جکڑ دیا اور وہ واقعی طور پر بہترین تعلیمات تھیں"

برہمو سماج کے لیڈر کی شہادت

برہمو سماج کے نیکدل لیڈر شری شرد ہے پرکاش دیوجی تحریر فرماتے ہیں

"جس طرح دنیا میں اور بزرگ اپنے جلال اور بزرگی کا ایک مستحکم ستون قائم کر گئے ہیں اسی طرح محمد صاحب بھی اپنی فضیلت کا ایک ایسا جھنڈا کھڑا کر گئے ہیں کہ جو ہمیشہ کے لئے ان کی یادگار رہے گا یعنی یہی اسلام کا جھنڈا جس کے نیچے اس وقت تمیز کر بڑ کے قریب دنیا کے آدمی پناہ گزین امان کے نام پر جان دینے کے لئے مستعد کھڑے ہیں یہ ان کی فضیلت کا بڑا اعلیٰ نشان ہے"

پروفیسر حسین دت صاحب ایم اے کے عقیدت کے پھول

پروفیسر صاحب کی اخلاص و عقیدت کیش قلم نے دربار نبوت میں جو گلدستۂ محبت و اخلاص پیش کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"اے پاک محمدؐ! اے حضرت مصطفےٰ، اے عرب دیش کے برگزیدہ یوگی قربان جاؤں میں تیرے قدموں پر اگر نہ ہوتا تیرا وجود تو کس طرح سے ہوتا کا نزول ہوتا قبائل عرب پر۔ حقیقت میں تو تھا ایک رحمت من الرحمٰن نہ صرف عرب بلکہ تمام جہان کے واسطے۔ اے امی نادار و ایمن شاندار میں صدقے ہو جاؤں تیرے میٹھے اور پیارے نام پر آتا ہے جب میری زبان پر تو شہد کی مٹھاس سے بڑھکر حلاوت پیدا ہوتی ہے میرے جسم کے انگ انگ پر میرا مالک جن لیا کرتا ہے ایک ایسے آدمی کو جو سچے نیا دہ سعید ہوتا ہے قوم میں تا کہ پہنچا دے پیغام اس کا قوم کے لوگوں کو جن لیا تھا مالک ارض و سما نے بوجہ آپ کی معاونت کے آپ کو درپیش آئی تھی آپ کی امیت و سادگی اس رب قدیمک۔ عربی زبان تھی آپ کی اور پیغام لایا تو واسطے غیر عربوں کے اور ورنہ

قوموں کے لئے اور صادق ہے یہ کلام اوپر نات آپ کے وما ارسلناک الا رسول الا بلسان قومہ اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین میں ہوں ایک عاجز انسان تیرے در کا غلام، اے سچے حقیقت فہم! اے رسول نہ میں عرب (دوسرے ممالک) کہ لاکھوں بار درشن کروں میں تیرا اور نہ آرام اوں جب تک دیکھ نہ لوں آپ کو اور لاکھوں بار میں درشن کروں تیرا ایک دفعہ ہر روز میں اور ہر رات میں اور ہر صبح میں اور ہر شام میں دے درشن تو کم از کم ایک دفعہ اور اس ہند کے پیش میں تا کہ مٹ جاویں غلطیاں ساری کہ جن میں پڑ گئی ہے امت تمہاری اس زمانہ جاہلیت میں نظر آتی ہے تیری پاک ہستی لفظوں میں کلام مجید کے اور آیتوں میں فرقان حمید کے اور حلاوت مخصوص ہے ہر ایک لفظ میں اور ہر ایک حرف میں جو کبھی نکلا تیرے دہان پاک سے اور جس کو القا کیا تھا تیرے صاف دل کی تختی پر اور رقم کیا تھا جگو تیرے لوح سینہ پر اس عقل کل نے تا کہ محفوظ رہیں وہ لفظ واسطے قوم عرب روعجم کے"

آنحضرت غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے

یہ الفاظ لالہ لاجپت رائے صاحب کی زبان قلم سے تراوش ہوئے جواہر پر عنوان میں لکھے گئے ہیں آپ نے نہایت مختصر لفظوں میں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں نہایت صحیح تبصرہ پیش کیا ہے

"حضرت محمدؐ صاحب کی شان میں میرے جیسے ناچیز اور بیعقیدہ ان کا گذارش کرنا یا عرض کرنا سراسر گستاخی بے ادبی اور چھوٹا منہ بڑی بات ہے کیونکہ حضرت ولیوں کے ولی پیروں کے پیر آسمان نبوت کے سورج ہادیان مذاہب کے سرتاج اور رہنمایان دین کے رہبر تھے جس طرح آفتاب عالمتاب کو کسی چراغ یا قمپ کی ضرورت نہیں اسی طرح کسی کھاکی انسان کی مدح سرائی ان کی عظمت کو بڑھا نہیں سکتی و نہ ہی بزرگی اور روحانی عظمت ان کے حضور میں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ حضرت کے ظہور کے وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی بدمعاشی بدصفتی کا بازار گرم تھا۔ خدائے وحدہ لاشریک کے نام سے لوگوں کو چڑ تھی۔ بیٹی سے شادی کرنے میں باپ کو عار نہ تھا گھر بگلی کو جے معبد بتوں سے بھرے پڑے تھے۔ لوگ سوشل برائیوں کے شکار ہو رہے تھے اور نہ ہی تو ہمات باطلہ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ایسے کفر کے زمانہ میں تن تنہا خدائے واحد لاشریک کے نام کا واعظ لوگوں کے کانوں تک پہنچانا اسی مشیر خدا کا کام تھا لطف یہ کہ پڑھے لکھے نہیں مگر بعد انیست کا سچا صاحب عرب کے رگ رگ میں ایسا بویا کہ بھائے پانی کے اپنے خون جگر سے سینچا کہ آج وہ ننھا بڑا درخت ہو گیا کہ اس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں ہیں جس عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم صدق و ارادت اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیاء کا نام لیا جاتا ہے کسی دیگر پیغمبر وں، گورو رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کر سکا جس مضبوط چٹان پر اسلام کی بنیاد حضرت محمد رصلی اللہ علیہ وسلم) نے رکھی ہے وہ نہ کسی کو ملا ہے اور نہ ملے گا یہ ساری باتیں اس امر کی یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمد صاحب غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے اور نوع انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ تھے" ان کا پورا بیان انگریزی رسول عربیؐ میں مقبول حصہ اول کے صفحہ ۲۳۱ میں دیکھئے)

آنحضرت کی ہر ایک حیثیت دنیا کیلئے سبق ہے

مشہور صوفی مہاتما کسینہ دہاری تحریر فرماتے ہیں:۔

"دین اسلام لانے والے حضرت محمد صاحب کی زندگی دنیا کو ہشیار نصیحتی سبق پڑھاتی ہے حضرت کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق دینے والی ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو"

آنحضرت کی ذات بہترین اوصاف کا مجموعہ ہے

پروفیسر ایل وسوانی جو ایک سندھی قوم پرست لیڈر ہیں اور جنہوں نے راجپوتانہ میں ایک شانتی آشرم کھولا ہے جہاں لوجوانوں کی جسمانی صحت کی ترقی کا انتظام کیا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں:۔

"رسول عربی کی سوانح عمری بہترین اوصاف اور خوبیوں کا مجموعہ ہے آپ کا دل عجز و انکسار نرمی اور رحمدلی محبت و الفت سے لبریز تھا آپ فرماتے ہیں کہ "میری شان انسان کی شان سے زیادہ نہیں مجھے اللہ کا نوکر کہا کیا؟" جب آپ کا مرید آپ سے استفسار کرتا ہے کہ آپ ان لوگوں پر لعنت کیوں نہیں کرتے جو آپ پر ایمان نہیں لاتے تو جواب میں فرماتے ہیں مجھے لعنت بھیجنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے"

آنحضرت نے خاک کو اکسیر اور فروں کو بارونق بنا دیا

سردار امر سنگھ صاحب مالک اخبار تیج تحریر فرماتے ہیں:۔

"نکر لامل نے حضرت محمد صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہا آپ نے ذلیل عرب کے وحشی قوم کو ڈانٹا میٹ بنا دیا یا اسٹ یہ حضرت محمد صاحب سے پہلے اہل عرب انواع و اقسام کے توہمات میں مبتلا تھے۔ اخلاقی پستی کا شکار ہو رہے تھے تہذیب سے ان کی اجلی نہیں تھی نہ عرب ان کا ہاتھوں کی پہنچ تک محفوظ تھا ظلم و سفاکی وغیرہ عام تھے وہ اشتعال کے دلوں میں پیدا ہو گئیں حضرت محمد صاحب نے عرب کی حالت کے دیکھ دیں نہ صرف یہ کہ جہاں ہی ڈالدی بلکہ انھیں ڈھانچہ میٹ بنا دیا جن سے دنیا بھر کی سلطنتیں بادشاہتیں اور حکومتوں کی بنیادیں ہل گئیں اور تمدن و تہذیب و اخلاق کی ایک نئی دنیا وجود میں شروع ہوا جن عربوں کو حضرت محمد صاحب سے پہلے عرب کی حدود سے باہر کوئی جانتا ہی نہ تھا ان کے برجم دنیا کے ایک بڑے حصہ پر لہرائے اور ایشیا یورپ اور افریقہ کے کئی بڑے بڑے ممالک ان کے زیر نگین رہے حضرت محمد صاحب نے تمام دنیا میں پس افتادہ عربوں میں کیا روح پھونکی جس سے وہ اس قدر طاقتور بن گئے یا یہ روح واقعی وہ کامل سرچشمہ تھی ان کی تعلیم توحید میں ایمان و اعتقاد تھا"

آنحضرت دنیا کے سچے پیغمبر تھے اور دنیا کے محسن اعظم

مدراس کے منصف مزاج و حق گو دکیل مسٹر اس ہندو فاضل مسٹر بھگٹا رسماہ ایک مضمون میں دوران میں لکھتے ہیں کہ:۔

قرآن مجید کے مصنف (محمد) اور اسلام کے داعی محمد رصلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کے صفحات پر نہایت صاف روشنی میں کھڑے ہیں حالانکہ اس کے مقابلہ میں مسیح کی تاریخ دھندلی ہے اور جو کچھ کی ان سے زیادہ دھندلی ہے مسیح میں وہ کہ میں پاک ایسی قوم کے درمیان پیدا ہوئے جو بت پرستی اور بدیت پیشہ زندگی میں مبتلا تھی ان کی زبردست عقل سلیم اور ذہن صحیح نے ابتداہی میں اس قسم کے اعمال سے بغاوت کر دی اور ۴۰ سال کی عمر میں انہوں نے بت پرستی اور وہ سرے مکروہ مروجات کو باطل قرار دیکر خالص سامی وحدانیت کے ساتھ وہ صداقت الٰہی کا اعلان کر دیا وہ اللہ کے ایک سچے بندے اور اس کے فرانبردار پیغام رساں تھے اپنے مشن کے آسمانی مشن ہونے پر ان کا ایقین و اذعان اتنا پختہ تھا کہ سخت سے سخت آزمائش اور خطرناک مواقع پر بھی اس میں کبھی قسم کی کمزوری نہ آئی کامیابی کی لذت اور شخصی رفعت طلبی کی جذبہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کو اس عزم راستقامت اور مرض جوئی حق کے مرکز سے ہٹا نہ سکا جس پر وہ اول دن سے قائم رہے تھے" اس کے بعد یہ ہندو فاضل اسلامی عقائد کی برتری ثابت کرتا ہوا آخر میں واشگاف لفظوں میں کہتا ہے کہ:۔

"محمد رسول اللہ نے دنیا کے ساتھ اتنا احسان کیا ہے کہ کسی دوسرے انسان نے نہیں کیا"

سردار گوردت سنگھ صاحب کا مزید بیان

تجارت و صداقت سرد و ضدیں ہیں ان کا ساتھ نباہنا گویا آگ پانی ملانا ہے ان کو اکٹھا کرنا کارے دارد۔ تجارت اول تو ہمیشہ ہی ایسا ہے کہ جس کے استیصال کی آگنی کو اگر حرص و ہوا کے بھوت ساتھ نہ دیں تو بھی بہت تو بیوپار کا گرم بازار اناً فاناً ٹھنڈا ہو جائے خواہ کوئی کتنی ہی منس بے پہا کیوں نہ رکھے جب تک اسے دیو کے کا رنگ نہ دے اور اسے فریب کے شیشے میں نہ اتارے کوئی اسے لینے کا نام تک نہیں لیتا جس جگہ میں محبت کا سا بیوپار زر اور پریت کی پرکھ پیسہ ہو گیا ہو وہاں مال و متاع کے خریداروں کی دلداری بھلا بھز یا کاری کہاں ہوئی۔ ایسے زمانہ میں جب زر کی اس قدر زور ہو اور محبت کا عالمگیر قحط تو کیا فریب سے بھاگتا اور راستی پر بچنا جھوٹ سے کنی کترنا اور صادق اور امین کہلانا کیسی کٹھن مہم ہو پھر سچ بولنا کس روکھے زمین پر؟ فریب کے زہریلے میں جہاں فضل کی بوچھاڑ ہو نہ تیر کا اجالا جسے دیکھو اندھیرے کا کاٹا جہاں لوگ ہر کہاے فضا میں ماہر ہوں اور ہر سیاہ منہ میں طاق وہاں اگر راستی جائے تو اپنا منہ ہی کالا کرائے جائے۔ ایسے بیوپاریوں میں نیکوکار رہکر رہنا کسی کا کام ہے کوئی ہے آور کی اولاد میں ایسا؟ کوئی ہے مرد میدان اس طرح کا جسے دیکھی ہو وہ آگ سے نکلے اور وہاں سے اپنا کر ب

پھر سچ بولنا اس عمر میں جب سن ہو ہمیں لگیں صبح جوانی اور اندھی ہستانی یہ عمر زندگی کا وہ حصہ ہے جب سچ بولنا تو درکنار سچ سوچنا کہ سچ کہا جائے یا جھوٹ انسان خاطر میں نہیں لاتا یہ بلا کی وقت ہے اس و قت جوانی کی امنگ اور شباب کے ولولے اپنی دھن میں بشر کو ایسا منہ زور اور بے لگام لے جاتے ہیں کہ نہ دائیں بائیں نگاہ تک نہیں کرتا کوئی راہ راست ہے اور کہ ہر کو ہے کجروی اسے خبط ہے تو بس اک اپنے خیال سے کہ سطح بھی یہ خبط پورا ہو۔ جھوٹ موٹ ہی بن آئے مگر پا جنون نہ ہو جوانی نری بلا ہے اس کا امتلا ہوا دریا ہے الامان دیئے جوانی کی ایک لہر جو آئے تو تمام خرمن ہوش و حواس کے بہا لیجائے اس کے شباب کی امنگ کیا دریا جب کبھی جوش و خروش میں آجائے تو عقل خفتہ تمام اشجار کو جڑ سے

اکھیڑ بچھائے اور جو کبھی اس کے دلدلوں کی بُری نالے طغیانی پر آجائیں تو بڑے بڑے گنی پنڈتوں اور دھرم داں کمیشنروں کو منہ ان کے سنبھالن گرشٹ کے آگے بہا بچھائے۔

عمر کے اس عالم میں صادق المقول بنا البشر کی مقدر سے ہے اور السان کی طاقت سے باہر یہ بات ہی کچھ اور ہے آؤ لوگو۔ دیکھو یہ کلمہ حق ہے اے آنکھ والو دیکھو تربیت کے سلسلہ کو ہر ہمہ کرو اور نور لگا۔ کے نور کو (جو) خاک میں نہ ملاؤ۔ آؤ اس امین کو دیکھو یہ اس روپ میں یہ سندر روپ ہے اے کانوں والو اس صادق کی سنو یہ کان قرآن ہے یہ صداقت کا پیغام ہے"

پنڈت شیونرائن کا خراج تحسین

"ایشیا میں انتہائی تغیر ہو چکا تھا بدھ دھرم کی جس کا جھنڈا لئے ہوئے بھکشو تمام ایشیائی سالک میں ہمالہ تا بدھ گیا دھرم کا پرچار کر رہے تھے مگر جیسے کے لاانتہائی سندر روپ کو پا کر بھی وہ انمول موتی کے پاس نہ پہنچ سکا بدھی اور عیسائی دھرم نے جس کے دلوں میں گھر کیا ان دشمنی جنگجو اعرابیوں کو وحدت فی الذات کی تعلیم دینے اور ایک نہ ہونے والی قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لئے ایک مہا پرش کی ضرورت تھی اور ان کے کانوں پر وید بچھا دکھائی دیتے تھے اس لئے ان کے لئے ایک ہی راستہ تھا کہ ان کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی جائے اور یہی فی العمل کیا گیا تھا"

ایک گندی تصنیف کے مصنف کا حیرت انگیز اعتراف

آنحضرت کی پاکیزہ خاطری

راجپال کی گندی اور رسوائے عالم کتاب سے ساری دنیا واقف ہے اور اس بیہودہ کتاب میں جس قدر دریدہ دہنی اور خباثت کا اظہار کیا گیا ہے اس سے ہر شخص واقف ہے اس ناپاک تصنیف کے مصنف کا نام اور مقصد بھی یہ تھا کہ آنحضرت کی جس قدر توہین ہو سکے کرے مگر اس کے باوجود اس کو بھی جس مور کا مجبوراً اعتراف کرنا پڑا۔

"محمد (صلعم) کا پہلا نکاح جس سال کی عمر میں ہوا اس وقت سے یہ سال تک کو ماننا ہوگا کہ محمد (صلعم) نے شادی کے معاملہ میں زندگی کا بڑا حصہ بغیر رکھ گزارا۔ محمد (صلعم) پر جوانی کی خواہشوں کی جو عمر ہوتی ہے وہ ایسی پاکیزہ خاطری سے گزری کہ"

معیار حسنہ داری کے تنقیح میں محمد (صلعم) ایک ہیرو کی حیثیت سے پیش کئے جانے کے بعد بھی پاکیزہ اور بے داغ رہا اور وہی وفا داری اس کی بیوہ ہو جانے کے وقت چالیس برس کی اور انتقال کے وقت پینسٹھ برس کی تھی اس بڑھاپے سے اس جوانی کی بھول گئی یہ بات محمد (صلعم) کی پاکیزہ خاطری پر دلالت کرتی ہے"

ایک اور آریہ سماج کا اعتراف حقیقت

عرب کا محمد (صلعم) سے پہلے رہا خاندان عرب کی کیا حالت تھی اس کو کوئی جانتا ہی نہ تھا ایک ایک ستارہ ایک ایک ستارہ سے ٹکرا رہا تھا ایک رشتے سے بندھنوں میں بھٹکتی پھیلا دی اس نے ایک کر دیا اس کو ایک خدا پر یقین دلایا ایک ایمان دیا اٹھائے جب اس طاقت کو ایک بار پھر دیکھا گیا تو یہ بارود میں تبدیل ہو گئی جہاں ایک طرف خاندان میں اسلام کے جھنڈے گڑھ گئے وہاں دوسری طرف دہلی کے تخت نے اس کے ماننے والوں کا دشوار گذار صحرا اسلامی وحشی سے پریت (تحریک) ہواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اٹھا اسلام کی اس ساری کامیابی کے تحت میں کیا تھا وحشی اور صرف وحشی ہی وہ شخص جو ایک جیتی جاگتی ہستی پر یقین رکھتا ہے وہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو بھی اس کے سامنے آئے منہ کی کھاتا ہے وحشی اس کی طاقت ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے سامنے لوہے کے طیار کردہ جملہ ہتھیار کند ہیں جہاں آدمی کیا ہیں آگ کی ایک چنگاری ہیں جس کے آسمان سے اترتے ہی ارتجر کی جملہ سوکھی لکڑیاں آگ کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں ان کے اندر وحشی کی زبردست طاقت ہوتی ہے جو دوسرے وحشی کو بھی اپنے جیسا بنا لیتی ہے دیانش کے ساتھ سہہ مستق ہو جاتی ہے اور بعینہ وہ نظارہ پیش نظر ہوتا ہے ؎

لالی میرے لال کی جب دیکھوں تب لال
لالی دیکھن میں گئی - میں بھی ہو گئی لال

حضرت محمد (صلعم) کی زندگی میں ہمیں وحشی اس کی کئی ایک مثالیں ملتی ہیں ایک بار کا ذکر ہے کہ آپ ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے جبکہ شروع کر دی جب آپ کی آنکھ کھل گئی تو کہتے ہیں کہ تخلیم تلوار لئے میرے سر پر کھڑا تھا (حضرت محمد صلعم) کو جو کام کرنا ہوتا تھا کر دیتے بلا بول اب اس جگہ کو تیرا دے گا سے

حضرت محمد "خدا"

ان الفاظ اور وحشی اس کی عطا کی ہوئی ترجمانی ہے (غرض) نے وحشی پر ایسا اثر کیا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی (یہ پر آپ حضرت (صلعم) نے اس تلوار کو اٹھا لیا اور پھر وحشی کے سر پر تانے ہوئے بولے) انہوں نے اس سے پوچھا "بتا اب تجھ کو کون مار گا رہا ہے؟"

وحشی (سر کو دونوں سے نیچے جھکائے ہوئے) "اب کوئی نہیں"

حضرت محمد (صلعم) نے تلوار کو میان میں ڈال لیا اور پرانا پر وحشی کو جس کو اس وقت مجھے بخشا۔

یہ مسلمہ وحشی نے اسلام کو گزر بسر کا ذریعہ اختیار کر لیا۔

یہ طاقت تھی جس نے اسلام کو دنیا میں ایک زبردست مذہب بنا دیا ہر ایک ایسا شخص جو اس ہستی پر جاگتی ہستی پر یقین رکھتا ہے اس کی طرف کیوں کر نہ جائے؟"

آنحضرت کی تعلیم کا اثر پورپ اور ہمہ مذہب پر

ڈاکٹر کے۔ ایس سیتا رام صاحب ایم اے۔ پی ایچ ڈی فرماتے ہیں "دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی برداشت ہے اسلام کے اشاعتی تہذیب کی روشنی کو اونچا کر کے ہر ہر ہین زیادہ ترتعلیم حاصل کرنے کے لئے مصلحانہ استدلال کے پر ہیں گے۔ سکھ مذہب جس کے بانی بابا نانک اور گورو گوبند سنگھ ہیں اور بنگال کی فرقہ سیتا رام بابا اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا تمام دنیا کا مسئلہ اس صورت میں حل ہو سکتا ہے کہ قومیں اس کو اسلام کو اپنی طرح سمجھ لیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کریں"

لا الہ الا جیت رائے کا اظہار عقیدت

"مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ میرے دل میں پیغمبر اسلام کے

نے نہایت موثر ہے میری رائے میں ادیان دین و مذہب ان نوع انسان میں اس کا درجہ بہت اعلیٰ ہے"

گورنر گھنشال کے ایڈریس کا لکھنے پر مجبور ہوئے

لالہ شام لال کپور اوٹر گورنر گھنشال جو اسلام دشمنی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے اور کوئی موقع مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلام کی تضحیک اور دعوی اسلام کی تو ہین کا نہیں چھوڑتے وہ بھی حسب ذیل خیالات پر مجبور ہو گئے۔

"حضرت محمد صلعم وہ نیکی کا وہ بڑی شخصیت کہ جس پر دنیا کی طاقت رعب اور ہیبت جس قدر فخر کرے تھوڑا ہے موسیٰ کو اپنی زندگی میں بہت کامیابی حاصل نہ ہوئی مسیح اپنی زندگی میں مارا مارا پھرتا رہا لیکن محمد صلعم کو اپنی زندگی ہی میں وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کی مثال اس وقت دنیا میں نہیں ملتی مسلمانوں کے شمار دو میں سے کئی دفعہ موسیٰ سے متعلق بھی بحث کی اور اس کے مکالمے سے لوگوں کو موسیٰ کے خاص شاگرد ہونے کا یقین دلایا اور دوسرے نبیوں کے ساتھ گو تعلق ہے جانے کے خوف کا اظہار نہیں کیا مگر محمد صلعم کے پیروؤں نے ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا بلکہ جو بات ایک دفعہ حضرت کے منہ سے نکل گئی اس کے لئے خود ہی کئی کئی تاویلیں کر دیں اور کئی کئی تشریحیں کر دیں اور ان کی تاویلوں نے ہزاروں فرقے پیدا کر دیئے کہ جن کے باہمی اختلاف کو دیکھ کر ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ محمد صلعم کی تعلیم میں کوئی ایسا خیال نہیں ہے جسے تمام دنیا نے کبھی تسلیم نہیں کیا مگر یہ دعوی

عورتوں کا میلاد نامہ

(از حضرت مولانا حبیب حسن صاحب دہلوی)

حمد باری تعالےٰ

اے خدا سب کا کارساز ہو تو — اے خدا سب کا دلنواز ہو تو
سب سے بالا ہے سب سے برتر ہو — سب سے اعلےٰ ہو سرفراز ہو تو
تو ہی خالق ہو تو ہی رازق ہو — تو ہی ہے جاں نواز ہے تو
اختر و مہر و ماہ و ارض و سما — باغی جملہ برگ و ساز ہے تو
جتنی خلقت ہو سب ہے حاجتمند — اک فقط ذات بے نیاز ہے تو
تیرے بھیدوں سے ہر نبی واقف — ہاں مگر راز دان راز ہے تو
کام بگڑے ہوئے بناتا ہے — اپنے بندوں کا کارساز ہے تو
تو ہے حاجت روا غریبوں کا — دل شکستوں کا دل نواز ہے تو
فضل جن تجھ سے ہے بڑا بے حد — عاصیوں کو ہو جس پہ ناز ہے تو
برق لا تقنطوا کا قائل ہے — صادق الوعد راست باز ہے تو

نعت جناب سرور کائنات

زمانے کے آقا ہمارے محمدؐ — دل و جاں سے ہیں ہم کو پیارے محمدؐ
کہیں ہو جان فرقت میں نکلے — رہیں دل میں اران سارے محمدؐ
نظر آتی گرتی ہے دھندلا کی صورت — نظر میں بسے جب ہمارے محمدؐ
کوئی اپنی طاعت عبادت پہ نازاں — میں ہوں بس نہارے سہارے محمدؐ
مدینہ میں تو بلا لو خدارا — بہت ہند میں دن گزارے محمدؐ
گرے بت ہوئی قصر کسریٰ کی جنبش — ہوئے جلوہ گر جب ہمارے محمدؐ

ہے طوفاں میں سرکار نشکیں کی کشتی
لگا دیجئے اب کنارے محمدؐ

اللھم صل وسلم دبارک علیہ

پیاری بہنو اور بچو! اب ذرا ادھر دھیان دو خدا نے تم کو جو یہ کان عطا فرمائے ہیں اور جن سے تم زیادہ تر دنیا کی واہیات خرافات باتیں سنا کرتی ہو تھوڑی دیر کے لئے نیک باتیں سننے کے واسطے ان کو وقف کر دو اس میں شک نہیں کہ بہت سی عورتیں اس قسم کی ہیں جن کو نیک باتیں بری معلوم ہوتی ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کب مجلس برخاست ہو اور ہم کب گھر پہنچیں اور بہت سی ایسی ہیں جو نیک باتیں سننے کے وقت اپنے کانوں میں ہاتھ لگا لیتی ہیں یا اس کان سنا اور اس کان نکال دیا مگر بہت سی نیک بیبیاں ایسی بھی ہیں جو دل کے کانوں سے اچھی باتیں سنتی ہیں چاہے گھنٹوں لگ جائیں وہ اکتاتی نہیں وہ سمجھتی ہیں کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں دن بھر دنیا کے کام میں لگی رہتی ہوں اور رات چادر تان کر سونے میں بسر کرتی ہوں تو پھر چند گھنٹے اگر خدا کی اچھائی سے بھی سال میں دو چار مرتبہ نیک باتوں کے سننے میں صرف ہو جائیں تو ہمارے بڑے بھاگ۔ بہنو! نیک باتیں شیطان کو پسند نہیں اس لئے تم شیطان کی بہن نہ بنو جس وقت اچھی اچھی باتیں سنائی جائیں کان لگا دو آپس میں باتیں نہ کرو گھر کے دکھڑے لیکر نہ بیٹھ جاؤ کہ ادھر تو مولود پڑھا جاتا ہے اور ادھر تم آپس میں بڑے مزے سے غیبت کی باتیں اور شیطان کو خوش کرنے والی حرکتیں کرتی ہو اس لئے خلاصہ ٹوٹے فضل کا ادب مانو اور چپ چاپ دل سے اللہ کے چہیتے نبی کے حالات سنو اس کی بتلائی ہوئی باتیں سنکر عمل کرو اے بہنو تم بڑی خوش قسمت ہو کہ ایسا پیارا رسول پایا جو تم کو دوزخ سے بچانے کے لئے نذیر بنکر آیا اور بہشت کی خوش خبری سنانے کے لئے بشیر ہو کر آیا اس پر درود شریف پڑھتی جاؤ اور جتنے وقت تک تمہارے سامنے ذکر خیر کیا جائے اس کو شوق دل سنو اور اس پر خود عمل کرو اور اپنے بچوں سے عمل کراؤ اس سے تمہاری دنیا بھی بنے گی اور دین بھی درست ہو جائے گا دونوں جہان میں خوش رہو گی۔ یاد رکھو دنیا چند روزہ ہے کتنوں کے غم میں تم ماتم کر چکی روتی روپیٹ چکی ہو گی اور ہمیشہ کے لئے اپنے سے جدا کر چکی ہو گی اور ہمیشہ کے لئے اپنے سے جدا کر چکی ہو گی اسی طرح تم بھی ایک نہ ایک دن دنیا سے گزر جاؤ گی۔ پھر دوبارہ لوٹ کر آنا نصیب نہ ہو گا جیسے تم سے اگلے لوٹ کر نہیں آئے اس لئے جس قدر نیک کام کر سکو جلد جلد دنیا میں کر لو تاکہ اس دیار کے یہاں جا کر پچھتانا نہ پڑے۔ سنو دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جیسا بوؤ گی وہاں اس کا پھل ویسا ہی پاؤ گی۔ دیکھو جو جو بوتا ہے جو ہی کاٹتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ بوئے جو اور کاٹے گیہوں۔ جو ببول کے درخت لگاتا ہے اسے کانٹے ملتے ہیں آم نہیں ملتا اسی طرح جو نیک کام کرتی ہیں ان کو بہشت ملتی ہے اور جو بُرے کام کرتی ہیں ان کو دوزخ ایسا سمجھ لو تاکہ کریں بُرے کام بری باتیں اور نہیں بہشت کی ہیری اس لئے اے بہنو خدا سے ڈرو توبہ کر واب تک جو گناہوں میں لدی ہوئی تھیں رو رو کر گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے معافی مانگو وہ معاف کر دیگا اور پھر نیک کام کرلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کام کاج کرتی جاؤ اور دل میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتی جاؤ کام جلد ہو جائے گا اور عبادت بھی ہو جائے گی اگر تم کو نماز پڑھنا نہیں آتی تو آج ہی سے سیکھنا شروع کر دو اور جب آجائے تو پھر پڑھنا شروع کر دو اور جب پڑھنے لگو تو اتراؤ نہیں گھمنڈ نہ کرو کہ میں بڑی نمازن ہوں عورت بالکل ہو کر گدا سی طرح جب روزہ کا زمانہ آوے تو ہنسی خوشی سے رکھو روزہ رکھکر بھوک پیاس کی شکایت نہ کیا کرو اپنے گھر کا کام بہت اطمینان سے کرو جھینکو اور پریشان نہ ہو لڑو جھگڑو نہیں۔ نہیں تو روزہ خراب جائیگا پھر اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ عورتوں میں ایک اور خراب عادت ہوتی ہے کہ وہ غیبت بہت کرتی ہیں شیطان بیچاریوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ غیبت کرتی ہیں وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتی ہیں اسلئے بہنو غیبت نہ کرو جھوٹ نہ بولو روزہ روزہ جاتا رہے گا۔ اگر بیمار ہو تو جب تک اچھی نہ ہو جاؤ نہ رکھو اچھی ہو جانے پر قضا روزے ضرور بالضرور رکھو اگر نفلی روزے رکھنا چاہتی ہو تو پہلے

اپنے شوہر سے اجازت لیکر اگر اجازت ملے تو اگر اجازت نہ ملے تو کہو روزہ سوائے اسکے اندر کسی کا نہیں ہے اس لئے تم جو مشکل کشا کا روزہ رکھتی ہو یا آس پاس کی مراد پوری کا روزہ رکھتی ہو بہت مبارکوتی ہو خدا تم کو معاف کرے آئندہ ایسا نہ کرنا یہ کرو اور آئندہ سے ایسے روزے نہ رکھو جب روزے رکھو تو خدا کے لئے روزے صرف خدا کے واسطے ہیں اور بغیر اپنے شوہر کی اجازت لئے ہوئے نہ رکھو بینیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف کرتی ہے چاہے وہ نیک کام ہی کیوں نہ ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں ملتا۔ پیاری بہنو اگر خیر خیرات کرنا ہو تو پہلے اپنے آدمی سے دریافت کر لو سب کرو کیونکہ وہ گاڑھا پسینہ بہا کر لایا ہے اگر تم اس کی مرضی کے بغیر خیرات کر دگی تو ممکن ہے اس کو تکلیف پہنچے ہاں اگر دولت کافی ہے اور میاں تمہارا بخیل ہے تو اس کو اپنی میٹھی بولی سے موقع موقع سے بھاتی رہو۔ کوتاہ اندیشی کرنے کے لئے آمادہ کرتی رہو پھر دیکھو کیسے جاتا ہے تو کیا اس کا گوشت کاٹو گھڑا دال بھیجے گا ہاں خیرات حد سے زیادہ بھی نہ کرو کہ خود محتاج ہو کر دوسروں کی خیرات کھانے کی نوبت آجائے اگر تمہارا شوہر اس قابل ہے کہ کچھ دے سکے تو اس پر توکل کرو اس کو راضی بنانے کی فکر کرو اگر تمہیں اپنے ساتھ لیجانے کو خوشی سے چلی جاؤ انکار نہ کرو اس کی اطاعت تم پر واجب ہے بس اگر تم نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی عادت ڈال لی اور دل سے یہ سمجھتی رہیں کہ خدا ایک ہے اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ہی ہم عورتوں کا سہارا ہے وہ ہی ہماری اس مراد کا پوری کرنے والا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز پڑھتی رہیں جب رمضان کا زمانہ آئے روزے رکھے خیر خیرات حج زکوٰۃ وغیرہ اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق ادا کئے غرور نہ کیا عاجز بنی رہیں تو تم اللہ کے حق سے ادا ہو جاؤ گی۔ اچھا اب وہ حق سنو جو میاں کا تمہارے اللہ میاں نے تم پر رکھا ہے اور جس کا بجالانا ہر عورت پر واجب ہے۔ ہر ایک عورت کو اتنے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے اپنے ماں باپ بھائی بہن عزیز اقارب سے خواہ ادھر اس سسر سے شوہر کے عزیزوں اور اپنے بال بچوں سے لونڈیوں باندیوں اور برادری کی عورتوں سے سب جو عورت اپنے سلیقے میں بیکر ماں باپ بھائی بہن اور عزیز و اقارب سے اچھی طرح سے پیش آتی ہے ماں باپ کا کہنا مانتی ہے ان کا ادب کرتی ہے وہ جس نیک راہ پر چلاتے ہیں چلتی ہے نیکی راہ سے دور رہتی ہے گھر کا سارا کام کرتی ہے کوٹ پیس اور پکا کر کھانا آگے لاکر رکھ دیتی ہے کپڑے سی کر پہناتی ہے اپنے سے چھوٹوں پر شفقت کرتی ہے محبت سے پیش آتی ہے پیار کرتی ہے ان کو بری راہ چلنے نہیں دیتی وہ ماں باپ بھائی بہن کے حق سے ادا ہو جاتی ہے اور جب بیاہ کر سسرال میں جاتی ہے تو شوہر کی اطاعت کرتی ہے وہ جو کہتا ہے اس پر عمل کرتی ہے اس سے لڑائی جھگڑا نہیں اس سے کوئی بیجا اور نامناسب سوال نہیں کرتی جو اس کے امکان سے باہر ہو یا جس میں اس کی مرضی نہ ہو اس کو ذلیل نہیں سمجھتی اس کو طعنہ نہیں دیتی بڑا بھلا نہیں کہتی اپنے ماں باپ بھائی بہن سے زیادہ عزیز نہیں کہتی وہ اپنے میکے کی برائی اس کے سامنے کر کے اس کو رسوا نہیں کرتی دکھ کی غربی پر صبر کرتی ہے ہر حال میں اس کی شریک ہوتی ہے

چاہے فاقہ ہو مات نہیں کرتی ہر حالت میں شوہر کی وفادار رہتی ہے اگر وہ پریشان حال ہوتا ہے تو اسے سمجھاتی ہے اور اسے تسکین دیتی ہے اس سے ہر وقت منہ خوشی سے ملتی ہے جس بات سے وہ راضی ہوتا ہے چاہتا ہے اسے ناپسند ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کرتی ہے اور چہرہ سے یہ ظاہر نہیں ہونے دیتی کہ مجھے ملال ہے اور دل میں بھی ملال نہیں رکھتی غرض کہاں تک بیان کیا جائے یہ سمجھو کہ ہر معاملہ میں اور ہر حال میں اور ان باتوں میں جو شرع کے خلاف نہیں ہیں مذہبی مسائل میں ان کل کاموں میں جو عورت اپنے شوہر کے شریک رہتی ہے اس کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اپنے شوہر کے حق سے ادا ہو جاتی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی بشر کے علاوہ اور کسی کے لئے بھی جائز ہوتا تو میں عورتوں سے کہتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں نیک بی بی یہ مرتبہ ہے شوہر کا اس لئے اپنے شوہروں کی اطاعت کرو ہاں اس صورت میں البتہ اطاعت نہیں کرنی چاہیے جبکہ وہ کافر ہو گیا ہو اور تم کو مسلمان سے کافر بنانا چاہتا ہو ایسی صورت میں تم اس کا کہنا ہرگز نہ مانو باقی حالتوں میں تمہیں اس کی اطاعت کرنی چاہیے اس کو الٹ کر جواب نہ دو یہ نہ کہو اگر تمہارا شوہر غصہ میں بھرا ہوا ہو اس وقت اس کی ہاں میں ہاں ملا دو مگر بعد میں جب وہ ٹھنڈا ہو جائے تو اسے آہستہ سے سمجھا دو اور سمجھا جائے گا دوسرا اپنا دشمن آپ کہلائیگا پھر بچتا بچاتا اسے یاد کیا مرد اور عورت کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے ایک کے بغیر دوسرے کی زندگی بیکار ہے جس طرح گاڑی ایک بیل کے جوار کھینچنے سے نہیں چلتی اسی طرح زندگی کی گاڑی کے میاں بیوی تم دو بیل ہو اگر ایک نے کندھا کھینچا تو زندگی وبال ہو جائے گی اس لئے تم اپنی زندگی بھلا دو میرا خیال ہے کہ زیادہ تر تمہارے شوہروں سے زیور کے بارے میں لڑا کرتی ہو مگر یہ تم کو زیور کی خرابیاں نہیں معلوم میں اسی وجہ سے جھگڑتی ہو ہماری بہنو خدا کے لئے غور سے سنو جس زیور کے عوض آج تم اپنے شوہر کی اطاعت سے منہ موڑ بیٹھتی ہو اس کے اوپر جب عمل ڈالتی ہو دن بھر کی مشقت اٹھا کر زمانہ کو تمہارے پاس آنا ہے تمہارا اس سے منہ پھیلا لینا ہم چاہیے تو یہ تھا کہ تم اس کے لئے فرش راہ بچھاتیں اس کو اس قدر خوش کرتیں کہ وہ دن بھر کی محنت کو اور ان باتوں کو جو اسے دوسروں کی زبانی سننکر برداشت کرنی پڑتی ہیں اور جن کے غصہ تو وہ جبر سہ رہا ہے بھول جاتا مگر تم سے زیور کا سوال کر بیٹھتی ہو۔ وہ بیچارہ بھولا ہی زیور مرنے کے بعد اللہ میاں کے یہاں سے سانپ اور بچھو بنکر تم کو ڈسیگا تب تم کو پتہ چلیگا کہ دودھ یا دہی کیا ہے یاد رکھو ہنسی نہیں کہتا تمہارا زیور وہ چیز خدا نے تمہیں دیا ہے اسے پھونک کر اس پر اترا نہیں شوہر کو پریشان نہ کرو اس کو مجبور نہ کرو ہو سکتا ہے اس میں ایک حد تک تمہاری خطا نہیں ہے سمجھانے والوں نے تم کو سمجھایا نہیں ورنہ تم ہرگز ایسا نہیں کرتیں تمہارے دل میں مردوں سے زیادہ خدا کا خوف ہے خدا نے تمہارے دلوں پر رحم کھایا ہے سمجھو کہ آج ہم کو بتایا جا رہا ہے چنانچہ اس پر آج سے عمل کرنا شروع کر دو پیاری بہنو تم نے اپنی نادانی سے سونے چاندی کے بوجھ کو اپنے جسم پر لاد لینا زیور سمجھا ہے یہ اصلی زیور نہیں ہے یہ تو مٹی زیور ہے تمہارا اکھارا اور اصلی زیور یہ ہے کہ تم حیادار اور باکمال ہو اپنے شوہر کے سوا کسی غیر مرد کا منہ تک نہ دیکھو دیکھنا کون سکے دل میں کیجئے

کی بیوی ہمیشہ تک نہ لائے پر وہ کو اچھا سمجھو انہوں سے بھی پردہ کرو رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر اند ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے تو تم تو اس کو دیکھتی ہو ہر وقت پاک وصاف رہو جھوٹ نہ بولو غیبت نہ کرو شوہر کی اطاعت کرو نیک نام ہو خوش خلق بنو اپنے ایمان پر قائم رہو کسی کو ناخوش نہ رکھو اچھے لباس پہننے کی خواہش نہ کرو جو مل جائے پہن لو جو میسر آئے کھالو اور اور خدا کا شکر ادا کرو ایسا کرنے سے تمہاری نیکی کی شہرہ دنیا میں ہوگی اور آخرت میں بہشت ملے گی جہاں ہمیشہ رہنا ہے سو گھر اور عقلمند بیوی کے علاوہ ہے کہ وہ سسرال میں قدم رکھتے ہی اپنی نیکی کا پورا ثبوت دینے لگتی ہیں اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یہیں عمر اس گھر میں بسر کرنی پڑے گی ماں باپ کے گھر سے ہمارا جیسا جانا نہ نکلا اور یہاں سے ہم مر کر نکلیں گے تخلیف و آرام خانہ اور خراخ دستی و دکھ سکھ موت زندگی غرض کہ دنیا بھر کے بکھیڑے اسی گھر میں ہوں گے وہ سب سے پہلے اپنے مرد کے دل میں اپنا اچھا اور محبت قائم کرتی ہیں پھر ساس سے بھلائی کا اخراج ڈالتی ہیں ساس کو اپنی ان سے زیادہ چاہتی ہیں ان کی تعظیم کرتی ہیں ان کے اشاروں پر چلتی ہیں ان کے مزاج میں دخل پاکر ان کے خلاف طبیعت کبھی کوئی کام نہیں ہونے دیتیں اگر نند میں عمر تی ہیں تو ان سے اپنی بہنوں کا سا برتاؤ کرتی ہیں پیار و محبت سے اپنا عاشق بنا لیتی ہیں دیور ہوتے ہیں تو اپنے بھائیوں سے زیادہ ان کو پیار کرتی ہیں اور جیٹھ کو بڑا بھائی سمجھتی ہیں سسر کا کام تبہ اپنے والے کا کہ نہیں سمجھتی۔ صبح سب سے پہلے اٹھتی ہیں اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر نماز پڑھتی ہیں اس سے فراغت پا کر چلہ و تیل میں مصروف ہو جاتی ہیں لوگ جاتی ہیں جب سب سے سرے ہو کر اٹھتے ہیں تو ان کو ادب سے سلام کرتی اور جس کی مدد کرنے کی طرف ان کا رخ پاتی ہیں اسے ان کے کہے بغیر پورا کرتی ہیں اگر ان کے سامنے سے ناسمجھ بچہ یا ان اور تمیز ہوتے ہیں تو وہ ہر گھڑی سہمی رہتی ہیں مگر کسی کو الٹ کر جواب نہیں دیتیں اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ سب ان کی وہ بڑھنے لگتے ہیں اور ہر وقت اظہار محبت کرتے ہیں ہر کوئی دنیا میں انتظار کرتا ہے کہ ایک بیٹی ہو تو اسے کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اگر ہمارے لڑکا ہو تو وہ جیسے ہی بولنے لگے اسے کلمہ شریف زبانی یاد کرا دو سلام کرنا سکھا دو اور غلط بات میں خراب نہ کرو پانچ یا سات برس کا ہو جائے اسکول بھیجو و اور ان کو اتنا دین کے سکھا دو کہ اپنا مزار دین دار بہادر خدا کی راہ میں جان دینے والا بنے نیک سپاہیوں کی حال کہانی کے طور پر سنا کر بچوں کے حالات بتاؤ تاکہ بچے کے دل میں لڑائی کی سے نیک اور بہادر بننے کی عادت پیدا ہو جائے جب ہو جائے اور چوٹی کی بالیں نہ سنبھالنے دو اسے جو چو اور ہنسی مذاق لگانے کی بری عادت ڈالو یہ بہت عادت سے تاکید کرتی رہو کہ بری صحبتوں میں نہ جانے پائے اس کی جان کی رہو۔ اگر لڑکی ہو تو جب بولنے لگے اسے ابھی اسم اللہ کلمہ شریف ادب اور قاعدہ پڑھا دو آپ جیسی سے باتیں کرنا سکھاؤ شروع سے پردہ میں نیک کی کرو تاکہ وہ بھی تمہاری جیسی ہو اور کل جب اس کی اولاد ہو تو اچھی اور چوکنی ہو اس لئے ماں باپ بھی جھوٹے اور بدمعاش نہ ہو پہلے ماں باپ ہی

سے گھر بنتے ہیں ہیں اگر کسی کے ماں باپ کی نیکی کی تاج کی نہ ہو تو اس کی اولاد کو دیکھ کر معلوم کر لو اگر بچے نیک اور بچے ہیں تو ماں باپ بھی ٹھیک ہیں اور اگر ان میں خرابی ہے تو ماں باپ میں بھی عیب ہے اس لئے اولاد کے ساتھ تم خود بھی نیک بنو جب لڑکی چھ برس کی ہو جائے تو اسے تعلیم دو روزے نماز کی باتیں سکھلاؤ جھاڑو دینا برتن دھونا مسالہ پیسنا آٹا گاھنا کھانا پکانا اور سینا پرونا وغیرہ رفتہ رفتہ سکھلاؤ تیرہ چودہ سال کی عمر تک اس کو عمر بھر اس کو برتاؤ میں پختہ کر دو شادی ہو جانے کے بعد سسرال میں جو واقعات پیش آتے ہیں ان سب کو پہلے ہی سے بتلا کر کہو نیچا اونچا سمجھا دو اور تاکید کر دو کہ بیٹی کسی کو جواب نہ دینا اسی طرح کی اور تمام نیک باتوں کی ہدایت کر دو پھر جوان ہو جائے پر اس کی شادی خوب جانچ کر لینے کے بعد کر دو شادی کرنے میں جلدی نہ کرو لڑکے کی تندرستی اور لیاقت کا امتحان کر لو دیکھو کہ تندرست ہے یا نہیں کہ کما سکتا ہے یا نہیں کاہل تو نہیں ہے خرچیلا اور بدمعاش تو نہیں ہے یہ تمہیں آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ہوتے ہیں جب ابھی طرح سے جانچ میں پورا اترے کوئی پرکس لینے کے بعد کھرا ثابت ہو اور اس کے گھر کے لوگ بھی اچھے ہوں تو اس کے ساتھ شوق سے سادہ طور پر نکاح کر دو مگر قرض لیکر کوئی کام نہ کرو اگر دولتمند ہو تب بھی فضول رسموں میں روپیہ نہ اڑاؤ شادی بیاہ میں جو رسمیں ہندوؤں کی ہیں ان کو ہرگز نہ کرو خدا سے ڈرو تم مسلمان ہو اسلامی طریقہ پر کام کرو حضرت بی بی فاطمہ سے تم بڑی چڑھی نہیں ہو ان کے ہیر کی خاک کی برابر تو ہو نہیں ان کو دیکھو لڑکی جب ان کی شادی ہوئی حضرت علی کے ساتھ کی ہے تو کونسی رسمیں آپ نے اس وقت ادا کی ہیں آپ نے نہ تو تیل کھٹے کی نہ سہاگ کی رات صرف ولیمہ کے ذریعہ اطلاع دیدی گئی عورتوں نے آکر حضرت بی بی کی کنگھی چوٹی کر دی مردانے میں لوگ اکٹھا ہوئے سیدھی سادی طور پر نکاح پڑھ دیا گیا جہیز میں صرف چند معمولی چیزیں ایک چکی ایک مصلیٰ نماز پڑھنے کے لئے اونٹ کی کھال کا بستر اور ایک پرانی پیتل کی مٹی ہوئی چادر اور چند مٹی کے برتن کھانے اور پینے کے لئے دیدیئے اور اس طرح ہمارے دین دنیا کے بادشاہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی آنکھوں کی نور حضرت بی بی فاطمہ صلوات اللہ علیہا خصوصت کر دی گئیں اس لئے اے اچھی عورتوں حضرت بی بی پر جان قربان کرنے والیو اگر تمہارے دیوان رسول یعنی تیل سہاگ رات وغیرہ کو کرنا چاہیں تو تم انہیں روکو اور ان سے کہدو کہ ہمارے پیغمبر صاحب اور ان کی صاحبزادی نے ایسا نہیں کیا ہے اس لئے میں بھی ایسا نہ کرنے دوں گی ہاں میلاد شریف کرا کے نکاح ہو جانے کے بعد اگر تم میں مقدرت ہے تو برادری کو کھانا کھلا دو اپنے اپنے شوہروں سے کہدو کہ جہیز دار مرٹی سامان دروازہ پر ہماری بیاہی بیٹی کے ہاں میں نہ آنے پائے اس ناپاک گندی بھیجا رسم کے ہمارے دین میں پاس خوشی کی ساعت میں آنے کی ضرورت نہیں ہماری لڑکی جیسی پارسا پرہیزگار طالب اور شریف ہے ویسے ہی شریف عورتوں کی ضرورت ہے بازاری عورت کی مطلق ضرورت نہیں پاک عورتو اگر تم چاہتی ہو تو تمہارے مرد پھر ایسی بیہودہ ہمت نہ کریں تمام بوائیوں

سے دور ہو جاتی ہیں اور گناہوں سے بچاتی ہیں اور جیسے ہی فضول خرچ نہ ہو کسی کے قرضدار بھی نہ ہوں اور سب سے خوبی کی بات یہ ہے کہ شرع کے مطابق کام ہو جائے جس سے خدا بھی خوش ہو اور اس کا رسول بھی اور انھیں کی خوشی مقدم ہے اور دنیا کا کیا کہنا وہ تو ہنسی ہے بُرے کام سے ہمیشہ خوف ہوتی ہے نیک کام اس کے لئے زہر کا کام کرتے ہیں پیارو کی بہو جس قدر کم خرچ کر سکو کرو قرض لیکر بھولے سے بھی کوئی کام نہ کرو اگر پانچ روپے ہوں تو پانچ ہی میں سب کرو اور قرض کے واسطے قرض ہرگز نہ لو حضرت محمد صاحب تمہارے پیغمبر قرض سے بہت چڑتے تھے قرضدار کے جنازہ کی نماز آپ نہیں پڑھتے تھے اس قدر قرض سے نفرت تھی اس لئے ہرگز ہرگز قرض لیکر کوئی کام نہ کرو جب شادی ہو جائے تو خوشی سے لڑکی یا اس کی سسرال حصت کرو اور آیندہ ہمیشہ کے لئے اس رشتہ داری کو نبھاؤ کبھی لڑائی جھگڑا نہ کرو لڑکی پہنچنے میں عذر نہ کرو لڑکے کی ماں کو خوش رکھو لڑکے کی ماں کو بھی چاہیئے کہ وہ بہو کو اپنی لڑکی سے بڑھکر سمجھے اور خدا کا شکر ادا کرے ہماری بہو اب یہ بتلانا باقی رہ گیا کہ تمہیں اپنی لڑکیوں پاس پڑوسنوں اور برادری کی عورتوں سے کس طرح پیش آنا چاہیئے اسے بھی سن لو اپنی لڑکیوں لونڈی باندیوں سے بہت نیکی سے پیش آؤ ان کو گالی نہ دو مارو تو دور آہستہ سے کبھی ہو بھی خدائی بندی ہے غریبی کی وجہ سے تمہاری نوکری کرتی ہیں روٹی کپڑے کے لئے تمہارے گھر کی ہیں تمہارے نوکر نہیں ہیں پڑوسیوں سے نیک سلوک رکھو ان کو اپنی ماں بہنوں کی طرح سمجھو ان سے دشمنی نہ کرو ان کے دکھ سکھ میں شریک رہو ان کی دلکر برادری کی عورتوں سے بھی محبت سے پیش آؤ ایسے کام نہ کرو جس سے لوگ تمہارے اپنے آپس کے جھگڑے کو سنکر تمہارا مذاق اڑائیں اور زیور پر بھی نہ اکڑو تمہارے جیسی عورتیں جو دار پاک دامن اور نیک بخت ہے ہزار درجہ اچھی ہے اس لئے تم کو ہر دلعزیز بنو اور برادری تمہارے یہاں آئے تو اسے اچھی جگہ دو اس کی خاطر کرو اور جب تم کہیں جاؤ تو ایک کنارے بیٹھ جاؤ سب کو سلام کرکے کسی سے زیادہ جھگڑا نہیں بے ایمانی نہ کرو چار کلکلوں اور تباشوں کے پیچھے ایمان نہ کھوؤ خدا سے ڈرا کرو تم کو دنیا ایمانی اور کھانیں دوسرے اسلئے تم کہیں کسی مکان جو دو سو کر حصہ نہ لیا کرو اگر کوئی غریب ہے تو اس کی غریبی میں شریک ہو دوسے برا بھلا نہ کہو اس پر اعتراض نہ کرو آواز سے نہ کسی سے خوشی سے اس کا کام کرکے چلی جاؤ اگر تم نے ہمارے کہنے پر عمل کیا تو سب کے حق ادا کر دیئے تم اس طرح بندوں کے حق سے بھی ادا ہو جاؤ گی اب ذرا ان باتوں کو بھی سن لو جن میں تم اکثر اپنی ناسمجھی کی وجہ سے مبتلا ہو غم میں سے بہت سی عورتیں شگون کی قائل ہیں بہت سی وہمن ہیں وہم میں مبتلا ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں بہت سی عورتوں نے بہو دہ رسمیں جاری کر دی ہیں خدا سے نہیں ڈرتیں اور اگر کوئی اس کا فسانہ نہیں ہے کہ کل قیامت کے دن خدا کے سامنے کیا جواب دو گی وہ تیرہ تیزی کے ماہ میں تیرہ ہیں تاریخ شام کو ہانڈی نہیں چڑھتی ہیں ان کے خیال میں ایسا کرنے سے بہت دور ہو جاتی ہے عید دوج سے تو ہار دیوالی ٹھان ایکادشی میں شام کو جھاڑو کا آدمی بٹاکر اور اس کا نام لیکر آگ لگا دیتی ہیں اور اپنے گھر کے کونے کونے میں پھرا کر راکھوں کو باہر پھینکوانے کے لئے بھیجتی ہیں وہ لیجا کر ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور اس پر سے پھاندتے ہیں اکثر جل بھی جاتے ہیں ایسا کرنے سے ان کے نزدیک بلا ٹل جاتی ہے دولڈر دور ہو جاتا ہے نیک بخت بیبی پر بس نہیں کرتیں بلکہ اس کی بہن کو پوچھنے کے وقت گئے کے اگلوے سے سوپ بیٹھی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی باہر چلی جاتی ہیں کہ "الشور آویں دولڈر جائیں" اور سوپ وغیرہ باہر پھینک آتی ہیں جب تو اندر سے خوب گرمجوشی چنگاری دیتے بجاتے اور بعض وقت چولہے سے پھول جھڑتے ہیں تو کہتی ہیں کہ کوئی خوشی ہونے والی ہے جمعرات کے روز کوئی دوائیں شروع کرتیں وہ کہتی ہیں کہ ہنسی بیماری ہی ہے کی عقل کی اندھی نہیں سمجھتیں کہ کہیں اس وہم کی بدولت مرنظی چل نہ بسے جب کبھی موت یا مرڈ کا ذکر آجاتا ہے تو بہت گھبراتی ہیں کہتی ہیں کوئی اور ذکر کرو کوئی کہتی ہیں کہ مردہ کا ذکر کرنا تو پہلے یہ کہو کہ اس کی ارواح اوپر ہی ہے اس لئے کہتی ہیں کہ کہیں مردہ الصالحیاں سے کہ مکان کی ہلاوی نہ بلائے بیبی بھلی یہ نہیں خیال کرتیں کہ جب جس کا وقت آجائے گا جائے وہ کتنی ہی حفاظت کی جگہ کیوں نہ ہو ٹل نہ سکیگا بعض لوگ کے وقت دیوان خانہ تین کا نام نہیں لیتیں کہتی ہیں کہ دیوان کو آجل کہو بیمار کو رکھ چڑھا دو تین کو چنگا من چاہا کرو اوپر والا بلی کو بھی دلوکت دلوا باقی رہا (۲) یا بھی کو سونڈ والا صاحب کو رسی یا ماں نہ معلوم اس میں کیا فائدہ کی ہیں سیٹے بجانے کو اناج جھگڑا ہونے کی سبب بتلاتی ہیں جوتی پر جوتی رکھنے اور ملوا کھانے سے پرہیز کرتی ہیں ہونے کا نکوں سیتی ہیں چھینک سے ڈرتی ہیں سمجھتی ہیں کہ کام بگڑ جائیگا یہ نہیں خیال کرتیں کہ کام بگڑنے والا تو بگڑ کر ہی رہیگا چھینکنے پر بھی نہ ہوگا یا کہو چھینک سے باکل خوف نہیں پڑتی چھینک نیک اور خوشی کے کام میں مخل نہیں ڈالتی بعض لڑکی ناداں جنہوں نے بال روپ میں سفید کھیے ہیں سکھلاتی ہیں کہ جب نیا پھل یا ترکاری کھاؤ تو کہو میا پھل واقف تھے جس میوا یا پھل تھے دودھ یا سفید چیز آسان سے کھانے سے منع کرتی ہیں کہتی ہیں کہ نظر لگ جائیگی اگر دریا سے سفر کرنا ہوتا ہے تو ستارے چھوڑتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ایسا کرنے سے سمندر پار ہو جائینگے یا ڈوبنے سے بچ جائینگے ہزار افسوس ہے ان کی سمجھ پر اے نیک بخت یہ نہیں سمجھتیں جو ڈوبانے والا ہے وہی ڈوبنے سے بچانے والا ہے خدا کو بھلا دیتی ہیں بعض کہتی ہیں خدا سب کچھ ہے دل سے میں اس کو مانتی ہوں مگر کیا کروں دنیا کی جگہ ہے طبیعت نہیں مانتی لوگوں کی ملامت کا خیال مجبور کرتا ہے۔ اس جیسے کرتی ہیں ہو وہ جھوٹ بولتی ہیں دل ان کا صاف نہیں ہے ورنہ ایسا نہ سمجھتیں ان کے اس کہنے سے خدا نہیں ہے اچھے کام کرنے میں دنیا کی ملامت کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے کسی کی محبت میں غلیظ نہ کھا لینا چاہیئے بعض پرانی پرکھن اپنی نئی نویلیوں کو بہت سی سن گھڑت بی بیوں کے نام بتلاتی ہیں خدا ان کے نام سے الرجی کہتی ہیں فاتحہ پڑھاتی ہیں اور ان سے کہلواتی ہیں اور رکھوائی ہیں مثلاً بلا کی بی بی رتجگے بی بی آتش بی بی

مراد نبی بی بی اور سان بی بی تا ہیرے بی بی اسی طرح نہ معلوم کتنی جھوٹی بیبیوں کے نام انہوں نے کافر عورتوں کی طرف سے رکھ لئے ہیں ہندو عورتوں کی صحبت میں بیٹھ بیٹھ کر انہوں نے یا ان کی پہلی پرکھنوں نے فرضی نام رکھ لئے ہیں حالانکہ یہ اور اسی طرح کی اور تمام بیبیاں سب ناپید ہیں یہ کوئی عورت تھوڑی تھیں جاہل عورتوں نے ان کے نام اپنے دل سے گھڑ لئے ہیں اس کے سوا اور کچھ انہیں اس لئے ان باتوں سے بہتیرا کہو اور خدا سے ڈرو اور توبہ کرو ان جھوٹی بیبیوں پر گاڑھی کمائی کے پیسے نہ خرچ کرو جب کوئی کام ہو جاتا ہے تو تم سمجھتی ہو کہ ان بیبیوں نے کیا۔ ہائے افسوس تمہاری عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں ارے نیک بخت خدا کا کام بناتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ وہ ذرا سی بھی مدد کر سکے اسلئے تم کو کچھ مانگنا ہے تو خدا سے مانگو اس کی نذر مانو روزہ رکھو اگر ایسا نہ کیا تو قیامت کے دن تمہاری زبان داغی جائے گی اور تمہاری بری درگت ہوگی تم عورتوں میں مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں یہ غلط بات ہے عصر اور مغرب کے درمیان کچھ کھانا بڑا ابتلا تی ہو دودھ پیا دل کہا کہ خدا کا شکر کرنے سے منع کرتی ہو کبھی ہو میاں بیوی ایک برتن میں نہ کھائیں نہیں تو دودھ شریک بہن بھائی بن جائینگے بلی اور چھپکلی کے مارنے سے روکتی ہو اور گناہ بتلاتی ہو حقیقۃ کا گو سنت بچہ کے ماں باپ نانا نانی دادا دادی کو کھانے سے روکتی ہو حالانکہ یہ سب باتیں بے اصل ہیں شرع میں کہیں حکم نہیں ہے دائیں آنکھ پھڑکنے سے مصیبت کا آنا اور بائیں سے خوشی کا ہلانا کوے کے بولنے سے کسی کی آمد کا شگون لینی ہو زبان سے کہتی ہو کہ جو اللہ کرے وہی ہو مگر دل سے برہمن کی شگون کی بہت پرست چڑیل خبیث کی بہت قائل ہوتی ہو ان سے اتنا ڈرتی ہو کہ جتنا خدا سے نہیں ڈرتیں تم میں سے بعضوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی کے چھک نکلتی ہے تو ملائن کو بلا کر پوچھا کراتی ہیں یا اسی قسم کی اور باتیں نہ کہ بخت خدا سے نہیں ڈرتیں کہ کل قیامت کے روز جب گردن پکڑ کر پھرائی جائے گی تو اس وقت کیسی بنے گی بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا صندوق میں قفل لگائے تو اس کے گھر میں تالا لگ جاتا ہے یعنی ویران ہو جاتا ہے۔ بعض خیال کرتی ہیں کہ ہر جمعرات کو مردوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون نواب بخشتا ہے اگر کچھ مل گیا تو خیر ورنہ مایوس ہو کر پلٹ جاتی ہیں یہ سب بیہودہ اور غلط عقیدے ہیں۔ بعض عورتیں ایسی عورت کے پاس جس کے بچے اکثر مر جاتے ہوں جاتے اور بیٹھنے سے روکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے منع کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مرت بیماری لگ جاوے گی بہو یہ بہت بری بات ہے ایسا خیال کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ بعض دودھ پیتے بچے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جانے کو عیب سمجھتی ہیں اور ٹھوک دیتی ہیں بعض بچے کے یکایک چونک پڑنے سے گھبرا دیتی ہیں یہ سب واہیات باتیں ہیں بعض کسی نازک وقت پر اپنی شوہر کا نام لینا گناہ سمجھتی ہیں۔ رات کو جاروبا کی اور دان دینا برا سمجھتی ہیں۔ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر غیر مرد کو اس طرح دیکھ لیں کہ مرد ان کو نہ دیکھ سکے تو کوئی مضائقہ نہیں یہ سب غلط اور اس میں بڑا گناہ ہے یہ اور اسی قسم کی بہت سی برائیاں بڑے عقیدے سے ہیں خیالات جن کو میں کہاں تک بیان کروں ان کو تمہارا دل خوب جانتا ہے اور جو کہ تم میں سے بہت سی ناسمجھ عورتوں میں پائے جاتے ہیں خدا کے واسطے ان سے باز آؤ ورنہ قیامت کے دن منہ دکھلانے کے قابل نہ رہو گی جن کے واسطے آج تم اتنی کوششیں کرتی ہو اس دن سب الٹی ہو جائینگی دیکھو تمہاری پیاری بی بی حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا جن کا تم اس قدر ادب کرتی ہو کہ نام نہیں لیتیں صرف حضرت بی بی کہتی ہو اور ہاتھ کے چھت کہنے پر برتن ڈھک دیتی ہو تاکہ مرد کی نظر نہ پڑے وہ بی بی ان تمام بری باتوں سے جن میں تم مبتلا ہو دور تھیں وہ نہ تو تمہاری طرح کسی شگون کی قائل تھیں اور نہ تمہارے جیسے ان کے برے عقیدے تھے وہ اتنی اچھی بی بی تھیں کہ ان کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا ہے "یہ جنت کی سب عورتوں کی سردار ہیں" وہ ایسی پاک بی بی اور اچھی عادتوں والی بی بی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جاتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے حضرت بی بی کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ جاتا رات رات بھر نماز پڑھا کرتیں روزے پر روزہ رکھتیں بکواہ اور لایعنی خیر خیرات کرتیں سائل کا سوال رد نہ کرتیں جو کچھ گھر میں آتا سب کا سب خدا کی راہ میں دے ڈالتیں جب تک میکے میں رہیں نہایت سادگی سے زندگی بسر کی لڑکپن کے زمانہ میں ماں باپ کی لڑائیوں سے زیادہ میل جول نہ رکھا کبھی گھر سے ہر قدم نہ نکالا ماں کی تعلیم اور آپ یتیمی کے دن نہایت خاموشی سے کاٹ دیئے تعلیمیں اکثر خاموش بیٹھی رہا کرتیں خلقت کی یہ حالت تھی کہ اگر گھر میں چراغ تھا تو تیل نہ تھا اگر تیل تھے تو ان میں بتی نہ تھی کھانے کے لئے اگر ایک وقت روزی ملتی تو دوسرے وقت روزہ سے افلاس تھا اور یہ غربت تھی یہ بیتیں تجھ اور پر سے یہ بے سروسامانی مگر واہ رے پیاری بی بی تم پر سے قربان ہو جاؤں کبھی تم نے اس کی شکایت نہ کی جب کبھی ایسا اتفاق آپ ضبط اور برداشت سے کام لیتیں اور صبر کرتیں رسول کریم کے حکم پر جملیتیں کبھی ناشکری نہ کرتیں جب پندرہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں آپ کی شادی حضرت علی کے ساتھ کر دی گئی اور چند چیزیں جہیز میں پاکر سسرال رخصت کر دی گئیں تو پھر سسرال میں پہنچ کر بھی مسسرال اور کیا آپ کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہت غریب تھے نہایت تنگی سے گذر ہوتی تھی اکثر مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے ایک دن آپ کو کوئی مزدوری نہ ملی دونوں میاں بیوی اکٹھے کہیں سے بھوکے آگئے اتفاق سے رات کے پہلے پہر ایک مزدوری مل گئی چار آنے پیسے پائے اس کے جو خرید کر پہلی میں رکھ لئے حضرت بی بی کی خدمت میں پیش کئے آپ نے نہایت خوشی سے لیکر اسی وقت ان کو پیسا روٹی پکائی اور میاں کے آگے لاکر رکھدی جب کھا چکے تو آپ نے کہا یا ہنوز یہی حالت اکثر پیش آیا کرتی تھی بعض دفعہ کئی کئی دن چولہا نہ جلتا فاقہ پر فاقہ ہوتا مگر آپ صبر کرتیں اور خدا کا شکر بجا لاتیں بعض دفعہ ایسا ہوا کہ آپ کھانا کھانے بیٹھیں فقیر نے سوال کیا آپ نے فوراً سب کا سب دیدیا اور خود پانی پیکر لیٹ رہیں دعا ہے شوہر کی وفادار بیوی تھیں ان کو دل سے چاہتی تھیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت

بی بی بیمار رہو گئیں لیکن حالت مرض میں بھی رات بھر عبادت میں مشغول رہیں اور نماز صبح سے فراغت کر کے چکی پیسنے لگیں میں نے کہا اے رسولؐ خدا کی لخت جگر اتنی محنت نہ کیا کرو تھوڑی دیر آرام کر لیا کرو بیمار ہو کر بیماری زیادہ بڑھاتے ہو اس پر کہنے لگیں یہ دونوں کام ایسے نہیں جن سے بیماری بڑھے خدا کی عبادت اور آپ کی اطاعت ہماری بیماری کا اچھا علاج ہے ان سببوں سے موت آجائے تو میں اس موت پر ہزار زندگیاں قربان کر دوں۔ اچھی بہنو! آپ کی بیماری بی بی نے اپنے شوہر سے کبھی زبان نہ لڑائی کوئی فرمائش نہ کی جو ملا کھا لیا جو میسر ہوا پہن لیا ایک جھڈے سے زیادہ کپڑا نہ رکھتیں وہ بھی سادہ جب تک کپڑوں پر بیسیوں پیوند لگ کر چھال بالٹا ٹ وغیرہ کے نہ لگا لیتیں تب تک اسے نہ اتارتیں جب پہننے کے لائق نہ رہتا تب علیحدہ کر تیں آپ کو سونے چاندی کے زیور سے محبت نہ تھی آپ کا زیور تو ایمان تھا اور پاکدامنی اور شوہر کی محبت تھی اور اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری۔ پردہ تھا اور شرم و حیا نیک بختی تھی اور عاجزی حضرت بی بی نے صرف ایک مرتبہ چاندی کا کنگن پہن لیا تھا اور دروازہ پر پردہ ٹانگا تھا رسول اللہ جب دروازہ پر تشریف لے گئے اور اس پر پردہ پڑا دیکھا اور حضرت بی بی کے ہاتھ میں کنگن تو فوراً لوٹ پڑے اس بات سے خاتون جنت کو بڑا رنج ہوا سمجھ گئیں کہ انھیں کمبخت چیزوں کی بدولت پیغمبر صاحب میرے والد بزرگوار تشریف نہیں لائے آپ نے فوراً پردہ اور کنگن حضور کی خدمت میں بھیج دیا اور کہدیا کہ جو دل چاہے بھیجے رسول اللہ نے اسی وقت چاندی کے کنگن توڑ ڈالے اور غریبوں میں تقسیم کر دیئے اور پردہ کے بہت سے ٹکڑے کر کے محتاجوں کو بانٹ دیئے اس سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا "خدا رحمت بھیجے میری بیٹی فاطمہ پر اور ان کو جنت کی پوشاک عطا کرے انہوں نے اس عیش کے بدلہ میں جو انہوں نے کی اور اس پردہ کے بدلہ میں کہ اس سے مسلمانوں کی پردہ پوشی ہوئی اور جنت کا لباس مہیا کر لیا ان کنگنوں کے بدلہ میں جو انہوں نے غریبوں میں تقسیم کئے۔" پیاری بہنو پیاری بی بی اپنے ہاتھ سے گھر کا کل کام کاج کرتیں خود ہی پانی بھر لیتیں خود ہی چکی پیستیں جس سے نازک ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے خدا کا شکر کرتیں خود ہی کھانا پکاتیں اکثر ہاتھ جلا بیٹھتیں صبر کرتیں کوستے پیٹتے پکاتے اور تمام کام کرتے وقت بجائے گانا گانے کے قرآن شریف کی سورتیں پڑھتی جاتیں ایسا کرنے سے کام بھی جلد ہو جاتا اور خدا کی عبادت بھی ہو جاتی گھر کے بکھرے ہوئے بویتیں جھاڑو آپ ہی دیتیں جس سے کپڑے گرد سے اٹ جاتے جب فرصت مل جاتی چرخہ کاتنے بیٹھ جاتیں اور آہستہ آہستہ قرآن شریف کی آیتیں زبانی پڑھتی جاتیں غرض دن بھر گھر کے کاموں میں لگی رہتیں اور کاموں کے ساتھ ساتھ خدا کی عبادت کرتی جاتیں اور جب رات آتی تو نماز میں بسر کرتیں بہت کم سوتیں یہی ان کا روزانہ کا معمول تھا اپنے بچوں کی پرورش نہایت خوبی سے کرتیں سلاتے وقت جھوٹے قصے نہ سناتیں بلکہ قرآن شریف کی سورتیں پڑھ کر لوریاں دیتیں اور اس وقت سے پڑھتیں کہ بچے سو جاتے جب ڈرانا ہوتا تو آیت پڑھ کر ڈراتیں اور جب سمجھانا بجھانا ہوتا تو آیت پڑھ کر سمجھاتیں غرض ہر حال میں خدا سے واسطہ رکھتیں ایک روز لڑکپن کے زمانہ میں حضرت امام حسن و امام حسین دونوں بھائیوں میں بول ہی رنجش ہو گئی ماں سے اگر شکایت کی ماں نے کہا بیٹا کیا تم کو خدا کا خوف بالکل نہیں وہ تو کہتا ہے کہ آپس میں لڑو جھگڑو نہیں بھیا اب تم تو دونوں اللہ کے لئے قصہ وار ہو گئے یہ سننا تھا کہ دونوں خوف خدا سے تھر تھرانے لگے اور کہنے لگے اماں جان خدا سے معاف کرا دیجئے آپ نے کہا اچھا وضو کر دو اور سجدہ میں جا کر خدا سے معافی مانگو یہ کہکر آپ بھی دعا کرنے لگیں اور نیچے بھی سجدہ میں جا کر رو رو کر اللہ میاں سے معافی مانگنے لگے۔ سنا پیاری بہنو کہ کس طرح حضرت بی بی نے فیصلہ کیا اسی طرح تم سب کو بھی چاہیئے کہ جب لڑکوں کو لڑتا جھگڑتا دیکھو تو اسی طرح فیصلہ کر دو اس طرح سے۔ دیکھو آج حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام حضرت بی بی کی مبارک گود کے پالے ہوئے دنیا میں کس قدر مشہور ہیں یہ سب حضرت بی بی کی نیک بختی کا پھل ہے وہ نیک نفس بھی تھیں ایسا مدارتھیں خدا اور رسول کے حکم پر جان دینے والی تھیں ویسے ہی ان کے بچے بھی ہوئے کہ نیکوں میں ایک چنیں میں فرد۔ ایسا فداروں میں کامل خدا اور رسول کے حکم پر قربان کرنے والے لوگوں میں واحد راہ خدا میں شہید ہو گئے مگر آج تک انہ کیا دین اسلام کو قیامت تک کے لئے قائم کر گئے۔ پیاری بہنو مجھے یہ معلوم ہے کہ میری باتوں میں دل خوب لگتا ہے ناچ گانے کی جگہ سے اٹھنے کو دل نہیں چاہتا اور جہاں نیک ذکر ہوتا ہے وہاں سے بھاگ جانے کو دل چاہتا ہے اس لئے مجھکو اس کا خیال ہے کہ کہیں تم اکتا نہ جاؤ لہٰذا معافی مانگ کر پیاری حضرت بی بی کا تھوڑا سا حال اور عرض کیا جاتا ہے پھر ذکر ولادت شروع کر دیا جائیگا۔ بہنو آپ کی حضرت بی بی جہاں کی خوب خاطر کرتی تھیں عزیز داقربا اور پڑوسیوں کا بہت خیال رکھتی تھیں کبھی کسی کو اپنی زبان مبارک سے برا نہ کہا ممتاجوں اور ہمسایوں کی زبان کو خالی نہ جانے دیا جس نے جو کچھ مانگا بغیر پس و پیش کے بخش دیا خود بھوکی رہیں مگر دوسروں کو کھلانے سے باز نہ آئیں۔ سخاوت و فیاضی آپ کے گھر کی لونڈی تھی عاجزی و خاکساری آپ کی عادت تھی۔ باوجود یکہ دنیا و دین کے بادشاہ کی بیٹی، بہادر شوہر کی بیوی اور بذات خود تمام نیکیوں کا مجموعہ تھیں مگر غرور کا نام نہ تھا۔ طبع کا دخل نہ تھا جھوٹ پاس نہ پھٹکنا تھا جیا کسی وقت دامن نہ چھوڑتی تھی سچ بولنے سے کام تھا اور اطاعت سے ناطہ

پاش اے بلبل توصیف فشان زہرا — تجھے معلوم نہیں رتبہ و شان زہرا
تری چھوٹی سی زباں اور بیان زہرا — شان اوصاف فزوں تر ہے بجان زہرا
سب جسے زہرۂ آغوش علی کہتے ہیں — ہم اسے باغ رسالت کی کلی کہتے ہیں
وہ گراں خاطر آلائش دنیا نہ ہوئیں — شکوہ سنج غم و اندوہ زمانہ نہ ہوئیں
زحمتیں آپ کو تقدیر سے کیا کیا نہ ہوئیں — منزل صبر سے لیکن کبھی پسپا نہ ہوئیں
گھر نے کیلئے گویا لب فریاد نہ تھا — ہائے اس بھول کے قربان کلیا یاد نہ تھا
اپنے بچوں کے لئے کرتی تھیں محنت زیبر — اپنے شوہر کی تھیں یا بند اطاعت زیبرا
تھیں جو وابستۂ احکام شریعت زیبر — صبح تا شام رہیں خادم ملت زیبرا
اپنی تکلیف کی مطلق نہ خبر ہوتی تھی — رات دن ذکر الٰہی میں بسر ہوتی تھی
ہاتھ سو میں کے بچوں کو کھلاتی تھیں وہ — روٹیاں خود بہ شکم کاتی پکاتی تھیں وہ
اپنے شوہر کا ہر اک ناز اٹھاتی تھیں وہ — اور جب کھیتے شاکر کنکر آتی تھیں وہ
دین کی تھیں مگر حاصل الفیں دنیا ہی کبھی — اور گھر میں نہ کوئی لونڈی نہ کوئی ماما تھی
فاطمہ دختر سرور دو سینہ تھیں مگر — ہیں پیوند لگے اور ایک پرانی چادر

واہ رے عصمت کی دولت دنیا پہ نثار
حسرت مال نہ تھی آرزوئے جاں تھی
زر سے مطلب تھا اور نہ زیور سے غرض
حسرت عیش و ہوس حظ سے غرض
وقت اپنا ہوس خام میں کب کھوتی تھیں
خدمت خلق میں مصروف تھیں مخدوم اس کی
نہ شکم پر خدا سے ہوئیں محروم ایسی
ماہ وہ اٹوں کے چہرہ پہ نقاب آتا تھا
ایسی ماؤں کی کوئی بیٹی نہ نسبتی
دھوم کو نین میں یوں اور کہیں نہ نسبتی
شاہزادی تھیں وہ اسلام کی وقت پر بھی

بال قدموں پہ گرا آ کے تو ماری ٹھوکر
دین کی چاہ تھی دنیا کی نہ تھیں چاہ تہی
نہ سخی کی تمنا نہ مزعفر سے غرض
تہی تو خوشنودی اللہ و پیمبر سے غرض
صف سجدہ میں پڑی رہتی تھیں گھڑیوں تھیں
کوئی دنیا کی خوشی ہی نہ تھی مغموم ایسی
کسی غیبہ نے آواز بھی معصوم ایسی
اپنی آنکھوں سے بھی رخ کو حجاب آتا تھا
ہتھیاں اور بھی گذریں مگر ایسی کسنی
ایسی خاتون مکرم کہیں دیکھی نہ سنی
خود ہی چلتے تھے نظر کو عزت یہ تھی

اس لئے اے میری بہنو! تم بھی بی بی کو اپنا نمونہ زندگی بناؤ اور ان کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرو دیکھو وہ بھی تو جیسی ایک عورت تھیں مگر اپنے نیک اطوار اور اچھے چال چلن کی بدولت تم سب عورتوں میں اور تم سے پہلے جس قدر نیک عورتیں گذر چکی ہیں ان سب میں افضل قرار پائیں اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار بنیں اگر تم ان کی پیروی کرو گی تو دنیا میں بھی ہر دلعزیز رہو گی سب تم کو پیار کی نظر سے دیکھیں گے اور عزت کے ساتھ تمہارا ذکر کیا جائے گا اور مرجانے کے بعد بھی جنت میں حضرت بی بی کے ساتھ رہو گی اور سنو جب تمہارے حضرت کو معراج ہوئی ہے تو ان کو خدا کے حکم سے آسمانوں پر بہشت اور دوزخ دکھلائی گئی بہشت میں آپ نے بہت سے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو اپنے اعمال کی بدولت اس مرتبہ کو پہنچے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ سب مرد اور عورتیں زکوٰۃ سے منہ چراتی تھیں عصمت پر ٹرے پر صبر کرتی تھیں اور نعمت پانے پر شکر ادا کرتی تھیں خدا کی عبادت سچے دل سے کرتی تھیں بڑی دیندار اور پرہیزگار تھیں نیک کام کرتی تھیں برے کاموں سے دور رہتی تھیں کسی کو ستاتی نہ تھیں اسی وجہ سے ان مردوں عورتوں کو بہشت نصیب ہوئی پھر حضور نے جب دوزخ کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ بہت سے مرد عورت غضب الٰہی میں مبتلا ہیں عذاب کے فرشتے پانچ پانچ رات بعضوں کے سر پیروں سے کوٹتے ہیں گرزوں سے مارتے ہیں اور سخت دکھ دیتے ہیں بعضوں کی گردنوں پر اس قدر بھاری بوجھ ہے کہ سر نہیں اٹھا سکتے بعض کو سولی دی جا رہی ہے بعضوں کے بدن کاٹ کاٹ کر انھیں کھلاتے ہیں بعضوں کے منہ کالے اور ہاتھ پاؤں نیلے ہیں اور وہ مثل کتوں کے چلاتی ہیں حضور یہ دیکھ کر بہت روئے اور جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جو اس بری حالت میں گرفتار ہیں اور کیا خطائیں کی ہیں جن کی بدولت آج ان کو یہ روز بد دیکھنا پڑا ہے جبریل نے عرض کیا کہ حضور یہ نماز نہیں پڑھتی تھیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر دوسرے مردوں سے تعلق پیدا کرلیا تھا امانت میں خیانت کرتی تھیں اور اپنی مسلمان بہنوں کو برائیوں کی غیبت کیا کرتی تھیں سود کھاتی تھیں اور اپنے خاوندوں کو کھلاتی تھیں ناپاک ساتھ سے کبھی نہ بچتی تھیں اور تمام بدکام کیا کرتی تھیں یہی سبب ہے کہ ان کو آج اسی کی سزا بھگت رہی ہیں

جب تمہارے رسول نے یہ سنا تو آپ میں تاب باقی نہ رہی امتی امتی فرمانے لگے تب داروغہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی امت کو منع کیجئے کہ یہ گناہ نہ کرے اس لئے اے بہنو نیک کام کرو برے کاموں سے آج ہی توبہ کرو خدا سے معافی مانگو اور اسکی پناہ چاہو ورنہ تمہاری خطا معاف نہ ہوگی۔

ذکر ولادت شریف

پیاری بہنو اب تمہارے نبی جی کی پیدائش کا ذکر کیا جانے والا ہے اس لئے درود پڑھو اور خدا کا شکر بجا لاؤ کہ تم کو ایسا پیارا نبی عطا فرمایا جو قیامت کے دن تمہاری شفاعت کرے گا۔ اچھی اور نیک بی بیو جب خدا کو یہ منظور ہوا کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے دنیا کو پیدا کرے زمین و آسمان اور عرش و کرسی وغیرہ بنائے تو اس نے سب سے پہلے حضرت محمد صاحب کے نور کو پیدا کیا اس کے بعد پھر تمام چیزیں ظاہر کیں پھر وہ نور متبرک حضرت آدم سے سید حضرت عیسیٰ تک جتنے پیغمبر گذرے ہیں سب میں منتقل ہوتا رہا حضرت عیسیٰ کو جب دنیا سے گئے ہوئے چھ سو برس کے قریب ہو گئے تو خدا کے سارے بندے اور بندیاں خدا کو بھلا بیٹھیں پتھروں درختوں گایوں مرے ہوئے باپ دادوں کی روحوں چڑیوں بھوت شیطان۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ بادل ستارے سورج چاند دریا پہاڑ وغیرہ کو پوجنے لگیں اور انھیں کو خدا سمجھنے لگیں جس سے ڈریں اسی کو اپنا دیوی دیوتا سمجھکر عبادت کرنے لگیں مثلاً گائے وغیرہ کو دیوتا جانتیں ان کے بلوں میں دودھ چھوڑتیں اس کی پوجا کرتیں جس سے خارش ہوتا مثلاً گائے بیل وغیرہ سے تو اس کی مورتیں بنا کر پوجتیں ایران کے ملک کی عورتیں آگ کو خدا کا نور سمجھکر پوجتیں نیکی کا خدا الگ مانتیں اور بدی کا الگ ہندوستان جس میں تم رہتی ہو یہاں کی عورتوں کی مٹی پلید تھی ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے وہ بالکل بے بس و مجبور تھیں جب ان کا شوہر مر جاتا تو وہ اسی کے ساتھ آگ میں جلا دیجاتیں اسی طرح اور دوسرے ملکوں کی عورتیں بت پرستی بہودہ رسموں برے عقیدوں بدشگونی بدبختی کے طوفان میں مبتلا تھیں ملک عرب کی حالت جہاں تمہارے پیغمبر صاحب پیدا ہوئے ہیں دنیا بھر میں بسنے والا وہ خراب تھا دنیا میں جب قومیں تھے وہ سب سے بدتر تھے ہاں موجود تھے ساری مخلوق گمراہ ہو رہی تھی بہت تو مردوں کے کہنے سے خدا ہی کی قائل نہ تھیں بہت حضرت عیسیٰ کو اللہ میاں کا بیٹا سمجھتی تھیں بہت حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بتلاتیں بعض ستاروں کو پوجتیں اور سمجھتیں کہ جو کچھ ستارے کرتے ہیں وہی ہوتا ہے اور وہی پانی برساتے ہیں خدا کو کچھ سمجھتی ہی نہ تھیں بعض ایسی کو پوجتی تھیں عورتوں کی حالت وہاں بھی خراب تھی پردہ کا رواج نہ تھا شوہر کے مرجانے پر بھی آزاد ہوتیں بلکہ زبردستی اپنے سوتیلے بیٹے کی بیوی بنا دی جاتیں ان کے یہاں ایک سال تک سوگ وہ رکھا جاتا ہو تمہارے اس صرف چار ماہ دس دن کی مدت سے اس کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ جب چاہے نکاح کرلے اور دوسرے لوگوں کو صرف تین دن غم منانا چاہیے عرب عورتوں میں یہ بھی بار رواج تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو وہ شام کو اس کے گھر جمع ہو کر زور زور سے چلا کر روتیں اور افسوس کرتیں کہ لوگ بھی ایسا کرتی ہوں اس میں بڑا گناہ ہے خدا اور اس کے رسول کا یہ حکم ہے کہ صرف آنکھ سے آنسو

نکلیں جب عرب عورتوں کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ زندہ آگ میں گڑھا کھود کر گاڑ دی جاتی بعض دفعہ مرد لوگ جوئے میں عورتوں کو ہار جاتے وہ بجاری دوسروں کی عورت بنا لیتیں ان میں یہ بھی رسم ہی جاری تھی نہیں رہ گرونے کو دو آپس ان کو دودھ دودھنے کا اختیار نہ تھا جب کسی کے رنڈی ہو جاتی تو کلیجی بھونتی اور کہا تے وقت یہ کہتیں کہ لے کلیجی کیا تو میری رنڈی کو دورنہ کرے گی افسوس کہ آجکل تم لوگ بھی ان کافروں کی طرح کرتی ہو کہ ایک پوچھتی ہے کیا کہاتی ہو رنڈی والی کہتی ہے رنڈی حالانکہ مزے سے کلیجی بھنی ہوئی اڑاتی ہے اور پھر دوسرا ایک بولتی ہا ہر پھینکدیتی ہے اور سنو عرب میں جب کسی عورت کا شوہر مر بس جاتا وہ اس کے پیروں کے نیچے کی مٹی اٹھا لیتی اور اپنے پاس رکھتی اس کے خیال اس سے میل شوہر کے جلد ووٹ آنے کے لئے اکیسر تھا آجکل کی عورتیں ایسا تو نہیں کرتیں مگر اپنی بیہودہ قوتی سے بطور شگون ہی اور مجبول ہا ہر کہدیتی ہیں یہ بہت بری بات ہے ایسا نہ کرنا چاہیئے الغرض عرب ایک عجیب و غریب جگہ تھی وہاں جہالت کے لوگ موجود تھے ہر عقیدے خیالات اور توہمات کے بندے نظر آتے تھے آہ کا رجب دنیا کی یہ حالت ہو گئی کہ اپنے بنانے والے کو بالکل دل سے بھلا بیٹھی تو خداوند کریم کی رحمت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کی ساری مخلوق گمراہ ہو جائے بس لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ بزرگ نے رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہزاروں جاہ و جلال کے ساتھ تقریباً چودہ برس پہلے ربیع الاول یا بارہ وفات کے مہینے میں دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ظاہر فرمایا۔

اب راحت قلوب کا ذکر ظہور ہے — دعوی ہے عاشقی کا تو ابتلا ضرور ہے
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پر روزا زل سے ورود — یاد گار رسی امت پہ لاکھوں سلام
اسد اللہ وہ بچپنے کی پھبن — اس حد بھولی صورت پہ لاکھوں سلام
سیدی سید ہی روشن پر کروروں درود — سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
حسن معنی تو مولا ہی جانے مگر — کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکر کی قناعت پہ لاکھوں سلام

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

بیبیو۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ اور آہستہ آہستہ آمین کہتی جاؤ اے اللہ سبھی جملہ بہنوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ کہ کام کرتے وقت بھی تیرا کلمہ لا الٰہ الا اللہ دل سے پڑھتی رہیں اور جب مدد مانگیں تو تجھی سے کسی ولی اللہ کو تیرا شریک بنا کر اس کی مدد نہ مانگیں ان کو شرک سے بچا۔ قبروں پر سجدہ کرنے سے بچا۔ وہ جو چھلے باندھتی ہیں محرم میں چوکیاں بھرتی ہیں امام حسین سے اولاد مانگتی ہیں اور تمام وہ بیہودہ حرکتیں کرتی ہیں جن کی مذہب اسلام نے اجازت نہیں دی ہے ان کو ان تمام برائیوں سے بچا اور سیدھے راستہ پر لگا۔ ہارا آیا وہ جو روزہ نماز بھلا کر نذر نیاز کرنے چادر چڑھانے منت ماننے لوٹنے لوٹھکے کرنے۔ بلائی بی بی۔ مراد بی بی کے چھپر میں پڑا گئی ہیں انھیں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما روزہ رکھنے کی ہمت دے خیر خیرات کرنے کی عادت پیدا کر دے۔ چھوٹی چھوٹی بیبیوں پر جو کچھ خرچ کرتی ہیں ان سے بار بار کہہ اے اللہ ناسمجھ عورتوں کو سمجھ عطا فرما کہ وہ غیبت نہ کریں۔ جھوٹ نہ بولیں۔ مکر و فریب دغا بازی عیاری۔ ضد شرارت۔ شوخی۔ غصہ۔ بے ایمانی۔ کھسنڈ۔ طمع اور بخل نہ کریں ان کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرما ان میں پاکدامنی اور حیا اور شرم پیدا کر دے۔ ان سے شرارت و مکاری دور کر دے ان میں اتنی سمجھ اور پیدا کر دے کہ وہ اپنے کو چند روز کی مہمان سمجھ کر نیک کام کرتی رہیں ان کے نیک اور اچھے بولنے سے ان کی اولادیں ویسی ہی ہوں گی اور اس طرح تمام دنیا نیک اور اچھی ہو جائے گی۔ اے مولا وہ کسی کو اپنی حرکتوں سے پریشان نہ رکھیں جب تک اپنے جیتے ہیں رہیں۔ ماں باپ بھائی بہن عزیز و اقارب۔ لڑکرانی۔ لونڈی۔ باندی محلہ ٹولہ پڑوس والیوں سے نیک سلوک کرتی رہیں کسی کو تکلیف نہ دیں بڑوں کا کہنا مانیں چھوٹوں پر شفقت کریں نیک باتیں سیکھیں بری باتوں سے دور رہیں اگر کوئی کسی بھڑکائے خراب کرنا چاہے تو اس سے علیحدہ ہو جائیں ایسی عورتوں کے پاس نہ بیٹھیں اے میرے معبود ان کو ہدایت دے کہ نہ اپنے جیتے میں کھانا پکانا سینا پرونا اور تمام سلیقہ کی باتیں سیکھیں اور جب سسرال میں جائیں تو ساس سسر کو اپنے ماں باپ سے بڑھکر جانیں نندوں کو بہن دیور کو چھوٹا بھائی اور جیٹھ کو بڑا بھائی سمجھیں سب کی عزت کریں شوہر کا کہنا مانیں وہ جس حال میں رکھے صبر کریں۔ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اپنی کشیر بہ کلامی سے اس کو خوش رکھیں اس کے دکھ درد میں دل سے شریک ہوں اس سے لڑائی جھگڑا نہ کریں جو ملا کہا لیں جو میسر پہنا لیں اصل زیور ایمان اور عزت و آبرو کو جانیں غیبت کو آگ شہ وحیا کو سمجھیں فاقہ کو فاقہ نہ سمجھیں صبر کریں راحت کو راحت نہ سمجھیں شکر کریں شوہر کو سمجھاتی رہیں کہ وہ [illegible] بیٹی بیٹوں والی رہیں نہ کرے بیٹوں روپیہ برباد کریں [illegible] نہ اٹھائے بار الہا اگر بچے والی ہوں تو ان کی پرورش اچھی طرح سے کریں بچوں کو نیک باتیں سکھائیں اور بری باتوں اور بری جگہوں سے بچائیں تاکہ ان کی بدولت خود بھی گمراہ نہ ہوں اے فاضی الحاجات خدا میری اس آخری التجا کو محض اپنے [illegible] قبول کرلے کہ ہماری مائیں اور بیٹیاں [illegible] کی پیروی کریں اور ان کے نقش قدم پر چلیں تاکہ قیامت کے روز ان کے سایہ میں ہوں اور جنت کی بی بیاں بنیں۔ اور تو ایسا نہ معلوم ہو کہ دنیا و عقبیٰ عطا فرما آمین یا رب العالمین۔

کیا آپ کو فارسی پڑھنے کا شوق ہے

اگر ہے تو کسی استاد کی منت و خوشامد کی ضرورت نہیں کسی سکول میں داخل ہونے کی حاجت نہیں کسی فیس کی ادائگی کا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں صرف ایک روپیہ خرچ کر کے کتاب **فارسی بول چال** جس کو [illegible] وہ حضرات نے نہایت محنت سے مرتب کیا ہے [illegible]

قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتا:- **حمیدیہ پریس۔ دہلی**

سفری مناظرہ

(از جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب بریلوی)

کلکتہ سے پشاور جانے والی ٹاک گاڑی جب سہارنپور کے اسٹیشن پر پہنچی تو مسافروں نے دیکھا کہ اسٹیشن پر لوگوں کا بہت ہی غیر معمولی ہجوم تھا اور سارا پلیٹ فارم آدمیوں سے بھرا ہوا نظر آتا تھا گاڑی کے رکتے ہی انسانی سروں کا ایک سیلاب گاڑی کی طرف بڑھتا دکھائی دیا اور رنگ رنگ کے لباسے اور طرح طرح کی ٹوپیاں اس سیلاب میں جھنڈوں کی طرح تیرتی نظر آنے لگیں شور و غل کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی اور لکھنؤ اور الہ آباد وغیرہ سے آنے والے مسافر انتہائی حیرت کے ساتھ اس تماشے کو دیکھ رہے تھے کہ ہر شخص دوسروں سے پہلے ریل میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا اور چونکہ ہر شخص دوسروں کو روکنے اور خود گھس جانے کی جدوجہد میں مصروف تھا اس لئے گاڑی کے اندر پہنچنے کوئی بھی نہ پاتا تھا اور درجنوں ہی پراسپس میں دھکم دھکا ہو رہا تھا۔

کسی گاڑی میں دو بیٹھے کسی میں چار کسی میں چھ اور کسی میں دس بارہ اور اس طرح خاصا زور لگا کر کے بہزار دقت و خرابی اس ہجوم کا بیشتر حصہ گاڑی کے اندر سما گیا بعض گاڑیاں تقریباً بالکل خالی پڑی تھیں اور بعض میں مقررہ تعداد سے دس دس اور بارہ بارہ مسافر زیادہ تھے بعض میں سات نہایت آرام و اطمینان کے ساتھ اب بھی لیٹے ہوئے تھے اور بعض میں یہ حالت تھی کہ کھڑے ہونے کیلئے بھی جگہ نہ تھی نہ عورتوں کی کوئی احترام تھا اور نہ بچوں کا خیال پنجاب بس اسی دھن میں مستغرق تھا کہ کسی طرح دوسروں کو دھکے دیکر اپنے لئے گاڑی کے اندر پہنچنے کا راستہ اور اندر پہنچ جانے کے بعد کسی نہ کسی نہایت اچھی جگہ کا حال پنجاب لے۔ لوگ ہر چند انھیں بتاتے تھے کہ آگے کی گاڑیاں خالی پڑی ہیں لیکن کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا اور سب کے سب دیوانوں کی طرح اسی ایک گاڑی میں گھسنے کی کوشش کرتے تھے جس کے سامنے وہ ٹھہر گئے ہوں۔

گاڈنے سیٹی بجائی سبز جھنڈی دکھائی اور انجن پھر دھواں اڑاتا ہوا روانہ ہو گیا ڈیوڑھی درجہ کی گاڑی میں کچھ لوگ لکھنؤ سے بیٹھے چلے آرہے تھے اور نہایت آرام سے سفر کر رہے تھے لیکن سہارنپور کے اس انبوہ عظیم کا ایک مختصر سا حصہ ان کی گاڑی میں بھی آگھسا تھا اس لئے ان سب کو مجبوراً اٹھ کر بیٹھ جانا پڑا اس گاڑی میں ایک بہت ہی شریف صورت پنڈت صاحب سفر کر رہے تھے ان کی عمر پچاس سال کی ہوگی شکل و صورت بہت اچھی تھی اور وضع قطع سے بہت کافی تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے نئے آنے والے سب کے سب مسلمان تھے اور انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب کے سب ایک ہی مقصد کے لئے سفر کر رہے ہیں جب سب لوگ کسی نہ کسی طرح بیٹھ گئے تو پنڈت جی نے ایک خوبصورت نوجوان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ "آپ سب صاحبان کہاں جا رہے ہیں"؟

نوجوان۔ ہم سب یہاں ایک جلسہ کی شرکت کی غرض سے آئے تھے اور اب واپس جا رہے ہیں

پنڈت جی۔ خوب جلسہ کس قسم کا تھا؟ کسی بڑے لیڈر کی تقریر ہوگی؟

نوجوان۔ جی نہیں۔ لیڈر تو اب مسلمانوں میں رہا ہی کون ہے۔ علی برادران تھے لیکن خدا جانے اب انھیں بھی کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی زمانہ کے حالات کو دیکھ کر کچھ مایوس سے ہو گئے ہیں اور اپنی سرگرمیاں کچھ کم سی کر دی ہیں۔

پنڈت جی۔ جی بلکہ یوں کہیئے کہ نہایت غلط راستہ پر پڑ گئے ہیں اور ایک بڑی خدمت خلافتہ کوششوں میں مصروف ہیں

نوجوان۔ ممکن ہے کہ آپ کا ایسا خیال ہو لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی بے راہ روی نے انھیں بدل کر دیا ہے۔

پنڈت جی۔ (مسکرا کر) آخر ہندوؤں نے کیا غلطی کی تھی مسلمان اگر نہرو رپورٹ کو منظور کر لیتے تو سب کام بن گیا تھا۔

نوجوان۔ آپ مسلمانوں سے اس بات کی توقع کیوں کرتے ہیں کہ وہ لیپ لیپ جو کچھ بھی آپ ان کے سامنے رکھدیں گے اسے وہ قبول کر لیں گے۔ ممکن ہے کہ نہرو رپورٹ نہایت ہی صحیح اور بہت ہی اچھی چیز ہو اور خود مسلمانوں میں بھی بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں جو اسے بالکل صحیح و درست خیال کرتے ہیں لیکن بہرحال جبکہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس سے مطمئن نہ تھی تو اگر چند لیڈروں سے منظور بھی کر لیتے تو کیا ہوتا آپ نے شاید اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ ہندو مسلمانوں کا باہمی اتحاد اور اتفاق جرمنی اور فرانس یا روس اور انگلستان کا سا اتحاد نہیں ہے کہ جو صرف بعض سیاسی ضرورتوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے اور پھر چھوٹی سے چھوٹی سیاسی ضرورت اسے توڑ ہی دیتی ہے ہمارا آپکا اتحاد دو بھائیوں کا سا اتحاد ہے جس کے لئے خانہ پری بیکار ہے اور جس کے لئے اس بات کی ضرورت ہو کہ ہمارے اور آپ کے دل بالکل مطمئن اور صاف ہو جائیں اور آپ جانتے ہیں کہ دل اسی وقت صاف ہوتے ہیں کہ جب طاقتور بھائی کمزور بھائی کی ہر طرح دلجمعی کرے اور اطمینان دلا دے کہ اسکا مال اور اس کی جان سب محفوظ ہے۔ مسلمان فی الحقیقت کمزور بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی تعداد بھی آپ کی تعداد سے صرف ایک تہائی ہے ان کے پاس دولت بھی آپ سے کم ہے اور علاوہ ہر ہمیں بھی وہ آپ کے مقابل نہیں ہیں اس لئے اگر ان کے دل میں کچھ خوف اور کچھ شبہات پیدا ہوتے ہیں تو انھیں بیجا نہیں کہا جا سکتا اگر فی الحقیقت ہندو اس بات کے خواہشمند تھے کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے لیں اور ہندوستان کی آزادی کے لئے متفقہ طور پر کوشش کریں تو انھیں بیٹھ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہیئے تھا بلکہ ہر امکانی کوشش کرنی چاہیئے تھی کہ یا تو نہرو رپورٹ کی خوبیاں مسلمانوں کو سمجھا دیں یا اگر بعض باتیں اس میں کسی طرح بھی مسلمانوں کو منظور نہ ہوں تو جزوی ترمیم و تنسیخ کر کے مسلمانوں کا اطمینان کر دیں مسلمانوں نے نہرو رپورٹ کو منظور نہ کر کے بڑا کیا لیکن ہندوؤں نے اگر غصہ کی وجہ سے اس میں کوئی ترمیم گوارا نہ کی تو یہ اس سے بھی زیادہ بڑا کیا اور ایسی حالت میں غالباً آپ کو یہ حق حاصل نہیں رہتا کہ صرف مسلمانوں کو تنہا کہیں اور سارا الزام ان کے سر تھوپ دیں۔

پنڈت جی خیر اب اس ذکر کو چھوڑیئے یہ تو بڑے آدمیوں کے کرنے کے کام ہیں وہ اپنے آپ آج نہیں تو کل کسی نہ کسی طرح آپس میں سمجھوتہ کر ہی لیں گے آپ یہ تو بتایئے کہ یہ جلسہ کس قسم کا تھا جس میں شریک ہونے آپ سب جان تشریف لے گئے تھے۔

نوجوان۔ یہ تو ایک خالص مذہبی جلسہ تھا جس میں ہر مذہب اور ملت کے لوگ شریک ہوئے تھے اور ہر مذہب کے عالموں نے دوسرے مذہب کے پیشواؤں کی تعریف کی تھی اور ان میں جو خوبیاں تھیں انھیں سب پر ظاہر کیا تھا۔

پنڈت جی، واقعی یہ تو بہت ہی عجیب قسم کا جلسہ ہوگا کیا کسی مولوی صاحب نے سری کرشن جی یا مہاتما بدھ کے حالات بیان کئے تھے؟

نوجوان۔ جی ہاں سری کرشن جی کے حالات تو مولانا عبدالقوی صاحب نے بیان فرمائے تھے اور مہاتما بدھ کے حالات ایک پادری صاحب نے۔

پنڈت جی۔ اور حضرت محمدؐ صاحب کے حالات کس نے بیان کئے تھے۔

نوجوان۔ سوامی چنتا منڈی جی نے ہمارے پیغمبر صاحب کی زندگی کے حالات کے متعلق ایک بہت ہی موثر اور پرزور تقریر کی تھی۔

پنڈت جی۔ لیکن انہوں نے تو بہت سے اعتراضات بھی کئے ہوں گے؟

نوجوان۔ جی نہیں انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اعتراض کر بھی کیا سکتے تھے جبکہ فی الحقیقت اعتراض کے قابل کوئی بات آنحضرت کی زندگی میں ہے ہی نہیں۔

پنڈت جی (مسکرا کر) یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہے میرے دل میں حضرت محمد صاحب کی بہت بڑی عزت ہے اور میں انھیں ایک بہت بڑا مصلح خیال کرتا ہوں لیکن انسانی کمزوریوں سے کوئی بشر خالی نہیں ہوتا اور ان کی زندگی میں بھی ایسے واقعات مل سکتے ہیں جن پر اعتراض کیا جا سکے

نوجوان۔ ان کے انسان ہونے سے مجھے انکار نہیں ہے اور انہوں نے خود ہی بارہا اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ ہمیں عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح مسلمان بھی اپنے پیغمبر کو خدا نہ بنا بیٹھیں لیکن عام انسانوں میں اور ان میں بالکل وہی فرق ہے جو ایک کامل اور ایک ناقص چیز میں ہوا کرتا ہے بھی دیواروں پر پھوس کا چھپر ڈال دیا جائے تو وہ بھی مکان ہی ہوتا ہے اور بڑے سے بڑا شاہی محل بھی مکان ہی کہلاتا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ ان دونوں مکانوں کی قدر و قیمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً ایک انسان تھے لیکن وہ ایک ایسے انسان تھے جن سے بہتر انسان کی تخیل بھی کسی وسیع میں نہیں سکتا اور ایسے انسان تھے کہ جن کے بعد بزرگی اور برتری میں صرف خدا ہی کا درجہ باقی رہتا ہے۔

پنڈت جی۔ میں آپ کے حسن عقیدت کی داد دیتا ہوں اور ایک مسلمان کو اپنے ہادی اور مرشد سے ایسی ہی محبت ہونی چاہیئے کہ جتنی آپ کو ہے لیکن ایک غیر مسلم جب محمد صاحب کی زندگی پر ناقدانہ نظر ڈالے گا تو اسے بہت سی باتیں ایسی مل جائینگی جو دیدہ قابل تعریف نہیں ہیں

نوجوان۔ میں نے جو کچھ عرض کیا وہ اس بنا پر تھا کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے محبت ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر میں مسلم ہوتا تب بھی میں ان کی پاک و صاف زندگی پر کوئی حرف نہ رکھ سکتا۔

پنڈت جی۔ اگر آپ کو برا نہ معلوم ہو اور آپ لڑنے پر آمادہ نہ ہو جائیں تو دس پانچ باتیں تو میں بھی آپ کو بتا سکتا ہوں۔

نوجوان (مسکرا کر) اگر آپ "رنگیلا رسول" یا اسی قسم کی اور ناپاک کتابوں کا لجہ اختیار کریں گے تب تو آپ کو یقینا بھی توقع کرنا چاہیئے کہ اس سے مسلمان کی دل آزاری ہوگی لیکن اگر صرف اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے آپ کچھ اعتراض کرینگے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے ہرگز ناگوار نہ گذریگا۔

پنڈت جی۔ "رنگیلا رسول" کے مصنف پر تو میں ہی نہیں بلکہ ہر منصف مزاج ہندو لعنت بھیجتا ہے، یہ تو اتہائی کمینہ پن ہے کہ ہم کسی مذہب کے پیشوا کو گالیاں دیں یا اس کا اس طرح مضحکہ اڑائیں۔

نوجوان۔ آپ کے خیالات سنکر مجھے خوشی ہوئی اور میں خوشی سے اس بات کے لئے تیار ہوں کہ آپ کے اعتراضات سنوں۔

پنڈت جی۔ سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ حضرت محمدؐ صاحب بالکل ان پڑھ جاہل تھے اور ایک ایسے شخص سے جو علم و ہنر سے بیگانہ ہو آپ کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ وہ انسانیت کا ایک مکمل نمونہ بنا جائے گا۔

نوجوان۔ آپ جیسے عقلمند شخص کی زبان سے تو یہ اعتراض بہت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے کیا دنیا میں ایسی مثالیں کثرت موجود نہیں ہیں کہ ایک شخص بلا کسی قسم کی تعلیم حاصل کئے قدرتی طور پر نہایت اچھا گانے والا ہوتا ہے اور کیا آپ اس بات سے ناواقف ہیں کہ بیسیوں بالکل جاہل آدمی نہایت اچھے شاعر ہیں اور کیا آپ نے کبھی کسی ایسے شخص کا ہنر نہیں سنا ہے جو الف کے نام لٹھ بھی نہ جانتا ہو لیکن مصوری میں اس کمال حاصل ہو، ہندوستان کے بڑے بڑے مستری بالکل جاہل ہوتے ہیں لیکن ان کی بنائی ہوئی چھتیلیں اور محرابیں زاویہ قائمہ اور نصف دائروں کے نمونہ کا کام دے سکتی ہیں دنیا میں ایسی مثالیں ہزارہا موجود ہیں کہ بغیر کسی سے سیکھے اور پڑھے لوگوں کو قدرتی طور پر ہر اس کام سے لفظ ہے کہ جو ہر اسے پھر آپ کیسی طرح فرما سکتے ہیں کہ تعلیم حاصل کئے بغیر کوئی شخص انسانی کمالات حاصل نہیں کر سکتا اور پھر اگر اسی کے ساتھ ہم اس چیز کو بھی پیش نظر رکھیں کہ خدا ایک بااختیار اور ذی شعور ہستی ہے اور ہماری ہدایت کے لئے ہمیشہ پیغمبر اور اوتار بھیجتا رہتا ہے تو یہ بات بہت ہی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ خدا کی ایک پیغمبر بلا کسی قسم کی ظاہری تعلیم حاصل کئے بھی انسان کامل ہو سکتا ہے اگر انسانیت کا کمال صرف علم پر منحصر ہوتا تو ارسطو اور رشید اس یا رکھے اور ڈارون کو پیغمبر ہونا چاہیئے تھا لیکن اگر پیغمبروں کو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حاصل کرنے اور تجربے اور مشاہدے کرنے میں صرف کرنا پڑا کرتا تو ظاہر ہے کہ صرف ایک ہی علم یا ایک ہی ہنر سیکھنے میں ان کی تمام عمر ختم ہو جایا کرتی اور وہ نہ تو کبھی انسان کامل بن سکتے اور نہ کبھی دوسروں کو ہدایت کر سکتے اسلئے ایسے انسانوں کے لئے کہ جو دنیا میں سبق کے لئے نمونہ بننے کو آئے ہوں یہ ضروری ہے کہ انسانی تعلیم سے بالکل بے نیاز ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امی مطلق ہونا اور کسی انسان سے تعلیم حاصل نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ خدائی تعلیم کے ذریعہ سے کامل اور اکمل بنا کر بھیجے گئے اور آپ ضرور ایک سچے پیغمبر تھے۔

پنڈت جی۔ آپ کا جواب ایک حد تک معقول ہے اور میں اسے تسلیم کئے لیتا

ہوں لیکن حضرت محمد صاحب کی شادیوں کے متعلق آپ کیا عذر پیش کریں گے۔

نوجوان۔ (مسکرا کر) میں جانتا تھا کہ آپ کا دوسرا اعتراض یہی ہوگا۔

پنڈت جی۔ تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ آپ خود بھی اس کمزوری سے واقف تھے اور آپ خود بھی یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبر صاحب کی زندگی کا یہ پہلو قابل اعتراض ہے۔

نوجوان۔ جی نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ میں بھی طرح واقف ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کون سے پہلو حکیمانہ اور فلسفیانہ باریکیوں سے پُر ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ عامۂ مکا ہیں ان باریکیوں تک نہیں پہنچتیں اور سطحی اور ظاہری باتوں پر اعتراض کر بیٹھتی ہیں تو بیشک تمام غیر مسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اسی پہلو پر اعتراض کیا کرتے ہیں اسلئے آپ اسی پہلو کو مجھے بھی تو قدتی۔

پنڈت جی (مسکرا کر) بہت خوب جناب ہی سہی لیکن ذرا وہ حکیمانہ نکتہ ہمیں بتا تو دیجئے۔

نوجوان۔ معاف کیجئے گا میں پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانحعمری مطالعہ کی ہے یا آپ نے واقعات کی ترتیب ہی آپ کو بتائی ہوگی۔

پنڈت جی۔ آپ ہی فرض کر لیں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔

نوجوان۔ میں اسے مانتا ہوں کہ نر اور مادہ یا زن و شوہر کے باہمی تعلقات انسان کی بعض اصل خی مشوں کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن یہ آپ کو بھی ماننا پڑے گا کہ بعض ادنیٰ وجہ کے کام بھی اعلیٰ بنجاتے ہیں اگر ان کے کرنے کا باعث کوئی بلند اور اچھا جذبہ ہو۔ مثلاً انسان کی سستی کے مظاہرے میں اور اگر ہم نماز نہ پڑھنے اور تھر کتے ہوئے چلیں تو ہر شخص ہماری اس حرکت پر ہنس دیگا لیکن اگر ہم بھین یا باری تعالےٰ کی حمد کے ترانے گاتے گاتے مست ہو جائیں اور وجد میں آکر ناچنے لگیں تو ہر سر ہمارے سامنے خاریہ تعظیم کے ساتھ جھک جائے گا اسی طرح مکر و فریب کرنا اور دوسروں کو دھوکا دینا اور ایسے افعال میں لیکن اگر ان کا محرک حب وطن اور حب قوم ہو تو ہمیں بالکل جائز نظر آنے لگ جاتا ہے اور سلطنت کے وزیروں کی سب چالبازیوں کی مختلف تعریف کیا کرتا ہے۔ اس کہنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کی خاطر نہیں بلکہ اپنی قوم کی خاطر یا بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی خاطر کوئی ایسا کام بھی کریں کہ جس کا تعلق ہمارے ادنیٰ جذبات سے ہو تو وہ فعل ادنیٰ نہیں رہتا بلکہ بلند اور اعلیٰ بنجاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پہلی شادی اس عمر میں کی تھی کہ جب آپ کا شباب پورے اوج پر تھا اور جس عمر میں کہ ایک نوجوان کو زیادہ سے زیادہ حسین اور نوجوان جوڑے کی تلاش ہوا کرتی ہو لیکن آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ اگرچہ آپ مکہ کے سب سے زیادہ حسین مرد سے شادی کر سکتے تھے مگر آپ نے جس عورت کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمایا وہ ایک بیوہ تھیں جن کی عمر بھی ضعیفی کے قریب یعنی چالیس سال کو پہنچ چکی تھی اور جو حسن کے اعتبار سے بھی کوئی خاص امتیاز نہ رکھتی تھیں کنواری لڑکیوں کو چھوڑ کر اور حسینان عرب سے منہ موڑ کر آپ کا ایک بیوہ کو پسند کرنا غالباً نفس پرستی کی دلیل تو نہیں ہو سکتا اس لئے اب آپ سمجھ سکیں گے کہ شادی کے معاملہ میں اس قدر زہد و تقدس کا اظہار آپ نے صرف اس لئے کیا تھا کہ حضرت خدیجہ کی دولت سے ان نومسلموں کو امداد دی جا سکے جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر گھروں سے چلے آئے تھے اور اب کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اگر اپنی قوم کے فائدہ کی خاطر اپنے نفس پر جبر کرنا کوئی برائی ہے تو ضرور آپ اس شادی کو برا سمجھئے لیکن اگر یہ مقصد عالی تھا تو آپ کے ایثار کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اور پھر اس بات کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ شادی کرنا کوئی برا کام نہیں ہے بلکہ وہ مقدس فرض ہے جو فطرت نے تناسل کی غرض سے انسان پر عائد کیا ہے تو اس ایثار کی وقعت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

پنڈت جی۔ یہاں تک تو بیشک یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد آپ نے وہ شادیاں اور بھی تو کی تھیں۔

نوجوان۔ جی ہاں کی تھیں اور ضرور کی تھیں لیکن اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں اس وقت تک آپ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی گویا اپنی جوانی کا تمام زمانہ کہ جو خواہشات نفسانی کے ہیجان کا زمانہ ہوتا ہے صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ گذارا اور اس طرح اپنے پیروؤں کو یہ بتا دیا کہ جہاں تک شادی کا تعلق ہے ایک مرد کے لئے ایک عورت کا حصول صحیح اور قابل تقلید ہے قوم کے رفاہ۔ دین و ہبود کی خاطر حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ نے متواتر کئی شادیاں اور کیں اور اس طرح اس بات کی مثال قائم کر دی کہ اگر اسی قسم کی ضرورتیں مجبور کریں تو ایک سے زائد شادیاں بھی کی جا سکتی ہیں۔ بظاہر یہ خیال بہت کچھ کمزور سا معلوم ہوتا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ تورات دن روا نیاں پیش آتے رہتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ کرۂ میں مردوں کی تعداد بہت کم ہو جائے مردوں کی اس قدر کمی کی صورت میں عا عورتوں سے یہ توقع رکھنی کہ وہ اپنے نفس سے مغلوب نہ ہو جائینگی یا یہ کہ یہ خیال رہا رکھنا کہ وہ مدت العمر کنواری رہیں عقل اور انصاف کے خلاف ہے ایسی حالت میں آپ اس طریق عمل کو بہتر خیال کریں گے کہ مردوں کو چار رقیقہ بیاہ زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دیدی جائے یا کہ عورتوں کو ان کے حقوق نہ دیئے جائیں اور وہ بطور خود نکاح ثانی کرتی پھریں؟ جنگوں سے بعد قوم کی مرد شماری بھی بہت کم ہو جاتی ہے اور اس کمی کو بیاہ سے پورا کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ایک ایک مرد کئی کئی عورتوں سے شادی کرے کے زیادہ سے زیادہ اولاد پیدا کرے چنانچہ جنگ عظیم کے بعد ہی کو دیکھ لیجئے ان ملکوں میں جن زیر غور ہی جہاں تناسب ایک سے زیادہ شادیاں کرنا جرم میں داخل ہے میرا مطلب ان تمام قسموں سے ہے کہ اگر ضرورت مجبور کرے اور کسی بہتر مقصد کے حصول کے لئے ایک سے زائد شادیاں کر لی جائیں تو برا نہیں بلکہ ایک اچھا کام ہے اور یہ اسلام کے کامل ترین مذہب ہونے کا ثبوت ہے کہ اس نے ایسی ضرورتوں کے لئے بھی اپنے قانون میں گنجائش رکھ دی کسی وقت بھی اس کے پیروؤں کو قانون توڑنے کی ضرورت محسوس نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک حضرت عائشہ کے اور کوئی شادی کنواری لڑکی سے نہیں کی اور ایک وقت میں آپ کی بیویوں کی تعداد تین سے کبھی نہیں ہوئی آپ کی یہ تمام شادیاں مصلحت وقت پر مبنی اور مسلمانوں کے مختلف قبائل میں شادیاں کر کے ان قبیلوں کو اپنا ہمدرد بھی تو اور بنانا مختلف قبیلوں میں جا جا کر وعظ اور تلقین کیلئے موقع مہیا

اور مختلف قبیلوں سے مسلمانوں کے لیے ہر قسم کی مالی اور جانی امداد حاصل کرنا ان تمام شادیوں کا مقصد تھا جو بوجہ حسن پورا ہوا اور کہا جا سکتا ہے اگر آپ نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا ہوتا تو شاید آپ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت کی طرف سے ناامید و ناکام جانا پڑتا اور اسلام کسی طرح بھی وہ فروغ حاصل نہ کرتا جو اس نے آپ کی حیات میں حاصل کر لیا تھا میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ تمام شادیاں آپ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد کی تھیں گویا یہ وہ زمانہ تھا کہ جب آپ کے جاں نثاروں کی تعداد اچھی خاصی بڑھ گئی تھی اور آپ کو دینی پیشوائی کے علاوہ دنیاوی بادشاہت کی حیثیت بھی حاصل ہو چکی تھی ایسی حالت میں آپ کے لیے یہ بات سانی ممکن تھا کہ حسین سے حسین کنواری لڑکیوں کے ساتھ شادی کرتے جنہیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا ان کے والدین اپنے لیے سعادت دارین خیال کرتے لیکن آپ نے ایسا نہ کیا اور صرف اسی ایک واقعہ سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ شادیوں سے آپ کی غرض نفس پرستی نہ تھی۔ افغانستان میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہاں کا فرمانروا ملک کے مختلف صاحب اثر قبیلوں میں سے ایک ایک لڑکی کو اپنے عقد نکاح میں لے آتا تھا امیر امان اللہ خاں نے ایسا نہ کیا اور صرف ایک ملکہ ثریا پر اکتفا کرنا پسند کیا میں ان کے اس فعل کی جتنے دل سے قدر کرتا ہوں لیکن اب جبکہ انھیں اپنے ملک کے قبائل کی زیادہ سے زیادہ مدد اور ہمدردی کی ضرورت تھی تمام قبائل انھیں چھوڑ کر الگ ہو گئے اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جب تک افغانستان کے حالات نہ بدلیں وہاں کے بادشاہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختلف قبائل سے اپنا رشتہ قائم کرے۔ عرب میں یہی قبیلوں کا زور تھا اور وہاں اپنا اثر بڑھانے اور اپنی جماعت کی حیثیت کو مضبوط اور مستقل بنانے کے لئے یہ طرز عمل اختیار کرنا ناگزیر تھا

پنڈت جی۔ آپ کی دلیلیں ایک بڑی حد تک معقول ضرور ہیں اور میرا خیال ہے کہ ان پر غیر جانبداری کے ساتھ غور کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی میں ضرور کہوں گا کہ ایک نبی یا پیشوا کے لئے یہ کوئی اچھا طرز عمل نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس قدر شادیاں کرے کہ جتنی آپ نے کیں۔

نوجوان۔ اس کی باعث یہ ہے کہ آپ کا دل ان خیالات سے متاثر ہے جو بعض مذہبوں کے پیشواؤں نے ساری عمر شادی نہ کرنے کے متعلق پھیلا دیئے ہیں اور آپ کے دماغ میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ شادی کرنا ایک ذلیل اور خراب کام ہے آخر میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کسی پیغمبر یا کسی اوتار کے کہنا کہنے کو بھی برا کیوں نہیں خیال کرتے جہاں تک خواہش کھانے کا تعلق ہے بھوک اور نفسانی خواہش بالکل ایک ایسی چیز ہیں جن کی قدرت نے ہمیں بھوک اس لئے دی ہے کہ ہم کھانا کھا کر اپنی زندگی کو قائم رکھیں اور نفسانی خواہش اس لئے دی ہے کہ ہم مل کر ہستی کے تعلقات پیدا کر کے دنیا میں اپنی ہی جیسی اور چند زندگیاں قائم کر دیں تاکہ نسل باقی رہے اب آپ مجھے بتائیے کہ ان میں سے ایک خواہش کو آپ کیوں جائز خیال کرتے ہیں اور دوسری کو کیوں ذلیل اور برا سمجھتے ہیں آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ ایک پیغمبر کو اپنی کسی ایک خواہش سے اس درجہ شغف ہوتا نہ چاہیئے لیکن میں یہ بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ نے ایک شادی ہی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نہیں کی تھی بلکہ آپ کی ہر شادی کا مقصد اپنی جماعت اور اپنی قوم کو فائدہ پہنچانا تھا ایسی صورت میں تو اگر شادی فی الحقیقت کوئی برا فعل بھی ہوتی تو اسے اچھا ہو جانا چاہیئے تھا۔ آپ مکروفریب کو تو اگر وہ قوم کی فلاح کی خاطر کیا جائے سیاسی تدبر کا خوبصورت اور خوش آئند نام دیکر گوارا کر لیتے ہیں لیکن جائز طریقے پر شادی کرنے کو اگر وہ قومی مفاد کے لئے کی جائے برا کہنے کے لئے تیار ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے! یقیناً یہ شادیاں سب کی سب قابل تحسین ہیں اگر کسی مذموم اور ناجائز طریقہ پر کی گئی ہوتیں اور عورتوں کو ان کی مرضی کے خلاف اور ان کے ولی پرستوں کی اجازت کے بغیر رسم میں داخل کر لیا گیا ہوتا لیکن ان اگر ایسا نہ تھا تو پھر کیوں آپ کو ان پر اعتراض ہو میں تو جہاں تک غور کرتا ہوں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی خاطر جو اشاعت کا بڑا ایثار کیا ہے کہ جس کی نظیر ملنی محال ہے بیوہ عورتوں کی شادی کا عرب میں صرف آپ کے اس طرز عمل کی بدولت رواج ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت کو ان رشتہ داریوں سے اس ابتدائی زمانہ میں جیسی کچھ تقویت اور امداد پہنچی اس سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔

پنڈت جی۔ ہاں ایک بڑی حد تک میں آپ کی دلیلوں کو صحیح تسلیم کر لینے کو تیار ہوں لیکن آپ کے پیغمبر صاحب نے قتل اور خونریزی کو بھی تو جائز رکھا اس کا آپ کیا جواب دیں گے۔

نوجوان۔ یہ الزام بالکل لغو اور سراسر باطل ہے۔

پنڈت جی۔ کیوں غلط کیوں ہے؟ کیا آپ نے جہاد نہیں کئے اور کیا آپ نے مسلمانوں کو خدا کی راہ میں لڑنے کا حکم نہیں دیا؟

نوجوان۔ جو کچھ آپ نے پہلے فرمایا تھا اس میں اور جو کچھ اب فرما رہے ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے قتل اور خونریزی کو جائز کہنا بدترین گناہ ہے اور ضرورت سے مجبور ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے لڑنا یا اپنے پیروؤں کو ایسے موقعوں پر لڑنے کا حکم دینا قابل تعریف شجاعت اور مردانگی ہے اگر آپ نے مسلمانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ سے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ مسلمان اپنے ہمسایہ قوموں کے مقابلہ سے ننگ آ کر مکہ سے مدینہ چلے گئے تھے اور اس وقت ان کی جماعت بہت ہی تھوڑی تھی نہ اپنی ایسی کمزوری کی حالت میں انہیں کسی پر حملہ کرنے کا خیال آ سکتا تھا اور نہ انہوں نے اپنی طرف سے کبھی کوئی حملہ کیا ان کے دشمن ان سے لگتی اور ادھر نہایت ہی بے رحمی طرح مسلح ہو کر ان پر چڑھ کر گئے تھے اور ایسی حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ اگر مسلمان بغیر مقابلہ کئے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیتے تو انہیں نرمی اور بے رحمی کے سوا اور کوئی خطاب مل سکتا تھا خوش قسمتی سے مسلمان ایسے نہ تھے ان کے دل میں شجاعت اور صداقت کا جوش بھرا ہوا تھا انھیں یقین کامل تھا کہ حق پر ہیں اور خدا ہماری مدد کرے گا وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی اور زنگ آلود تلواریں جو کچھ اس وقت انھیں میسر تھیں ایکا اٹھے اور سر سے کفن باندھ معرکہ کارزار میں آ کر ڈٹ گئے وہ جانتے تھے کہ اگر ہمیں شکست ہو گئی تو صفحہ ہستی سے ہم اور ہمارے ہی ساتھی حق و صداقت سب مٹ جائیگے اس خیال نے ان کی ہمتیں بلند کر دی تھیں اور موت کا خوف ان کے دلوں سے نکال دیا تھا کہ

سے آئے ہوئے جہاں اور مدینہ کے سربرآوردہ سب ملا کر ان مسلمانوں کی تعداد جو لڑنے کے لئے نکلے تھے کوئی تین سو تھی اور ان تین سو نے ایسی داد شجاعت دی کہ اپنے ایک ہزار سے زائد دشمنوں کو جن میں پیدل اور سوار سب ہی شامل تھے اور جن کے پاس ہتھیار بھی بہتا بہت بہتر تھے شکست فاش دیدی اس کے بعد بھی مسلمانوں کو کئی ایک لڑائیاں اور لڑنی پڑیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی جس میں مسلمان محض قتل و غارت کے شوق میں کسی پر چڑھ دوڑے ہوں بلکہ سب مدافعانہ جنگیں تھیں جن میں اگر مسلمانوں کی جانب سے ذرا سی بھی سستی یا کمزوری کا اظہار ہوتا تو وہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ناپید کر دیئے جاتے آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ اسلام کا تو مقصد ہی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ایک اسلام پر کیا منحصر ہے میرا خیال ہے تو ہر ایک الہامی مذہب کا مقصد بجز اس کے اور جو کچھ نہ ہونا چاہیئے کہ اس کی زمین پر فتنہ اور فساد نہ ہو اور لوگ سچے دل سے خدا کی حکومت کو تسلیم کر لیں آپ شاید ان لڑائیوں کو بھی مذہبی لڑائی سمجھ رہے ہیں جو اکثر مسلمان بادشاہوں نے نہ صرف ملک گیری کی خاطر لڑی ہیں لیکن دنیا میں وہ کونسی قوم ہے جس کے بادشاہوں نے بالکل یہی کام نہیں کیا ہے، بادشاہوں کو ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں ہمیشہ یہی ہوس رہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی سلطنت کو وسیع کریں اور میں نہیں سمجھتا اگر کسی مسلمان بادشاہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے تو اس کا الزام اسلام پر کیوں کر لگایا جائے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام کی صلح پسندی اس مشہور و معروف واقعہ سے اچھی طرح ظاہر ہو سکتی ہے جو "صلح حدیبیہ" کے نام سے موسوم ہے

پنڈت جی۔ مجھے اس صلح کا حال نہیں معلوم مہربانی فرما کر اس کے واقعات کی ذرا تفصیل کر دیجئے۔

فوجوان۔ مسلمانوں نے جب پے در پے کئی شکستیں مکہ کے غیر مسلموں کو دیں تو ان کی ہمت اور طاقت بہت بڑھ گئی اور ان کی جماعت میں بھی کسی قدر اضافہ ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی زیارت کا بہت شوق تھا اور آپ کے بہت سے ساتھی بھی وہاں جانے اور حج کرنے کے لئے بیچین تھے چنانچہ آپ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت لیکر عمرہ کے ارادہ سے نکلے آپ نے روانہ ہوتے ہی اپنے ارادہ کا اعلان کر دیا تھا کہ محض زیارت کی غرض سے جا رہے ہیں اور قربانی کے اونٹ بھی ساتھ لے لئے تھے تاکہ کسی کو دھوکہ نہ ہو لیکن اس خبر سے مکہ میں بیچینی پھیل گئی اور غیر مسلموں نے مدینہ پر آکر آپ کا راستہ روکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوت کا اچھی طرح اندازہ تھا اور انھیں معلوم تھا کہ کسی بھر غیر مسلمان کا راستہ نہیں روک سکتے کیونکہ لڑائیوں میں ہمیشہ اب تک کئی کئی ہزار غیر مسلموں پر صرف چند مسلمان غالب آتے رہے تھے لیکن آپ نے لڑنا پسند نہ کیا اور اپنی طرف سے صلح کی کوشش شروع کر دی اور آپ کو یہ بیحد حیرت ہوئی کہ ہر طرح طاقتور اور غالب ہونے کے باوجود ایسی شرائط پر صلح کر لی جو مسلمانوں کے لئے باعث توہین تھیں اور جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان دب کر صلح کر رہے ہیں آپ کے اکثر ساتھیوں کو آپ کا اس طرح دنیا بہت ناگوار گذرا لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہ کی اور ہر صورت صلح کو جنگ پر ترجیح دی اس طرح جب صلح کر لی جس سے عام مسلمان ناراض تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس "فتح مبین" کا لقب دیا اور درحقیقت یہ "فتح مبین" ہی ثابت ہوئی کیونکہ اب تک تو دشمنی کی وجہ سے غیر مسلم مسلمانوں سے الگ تھلگ رہتے تھے اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف اور جب آپس میں ملنا جلنا اور سر و قت کا ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوا تو انھیں معلوم ہوا کہ اسلام نے مسلمانوں کو کس قدر نیک اور اچھا انسان بنا دیا ہے اور وہ حق درحقیقت آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے رستہ کو اختیار کرنے لگے

پنڈت جی۔ افسوس کہ آگیا اور مجھے یہاں آنا ہی نہ چاہیئے تھا اب آپ سے اور گفتگو کرنا

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ سے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان مجوسیوں اور رہاؤں اور جوگیوں اور کاہنوں کے پھندہ میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں ہندو بزرگان دین نے اپنے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنھوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ بولیس شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معمولی کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

فالنامہ صدیقی

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی کھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ بڑا مسٹل رنگین قیمت صرف آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں

تو آداب مجلس پڑھیئے یہ کتاب آپ کے اندر لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر انداز میں ایک کشش پیدا ہو جائیگی گفتگو میں شیرینی آجائیگی یہانتک کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی غرض کہ مرد آپ سے عزت سے پیش آئینگے عورتیں محبت کرنے لگیں گی بچے آپ کا احترام کرینگے اردو میں یہ اپنے رنگ کی پہلی کتاب ہے اس کتاب کے مزید کے بعد انسان دنیاوی عزت خرید لیتا ہے

قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

نظمیں اور نعتیں

پتہ پتہ یہی کہتا ہے کہ موجود ہے تو

از جناب مولوی محمد علی صاحب افسوس

اس میں کیا شبہ ہے خالق ہے تو معبود ہے تو — حمد شایاں ہے تجھی کو مرا معبود ہے تو
تو وہ دانا ہے کہ مطلق کرم وجود ہے تو — دینے والا تو مگر کاشن مقصود ہے تو
پتہ پتہ یہی کہتا ہے کہ موجود ہے تو

تجھ پہ ہر بندہ کو تیرے ہے عجب طرح غنا — وقف ہی سامنے سر ہے لب عجز و ثنا
تیرے محبوب سے سجدہ کا ہے کیسا انداز — سب کے سب چلتے ہیں تیری ہی طرف وقت نماز
سارے سجدوں کا یہ کہنا ہے کہ معبود ہے تو

سامنے میرے جھکو یہ ہے عبادت تیری — بندگی بھی یہ ہوئی کیوں فرض عبادت تیری
سجدہ کے حکم سے ظاہر یہ ہے غایت تیری — تیری طاعت ہی سے ثابت ہے اطاعت تیری
خود عبادت کا مقولہ ہے کہ معبود ہے تو

تو ہے اور ایک ہے واحد ہے خدا کیا کہنا — آنکھ سے اوجھل ہر جگہ میں تیرا جلوہ ہے
تیری رحمانی و ربانی کا کیا کہنا ہے — کچھ نہ ہونے سے ہی ہونے کا پتہ چلتا ہے
بجھ نہ رہنے ہی سے ثابت ہے کہ موجود ہے تو

ہے معاون میرا حامی ہی تو ہی ہے غمخوار — میں ہوں اک بندۂ ناچیز نہایت لاچار
ہوں وہ لاچار کہ اک پتلا ہوا ہی ہو سکا — تیرے ہی فضل و کرم پر ہے مرا دار و مدار
میرا خالق میرا مالک میرا معبود ہے تو

مختلف شکلیں ہیں عادات جدا سب کی ہیں — قدر قدرنگ میں آوازیں سب کی ہیں
ہاں ہے سب کچھ ہے مگر تیرا ہی مصرف یہ ہیں — تو نے دنیا میں یہ شکلیں جو بنا رکھی ہیں
دیکھتا ہوں انھیں لیکن مرا مقصود ہی تو

رات دن کس میں مصروف ہیں کیسے مصروف — اور جو مخلوق کہ مغرور ہے باعزت و جاہ
قبضہ نالے میں ترا اور فریاد میں ہو آہ — تجھ سے چھپ کر نہیں ممکن کوئی دنیا میں گناہ
کیونکہ ہر جا پہ وہ ہیں ہر حال میں موجود ہے تو

فکر دھم سے ہو تم افسوس کیوں ایسے لاغر — یہ فانی ہی ہو جہاں یہاں نہ رہے پیغمبر
اب بھلا دو اسے یاد نہ رہو ہم دم بستر — سانجھ کب جانتے ہیں بہکے ہیں مضطر
جان جاتا دل میں پھنسائے رہے بے سود ہے تو

نوائے خیر مقدم

لسان الحسان حضرت مولانا ضیاء القادری

جہاں میں ہو ہمہ عشر کدہ ہر تعصر عشرت سے — یہاں عید ولادت ہے وہاں جشن مسرت ہے
ہو طور نہضت بشری لگے ہر ساز سے پیدا — ترنم ریز خلیق شدید کی بشارت ہو
ترانے عید میلاد نبی کے گائے جاتے ہیں — خوشی کی دور دورہ ہو فور عیش و عشرت ہو
نوید آمد خیر البشر ہے شاد ہیں انساں — ہو وجد فصل گل نغمہ سرا ہر ساز قدرت ہو

بجاتے ہیں خوشی کے شادیانے ہر طرف قدسی — سرور و شیر مقدم میں عجب فنا کی حالت ہو

(+)

ہو غلغلہ و سمعلا مرحبا کا بزم عالم میں — جہاں آراستہ ہو آمد ختم رسالت میں
فرشتوں نے سجایا ہو جہاں کو اس ولادت سے — کہ فردوس نظر آتا ہے گلزار رحمت ہے
بنے ہیں فرش بزم آفرینش عرش کے جلسے — زمین کعبہ اے صل علیٰ اک عرش رفعت ہو
اٹھی ہیں بدلیاں کثرت سے توحید الٰہی کی — زمیں سے آسماں تک بارش انوار وحدت ہو
ملائک عرش سے آئے ہیں رحمت طبق لیکر — طلوع صبح سے پہلے فجر شان رحمت ہو
ہے گہوارہ چمن اسلام کا شرق سے مغرب تک — وہ کعبہ پہ آویزاں نشان فتح و نصرت ہو
ملائک انبیا سب منتظر ہیں آمد آمد کے — سر عرش بریں تصویر محراب عبادت ہو
سلامی کیسے جبریل و میکائیل حاضر ہیں — دوشنبہ کا مبارک روز مبنی سعادت ہو

(+)

بجا یک عرش کے پرمے کہنچے شور درود اٹھا — مچا غل آئے کیا دیرے نوشاہ امت ہو
سلام اللہ صل اللہ آئے سرور عالم — مبارک مرحبا صد طرب عید ولادت ہو
وہ آئے جن کا آنا وجہ کون و دو عالم تھا — وہ آئے رونق کون و مکان جلی بدولت ہو
وہ آئے خیر جنکی ذات پر شان رسالت ہو — وہ آئے جنکی ہر تعظیم شان دینا کی عزت ہو
وہ آئے ہیں سلیمہ رحمن کے انبیا سارے — وہ آئے جن کی تلقین نشان دینا کی عزت ہو
وہ آئے جو نظام خلق کے ہادی ہیں بہر ہیں — وہ آئے ملت اسلام کی جن پہ اشاعت ہو
وہ کیا آئے جہاں پر نظر میں اک انقلاب آیا — کہ لیکر آئے کے دور شرک کی مدت ہیں قسمت ہو
پرستاران باطل نے پڑھا تو جب کہ کلمہ — ہوئیں نے زہی شہادت ملت حق دین فطرت ہو
بنے منت کش اسلام نصرانی کلیسائی — کہا رہبانیت نے صبح مغرب نام ظلمت ہو
نشان ہند نے شق القمر کا معجزہ دیکھا — تعالی کر یا اخی الخشت شہادت ہے

(+)

محمد مصطفےٰ تشریف لائے باغ عالم میں — ریاض فردوس رشک گلزار جنت ہے
شگفتہ گل ہوئے اسلام میں تازہ بہار آئی — جہاں میں سر طرف تبلیغ و بھولوں کی لگہت ہو
نسیم گلشن توحید کے چلنے لگے جھونکے — بہار دامن اسلام کی ہر گل میں رنگت ہو
کیا سیراب فیض شرب بطحا نے عالم کو — ہوا اس بات کا زعم فلکر شد و ہدایت ہو

(+)

حسین بدر تیرے پرتو نقش کف پا ہے — عرب کا ذرہ ذرہ مشعل راہ ہدایت ہو
خدا کے گھر سے توحید خدا کی ضو فشانی ہے — ترے باعث کو کعبہ مرکز تبلیغ وحدت ہو
تری رحمت سے عرفان خدا حاصل ہوا ہم کو — کرم سے تیرے حکم بندے دین وحدت ہو

(+)

ترے لطف و کرم کو پائے ہم خود ہی بھلا بیٹھے — نہیں کچھ یاد اب یہ بھی ہماری کیا حقیقت ہے
غضب کی خود فراموشی ہے غفلت ہو قیامت کی — نہ ہم میں کچھ افاقت ہے نہ ہم میں کچھ حمیت ہے
یہاں تک ہم ہوئے اسلام کی تعلیم سے غافل — سراسر منتشر شیرازۂ تنظیم ملت ہے
ہمارے غفلتوں نے ہم کو رسوا کر دیا آقا — وہ اب ہم میں کہ ہر میدان میں ہم کو ہزیمت ہے

ہماری بے خبری کا سبب یہ عالم ہے
کہیں شہد کی مکھی کو نیش گر دن سانپ پہ چلتے ہیں
مساجد پر کہیں ہوتے ہیں حملے خیر سالک کے
مسلمانوں پہ ہیں کیا کیا تم باطل پرستوں کے

کہیں پر تیغ صحیح و مسلمان دین و ملت ہے
کسی جا شمشیر کی فتنہ آرائی قیامت ہے
کہیں باجہ نوازی رشتہ انداز عبادت ہے
عدو کے فتنہ سامان قابل پیداد و نخوت ہے

(+)

یہ سب کچھ ہو مگر ہوتے ہیں ہم سب نیند کے ماتے
ابھی تک وقت بر تو ابی ہماری خواب غفلت ہے
مدد کو آئے آتی مدد فرشتے آ قا
عیاں سب کا پر ہے من و عن جو حال امت ہے
محبت دو ہمارے قلب میں تبلیغ مذہب کی
سکھا دو طرز وہ جو طرز تعلیم نبوت ہے
رہیں لے رحمت عالم مسلماں شاد عالم میں
کہ عالم کے لئے وجہ طرب عید ولادت ہے

بتصدق اے شہ لولاک
اس عید ولادت کا
دعا کر نا کہ تیری ہر عطا
رضیع اجابت ہے

(+)

نہ فرمائینگے کیا اب وہ مریضوں کی مسیحائی

حضرت سیماب اکبر آبادی

یہاں سے جا کر حضرت یثرب کی مانوس سیہ پوشی
وہاں خواب گراں کی معذرت اور اشک خاموشی
عجب انداز سے سرکار کی صہبا آزمائی کی
ادھر شان تغافل ہے ادھر غمخواری کوشی
خمار عیش و عشرت کا نتیجہ کسل پیہم ہے
سرور اس میں اب کہاں باقی سمر زندی و نیشی
سیہ بختی کے تلے پڑ جائینگے باب اجابت میں
اثر سے ہو نہیں سکتی دعاؤں کی سمر آغوشی
مجھے کرنا پڑا ہے جذب دل میں ضبط حسرت کو
کہ رونا میں تو وہ قیمت میں لاکھ ننگ بیہوشی
ندامت ہو گنہگاروں کی انداز ترحم سے
نہ وہ جذبہ نوازی ہے نہ وہ شان خطا پوشی
سمر دردہ دوا رحمت سنبھلنے ہی نہیں دیتا
کہ آئے ہوش تو پہنچے کہیں درمان بیہوشی

کہیں دل چور کر دیتے ہیں یوں ہی بیقراروں کا
بھر دو سسکیاں بھرنے لگا امیدواروں کا

صدائے درد کی لہریں کہاں تک دلفگار ہوتیں
یہ کیا اعلان تھا جب چپکا کر سننے والے
سنے کوئی تو یہ حیرت طراز گوش شنوائیں
چلے آئیں مرے در پر جو مایوس تمنا ہوں
لگے میں راستے میں سر قدم ہو ہو کے سر کا خوں
یہ حالت ہو پھر کیونکر سفر مسافر شت پیما ہوں
نہیں فرصت نہیں فسانۂ صدمات سننے کی
تو کیا اس کا یہ مطلب ہو کہ صدمے رفع فرمادیں
بھلا انصاف ہی پوچھے میں شان رحمت کا
جو آزار دہو اور ہم مایوس و تنہا ہوں
یہ حالت دیکھ کر یا کس میں یہ طاقت نہیں ہے
کہ نالے بے اثر ہوں اور آہیں بے تجمل ہوں
نہ ہو حاکم تو کوئی مگر یہ تو بتا دینا
کہاں تک عجز رہا ہو سکے تو دیں کہاں تک فیصلہ کر لیں

ہوئے جاتے ہیں بے تاب مصیبت سہنے والے
مرے جاتے ہیں رنگ غم فرقت دیکھنے والے

قیامت تک رہیگی کیا یوں ہی اپنا شکیبائی
نہ فرمائینگے کیا اب وہ مریضوں کی مسیحائی
نہ ہو جائے کہیں بدنام ان کا شرب رحمت
بگڑنا جا رہا ہے قوم کا انداز رسوائی
خیال خواب راحت رہزن ہے چشم تمنا کو
قسم اس خواب گہ کی جس پہ اک گنبد ہو مینائی
تماشہ ہو گئی ہے قوم کی ہر حالت اسیر
پھر اس پر یہ تماشہ ہو کہ دنیا ہے تماشائی
نہیں کیوں ان میں احساس برادی پیدا
گوارا بھی نہ امت کی ہو نیچی نگہت پیرائی
بوقت سکتہ مٹے ہونہ سکا تھا غافل کا
اسی افسوہ میں لیٹا سا تھا میں کہ نیند آئی

سرشک خون بستہ اب اس دل حزیں کی
بہت کچھ رو چکے تم بس بھی کرو اب

ازیں بالا بلیغ گاوید بذہن من نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

(+)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(خیام القصر جناب ساغر نیامی)

تھے اپنی صورتیں گر جب فلسفہ بر حکمت
منصف رسالت کے مامور تھی خود قدرت
اعجاز دم عیسیٰ اک سلسلہ فسانہ تھا
قانون نبی موسیٰ متروک زمانہ تھا
تھا منتشر و برہم توریت کا شیرازہ
بگڑی ہوئی اک گت تھا انجیل کا آوازہ
دنیا کی فضاؤں میں معجز انداز ہیرا تھا
آبادی عالم کو الحاد نے گھیرا تھا
اصنام کے قدموں میں تھی بزم بتاں آذر
غزنی کے سومنات میں برہا تھا کاشی گھر
مستی کا اک آئینہ ہر منظر ہستی تھا
ہر منظر ہستی میں آئینہ پستی تھا
احکام تھے صراط مرغوب نہ کوئی دنیا
خود اپنی گھڑی ہوں میں محبوب نہ تھی دنیا
مقصد تھا الٰہی کی تائید نہ تھی کوئی
تجدید رسالت کی امید نہ تھی کوئی

(+)

اک جوش اٹھا ناگاہ پہ قلزم وحدت
اک نغمہ تو گونجا خاموشی فطرت میں
توحید کی موجوں سے نغمہ یہ کہ بادل سے
اک قطرہ الگ ہو کر نکلا خم اول سے
چھایا سر عالم پر بن کر جو گھٹا ایسا
گہرے ہوئے دنیا پر مقبول محیط ایسا
یہ عالم سفلی تھا یا عالم علوی تھا
اس کے در اقدس کا اک ذرہ مغنی تھا
انسان نے شہادت دی یا افسر انساں ہے
جن نخبہ بول اٹھے یہ فخر سلیماں ہے
حیوان اطاعت میں سر اپنے جھکا بیٹھے
ہمعرکش و مرتد تھے وہ سامنے آ بیٹھے
ہر گھر نے گواہی دی ہر در نے گواہی دی
پیڑوں نے گواہی دی پتھر نے گواہی دی

قدرت نے کہا بیشک انسان یہ افضل ہے
احمد ہے محمد ہے محمود ہے مرسل ہے

(+)

جشن میلاد النبی

(از حضرت سلیمی حیدرآباد دکن)

آج اے طبع رسا جوش جوانی دکھلا
اہل محفل کو ذرا سحر بیانی دکھلا
کوثر نظم میں خامہ کی روانی دکھلا
صاحب فہم کو طرز ہمہ دانی دکھلا

ہاں خبردار کہ دامن نہ ادب کا چھوٹے
جو لکھوں حرف وہ کاغذ پہ بنے گل بوٹے

کھنچیو دل صفحۂ قرطاس پہ ایسی تصویر
جس سے ہو دانی بینا کی حالت تغییر
فضل خالق سے کروں آج کچھ ایسی تدبیر
حرف جو خامہ سے نکلے وہ ہو جھک کی تکبیر

جاری افسانۂ سخن میں رہے سکا میرا
ان لبیں اہل سخن بزم میں لوہا میرا

گلشاں پہ مرا خامہ ہے بوقت تحریر
پھول جھڑتے ہیں مرے منہ سے کچھ ایسی تقریر
تابع حکم مضامین کا ہے جم غفیر
طبی موزوں کا یہ کہنا ہے کہ ہوں دامنگیر

یعنی اشجار معانی کا میں چشمہ ہوں گل ہوں
اور اک گلشن غالب کا شگفتہ گل ہوں

آج کچھ اور ہی ہے بات طبیعت کا رنگ — اب تو ہر سمت میں ہے عیش و عشرت کا رنگ
آج ہے اس شہ لولاک لما کی آمد
جس کی دربانی کی جبریل نے پائی ہے سند

حیرت افزا ہے گلستان جہاں کا نقش — فرط عشرت سے گلے ملتا ہے پتا پتا
جھومتا چلتا ہے ہر سمت ہوا کا جھونکا — لیکے انگڑائی وہ جب سبزہ خوابیدہ اٹھا
کھل کے کر دیتا ہے عالم کو معطر ہر پھول
اپنے جامہ سے ہوا جاتا ہے باہر ہر پھول

کیوں نہ ہو آج کا دن عیش کا عشرت کا دن — اب ہیں آرام کے دن آگیا راحت کا دن
نکل آیا ہے مسلمانوں کی قسمت کا دن — شکر صد شکر مٹا کفر کی ظلمت کا دن
اب نظر آتے ہیں سرشار زمانے والے
مے حب نبوی کے ہیں یہ سب متوالے

میرے ساقی تجھے قربان بلا جام شراب — اس کی پیناہے مرے مشرب میں تو ہے عین ثواب
پینے والے سے خدا اسکے نہ پوچھیگا حساب — اسکے پینے سے نہ ہوگا تجھے محشر میں عذاب
جام پر جام چلے دور میں پیمانہ ہو
تیرے میخوار کی اس حالت مستانہ ہو

تیرے صدقے مری حالت پہ کرم تھوڑا سا — آج کچھ اور نظر آتا ہے تجھ کو نقشا
میرے ساقی تیرے قربان بلا اور پلا — نشہ اترا تو بہک جاؤں گا حاشا کالا
با ادب ہو کے لگیں دور شہ ہر دو سرا
یہ تمنا ہے مری یہ ہے ارادہ میرا

یہ وہ مے ہے جو بڑھا دیتی ہے عشق نبوی — یہ وہ مے ہے کہ جسے پیتے ہی نسیان ہو ولی
یہ وہ مے ہے کہ بلا خیز ہیں موجیں اسکی — یہ وہ مے ہے کہ فنا شش کا اتارے گا بھی
نشہ میں اس کے خدا بھی نظر آجاتا ہے
اس کو جو پیتا ہے عرفاں کا مزا پاتا ہے

بس خبردار کہ ہر ہوش ہی تیرا سیفی — ذکر کس کا یہاں تجھ کو یہ کیسی سوجھی
سر جھکا جد سے نہ پڑھ اور تکبر ہے ادبی — اب ثنا سرور عالم کی ولادت کی خوشی
ہوش میں آ کہ یہ ہے ماہ ربیع الاول
سامنے آنکھوں کے پھرتا ہے عرب کا جنگل

مدتوں جبکہ خدا بردہ غفلت میں رہا — دیکھنا پھر اسے منظور نظر اپنا ہوا
چھوڑ وحدت کو وہ کثرت پہ نظر جا بھٹکا — پردہ در پردہ عبادت سو جو تھا پردہ
کفن کے آئینہ میں پھر دیکھ لی صورت اپنی
جوش میں آکے ہوا آپ ہی خود شیدائی

نور سے اپنے کیا نور محمد پیدا — اور کئی سال تک اس نور کو اخفا کیا
پھر خیال اور جب آگے بڑھا اس نے کہا — خاک سے عشرت آدم کا بنایا پتلا
جان ڈالی وہ تھا غافل اسے ہشیار کیا
یہ شرف بخشا کہ مخلوق کا سردار کیا

بعد اس کے ہوئے سردار دو عالم پیدا — کفر غارت ہوا اسلام کا پرچم چمکا
مل گئی گائے زمیں ترک خذلک کا نپ اٹھا — جتنے کفار تھے ان سب کا کلیجا دھڑکا

قصر کسریٰ کے گرے کنگرے ڈر کے مارے
گر کے بت کعبہ کے پھرنے لگے مارے مارے

آمنہ بی بی کا گھر نور سے معمور ہوا — پھرنے سر سے یتیم کا دستور ہوا
رنگ غلت جو زمانہ میں تھا کافور ہوا — کیوں نہ ہوتا کہ خدا ہی منظور ہوا
اس طرح دہر میں وہ فخر عرب آئے
فضل خالق ہوا سردار دو عالم آئے

آپ نے آتے ہی باطل کو مٹایا یکسر — بھاگتے پھرتے تھے اسلام کے دشمن گھر گھر
ان کو ہر سو نظر آتا تھا بھیانک منظر — شان اسلام بتاتی تھی انھیں موت کا ڈر
بت صنم خانوں میں پھرے بنے بیٹھے تھے
خوف سردار دو عالم سے پڑے بیٹھے تھے

آپکے اسوۂ حسنہ کی سنو اب تعریف — سر جھکاتے تھے جہاں عرش و سرزمیں کا حریف
اور ہوئے جیتے تھے اسلام کے دشمن تعریف — غیر اقوام کے ہوتے لگے ایمان ضعیف
خنجر خلق سے کافر کو دکھایا نیچا
حلم ایسا تھا کہ خلاق دو عالم خوش تھا

عجز ایسا تھا نمایاں عرب کا والد — جس کی سکینہ پہ قرآن میں ہے اللہ گواہ
دوست دشمن کو سدا دیکھتے تھے ایک نگاہ — عجز سے خلق سے سچ آپ کی دین کی راہ
عدل ایسا تھا کہ جب دودھ حلیمہ کا پیا
دودھ بھائی کے لئے ایک طرف چھوڑ دیا

حسن وہ حسن تھا حضرت کا کہ لاثانی — دیکھتے حضرت یوسف بھی تو بھرتے پانی
چرخ چکر میں ہو اب تک ہی سے حیرانی — آج تک چاند کو ہے آرزوئے قربانی
دیکھو چکراتا ہوا پھرتا ہے حیراں ہو کر
اب بھی قربان ہوا جاتا ہے قرباں ہو کر

چاند کیا چیز تھا تھے حیرہ و ملک سودائی — ملک و حور تھے کیا خود تھا خدا شیدائی
میرے سرکار نے پائی تھی عجب رعنائی — ناز معراج میں زیبائی میں اکسیر بنائی
قدوہ بولا کہ دل جبہہ ہو قرباں قرباں
چال وہ چال کہ تھا بھبک دری بھی حیراں

میرے سرکار کی کیا شان ہے اللہ اللہ — مدح خواں آپ کا قرآن ہے اللہ اللہ
بلبل سدرہ بھی دربان ہے اللہ اللہ — اور خوان بھی قربان ہے اللہ اللہ
کیوں نہوں صاحب لولاک لما ہیں حضرت
باعث کن فیکون ہدد ہے ہیں حضرت

میرے سرکار سے تھی حق کو محبت ایسی — شافی خلوا سنگدلی جہل جدائی کی گھڑی
خلق پہلے ہی کیا اور نہ بھیجا جلدی — رفتہ رفتہ ہوئی کثرت کی طرف جلوہ گری
ہجر جب اس کو گوارا نہ ہوا احمد کا
آپ کو بھیجا رکھ لیا سایہ قد کا

ہاں خبردار کہ ہر ہوش ہے سیفی تیرا — کیا زباں تیری کہ تو شاہ کا مدح سرا
شان میں ان کی خود اللہ نے لولاک کہا — وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتے ملک ارض و سما
مدح سے شاہ کی تو صاحب تمیز ہوا
شکر کر شکر کہ ناچیز تھا اب چیز ہوا

(+)

ولادت باسعادت

از لسان الصلحاء ابوالصدق حافظ محمد یوسف علیخان عزیز اسدی صوابی

آغاز ہی ہے شب ماہ ربیع الاول — بارہویں پاکے یہ اعزاز ہوئی اور فضل
صبح صادق سے کہا مخبر صادق نے نکل — جلد اب نور کا تڑکا ہو جہاں ہی پھیل
مژدہ نور فزا کون و مکاں میں پہنچے
یہ نوید ابدی دو نو جہاں میں پہنچے

ختم ہے گرد دل پہ تسلیم شہنشاہ انام — شق فگار لے اٹھتے ہی کیا پڑھ کے سلام
کیا نہیں فرض مسلماں پہ تعظیم و قیام — چاہیے پڑھنا کھڑے ہو کے صلوٰۃ اور سلام
بزم میلاد میں اتنی تو شرکت کا طریقہ ہے
اٹھو تعظیم محمد کا سلیقہ یہ ہے

اسلام لے احدیت کے نشان اول — اسلام لے توحید کی شان اول
اسلام اے عبد و کتاب کی جان اول — اسلام آپ ہے تو مکان اول
بندے حیران ہیں کہ کیونکر تیرا گن گائیں ہم

ہیں ہیچ بات جسے اللہ درود اور سلام

السلام اسوۂ فخر شفیع کونین — بارک اللہ شرف الخلق و نبیہ للعرفین
وحش اللہ ذرف اقترائے کریم شفعین — حمد اللہ پدر فاطمہ چہار گزینین
وحیا سید کی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نازش کا مصور ترا نقشا پایا — تری صورت سے کمال اسکی عیاں ہے پیدا
ہاں زہے لطف خدائی بخدا — نسبے نیست بذات تو بخدا آدم را
ہر تراز آدم و عالم تو چہ عالی نسبی
اے تو شی لقبی ہاشمی و مطلبی

میں کہاں اور تری نعت کی پرواز کہاں — جبرئیل رہتے ہے اگلی ہی پر کہتے ہیں یہاں
متجاذر ہو شعر نعت سے تو کیا ایماں — کہہ گئے دل کی سبھی بس محسن انسانیت کا
سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے افضل
مرے ایمان مفصل کا یہی ہے بجمل

مفلسانہ ترا حال زبوں حال پہ رس — مانگ لے شہا شکستہ ہیں حال پہ رس
جز مکارم ز مارستی افعال پہ رس — عاصیہ ہم ز تہی کی اعمال پہ رس
سوئے مادر تے شفاعت کمن ادر آپ سبھی
اے شفیع دو جہاں خاتم رحمت نسبی

ادب آموز ہے گو ضبط ادیب قلبی — تشنہ دید کو کیا آدم نصیب قلبی
سر و دارائت طبیبی و مجیب قلبی — سیدی انت حبیبی سبب قلبی
آمدہ سوئے تو عاجز بے درماں سبھی
رحم فرما کہ احد میست گدا تشنہ لبی

صل علی محمد

از جناب مولوی حافظ حسن صاحب قادری لکچرر اسلامیہ کالج آگرہ

درود پاک ہے ورد مرسل ہر انس و جن — کرتی ہوں دل کی یہ کہہ کر سلم خستہ طن
ان کے کرم پہ رکھ نظر اپنی معصیتوں کو بھن — ان پہ سلام صبح و شام ان پہ درود لاکھ بار
صل علی محمد صل علی محمد

دیدۂ دل سے دیکھ انھیں وجہ جمال پاک ہے — عشق سے دل نگار کر عشق میں سینہ چاک رہ
عرش سے سر بلند رکھ انکی قدم کی خاک رہ — یاد رسول پاک میں سرب بانہاک رہ
صل علی محمد صل علی محمد

قلب کی ہے صفا یہی روح کی ہے جلا یہی — صدق یہی وفا یہی فخر یہی ولا یہی
ذکر کرا ان کا وسیلہ فخر ہے سلسلہ یہی — عشق میں ان کے ہو فنا زیست کا ہے صلا یہی
صل علی محمد صل علی محمد

مسلک عاشقاں تو ہے کرنہ غم بلند و پست — تیری علوے شان کا حق نے کیا ہے بندوبست
سر میں اگر ہے آن یہی نشہ باد است — قلب ہو تیرا آن عشق نبی ہو شاد و مست
صل علی محمد صل علی محمد

گھیرے ہوئے ہیں بیکساں کو پہ ہر طرف سے غم — یاد نہیں ہے کیا مگر عہدۂ لاتخف تجھے
مل کے ہے گریہ کی پھر حق نے مدد ہر صف سے — پھر وہی رسول کر کم نہیں یہ شرف تجھے
صل علی محمد صل علی محمد

حق کی علی نے نعت کی شرح ہے کیا ہی خوب — سعی کریں بھی لاکھوں جھک کریں ہم بھی اب
مدح نہ لیکتا نام ہے تیرا ہی شان میں — ذکر تری ہے شان ہی تیرا ہم بھی ہے جا بجا یہاں
صل علی محمد صل علی محمد

ذکر رسول پاک سے دل عجب خوش ہے — پاکیزہ است زباں وجہ نشاط گزیں ہے
تو ہے ہمیں کوئی صاحب دل دہوش ہو — ملتے ہے ذکر سے اگر کوئی زباں خموش ہو
صل علی محمد صل علی محمد

تو ہے وہ کہ ذکر روح کو جس سے ہے سبب سرور — ہو ہے نام طلب پر جس کو درود نور
ہی وہ ذات دلبر کی جو سینہ کا ہے سرور — ذکر سے ان کے خامشی اہل دلا ہے دور
صل علی محمد صل علی محمد

ان کے ظہور پاک کا یہ مہ سعید آج ہے — منظر ان دید کو مژدۂ دید آج ہے
رحمت حق کی ہے نمود عاصیاں پہ آج ہے — عید ہی عید ہر طرف اصل میں عید آج ہے
صل علی محمد صل علی محمد

اسوۂ نیک ہر کو حلق عظیم آپ کی — ابر بہار خلق کو لطف عمیم آپ کا
آئینہ جمال ہے باغ نعیم آپ کا — جلوہ گہ بلال ہے طور کلیم آپ کا
صل علی محمد صل علی محمد

ماحی شرک ہر دیل آپ کی ذات ہے — آپ کی ذات پاک ہی رحمت کائنات ہے
فوز دیں آپ ہی کا ہے ورنہ جہاں میں رات ہے — آپ کا اتباع جی ٹھیک رہ نجات ہے
صل علی محمد صل علی محمد

خضر طریق معرفت ہو تو رضیؔ کا کلام — امحاء روح ان کا ذکر تو قلب ان کا نام
عاصیاں کے نام پہ ہو یہی حسن اختتام — ان پہ درود و اتقیا ان پہ سلام صبح و شام
صل علی محمد صل علی محمد

بت پرستی کرتے کرتے ہم مسلماں ہو گئے

مولانا یعقوب بدایونی

یوسف لیلیٰ کے جلوے جب نمایاں ہو گئے — بدر کے ذرے چمک کر ماہ کنعاں ہو گئے

خود بخود محشر میں سرور گریباں ہو گئے
اپنی بداعمالیاں دیکھیں پریشاں ہو گئے

چشم رحمت پھر گئی مجرم کی جانب حشر میں
میری بخشش کا سبب خود میرے عصیاں ہو گئے

کل شب معراج جہاں جو ہونے تھے ہو چکے
اے خوشا قسمت وہ دلہن آج جہاں ہو گئے

چاند سورج ہیں فلک پر رشتۂ انگشت نما
ان کے دامن بھی ہلال عید قرباں ہو گئے

تاج محبوبی انہیں دربار قدرت سے ملا
منتخب روزگار سلطان خوباں ہو گئے

دیوانی ہے دشت بطحا میں پہ انداز جنوں
آستیں دامن بنی دامن گریباں ہو گئے

گیسوئے لیلے چمکتے منہ کا صدقہ لے خبر
دیکھکر ہم قیر کی ظلمت پریشاں ہو گئے

حشر میں اشک ندامت نے رکھ لی آبرو
نامۂ عصیاں سے زائل حرف عصیاں ہو گئے

معصف روئے نبی کی صورتیں ہیں سامنے
جامع القرآن اس حیرت سے حیراں ہو گئے

سنگ سود سے پھر رخ جانب باب السلام
بت پرستی کرتے کرتے بت مسلماں ہو گئے

نعت خوانی کا صلہ سرکار سے یہ مل گیا
حاضر دربار رحمت ہم بھی رضواں ہو گئے

کملی والے

(از جناب مولوی نصرت حسین صاحب نصرتؔ بارہ بنکوی)

مرا دل ہے تجھ پہ فدا کملی والے
ترا ہی نقش ہو یا رب دلیل بینائی
تو ہی ہے میری کمی کا ہر دشمن
یہ میری کملیا ہے یا ہو رحمت
ترے ہیں سایہ لئے ابر کرم ہی
ہر اک سے پہلے تو جاتے ہیں کملی والے
تڑپتے ہیں ہر دم ترے جو میں ہم
تمہارے ہی سر پہ ہے اب جا کملی والے
تو ہی ہے بس تمہیں کملی والے

ہے نصرت کو یہ حسرت ہو دم نزع لب پہ
تمہیں تم ہو اس کو بس کملی والے

گریباں نے گلے لپٹا لیا ہے بڑھکے دامن کو

(جناب مولانا رضوان بدایونی)

ملی ہے ربنا صورت حسین بزم امکاں کو
کمال فاعل و صنع بدیع و خالق حسن نے
بنا لو اپنا حجرہ نعت گر اگر اس قلب دیر کو
کریں قدسی بھی تصدیق و داد کہہ کر واہ کیا کہنا
چمک پیدا ہے نبی کی دل کے داغوں میں
شہ بطحا کے در کی خاک ہے اکسیر قرآں کی
ہوائے دشت بطحا کی عبیر دشت حرم آیا
گریباں نے گلے لپٹا لیا دامن سے دامن کو
شہ کونین کا در ہے مرا سرمایۂ طاعت
ہوئی دست شفاعت اپنی کو خود کار مزدوری کو
جھکے ہیں کے عرش پر بیٹھے ہوئے روح پیمبر
بنایا کرسی گلزار جنت ہے گلستاں کو
رسائی ہو اگر نظر خاطر دولت بطحا تک
بنا لے نسر طائر منزل اے جبریل دریا کو
خدا جانے محمد مصطفےٰ جانے علی جانے
ملا ہے جو شرف صدیق و فاروق و عثماں کو
بنا فاطمہ مرے ناز محبوب الٰہی کی
ملا یہ مرتبہ معراج کی شب عرش رہا کو
دعا ہے نصرت بدایونی محبوب مولا کے کملی والے کی
بنا پردہ پوش حسنیت مولا کے دامن کو

سر محشر مری تر دامنی کی آبرو رکھ لی

سر محشر مری تر دامنی کی آبرو رکھ لی
خدا رکھے مرے اشک ندامت چشم گریاں کو

تصدق کیوں نہ وہ اپنی بخشش کے کر محشر میں
رہا ہوتے ہیں مجرم جو چڑھ لیتے ہیں دامن کو

مرادوں کو مری سرسبز کر سن الجا یا رب
بہار گنبد خضرا دکھا دے اب تو رضواں کو

اب جلد بلا لیجئے سرکار مدینہ

(از جناب مولوی سید محمد عبدالرؤف المعروف بہ محمد اختر حسین آزاد جہان آبادی)

مردود ہوا جو کہ ہے انکار مدینہ
مقہور ہوا طالب آزار مدینہ

مقہور ہے ناکامی دارین ہو یارب
پھولے نہ پھلے دشمن گلزار مدینہ

ناشاد و برباد ہو نابود ہو یارب
دنیس بدکرے خواہش آزار مدینہ

مولا ہوئے مبعوث پے رحمت عالم
پر تو فگن دہر ہے انوار مدینہ

دوزخ کا اسے خوف نہ جنت کی ہوس ہے
جو بندہ صادق ہے طلبگار مدینہ

ہے قصر فضیلت میں بھی کشتی اسلام
امداد کر و حضرت سرکار مدینہ

دامن پھٹا جو تکئے تو محبت میں نبی کے
اور قہر ہو یارب نہ دیوار مدینہ

جاتا رہے سب پیر و کلیسا کی تعلق
ہو جائے اگر واقف اسرار مدینہ

دیدار کا طالب ہوں عنایت کی نظر ہو
مولا مرے حسنین کے صدقے میں بلا لو
اب جلد بلا لیجئے سرکار مدینہ

ہے حسرت فرزیں حسرت دیدار مدینہ

ہو کاشف اسے روضۂ اقدس کی زیارت
آزاد بھی ہو داخل دربار مدینہ

ربیع الاوّل

جناب آسمہ خاتون صاحبہ جیاگر داری بلیاوی اسسٹنٹ سرٹر س سی ایم گرلس سکول کلکتہ

ماہ ربیع و مصیبت ہو ربیع الاول
باعث راحت و فرحت ہو ربیع الاول

ذکر تیرا ہے ہر اوراق ہر زمانے میں
اس قدر تجھ سے محبت ہو ربیع الاول

اس مہینے میں تو آئے محبوب خدا
تجھکو حاصل یہ فضیلت ہے ربیع الاول

تیرے آنے میں نہیں ایسی ہی برکتیں ہیں
اثر پرنور تمست ہو ربیع الاول

تیرے آنے کی خوشی حد سے زیادہ ہے مگر
روح فرسا تری فرقت ہو ربیع الاول

کیا ہی خوشبو ہے ترے عطر معطر ہر گھر
سچ تو یہ گلشن جنت ہو ربیع الاول

سال بھر تھے ترے عشاق تجھ مشتاق مگر
جلد جا تیکی نکلا یت ہو ربیع الاول

بزم میلاد محمد کا ہے گھر گھر ساماں
کیا تری شان شوکت ہو ربیع الاول

گیسوان نازک و عنبر میں گندھے ہوں عنبر
جانفزا ہر تری ساعت ہو ربیع الاول

لب عیاں تحمید میں ہیں تجھکو کہاں تک لکھوں
اتنی قدرت ہو نہ طاقت ہو ربیع الاول

نوم ہر سال یہ ملتا ہے ہمیں سے یک بار
بہ نوازش ہو عنایت ہو ربیع الاول

سجدہ گاہ عاشقاں ابرے تو

از جناب مولوی محمد شفیق صاحب ظہیر گرداری بلیاوی سند یافتہ مدرسہ عالیہ کلکتہ

جان دل ایجاد فدائے روئے تو
سجدہ گاہ عاشقاں ابرے تو

بہر تبلیغ آمدہ مرسل ہزار
پرتو سیرت ازیں بیش نے ضیائے تو

از مہ تاباں و خورشید فلک — ہست افزوں ترضیائے روئے تو
در کلام پاک رب دو جہاں — می کند مدح رخ و گیسوئے تو
سرمۂ چشم خدوم سازم لشو ق — چوں شود حاصل غبار کوئے تو
وقت پرسش پیش حق روز حساب — حق بما با یہ بسینم سوئے تو
اظہر مسکین سپردہ جان زار
زیر دیوار ت میان کوئے تو

زمزمۂ نعت

جناب سروری محمد شفیق صاحب اظہر گرداری بلیا دی

الٰہی دیکھ ہنکو روئے محمد — بھری دل میں ہے آرزوئے محمد
نہ ہوگی ہوس اس کو خلد بریں کی — کبھی دیکھ لیگا جو کوئے محمد
ہے صحرائے یثرب گلستان جنت — کہ ہر سو سے آتی ہے بوئے محمد
اسی کی تجلی سے چمکے یہ دونوں — مہ و مہر ہیں عکس روئے محمد
غزالان کعبہ پریشاں نہ ہوئیں — کھلی کاکل مشکبوئے محمد
لگائے جو کوئی توکل جائیں الٹھیں — وہ اکسیر ہے خاک کوئے محمد
ہزاروں کو غش آگئے مانند موسیٰ — جو ہو جلوہ گر عکس روئے محمد
رہا عمر بھر اشتیاق مدینہ — رہی عمر بھر جستجوئے محمد
یہاں خلق کو دید کی ہے تمنا — وہاں رب کو ہے آرزوئے محمد
بہت یوں تو دنیا میں نبی ہیں — مگر کچھ کسی میں نہ خوئے محمد
بس مرگ اظہر تمنا یہی ہے
رواں روح اپنی ہو سوئے محمد

سرکار مدینہ

(جناب سعد خاتون صاحبہ حیا گرداری بلیا دی)

بلا لیجئے سرکار مدینہ — نچھاور ہوں ہر دم ہے دیدار مدینہ
پھر گلشن جنت کی نہ خواہش کبھی کی — اک بار اگر دیکھ لوں گلزار مدینہ
پہنچا ئے الٰہی پہ طفیل شہ عالم — پلکوں سے بہاروں در و دیوار مدینہ
جلدا س کی خبر بھیجئے ورنہ اے شہ دیں — دم توڑنے والے ہے بیمار مدینہ
وہ داخل گلزار ارم ہوگا یقیناً — جو دل سے ہوا حاضر دربار مدینہ
ہے امت اصر کو عبث فکر قیامت — بخشا بھیجئے اللہ سے سردار مدینہ
کیا دیکھتے جو بخش حیا تم اے طبیبا
شیدائے محمد ہے گرفتار مدینہ

تخمیس

(از نتیجہ فکر مولوی احمد رازاں صاحب عاجز عطائی پوری ضلع آبادی)

تمہیں ہو نبیوں میں سب سے بڑھکر جناب عالی حضور والا
تمہیں محبوب خاص داور جناب عالی حضور والا
تمہیں ہو حامی روز محشر جناب عالی حضور والا
رسول برحق نبی پیمبر جناب عالی حضور والا

سلام تم پر درود تم پر جناب عالی حضور والا
مزے سے عیش و خوشی میں گذرے زمانہ پھر لطف سے بسر ہو
نہ پھر ہو سوز دروں کا شکوہ نہ غم ہمیں کوئی عمر بھر ہو
ہمارے گھر میں کبھی الم کا گذر نہ ہو اس کو شرع اگر ہو
کبھی نگاہ کرم ادھر ہو کبھی ادھر لطف کی نظر ہو
جگر ہے بیتاب دل ہو مضطر جناب عالی حضور والا
نہیں انھیں فکر جاہ و حشمت نہیں انھیں فکر مال و دولت
تمہارے شیدا ہیں عجز تمہارے نہ لیں اگر دے کوئی حکومت
وہ اپنی قسمت کے ہیں سکندر وہی جہاں میں ہیں اہل عزت
جنہوں نے دیکھی تمہاری صورت رہے جو ہر دم شریک صحبت
مقدر ان کا ہے بس مقدر جناب عالی حضور والا
تمہاری سرکار ہے نرالی کہ سب ہیں شاہ و گدا برابر
نہ کوئی ادنیٰ نہ کوئی اعلیٰ نہ کوئی برتر نہ کوئی کمتر
ہوا نہ پیدا نہ کوئی ہوگا تمہارا ثانی تمہارا ہمسر
جہاں کے ہادی جہاں کے رہبر جہاں کے آقا جہاں کے سرور
جہاں میں سارے جہاں سے بڑھکر جناب عالی حضور والا
پھرے جو آکر وہ فاسے عدم کے سب بن گئے مسافر
ہوئے مسلمان دل سے کیا کیا جو معجزوں سے تھے پہلے منکر
او ہر یہ نالاں او ہر وہ گریاں یہ دلیں مضطر وہ دلیں مضطر
تمہاری مژگاں عدو کی خاطر ہوئیں تمہاری برائے کافر
ہوئی میں نشتر نبی میں خنجر جناب عالی حضور والا
ہوا یہ اعزاز کس کو حاصل ہوا یہ رتبہ کسے میسر
کہ جس کی ڈیوڑھی پہ چاکری ملک نے کی ہو ملک نے آکر
کہاں ہے سالک کہاں ہے ہادی کہاں ہے رہبر کہاں ہے رہبر
نہیں کوئی آپ سا جہاں میں نہیں کوئی آپ کے برابر
فلک کے نیچے زمین کے اوپر جناب عالی حضور والا
وہ تم پہ سو جان سے فدا ہو جو دیکھے رعب شان و شوکت
تمہارے در کے گدا کو ہرگز پسند آئے نہ باغ جنت
مٹا دو میرا یہ دکھ سلگفت دکھا دو بندہ اپنی صورت
ہمارے دل میں ہے درد فرقت قرار پر تجھ سے ہے راحت
یہ جائے کیونکر وہ آئے کیونکر جناب عالی حضور والا
کبھی جو بھولے سے آکے سائل تمہارے در پر ہوا سوالی
ہوئی ہے اس کی امید پوری سب اہل دل کی مراد پائی
او ہر بھی چشم کرم خدا ہو مٹا دو میری بھی خستہ حالی
حضور والا جناب عالی کسی کے حامی کسی کے والی
شفیع امت حبیب داور جناب عالی حضور والا
گئے تھے معراج میں فلک پر جو چکر امت کی تم بنانے
ہر ایک جانب سے حور و غلماں خوشی کے گانے لگے ترانے
خدا کیا اپنے اپنے دل کو ہزار دل سے سب انبیائے

طلب کی خوش پہ فرمائے مالک آئے کہیں بلائے

ہمایہ قبہ کے میسر جناب عالی حضور والا
تمہارا ہی ذکر ہر جگہ ہے تمہارا چرچا ہر ایک سو ہے
ہر اک کو دیدار کی تمنا ہر اک کو ملنے کی آرزو ہے
کر بھی کے رخ کیا کسی طرف کو نظر میں ہر دم رخ نکو ہے
نہ ان کو جنت کی آرزو ہے نہ خلد کی ان کو جستجو ہے
جو آپڑے ہیں تمہارے در پر جناب عالی حضور والا
جمیل پہلے سے جانتے تھے۔ ملیح پہلے سے مانتے تھے
کریم ہونا تھا سب پہ ظاہر صبیح پہلے سے مانتے تھے
خلیل تھے بیشتر سے واقف ذبیح پہلے سے جانتے تھے
کلیم پہلے سے جانتے تھے۔ سمیع پہلے سے مانتے تھے
وہ ہو جو ہم تم وہ ہو پیمبر جناب عالی حضور والا
خوشی سے قربان ہو جو تم پر کرے جو گھر بار کو نچھاور
نہیں ہے اس کا جہاں میں ثانی نہیں ہے اس کا جہاں میں ہمسر
اسی کا تو ہے بڑا مقدر وہی ہے لقب دیر کا سکندر
رہا تمہارے لئے جو مضطر چکا جو آکر تمہارے در پر
وہی تو ہے دل وہی تو ہے سر جناب عالی حضور والا
کسی جگہ دل کے نور ہیں ہاں کسی جگہ آنکھ کی ضیا ہیں
کہیں اعجاز ہیں کہیں ہیں احمد کہیں ہیں مبدء کہیں خدا ہیں
جہاں میں اس سے خوب واقف جہاں بتا جیسے آپ کیا ہیں
زمین والے جو شیفتہ ہیں تو عرش والے فریفتہ ہیں
یہاں یہ مضطر وہاں وہ مضطر جناب عالی حضور والا
تمہارے در پر جو آپڑا ہوں نہ جاؤں گا اب یہاں سے اٹھکر
مراد دل پاؤں گا یہیں میں بچھی کو چہ یہی ہے بستر
کبھی تو ہو جائے میرے آقا نگاہ لطف و کرم کی مجھ پر
فقیر ہوں اے فقیر پرور فقیر ہوں اے فقیر پرور
غریب ہوں اے غریب پرور جناب عالی حضور والا
ملے کہیں اس کے دل کا صدمہ یہ مجھے حسرت نکلنے والی
یہ آرزو ہے یہ ہے تمنا نہ جائے یہ میری عرض خالی
دعائیں عاجز بھی دیر ہا ہے شروع ہو جلد نیک حالی
مکان ہو جب بسر سے خالی تو کیا ہو رونق ہو کیا بحالی
کرو تم آباد نوح کا گھر جناب عالی حضور والا

مجھے پہنچا دیا اس ضعف تن نے منزل جاں تک

(مولانا رضوی بدایونی)

عجب انداز سے پہنچا ہوں منزل جانتک — تبائے زندگی تھی چارہ ساماں سو گریاں تک
اڑا آنچل مجھے باد صبا یہ پہنچے میدان تک — تمنا کو کہ بھیجوں روضۂ محبوب نیر داں تک
یہی ہر سانس یارب کیسی حسرت کا زمانہ ہو — قضا آنا تو جب پہنچے سافر منزل جاں تک
چلا جب قافلہ طیبہ کو مہندی جاں نثاروں کا — مبارکباد کو جنت سے آئے حور و غلماں تک

پڑا کو دست رحمت نے لیا آغوش رحمت میں — پہنچنے ہی اسیر غم کو طیبہ کے بیاباں تک
دم آخر وہ قاصد قدس پہ وہ خوش اک کہتے تھے — مجھے پہنچا دیا اس ضعف تن نے منزل جاں تک
تڑا حسان رہیگا بعد مردن بھی مجھے سر پر — صبا بھی اڑا کر خاک میری روئے جاناں تک
ترے وحشی لے کا فی عمر آقا اس تصور میں — کبھی گھر میں رہا پہنچا کبھی صحرا جاں تک
دکھا وہ دن الٰہی گنبد خضرا جو میں دیکھوں — دکھا وہ دن الٰہی روضۂ محبوب یزداں تک

ضیاء قادری کا مدعا یہ نیض ہے فیضاں
کہ ہیں میرے کلام نعت پر مائل سخنداں تک

وہ سردار کل انبیاء بن کے آیا

از جناب صوفی محمد گل حسن صاحب شیخی جالندھری

عرب میں جو نور خدا بن کے آیا — محمد رسول خدا بن کے آیا
خدا کو ہوا شوق جہرہ نمائی — وہ نور خدا مصطفےٰ بن کے آیا
اسی نور سے ہوئی طاہر خدائی — وہی سب کا ہادی نبی بن کے آیا
اسی پر فدا انبیاء اولیا ہیں — وہ جب سے حبیب خدا بن کے آیا
احد اور احمد حقیقت میں واحد — محض میم پردہ خدا بن کے آیا
زمیں پر محمد سما پر ہے احمد — وہ محمود کحت الثریٰ بن کے آیا
من عرف کے معنی حقیقی یہی ہیں — مجسم جو نور خدا بن کے آیا
محمد کی صورت ہے عارف کے دل پر — تبھی دل یہ عرش خدا بن کے آیا
وہ دل جس میں صورت محمد کی ہو وے — اسی دل کا عاشق خدا بن کے آیا
وہی دل ہیبتہ کے لئے ہے نمونہ — کہ جس میں وہ نور خدا بن کے آیا
وہ ہے قلب مومن وجود محمد — وہی اب حق کا رسا بن کے آیا
ہے سالک کی منزل یہی سدرہ اعلیٰ — کہ اس میں حبیب خدا بن کے آیا

گل حسن قرباں ہے بانکی ادا پر
تو نور خدا یا خدا بن کے آیا

(۳)

نعت احمد صلعم

انا ابوالمظاہر محمد نواز شمس علی صدیقی ناصر امروہوی شاگرد رشید
جناب فائق مرحوم امروہوی

پر نور مہ و مہر ہے انوار محمد — ہم روشنی طور ہے رخسار محمد
در معرکۂ حشر ہے تقریب شفاعت — ایمائے بس از ابروئے خمدار محمد
از رفعت قدرش چہ دہم شرح بمعراج — شد عرش بریں جائے سزاوار محمد
در رحمت اصحاب مدانب بخشائم — صدیق بود یار وفادار محمد
نام عمرش از عدل بعالم شدہ مشہور — ہم حامی دیں واقف اسرار محمد
عثمان بن عفان بہ نورین ملقب — ممدوح بہ دامادیٔ دلدار محمد
باطل از و ترساں کہ بعہد فاتح خیبر — مولائے عرب حیدر کرار محمد

ناصر بصد اخلاص کہ دربان درش ہست
مثل سگ پر ورد و در یار محمد

(۴)

اگر جسم میں خون نہیں ہے

اور آپ کمزور ہیں کہا نا ہضم نہیں ہوتا ہے جگر کی کمزوری اور معدہ کی خرابی کی وجہ سے خون کی پیدائش کم ہو گئی ہے تو

فولاد کی گولیاں

استعمال کیجئے یہ معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے آپ کے جسم میں کافی مقدار میں خون پیدا کر دیں گی جس سے آپ کا زرد اور کملایا ہوا چہرہ سرخ و سفید ہو جائے گا بجھے اور سوکھے ہوئے رخسار ابھر آئینگے اعضاء میں برقی قوت پیدا ہو جائے گی نقیل سے نقیل غذا کو ہضم کر کے خون بنا دینا ان گولیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے قوت باہ کی اس قدر زیادتی ہوگی کہ آپ حیران رہجائیں گے ایک ہفتہ کے استعمال کے بعد آپ کی زندگی خود بتا دے گی کہ ان گولیوں میں کونسی طاقت پوشیدہ ہے۔

قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- دائرکٹر روح شباب فارمیسی دہلی

بھولی لڑکی کا حسین چہرہ

صبح اٹھنے پر اس لڑکی کا خوبصورت چہرہ نظر آتا ہے جس کی جلد بدن تندرست ہے چہرہ پر

پری جمال صابن رجسٹرڈ

ملا ہوا ہے اکثر بہت سی لڑکیاں کثرت سے پری جمال صابن کو استعمال کر رہی ہیں یہ صابن کو جلد کو ریشم کی طرح ملائم اور گلاب کی بتی کی طرح سرخ و سپید بنا دیتا ہے چہرہ کی جھائیاں دھبے سیاہ داغ جلد روز میں دفع کر کے چہرہ پر خوبی و سپیدی اور ملاحت لے آتا ہے اگر آپ بھی اپنے بدن اور چہرہ کی خوبصورتی چاہتے ہیں تو استعمال کریں فی بکس تین ٹکیہ مع ایک صابندانی ایک روپیہ (عہ)

زنانہ منگلا بکس دسترخوان یہ بکس عورتوں کے بناؤ سنگھار کے لئے تیار کیا گیا ہے جس دلہن کی جاتا ہوا آئینہ لگا ہوا اور اسپرنگ لگا ہوا ہے جس میں ہر چیز لیا جاتا ہے

(۱) پری جمال صابن ایک ٹکیہ (۲) پری بہار آئل نمبر ۲ تولہ (۳) پان کی بہار ایک شیشہ (۴) بال صاف صابن ایک ٹکیہ (۵) پری خوشبو ایک تولہ اور چھوٹا سا سرمہ نور نظر قیمت فی بکس ایک روپیہ محصول پونہ چھ آنہ

المشتہر حکیم محمد یعقوب خان لک دواخانہ نورتن دہلی پرسیجال منزل

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی چند مجرب اور زود اثر ادویہ جو تجربہ سے بخیا ثابت ہو چکی ہیں

جن کی شہرت بوجہ سریع الاثر ہونے کے عام و خاص ملک ہندوستان کے خواہ ملک کے ہر ایک شہر و قصبہ میں صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ اس دواخانہ معدن الصحت کے بانی و سرپرست جناب حکیم محمد عبدالمجید خان صاحب مرحوم و مغفور و مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم و حکیم محمد اجمل خان صاحب مشہور ہیں جو ہم صاحب موصوف کی اخلاص و مستوری سے بہرہ پوری کوشش کر کے ایسی دوائیں تیار کر گئے ہیں جو ہر طرح عالم ہو چکا ہے۔

نوٹ جو صاحب کسی مرض میں مشورہ لینا چاہیں یا مرض تشخیص کرانا چاہیں یا کسی بیماری کی کیفیت مشورہ علاج کرانا چاہیں وہ اپنا مفصل حال لکھ کر مع صاحبہ ملاحظہ ہو تجویز فرمائی جائے اس سے لکھ کر دیا جائے گا نیز کیفیت مرض کے دوا اور پرہیز کی جائے گی ہدایت بھی تحریر فرمائی جائے گی جواب آنے پر تعمیل کی جائے گی۔ رقم منیجر

کحل جواہر عہ ۵ آنکھ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے یہ سرمہ لگانے سے نظر کمزور ہو گئی ہو نور نظر تک لگانے کے دور کرنے میں یہ سرمہ لگایا کرنا حکم رکھتا ہے قیمت ۱ شیشہ دو روپے (طاہر)

حب مقوی باہ عہ ۳ آنکھ جوانی کی غلطہ کاری، بیہودی، یا اعضاء رئیسہ کی کمزوری سے جو خصوصاً اعضاء میں ضعف آجاتا ہے اس دوا کے لئے یہ گولیاں زود اثر و بہترین تجربہ میں ضعف کی کمزوری دور کر کے قوت باہ کو ترقی دیتی ہیں تکسیر کا حکم رکھتی ہیں قیمت ۱ شیشہ ۱۲ گولی ۱ روپیہ

حب کیمیائے عشرت عہ ۵ آنکھ یہ دوا بھی کمزوری سے پیدا ہوئی کمزوری اعضاء کی وجہ کر کے انعطاف اور ساقط ہونے کی خرابیات کی خرابی سے اگر جوان کی شکایت ہو تو یہ گولیاں اکسیر ہیں اس طبیعت کو دور کر دیتی ہیں قیمت ۱ شیشہ ۱۲ گولی ۱ روپیہ چار آنہ

طلاء مخلوق عہ ۵ آنکھ جوانی کی بے احتیاطیوں یا عمر کی زیادتی سے اعصاب کی کمزوری یا خرابی کی وجہ سے عضو خاص بیکار ہو گیا ہو تو طلاء لگا کر کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ۵ روپے

سفوف سبلان الرحم عہ ۵ آنکھ سفوف ہے عورتوں کو جو طبیعت کا جھکاؤ سیلان کی طرف ہو جاتا ہے یا سیلان کہتے ہیں اکثر بیت ہی سفید ہو جاتا ہے یا کسی مقدار میں خون آتا ہے یہ سفوف کھا کر اوپر سے گرم دودھ پی لیا جائے تو یہ سفوف کو کمزوری دور کر دیتا ہے اس کے کھانے سے ہر قسم کا سیلان رحم بند ہو جاتا ہے قیمت ۱ شیشہ ۱ روپیہ

مرہم داد عہ ۵ آنکھ یہ مرہم داد کے لئے بہت ہی مفید ہے جو کہ ہر قسم کے داد کو بہت جلد آرام دیتا ہے یا ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے اور خارش ہے کہ مرہم لگاتے وقت فوراً تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی شیشی ۱ روپیہ

حب مسہل عہ ۲ آنکھ اس کو کل بادی وجود تندرست ہونے

طلاء مخلوق عہ ۵ آنکھ جوانی کی بے احتیاطیوں یا عمر کی زیادتی سے اعصاب کی کمزوری یا خرابی کی وجہ سے عضو خاص بیکار ہو گیا ہو تو طلاء لگا کر کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ۵ روپے

سفوف سبلان الرحم عہ ۵ آنکھ سفوف ہے عورتوں کو جو طبیعت کا جھکاؤ سیلان کی طرف ہو جاتا ہے یا سیلان کہتے ہیں اکثر بیت ہی سفید ہو جاتا ہے یا کسی مقدار میں خون آتا ہے یہ سفوف کھا کر اوپر سے گرم دودھ پی لیا جائے تو یہ سفوف کو کمزوری دور کر دیتا ہے اس کے کھانے سے ہر قسم کا سیلان رحم بند ہو جاتا ہے قیمت ۱ شیشہ ۱ روپیہ

مرہم داد عہ ۵ آنکھ یہ مرہم داد کے لئے بہت ہی مفید ہے جو کہ ہر قسم کے داد کو بہت جلد آرام دیتا ہے یا ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے اور خارش ہے کہ مرہم لگاتے وقت فوراً تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی شیشی ۱ روپیہ

حب مسہل عہ ۲ آنکھ اس کو کل بادی وجود تندرست ہونے

رقیق معدہ عہ ۵ آنکھ یہ رقیق معدہ کی ترقی سے بنا کیا جاتا ہے اس کے استعمال سے معدہ اصلی حالت پر آکر غذا کو ہضم کرنے لگتا ہے قیمت ۲۰ خوراک ایک روپیہ

حب ملذذ عہ ۵ آنکھ یہ بانع شباب کی بہار زندگی کا لطف اور دنیا کا عیش اگر آپ اٹھانا چاہتے ہیں تو ان گولیوں کو گھر میں ضرور استعمال کیجئے کیونکہ یہ ایک طریقہ معجزت ہو جاتے ہیں زیادہ لکھنا تجربہ کے خلاف ہے قیمت ۱۲ گولی ایک روپیہ

جلد بیچارہ کا محصول ڈاک پبلک بکس فیس مفت ہے خریدار خریدار ہوگا۔ جنوانی امور کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔

رقم منیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد ۵ دہلی

رسول نمبر کا تتمہ

اور رسالہ مولوی کا ماحصل کیا ہونا چاہیے

وہی جو ایک مسرفانہ شادی ایک غیر معمولی تقریب کا انجام ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت، اور اہتمام و انصرام میں کچھ نہیں دکھائی دیتا، اور جب تقاضوں کی بھرمار ہوتی ہے، تو آنکھیں کھلتی ہیں، اور مسلمانوں کا کیر کثیر یہ ہو گیا ہے کہ وہ کسی کام میں بھی مال اندیشی سے کام نہیں لیتے، یہی صورت کاغذی مولوی صاحب کی ہے، کہ ایک ہفتہ بعد ان کی بوٹیاں بھنی شروع ہو جائیں گی، اب صاحب خیر بھائی اپنی جیبوں کا رخ ادھر کرنا شروع کر دیں

اعانت چاہتا ہوں لیکن بے بدل نہیں بلکہ آپ کا فائدہ بھی ہو، وہ یہی صورت ہے کہ اپنے کتب خانہ سے اس روپیہ کو ادا کر دیں، آپ کو صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ قبل از ضرورت کچھ چیزیں خرید لیں، اور جب کہ فائدہ ہے کہ ضرورتمند ضرورت کے وقت اپنی چیزیں اونی پونی بیچتا ہے مجھے بھی اسپر عمل کرنا پڑے گا، لیکن آپ بھی مفصلہ ذیل قرآن شریف قبل از ضرورت خرید لیجے،

۱- شاہانہ قرآن شریف مترجم مفسر پون گز لمبا آدھ گز چوڑا، بہت جلی قلم، بلا مبالغہ عرض ہے کہ ۵ گز کے فاصلہ سے بے تکان پڑھ لیجے مینے خوبصورت کریہ اعلان کیا ہے، اس میں ذرا بھی شبہ نہ کیجے، ترجمہ بھی اسی نسبت سے جلی ہے اور تفسیر و ترجمہ کا قلم یکساں ہے، اس میں تین کاغذ ہیں، سفید، صنائی، بادامی بہت موٹا، نمبر ۱ و ۲ کا وزن مجلد کاپی ۶ سیر ہے اور نمبر ۳ بلا جلد، سیر کا ہے، سفید کا کاغذ کمزور ہو گیا ہے، لیکن صنائی اور موٹا بادامی بدستور بہت مضبوط ہے، یہ قرآن شریف وہی ہے جس کا پچھلے سال ہدیہ بلا جلد پندرہ روپے تھا، میں نے امسال سات روپے سے سفید چھ روپے سے صنائی اور نو روپے سے موٹا بادامی خرید لیا تھا، اور صرف ایک روپیہ خرچ اشتہار و منافع لگا کر اعلان کیا تھا، اب اپنی غرض ہے ضرورت ہے، اور مولوی کے ذمہ قرضہ ہے اس لیئے ایک روپیہ فی جلد نقصان سے پیش کرونگا، یعنی سفید چھ روپے میں صنائی پانچ روپے میں، اور موٹا بادامی آٹھ روپے میں **بلا جلد**، چونکہ کامل چھ کے جلد چھ روپے میں بنتی تھی، اور چھ روپے دینے خریداران کو گراں گزرتے تھے اس لیے سفید اور صنائی میں نے چرمہ پشتہ کے مجلد کرا لیے ہیں جو ۱/۴ فی جلد کے حساب سے بن گئے، صرف موٹے صنائی ابھی تک مجلد نہیں ہوئے کہ اس کی جلد بہت موٹی ہو جاتی وہ بلا جلد ہی ہے، اسوقت جو نقصان سے ہدیہ مقرر کر رہا ہوں وہ یہ ہے ہدیہ **سفید مجلد پونے آٹھ روپے، صنائی مجلد پونے سات روپے، بادامی موٹا بلا جلد آٹھ روپے**، محصول ہر قرآن شریف پر تین روپے آٹھ آنے بچتے ہوتے ہیں، کم سے کم دو جلد ریل کے ذریعہ سے روانہ ہونگی، ایک جلد ڈاک سے منگائیے، ریل کے ذریعہ منگانے والے بھائی تمام قیمت پیشگی روانہ کریں، یہ بالکل اتفاقی طور پر اس ہدیہ میں مل رہا ہے، خدا گواہ ہے کہ صرف زیادہ کا صرف کاغذ ہے،

۲- حیرت ناقران شریف بہترین کتابت عام فہم کامل تفسیر ۱۳ انچ لمبا اور دس انچ چوڑا ہے، چمڑے پشتے کی جلد ہے، ترجمہ بہت سلیس ہے کہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں آسانی سے پڑھ اور سمجھ لیا ہے، ابتدا میں مقدمۃ القران اور فہرست مضامین قرآن ہے، یہ کم تعداد میں بچا ہوا ہے، مجلد ۶ روپے کا خریدا ہوا ہے للہ میں ہدیہ ہوتا رہا ہے، پچھلے سال سات روپے میں ہدیہ ہوتا تھا، اتفاق سے بہت سی جلدیں مل گئی ہیں ۱۲ نقصان سے دیدونگا، اب اس کا ہدیہ مجلد سوا تین روپے ہے، ڈاک کا خرچہ ۱/۴ مزید ہوگا،

۳- جرمنی قران شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ، جرمنی کا چھاپا، جرمنی کی جلد بندی، اور جرمنی کا بنا ہوا بائبل آرٹ پیپر، آخری چالان شوال کے آخر میں آیا، ۳ شلنگ میں دہلی پہنچا ہے، بہت جی کڑھتا ہے، غرض بری بلا ہے، ۴ر نقصان سے ہدیہ کرونگا اب مجلد کا ہدیہ ۱/۴ پونے دو روپے ہیں آٹھ آنے محصول میں خرچ ہونگے،

یہ سب رعایت اور یہ سارا نقصان محض اس لیئے ہے کہ آپ آج ہی فیصلہ کر کے منگالیں، تاکہ روپیہ بروقت ادا کر دیا جائے، ورنہ آئندہ مولوی کی اشاعت میں تاخیر ہوتی رہے گی، اور آپ لوگ پھر برہم ہو کر خط لکھیں گے، کہ پرچہ وقت پر نہیں آیا، والسلام

منیجر رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

آریوں کی زبان و قلم پر سلطان المناظرین مولوی محمد الکبیر عباسی سابق ایڈیٹر دھرم ویر جی نے آریوں کی رد میں ۲۵ سالہ خلیفہ کے ہی جھکا کھٹک

۲۵ لیو رقمل کا پچیس کوئی جواب آریوں سے بن نہ پڑا یہ گویا ان کے لیئے مہر سکوت ہیں، قیمت ۲۵

مام العلم یہ وہ طلسمی قاعدہ ہے جو بچے سے بھی بچوں کو تین مہینے اردو پڑھنا سکھا دیتا ہے، اشتہاری مبالغہ تصور نہ فرمائیے فی الحقیقت یہ ایسا ہی قاعدہ ہے، مصنف کا تو دعوے ہے کہ اس قاعدہ کو پڑھ کر ہمکن ہے کہ بچہ بے تکان اردو نہ پڑھنے لگے، آپ بھی اپنے بچوں کو یہی قاعدہ پڑھائیے، ایک جلد ۳ ایک روپے کے ۸ عدد

کتب مجلد جیم، دفتر مولوی دہلی — محصول بذمہ خریدار — جمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تماشائے اہل کرم

اس دفعہ معاونین مولوی کی بیش از پیش، اعانت کے مقابلہ میں شرم آتی ہے کہ میں رسول نمبر کے سلسلہ کی جانکاہی کا تذکرہ کروں، کیونکہ حقیقت میں جس جوش وخروش سے معاونین نے خریدار دیئے ہیں، اس قدر بہتر پرچہ شایع نہیں ہو سکا،

سب سے بڑی خامی تو یہ رہی کہ بلاک مقامات مقدسہ کے نہیں مل سکے اور جو مل سکتے تھے وہ وہی تھے جو گذشتہ سال اور سال ماقبل مولوی میں شایع ہو چکے ہیں، مولوی کے لیے تصاویر کا دائرہ بہت تنگ ہے اس میں صرف عمارات کے فوٹو شایع ہو سکتے ہیں، اور وہ متبرکہ کے مقامات کے ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ ناظرین کو متعارف کرایا جا سکے،

بہرحال میں نے اپنی بساط اور اپنی پونجی اور اپنی حقیر حیثیت سے بڑھ کر اب بھی سرکار رسالت میں نذرانہ پیش کیا ہے، لیکن ناظرین کے جوش معاونت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے، اب تو وعدہ ہے کہ یہ شفقہ کوشش مقبول بارگاہ قدس ہو جائے

اس مہینہ میں جو رفتار اشاعت رہی اور معتبد معاونین نے دریا دلی سے خریدار بہم پہنچائے اس سے میں نے یہ اندازہ کر لیا ہے کہ انشاء اللہ رسول نمبر شایع ہونے پر پندرہ سو خریدار اور بڑھ جائیں گے اسی لیے پندرہ سو پرچہ زائد چھپوایا ہے خدا کے لیے موجودہ بیدو جبدا سی طرح جاری رکھئے گا، ورنہ اگر اس مہینہ میں موجودہ رسول نمبر باقی رہ گیا تو نقصیہ کے لیے دست سوال دراز کرنا پڑے گا، اور اس بیک خواہی کی ذمہ داری آپ پر ہو گی

لوگوں کو دکھلائیے کہ اسلام کے سچے فدائی ایسے ہوتے ہیں

یہی وہ لوگ ہیں جو پرسوں کو نازاں ہے، یہی وہ لوگ جو خاموش تبلیغ اسلام کرتے ہیں، اور یہی وہ وہ لوگ ہیں جو دینی ضرورت کو اپنی ہر ضرورت پر مقدم رکھتے ہیں، اس دفعہ علیحدہ علیحدہ ناموں کی چھپائی نہیں کر سکا اس لیے ہر معاون کا نام اور تعداد خریداران بالکل اسی طرح چھپ رہی ہے جس طرح انہوں نے خریدار دیئے ہیں، اس لیے بعض معاونین کے نام دو اور تین تین مرتبہ دیکھیں گے کیونکہ انہوں نے اتنی ہی قسطوں میں خریدار دیئے ہیں،

بہت دن ناپاسی ہو گی اگر ان معاونین کا خاص طور سے ذکر نہ کروں جنہوں نے اس مہینہ میں بہت خیر عملی معاونت فرمائی ہے اور جو مولوی کے قدیم محسن ہیں،

(۱) مولوی سید نعمت اللہ صاحب، انسپکٹر سراج تحاولی نے ۳۵ خریدار دیئے

(۲) جناب خان بہادر سید صاحب جی صاحب پیرزادے آنریری مجسٹریٹ بیجاپور نے اور ۲۵ خریدار دیئے علیجناب سید نظیر احمد صاحب گڈیہ وال اور مولوی عزیز الدین صدیقی جھانسی اور مولوی عبدالمجید صاحب فاضل معتمد انجمن اہل حدیث حیدرآباد نے باقساط ۱۷ و ۱۳ و ۱۴ خریدار دیئے، ان سب کے مقاصد برآئیں، جیسا کہ یہ خدا کے مقبول دین کی حفاظت و اشاعت کرتے ہیں،

اب ان کے نام پڑھئے، جنہوں نے دس دس یا پانچ پانچ اور دو دو تین تین خریدار دیئے ہیں، جن لوگوں کو اس مہینہ میں خریدار فراہم کرنے کی جلت نہیں وہ ان معاونین کے لئے دعائے خیر کریں اور اسی طرح داخل حسنات ہوں،

جناب سید محمود میاں صاحب امراوتی، مولوی عزیز علی صاحب ظلابہ، منشی غلام محمد صاحب پٹواری ٹک نمبر ۲ دہلی، میاں محمد فاضل قریشی لائل پور، سید مصلح الدین محمد صاحب پٹواری ٹک نمبر ۲ دہلی، میاں محمد فاضل قریشی لائل پور، سید مصلح الدین محمد

صاحب ناچیز طلع ہوں، کہ بندۂ خدا بھی امتحان میں نہ ڈالیے، آپ کی رقم صفحہ ۲۳ پر خریدار دیکھیے، یا کتابیں منگائیے، میں اعانتی رقم ہرگز نہیں لوں گا، اسوقت یہ سلطان پرور گورنمنٹ میں آ رہے ہیں، لیکن اس سے ایک سلطان بڑی راہ اختیار کرتا ہے، آپ خود ہی سوچئے طلبہ پر یہ مستعمل لوگوں کے نام بھیجدیجئے کہ ان کے نام پرچے جاری ہو جائیں، یا کتابیں منگالیجئے گو میں روپیہ کا ضرورتمند اسی خاص شہر کے سلسلہ میں ہو گیا ہوں، لیکن میں اپنی کتابیں بھی جانتا ہوں (صفحہ ۲۱) کا اعلان پڑھ لیجئے اور پھر مدد کیجئے، خدا آپ کی مدد کرے گا،

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
سید نصیر حسین صاحب بی، اے ڈپٹی پٹنہ	۲	محمد یعقوب خان صاحب باغبی پور	۲
سید نذیر احمد صاحب مچھر ٹال اسکول بیدیا	۴	حاجی فتح اللہ خان صاحب ایلے، گلی حیدرآباد	۲
مظفر حسین صاحب تحصیلدار ورنگل گنج	۲	حسن خان صاحب ہرپال پور	۳
حافظ محمد اسحاق صاحب مچھلی شہر	۲	احمد علی خان صاحب بارکس پٹھے	۲
نواب شاہ صاحب لون ہرتر بلخ کشمیر	۴	محمد حفیظ رسول صاحب اندور	۲
بابو عبدالرحمن صاحب موٹر ڈرائیور کیلگرا	۲	لے این، کو پالکنی صاحب کنانور	۲
محمد عالم صاحب بیڑی میں ریکے گھاٹ	۲	ایم غلیر الدین صاحب باڈگیری	۲
منیم بخش نور محمد صاحب لاٹو نوادا	۴	محمد حکمت حسین صاحب ڈوریہ	۳
الہی بخش صاحب ہیان سنو بارہ بنکی	۲	تہور یار احمد خاں صاحب غفان پور	۲
مولوی ولایت علی صاحب بی، اے گنگنڈہ	۲	منتخب محمد بخش صاحب ایگت پوری	۲
نفر خاں صاحب، صدر اور نگ آباد	۲	، ٹر وزیر خاں صاحب کورائی سپرنٹنڈنٹ	۲
جناب خان صاحب چکرال	۲	عبدالغفور صاحب مہلہ	ایک
بابو محمد فضل صاحب لاہور	۱	سید قبیل احمد صاحب شہر گوہ مسجد	۳
عبدالستار صاحب مگنڈہ	۲	بابو عبدالغفار صاحب ہیڈ ٹرین گارڈ نمبر ۲	۲
نصیر الدین صاحب سیتاپور	۲	عبدالرشید صاحب بودہ پاڑہ انجنیر	۲
ڈاکٹر غضنفر خاں صاحب رڑکی	۴	فرمحمد صاحب مچھوا بازار کلکتہ	۲
میرزا عبدالرزاق صاحب خانی پور	۲	محمد حنیف صاحب کاشی پور کلکتہ	۳
مولوی امیر احمد صاحب باسنی	۲	محمد حبیب اللہ صاحب سرویہ آسام	۳
عبدالرحمن صاحب باونی کردوہ	۶	مولوی جلال الدین صاحب سیالکوٹ	۲
شاہ محمد حسین صاحب لکھنؤ	۲	مولوی امجد حسین صاحب کلنوری	۶
عابد علی خان صاحب منڈی	۲	مولوی عاشق حسین صاحب بلرام پور	۴
الہی بخش صاحب جرکنڈہ	۳	سید علی جعفر صاحب نانڈوی	۳
قاضی امیر احمد صاحب ٹال	۲	دین محمد صاحب ڈسنہ پرنٹر بلوکی	۲
سید محمد صاحب باندہ	۲	ایم سید حسین صاحب فائرین مچھ	ایک
نوازش علی صاحب امروہہ	۲	اسٹر عبدالرحیم صاحب بچ الہ کرشنا	۲
محمد وسیع خاں صاحب ایل بانارگیر	۳	محمد حسن صاحب ڈسپنچ کلرک آگرہ	ایک
محمد مبین صاحب برنیچ گورکھپور	۲	ایم نثر علی صاحب دہرونی پوسٹ مچھ	۲
سید محبوب نبی شاہ صاحب خیر پور	۲	بابو امجد حسین صاحب کلرک کاپیز	۲
سید احسان علی صاحب ہلول	۵	جناب نصیر الدین صاحب ورد بیل پور	۷
منشی میراں بخش صاحب جہلم	۲	فضل احمد صاحب جالندھر	ایک
عشت اللہ صاحب سارود نہر بارہ بنکی	۲	حکیم سید یعقوب علی صاحب شیخ پورہ	ایک
حمید الدین صاحب فیض پور	۲	محمد اسحاق صاحب پٹواری	۳

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
عبدالقدیر بیگ صاحب چوراہے مگر میسور	ایک	حکیم محمد غالب صاحب خریدار نمبر ۲۰۴۰	۲	عبدالعزیز صاحب پڑھ فیکٹری راجپور	۱۵	مولوی سید محمد فاخر صاحب گونڈہ	۸
جان محمد حاجی صاحب الپی ٹراوٹکور	۵	مولوی عبدالغنی صاحب اسکول دہار	۲	حاجی یوسف صاحب آلو چنٹ بمبئی	۷	ایم عبدالقادر صاحب بنگلور	۳
رحمت علی صاحب محرر تہانہ ہیرا چنچ	ایک	سخاوت علی صاحب اترا باندہ	۱	مولوی محمد دین صاحب پوسٹ ماسٹر پلوڑ	ایک	ایم میاں صاحب پلوڑ	۲
حافظ محمد ابراہیم صاحب بجے پور	۲	طفیل احمد صاحب وکٹر نری سرجن	۲	مولوی امیر احمد صاحب صدیقی بلدواں	۴	جناب محمد مبین صاحب بنا	۲
محمد شریف صاحب دوگانہ صاحب ٹیلیفون	۲	امجد علی صاحب عرف راجہ جے پرکاش نرائن	۲	مولوی محمد سلطان صاحب حکیم بارہ مولا	۵	مولوی رسول بخش صاحب تھیسرے	۴
غلام مصطفےٰ صاحب میسنہ دارنظام آباد	۲	مولوی عبدالرؤف صاحب کوٹہ جہان آباد	۵	عبدالکریم صاحب کیٹ فیکٹر اڑہ	۴	حاجی اسماعیل باوا صاحب بخان	۵
حافظ عبدالحکیم صاحب باران کوٹہ	۲	حاجی مولوی محمد صاحب امراوتی	۱	ایم اسحاق حسین صاحب وائی ہروٹی	۱	مولوی سید رام الحسن صاحب اگرسر	۲
مولوی غلام حسین صاحب پرندہ	۲	مولوی محمد حسین صاحب نظام ساگر	۱۳	حکیم سید غوث صاحب کلاس پیٹ	۲	انوار الحق صاحب کلکتہ	ایک
سید عبدالوحید صاحب فنانس ڈپٹی کلکٹر لاہور	۲	جناب قمرالحق سلامی کھنول	۲	حافظ ممتاز الدین صاحب تیز پور آسام	۵	ایم اے رکے صاحب کلکتہ	۳
محمد گل صاحب اہلمد عدالت پوسٹمبہ	۲	مولوی بڑھیاں صاحب حیدرآباد	۴	مولوی علی حسین صاحب ریٹائرڈ مدراس	۴	قاضی محمد قبول الٰہی صاحب بنگلور	۲
عبدالکریم صاحب کالا پہاڑ آل انڈیا	۲	میرزا محمد علی صاحب رائے بریلی	۲	مولوی حاجی محمد بخش صاحب شہید کوٹ	۴	نذیر محمد صاحب کالون سیتاپور	۳
تحریر شمس سلطانہ و قمر سلطانہ کھنول	۳	بستی علی صاحب ابن آدم صاحب کلنا	۲	بابو فضل کریم صاحب ٹھیکیدار کھروٹہ	۲	مولوی مہدی حسن صاحب حیدرآباد	۲
مولوی محمد احمد صاحب ہیڈ ماسٹر بمبئی	۳	ایم اشفاق حسین صاحب قریشی بیہر	۸	بابو خیر بخش صاحب ڈرائیور رنگاکوں	۶	مولوی حکیم عبدالمجید صاحب دلسنہ	۲
بابو عبدالوحید خاں صاحب ہیڈ کلرک کمشنر بیجاپور	۶	منشی اشرف علی صاحب ٹانڈہ بستی	۲	مولوی حبیب احمد خان صاحب ثانی	۴	مولوی عبدالرشید صاحب راجناہی	۲
داؤد صاحب عمر صاحب گلبرگہ	۴	دیوانجی ہیرا جی مارصاحب کسٹم بیدر	۵	عبدالکریم صاحب کنگ کوٹی حیدرآباد	۲	ایم محمد شریف بگ صاحب شرق پور	۲
پیر فضل الرحمن صاحب منولیہ آرہ	۳	مولوی شیخ مار صاحب کسٹم بیدر	۵	مولوی عبدالحفیظ صاحب متعلم انجمن اسلام	۶	سید لقمان شاہ صاحب پوکھر	۳
مولوی قاضی محمد حسین صاحب حیدرآباد	۴	محمد یوسف صاحب میکب آباد سندہ	۲	قزلباش صاحب بنیا پاڑہ باندہ	۲	مولوی انصار حسین صاحب سیل گڑہ	۴
محمد عبدالحمید صاحب بارہ بنکی	۲	سید مظہر الحق صاحب پرتاب گڑہ	۲	مولوی بابو علی صاحب ریاست دوہاری	۳	عبدالحمید صاحب ہیڈ کانسٹیبل ناگپور	۲
صوبہ دار سید احمد صاحب پریسیڈنسی	۳	ایم غلام حیدانی صاحب پاک سٹریٹ کلکتہ	۲	عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ ٹیچر	۳	پیر نثار حسین صاحب مظفر پور	۱
مولوی عبدالرحمن صاحب ایبٹ آباد	۲	مولوی سید یحیی الدین صاحب بہاگلپور	۲	ایم عبدالجبار صاحب تنکہی گورکھپور	۶	مولوی عبدالرحمن صاحب ڈپٹی کلکٹر پٹنہ	۳
رفیق احمد صاحب کپاڈیہ زراعتی بلونگ	۲	حکیم عبدالکریم صاحب عباسی حیدرآباد	۲	مولوی اکبر خاں صاحب ہزارہ پیر بلونگ	۲	مولوی محمد صدیق صاحب نصرپور	۵
محمد خاں صاحب موٹر ڈرائیور جبل پور	۴	ایم بخش صاحب مفتش میل پیٹ	۱	قاضی ضیع الدین صاحب انصاری بلاسپور	۴	نظام الدین صاحب جائل	۲
محمد سلیم صاحب مینا نگر پورنیہ	ایک	سید محمد ہوشی صاحب بمبئی نمبر ۹	ایک	میر منور علی صاحب صیغہ داد گستری	۵	مولوی محمد یحیی صاحب بیجپور گیا	ایک
بابو محمد خان صاحب موٹر ڈرائیور جبلپور	۴	ابن اخوف زین الدین صاحب کمپونڈر	۲	ایم فخار احمد صاحب لمبیا	ایک	سید بلند حسین صاحب سھوٹ پورنیہ	۲
شاہ احمد امام صاحب سکریٹری پٹنہ	۶	مولوی میرزا محجب بیگ صاحب یادگیر	۳	سید نواب علی صاحب چالیس گاؤں	۲	قاضی حسین قاضی یوسف صاحب بیجاپور	۶
غلام نبی و لد کریم بخش صاحب پیسانڈ	۳	عبدالعزیز صاحب محرر میرٹھ	۲	عبدالغفار صاحب کورنگا	۳	مولوی محمد اکبر صاحب ارکاٹ شریف	۲
منشی بہورے خاں صاحب راجگڑہ	۲	عبدالغفور صاحب فنانس و بست و مخل	۲	میاں عبداللہ خاں صاحب فیروزپور	۳	مولوی احمد الدین صاحب نانڈیڑ	۲
محمد نبی خاں صاحب فرید پور بریلی	۳	ملک فتح محمد خاں صاحب چیف کوشل	۵	عبدالصمد صاحب پنشن سرپٹ بنگلہ کیمپ	۶	منشی عبدالحفیظ خان صاحب اوارہ	۲
کبیر الدین صاحب باندا	ایک	مولوی ظہیر الدین صاحب یادگیری	۳	مولوی فضل اللہ صاحب پنشن امام گونڈی	۳	نیچر صاحب پنجاب ہاؤس فورٹ بمبئی	۵
احسن صاحب سہیڈ کانسٹیبل گونڈہ	۲	مولوی سید محبوب صاحب خیر پور	۲	محمد نذیر صاحب ہیڈ اڑہ کشمیر	ایک	مولوی عبدالسلام صاحب مقامہ گلبرگہ	۳
مولوی سید علی حیدری صاحب امام سانتا سیدبمبئی	۵	مولوی سید مبین صاحب بجھول سہارنپور	۲	محمد سلیم صاحب مین گر پورنیہ	ایک	سید عبدالوہاب صاحب ہزاری باغ	۲
مولوی غوث محمد خاں صاحب کراکٹ	۲	حافظ قدرت اللہ صاحب گھوم والا بنگلہ	۴	مولوی عبدالغفور صاحب سامر گوپال	۲	سید سجاد حسین صاحب شاہ قادری الہنور	۲
محمد ایوب صاحب کمالی پور	۲	شاہ زمان خاں صاحب خریدار نمبر ۳۰۴	ایک	شیر الدین صاحب متعلم دارالعلوم بیجاپور	۳	محمد نصیر صاحب خانی پور	۲
امام الدین ابن سلیمان خان صاحب گلبرگہ	۲	حاکم علی صاحب کلانچوالہ بہاولپور	۳	حاجی غلام غوث صاحب حیدرآباد	۲	محمد انشقاق حسین صاحب بیہر دھیارکہ	۶
مولوی محمد شریف صاحب خطیب زیک	۲	ایم جی ظفر علی صاحب سیدانگر	۵	محمد نظام الدین صاحب مدرس حیدرآباد	۳	مولوی حسین احمد صاحب بھکانیر	۳
مولوی نعمت علی موضع نکہانان پارہ	۴	مولوی نور اللہ صاحب پنجر بہاگا	۴	مولوی عبدالرحیم صاحب سہ ہریون	۳	محبوب شیر صاحب حضور پور	۲
منشی وزیر خاں صاحب جبرپور ماتہلہ	ایک	عبدالمنور صاحب کلرک چٹاپور	۳	مولوی لیاقت علی صاحب جوہتھان تھیم	۴	ریاض الدین صاحب جوٹ ایگزامینر	۲
مولوی فتح محی الدین صاحب بدرگرہ	۵	ابن عبدالصمد صاحب چنار گلی مدراس	۵	اخوند عبدالقادر صاحب خنکا پور ضلع پشاور	ایک		

اس فہرست میں جو صاحب ۲ روپیہ سے زیادہ چندہ دینے والے ہیں ان کے نام بعد ہر ضلع کے درج کئے گئے ہیں اور جو صاحب ۲ روپیہ یا اس سے کم چندہ دینے والے ہیں ان کے نام ضلع وار علیحدہ درج کئے گئے ہیں۔ باقی رہے وہ صاحب جنہوں نے اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہا ہے۔ ان کے نام اس فہرست میں درج نہیں کئے گئے ہیں۔ منجانب سالار مشیر مولوی ذوالفقار علی دہلی

مطالعہ کی عیاشیاں

اور دلچسپی کے ساتھ پڑھنے کے علاوہ ہر چیز سے سبق ملیگا

دلہن کی ڈائری بالتصویر

یعنی سہاگ کی آٹھ راتیں، ایک شوخ اور طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف کا پرکیف سماں، اچھوتے پہلوؤں کی مہک، کچھ خوف، کچھ شرم، کچھ ہراس، کچھ گدگداہٹ دولہا میاں کی ہمیت یا باجنبان عشرت کی گل چینی، بے صبری کے جذبات بے تابی کے مظاہرے بے بسی کے آنسو، بیکسی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا جھیر جھیر ہونا، طلسمی آبگینوں پر چنگاری، ایک ایک واقعہ، الامان ہو شربا، قوت تکلم، سخت مہیج، اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھا ہوا بھی، ایک پیکر حسن کا ایک الھڑ پر شباب دلہن کا شب بھر، اور اپنی دوشیزہ سہیلی کے نام خطوں کی صورت میں، جس سے شرارت بھی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی، یہ کتاب دولہا دلہن اور میاں بیوی کے لیے سبق آموز دستور العمل، یہ کتاب بے حد مقبول ہے چند ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، قیمت سوا روپیہ عہ، مختصر فہرست مضامین یہ ہیں

پہلی رات	دوسری رات	تیسری رات	چوتھی رات
کمسن میں محبت کی گھڑی	اچھوتے حسن محبت کی چہل	حسن وشباب سے بیدار	بہار عیش وعشرت
پانچویں رات	چھٹی رات	ساتویں رات	آٹھویں رات
دل تک سے عروس کی تباہی	قلب نازک سے بسملی	جذبات عشق میں بیتابی	کیسی آنکھیں ہیں میرے مطلب

بہار عروس

دلہن کی ڈائری کا جواب، اس فتنہ زاکی طرف سے جو خطوط ملنے سے پہلے نازک کلی تھی اب نوشگفتہ پھول ہے، جب شمع فانوس تھی اب چراغ انجمن ہے، جب سمٹی سمٹائی، بھائی شرمائی، گھبرائی تھی، اب تیز طراز آفت کی پرکالہ قتالہ ہے، اس نے اپنی سہیلی کے خطوں کے جواب میں عریانی اور بے محابائی سے دیئے ہیں، کہ پڑھتے پڑھتے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں، اور جہان سنجیدگی سے لکھا ہے گویا فلسفہ کا دریا بہا دیا ہے، اس کی قیمت بھی عہ ہے، مختصر فہرست مضامین

دولہا دلہن اور شب	نوع بنوعی کی چیز چھاڑ	بچھلیوں کا چھیڑ
لطف ونشاط، پیکر	وذ ائستہ سنتہ کلی	شب گذشتہ کی کشمکش
حسن وحجاب، کا تخیل	وقت مخصوص کے لیے تخصیص	پہول ہوئی درہ عین
پہلی دل لگا گدگدی	تجربہ کاری کی خاص گر	حالات کی باتیں
جان نواز چلبلیاں	دامنہا جام عشرت کے	دعوت میں اودھم
ہولے خیالات میں ڈر	خلوت کدہ میں داخلہ	دوڑ چھنے لگے
رخصتی کے وقت ہراساں	جمالیاتی کی خرام انیز نگہ	دوسری شب زینت عروس
بچھڑیوں کی یاد	پیاران دولہا کا طرز عمل	غالیہ مطلوب نگاہیں ہیں
قلب نازک کی دھڑکن	محبت کی تیز باتیں	خلوت کدہ میں اسپند یہ
نقاب عروس پر پہلا	خلوتکدہ میں زیور کی جھنکا	ہولے ہولے پہلوؤں کی قید
دست تصفحت، دست	لطیفہ گوئی اور قصہ خوانی	سامان، بہت ہی لطیف
خانہ پرداز خرافیاں	میں وقت گذاری	چھیڑ چھاڑ،
علی پیام محبت	حرف مطلب زبان پر آیا	دولہا دولہن کا منہ میٹھا
عروس کے تیر خیال	ادہر ہاں ادہر نہ نہ	دولہا دولہن کا افہام
پیکر وں ترقی برق	مجبوری کی خاموشی	عشرت کی لذت
	ارتباط اولطف کا پہلا قدم	سحر وصل میں کروٹیں
	بادعشرت پر تیری دیر ہے	گلشن حسن وشباب میں
	ہمنوالہ وہمپیالہ	تازہ بہاریں
	تتمہ عروس	روشنائی

بہار عروس سراپا پیکر

عروس ونوشہ

زن وشو ہر کے تعلقات پر نہایت مفید ودلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد عورت ومرد دونوں کے لیے نہایت ضروری ہے اس کتاب میں جو راز بتائے گئے ہیں اس سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش وراحت سے زندگی بسر کر سکیں گے، اور شادی کا حقیقی لطف آجائے گا، بیوی جمیلہ بن نظر آئے گی اور آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن جائیگا، کتاب سعدؔ دلچسپ ہے کہ شروع کیے بغیر ختم کیے بغیر اتا ہے، بتیس چھوٹی، اس کتاب میں ۱۸۰ عنوان ہیں مختصر فہرست مضامین درج ذیل ہے، قیمت سوا روپیہ عہ

عروس دور شباب کا بہترین مصرف ہے، نظرت کا فیض عام، ہدیہ فطرت کا احساس، اہل دل کے جذبات میں تلاطم، خواہش دل، محبت کی شعاعیں، شباب کی فراوانیت میں اطمینان کا روشن چہرہ عورت میں بارش مسرت، تول میں مسرت کا فقدان، ریاض حسن کی منہ بند کلیاں، حسن گمراہ کن فضلی میں، دوشیزگی کا روشن چہرہ، کیف شباب کی خوبیاں، صنف نازک اور فطرت کا مطالعہ، انسلوں میں ضبط تحمل، جوش شباب کا صحیح مصرف، جوش جوانی وتعین زمانی، شباب کے متوالوں سے دو دو باتیں، جوش جوانی کا تدریج واعتدال، جوشیلے مقابل اور غیر متابل کو مشورہ، نفاق فی الذات نہ بنو، مقطم بیوی محبت کی حقدار ہے، تعشق، نفسانیت، شباب کی بہاریں، شوہر کا دل کیونکر قبضہ آئے، پیکر جمال کی رعنائی بڑھانے والے اوصاف، نسوانی خوبیوں کا متقاضیوں پر اثر، امور خانہ داری اور سلیقہ خوش، خلاق، اور حسن انتظامی کے تابع عروس کے ضروری اوصاف، نوشہ کا عروس کے ساتھ برتاؤ، عروس ونوشہ کا انفاق، اہل ذوق سے دو دو باتیں، سادگی اور عزت، عصمت کا روشن تاج، انجمن حسن سے واپسی تبال حسن میں نازک کلیاں واردات قلب، معصوم تحفہ، محبت سے پرہیز دل کا جواب، تحفہ نوس کی دبتہ ومفارقت کا پیش خیمہ، ہمال تمنائی پروردش، مازی باتیں، محبت کی بدگمانی، جذبات محبت میں تحریک، میاں بیوی کی دلچسپ گفتگو، عروس کی خوشی پر ایک نگاہ، سرور وشادمانی، تلخ کی سرتیں، شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، دلہن کا انجام بینی، شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، حسن کنار نوش میں، رخصت کا درد انگیز وقت، سسرال میں شب اول حسینوں کی جھلیں، حسن آغوش محبت میں، ریاض حسن کی گل چینی، تخلیہ میں واردات شب،

عہ حمیدیہ پریس دہلی

بیوی کے ستائے ہوئے

آجاتے ہیں، کہ بیوی کی ناگی دلدادہ اور شیفتہ ہو کر رہے تو ان کو سب سے پہلے بیوی کے فرائض منگا کر کسی طرح اس کو پڑھا دینی چاہئے، یہ کتاب نہیں جادو ہے، اور مسلمان میاں بیوی کے لیے تو تعویذ کا عمل ہے کیونکہ اس میں جا بجا رسول اللہ کے اقوال اور حضور کے اسوہ حسنہ سے میاں بیوی کے فرائض کا تعین کیا گیا ہے، پیرایہ اس درجہ آسان اور عمل خیز ہے کہ بلا ارادہ اپنا اثر پیدا کر دیتا ہے، اس کے مطالعہ سے ازدواجی تعلقات خوشگوار ہو جائیں گے، چند مضامین یہ ہیں

ازدواجی تعلقات کی ابتداء، فراجدائی، محبت، خدمت، احترام جذبات، رشتہ داروں سے برتاؤ، مازداری، آپس میں شکر رنجی، اپنی اصلاح، کفایت شعاری، گھر کی دیکھ بھال، افلاس کی حالت، پردہ عفت، بچوں کی پرورش، بیوی کیسی ہونی چاہئے، سگھڑ بیوی، حسن تدبیر سلیقہ شعاری

ملنے کا پتہ، مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

عربی کوک شاستر

اردو ترجمہ جو عربی زبان میں سلطان سلیم خاں ٹرکی کے لیے لکھی گئی تھی، اب اردو میں تیار ہے

اس کے دو حصے ہیں، اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے پوشیدہ تھی، اطباء و رؤسا رکھنے میں بخل کرتے تھے، اور چکا یہ عربی میں تھی اس لیے خاص ذی علم اور صاحب ثروت فضلا و اطبا ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اس کا مطالعہ کمزوروں کے لیے اکسیر اور بے اولادوں کے لیے مژدۂ اولاد ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان ہیں، اور سب تیر بہدف پہلے حصہ کا نام **لطف شباب** ہے، اور اس کی قیمت اب ایک روپیہ ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں

ترتیب اعلیل و تحقیق	جماع کی مدت صحیحہ	مقوی باہ جوارشات سفوف	حصول مراد اور مباشرت میں
کثرت مباشرت اور اسراف باہ	طریق مباشرت	نسخہ مجربہ خزانہ شاہی	اسباب کے لیے طلسم
ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر	ادویہ مقوی باہ	حکایات عجیبہ	غضروکو دراز اور سخت کرنیوالا
عدم جماع سے نقصان	قوت باہ کیونکر بڑھ سکتی ہے	نسخہ معجون ہرفرہاد شاہ	خاص ذہبی کا نسخہ اور لوہے
جماع کے بعد کتان و ماندگی	زیادتی باہ کے نسخے	مقوی باہ جوب کے نسخے	کی طرح سختی پیدا ہو
علل نقصان جماع	مقوی باہ روغن	۴۴ بے تکلیف اور آسان مقوی	آخری مجرب نسخہ جو بہت جلد
منافع باہ و جماع	نامردی و سستی کا علاج	باہ افزا، قوت باہ زیادہ	کرتا ہے لذت دواؤں کے
اوقات جماع	مقوی باہ دلکش	کرنیوالی دوائیں، اسباب	نسخے، معین حل دوائیں
جماع کے مضر اوقات	نامردوں کو بشارت	نقصان اعضا خاص طاقت	عورت کے منزل پنے کی دوائیں
جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ طلا و ضماد	باہ اور بالغ شہوت اور یہ	بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب

بانجھ عورت کی شناخت
حاملہ عورت کے خون بند کرنیکی ترکیب
مرے ہوئے بچے نکالنے کی تدبیر
آنول کے نکالنے کی ترکیب
بالغ حل دوائیں

دلنواز تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کر لی ہے، اس میں سب قسم کی خواتین ہیں، وہ بھی ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں، وہ بھی ہیں جو بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں، وہ بھی ہیں جن کے سحر آفرین حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کر دیا، راج کو تاراج اور تخت کو تختہ بنا دیا اور وہ بھی ہیں جن کی وفا نے پروانوں کے ساتھ جانیں اپنی جانوں کو فدا کر دیا، ۷۵ باتوں کا لطف ایک روپیہ آٹھ آنے میں بالکل مفت ہے

قیمت ایک روپیہ

۷۵

نامور حسین عورتیں

دنیا بھر کی نامور یکتائے عصر عورتوں

کے دلچسپ حالات، یہ تمام حالات ہندوستان کے بہترین تاریخی فسانہ نگار مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں، جن کی دلچسپ اور

مرقع حسن و شباب

(اردو) یہ عربی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق مشورے معالجات ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں ان کے مخصوص امراض کا حال اور علاج اور نامور جوان و خوبصورت رہنے کی تدابیر اور علاج، قیمت ایک روپیہ مختصر فہرست مضامین

شباب اور لذت انوزیاں	جسم حسن کی لمبست و کشاد	بہار افزو دگل بدامن افشانی	عورت کو نیا شباب کرنیوالی دوائیں
عورت کی دیدہ زیب ہنر نمایاں	جسم حسن کی دوسری حرارت	خلاف وضع فطری طرز عمل	عورت میں چرخش شباب
عورت میں کیف شباب کی قلت	ازالہ رطوبت کا سدباب	اصول و تدابیر پسندیدہ	جوش نفس اور جذبہ مردانگی
دکثرت خوبصورتی میں چار چاند	شکوے ناز کی مضرتیں	نشانہان طناز	فرد کرنے کا قدرتی طریقہ
رونق زیبائی زیب و زینت	عیش فراوان کی برکات	صنف نازک میں احساس	جوہر حیات کا غلط استعمال
رعنائیوں میں اضافہ	جذبہ فطری اور جوہر زندگی	محرک جذبات تدابیر	فطری طریقہ کی نعمتیں
پنجہ خورشید کی رنگین تمنائیں	کالبجان قطعات حسن سے	ہم آغوشی کے اوقات	صحبت گاہ عیش کی جرعہ نوشی
ریاض حسن میں بہار خزاں	سبزہ خوردہ کی بیخ کنی	کنار محبت میں لذت نلوان	بیٹیوں کو ماؤں کی نصیحت
کا زوال، قصر رعنا کے رخنوں	کشت نشاط سے سنبلستان	بارگاہ حسن میں قابل پذیرائی	ساس و مباشرت نیر
کا سدباب	کا اخراج، کثرت حسن کی	نیاز مندیاں حسن رعنا	عیش و مباشرت کی مقدار
سفینہ عیش کے ساحلوں کی	فتوحات اور کیف و سرور	کی دل آویزیوں کا امتحان	دو دو رازی الدتناسل
جزر و مد سے محافظت	پسندیدہ طرز محبوبیت	محبت کی درخواست	نسخہ برائے قوت باہ تجنبی
سرمایہ راحت کے قوی کی	ارتقائے سوالنت کی	پیار کی باتیں، طالب و	مضرت و عدم مضرت
دیکھ بھال	ترجمانی تحریک جذبات کے	مطلوب میں ناز و نیاز	مباشرت کا تحقیقی فیصلہ
جوہر حیات کی زوالی	مرغوب ابتدائی منازل بتا	نرالی خصوصیات	عورت کے ناموافق مزاج
آتش شوق میں نارہ سازی	سرد مرد کے دلپذیر نقشے	بلحاظ جذبہ فطری	کا علمی نمونہ

غرضکہ پوری کتاب ایسے ہی شوق افزا، اور سکون و ہیجان جذبات مضامین سے بھری پڑی ہے، اور اس قدر کام کی باتیں اور کام کے نسخے اس میں موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں، **قیمت** حصہ دوم بھی ایک روپیہ، کامل مدد روپے

دونو کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے،

۱۲۰

سال تک زندہ رہنا چاہیں تو

یہ ایک کتاب "مفتاح الصحت" منگائیے اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیجئے، یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور روح حیات کی بقا کے لیے بہت سی اغذیہ اور ترکیب غذا کے بتائی گئی ہیں جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے، ایک ہی کی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں ملہم یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر چیز چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں جن کی دوائیں ہر گھر وہ میں مل سکتی ہیں، غرضکہ حکیم اجمل خاں صاحب کا نام پر بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ کتاب عالم وجود میں آئی، تندرستی اگر ہر شخص کو عزیز ہے تو یہ کتاب ہی ہر شخص کو عزیز جان ہونی چاہئے

قیمت ۱۰

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

عورت کی زندگی، اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو زبان میں آجتک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے کی ضخامت ہے اور ۳ پنجرنگی تصاویر چھیالیس فوٹو بلاک ۹۸ قلمی تصویریں ہیں، کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر مضامین سے کیجئے، ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر سرمایہ کے مجلد اس کی قیمت صرف دو روپے ہے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں،

تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین تر عورتوں کے پنجرنگی فوٹو کے حسب ذیل

۴۶ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں

(۱) عہد شباب کا دلچسپ شغلہ

(۲) زندگی سے بیزاری

(۳۱) انتظار کی آخری گھڑیاں

(۴) پیکر جمال

(۵) ریاست سکم کی عورت

(۶) عراق کی عورت

(۷) برمائی عورت

(۸) بانک کانگ کی عورت

(۹) نیوزیلینڈ کی عورت

(۱۰) مصر کی عورت

(۱۱) مینی عورت

(۱۲) یورپ کی عورت

(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت

(۱۴) نیوگنی عورت

(۱۵) اسپین کی عورت

(۱۶) چین کی عورت

(۱۷) سوئیڈن کی عورت

(۱۸) ملایا کی عورت

(۱۹) ساحل ہسندر کی عورت

(۲۰) پرتگال کی عورت

(۲۱) لیتھوینیا کی عورت

(۲۲) پنجوریا کی عورت

(۲۳) رمانیا کی عورت

(۲۴) سنگاپور کی عورت

(۲۵) زنانہ حال کی انگلش عورت

(۲۶) لمبے بالوں والی عورت

(۲۷) سیام کی عورت

(۲۸) رائٹوریا کی عورت

برلن کی دوشیزہ

ساڑھے پندرہ لاکھ کی تصویر

(۳۱) ایرلینڈ کی عورت

(۳۲) ٹیونس کی عورت

(۳۳) ہارلم کی عورت

(۳۴) کوہستانی دوشیزہ

(۳۵) فرانس کی دوشیزہ

(۳۶) سلوی کی عورت

(۳۷) بلوچستانی عورت

(۳۸) ترکی عورت

(۳۹) بجلی کی شعاع سے علاج

(۴۰) لندن کی مہین عورتیں

(۴۱) مصری رقاصہ

(۴۲) سنہ وستانی رقاصہ

(۴۳) برف کے تودے پر رقص

(۴۴) فرانس کی رقاصہ

(۴۵) ۸ برس کی رقاصہ

(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف چان کے منونے ۱۲ تصویریں

عورت اپنے گھر میں ۱۲ "

گھر کے ساتھ لباس ۱۲ "

ہندوستانی ورزش ۱۲ "

عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "

عورت کی ذہنیت ۱۲ "

متفرق فیشن کی عورت ۱۲ "

متفرق ورزش ۱۲ "

اور متفرق ۳۰ تصویریں

مضامین

تصویر کے متعلق تاریخی معلومات

اور ادبی تبصرہ، دیباچہ،

عورت کیا ہے، عورت کی تربیت

عورت کے قوجات،

متفرق عورت

عورت کی تجارتی شادی

عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے

عورت کی ذمہ داریاں

کوک شاستروں میں کیا ہوتا ہے

سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

ذہنی زندگی

عورت کی زبردست طاقت

عورت کی بیحد پیدائش زندگی

طلسمی سانڑ کو چھیڑنے کی ضرورت

عورت دنیا کی بہترین نار

قومی ترقی کا انحصار عورت پر

شوہر کی تسخیر کا عجیب عمل

دنیائے نسائیت کا مکمل نمونہ

مکمل زندگی کی مسرت انگیزی

معصوم دل پر نقش اولین

تربیت اولاد کا مقدم فرض

بادۂ شفقت کا خمار

عورت کی پشیمانی کا ہجوم

محبت شعاری کا نقش اولین

خونخواری کا طلسمی تعویذ

خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے

ناکام ازدواجی زندگی

ایثار و قربانی کی زندہ مورت

کیچ تعلیم میں فرحت و انبساط

خوبصورتی کے چور پر حیا کا نقاب

شان خودداری کا پرکیف نظارہ

اخلاقی تربیت کے مدارج

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ

ہر ذہنی صورت سے دستبنی

عورت کی معصومیت

عورت عورت کی خواہش پورا کرنے والی ہے

عہد شباب کی سحر کاریاں

منزل شباب میں خارسیاہ

دیم حسن سے پیٹر چھاڑ

خارجی چیزوں سے لطف اندوزی

عاقبت اندیشی کا فرض

شمع حسن کے فانوس

کامیاب زندگی

چوتھا باب

ازدواجی زندگی

جرم کشش مراصلت کا مقصد

اظہار محبت وحظ نفسانی

عنصر نسوانی سے ناواقفیت

جنس مخالفت کی ہم آغوشی

عجائب جمال کی صفائی

صدف عصمت میں آبدیدان

اتحاد تناسل کی ضرورت

باغ وابستہ کی گل چینی

ذمیم عادات کا دفعیہ

تخم محبت کی بیخ کنی

نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ

ہاں تسکین بے قدری

تیسرا باب

ازدواجی زندگی

عہد شباب کی سحر کاریاں

منزل شباب میں خارسیاہ

دیم حسن سے پیٹر چھاڑ

خارجی چیزوں سے لطف اندوزی

عاقبت اندیشی کا فرض

شمع حسن کے فانوس

کامیاب زندگی

چوتھا باب

ازدواجی زندگی

جرم کشش مراصلت کا مقصد

اظہار محبت وحظ نفسانی

عنصر نسوانی سے ناواقفیت

جنس مخالفت کی ہم آغوشی

عجائب جمال کی صفائی

صدف عصمت میں آبدیدان

اتحاد تناسل کی ضرورت

باغ وابستہ کی گل چینی

ذمیم عادات کا دفعیہ

تخم محبت کی بیخ کنی

نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ

اس کتاب میں

اسی قسم کے دس باب اس کتاب میں ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزارہا وسائل موجود ہیں، اس کے علاوہ نسوانی علاج بیحد کی پرمغز بحث، ورقہ کنٹرول، بچہ پیدا ہونے کے سامان خوشگوار کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۴۷

قیمت صرف دو روپے

فراغض کا گراں بار نشانہ

بچوں کے لیے کھیل کود

مناظر فطرت کا پرکیف اثر

صحت جسمانی کا اثر

زندگی کا نیا دور

سرووں کی بارآوری

شاہراہ شباب کے نشیب و فراز

بادۂ شباب کی سرمستیاں

معصوم شہیتوں سے لطف اندوزی

خریدار جمال کی عزت

سسرال والوں کی محبت

کامیابی میں ناکامیاں

عہد شباب کا قاطم

ساغر مراصلت میں بادۂ محبت

پرسرور بادۂ مراصلت

پوشیدہ اعضائے جسم

منزل عیش کا پرکیف راستہ

ایوان عصمت کا سرسبز دروازہ

اعضائے نسوانی کا سرتاج

پیکر نازنیں کی مجبوریاں

حصار عصمت کی تسخیر

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی مینگے

عورت سے لطف اندوزی ہی زندگی کا ماحصل ہے

کیونکہ اسی پر کائنات کے قیام کا انحصار ہے

یوں تو اپنے اپنے خیال ہر جوان انسانی جوڑا اپنے تخیل کے اعتبار سے اپنی زندگی کو پر لطف بناتا ہے، اور بقائے نسل اور لطف شباب کی تکمیل میں ہر کوشش صرف کر دیتا ہے۔ لیکن ابتدا میں چونکہ اس جادہ کیف پرور سے ناآشنا ہوتا ہے اس لیے ابتدائی خوابیوں کا خیازہ تمام عمر بھگتتا ہے اور وہ لطف جو ابتدا میں رہتا ہے بالآخر تمغز اور تنخس سے بدل جاتا ہے

قابل شوہر وہی ہے جو عورت کی فطرت کو اچھی طرح سمجھ لے اور محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو، ازدواجی زندگی کی نازک ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو

شب عروسی یا تصویر

پڑھ لینے کے بعد یہ سب باتیں تمہیں معلوم ہو جائیں گی اور تمکو خانگی زندگی میں جنت کا لطف آئیگا، نوجوانوں کے لیے علاوہ ازدواجی پر یہ حرکۃ الاراکتاب عرصہ دراز کی محنت اور ہندی و انگریزی کی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بصرف کثیر حال ہی میں لکھی گئی ہے۔ یہ مغرب کی تمام تازہ ترین طبی تحقیقاتوں کا جوہر ہے اسی ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں محبوبہ سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہونے کے طریقے، مواصلت کے اوقات جسم نسوانی کی مکمل تشریح، استقرار حمل کی کیفیت اور اس کے طریقے، زنانہ حمل کے متعلق ضروری ہدایات، وضع حمل کے آسان طریقے، غرضکہ ہر اک وہ بات جس کی ایک شادی شدہ عورت و مرد کو ضرورت ہے نہایت شرح و بسط کیساتھ بیان کی گئی ہے، علاوہ بریں اس میں ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے وہ بیش قیمت ہدایات درج ہیں جنہیں آپ ہزاروں روپیہ صرف کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتے، کتاب کی عبارت اس قدر پر کیف اور رنگین ہے کہ ایک مرتبہ شروع کر کے جب تک ختم نہ ہو جائے آپ کتاب کو ہاتھ سے رکھ نہیں سکتے، ناظرین تو ہمارا دعوٰی ہے کہ اخلاقی پیرایہ میں صنفی معلومات پر بہترین کتاب آجتک ہندوستان میں اس سے پہلے شایع نہیں ہوئی، ضخامت ۱۶۰ صفحے، قیمت صرف ایک روپیہ محصول مفت

مفصل فہرست مضامین

تقریر شب عروسی کی صبح

ٹوٹے ہوئے دل کی صدا

پہلا باب

نوجوانوں کے کانوں راز

ست شباب کی روانی

شریک زندگی کی خاموش آہیں

پیکر دوشیزگی کا نازک بار

غلاموں سے بدتر زندگی

زینت آغوش کی تیسری

محبوبہ کے قدموں پر بہ حیثیت

گلشن نسائیت کی منتخب کلی

بر بحر عشق با عالم تجرد

خواہش وصال کی نازیبا تکمیل

گھبینی میں محبت کے نتائج

دوسرا باب

آغوش محبت میں حسن کی زیب

بلبل خوش نوا پنجرے میں

شرم و حیا کا ظلم اور زور

درجہ عصمت پر فائز ہونیوالی دختر

خوبصورت نسائیت اعضا

پہلی رات کی فتح و شکست

ناری کی حسن نور کا مرانی

شب عروسی کی اہمیت

جبرۂ گھبینی کے نتائج

تیسرا باب

باغ نسائیت سے لطف اندوز

شکوۂ عیش کا بادہ ردیع پرور

چوتھا باب

اتحاد تناسل کی ضرورت

بادہ عیش ساغر اعتدال میں

گھبینی جال کے لیے عہدہ توقیع

ہستان تعیش سے سینہ زوری

لطف اندوزی کا بہترین طریقہ

اوقات موصلت

گھبینی جال میں کامیابی

پیکر نسائیت کی قسمیں

ضیائیں بہترین عورت

لطف اندوزی میں جنبا کا لحاظ

آتش شوق کے فرو ہونیکی علامتیں

قانون فطرت کی خلاف ورزی

مفکرین کی ناکامل لطف اندوزی

مکدۂ نشاط میں پستی

لذت جسمانی کی بیش قدر قیمت

جوہر زندگانی کی حفاظت

تجربے اعتدال کا زہر ہلاہل

اپنے ہاتھوں اپنا گرویدا

تحلیل شدہ اجزا کی قیام مقامی

خطرے کا الارم

شدید مرض کا مقدمہ

پر کیف ڈرامے کا برا انجام

شرمناک امراض کی کہانی

اعتدال کا تین نانی

پانچواں باب

لطف اندوزی کے پہلو میں

چند پوشیدہ کانٹے

بادہ نسائیت کا دارہ جواز

بے گناہ ہستیوں کا نار و دود

مستی تعیش کی شگوفہ کاریاں

خواہشات نفسانی

گھبینی جال کی فدرتی مدت

حسن مجسمہ کا کاغذی پیرہن

لطف اندوزی میں عورت کا فرض

حسرت و اسان نہ بجا لانی ہستی

گلشن وصال پری جمال

ازدواجی مسرتوں پر قومی کا اثر

لطف اندوزی

تصنع اور بناوٹ کی شکایت

تحمل کا اندوہ ربا دست و بازی

بل صد پارہ کی قاش فرقی

جدہ محبت کا ایک آستانہ

خطا عورت ہے یا مرد

مردکی قابلیت کا معیار

محبوبہ کی جانب سوءظنی

ہنگامیوں کا اولین دور

عورت کی فطرت شناسی

پھولوں کی سیج میں کانٹے

پانچواں باب

تحمل تنہائی کا بار آوری

محبوبہ کی عزت میں چار چاند

بار آوری کا دارہ جواز

صبح کے وقت ناسازی طبیعت

تختہ بلورین کی گرانی

غم کی دوکت سے ایام کا تعین

مہر ثبت کی پیدائش

مہد اولین میں بچہ کی حرکت

معصوم بچہ کی پہلی شوخی

نوعمراں کے لیے فال نیک

حریم حسن کے پیرنی مصوص خرچ

حور حریم سینہ کوئی تکلیف

منہ بند بچہ کے دقتے

تصنع اور بناوٹ کی شکایت

تحمل تنہائی کی کمزوری

تحمل تنہائی کا ایک اہم پند تصویر

طبیعت کا دائرہ اعتدال

استقرار حمل کی کیفیت

جوہر زندگانی میں حرام زندگانی

استقرار حمل کے لیے لازمی امر

استقرار حمل کا بہترین زمانہ

چھٹا باب

تحمل بار آوری کی نگہداشت

محبوبہ کی نازبرداری

لطف اندوزیوں سے اجتناب

معصوم ہستی خواہشات نفسانی

کے لیے پوپہ

فردوس گوش اور جنت نگاہ

بار آور مرد و ان کے لیے لباس

ضروری ہدایتیں ہیں

آٹھواں باب

حریم حسن کا مثل

سرور دوں کی نقل و حرکت

راحت و آرام کی ضرورت

غذا میں احتیاط

سوزنبھی کی خوبیاں

مکان کی صفائی

بغیر تکلیف کے وضع حمل

تحمل تنہائی کی بے پائی

شائع تحمل تنہائی کی نئی تکنیل

تحمل تنہا تطع ہونے کے آثار

مہر ثبت سے تیسرے خوار کی محرومی

مبدا حمل سے قبل از وقت جدائی

استادیں آخری چارہ جوئی

آغوش رحم میں مصوم ہستی کی

لطف اندوزی کا ثمر ہوت پر

استقاط کے بعد مزید ہدایات

انسانیت کے زندہ درگور ہونے

اس کے بعد بچوں کی پرورش کے متعلق ہدایات ہیں، اور

آئندہ لطف اندوزی کے طریقے بعنوانی باہ ادویات اور

عورتوں کے امراض خصوصہ کے علاج ہیں، اور ایسی تدابیر

بتائی ہیں جس سے ہر شب کی لطف اندوزی شبفشاں کا

لطف دے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

وہ نوجوان جن کی شب عروسی قریب ہے اور وہ نوجوان جو شب عروسی کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ شادی کا سچا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں نیچے لکھی ہوئی کتابیں مطالعہ میں رکھیں، ان کتابوں میں مواصلت کی جائز اور صحت بخش تعلیم ہے بغیر دواؤں کے مؤثر یاں دور کرنے کے مجرب اور عملی طریقے ہیں، فضول اور لغو کتابوں سے نوجوانوں کو بچانے کے لیئے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں یا تجسو سال کی عمر میں جو تجارب حاصل نہیں ہو سکتے وہ ان کتابوں سے ایک ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں،

دولھا دولھن

یہ کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کو اپنی بیوی سے حقیقی لذت حاصل کرنا سکھائے گی، اور ناتجربہ کاروں کو ناتجربہ کاری سے جو نقصان پہنچ جاتے ہیں، ان سے بچائے گی، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت میں غیر معمولی لذت پیدا ہو جائے گی، باتمکین کی کلچینی کا سلیقہ آجائے گا، اس کتاب کی مجرب اور علمی تدابیر مختلم ہونے کے بعد تمام عمر مسک اور ملذوار و دوسری فضول دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی ڈاکٹروں اور حکیموں کے مشورے کی بھی حاجت نہیں ہوگی۔ یہ اردو میں لاجواب مہذب کتاب ہے اس کتاب کے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن سے چند درجے کئے جاتے ہیں، قیمت سوا روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب دولھا دولھن

خفقان صحت کے طریقے	گھنٹی کی ہدایتیں	صورت بانداری حسن کی خریداری	
پرخش جوانی	شراب محبت کو معاکشتہ کرنا	مواصلت کو دیرتک قایم	بچپن عورتوں کے جسمانی
ہم آغوشی کے اصول	زبان سے چیڑ چھاڑ	قوت ماسکہ کے لیئے	عیوب
لذت وصال	چھیڑ چھاڑ کے نئے انداز	علی تدابیر	مرض بواسیر کی حفاظت
مواصلت کے اوقات	مواصلت کے قدیم طریقے	عیاشوں کی مواصلت	شادی اور تندرستی
زوجہ انوں کی خود غرضی	مواصلت کے جدید طریقے	ہوس پرستی کا خمار	محبوروں کی داخلی حالت
عورت کے لیئے دام محبت	مواصلت کے بعد کی تدابیر	جلنی کے اسباب	شادی فرض ہے

عیش و نشاط

اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لیئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش لطف، کیف، تندرستی تندرست اولاد لائق اولاد، عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں، چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جاتی ہیں، مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے بہتر کتاب آج تک کسی مشرقی زبان میں نہیں شایع ہوئی، اس کتاب میں پونے دو سو کے قریب مضامین ہیں، جن میں چند مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ جو یہ ہے، قیمت صرف سوا روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب عیش و نشاط

محبت کا رشتہ	گھر اور گھر کی ملکہ	ناتجربہ کاری کی مواصلت	باغ حسن کی پہلی بہار
زندگی کا نیا گلشن	ملکہ حسن اور محبت	مواصلت میں بیوی نئے شادی شدہ کو حوش	
عورت کے احساسات	عورتوں کے دلی تقاضے کے جذبات		تندرست اولاد پیدا
اخلاط باہمی کی دلکشی	حسن آغوش محبت میں	بالجبر مواصلت کے نتایج کرنا	
مرد کے جذبات لی الہزل	آغوش محبت اور مواصلت	عالم کیف میں کیا کرنا	خوبصورت و بدصورت
بیوی کا مجبور بنانا	مواصلت کے اوقات	چاہئے	اولاد

مرد و عورت

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی مثنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کرسکیں گے، آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے اس کتاب میں عورت کے جنسی تعلق کے وہ تجارب ہیں جن سے شاید اسی سال کے بوڑھے بھی ناواقف ہیں، اس کتاب کے ڈیڑھ سو کے قریب مضامین ہیں، ان میں سے کچھ کی فہرست دی جاتی ہے، جو حسب ذیل ہے، قیمت ایک روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب مرد و عورت

تمنائے وصال	نسوانی جذبات میں لہریں	تیز خواہش کی عورتیں	اولاد حسب منشا
نامکمل مباشرت	عیش پرستی کا خیال	عورت کی فطری خواہش	غیر فطری خواہش فوراً
عورت کو آمادہ کرنا	حسن و عشق	محبت کیونکر حاصل ہو جذبات کے ہیجان کا	
مرد کے تنہا نی جذبات	مجامعت کی بہترین صورتیں	حقیقی لذت کیونکر حاصل ہو	انسداد
کیفیت تعلیم رہ کہنی	جدید طرز مجامعت	جدید تدابیر	پورپ کا طرز مجامعت

زن و شوہر

یہ علمی کتاب شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو راحتوں سے بسر بنا کر دیگی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد ایک پرانے تجربہ کار کی طرح اس قدر عورتوں کی فطرت سے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کو ہو کا نگا کہہ کر بھی خوش رکھ سکتے ہیں، مختصر فہرست ملاحظہ ہو، قیمت صرف ایک روپیہ عمر

مختصر فہرست مضامین زن و شوہر

تحریک زندگی	عورت کے جذبات کا	عورتوں میں آرائش کا	عورت کی خیال آرائی
زوجین میں اختلاط	مطالعہ	جذبہ	عورت کا قلب
بیوی کی اصلاح	عورت اور محبت	عورت کے ہر جذبہ کی عورت کیا ہے	
کے طریقے	عورت پر تعریف کا اثر	تفصیل	اگر عورتیں نہ ہوتیں

میاں بیوی

یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لیئے لکھی گئی تھی اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر بحث کی گئی ہے، اور ان تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جسے لوگ پی ہے و قوفی سے تہذیب سمجھتے ہیں، اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے مجبوبہ کی طرح لطف اٹھا سکتا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

فہرست مضامین کتاب میاں بیوی

بنیاد خیال	فطرت کا سہرا فسانہ	لباس و زیور کی دلفریبی	ساتھ سونا چاہئے
علی زندگی کا آغاز	عورت کا تقاضائے	بیوی بجیہ کیونکر بنتی ہے	یا علیحدہ
پہلی رات	نقاب	میاں بیوی میں تکلف	بھی دنیا کی سب سے قیمتی
جذبات کی فراوانی	لطف دلجوئی کا اظہار	بدمزاجی اور بدذہنی	شے

سب کتابوں کی قیمت صرف ایک ہی وقت میں منگائیں تو للعہ میں علاوہ محصول چھ پیسہ پر پرس دہلی سے ملیگا

سب سے بڑی ضرورت

ایک مسلمان کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب سے کما حقہ واقف ہو، کیونکہ حقیقت میں مسلمان ہی وہ ہے جو احکام اسلام سے واقف و عامل ہو، لیکن افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے لوگوں کو اس کا موقعہ حاصل نہیں، کہ آٹھ دس سال کا زمانہ عربی اور دینیات کی تعلیم میں صرف کریں اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر کیا المال کی گئی ہے جس میں اہل سنت والجماعت کے کل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں، کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے، زندگی کے جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سب اس میں درج ہیں، صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم کی تصنیف ہے

اسلامی تعلیم

اس کی موجودگی آپ کو عالموں اور مفتیوں سے مستغنی کردے گی، اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا راستہ معلوم کرسکتے ہیں، عالموں، جاہلوں، مردوں اور عورتوں، بچوں بوڑھوں سب کے لئے یکساں مفید ہے، اس کتاب کا پہلا اڈیشن ۱۱ ہتوں ہاتھ بک گیا چونکہ بہت ضخیم کتاب ہے اس لئے ۳ ماہ میں دوبارہ چھپ کر طیار ہوئی ہے، بہت جلدی منگائیے، دوبارہ پھر ایسی ہی جلد ختم ہونے کے بعد جدید اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

قیمت مجلد چرمی تین روپے مجلد پارچہ عمدہ طلا جلد سوا دو روپے ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات محصول ڈاک

فہرست مضامین پڑھئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے

کتاب العقائد

عقائد کی تعریف عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں، کلام کی تاریخ
متقدمات شاعرہ کا ذکر
فلسفہ کو کلام میں آمیز کرنا
سائنس اور علم کلام
اقسام عقائد ضروریہ
خدا کا ثبوت، اس کی ذات صفات
خدا کا ایک ہونا
خدا کی اور صفات کیا ہیں
خدا سمیع و بصیر ہے کان آنکھ کے خدا عرش پر ہے اس کا مطلب
مساوحدت الوجود کی حقیقت
خدا کی صفات کا عقیدہ
رسول کی تعریف اور احکام عقائد
رسولوں میں افضل کون ہے
آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات
آنحضرت کے باقی خصائص
معراج کا تفصیلی ذکر
اعتراضات اور اس کے جواب
جسمانی معراج کا ثبوت
آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا
آنحضرت کو مدنے غیب کی باتیں کیونکر معلوم ہوئیں
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
اولیاء اللہ کی تعریف
کرامت کا ثبوت
کتب الہیہ
بہود و نصاریٰ کس نبی کی امت ہیں
خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا
قرآن کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب سے
قرآن کی سات قرأت
قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
حروف مقطعات کلام قرآنیہ آیات ہیں
دین کے احکام قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں
قیاس و اجتہاد کے شرعی امام
علم فقہ کی تعریف اور اس کی ابتدا
صحابہ کے فقہ کی تعلیم دی
صحابہ میں کون فقیہ تھے
مدون مسائل فقہ کے ذریعہ
فرشتے اور انکی حقیقت
شیطان کون تھا
جنوں کی حقیقت کفر ایمان
تصدیق قلبی اور اقرار زبانی
موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ
قضاء و قدر
خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں
انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے
مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے
عذاب قبر، وحشر، منکر نکیر
راحت ابدی
ایصال ثواب خاتمہ
قیامت کی علامتیں اور اس کی تفصیل
ظہور مہدی، خروج دجال
حضرت عیسیٰ کا نزول
یاجوج، اجوج، حضرت عیسیٰ کی وفات، مغرب سے طلوع آفتاب
حشر روح اور جسم دونوں کا ہوگا
حساب و کتاب میں تین بڑے گناہ
میزان، حوض کوثر، صراط
آنحضرت کی شفاعت
علماء اور شہداء کی شفاعت کریں گے
جنت و دوزخ کا حال
جنت اور دوزخ دونوں موجود ہیں
امامت، نصب امامت سیاسی خلافت
خلفائے راشدین کی خلافت
عشرہ مبشرہ، صحابہ کی توہین
شیعوں کے ۱۲ امام، مہدی غائب ہیں
احکام اسلام کا مذاق اڑانا

کتاب الطہارت

فقہی اصطلاحات
باب الوضو فرائض وضو سنن وضو مستحبات وضو
مفسدات وضو، نواقض وضو مفصل مسواک اور اسکے احکام مستحبات وضو
کنوئیں کی پاکی اور ناپاکی کے مسائل
کنوئیں کے پاک کرنے کا طریقہ
پانی کے حاور ڈول سے کنوئیں پاک ہوتا ہے
انسان و حیوان کا جوٹھا
مکروہ پانی سے غسل و وضو کا حکم
کن کن چیزوں سے وضو مستحب ہے
کن کاموں کے لیے وضو سنت ہے
کن وقتوں میں وضو مستحب ہے
وضو توڑنے والی چیزیں
زخم سے خون پیپ نکلنا
قے کے مسائل
کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم
بیان غسل سنت فرائض
طریقہ غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
وہ اسباب جن سے غسل فرض ہوتا ہے
احتلام کے مسائل
غسل کن موقعوں پر سنت ہے
غسل کب مستحب ہے
جن غسل فرض ہوں ان کے کرنے کا طریقہ
قرآن مجید دو توریت و انجیل کا چھونا

کس پانی سے وضو اور غسل کرنا چاہیے
جاری پانی کا حکم، بارش کا پانی
حوض دہ در دہ کا حکم
حوض اور تالاب کے مسائل
نابالغ بچوں سے پانی ہر دونا
کنوئیں کی پاکی اور ناپاکی کے مسائل
کنوئیں کے پاک کرنے کا طریقہ
پانی کے حاور ڈول سے کنوئیں پاک ہوتا ہے
انسان و حیوان کا جوٹھا
مکروہ پانی سے غسل و وضو کا حکم
کن کن چیزوں سے وضو مستحب ہے
کن کاموں کے لیے وضو سنت ہے
کن وقتوں میں وضو مستحب ہے
وضو توڑنے والی چیزیں
زخم سے خون پیپ نکلنا
قے کے مسائل
کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم
بیان غسل سنت فرائض
طریقہ غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
وہ اسباب جن سے غسل فرض ہوتا ہے
احتلام کے مسائل
غسل کن موقعوں پر سنت ہے
غسل کب مستحب ہے
جن غسل فرض ہوں ان کے کرنے کا طریقہ
قرآن مجید دو توریت و انجیل کا چھونا

زخم کی پٹی پر مسح،
معذور کا وضو کب تک رہتا ہے،
معذور کے پڑوے
چھوٹی بڑی نجاست کا مفصل بیان
ناپاک کی چیز، آدمی کی کہاں تک ناپاک ہوتا ہے، پاک کیونکر ناپاک ہو
ناپاک کیا کیا نجاست باقی کا حکم
گوبر، قوام، آبگینہ پر نجاست
گوبر لید کی نجاست کا حکم
حلال و حرام جانور کی کہال
گھی تیل کپڑے پاک کرنا ناپاک کرنا
کس جگہ استنجا کرنا منع ہے
استنجے سے پہلے دعا
داہنی بائیں ہاتھ کا حکم
حیض و نفاس سے تفصیل
نفاس کی تعریف و مدت
حمل سا قط ہونے کے مسائل
استحاضہ کا حکم حیض و نفاس
ان نماز روزہ کے احکام
حیض و نفاس میں فرقت
حیض و نفاس کی حالت میں کہانا پینا
بچہ کی ولادت کے وقت عورت کا نماز پڑھنا
سفر کے بعض اور مسائل

سفر کا وضو کب تک رہتا ہے
سفر کی مدت کیا قسم ہوتی ہے
مسح کی مدت، مسح موزہ کا فرض
مسح کا طریقہ مسنون یا مسح پاؤں
مکروہ جوتا کا حکم
مسح کی مدت کب قسم ہوتی ہے

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا ثبوت قرآن و حدیث سے
اذان میں کتنی نماذیں ہیں،
نماز کے وقت، نماز وتر کا وقت
کس عمر میں نماز فرض ہوتی ہے
نماز چھوڑنے اور انکار کرنے والے
نماز کے مسنون اور مکروہ وقت
نفل نماز کب مکروہ ہے
فجر کی سنت کب پڑھیں
جماعت کے وقت سنت پڑھنا
خطبہ کے وقت جمعہ کی سنت
جماعت کے وقت بھول گئی
مکروہ وقت میں قضا نماز کا حکم
دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا
جمع میں دو نمازوں کو جمع کرنا
اذان کی تعریف اور اسکی غرض
اذان کب اور کن نمازوں کے لیے ہے
اذان کون دے، اگر اذان دینا
قضا نماز کے لیے اذان
بے اذان کے نماز پڑھنا،
اذان کے وقت انگلیاں چھپانا
اذان کے بعد کی دعا
اقامت کے مسائل
نجگانہ کے وقت امام و مقتدیوں کا ٹہلنا
جماعت ثانیہ، اذان و اقامت میں فصل
اجرت پر اذان دینا، بخوبی کی
تعریف، نماز کے لیے انتظار
صاف کے لیے اذان،
نماز کی شرطیں، تفصیل وار
ستر عورت کا نماز میں کہنا اور دیکھنا
برہنہ کی نماز، استقبال قبلہ
بجدہ کہنہ کو نہیں ہوتا نماذی کا
منہ کہ ہر ہر کشتی میں نماز، قبلہ کے
سوا اور طرف نماز، قبلہ معلوم
ہو تو کیا کرے،
نماز میں نیت، ارادہ، تعداد رکعت
لفظاً ادا یا قضا، مقتدی کو امام
کی نیت کرنی

نیت اقتدا میں امام کا معلوم ہونا
نماز واجب میں نیت، نیت میں
لفظ قبلا کہنا، خلاف تحریر
فرض نماز کی تحریر پر فضل کی بنا
فرض نفل نماز
قیام کن نمازوں میں فرض ہے
قرات اور اس کے احکام
کتنا پڑھنا فرض ہے،
رکوع کے احکام، سجدہ کے مسئلے
ہر رکعت میں کے سجدے فرض ہیں
لب جگہ پر سجدہ کرنا
قعدہ اخیرہ کے مسئلے
ارادہ کے ساتھ نماز سے نکلنا
سائل جماعت معہ احکام
ترک جماعت کے عذر
نماز کے واجبات
رکعت کا سجدہ بھولنا، پہلے قعدہ
میں درود پڑھنا
امام کی سماعت، امام سے پہلے
نماز کی سنتیں مفصل ۳۴ نمبر میں
مرد عورت کہاں تک ہاتھ اٹھائیں
امام کا آہستہ تکبیر کہنا
متفرق مسائل
امام کا آہستہ تکبیر کہنا
متفرق مسائل
ثنا، تعوذ، تسمیہ کا پڑھنا
جمع مسائل و خلاصہ بیانا
بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا
آمین کو بلند پڑھنا
سجدہ میں پاؤں اٹھانا
نماز میں چھینکنا، رونا،
نماز میں بہلے پر ٹوکنا، لقمہ کے
مسائل، نماز کے سامنے سے
گذرنا، ستر قائم کر کے گذرنا
نماز کا گذرنے والے کو ٹوکنا
نماز کے مکروہات
نماز میں مکروہ نہ سمجھی کیا ہیں
کہاں پڑھنا مکروہ ہے
نماز کب توڑ سکتے ہیں
مجمعہ کے احکام شہر کی تعریف
تہمر میں کئی جگہ جمعہ
اعتبار المصر

خطبے کی تین قسمیں، خطبے کی سنتیں
خطبہ کس زبان میں ہو،
اذن عام کا مطلب،
جمعہ واجب ہونے کی شرطیں
وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں
جمعہ کے روز ظہر وغیرہ، جمعہ کے
روز غسل و لباس، خطبہ کے
وقت عبادت و کلام درود
نماز وتر کے احکام
دعا قنوت، دعا قنوت زیادہ
دعا قنوت میں ایک خاص دعا
کا پڑھنا ضروری نہیں، وتر کی قضا
نماز عیدین
ان کے سبب، ان کا وقت
طریقہ نماز، چند ضروری مسائل
خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق
عید الفطر و عید الاضحیٰ میں فرق
تکبیر تشریق اور اس کے احکام،
سجدہ سہو کا طریقہ اور اس کے
سائل تفصیل وار،
قرآن کے سجدے ہیں،
آیت پڑھنے یا سننے سے کب سجدہ
واجب ہوتا ہے، غیر زبان میں آیت
سجدہ پڑھنی، سجدہ کی تین قسمیں
سجدہ تلاوت کب کرنا، ملکے
آیت کئی مرتبہ پڑھنا، سجدہ سہو نکر
کے احکام، نماز جنازہ کی دعائیں
اور چند ضروری مسئلے
نماز جنازوں کی نماز،
قبر کے مسائل تمام و کمال مفصل
زیارت قبور کا طریقہ، قبر کو پوسہ
دینا، طواف کرنا، دفن کے بعد قبر
قبر پر پھول ڈالنا، مسائل تعزیت
سفر کرنا ہو، قصر کا حکم کب تک
وطن کی قسم، سفر کب ختم ہوتا ہے
حکام شہید، کفن، نماز،
مجمعہ میں نماز

چاشت، نماز سفر، تہجد، استخارہ
صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الاسرار، نماز
حوائج، روزہ کی تعریف اس کے
فرض ہونے کب ہوتا ہے، چند
مسئلے، روزہ کی نیت اور اس کے
احکام اور چند مسائل وہ روزے
جن میں خاص نیت کی ضرورت
ہے، قضا کی ادا اور چند مسئلے
چاند کی شہادت کا اعتبار، مطلع
صاف ہونا، گواہی کے مسائل
خلاف کی گواہیاں
روزہ توڑنے اور نہ توڑنے والی چیز
وہ باتیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے
وہ اسباب کہ روزہ توڑتے ہیں
اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی آتا ہے
کفارہ لازم ہونے کی تین صورتیں
کفارہ کیا ہے، اور چند مسئلے
روزہ کے مکروہات، مسہ و دیگر
مسائل، سحری، افطار، روزہ نہ
رکھنے کے عذر، عمل غالب کی تعریف
ضعیف عمر کا حکم، روزہ کا فدیہ
اور چند ضروری مسئلے، نفلی روزے
نذر کا روزہ نذر کے روزے کے مسئلے
احکام اعتکاف، اس کی فضیلت
اعتکاف کے متعلق مسائل ضروری
متفرق مسائل متعلق روزہ

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فضائل
و اثر، اور کیا کہنے کی سزا قرآن و حدیث سے
زکوٰۃ کی تعریف، وجوب کی شرطیں
کتنے قسم کے مال پر زکوٰۃ ہے
زکوٰۃ میں نیت، زکوٰۃ کا مصرف
زکوٰۃ کے تمام ضروری مسائل
چاندی سونے مال تجارت کی زکوٰۃ
اور چند مسئلے، مال مقروض کی زکوٰۃ
قرض کی قسم کرایہ کے برتن اور
مکان کا حکم، قرض کی قسم اور تجارت
کا مال نیز اور چند مسئلے
جانوروں کی زکوٰۃ

کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے لگے تو کیا کرنا چاہئے
مردہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہو
تو کیا کریں، غسل میت کا حکم اور
اس کا طریقہ، مردہ کا تیمم وغیرہ
چند مسئلے، کفن کی تین قسمیں تفصیل وار
نابالغ کا کفن، کفن پہنانا، جنازہ
لے چلنا، نماز جنازہ کی ترکیب میں
کے احکام، نماز جنازہ کی دعائیں
نماز قضا، نماز قضا کا طریقہ
قضا نماز کب تک پڑھیں، نذر کی
نماز، قضا نماز کا فدیہ اور بعض
مسائل نماز، نماز سفر
مسافر کی تعریف، قصر کے لیے
سفر کرنا ہو، قصر کا حکم کب تک
وطن کی قسم، سفر کب ختم ہوتا ہے
سنن و نوافل،
سنت کی قسمیں، نفل نمازوں
کے چند ضروری مسائل
ساری پر نماز کے مسائل
تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد، اشراق

کتاب الصوم

روزہ کی فرضیت اس کے فضائل
روزہ کی قسمیں

متفرق جانوروں کے متعلق مسائل
کان اور وفینہ کے مسائل
وفینہ میں خمس، زراعت کی زکوٰۃ
خراجی زمین کے مسائل عشر کے احکام
زمین کے متعلق تمام مسائل زکوٰۃ
عشر کب لیا جائے
زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں مفصل
زکوٰۃ کا افضل ترین مصرف
صدقہ فطر کے مسائل،
بہیک مانگنا اور بھیک دینا

کتاب الحج

چند اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے نام مفصل
حرم، احرام تلبیہ، حج، حاج
عمرہ، معمر، افراد، مفرد و میقات
قران، فسخ، طواف، استلام و قوف
رمی، رمل، اضطباع، اشعار
رفث، تغلیق کعبہ، حلیم، حجر
رکن یمانی، زمزم، منیٰ، عرفات
بطن محسر، مزدلفہ، محصر، فوات
عرق، جمعہ، قرن، یلملم جبل ابو قبیس
جبل قزح، المعصب، احکام محرم
اس کی فرضیت، افضل مستحبات
حج کی تعریف، اور شرائط فرض
حج میں خود جانا، اور حج بدل
حج میں والدین کی اجازت
حج کے صحیح اور فرض ہونے کے مسائل
حج کے واجب، سنت، میقات
احرام کے مسائل مفصل
احرام کے محرمات و مکروہات
حرم میں داخلے کے تمام مسئلے
طواف کے مکروہات مفصل
طواف وسعی میں مباح کیا ہیں
منیٰ کی روانگی، سونا کے وقوف
مزدلفہ کی روانگی، سونا تفصیل
منیٰ کے اعمال مفصل
کنکریاں کتنی اور کیسی ہوں
چند ضروری مسائل
بجز قران سعہ مسائل دیگر
حج تمتع سعہ تفصیل
حج کی قربانی کے مسائل
حج میں قصور اور اس کی سزا
جزیرہ کی تفصیل سعہ احکام
قربانی کے تمام جزو کل مسائل
میقات سے گذرنا،
حاضری مدینہ طیبہ

کتاب النکاح

کتنی عورتوں سے نکاح درست ہے
نکاح کے ضروری شرائط، اور اس کے تمام احکام
نکاح کے مستحب
نکاح کا خطبہ
ایجاب وقبول کی تعریف
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے
غیر مذہب کی عورتوں سے نکاح
متعہ کا حکم، دودھ کا رشتہ
زنا کا حمل، رضاعت کا بیان
احکام ولی، نابالغ کا نکاح
بالغ کا نکاح اور چند ضروری مسائل
مسائل نفارت کفو کی تعریف
وکالت نکاح کے ضروری مسائل
مہر مقرر کرنا، مہر کے مسئلے
مہر مثل کی تعریف اس کے مسئلے
نکاح فاسد کی تعریف، اور اس کا حکم
مہر مسمیٰ، مہر کی قسمیں نکاح کافر کا
بعد اسلام مفصل

کتاب الطلاق

طلاق کے معنی اور اس کی قسمیں
طلاق صریح، غیر مدخول کی طلاق
طلاق کنایہ کی تعریف اور اس کا حکم
طلاق بھی دہائن کا فرق تفویض
طلاق اور اسکی قسمیں،
طلاق امر بالید کا حکم اور اس کے مسائل
مشیت میں طلاق کی صورتیں
طلاق معلق کی تعریف اور اس کا حکم اور اس کے مسائل
طلاق صحیح کی تعریف سعہ احکام
ایلاء کسے کہتے ہیں سعہ مسائل
ظہار کا حکم اور اس کے مسئلے
لعان کفارہ ظہار کی تشریح و تفصیل
لعان کی تعریف اور اس کے مسائل
عدت کی تعریف اور اس کے احکام، سوگ کی اجازت
عدت میں عورتوں کے لئے حکم
شوہر مرد کا حکم، پرورش اطفال
حکم، نفقہ کے احکام و مسائل
عورت کی خدمات و فرائض
بچوں کا دودھ پلانا اور اس کا نفقہ
ماں باپ دادا دادی کا نفقہ
حقوق بیوی اور شوہر
رسوم شادی اور ان کا حکم
دعوت ولیمہ کے مسئلے
پیدائش کے وقت کے مسائل
عقیقہ اور ختنے کے مسائل

کتاب الذبائح

جانور کس طرح ذبح کیا جاتا ہے
اور چند مسئلے،
اس کتاب کا ذیحہ اور اس کا حکم
ذبح کرنیوالے کے متعلق چند مسئلے
حرام وحلال جانوروں کی تفصیل
اور حکم، مچھلی کے متعلق تمام مسائل
شکار کے متعلق تمام مفصل
مسائل و احکام
قربانی کی تعریف اور اس کے
تمام مسائل

کتاب الاشربہ والاطعمہ

کھانے پینے کی تمام چیزوں کا حکم
نشہ والی چیزوں شراب کا حکم
آداب طعام، کھانے کا مسنون طریقہ
آداب شراب، آداب خواب بیداری
جہاں فواحش، آداب خواب بیداری

کتاب اللباس

کون کپڑا پہننا درست ہے
آنحضرت کا لباس
چاندی سونے کا زیور اور برتن
بعض ناجائز افعال
غیر عورت پر نظر ڈالنا
تمام قسم کی بازیوں کا حکم

کتاب الحقوق

حقوق انسانی
حقوق والدین
حقوق اولاد
سیاں بیوی کے حقوق
رشتہ داروں کے حقوق
یتیم و مسکین، مسافر کے حقوق
ہمسایہ کے حقوق،
مہمان و میزبان کے حقوق
احباب کے حقوق
مجالس میلاد و شہادت
حق مریض، حق میت
عام حقوق، گواہی دینا
عوام کو بری باتوں سے روکنا
حاجت روائی کرنا، برائی کے
بدلہ صبر یا نیکی کرنا
کسی کا راز ظاہر کرنا
کسی کی تعریف و خوشامد،
مزدوروں ملازموں کا معاوضہ
غصب یا چوری کرنا
رشوت ستانی، قتل کرنا
کم تولنا، کب ناپنا
خرید و فروخت کے وقت قسم
گران وقت بیچنے کے لئے غلہ روکنا
جان کی حفاظت کرنا، خودکشی
طاعون کے متعلق مزدوری سے
تعلیم احکام اسلام و تبلیغ
خیرات وصدقات، اشاعت
اسلام، فضول خرچی کا گناہ

غرض کہ یہ کتاب

پڑھ لینے کے بعد تمام احکام
نبویہ سے کامل واقفیت ہو
جاتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو
اس کا خریدنا لازمی ہے

حمیدیہ پریس دہلی

حضرت خواجہ صاحب کی پسندیدہ

اعمال کی کتابیں

اعمال مجربہ سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے ان
۴۰ ایاب و کیاب مہینہ بسینہ عملیات کا مجموعہ جو امام الصوفیہ حضرت
محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات مکی اور علامہ بونی مصنف
شمس المعارف وحضرت حقی انسانولی، حضرت مقاتل وغیرہ وغیرہ
کے مجرب و مقبول ہیں جو تیر بہدف ہیں یہ ترقی رزق اور دافع مرض
صحت، تنزد ستی، مقہوری دشمن اور جب تیکھے حالات ظاہر و باطن
اور تمام مقاصد دین کے واسطے ایسین اعمال اور درج ہیں ۴

اعمال مجربہ آیت الکرسی سعہ اسناد و خواص، اعمال
عجیب نادر و نایاب کتاب ہے، ہمیشہ اس کا عامل فائز الایام
رہا، آیۃ الکرسی کے صد اعمال اس میں درج ہیں، اور خدا کے فضل
سے سب تیر بہدف، ائمہ کرام و بزرگان سلف کے مختلف طریقوں
سے مجربہ ہیں، مشکل ہی میں اور آسان بھی ایسی بیش بہا کتاب ۴

اعمال مجربہ سورہ والشمس نورتیم با سوکل سعہ
طریقہ زکوٰۃ، یہ اعمال جلالی ہی ہیں اور جمالی بھی، دشمن کو تہ و بالا ہونے
مقدمات کی فتحیابی، ظالم شوہروں سے چھٹکارے اور
محبوب کو قبضہ میں کرنے کے لئے اکسیر ہیں، اور ہر عمل تیر بہدف
ہے، اس کی قیمت ۴ درج کئے ہے

اعمال مجربہ سورہ یاسین شریف تورتیم
با سوکل سعہ طریقہ زکوٰۃ، فقر کے پاس اگر کوئی ایک کبھی ہی
ہوتا ہے، تو لوگ ان کے لئے خاک چھانتے پھرتے ہیں، پھر جب
اگر کوئی انگلی ٹیڑھی کسی کے ہاتھ آگیا تو بادشاہت مل
گئی، اس کی دھجیاں ہے نا، نوس میں ورنہ کتاب
میں کیا کچھ نہیں، ایک سورۂ یاسین کے ہی اعمال کا تجربہ کیجئے
کیسے تیر بہدف اعمال ہیں، تو ترتیم مجرب کی قیمت ۵

اعمال مجربہ سورۃ اخلاص با سوکل و طریقہ ہائے
زکوٰۃ خواص ہر قسم کے، اعمال مجربہ الصمد سعہ طریقہ زکوٰۃ
دہر کام کے لئے، ترکیب صلوٰۃ التسبیح، نماز سفری و اعمال چلہ کات
با سوکل سعہ زکوٰۃ وغیرہ ہر کام کے لئے از حضرت محبوب سبحانی
سید الاتقاد جیلانی قدس سرہٗ العزیز درج ہیں، اس پر ہر عمل
مجرب، اور تیر بہدف ہے، قیمت ۴

دوائیں اور دعائیں ہر دو حصہ یہ حضرت علامہ
شاہ صدرالدین بیانی کے مجرب اعمال کا مجموعہ ہے حضرت کو سینہ
بسینہ غرشتہ پاک سے ملے ہیں، اتنی ارزاں انہوں نے اور کی ہے
کہ ہر ضرورت کی خاطر نذر ہی تبلائی ہے اور امراض کے لئے
فقیری کوڑیوں کے نسخے ہی لکھے ہیں، قیمت ہر دو حصہ ۱۰

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکست ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے، یہی دنیاوی تھکن کا آخری زینہ ہے، اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس پر انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، مستی المذہب فقرا کے پاس جو بقدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور انہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں سے ایک المخصوص حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں **جہان گشت** کے وظائف و اوراد ہدیۃ ہی پیش ہیں، اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ چلے خدا بھلا کرے حضرت مولانا مہدی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لیے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا، عرشی صاحب کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب، از حضرت سید حمزہ صاحب، از سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب، از حضرت شاہ سعید بازعلی صاحب، از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نامی از شاہ نامی، از سید عبدالعزیز صاحب از حضرت شاہ عبدالکبیر صاحب، از حضرت سید مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں **گشت** قدس سرہ، اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف جہانیاں جہانگشت** ہے، اس میں حسب قول کاموں کے لیے اوراد و وظیفہ درج ہیں، اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے۔ محبت الٰہی، محبت رسول، ایمان کی حفاظت، گناہوں کی معافی خدا کا قرب بخشائش، شیطان کو مغلوب کرنا، صلوٰۃ التسبیح، تسخیر محبت، استخارہ، ہر حاجت پوری ہونے، دشمن کو مغلوب کرنا، فصیح کی یاد، قرض ادا ہونے کے لیے، رزق کی کشائش کے لیے، اولاد پیدا ہونے کے لیے، بچوں کی حفاظت و تندرستی، بچوں کی بیماری دور کرنے کے لیے، عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدہ کے لیے، سان، اور دسر، لرزہ بخار، ہر قسم کا درد، بچھو کا زہر، چشم، طاعون مرگی، زہر کا اثر، چوپہ سے گیا ہوئی کی حفاظت کے لیے وظیفے، اس کے علاوہ سورہ منزل کے وظیفے، بچہ پیدا ہونے کے، دشمن کو تقہر کرنے کے، لڑکے پیدا ہونے، تنگی رزق دور ہونے، کشائش رزق، کمپنی کی حفاظت جن بہت سے حفاظت، مہمتوں سے آزادی، دشمنوں کو ہر یا کرنا، گم شدہ کو حاضر کرنا، محبت و تسخیر، پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے، نماز قضا عمری کے وظیفے، پھر ختم خواجگان نقشبند، دعائے حیدری، اسم اعظم کا وظیفہ جو انسانی کو شکستوں سے بالاتر ہو اس کتاب میں موجود ہے اسیں مولانا عرشی کے لیے دعائے پیر کرنی چاہئے کہ انہوں نے ان اوراد سے ہم کو عام کر دیا ۱۰۸ صفحہ کی کتاب ہے

قیمت دس آنے — **حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پس جو دعا سے اگر وہ قبول کر لے، لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں، یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور ہی درجہ قبولیت تک پہنچتی ہیں، دعا کی مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے، یہ کتابی تقطیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اللہ کے قریب پہنچانے کی دعائیں، سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے، اور آپ ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اسمیں نسخہ سے لے کر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و ثمرات کا مفصل بیان ہے، عربی خطابت جلی اور خاکہ ہے، ۲۰۰ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے، اول حضرت مولانا اشرف علی کا دیباچہ ہے اور بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں، سات روز کے لیے ہیں اور یہ مناجات بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بے حد موثر اور روا انگیز طرز بیان ہے، رات کو عشاء کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں، مولانا نے نظر ثانی فرما کے اب حال ہی میں چھپوائی ہے

(۳) **ہفت احزاب** آگے غوث و مرود رے مولوی، فارسی میں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہے اس میں بھی ہفتے سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں، صفحات ۱۶۰ صفحے

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۴۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ تحریر دران کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب بحر ب، ختمہ فہرست دعاؤں کی یہ ہے، صبح و شام کی دعا، اور آفتاب کی دعا طلوع آفتاب کی دعا، اذان مغرب کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، سونیکے وقت کی دعا بخوابی سے بچنے کی دعا، خشت و خوف سے بچنے کی دعا، وضو کی دعائیں، صبح کی نماز کی دعا، مسجد میں جانے کی دعا، ہر نماز کے بعد کی دعا، کسی کے ہاں روزہ افطار کرنے کی دعا، کھانے کے بعد کی دعا، دعوت کھانے کی دعا، دعائے استخارہ، دعائے حفظ القرآن، دعائے خلوت دلہن، دعائے جماع، دعائے حصنی دعائے سفر، دعائے سواری، دعائے سفر دریا، دعائے داخلہ شہر، ریل پر چلنے کی دعا، مصیبت سے نکلنے کی دعا، صدمہ سے نجات کی دعا، ظلم سے بچنے کی دعا، دفع ہموت کی دعا، تضائے حاجت کی دعا ۴۰ آداب

۵ **حزب البحر** حزب البحر بہت سے اکابرین نے قلمبند کیے لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت ہی مقبول ہیں اور یہ اعمال حضرت کے مدام مریدین کے مجرب ہیں، دعائے مقبول ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ اور مجلد ہے، علیحدہ کوئی کتاب نہیں مل سکتی تحت ضرف ایک روپیہ علاوہ محصول منگانے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

روحانیت کا بادشاہ

یعنی سوانح حیات و ملفوظات حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی مصنفہ مولوی زاہد القادری بدھ حضرت غوث الاعظم، یہ ۹۴ صفحہ کی کتاب ہے، اور اس میں حسب ذیل حالات ہیں، اول مقدمہ، معجزات انبیائے کرام، کرامات اولیا کا انکار، قانون ذوق کی تعریف، معجزات و خرق عادات پر تعین کرنا، عقل انوار وحی کی عقل نہیں ہو سکتی، اسلامی عقیدات فیصلہ کن معجزات، کرامات، معجزات کرامات کا فرق، نذر، وصیت، لغو، وحدت، لغت شریف، ترانہ عقیدت غوث پاک کے فضائل و مناقب، حضور کی پاکی زندگی کے حالات، حضور کے اوصاف خصوصی، نسب نامہ حضور کے مشہور طریقت، حضور کے اسماء شریف، اولاد، وفات، غوث پاک کی زیارت کرنیکا طریقہ، حضور کی مقدس تعلیمات و ہدایات، تعلیم التوحید، تعلیم الشریعت، تعلیم المعارف، تعلیم الطریقت، تعلیم المعرفت، کرامات غوث پاک قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرار، بہت شستہ زبان ہے، قیمت چھ آنے ہر — حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جب بچوں سے ناک میں دم آجائے

اور بچوں کی اصلاح اور تربیت کی کوئی صورت نظر نہ آئے، جب استاد جواب دے چکیں اور جب تالیق نا امید ہو جائیں، تو بچوں کی آسان انسائیکلوپیڈیا پڑھائیے بچوں کو پڑھائیے نالائق لائق بن جائیں گے فضل و شعور کے زیور سے آراستہ بن جائیں گے، اور ان کو وہ آجائیگا جس سے اس زمانہ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ بھی محروم ہیں مدارس میں سالہا سال کی تعلیم کے بعد جو لیاقت حاصل نہیں ہو سکتی وہ چند دن میں مندرجہ ذیل بیس کتابوں سے ہو سکتی ہے

وہ بیس کتابیں یہ ہیں

قرآن کے سبق آسان بچوں کے لیے کلام مجید سے نہایت کارآمد اور مفید سبق جمع کئے ہیں، زبان نہایت شستہ، انداز تحریر دلچسپ قیمت ۴ر

قرآن کی کہانیاں اس میں کلام الٰہی سے دلچسپ نتیجہ خیز اور مفید کہانیاں بچوں کے لیے جمع کی گئی ہیں، بچے بڑے شوق سے انکو پڑھتے ہیں

بچوں کی حدیثیں آسان بچوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح کرنے والی حدیثیں نہایت صاف و آسان زبان میں لکھی گئی ہیں، قیمت ۴ر

بچوں کی گلستاں اس میں حضرت سعدی کی گلستان کا اردو ترجمہ بچوں کے لئے یہ بہت مفید و نادر کتاب ہے ۴ر

بچوں کی بوستاں اس میں بوستاں کی کہانیوں کا اردو ترجمہ نہایت صاف اور شستہ زبان میں کیا گیا ہے، قیمت ۴ر

پیمبروں کی کہانیاں اس میں بچوں کے لیے نہایت دلچسپ طریقہ پر کہانیوں کی صورت میں پیمبروں کے حالات درج ہیں ۴ر

اولیاء اللہ کی کہانیاں اس میں اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے حالات کہانیوں کی صورت میں بچوں کے لیے لکھے گئے ہیں ۴ر

بچوں کی تعلیم و تربیت اس کتاب میں بچوں کے لیے چھوٹے چھوٹے نہایت ہی دلچسپ سبق لکھے گئے ہیں، تاکہ بچے خوشی خوشی پڑھیں

بچوں کے اخلاقی سبق اس کتاب میں وہ سبق ہیں جن کو پڑھنے کے بعد بچوں کے اخلاق کی خود بخود اصلاح ہو جاتی ہے، قیمت ۴ر

بچوں کا مکتب اس کتاب میں بچوں میں تعلیمی شوق پیدا کرنے کے سبق ہیں قیمت ۴ر

پورا سیٹ بجائے ۲۰ کے چھ روپے میں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ایسے نالایق لڑکوں کی ضرورت ہے

جن سے خاندان بہرہ ور ہو، ایسے لڑکوں کو انتخاب کیجیے اور ان کو جدید ترین اصولوں پر لکھی ہوئی کتاب **اولاد کی تربیت** پڑھائیے یہ کتاب نئے دریافت شدہ اصولوں پر لکھی گئی ہے اس کے مطالعہ سے نالایق لڑکے لائق بن گئے، خیالات میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہو گیا، مزاج خوش خلق، چلن نیک چلن، سست چست، کاہل محنتی بد دماغ مدبر اور بے وقوف عقلمند بن گئے اور بن جاتے ہیں

استاد کو چھڑا دیجیے، تالیق کو موقوف کر دیجیے

مگر اس کتاب کا مطالعہ نالایق لڑکوں کو کرائیے، لڑکوں میں یہ خوبیاں پیدا ہو جائینگی، (۱) مذہب کی اہمیت کو سمجھنے لگیں گے خدا و رسول اور بزرگان دین کو پہچاننے لگیں گے، والدین کا ادب کرینگے خاندان کے بزرگوں کا لحاظ کرینگے، چھوٹے کو چھوٹا اور بڑے کو بڑا سمجھنے لگیں گے، شرافت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے ضمیر میں نیز زندگی آجائیگی نیکی اور بدی میں امتیاز ہو جائیگا، پاکبازی پیدا ہو جائے گی ہمدردی استقلال، تہذیب، انسانیت، سلیقہ یا قابلیت، یہ تمام چیزیں پیدا ہو جائیں گی، غرضکہ مکمل انسان بن جائیں گے، قیمت ایک روپیہ (ع)

اگر آپ مالی پریشانی میں گرفتار ہوں

جب تمام معاش کی راہیں بند ہوں نہ آپکو ملازمت ہی ملتی ہو اور نہ تجارت ہی کی کوئی صورت نظر آتی ہو تو ایسی حالت میں **مالی پریشانی کا علاج** پڑھئے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر آپ ملازمت چاہیں گے تو ملازمت مل جائیگی، تجارت کرنا چاہیں گے تو آپ تجارت کر سکیں گے صنعت و حرفت کا اگر آپکو شوق ہوگا، تو آپ میں بھی کامیاب ہو جائیں گے، چند دن میں مالی پریشانیاں رفع ہو جائیں گی اس کتاب میں وہ تمام صدہا علمی تدبیریں ہیں، جن کے ذریعہ سے مصنف نے ہزاروں بیکاروں کو روٹیوں کو خوشحال بنا دیا ہے، اس قیمتی کتاب کے مطالعہ کے بعد بیکار صاحب روزگار بن سکتے ہیں، غریب امیر ہو سکتے ہیں معمولی ملازم اعلیٰ ملازمتیں حاصل کر سکتے ہیں، غلوک الحال تاجر ہو سکتے ہیں، تاجر لکھ پتی بن سکتے ہیں، اس کتاب میں دو سو کے قریب علمی تدبیریں ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں، "معاش کی صورتیں، کون پیشہ بہتر ہے، پیشہ کا انتخاب ملازمت اور پیشے تجارت کن کے لیے مناسب ہے، ملازمت کن لوگوں کو کرنی چاہئے، ملازمت کیوں نہیں ملتی، ملازمت کیونکر جاتی رہتی ہے، تلاش ملازمت کیونکر ہو، ملازمت کا استحکام، تجارت کس طرح کی جائے، کام کا انتخاب، سرمایہ کی مقدار، وسائل کامیابی، ناکامی اور کامیابی کی شناخت معاش کے آسان ذرائع، مختلف دکانیں کھولنا، چلوں سے روپیہ پیدا کرنا، ملک کی قدرتی پیداوار سے فائدہ اٹھانا، مختلف آسان صنعتیں وغیرہ وغیرہ

غرضکہ اس کتاب میں صدہا اشیاء تیار کرنے کے طریقے، بلا سرمایہ تجارت کرنے کے اصول اور ملازمت حاصل کرنے کے ذرائع بتلائے گئے ہیں جس شخص کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ انشاء اللہ کبھی مالی پریشانی کا شکار نہ ہوگا،

اس لئے تمام ان بے کار اور روزگار سے پریشان بھائیوں کو یہ کتاب فی الفور منگا کر اس کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے، جو بیکاری کی وجہ سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں، قیمت فی جلد ایک روپیہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دولت تمہارے قدم تومیں

آنے کی طلبگار ہے لیکن تم توجہ نہیں کرتے، ایک اخبار کو دیکھ کر یہ تمنا تو ہوتی ہے کہ ہم بھی ایسے ہوں، لیکن اسطرف قدم اُٹھانے کی ہمت نہیں۔ اگر آپ دولتمندی کے سربستہ راز معلوم کرنا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہر شخص دولتمند بن سکتا ہے تو مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ میں لیجئے۔ یہ کتابیں یورپ امریکہ کی سند یافتہ کتابوں کا عطر ہیں اور انکی ایک ایک سطر کامیابی کا راستہ ہے

معلومات تجارت

اس کتاب میں تجارت کے ذریعہ سے روپیہ کمانے کی مکمل تعلیم ہے بلا سرمایہ کے تجارت کرنے کے عملی طریقے ہیں یورپ و امریکہ کے تعلقات پیدا کرنے کے راز اس کتاب میں ہیں، اس کتاب کو خرید کر انسان ایک قلم دوات لے کر لاکھوں روپے پیدا کر سکتا ہے اس کتاب میں دو سو کے قریب مضامین ہیں جنمیں سے چند یہ ہیں، تجارت کی ضرورت کامیاب تاجروں کے تجربے، تاجر کے لیے ہدایتیں، تجارت کی تعلیم، سرمایہ برباد کرنے، نقصان و ہار کاروباری خطوط، ترتیب سلیقہ ہی کھاتوں کی جانچ، عدالتی کارروائی، تجارت کا انتخاب، تجارتی اشتہارات، مختصر سرمایہ سے تجارت، دوکانداری، افروختہ بذریعہ ڈاک کمیشن ایجنسی، ٹھیکہ داری، ایکسچینج امپورٹ نیلام، تجارت کم سرمایہ سے، بلا سرمایہ کی تجارت، فوٹوگرافی، مختلف صنعتیں اور حرفتیں، عام تجارتی معلومات قانون ٹریڈ مارک، ایجاد و پیٹنٹ، سکہ، ہنڈی، بیمہ وغیرہ وغیرہ غرضکہ یہ کتاب ایک مکمل تجارتی انسائیکلوپیڈیا، قیمت دو روپے عہ

وسائل معاش

جو لوگ گھر بیٹھ کر یا ملازمت کی حالت میں ہزار ہا روپیہ پیدا کرنے وقت کو کام بنا کر پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو خریدیں۔ یہ کتاب تیس سال کی محنت اور تجربوں کا نتیجہ ہے اس کتاب کی تمام تر مصنف کی نمودہ ہیں اس کتاب میں صرف ایک پیسہ پر عمل کر کے صدہا روپیہ پیدا کیا جا سکتا ہے اسمیں صدہا معاش کے وسائل ہیں جنمیں سے چند یہ ہیں، افلاس کو زکر دو سو یقینی کامیابی کا راز، مصائب کا مقابلہ، بیکار کیا کریں، آمدنی کو بڑھائیں، کم تنخواہ کے ملازمین کیا کریں تعلیمیافتہ کیا کریں، گھریلو تجارت کے طریقے، آخر میں بیشمار تجارتیں بتائی گئی ہیں جس کسی کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ کبھی بے کار نہیں رہیگا، قیمت مجلد پونے روپیہ

فن اشتہار نویسی

یہ کتاب یورپ و امریکہ کی صدہا کتابوں کی روح ہے اسمیں اشتہار لکھنا، اشتہار دینا اور اشتہار کے دہ موثر طریقے درج ہیں، جن کے ذریعہ سے لاکھوں روپیہ پیدا ہو سکتا ہے، چند مضامین یہ ہیں اشتہار اور اس کے فوائد، موجودہ اشتہار دینے کی صورت، دیوار کے نرالے اشتہاروں کے طریقے، اشتہاروں کے تخیل، اشتہار کا مضمون، ترتیب، رسم خی، تمہید، مطلب، طرز ادا صداقت اختصار کی رسم الخط، اشتہار کی طباعت و اشاعت، متفرقہ کن پہلو، اشتہار میں تصاویر اشتہار کے عملی پہلو، کن چیزوں کا اشتہار دینا چاہیے، اشتہار کتنی مرتبہ شایع کیا جائے اشتہار کی مختلف صورتیں، مقامی اشتہارات، سائن بورڈ، پوسٹر ہینڈ بل، روزانہ و ہفتہ وار اخباروں میں اشتہار، ماہانہ رسالوں میں اشتہار، اسٹیشنری کی چیزوں پر اشتہار، دیواروں اور گاڑیوں پر اشتہار، حساب و کتاب اور ضروری یادداشت، قیمت ایک روپیہ

دوکانداری

انمیں کامیاب دوکانداروں سے تجارب حاصل کر کے دوکانیں بتائی گئی ہیں جنکی مدد سے ایک معمولی دوکاندار چند روز میں بڑا تاجر بن سکتا ہے بہت کامیاب کتاب ہے قیمت بارہ آنے عہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

جو ہجر و وصال کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں جو

عشق و محبت کی داستانیں پڑھنا چاہتے ہیں — جو دنیا کی فریب کاریاں دیکھنا چاہتے ہیں
جو دنیا میں انقلاب پیدا کرنیوالے انسپائر پڑھنا چاہتے ہیں — جو زمانہ کے انقلاب کو دیکھنا چاہتے ہیں

وہ مندرجہ ذیل افسانے منگا کر پڑھیں

یہ چنیدہ کتابیں دلچسپی کے اعتبار سے نئی شان کی الف لیلہ ہیں

طوفان زندگی

اس میں مندرجہ ذیل دلچسپ افسانے ہیں
(۱) امرائی دوستی (۲) ترک دنیا (۳) ہمدرد و ہمدرد (۴) پیکر وفا (۵) حق بحقدار رسید (۶) امداد باہمی (۷) سود خوار کا شکر (۸) امید و بیم یہ تمام دلکش افسانے مولوی ظہور الدین صاحب چشتی کے لکھے ہوئے ہیں، قیمت ایک روپیہ

زندگی کی صبح شام

اس کتاب میں یہ دلچسپ افسانے ہیں
(۱) ہمدرد فروت (۲) خواب پریشاں (۳) تیراز کمان جستہ (۴) نادیانہ جرات (۵) انشتہاری شادی (۶) بھائی بہن (۷) فریب دولت (۸) عیار طبیب (۹) سایہ طاعت (۱۰) پاداش گناہ (۱۱) چاہ کنہ راچاہ در پیش، قیمت ایک روپیہ

درس عبرت

اس میں مندرجہ ذیل حیرت انگیز افسانے ہیں
(۱) بنت الرشید (۲) انجام ہوس (۳) کرشمہ تعلیم (۴) نیرنگی تقدیر (۵) عروج و زوال (۶) انتقام قدرت (۷) ترکی ٹوپی (۸) عیار طبیب (۹) سایہ طاعت (۱۰) پاداش گناہ (۱۱) چاہ کنہ راچاہ در پیش، قیمت ایک روپیہ

تصویر معاشرت

اس میں یہ نو لاجواب معاشرتی افسانے ہیں
(۱) حسن اتفاق (۲) وقت کی تیرگیاں (۳) گستاخان رسوم (۴) انجام بے اعتیاطی (۵) گنہگار فرزند (۶) بے گناہ گنہگار (۷) رنج و راحت (۸) لیلائے سخن کا دیوانہ، (۹) پیکر دیانت، بہت موثر افسانے قیمت ایک روپیہ

عروج زندگی

اس میں نو جوانوں دل بادینے والے افسانے ہیں
(۱) تصویر عروج (۲) زور بازو (۳) ہیاٹنگ کمپنی کا مالک (۴) فولاد کا شہزادہ (۵) نوجوان لکھپتی (۶) گدڑی میں لعل، (۷) قصر تمنا (۸) العین بالعین، (۹) دور اندیش بہت دلکش افسانے ہیں، قیمت ایک روپیہ

آئینہ زندگی

اس میں زندگی کی دلکشیوں کو ظاہر کرنیوالے گیارہ افسانے ہیں
(۱) نرالے عمل (۲) حبس دوام (۳) حسین بیوفا (۴) موت کے بعد کیا ہوا (۵) پھری مرید کی (۶) ظلم فہمی (۷) شرمی عشق (۸) ایثار مجنوں (۹) ندرت قوم (۱۰) صبح عید (۱۱) فرضی نکاح، قیمت ایک روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

زندگی بدل جائے گی

اگر آپ مولوی سید عزیز حسن صاحب لعلی کے لکھے ہوئے نو افسانے خود پڑھ لیں گے یا اپنے گھر والوں کو سنا دیں گے، اس میں حسب ذیل افسانے ہیں (۱) عالی ہمت نوجوان (۲) کرین کے کھلونے (۳) شہید رسوم (۴) سیدانی کے روزے (۵) عید کے دن شادی (۶) تقدیر کی گردش (۷) بے گناہ کی بربادی (۸) نذر کی سرگذشت، احساس فرض و محبت (۹) ایثار کا پھل (۹) حقیقت میں یہ افسانے نہیں بلکہ معاشرت کا ایسا صحیح درس ہیں، جن سے برباد شدہ خاندان مرسبز و کامیاب ہو سکتے ہیں، اسی لیے اس کتاب کا نام **درس معاشرت** ہے اور قیمت صرف آٹھ آنے ہے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بے کس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر کسی مذہب نے بیڑا اٹھایا ہے تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعوی نہیں ہے بلکہ ہیں اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور ارشادات رسالت پناہی کے ذریعہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے

اسلام اور عورت

میں مختلف آیات و احادیث نقل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے، مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں، اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے، ضمناً یہ بات بھی عرض بیان میں آگئی ہے، کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے، نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے، کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے، کتاب حد سے زیادہ دلچسپ ہے اور فاضل مصنف نے انتہائی سرگرمی اور جانفشانی سے کام لے کر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث ڈھونڈی ہے، اور پھر ان سب کو ایک بہت ہی دلفریب طریقہ پر لکھا گیا ہے یہ طاقت خدا نے ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہی کے قلم میں دی ہے کہ وہ خشک سے خشک مضامین کو بھی ایسے اسلوب سے بیان کر جاتے ہیں کہ وہ روکھے پھیکے معلوم ہونے کی بجائے بحد دلکش اور دلاویز ہو جاتے ہیں، اور یہ کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف کے شاہ کاروں میں سے ہے عورت کے متعلق اتنی زیادہ مفید اور اتنی صحیح معلومات اور کسی کتاب میں آپ کو نہیں مل سکتی اور ہر مسلم و غیر مسلم اس کتاب سے مستفید ہو سکتا ہے، قیمت ۱۰

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عبد اور معبود کے تعلقات

اپنے مالک اور اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں بھی بہت کچھ تسکین قلب کا باعث بنتا ہے، لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ استغراق گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے، اور اس میں کیا کیا عجیب و غریب حکمتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف دس گنا بڑھ جائیگا، طوطے کی طرح چند لفظوں کا رٹ دینے میں بھی اگرچہ ایک راحت ایک لذت ہے، لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم بھی معلوم ہو تو یقیناً وہ بہت زیادہ پرکیف اور مسرت بخش بن جائیں گی،

اسلام اور عبادت

کے نام سے جو مشہور و معروف کتاب جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے لکھی ہے، اس میں نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بتائے گئے ہیں، اور بہت ہی مدلل طریقے پر یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ عبادت الٰہی کے ان سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہو سکتے، کیونکہ جہاں ان کے ذریعہ سے ایک طرف عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے آقا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے، وہاں ساتھ ہی ان سے عبادات کرنے والے کو طرح طرح کے مادی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں ڈاکٹر صاحب کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی وہی خصوصیت موجود ہے کہ بالکل خشک اور پھیکے مضمون کو اتنا زیادہ دلچسپ بنا دیا گیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر ناممکن ہے کہ نماز اور روزے میں دوگنا اور چوگنا لطف آنے لگے، قیمت ۸

بینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

محبت کی ایک نگاہ

ایک انسان کی زندگی میں کیسے کیسے انقلاب پیدا کر سکتی ہے اور خونخوار وحشی درندوں کو کس آسانی سے رام کر سکتی ہے اس کا مال اگر دیکھنا منظور ہو، تو ڈاکٹر سعید احمد صاحب دلچسپ اور دل کش تمثیلی ناول

پتھر سے ہیرا

ملاحظہ فرمائیے جو اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے بھی سدن اردو کا ایک درخشندہ ہیرا ہے، یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائے گا، کہ آسمانی دنیائے انسانی میں ایک عورت کی بھی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیسے کچھ جادو کر سکتی ہے، یہ قصہ آپ کو اس بات کا بھی یقین دلا دیگا، کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے، قصہ اس قدر دلاویز ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر اسے چھوڑنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا،

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے افسانے حسن قدر سنجر اور دلچسپ انداز میں لکھے ہوتے ہیں ان سے اگر کوئی اثر نہ لینا چاہے تو لے پتھر سمجھے، ورنہ اس سے اثر قبول کرنے والے تو ہیرا بن جاتے ہیں، ۱۱۲ صفحہ اور قیمت ۱۴

حمیدیہ پریس دہلی منگائیے

عورت نے کمال کر دیا

سچا واقعہ

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دہم پور میں پورے آریہ نیتاؤں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا، آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی تبلیغ کے لیے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو الکلام جناب مولانا حسن الدین صاحب خاموش ایرانی نے بطرز افسانہ دو صفحات میں لکھ ڈالا، سارا مباحثہ ملفوظ ہے، کتاب معتبر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پانی اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ کے بعد بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے، لڑکیوں اور عورتوں کے مطالعہ کے لیے تو لکھی گئی ہے ہمال کے اندر دس مرتبہ چھپی، اور اب جلد بندی دیدہ زیب کاغذ و رنگ رہنے ہے پھر بھی یہ کتاب بے تحاشا فروخت ہوتی ہے، جلد منگائیے، ورنہ جدید ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا، قیمت صرف ۱۲ بارہ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قیامت خیز تاریخی تبلیغی افسانہ

ہندوستان کے سب سے بڑے تاریخی افسانہ نگار مولوی حلیم مسرور کا لکھا ہوا یہ وہی معرکۃ الآرا افسانہ ہے جس نے عیسائی دنیا میں ملاطم برپا کر دیا تھا، جس طرح یہاں کے آریوں کا سب سے بڑا مذہبی کارنامہ مسلمانوں کو کلمہ پڑھانا ہے اسی طرح شام و فلسطین کے عیسائی مسلمانوں کے درپے آزار رہے ہیں، اس کتاب میں عیسائیوں کی تبلیغ اور ان کی سیاہ کاریوں کی پول کھولی گئی ہے اور ان کے کلیسہ کے اندرونی ناپاک حالات کا مشاہدہ کرایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عیسائی راہب اور کلیسے کے کرتا دھرتا کس طرح بھولی بھالی کنواری لڑکیوں اور بے زبان چڑیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر اپنی عصمت ریزاں کرتے ہیں، اور بہت سی تنیں جو حضرت یسوع کے نام پر کنواری رہنے کا عہد کر کے داخل کلیسہ ہوتی ہیں، کیسی بے باکی سے ننھے نومولود بچوں کو اپنے فرضی ناموس پر قربان کرتی ہیں، اور کس طرح مردوں کو اپنے گیسوؤں میں الجھاتی ہیں، یہ تبلیغی افسانہ ہی ہے اور تاریخی بھی اور حسن و عشق کی چاشنی بھی ہے اختصار ۱۰۴ صفحے قیمت مجلد کی ۱۴

حمیدیہ پریس دہلی

ماہ ربیع الثانی کا بہترین مشغلہ

حضرت غوث پاک قطب الاقطاب سیدنا پیران پیر شیخ الشائخ شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی اعلی اللہ مقامہ کا ذکر خیر ہے کیونکہ اسی مہینے میں حضرت موصوف کی بڑی گیارہویں ہوتی ہے اور یہی ماہ حضرت ممدوح کے مولود کا بھی ہے اس لئے عاشقان غوث پاک کو سب سے بڑی مستند کتاب

سیرت غوث پاک

منگا کر پڑھنی چاہیئے، دنیا کا وہ کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمند موجود نہ ہوں اب تک آپ کے مفصل و جامع حالات اردو میں قلمبند نہیں ہوئے تھے چنانچہ اس کتاب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے، یہ سیرت بالکل نئے اور دلکش طرز پر لکھی گئی ہے آپ کے خاندان آپ کی ولادت، سن طفلی، تحصیل علم، سفر بغداد، ملاقات و مصاحبت کی برداشت، ضبط و جوع، فاقہ کشی، اوائل ریحان مجاہدات و ریاضات عبادات، شب بیداری، نفس کشی، عراق کے بیابانوں کی سیاحت اور خرقہ خلافت حاصل کرنا، آپ کے وعظ و تدریس و افتاء و بیان وعظ میں ۵ ہزار ہندو و نصاریٰ کا حلقہ اسلام میں داخل ہونا، اور ایک لاکھ فساق و فجار کا توبہ کرنا، اثر وعظ سے کئی آدمیوں کے جاں بحق ہونے کے محیر العقول واقعات لکھ کر آپ کا محی الدین لقب ہونے کا سبب بتایا گیا ہے، ازاں بعد آپ کے ازواج اور آپ کی وفات کے عجیب و غریب حالات اس کتاب میں ہیں، پھر کرامت اور خرق عادات پر ایک بسیط مقدمہ لکھ کر عقلی و نقلی تنگ میں کرامات کا ثبوت دیکر مشکرین کا رد کیا گیا ہے، پھر آپ کی اسی کے قریب کرامات لکھی گئی ہیں بعد ازاں آپ کی عبادات، عقائد، لباس، حلیہ، سواری خوراک اخلاق حسنہ آپ کی تصانیف اور تصانیف کے منتخب قصیدے خوشخط مکمل اردو فارسی اشعار میں ترجمہ کے ساتھ اور چہل کاف کی مفصل تشریح و درجہ بہ درجہ ترجمہ کے قریب اصطلاحات صوفیہ کی شرح کی گئی ہے نیز آپ کی ادعیات، طریقہ، مقامات، تعلیمات، ارشادات سلوک قادریہ آپ کی اولاد مشاہیر خلفا اور تین اکابر شائخ معصر کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں، اس کے علاوہ بیشمار مباحث ہیں، کتابت، طباعت کاغذ نہایت اعلیٰ ہے

الغرض ہر طرح یہ کتاب حضرت محبوب سبحانی کا بہترین نذرانہ ہے، اور قیمت تین روپے ہیں — ۱۲

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

ھدایت الطالبین

یہ کتاب طریقت قیوم دوران حضرت شاہ حافظ ابو سعید صاحب دہلوی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے کتاب کیا ہے تصوف کا بے بہا خزانہ ہے، فی الحقیقت اور بلا مبالغہ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کے پڑھنے سے سالک بغیر کسی پیر طریقت کے مقامات سلوک طے کر سکتا ہے کتاب کیا ہے طریقت کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے اس میں اصطلاحات و سلوک نقشبندیہ کو بہت خوبی اور شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اطائف عشرہ و دائرہ امکان عالم و ما علق، شغل نفی و اثبات، ذکر اسم ذات، تصور صورت، شیخ و توجہ قلبی، بازگشت، وقوف عددی، علامات، تصفیہ باطن، انوار اطائف کے رنگ، صدود سیر آفاقی و انفسی، کشف عیانی و جدانی، مراقبہ، ذکر، رابطہ، سیر دائرہ، ولایت صغریٰ، طریق توحید جمعیت حضور فتح باب، مقامات عشرہ، واردات جذبات فنائے قلب، توحید وجودی، دائرہ امکان، ملک لاہوت، جبروت، ناسوت، عالم مثال، ولایت، حضرت آدم، حضرت نوح حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ، ولایت کبریٰ، ولایت کبریٰ، دولات علیا، اسم ظاہر، اسم باطن، سرخاب، توسین، دائرہ کمالات و العلم، حقیقت صوم، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ، ولایت ابراہیمی موسوی، محمدی، احمدی، دائرہ سیف، قاطع دائرہ قطبیت وغیرہ وغیرہ مطالعہ کرنے سے پتہ لگتا ہے، کہ کیا کیا علوم و دقایق و معارف کوٹ کوٹ کر اس کتاب میں بھر دیئے گئے ہیں، الغرض نہایت محنت و شقت کے بعد یہ کتاب اعلیٰ کتابت و کاغذ کے ساتھ چھپوائی گئی ہے، قیمت صرف ۱۲ر حمیدیہ پریس دہلی

زندہ قوم کی یادگاریں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں

اور وہ زندہ کہتی ہیں، سیرا جی کی تلوار کی تصویریں آج ہندوؤں کی ہر دکان میں لگی ہوئی ہیں، نپولین کے خطوط کے فوٹو ہر فرانسیسی گھر میں موجود ہیں، شکسپیر کے قلم کے نمونے انگلستان کے ہر گھر میں دیکھے جا سکتے ہیں، یہ زندہ قومیں ہیں، انہوں نے اپنے شاعر کی یادگار زندہ رکھیں اب دیکھنا یہ ہے کہ

عکس قرآن نوشتہ غازی اورنگزیب

کے فوٹو سات کروڑ مسلمانوں کے کتنے گھروں میں پہنچتے ہیں، یہ کوئی بیکار تصویر نہیں ہے بلکہ خدائے قدوس کا پیام ہے جس کی کتابت بھی شہنشاہوں کے لئے سعادت تھی حضرت خواجہ صاحب نے ایک بات سے سنگارے کر اس کا فوٹو لیا اور سات ہزار روپے لگا کر اس پورے قرآن شریف کے فوٹو چھپوائے تاکہ ہر مسلمان اس کو لگا کر اپنے لئے حاصل کر سکے کہاں غازی شہنشاہ کا لکھا ہوا قرآن اور کہاں ہر مسلمان کا گھر خدا خواہ صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس بیش بہا نعمت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کے لئے حاصل کرنا آسان کر دیا ہے قرآن شریف کا فوٹو آہنہ سو صفحات پر لیا گیا ہے کاغذ وہی ہے جو تصاویر میں لگایا جاتا ہے، یعنی آرٹ پیپر جلد دلائی بنوائی گئی ہے، جس پر سنہری نقشہ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ نشانی رکھنے کے لئے ریشمی فیتہ بھی لگا ہے

اس تمام خوبیوں اور آسانیوں پر خرچ کرنے کے بعد اس کا ہدیہ دس روپیہ بھی ہوتا تو ہر مسلمان شوق سے خرید لیتا، لیکن آپ کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہے جب آپ سنیں گے کہ اس کا ہدیہ صرف پانچ روپیہ ہے جو محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں،

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اب بچے کی عمر بے فائدہ ضایع نہ ہوگی کیونکہ

خاتم القواعد

یعنی عربی کا بہترین جدید قاعدہ چھپ کر شائع ہو گیا

یوں تو بچوں کے واسطے علاوہ بغدادی قاعدہ کے اور بھی صدہا قاعدے لکھے جا چکے ہیں لیکن ختم القواعد جس قدر آسان اور سریع الفہم بنایا گیا ہے وہ مصنف کی قابلیت کا صحیح نمونہ ہے، یہ مصنف حقیقت میں دیرینہ تجربہ کار اور تجربہ مند معلم ہیں جنہوں نے اپنے بیس سالہ تجربہ کے تمام آسانیاں جو پڑھانے میں ممکن تھیں سب اس میں بھر دی ہیں، اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اگر اس قاعدہ کو بچہ کے ذہن نشین کر دیا جائے تو اس کے لئے قرآن شریف پڑھنا بالکل سہل ہو جاتا ہے، اس کے جتنے چھوٹے بڑے اسباق ہیں سب کے سب قرآن پاک سے ماخوذ ہیں، مصنف کا دعوے کہ دو ماہ میں ہر بچہ اس قاعدہ کے ذریعہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے اور اگر غبی اور کند ذہن ہو تو تین مہینے میں یہ قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف بے تکان پڑھ لیگا، اس قاعدہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں پرانے کی ترکیب بھی نکلی گئی ہے اور آخر میں نماز، اور قرآن کی آسان صورتیں آیۃ الکرسی وغیرہ بھی ہیں، تاکہ قاعدہ پڑھنے کے دوران میں ہی نماز سے بھی واقف ہو جائے، یہ ۲۲ صفحہ کا قاعدہ ہے ۳۸ اسباق تعلیمی اور ۱۴ اسباق عبارتی ہیں۔

قیمت سوا محصول ڈاک وغیرہ ایک روپے کے نو عدد اور بلا محصول ڈاک ایک روپے کے سولہ عدد، ایک روپے سے کم کا وی پی روانہ نہ ہوگا ورنہ کسی اور کتاب کے ساتھ منگائیے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ممالک محروسۂ حضور نظام میں کونسا قرآن شریف منگانا چاہیئے؟

پانچ ترجمہ والا قرآن شریف!

کیونکہ

حضور نظام نے صرف اسی قرآن شریف کو اپنی تلاوت کے لیئے مخصوص فرمایا ہے!!

ممالک محروسہ ظل اللہ حضور تاجدار دکن کے بسنے والے اپنے بادشاہ کے شیدا ہیں اور انکی ہر پسند کی ہوئی چیز کو اپنی جزو زندگی بنالیتے ہیں اس لئے ان کو خصوصیت سے مطلع کیا جاتا ہے، کہ حضور ظل الہ نے دوران قیام دہلی میں ہزار ہا تذکروں میں سے اسی قرآن شریف کو بدرجہ خاطر قبول فرمایا اور بفرق مباہات اس کو خاص قبولیت کا شرف ملا۔ اس لیئے اپنے بادشاہ کے محبت کرنے والے صاحب اقتدار حضرات آپ بھی اسی قرآن شریف کو اپنی تلاوت کے لیئے مخصوص کرلیں، اس قرآن شریف میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر اعلیٰ حضرت نے اس کو پسند فرمایا ہے؟

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین تفسیر **احسن التفاسیر** ہے جو نہایت مستند عام فہم اور مقبول عام ہے اور تمام قرآنی نکات ولطائف احادیث وروایات ومسائل مستنبط کو اپنی آغوش میں لیئے ہوئے ہے، اس تفسیر کا ہدیہ تیس روپے تک ہو چکا ہے اور اس وقت بالکل ناپید ہے، اس قرآن کی دوسری خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کی شرح اس کے مشرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وارد ہوئے ہیں نہایت دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے بہتر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباسؓ کے ارشادات اور نادر مسلم الثبوت تفاسیر ابن جریر، ابن کثیر، معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ سے وہ نکات ولطائف انتخاب کرکے جمع کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے اور ہر روایت کی صحت کا التزام حد سے زیادہ، انسان نزول کی روایت بدرجۂ اتم محکم ومتشابہ آیتوں کی توضیح ناسخ ومنسوخ آیات کی تصریح اور حقیقت اس طرح درج ہے کہ خطرات وشبہات کا نشانہ تک باقی نہیں رہتا پھر زبان اس قدر سلیس وشستہ کہ بچے عورتیں تک پڑھ کر اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں، محض یہ تفسیر ہی ایسی بے نظیر چیز ہے کہ اس کو پڑھ کر کلام الٰہی کے تمام مضامین مطالب آپ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، اور ایک عالم کی طرح آیتوں کے مضامین سے آگاہ وہو جائیں گے، اس دور میں جبکہ مذہب کی بنیاد اور خواہر مرحوم ہے آپ کا فرض ہے کہ اس تفسیر کو پڑھیں اور ہر نومسلم اور ناواقف مسلمان کو پڑھ کر سنائیں پھر مخالفین کے اعتراضات کے جواب ایک بڑے سے بڑے علمدان کی طرح دے سکیں گے اس کلام مجید میں حسب ذیل پانچ نہایت معتبر ترجمے ہیں،

پہلا ترجمہ فارسی از حضرت سعدی شیرازی رح **دوسرا** ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، **تیسرا** ترجمہ اردو لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **چوتھا** ترجمہ اردو بامحاورہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی **پانچواں** اردو بامحاورہ از حضرت مولانا حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ

دیگر خصوصیات (۱) ہر مقام پر بسم اللہ شریف بخط طغرا جداگانہ نشان سے لکھی ہے جس سے کمال کتابت ظاہر ہے (۲) قرآن شریف کے مضامین کی فہرست، مضامین کی شروع میں دی گئی ہے تاکہ ورق گردانی میں وقت ضائع نہ ہو، (۳) تفسیر قرآن کی فہرست مضامین بھی درج ہے تاکہ آپ کو مضامین کی تلاش میں وقت نہ ہو (۴) اعمال وظائف قرآنی ہیں (۵) تمام سورتوں کے تعجیب خواص ہیں (۶) تمام سورتوں کے لغۃ یا القرآن درج ہیں (۷) مسائل القرآن (۸) فضائل القرآن (۹) آداب القرآن (۱۰) رموز اوقاف (۱۱) وہ مضامین جن کی غلطی اعراب سے کفر لازم آتا ہے (۱۲) حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری مبارک بھی شامل ہے (۱۳) شجرۂ مبارک جو کہ خاندان قریش سے ہے نہایت خوبصورتی کے ساتھ درج ہے (۱۴) شروع میں مقدمہ احسن التفاسیر بھی شامل ہے (۱۵) کاغذ مصری جس پر عرصہ کے نہایت قیمتی کلام مجید شایع ہوتے ہیں اور جو صرف قرآن پاک کے لیئے مخصوص ہے

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے، اور حضور ظل اللہ ملکہ کی بالغ نظری کی تعریف کیجئے کہ حضور نے بیک نظر اس کے تمام محاسن کو جانچ کر پسند فرمالیا، کیا ایسا قرآن شریف آپ کے دولت کدے میں باعث برکت وخوشنودی ظل اللہ نہ ہوگا، ہدیہ مجلد جو صرف ساڑھے بارہ روپے محصول پیکر (کلدار)

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بچے بہت کم پھاڑ سکتے ہیں اس لئے کہ

چوب قلم قرآن شریف

کا کاغذ بہت مضبوط ہے، سستے قرآن شریف عموماً رف (پھیکے) کاغذ پر چھپتے ہیں، ذرا سے انگلی کے پسینے سے بتیاں بننے لگتا ہے، اور بہت جلد پھٹ جاتا ہے، اس لیے حمیدیہ پریس دہلی نے جہالت کر موٹے بادامی کاغذ کا قرآن خریدا ہے، جو پسینے سے بھی خراب نہیں ہوتا، بادامی کاغذ رف کاغذ سے ڈیوڑھی قیمت کا ہوتا ہے، اور مضبوطی میں، تو اس سے اس کی کوئی نسبت ہی نہیں، یہ قرآن شریف سستے قرآن مجید میں سب سے زیادہ ضخیم ہے، عام طور پر کم ہدیہ کے قرآن مجید ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں، لیکن یہ قرآن شریف اس سے ڈیوڑھا یعنی ۷۸۰ صفحہ کا ہے، قلم بہت جلی ہے، اس کا ہدیہ بھی اور رف کاغذ کے قرآن شریف سے ڈیوڑھا ہونا چاہئے تھا، لیکن نادار طلبا کے لحاظ سے اس کا ہدیہ بھی بہت ہی کم ہے،

اس قدر موٹی چوب قلم سی یہ قرآن لکھا ہوا ہے

اور ہندوستان کے موجودہ عربی خوشنویسوں کے استاد جناب منشی عبدالغنی صاحب کا لکھا ہوا ہے، تصحیح اس کی بالکل جمعیۃ العلماء ہند کی تجویز کے ماتحت ہوئی ہے، یعنی سب سے زیادہ صحیح قرآن شریف آج کل یہی مانا جاتا ہے، اور اس میں حسب ذیل مزید دس خوبیاں بھی ہیں،

(۱) بہت جلی کتابت کے علاوہ خوشنما سیاہی ہے (۲) جمعیۃ العلماء کی تجویز کے ماتحت اس کو خریدا گیا ہے کیونکہ بہت سی صحیح قرآن شریف ہے (۳) دہلی سے سب سے اعلیٰ خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے (۴) بارہ حافظوں مولوی صاحبان اور صحت کرنے والوں کی جانکاہ محنت سے صحت ہوئی ہے (۵) اس کی صحت کی ضمانت پر بارہ مہریں ثبت ہیں (۶) ہر پارہ الگ ہو سکتا ہے کیونکہ ہر پارہ ۲۴ صفحہ پر ختم ہوتا ہے، (۷) کاغذ بہت مضبوط، موٹا، اور بادامی کلکتہ میل کا بنا ہوا ویسی ہے (۸) آخر میں ۴ صفحے کی دعائے ختم القرآن مترجم علی قلم ہے (۹) رموز اوقاف بہت صاف طریقہ سے معہ اسناد بتلائے گئے ہیں، جن کی وجہ سے تلاوت میں غلطی نہیں ہوتی (۱۰) قرآن شریف کی سورتیں، رکوع آیات اور جزوں تک کی تعداد بتلائی گئی ہے (۱۱) آخر میں حضور مولائے کائنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط سوانح عمری بھی ہے، اور

سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ بہت ہی کم ہدیہ پر فروخت ہوتا ہے، مجلد چرمی فی جلد ۱۲ عہ، مجلد پارچہ فی جلد ۱۰ عہ، بلا جلد ۸ عہ، دس جلدیں منگائیں تو مجلد چرمی پندرہ روپے، مجلد پارچہ دس روپے، بلا جلد آٹھ روپے، محصول بذمہ خریدار

یہی قرآن پاک

ہر پارہ علیحدہ مٹ مجلد بھی تیار ہے، مساجد میں عوام کی تلاوت کے لیے رکھوایا جاتا ہے، اس کے آخر میں ہر پارہ کے ساتھ ایک دعا بھی چھپی ہوئی ہے جو ختم پر پڑھی جاتی ہے اس سے پڑھنے والے کی مراد بر آتی ہے، کیونکہ تلاوت قرآن کے بعد جو دعا بھی مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے، علی الخصوص وہ دعا جو صاحب نوض کے لیے بے نوض مانگے، اگذشتہ و سال سے فریضوں اور اعالوں کی بجائے ہر ضرورت کے لیے صدا نوضنہ جاتی یہ قرآن شریف ہی خرید کر لوگوں کو تقسیم کرتے ہیں یا مساجد کی نظر کرتے ہیں، اور خدا کے فضل سے سب کے سب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں، آپ بھی چاہتے ہیں کہ آپ فارغ البال ہوں، آپ کی ترقی ہو، آپ ہر مصیبت اور ہر پریشانی دور ہو، تو صرف ایک نسخہ

قرآن مجید کا خرید کر دیدیجئے قیمت فی جلد پلہ محصول ۸

دس جلدیں منگائیں تو بارہ روپے آٹھ آنے محصول علیحدہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولوی دھلی جنوری دسمبر ۱۸۶۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر مہینے کی قمری بارہ تاریخ کو کوچہ چیلان دہلی سے شایع ہوتا ہے

ایڈیٹر
عبدالحمید خان

سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ عہ — فی پرچہ صرف دو ٹکے

جلد ۹ | دہلی :- بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴

ممالک محروسہ حضور نظام میں کونسا قرآن شریف منگانا چاہیے ؟

پانچ ترجمہ والا قرآن شریف معہ احسن التفاسیر کامل

کیونکہ حضور نظام نے صرف اسی قرآن شریف کو اپنی تلاوت کے لیے مخصوص فرمایا ہے ۔!!!

ممالک محروسہ نصل اللہ تا مدار دکن کے بسنے والے اپنے بادشاہ کے شیدا ہیں، اور انکی ہر پسند کی ہوئی چیز کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیتے ہیں اس لیے انکو خصوصیت کے ساتھ مطلع کیا جاتا ہے کہ حضور والا نے دوران قیام دہلی میں ہزار ہا نذرانوں میں سے اسی قرآن شریف کو بطور تاحد قبول فرمایا۔ اور نفع جاودانی سے اس کو خاص شرف قبولیت ملا، اس لیے اپنے بادشاہ کے محبت کرنے والے صاحب اقتدار حضرات بھی اب اس ہی قرآن شریف کو اپنی تلاوت کے لیے مخصوص کریں، اس قرآن شریف میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جنکی بنا پر علی حضرت نے اس کو پسند فرمایا ہے

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین تفسیر احسن التفاسیر ہے جو نہایت مستند مامور ومقبول علماء ہے اور تمام قرآنی نکات و لطائف احادیث و روایات و مسائل متعلقہ کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے اس تفسیر کا ہدیہ تیس روپیہ تھا اور اب تو کسی قیمت پر نہیں مل سکتی، اسمیں بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کی شرح اس کے شرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وارد ہوئے ہیں نہایت دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے، معتبر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباس کے ارشادات اور نادر و مسلم الثبوت تفاسیر ابن جریر، ابن کثیر معالم التنزیل وغیرہ سے وہ دقیق نکات و لطائف انتخاب کر کے جمع کیے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے، اور ہر روایت کی صحت کا التزام حد سے زیادہ، شان نزول کی روایت بدرجہ اتم مکمل و تناسب آیتوں کی توضیح ناسخ و منسوخ آیات کی تشریح اور حقیقت اسطرح در بر ہے کہ خطرات و شبہات کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا، پھر زبان اسقدر سلیس و شستہ کہ بچے بوڑھے تک بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں محض یہ تفسیر ہی ایسی بے نظیر چیز ہے کہ اس کو پڑھ کر کلام الٰہی کے تمام مضامین و مطالب نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں، اور ہر ایک عالم کی طرح آیتوں کے مضامین سے آگاہ ہو جائیں گے اس دور میں جبکہ مذہب بگاڑ جیتا و شوار ہو رہا ہے، آپ کا فرض ہے کہ اس تفسیر کو پڑھیں اور ہر مسلم اور ناواقف مسلمان کو پڑھ کر سنائیں، پھر مخالفین کے اعتراضات کے جواب ایک بڑے سے بڑے سنا طرکی طرح دے سکیں گے، اس قرآن شریف میں حسب ذیل پانچ نہایت معتبر ترجمے ہیں،

پہلا ترجمہ فارسی از حضرت سعدی شیرازی، دوسرا ترجمہ فارسی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تیسرا ترجمہ اردو نقلی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث، پانچواں ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب، دیگر خوبیاں گنانے کے لیے فہرست ملاحظہ ہو

ہدیہ فی جلد چرمی بارہ روپے آٹھ آنے، بامجلد دس روپے، محصول علیحدہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید

مترجمہ حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ

جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

بحمد اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے، دہلی میں پچھلے سال میں قرآن شریف نہیں چھاپا یقین کیجئے کہ اسکو دیکھنے کے بعد ہر بسر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بہول جائیں گے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ ایسی طرح واقف ہیں کہ جاہے اشتہار میں کبھی سہالہ نہیں ہوتا متوسط تعلیم کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گذرا، اگر آپنے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا، اس میں حسب ذیل ۵۱ خوبیاں ہیں

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ تفسیر موضح الفرقان ہے جو بہت مدلل کافی ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ بھی ہو جائے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عمدہ لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب نیر بی رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں، کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر مطلوم نہ ہو (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ سے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی بھی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) بفہرست مقامات کا نشان نزول مطابق مصحح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند جو حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) ہر سورت کے متعلق تعلق و خصوصیات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۹) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (۲۰) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمہ القرآن لکھا ہوا ہے (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کا رد (۲۴) کلام الٰہی کی آیتوں پر کافروں کے الزامات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الٰہی کتاب ہے اور منزل من اللہ ہے (۲۶) جنت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تجلیات عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالے سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی حالت کیا تھی اور قرآن کریم نے کیا کر کے پلٹی (۲۹) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) باعتبار قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مفصل بحث (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن پاک میں مذکور ہے (۳۳) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر جو قرآن شریف میں مذکور ہے (۳۴) غزوات نبوی اور ان کے برکات میں کا ذکر سورۂ انفال اور سورۂ توبہ میں ہے نافعات سرور کائنات (۳۵) فضائل تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کریم کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے از صحح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع متوسط یعنی ۲۹ × ۲۲ کاغذ ۳۲ پونڈ والا (۴۵) ہر مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) ایسی دیدہ زیب چھپائی کوئی کی موجودہ تمام قرآنوں کی چھپائی سے بہتر ہے (۴۷) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد نفیس جرمی چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) خط نورانی ہے چھوٹے بڑوں سب کو پڑھا جاتا ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود دو رنگ جلدوں اور بسیط قدوں اور بہترین چھپائی، لکھائی کاغذ جلد کے ہدیہ مجلد چرمی صرف چار روپے، محصول صرف ایک پیسہ

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

اکیس خوبیوں والی

خوشنما حجم اچھا مضامین مترجم

ثنا خوان کلام الٰہی اور دلدادگان فرمان ایزدی کو فروہ یہ کہ عمائل شریف خاص خوبیوں کے ساتھ بہت سی رعایتیں ملحوظ رکھ کر چھاپی گئی ہے اب تک آپ نے ان صفات کے ساتھ کوئی عمائل شریف نہ دیکھی ہوگی جو عمائل چھپی ہیں وہ یا تو بڑی تقطیع پر ہیں کہ سفر میں ان کا ساتھ دینا مشکل ہے اور یا اتنی چھوٹی ہیں کہ اخبار پڑھنا بھی دقت طلب ہے اس کی تقطیع نہایت موزوں رکھی گئی ہے کہ سفر و حضر دونوں میں پاس رہ سکتی ہے خط نہایت پاکیزہ واضح اور جلی ہے کہ ضعیف آدمی بھی بخوبی تلاوت کر سکتے ہیں، پارہ پارہ علیحدہ علیحدہ ہے ہر منزل پر نقاشی کا کام ہے زیر قرن ترجمہ شرف العلما مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کلھے ہے جو کہ نہایت معتبر اور مستند حاشیہ ہے مختصر مگر جامع تفسیر ہے جو کہ تفسیر کبیر ابن جریر و منثور خازن، ابن کثیر، مدارک، ابن ابی حاتم، مسند بزار، امام احمد، معالم التنزیل و موضح القرآن و فتح العزیز و صحاح ستہ مثل بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ وغیرہ سے ملخص کر کے حاشیہ پر چھاپی گئی ہے اور جس کی تلخیص میں زر کثیر صرف ہوا ہے (۳۷) اسکی عمدہ خاتم المحدثین مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے قرآن مجید سے کی گئی ہے (۴۷) اختلاف قرات ہر جگہ حاشیہ پر ممتاز کر کے دکھایا گیا ہے، (۵۱) اس کے تمام وقوف مطابق بجا دونری ہیں (۶) اول میں بسط مقدمہ ہے (۱۱) حضرت رسول کریم کی جامع و دلچسپ سوانح حیات ہے (۸) غزوات رسول اور قرآن شریف کی پیشگوئیاں

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱)

مولوی اشرف علی صاحب قبلہ (۹) صحت اس درجہ ہوئی ہے کہ شاید ہی کوئی حاشیہ اتنی صحیح ہو، (۲۰) چھپائی بہت ہی صاف بچکدار کاغذ بہت سفید اور دیکھنا غلم اتنا جلی ہے کہ ضعیف البصر بھی بآسانی پڑھ سکتے ہیں، **سب سے بڑی خوبی** یہ ہے کہ بہت سستی ہے، مدیہ مجلد چرمی نقرئی منقش صرف ساڑھے تین روپے (میرے محصول ۹)

ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

مولوی دہلی

جلد نہم | دہلی - بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴ ربع

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون

حمد و ثنا کے بعد اس پاک و بے نیاز خدائے قدوس کی جس نے محمد رسول اللہ پر اپنا مقدس و ہدایت مآب کلام پاک نازل فرما کر سب مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا صدیوں کی عداوت دلوں سے دور کر کے اس کی بجائے محبت و الفت سے معمور کر دیا غالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اور جس کو محمد رسول اللہ نے ہدایت کی تھی کہ وہ اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ وہ فرد واحد ہے المومن کرجل واحد اذا اشتکی عینہ اشتکی کلہ اور جس کو خدا نے عود بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اور جو واقعی ان احکام کے مطابق فرد واحد کی طرح بنگئی تھی اور اس دیوار کی طرح تھی جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ یشد بعضہ بعضا بعض ایسی دیوار کی مانند جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی صفت تھی جس نے امت مسلمہ کو کسی زمانہ میں تمام عالم پر بٹھا دیا تھا اور مٹھی بھر مسلمان تھوڑے عرصہ کے اندر نصف دنیا کے حکمران بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے مصر و شام ایران عراق ہندوستان افریقہ اور یورپ کا ایک حصہ ان کے زیر نگین آگیا تھا اور اس وقت کی سب سے بڑی طاقتیں روم و ایران اسلام کے آستانہ عز و جلال پر سرنگوں ہو چکی تھیں۔

لیکن آج اس امت خیر کا یہ حال ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں ذلیل و خوار ہے جس کا گزشتہ عالم جلال اور سابقہ عز و وقار خاک میں مل چکا ہے اکثر حصہ زمین پر وہ تنکیم من یلی ہے اور جن زمینوں کا خدا نے اس کو وارث بنایا تھا وہ ان سے چھین لی گئی ہیں اور جن پر تبصہ باقی ہے ان کی یہی خیر نظر نہیں آتی یہ کیوں؟ بعض اسلئے کہ اس نعمت الٰہی کو انہوں نے ٹھکرا دیا جو بصورت اخوت و محبت اور تشکل اتحاد و محبت ان کو عطا کی گئی تھی۔

برادران اسلام! غور کرو کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کا شمار ہوتا تھا اور آج لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ہے اس آسمان کے نیچے موجود ہیں مگر وہ جنگی تعداد نہایت قلیل تھی وہ نصف دنیا پر چھا گئے تھے اور جن کی تعداد آج دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے وہ تقریباً ہر جگہ محکوم و مظلوم اور ذلیل و خوار ہیں اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اتحاد و اتفاق اور محبت و یگانگت کی بجائے نفاق و شقاق کو جو ہے نے اپنا مامن و غمخوار بنا لیا ہے اور حیات دینی و دنیاوی کے ہر ایک شعبہ میں وہ اسلامی وحدت و محبت سے محروم اور عداوت و خصومت سے مسموم ہو گئے ہیں۔

دنیائے اسلام سے قطع نظر کرنے کے بعد صرف ہندوستان کی حالت زار کا نقشہ اپنے سامنے لاؤ اور دیکھو کہ یہاں بھی اخوت و محبت کی بجائے یگانگت کو کس طرح نفاق و شقاق نے گھیر رکھا ہے دیوبندیت کا افتراق اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ جس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے اتباع میں ہی سرمہ آنکھیں نہیں ہو سکتے اور بعض جماعتوں کی عام گفت بر بعض جماعتوں نے اپنی شرکت شرط دعوت کر دی یعنی اگر مسلمانوں کی فلاں جماعت رسول اللہ کی سیرت کے جلسوں میں شریک ہوگی تو ہم شریک نہ ہوں گے۔

اس سے بھی بدتر اور انتہا انگیز نقشہ تبلیغ کی افتراق کا تبلیغی جماعت میں نظر آتا ہے جبکہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ تبلیغ کی صداؤں سے گونج رہا تھا اور تبلیغی جلسے ہوئے اور جتنے جلسے اور گروہ تھے سب تبلیغی کہلاتے ہیں کو دیکھتے گئے مگر جو تبلیغی ملاحظہ دیکھا بجائے فرض تبلیغ انجام دینے کے یہ سب آپس میں لڑنے لگے اور لگے ایک دوسرے کو میدان تبلیغ سے نکالنے کی جدوجہد کرنے اور بعض بعض پر الزام لگانے لگے کہ اگر فلاں اپنے پہندہ کے مطابق کام کرتا تو مسلمان بنائے لگا تو اس سے بہتر ہے کہ وہ آرام ہی رہیں۔

اس کے بعد جب بعض دردمند اور مخلص مسلمانوں نے آپس میں کی کہ یہ تبلیغی جماعتیں ایک پختہ تنظیم میں منسلک و منظم ہو جائیں اور ایک مرکزی جماعت بنجائے اور باقی سب اس کی شاخیں ہو جائیں تو آپس میں اس قسم کی [illegible] میں دال جوتی ہے کہ ہمارا امیر مرکز جماعت تبلیغ کا ہمارے سر پر [illegible] تھی اور دوسرے کے ہاتھ کو مضبوط کرنا اپنی قوت کو [illegible] مرکزی جماعت نہ بن سکی اور سب تبلیغ کے ٹوٹے ہوئے [illegible] رہیں اور ایک دوسرے کے راستہ میں [illegible] اس کے مقابلہ پر آئے ہیں [illegible] نام سے قائم کر لیا جداگانہ تنظیم اور ہاتھ [illegible] اور مسلم تبلیغی جماعتوں میں سے ایک کے سوا سب [illegible] وہ جو ایک زندہ تبلیغی جماعت ہے وہ بھی دم توڑ رہی ہے [illegible] نہیں ہے۔

یہ ناکامی اور خسران کیوں ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ [illegible]

زرین اصول کو بالائے طاق رکھدیا گیا تھا اور باہمی مودت و محبت تو ایک طرف رہی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور موالات سے بھی انکار کردیا اور تعاونوا علی البر والتقوی کو بالکل فراموش کردیا۔

یہی حال تنظیم کی تحریک کا ہوا امرتسر میں نہایت ہنگامہ پرور کانفرنس ہوئی مگر نتیجہ یہ نکلا کہ سات کروڑ مسلمانوں کی تنظیم تو کیا ہوتی بڑی بڑی جماعتیں بھی منظم نہ ہوسکیں اور پہلے سے زیادہ افتراق پیدا ہوگیا ایک ساتھ کام کرنے والے دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔

یہ تو وہ دینی تحریکات تھیں جن کے ساتھ غیر مسلموں کی عداوت کی لاگ بھی کارفرما اور اس قسم کے مواقع پر بالعموم سب جماعتیں اپنے اختلافات کو ترک کرکے رکھدیتی ہیں ان کے علاوہ بہت سی اصلاحی تحریکیں ہیں جن میں روز اول سے اختلاف و مخالفت کا بازار گرم ہے اور کبھی آپس میں اتفاق نہ ہوسکا مقلد غیر مقلد دیوبندی بریلوی حنفی و اہلحدیث ہمیشہ ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتی ہیں تکفیر و تفسیق کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے کہیں میلاد و فاتحہ اور درود پر جھگڑے ہیں اور کبھی آمین بالجہر اور رفع یدین پر جنگ عوام بیچارے ان مولویوں اور نام نہاد عالموں کی جنگ زرگری میں گرو ہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے کا سر پھوڑنے لگتے ہیں۔

یہ بدبختی اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ہوئی ہے کہ اس نے اسلامی ہند کے شیرازۂ دینی کو بالکل منتشر کردیا ہے کوئی وحدت اور کسی قسم کی کوئی تنظیم باقی نہیں رہی ہر شخص افراتفری اور ابتری و انتشار کا عالم ہے گویا موجودہ مسلمانوں کے اندر کوئی کلمۂ وحدت ہے ہی نہیں جس پر سب اتفاق کرسکیں۔

یہ حالت تو مسلمانوں کی حیات دینی کی تھی اب ذرا دنیوی زندگی کا حال بھی ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر زبون و زار ہے دنیاوی زندگی کا سب سے اہم شعبہ سیاسیات ہے اور چونکہ اس کا تعلق مادی فوائد سے بھی ہے اس لئے امید ہونی چاہیئے تھی کہ اس شعبہ حیات میں مسلمان متفق اور ہم آہنگ ہوکر کام کریں گے مگر ہائے بر حال ما کہ اس میدان میں بھی وہی بدبختی اور دینی واردوں طالعی کارفرما ہے جو دینی زندگی میں تھی یعنی کسی ایک رائے پر بھی اتحاد و اتفاق نہیں ہے جس چیز کو ایک گروہ قریباً تمام یا دو سرا اس کو سم قاتل بتلاتا ہے جس بات کو ایک جماعت حیات بخش کہتی ہے اسی کو دوسری جماعت زندگی کش سمجھتی ہے۔

برادران اسلام ابتدا اس جمال کی تفصیل بھی سن لیجئے اور اگر ہوسکے تو اس سے عبرت و بصیرت حاصل کیجئے نہرو رپورٹ کا نام آپ نے سنا ہوگا یہ ایک بڑا ڈیڑھ دو صفحہ کی کتاب ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ آیندہ ہندوستان کا طرز حکومت کیا ہونا چاہیئے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حکومت انگریزوں کے قبضہ میں ہے اور انگریزی قوم اپنی حکومت نہ ہندوؤں کے حق میں منتقل کررہی ہے نہ مسلمانوں کے قبضہ میں دیرہی ہے بلکہ جبتک ان کا بس چلیگا جبتک وہ خود اپنے ہی قبضہ میں رکھیں گے اور اس وقت تک ہندوستان میں کوئی ایسی طاقت ہی نہیں کہ وہ انگریزوں سے زبردستی حکومت چھین کر نہرو رپورٹ میں جو طرز حکومت بتلایا گیا ہو اس کے مطابق قائم کردے۔

فی الحقیقت وہ تمام دعوے اور آرزو میں کا ایک مجموعہ ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی مگر مسلمانوں کی بدنصیبی دیکھئے کہ ایک ایسی کتاب پر جو جلد اوراق کا مجموعہ ہے اور جس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور جس کے متعلق ہر ایک شخص جس کو سیاسیات میں کچھ بھی درک ہے وہ جانتا ہے کہ اس میں جو کچھ طلب کیا گیا ہے وہ ہرگز موجودہ حالات میں انگریز نہ دینگے مگر پھر بھی مسلمانوں کی بدنصیبی اس شکل میں جلوہ گر ہوئی کہ ان کی ایک جماعت نے اس سے اس بنا پر اختلاف کیا کہ اس میں مسلمانوں کے حقوق کا پورا لحاظ نہیں کہا گیا اور ایک جماعت نے اس کی تائید کی کیونکہ ان کے نزدیک جزوی ترمیموں کے بعد وہ مسلمانوں کے لئے بہی نہایت مفید تھی۔

برادران اسلام! ایک ایسے اہم مسئلہ پر اختلاف کا ہونا قدرتی امر تھا مگر اختلاف اگر نیک نیتی سے ہو اور مقصد یہ ہو کہ زیر بحث مسئلہ کی اچھی طرح تنقید ہوجائے تو اختلاف کو اختلاف کی حدود میں محدود رکھا جاتا ہے اور ایسا اختلاف باعث برکت و رحمت ہوتا ہے سرکار دو عالم نے اس قسم کے اختلاف کے متعلق فرمایا ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ کیونکہ جب تک اختلاف نہیں ہوتا اس وقت تک مسئلہ کی اصلی اور حقیقی حیثیت نمایاں نہیں ہوتی اور حسن و قبح ظاہر نہیں ہوتا لیکن اختلاف کی صورت میں سب کے ہر اک پہلو پر روشنی پڑ جاتی ہے اور کوئی حرف ابہام باقی نہیں رہتا جو تشنہ تحقیقات رہے۔

لیکن اگر اختلاف نیک نیتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اشخاص و افراد کا باہمی عناد اختلاف کی رہبری کرنے لگے اور شخصیتوں کو گرانا خود آگے بڑھنا دوسروں کی ترقی و امتیاز کو نہ دیکھ سکنا اور اسی قسم کے جذبات کے ماتحت مخالفت شروع کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا حسن اختتام نا ممکن ہے نہرو رپورٹ کے سلسلہ میں جو طوفان بے تمیزی مسلمانوں کے اندر برپا ہے وہ اس قسم کے غیر صحیح اختلاف کی بنا پر ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اس کو اختلاف کہنا بھی لفظ اختلاف کی توہین ہے بلکہ جو کچھ ایک ہوا اندھیر مچا رہا ہے وہ اختلاف نہیں مخالفت و عناد اور بغض و شقاوت کا ہے مسئلہ کو جو بایہ النزاع ہے اس کو طے کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اپنے بالمقابل حریف کو زک اور شکست دینا مقصود ہے بہرحال اس مخالفت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نہرو رپورٹ تو جائے خود موجود ہے البتہ مسلمانوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہوگیا ہے مسلمانوں کی جس قدر جماعتیں اور جمعیتیں موجود تھیں سب تہ و بالا ہوچکی ہیں سب لگ گئے ہیں ٹکڑے ہوگئے ہیں خلافت کمیٹی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور جمعیۃ العلماء بھی شدید تصادم میں آگئی ہے اب مسلمانوں کی کوئی جماعت ایسی نہیں رہی جو افتراق سے بچی ہو بلکہ ہر اک جماعت کے اندر پھوٹ پڑ گئی اور تمام مسلم جماعتیں کمزور اور بے حیثیت ہوگئیں۔ اگر یہ اختلاف نفس مسئلہ کے متعلق ہوتا تب بھی قابل تحمل تھا مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کس قسم کے جذبات کارفرما ہیں مسئلہ کے حل کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا بلکہ اپنی بات کی جمع میں سارا زور صرف ہورہا ہے کوئی ان خدا کے بندوں سے پوچھے کہ نہرو رپورٹ کی اس شدت سے کیوں مخالفت ہورہی ہے کیا وہ مسلمانوں کا نوشتہ تقدیر ہے پھر کیوں ایک ایسی دستاویز جس کی ابھی کوئی قیمت نہیں اور جس کے متعلق معلوم ہے کہ حکومت سر پائے استحکام کے سوا اور کسی چیز سے اس کا خیر مقدم نہ کرے گی مسلمان اپنی وحدت سے ہی دست بردار ہوگئے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نہرو رپورٹ اس قدر بری چیز ہے کہ اس پر مسلمان اپنا اتفاق و اتحاد بھی قربان کردیں جیسا کہ انہوں نے قربان کردیا کیا حقیقت نہیں ہے کہ سب سے زیادہ قیمتی اور سب سے زیادہ ضروری چیز اتحاد بین المسلمین ہے اگر نہرو رپورٹ کو مسترد کرکے ہم نے اپنی جمعیت کا شیرازہ ہی بکھیر دیا تو کیا یہ سودا سستا پڑیگا اور جب کیفیت یہ ہے کہ مسلمان منتشر و پراگندہ ہوگئے ہیں ان کی جماعتیں میں تشتت و افتراق نے راہ پالی ہے اور ان کی جمعیتیں فنا لحاق ہوچکی ہیں اور ان کی اجتماعی قوت کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور کوئی جماعت اور کوئی جمعیت ایسی نہیں جس میں اتفاق و اتحاد نے راہ نہ پالی ہو اور وہ منتظم نہ ہوگئی ہو اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اختلاف

غناد اور دشمنی کی صورت اختیار کر لی ہے گا لمحہ فکریہ کا بانا رگرم ہے بلکہ دست درازی کے واقعات بھی رونما ہونے لگے ہیں مخالفین رپورٹ حامیان رپورٹ کو مسلم حقوق کا قاتل زر پرست ہندو پرست برلا کے غلام ایمان فروش اور خدا معلوم کیا کیا کہتے ہیں اور ان کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ عوام کے تر دیک ان کو بالکل بیقدر و بے وقعت کر دیں اس غرض کے لئے ان بیچاروں کو مسلمانوں کا دشمن کہا جاتا ہے اور مذہب کا نام لیکر ان کے جذبات بھڑکائے جاتے ہیں حالانکہ ان کا قصور اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ ان کی بصیرت نے ان کو اسی نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ نہرو رپورٹ ایک مفید دستاویز ہے ممکن ہو ان کی رائے غلط ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ بحث کر کے غلطی ثابت کی جائے اور صرف نفس مسئلہ پر دلائل و براہین سے مدلل گفتگو کی جائے مگر افسوس کہ اس معقول طرز عمل کی بجائے غلط اذہبی جذبات کو ابھارا جاتا ہے اور اس طرح اپنے مخالفین کو شکست دینے کی سعی کی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر طرف ایک ہنگامہ برپا ہے اور مسلمانوں کی جمعیت میں انتشار و اختلال پیدا ہو گیا ہے اور اس درجہ نفاق و تمزق و شتت و افتراق نے گھر کر لیا ہے کہ گویا ان کو کبھی اخوت و محبت باہمی کی تعلیم ہی نہیں دی گئی تھی۔

برادران اسلام! یہ ساری خرابیاں لیڈروں اور رہنماؤں کی خود غرضی اور بے پناہ روی کی رہین منت ہیں اگر لیڈر اور رہنما راہ راست پر آجائیں اور باہمی رقابت و حسد کو بالائے طاق رکھکر خلوص و یگانگت کے ساتھ اپنے اختلافات کو ختم کرنا چاہیں تو آج ختم ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ دونوں جماعتیں اس امر کی مدعی ہیں کہ ملت اسلامی کی فلاح و بہبود ہی ان کے پیش نظر ہے اگر یہ سب جماعتیں جو گزشتہ اختلاف میں مبتلا ہیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلہ کے حسن و قبح پر مخلصانہ غور و فکر کریں تو یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی راہ عمل نکل سکتی ہے جس پر سب کا اتفاق ہو جائے مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب نیت بخیر ہو۔

لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو عام مسلمانوں کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ عام مسلمان ایڈریس بھیج کر صاف الفاظ میں کہدیں کہ جب تک آپ آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ کر لیں گے اس وقت تک ہم آپ کی بات نہیں سنتے خصوصاً ان لوگوں کو تو صاف جواب دیدینا چاہیئے جو فضل مسئلہ کو چھوڑ کر دوسری استعمال انگیز تقریر و تحریر سے کام لیتے ہیں اور اس طرح عوام کو اصل مسئلہ کی حقیقت کے سمجھنے سے محروم رکھتے ہیں اور صحیح راستہ اختیار کرنے سے باز رکھتے ہیں۔

برادران اسلام! موجودہ خلفشار اور انتشار و افتراق کی حالت سخت تباہ کن ہے اور ہر ایک مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر درد و ملت ہے اس کا یہ فرض ہے کہ امت مسلمہ کے اس افتراق و انتشار کو دور کرنے کی کوشش کرے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد انہ تعالیٰ جواد کریم رؤف الرحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد۔

درود و سلام ہو اس سردار کونین فخر دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے مسلمانوں کو متحد رہنے کی تلقین کی اور صدیوں کی جاہلیت کی عداوتوں اور خصومتوں کو محبت و اخوت اور الفت و یگانگت سے بدل دیا اور حکم دیا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ اور المسلم کجسد اذا اشتکے علینہ اشتکے کلہ و اذا اشتکے راسہ اشتکے کلہ اور سلام و رحمت ہو جو اس رحمت عالم و عالمیان پر جس نے جاہلیت کی نااتفاقی جو صدیوں سے چلی آتی تھی باہمی محبت و الفت میں بدل دی اور ہر اک کلمہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا اور ان کے درمیان مواخات قائم کی اور نااتفاقی سے رکنے اور اختلافات کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی روشنی میں طے کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مرتضیٰ علی پر جو رسول اللہ کے مقدس اسوۂ حسنہ کے پیرو تھے اور آپس میں محبت رکھتے تھے اور اگر اختلاف پیدا ہوتا تھا تو اس کو جلد سے جلد رفع کر لیتے تھے ایک دوسرے پر تہمتیں نہیں تراشتے تھے نہ الزام لگاتے تھے نہ نیتوں پر حملہ کرتے تھے بلکہ باوجود اختلاف رائے کے ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت کی ازواج مطہرات پر اور آپ کے آل و اہلبیت پر خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت کی بیٹی فاطمہ زہرا حضرت کے نواسوں امام حسن و امام حسین پر جو قدم بقدم رسول کے چلتے تھے جو اختلافات بہت کم پیدا ہوتے تھے اور مسلمانوں میں صلح پیدا کرا دیتے تھے ان کے اختلافات ختم کرا دیتے تھے اور اپنی زبانوں کو تہمتوں سے آلودہ نہ کرتے تھے سب مسلمانوں کو بھائی بھائی سمجھتے تھے سب کی عزت کرتے تھے اور مختلف فیہ مسائل پر بیٹھ کے دل سے عزیز بحث کر کے ان کو برادرانہ طریق پر طے کر لیا کرتے تھے۔

اور درود و سلام ہو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب خصوصاً عشرہ مبشرہ اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر جو سب کے سب "کل مومن اخوۃ" پر عامل تھے جن کے ہاتھوں زبان وغیرہ سے تمام مسلمان محفوظ رہتے تھے اور اختلاف کی صورت میں بھی باہمی رشتۂ محبت و اخوت کو قطع نہیں دیتے تھے۔

اور درود و سلام ہو حضرات ائمہ اہلبیت و حضرات ائمہ اربعہ اور دیگر اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام پر جو ہر حال میں مسلمانوں کی عزت و حرمت کو نگاہ رکھتے تھے ان کے اختلافات کو خدا و رسول کے حکم کے مطابق کرتے تھے اپنی زبانوں کو اپنے بھائیوں کی برائی سے ملوث نہ ہونے دیتے تھے۔ اے اللہ رحمت نازل کر ان اسلام و علمائے کرام پر اور اے اللہ مسلمانوں کو توفیق عطا کر کہ وہ اپنے اختلافات کو اس میں اچھے طریقہ پر برادرانہ طور پر طے کر لیں جن کے اندر بعد باہمی محبت پیدا ہو اور عناد و دشمنی کو ان کے دل سے نکال دے اور ان کے اندر اتفاق و یکجہتی پیدا کر تفاق و تحقق سے ان کے سینوں کو پاک کر دے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عبادا اللہ ارحمکم اللہ بتقوی اللہ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم و ادعوہ یستجب لکم و لذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون

کشکول

رسول نمبر کی وجہ سے آج چوتھے مہینہ ملکی مسائل کی معاملات پر اظہار خیال کا موقع ملا ہے چار ماہ کے طویل عرصہ میں واقعات کی رفتار میں اگر بہ کوئی عظیم تغیر و انقلاب نہیں ہوا تو ایک ماہوار رسالہ کے ناظرین کے لئے مسائل ملکی سے کتنے عرصہ تک چسپی یقیناً ایک نقصان ہے مگر اس کے سوا چارہ بھی نہیں تھا رسول نمبر کی تیاری کے لئے دو مہینہ کی مدت کچھ زیادہ نہیں پھر رسالہ لمبے میں سیاسی و ملکی مسائل پر شذرات لکھنا کچھ ناموزوں سی بات تھی اس لئے ضروری تھا کہ رسول نمبر کے مناسب ہی شذرات بھی لکھے جائیں اس طرح پورے چار ماہ کا توسط ہو گیا اب اگر چار ماہ کے واقعات کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس طرح چار مہینہ کے ضروری و اہم مسائل سے ناظرین مولوی نا واقف رہ جائینگے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصر چار ماہ کے واقعات و مسائل ملکی پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

افغانستان

بدقسمت افغانستان کی حالت ابتک تقریباً بدستور ہے کوئی اہم اور امید افزا تغیر نہیں ہوا کہ مستقبل قریب میں سلطنت شاہی کا خاتمہ ہو کر کوئی معقول مرکزی حکومت قائم ہو جائے گی بلکہ وہی بدنظمی اور ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ مسلمان امرا خان کے افغانستان چھوڑ دینے کے بعد تمام امیدوں اور آرزوؤں کے مرکز صرف نادر خان بن گئے ہیں آپ ہی کی ذات سے یہ توقع تھی اور ہے کہ آپ افغانستان کو اس ابتلا و آزمائش اور اس مصیبت سے نجات دلائینگے مگر ابھی تک آپ کو اس مقصد عظیم و شریف میں آپ کو کامیابی نہیں ہوئی تاہم ابھی تک تمام امیدیں آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہیں اور اگر تمامیہ ایزدی شامل ملکی توقعی امید ہے کہ افغانستان کے نجات دہندہ آپ ہی ہوں گے۔

مصیبت یہ ہے کہ افغانستان کی آبادی قبائل پر مشتمل ہے اور قبائل کا یہ عالم ہے کہ جس طرح عرب جاہلیت کے زمانہ میں قبائل ایک دوسرے سے سخت عداوت اور دشمنی رکھتے تھے۔

اسی طرح افغانی قبائل بھی ایک دوسرے سے سخت عداوت رکھتے ہیں اگر ایک قبیلہ ایک طرف ہوتا تو اس کا مخالف قبیلہ دوسری طرف ہو جاتا ہے اسکے علاوہ آپس میں لڑتے ہیں اور چونکہ افغانی سخت لالچی اور طماع ہوتے ہیں اور جہالت کی وجہ سے ملکی مفاد کی اہمیت سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے تھوڑی سی طمع ان کو گمراہ کر دیتی ہے۔ جنرل نادر خان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے اگر کافی روپیہ ہوتا تو اب تک قبائل کی ہمدردی وہ حاصل کر چکے ہوتے اس کے مقابلہ میں بچہ سقہ مشک کے پانی کی طرح روپیہ بہا رہا ہے اس کے پاس روپیہ کہاں سے آتا ہے یہ ایک سوال ہے جو موجودہ صورت حال کے خاتمہ پر سامنے آئیگا تاہم دو رہین نظریں تا ہو چکی ہیں کہ کون اس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔

الربچہ سقہ اب تک تخت کابل پر قابض ہے مگر اہل نظر کو یقین ہے کہ خاہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ ہی فیصلہ کیوں نہ ہو مگر مستقلاً بچہ سقہ افغانستان کا بادشاہ نہیں رہ سکتا اگرچہ اس وقت افغانستان کی بدبختی کی وجہ سے وہ برسر اقتدار ہے اور ہر طرف بدبختی اور انارکی اور بدنظمی پھیلی ہوئی ہے مگر وقت آئیگا کہ قبائل کو اس امر کا احساس ہوگا کہ ان کی جہالت اور حماقت کی وجہ سے ایک جاہل چور اور ڈاکو بادشاہ بن بیٹھا ہے جونہی یہ احساس پیدا ہوا بس وہی لمحہ سقے کے نیچے کی آخری لمحہ ہوگا۔ چونکہ جنرل نادر خان استقلال کے ساتھ مقابلہ پر جمے ہوئے ہیں اسلئے توقع ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائیگا چنانچہ تازہ ترین جو اطلاع ان سطور کے سپرد قلم کرتے وقت موصول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ نادری افواج گردیز کو جو ایک اہم مقام ہے فتح کر لیا ہے اور مقام خوست میں بھی جنگ ہو رہی ہے سقہ شاہی فوج محلہ میں محصور ہو چکی ہے اور نادری افواج نے محاصرہ کر لیا ہے اگر یہ خیال صحیح ہے تو اس کو فال نیک سمجھنا چاہیئے۔

بہرحال اب تک بدبخت افغانستان اپنے جاہل فرزندوں کی وجہ سے مصائب میں مبتلا ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی اور کتنے اس کی قسمت میں یہ گردش لکھی ہوئی ہے اس عرصہ میں بھی جو نقصان ہو چکا ہے وہ ناقابل تلافی ہے اور پچاس سال کے لئے افغانستان پیچھے جا پڑا ہے اور انا للہ الخ دو تہائی تہذیبی ترقی اس نے کی تھی وہ سب خاک میں مل چکی ہے اللہ تعالےٰ افغانیوں کو عقل و فہم عطا کرے اور اس اسلامی ملک کو اعدائے اسلام کی دست برد سے محفوظ رکھے۔

بیت المقدس میں یہودیوں کی شورش

برطانیہ کے قدم جس سرزمین میں پہنچتے ہیں اور وہاں کوئی فتنہ و فساد نہ ہو کم اس کو اعجاز سمجھنا چاہیئے ہندوستان کا حال ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ رات دن ہندو اور مسلمان کٹتے مرتے ہیں مصر میں بھی یہی صورت پیدا ہوئی تھی مگر وہاں کے مسلمانوں نے اس چال کو سمجھ لیا اور قبطیوں کے تمام مطالبات پورے کر دیئے جسکے بعد بین الملل قضایا کا خاتمہ ہو گیا اب فلسطین میں وہی جلوے نظر آنے لگے ہیں جو تمام انگریزی مقبوضات کی خصوصیت ہیں۔

ترکوں کے قبضہ سے نکل کر جس وقت فلسطین انگریزوں کے قبضہ میں آیا تو برطانیہ نے ایک نئی حکمت عملی اختیار کی جو اسکے قبضہ جلکانہ کے لئے ہمیشہ ہر جگہ مفید ہوئی ہے یعنی خالص عربی ملک میں ایک نئے عنصر کو داخل کرنے کا فیصلہ بالجبر کیا تاکہ عربی یہودی جھگڑا شروع ہو جائے اور برطانیہ الطمینان سے حکومت کر سکے چنانچہ یہود یوں کے لئے فلسطین کو نوآبادی بنایا گیا اور دنیا بھر سے یہودیوں کو بلا بلا کر وہاں بسایا گیا اس طرح ایک ملک کے دو دعویدار پیدا کر دیئے گئے اور جس ملک میں صرف ایک قوم بستی تھی: ہاں ایک ایسا عنصر پیدا کر دیا گیا جو اہل ملک کے برابر ہی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ حقوق کا دعویٰ کرنے لگی اس کا قدرتی نتیجہ وہی نکلا جو اس اسکیم کے مجوزین کے پیش نظر تھا یعنی یہ کہ منافقات شروع ہو گئے۔

آجکل عربی یہودی فساد کی خبریں زور شور سے آرہی ہیں اور بنائے فساد یہ بتلائی جاتی ہے کہ حرم میں ایک دیوار ہے جس کو براق شریف بھی کہتے ہیں یہ دیوار یا یہ جگہ جہاں دیوار ہے مسلمانوں کے نزدیک بھی مقدس و محترم ہے اور یہودیوں کے نزدیک بھی مسلمانوں کے بیان کے مطابق یہودی اس مقام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں بس یہی بنائے فساد ہے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق نہایت سخت اور ہولناک فساد مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوا ہے اگرچہ اسی مسئلہ پر پہلے بھی فساد ہوا تھا مگر وہ اس قدر شدید اور ہولناک نہ تھا اس مرتبہ اس فساد کی آگ نے دور دور تک شعلے پھیلا دیئے ہیں اور صرف بیت المقدس تک فساد محدود نہیں رہا بلکہ تصبوں اور دیہاتوں میں بھی اس آگ کی لپٹیں پہنچ گئی ہیں یہاں سے زائد صرف بیت المقدس میں مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور جو مضافات میں شہید کئے گئے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں اور ان کی کچھ خبر نہیں یہ تو یہودیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں اور برطانوی سنگینوں ہندوقوں اور ہوائی جہازوں کے جو لوگ نشانہ بنے وہ علیحدہ ہیں

خبریں جو آرہی ہیں ان میں یہودیوں کی جانبداری کا کھلا ہوا رنگ جھلک رہا ہے کیونکہ یہودی برطانوی ہوس شہنشاہیت کی سپر ہیں اسلئے سارا الزام مسلمانوں کے سر ہو رہا گیا ہے انہی کو حملہ آور ظاہر کیا گیا ہے اور یہودیوں کو مظلوم بتلایا جاتا ہے۔

بظاہر جھگڑا ایک دیوار کا ہے مگر اس کی بنیاد پر اصلی بنائے مخاصمت سیاسی ہے یعنی یہ کہ فلسطین جو خالص عربوں کا ملک تھا اس میں یہود یوں کو بھی حصہ دار بنا دیا گیا ہے یہ برطانوی سیاست کی نیرنگ سازی ہے کہ اگر عرب اپنے ملک کی آزادی کا مطالبہ کریں تو ان کی موانست میں یہودیوں کو کھڑا کر دیا جائے اور حسب قاعدہ کہہ دیا جائے کہ برطانیہ اقلیت کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور وہ کسی طرح فلسطین کو خالی نہیں کر سکتی۔

ہندوستان کے مسلمان برطانیہ کی پالیسی سے اچھی طرح واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہود فوائد کا منشا کیا ہے اس لئے برطانوی حکومت کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ مسلمان اس سکت علی و لپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے اگرچہ وہ کچھ مدد اپنے فلسطینی بھائیوں کی اس وقت نہیں کر سکتے مگر ان تمام تجربات سے وہ ہندوستان میں ضرور فائدہ اٹھائینگے۔

پنڈت موتی لال نہرو کا بیان

نہرو رپورٹ کے سلسلہ میں جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں ان کے متعلق پنڈت موتی لال نہرو نے سید عبد اللہ بریلوی اڈیٹر مہبی کو ایک خط تحریر فرمایا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ جو نزاعی امور باقی رہ گئے ہیں ان کیلئے گفت و شنید کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہر وقت ان کے متعلق باہمی گفت و شنید ہو سکتی ہے اور کوئی مناسب حل تلاش کیا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں سطور ذیل کے مطالبات کا ذکر بھی کیا ہے جو مسٹر جناح نے آل پارٹیز کنونشن کلکتہ میں پیش کئے تھے اور لکھا ہے کہ وہ چھ مطالبات تھے جن میں سے دو منظور کر لئے گئے ہیں اور چار کے لئے وہ اڑا ہوا ہے۔

اس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ اگر ان کو منظور کر لیا گیا تو نہ تو ہندوؤں کا بیڑہ غرق ہو جائیگا اور ان کے منظور نہ کئے جانے سے مسلمانوں کا بیڑہ ہی غرق نہیں ہوتا۔

اس بیان نے اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ جو مخالفین پروپیگنڈہ طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے ہیں وہ بالکل مہمل ہو نہرو رپورٹ صحیفہ آسمانی نہیں ہوا اور نہ بات موتی لال نہرو نے صاف الفاظ میں بتلا دیا ہے کہ مفاہمت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور جو مطالبات منظور نہیں ہوئے وہ باہمی گفت و شنید سے طے کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بیان سے جہاں تاگا مذہبی مسٹر جناح اور علی برادران سے مل کر تیار کئے خیالات بھی گر چکے ہیں۔

ہمارے نزدیک مناسب یہی ہے کہ بجائے شور و غل برپا کرنے کے باہمی طور پر مسئلہ کے حل کی کوئی صورت نکالنی چاہیئے ہندوؤں کو برا بھلا کہنے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف ابھارنے سے کچھ نہیں ہوگا اور نہ اس طرح یہ لاینحل مسئلہ حل ہو سکتا ہے اب اس بیان کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے مطالبات میں معقولیت کا رنگ پیدا کریں اور ہندو اپنی تنگ نظری کو چھوڑ کر قوم پرستانہ نقطۂ نظر سے ان پر غور کریں اور ضد میں معاملہ کو خراب نہ کریں۔

کیلکر و مونجے کی ٹریژ خائی

پنڈت موتی لال نہرو کے مصالحانہ اور معقولانہ بیان کا اثر سارے ملک پر تو یہ ہوا کہ ہر شخص کو امید کی ایک شعاع نظر آنے لگی اور سیاسیات ہند میں جو ابتری پھیل گئی ہے اسکے دور ہونے کے کچھ آثار نظر آنے لگے لیکن کہ ہندو سبھائی متعصب مرہٹہ لیڈر کیلکر اور مونجے نے پھر وہی دھن الاپنی شروع کی جو آج سے پہلے اور سالہا سال پہلے سے تمام ہندو سبھائی تنگ نظر دنیا الاپ رہی ہے اور جس نے یہ تمام خرابیاں پیدا کی ہیں اور ملک کے اندر ایک طوفان بے تمیزی برپا کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج جو سیاسیات ہند میں ابتری و بدنظمی نظر آتی ہے اور ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا ہو گیا ہے اس سب کی ذمہ داری اسی قسم کے متعصب تنگ نظر جماعت ہندوؤں پر عائد ہوتی ہے کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو شروع سے انصاف و معقولیت سے منحرف ہے اور مفاہمت کے راستہ میں روڑے اٹکاتی رہی ہے مسلمانوں کے مطالبات عموماً منصفانہ اور معقول ہیں اور اگر کسی قدر ان میں بے اعتمادی کا رنگ جھلکتا ہے تو اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ ہندوؤں نے جن کی ہندوستان میں اکثریت ہے اپنے نا منصفانہ اور تنگ نظرانہ طرز عمل سے مسلمانوں کو بیزار اور بے اعتماد کر دیا ہے اور اکثریت کا جو فرض ہے اس کو محسوس نہیں کیا دنیا بھر میں اقلیت کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا جاتا ہے اور اکثریت حق سے زیادہ دیکر اقلیتوں کو مطمئن کیا کرتی ہیں مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے کہ اکثریت فیاضانہ سلوک کرنا تو ایک طرف رہا واجبی اور جائز حقوق کے دینے سے بھی انکار کرتی ہے اور اس فکر میں ہے کہ سب کچھ اپنے لئے مخصوص کر لے۔

دنیا بھر میں اقلیت اپنے حق سے زیادہ طلب کیا کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اکثریت کی طرف سے مطمئن نہیں ہوتی اس لئے سیف گارڈز یعنی تحفظ حقوق کے ذرائع کی تلاش میں رہتی ہے اور دنیا بھر کی اکثریتیں اپنا

فرض سمجھتی ہیں کہ اقلیتوں کو زیادہ سے زیادہ دیجر مطمئن کردیں اور جہاں ایک دفعہ نیک نیتی اور نیک دلی کا ثبوت ان کو ملا پھر ان کو کسی قسم کا خدشہ نہیں رہتا اور یورپین اطمینان کے ساتھ وہ ملکی تحریکات میں اکثریت کے دوش بدوش گامزن ہوتی ہیں۔

لیکن ہندوؤں کی اکثریت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہی نہیں کہ اقلیت ہمیشہ شکی ہوتی ہے اس لئے اس کے شکوک کو رفع کرنے کے لئے کہ اس کے ساتھ انصاف تو کرنا چاہیئے۔ ہندوؤں کی اس تنگ نظری کا یہ نتیجہ ہے کہ سلمان جو اقلیت میں ہیں وہ ہندوؤں کی ذہنیت کو شک اور بے اعتمادی و بدظنی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہی چیز تمام خرابیوں کی جڑ ہے اور جب تک ہندوستان کے ہندوؤں کی ذہنیت کا یہ کلیتہً نہ بدلے اور مالوی کی سی رہے گی اس وقت تک ہندوستان کا یہی حال رہے گا۔

بمبئی اور پنجاب کی سائمن کمیٹیوں کی رپورٹ

سائمن کمیشن کو مدد دینے کے لئے ایک تو مرکزی مجلس نامزد کی گئی تھی جس میں اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے سات ممبران تھے چار اسمبلی کے اور تین کونسل آف اسٹیٹ کے اور ہر اک صوبہ کی کونسلوں نے سوائے صوبجات متوسط کے اسی طرح کی ایک ایک کمیٹی مقرر کی تھی ان میں سے بمبئی اور پنجاب کی کونسلوں کی سائمن کمیٹیوں نے اپنی رپورٹ شائع کردی ہے۔

ان کی رپورٹیں ملکی اور اسلامی ہر دو نقطہ نظر سے سخت قابل اعتراض ہیں ملک نے سائمن کمیشن کا مقاطعہ کیا تھا کہ بنکہ اس کمیشن سے کوئی توقع بھلائی کی نہ تھی مگر اسکے باوجود چند ہندو اور مسلمانوں نے ملک کے فیصلہ کی پروا نہ کی اور از راہ غداری ملکی فیصلہ کے خلاف انہوں نے تعاون کیا کہا جاسکتا ہے کہ ان کی رائے نیک نیتی سے بھی تھی ان کو مطعون نہ کرنا چاہیئے تاہم ان کا فرض یہ ضرور تھا کہ سب سے پہلے وہ ملک کی رائے عامہ کی ترجمانی کرتے اور پھر اپنے فرقہ کی رائے اور خواہش کا پاس ولحاظ رکھتے مگر انہوں نے ان میں سے کسی ایک کا بھی خیال نہیں کیا۔

اور سب سے زیادہ مسلمان ممبران پر تعجب ہے وہ خود فرقہ پرست ہیں اور نہرو رپورٹ کے سخت مخالف ان کا فرض تھا کہ کم از کم اس مسلمان طبقہ کی رائے کی ترجمانی ضرور کرتے جو نہرو رپورٹ کا مخالف ہے اور اس کی سفارشات دہی ہونی چاہیئے تھیں جو مسلم کانفرنس میں جمع ہو کر اس جماعت نے منظور کی تھیں یہ دوسری بات ہے کہ مطالبات حامیان نہرو رپورٹ کے نزدیک صحیح نہوں مگر چونکہ ان کا تعلق اسی طبقہ سے تھا اور انہی تقاضی کی بنا پر وہ نہرو رپورٹ کے مخالف تھے جس کا اظہار مسلم کانفرنس کی تجویز میں کیا گیا تھا اس لئے اسی کے مطابق اور اسی کے ماتحت اپنی سفارشات کو رکھنا ان پر اصولاً لازم تھا۔

مگر ان بے اصول اور حکومت پرست مسلم ممبران نے نہ صرف ملک سے غداری کی بلکہ مسلم قوم کے ساتھ بھی غداری کی ہے سائمنک کہ مسلمانوں کی جبر جبات سے ان کا تعلق تھا اس کے ساتھ بھی عامدی کی اور نہایت بیدردی اور انتہائی بے پروائی کے ساتھ مسلم حقوق کا قتل عام کردیا اور حد یہ ہے کہ اکثر سفارشات اس قدر ناقابل پذیرائی ہیں کہ مخالفین نہرو رپورٹ جن مسلمانوں کو از راہ طنز و تعریض ہندو پرست برلا کے غلام اور پروانی کہتے ہیں وہ بھی اسکے مخالف ہیں پنجاب کے مسلمانوں کا عام مطالبہ یہ ہے کہ چونکہ ان کی آبادی کی اکثریت ہے اور یہ اکثریت نہایت قلیل ہے اس لئے ان کی نمایندگی آبادی کے تناسب سے ہونی چاہیئے دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ غیر مشتبہ طریق پر ان کی اکثریت قائم و برقرار رکھی جانی چاہیئے۔

حامیان نہرو رپورٹ بھی اس مطالبہ سے متفق ہیں اور انہوں نے بھی اس اصول کے مطابق نہرو رپورٹ کی تجویز کو منظور کیا ہے ان کے نزدیک نہرو رپورٹ کی تجویز کے ماتحت صرف آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کی نمایندگی ہوگی ملکی امور سے بھی زائد نشستیں حاصل کرسکیں گے یہ دوسری بات ہے کہ فریق مخالف کے نزدیک نہرو رپورٹ کی تجویز اطمینان بخش نہیں ہے اور صورت حال مشکوک رہے گی یعنی اکثریت یقینی طور پر قائم نہیں رہے گی لیکن اس کے برخلاف پنجاب سائمن کمیٹی کے مسلم ممبران نے یقینی طور پر مسلم اکثریت کا خاتمہ کردیا ہے یعنی صرف ۵۱ فیصدی کی سفارش کی اور یہ صرف ایک فیصدی کی اکثریت بھی اس طرح خیمہ کردگئی ہے کہ بعض مخصوص حلقوں کے انتخاب قائم کرنے پر رضامندی کا اظہار کردیا گیا ہے جو مخصوص طور پر ہندو حلقے ہیں اور اس طرح صرف پچاس فیصدی کا تناسب باقی رہجاتا ہے جو کسی فریق کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں۔

مسلمانوں کی تمام جماعتیں خواہ وہ نہرو دانی ہوں یا نہوں سب اس امر پر متفق ہیں کہ صوبہ سرحدی کو تمام دوسرے صوبجات کی طرح مساوی حقوق و اختیارات و اصلاحات ملنی چاہئیں اور نہرو رپورٹ میں بھی اسی کی سفارش کی گئی ہے کہ صوبہ سرحدی کو دوسرے تمام صوبوں کے مساوی حقوق دیئے جائیں مگر مسلم ممبران سائمن کمیٹی نے اس کے خلاف یہ سفارش کی ہے کہ اس کو موجودہ اصلاحات دی جائیں یعنی اس بدبخت صوبہ کو جس میں مسلمان ۹۳ فیصدی آباد ہیں تمام دوسرے صوبوں سے ایک درجہ نیچے کردیا جائے۔

ان سفارشات سے ان ممبران کی مسلم کشی کا اندازہ اچھی طرح ہوسکتا ہے کہ بمبئی سائمن کمیٹی کے مسلم ممبران کی اس نے انہوں نے بمبئی سے سندھ کی علیحدگی کی مخالفت کی ہے حالانکہ نہ صرف مسلمانان سندھ کی یہ متفقہ خواہش ہے کہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرکے جداگانہ صوبہ بنایا جائے بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں اور تمام مسلم جماعتوں کا متفقہ مطالبہ ہے اور نہرو رپورٹ نے بھی اس مطالبہ کو تسلیم کیا ہے اور علیحدگی کی سفارش کی ہے ان حالات کے بعد کیا کوئی تبلا سکتا ہے کہ ان کمیٹیوں کے مسلم ممبران نے کس قوم اور کس جماعت کی ترجمانی کی ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایسی مسلم جماعت موجود نہیں ہے جو مدد نہرو رپورٹ کے جن کو مخالفین نہرو رپورٹ حقوق مسلمین کا قاتل کہتے ہیں جو سرحدی صوبہ کو دوسرا صوبوں کے برابر حقوق واختیارات دیئے جانے کی مؤید ہو اور سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کی حامی ہو گویہ ہو کہ یہ دونوں کے مخالف ہیں

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ صرف اپنے نفس اور اپنے مصالح کے مؤید اور ترجمان ہیں انہوں نے سمجھا کہ مقامی حکومتوں کا ڈیہ بنجانا ہی ہے اس لئے انہوں نے بھی اٹھا کر وہی سفارشیں کردیں ان بندگان اغراض کے اندر اتنی جرات کہاں کہ حکومت کے خلاف

لب کھول سکیں ہندوؤں کے خلاف بھی اس وقت تک شور کرتے رہتے ہیں اور اسی حد تک جب تک کہ حکومت چاہتی ہے اس سے آگے قدم بڑھانا ان کے حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ ان حکومت پرستوں کا سینکڑوں دفعہ تجربہ ہو چکا ہے مگر مسلمان ہیں کہ ابتک ان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کی ہندوؤں کے خلاف سرگرمی کی وجہ سے اس دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق کے بڑے محافظ ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کے نہ صرف ملکی بلکہ مذہبی حقوق بھی حکومت اور نظام کے ایک اشارے پر فروخت کر دیا کرتے ہیں ہونے عرصے کے بعد یعنی سائمن کمیشن کی رپورٹ شائع ہونے اور پارلیمنٹ سے اس کے قانون بننے کے بعد یہی حضرات جو سل کانفرنس میں جمع ہو کر بلند بانگ دعاوی کر چکے ہیں یکے بعد دیگرے اسکے مؤید ہو جائینگے خواہ اس رپورٹ میں اور اسکے قانون بننے کے بعد مسلمانوں کے تمام اہم مطالبات مسترد کیوں نہ کر دیئے جائیں اسلئے کہ ان لوگوں کا واحد مقصد جداگانہ انتخاب کو باقی رکھنا ہے تاکہ ان کی کاسبی کا کاروبار کہلا رہے باقی دوسرے مطالبات چاہے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیئے جائیں مگر یہ ان کی پرواہ بھی نہ کرینگے کیونکہ ان کی نیتوں میں نہ تو خلوص ہے اور نہ ان کے اندر اتنی جرأت ہے کہ مسلم کانفرنس کی مانٹگوری کے بعد حکومت کا مقابلہ کر سکیں اور اسکے خطرات برداشت کر سکیں۔

مسلمانوں کے لئے واحد چارہ کار

ان حالات میں کہ ایک طرف مسلمانوں کمیٹیوں کے مسلم ممبران نے علانیہ مسلم حقوق کے سلگے پر چھری پھیر دی اور دوسری طرف مسلم کانفرنس کے اکثر زعماء اس وضع کے ہیں کہ حکومت کے خلاف مردانہ وار کبھی ایسا ہوکر جنگ نہیں کر سکتے جس طرح کہ کانگرسی ہندو مسلمان کرتے ہیں اور حکومت کے مفاد و مصالح صاف وغیر شبہ طور پر مسلم مطالبات کے خلاف ہیں اس لئے جہاں تک صوبہ سرحدی کو مساوی درجہ دینے سندھ کی علیحدگی اور پنجاب میں مسلم اکثریت کے قائم و برقرار رکھنے کا تعلق ہے حکومت سے یہ امید نہ رکھنی چاہیئے کہ مسلمانوں کا ساتھ دیگی بلکہ ہر ایک معمولی شخص جو سیاسیات میں ذرا سا بھی درک رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ان مطالبات کے خلاف جانگی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس بنا پر ہندو سبھائی ہندو ان مطالبات کے خلاف ہیں اور وہ ہرگز ہرگز سندھ کی علیحدگی سرحدی صوبہ کو مساوی حقوق اور پنجاب میں مسلم اکثریت کے مطالبات منظور نہ کرے گی اور ہندو سبھائی ہندو اس نا انصافی میں حکومت کا ساتھ دینگے۔

جب کیفیت یہ ہے سائمن کمیٹی کے مسلم ممبران مسلم مطالبات کے خلاف ہیں مسلم کانفرنس کے اکثر لیڈر سر شفیع کے "ٹامٹ" کے حکومت کے خلاف جانبکی جرأت نہیں کر سکتے اور حکومت جداگانہ انتخاب کے علاوہ تمام اہم مطالبات کی مخالفت ہے تو اس صورت میں نہ مسلمان نہرو رپورٹ کی مخالفت کر سکتے ہیں اور اپنے آپ کو تو پرست بھی کہتے ہیں کیا کریں گے کانگرس سے وہ علیحدگی کا راگ آلاپ رہے ہیں حکومت سے کوئی توقع اور امید نہیں حکومت پرست مسلمانوں سے بھی یہ توقع نہیں کہ وہ بصورت نامنظوری مسلم مطالبات کے حکومت کا مقابلہ کرینگے پھر ان حالات میں وہ مسلم جو کل تک کانگریس میں شریک تھے اور آج بھی حکومت سے تعاون کرنا گناہ سمجھتے ہیں کیا کرینگے۔

ظاہر ہے کہ ان حالات میں ان حضرات کی طاقت بے انتہا گھٹ جائیگی جو اپنے آپ کو قوم پرست بھی کہتے ہیں اور کانگرس سے بھی خلاف ہیں کیونکہ مسلمانوں میں سے دو جماعتیں ان سے علیحدہ ہو جائینگی ایک وہ جو نہرو رپورٹ کی حامی ہیں اور ایک وہ جو حکومت پرست ہیں اور جب اس قدر وہ کمزور ہو جائینگی تو تنہا آبجی ٹیشن کر کے کیا حاصل کر سکتے ہیں خصوصاً جبکہ ان کے آبجی ٹیشن کے خلاف خود مسلمانوں کی جماعتیں ہونگی۔

اس مشکل کا حل کانگرس کی شرکت ہے

اس مشکل صورت حال اور اس پیچیدہ مسئلہ کا حل اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے کہ نہرو رپورٹ کی اندھا دھند مخالفت ترک کی جائے اگلی کانگرس میں شریک ہو کر اپنے مطالبات کو جو معتدل ہیں ان کو منوانے کی کوشش کی جائے اور نامعقول و غیر معتدل مطالبات کو چھوڑ دیا جائے یہ ظاہر ہے کہ نہرو رپورٹ نے اہم مطالبات مسلمانوں کے پورے کر دیئے ہیں اور جو جزوی اختلاف باقی ہے وہ باہمی گفت و شنید سے دور ہو سکتا ہے۔

اس صورت میں اس امر کا موقع رہے گا کہ اہم مسلم مطالبات کے لئے جو نہرو رپورٹ نے تسلیم کر لئے ہیں کانگرس کے ساتھ مل کر حکومت سے جنگ کی جائیگی اور حکومت پر زور ڈالا جا سکیگا کہ وہ ان مطالبات کو تسلیم کرے کیونکہ کانگریس بصورت حکومت سے نہرو رپورٹ کو بناوٹ و دیگر یا مکمل آزادی کا اعلان کر کے جنگ کرے گی اگر مسلمان کانگرس سے علیحدہ رہے تو اس کا ایک ہی نتیجہ نکلیگا کہ مسلمان نہ ادھر کے رہیں گے نہ ادھر کے اور ان کی آواز بے اثر ہو کر رہ جائے گی۔

اس کے علاوہ سب سے زیادہ نقصان جو مسلمانوں کو کانگریس کی علیحدگی سے پہنچیگا وہ یہ ہے کہ مسلمان سیاسیات سے بے بہرہ ہو جائینگے اور حکومت مقتدرہ مسلمان ان کو حکومت کے قدموں میں لجا کر ڈال دینگے اور مسلمانوں کے اندر جو سیاسی ذوق پیدا ہوا ہے وہ پھر جمود و پستی اور حکومت پرستی سے تبدیل ہو جائیگا۔ لہٰذا خدا خدا کر کے مسلمانوں کی سمجھ میں یہ حقیقت آئی تھی کہ حکومت ان کی دوست نہیں ہے اور یہ کہ اپنے مصالح اور مفاد کے لئے ہندوؤں کے مقابلہ کے لئے اس نے مسلمانوں کو آلہ کار بنایا تھا اور چالیس سال تک حکومت کی غلبہ پسند دوہا پالیسی کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سوائے اس ضرر اور مہلک چیز کے جس کو جداگانہ انتخاب کہتے ہیں اور کوئی چیز مسلمانوں کو حاصل نہیں ہوئی اور یہ خود حکومت کے مفاد کی چیز تھی اس لئے نہایت فیاضی سے وہ ان کو دیدی گئی اس کے علاوہ اور کوئی چیز ہی ان کو حکومت پرستی کے صلہ میں نہیں ملی

اسکے برعکس کانگرس اپنی جدوجہد میں ہر دور کے اندر کامیاب رہی ہے آج جس قدر ملکی حقوق ملے ہیں سب کانگرس ہی کی کوششوں سے ملے ہیں اس کے اندر آئینی طاقت ہے کہ وہ جبر حکومت کا مقابلہ کر سکے۔ اس حالت میں کہ مسلمان کانگرس کے سخت مخالف تھے جب کانگرس اپنی جدوجہد میں کامیاب رہی تو آج جبکہ کانگرس کی طاقت سب سے زیادہ ترقی کر چکی ہے اور مسلمانوں کی ایک جماعت کانگرس کی مؤید و حامی ہی ہو یقیناً اس کی کامیابی میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے جو مسلمان کانگرس کے مقاطعہ کا راگ الاپ رہے ہیں وہ حد درجہ ناعاقبت اندیش اور نہایت ہی غلط فہمی واقع ہوئے ہیں کہ آفتاب کی روشنی ہر چیز کو روشن کر رہی ہے مگر ان کو کچھ نہیں نظر نہیں آتا تعداد و سٹیڈ ہری ان کے مشہ سے برابر مقاطعہ کی صدا بلند کر رہا ہے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا قیمتی مشورہ

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کانگرس کے جھگڑوں میں کبھی نہیں رہے بلکہ ایک اعتبار سے کانگرس کے مخالفین ہی میں ان کا شمار ہوتا رہا ہے اگر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے حالات کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے چنانچہ آپ کے باوجود اس امر کے کہ سیاسیات سے آپ کو کوئی سروکار نہیں رہا اگر آپ مجبور ہو گئے یا حالات نے آپ کو مجبور کر دیا کہ آپ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیں کہ وہ کانگرس میں شریک ہوں اور اس کا مقاطعہ کرنے کی خود کشانہ حماقت کا ارتکاب نہ کریں۔

خواجہ صاحب نے اس رائے کا اظہار فرمایا ہے کہ موجودہ حالات میں کانگرس کا مقاطعہ مسلمانوں کے لئے خودکشی کے مترادف ہے ان کو چاہیئے کہ وہ کانگرس میں رہکر اپنے اختلافات کا اظہار کریں کیونکہ مسلمانوں کی سیاسی نجات اسی میں مضمر ہے واقعہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے نہایت صحیح اور بروقت مشورہ مسلمانوں کو دیا ہے اور امید ہے کہ مسلمان اس صحیح مشورہ پر عمل کریں گے اور ان لوگوں کی بات نہیں سنیں گے جو خارجی امور سے متاثر ہو کر اور ذاتی کاوشوں اور کدورتوں سے اثر پذیر ہو کر بے سوچے سمجھے کانگرس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ مسلمانوں کو دیرہے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں کی سیاسی نجات اسی میں ہے کہ وہ کانگرس کے ساتھ ملکر ملک کی آزادی کے لئے سرگرم کار ہوں اور اپنے حقوق کے لئے کانگرس کے اندر کوشش کریں یہ بالکل ممکن ہے کہ مسلمان اپنی پوری طاقت سے کانگریس میں حصہ لیں اور پھر بھی کانگریس مسلمہ ان کے حقوق کی طرف سے بے پروائی برتے۔

اور سب سے بڑھکر بات یہ ہے کہ جو فرقہ اور جو جماعت سب سے زیادہ آزادی کے لئے کوشش کرے گی اور سب سے بڑھکر اپنا خون قربانی سے کام لے گی وہی سب سے زیادہ فائدہ میں رہے گی اگر مسلمان کانگرس سے علیحدہ رہے تو کانگرس بالکل ہندوؤں کے قبضہ میں چلی جائے گی اور وہ جس طرح چاہیں گے اس کی مسلمہ طاقت سے فائدہ اٹھائینگے اس لئے ہندوؤں کو کانگرس کی طاقت سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روکنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ مسلمان کانگرس میں شریک ہوں تاکہ ہندو اس پر قبضہ نہ کر سکیں۔

کانگرس کی سیاسی طاقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا وہ چالیس سال سے برابر ملکی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اور اس کا وقار قائم ہو چکا ہے اور اسکی طاقت بھی مسلمہ ہے ایسی ارگنائزیشن کو چھوڑ دینا اور اس کو تنہا ہندوؤں کے قبضہ میں چھوڑ دینا یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے معمولی عقل کا آدمی بھی اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی طاقتور ارگنائزیشن ہو تو اس کو مخالفین کے ہاتھوں میں نہیں دینا چاہیئے۔

بہرحال مسلمانوں کا فرض ہے اور سیاسی دانشمندی کا اقتضا ہے کہ وہ کانگرس میں اپنی پوری طاقت سے شریک ہوں۔

نیشنلسٹ مسلم پارٹی

چونکہ کچھ عرصہ سے مسلمان ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ مسلمان کانگرس میں شریک نہ ہوں اور فرقہ پرستی کو اپنی سرگرمیوں سے تقویت دیرہے تھے اور اس کو ذہنی تنگ میں مبتلا کر کے مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے تھے اسلئے صحیح الخیال مسلمانوں کو اس کا احساس پیدا ہوا کہ اگر اس قسم کے پروپیگنڈے کو مزید ڈھیل دیگئی تو اس سے مسلمانوں کی سیاسی بیداری پسپا ہوئی ہے وہ مجموعہ سے بدل جائیگی اور مسلمان پھر اسی خواب غفلت میں مبتلا ہو جائینگے جس میں چالیس سال تک مبتلا رہے ہیں اس کے علاوہ سب سے زیادہ نقصان پہنچیگا کہ ہندو مسلمانوں کی مفاہمت کے تمام امکانات خطرہ میں پڑ جائینگے اور مستقبل نہایت تاریک ہو جائیگا چنانچہ ان واقعات سے متاثر ہو کر صحیح الخیال مسلمانوں نے ایک جماعت ترتیب دی جس کا نام آل انڈیا نیشنلسٹ پارٹی رکھا اس پارٹی میں تمام ملک کے نمائندے شریک ہوئے اس جماعت نے اپنا مقصد یہ رکھا کہ مسلمانوں کے اندر صحیح قسم کی حب الوطنی اور صحیح سیاسی بیداری پیدا کی جائے اور ان کو غلط راستہ پر چلنے سے روکا جائے اور ایسی فضا پیدا کی جائے کہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد میں معاون ہو سکے

چونکہ تمام مسلم جماعتیں میں پھوٹ پڑ چکی ہے خلافت کمیٹی اور مسلم لیگ کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے جمعیۃ العلماء میں بھی اختلاف رونما ہو چکا ہے اس لئے اس پارٹی کا قیام بہت ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی ایک جماعت ایسی ہو جو اپنے افکار و آثار میں متفق و متحد ہو اور ایک آہنگی کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے کوئی راہ عمل پیش کر سکے اور پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ پیش کر سکے کیونکہ وہ سیاسی جماعتیں کہ جو حال ہے کہ وہ اتفاقی کے بجائے میں پھنسی ہوئی ہیں اور آپس میں ان کے اندر سخت اختلاف ہیں خلافت کمیٹی جس رائے کا اظہار کرتی ہے اسکے بہت سے ارکان اور ممبران کو اس سے شدید اختلاف ہے یہی حال مسلم لیگ کا ہے کہ وہ اتحاد کی اسی اختلاف اور شدید اختلاف کی وجہ سے کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکی کیونکہ اکثریت حامیان نہرو رپورٹ کی ہے اور مخالفین رپورٹ جس پہلو پر روٹا اٹکائے رہے ہیں فتنہ بنگلہ کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کوئی رائے ظاہر نہ کی جا سکی۔

ان حالات میں ضروری ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کی کوئی ایسی جماعت بر سر کار آئے جو اپنے آثار و افکار میں متفق و متحد ہو اور خلافت کمیٹی اور مسلم لیگ کی طرح اختلاف و انشقاق کی شکار نہ ہو اور جو مشورہ مسلمانوں کو دے اور اس میں ہم آہنگی ہو تاکہ مسلمان اس تذبذب میں نہ رہیں کہ مشورہ قبول کریں یا نہ کریں بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ اس پر عمل کر سکیں۔

ہم اس جدید پارٹی کا خیر مقدم کرتے ہیں جو حقیقت میں جدید نہیں ہے بلکہ خلافت کمیٹی مسلم لیگ اور جمعیۃ العلماء میں جو ممبران ہمرائے اور ہم آہنگ تھے ان تین مختلف جماعتوں میں منقسم اور بکھرے ہوئے تھے ان سب کو ایک جماعت مرتب کر لی ہے اس لحاظ سے یہ جماعت جدید نہیں بلکہ قدیم ہی ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ اس جماعت میں ہر صوبہ کے معزز و مقتدر اور تمام قدیم لیڈروں کی اکثریت شامل ہو گئی ہے گویا یہ جماعت تمام قدیم جماعتوں کے بہترین عناصر کا مجموعہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ جماعت بہت جلد ملک میں اپنا وقار قائم کر لیگی اور خدا سے ہماری دعا ہے کہ اس جماعت کو اپنے نیک مقاصد میں پورا کامیاب بنائے۔

مصری برطانوی معاہدہ

مصر کی کتنی عرصہ سے الجھی پڑی تھی اور اس قبضہ جمائی ہے تو پھر اپنی گرفت ڈھیلی کرنے کا نام نہیں لیتی ناغلول پاشا کے کے عہد میں متعدد بار برطانیہ نے مداخلت کی اور آزادی دی تھی اس کو بھینا چاہا اور بدستور سابق اپنے پنجہ استعمار میں دبوچے رکھنے کی کوشش کی مگر مصریوں

میں جانبہ حسب دلخواہ کی اس قدر فراوانی ہو چکی تھی کہ وہ برطانوی جبر و تشدد کے سامنے سر جھکانے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوئی اس کی وجہ سے پیچیدگیاں بڑھتی رہیں یہاں تک کہ برطانوی استعمار نے یہ ترکیب اختیار کی کہ بادشاہ کو جو اختیارات خصوصی حاصل تھے ان کے ذریعہ دستور مصر کو معطل کرا دیا اور ایک ایسے شخص کو وزارت عظمیٰ پر مسلط کرا دیا جو اس کے ڈھب کا تھا پارلیمنٹ توڑ دینے اور ایجی ٹیشن کو روکنے کے لئے سخت احکام نافذ کئے گئے اخباروں پر جلسوں اور جلوسوں پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کر دیگئیں اور جذبۂ آزادی کو کچلنے کی پوری کوشش کی گئی مختصر یہ کہ برطانوی ہائی کمشنر کی حکومت قائم ہو گئی اور اسی کے چشم و ابرو کے اشارے پر مصر کی حکومت چلنے لگی مگر جبر و تشدد کسی قوم کے جذبۂ آزادی کو کچل نہیں سکتے اور ایک مرتبہ جو بیداری پیدا ہو جاتی ہے اس کو کوئی طاقت پامال نہیں کر سکتی اگرچہ اس طرح برطانوی ہائی کمشنر نے اپنی گرفت پہلے سے زیادہ مضبوط کر لی تھی مگر مطلب آزادی کی جو آگ روشن ہو چکی تھی وہ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی اور وسعت و شدت اختیار کرتی جاتی تھی ادھر برطانوی ہائی کمشنر متعینہ مصر یعنی جارج لائڈ جو لیبیا کے گورنر رہ چکے تھے اپنی گرفت اور بھی سخت کرتی چاہی مگر اس عرصہ میں مزدور حکومت برسر اقتدار آگئی اور اس نے ان سے استصواب طلب کر لیا اس کے بعد محمود پاشا وزیر اعظم مصر اور مزدور حکومت کے درمیان گفت و شنید شروع ہو گئی اور ایک جدید معاہدہ مرتب کر لیا گیا اور طے پایا کہ پہلے مصری پارلیمنٹ اس کو منظور کرلے اس کے بعد برطانوی پارلیمنٹ بھر تصدیق ثبت کر دے گی۔

یہ معاہدہ شائع ہو گیا اور اس میں شک نہیں کہ اس کی رو سے برطانوی گرفت کسی قدر ڈھیلی ہو گئی ہے برطانوی افواج مصر سے نکالی جائینگی اور اجنبی اعتیازات اٹھا لئے جائینگے اور ہائی کمشنر کے بجائے سفیر رہا کرے گا اور اجنبیوں کے مقدمات مصری و برطانوی مشترکہ عدالتوں میں پیش ہوا کرینگے اسی قسم کی اور باتیں ہیں مگر نہر سویز اور سوڈان کا مسئلہ ویسا ہی لاینحل ہے۔

محمود پاشا نے اعلان کیا ہے کہ اہل مصر بغیر پارٹی فیلنگ کے اس معاہدہ کو تسلیم کر لیں کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بہتر شرائط برآ نہیں ہو سکتے کوئی معاہدہ نہیں ہوا اب وزیر اعظم اکثر سے قبل قبل جدید انتخابات مکمل کرانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جدید انتخاب میں کونسی پارٹی اکثریت حاصل کرتی ہے بظاہر وفد پارٹی جس کے سردار زاغلول پاشا تھے برسر اقتدار آئیگی کیونکہ ملک بھر اسی کا زیادہ تر اثر و اقتدار ہے مگر ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ وفد پارٹی کیا پالیسی اختیار کرے گی آیا وہ جدید معاہدہ کو تسلیم کرے گی یا مسترد کر دیگی۔

بہرحال دو مہینے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ مصری سیاسیات کا رخ کیا رہتا ہے۔

جمعیۃ العلماء کی صدارت کا مسئلہ

اجلاس جمعیت العلماء کا اجلاس کانپور میں منعقد ہونے والا ہے جیسا کہ خلافت و مسلم لیگ میں اختلاف ہے جمعیت العلماء کے ارکان میں بھی ہے اور ایک جماعت علماء اس کوشش میں عرصہ سے ہے کہ موجودہ ارباب کو بیدخل کر کے خود قابض ہو جائے اس جماعت کے ارکان نے کان پور میں جمعیت کے اجلاس کو مدعو کیا ہے اور اس کی کوشش تھی کہ اس دفعہ جمعیۃ کے اجلاس کا صدر مولانا محمد علی کو منتخب کیا جائے مگر قبل اسکے کہ جمعیۃ مرتب کے اجلاس کی صدارت کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہو بہبئی کے صوبائی جمعیۃ العلماء کی پراونشل کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کی صدارت مولوی شفیع داؤدی کو منتخب کیا گیا مولوی صاحب موصوف نے دو سال سے علماء کی مجلس کی صدارت کر ڈالی قدرتی طور پر علماء کی جماعت کو یہ امر ناگوار گذرا کہ ان کی جماعت کی صدارت غیر عالم کرے اسلئے کہ شفیع داؤدی صاحب عالم نہیں بلکہ بمبئی کے بار رئیس اور وکیل ہیں مولانا ہیں جمعیت علماء کے ارگن الجمعیۃ الخبار نے مولوی شفیع صاحب کے انتخاب پر اعتراض کیا اور اتفاق سے جمعیۃ کے قواعد و ضوابط میں بھی ایک دفعہ ایسی موجود ہے جس کا منشا یہ ہے کہ صدارت کے فرائض عالم ہی انجام دیگا۔

الجمعیۃ کے اعتراض کرنے ہی اخبارات میں حسب قاعدہ بحث چھڑ گئی اور موافق و مخالف مضامین لکھے جانے لگے اس قصہ نے محض اسلئے طول کھینچا کہ شفیع داؤدی کے بعد مولانا محمد علی کا نمبر آنے والا تھا جو لوگ مولانا محمد علی کے کلمہ پر ہیں وہ چلانے چاہتے تھے انہوں نے بہت زیادہ اہتمام مچایا۔

بہرحال وہ ساعت بھی آگئی جس پر اصلی معرکہ کا انحصار تھا یعنی جمعیۃ مرکزیہ کے اجلاس کے لئے صاحب صدر کے انتخاب کی عالم مجلس منتظمہ کے سامنے مراد آباد میں پیش ہوا اور اس نے بجائے مولانا محمد علی کے جو فطرتی محل کے محض افراد کی مولانا مفتی معین الدین اجمیری کو صدر منتخب کر لیا۔

مخالف جماعت نے اس فیصلہ کے خلاف بہت شور مچایا کیا اور ان کے غوغا کو اس وجہ سے بہت تقویت مل گئی کہ معاملہ مولانا محمد علی کا تھا لیکن جمعیۃ العلماء کی مجلس منتظمہ اس شور و غوغا سے متاثر نہیں ہوئی اگرچہ کچھ لوگوں نے مجلس منتظمہ کا مقاطعہ بھی کیا اور اپنے ضوابط و قواعد کا پوری سختی کے ساتھ احترام ملحوظ رکھا۔

اس سلسلہ میں مولانا احمد سعید کے ہمرائے میں اسکے علاوہ جبکہ یہ تائید منسوخ نہیں ہوتا کہ مجلس علماء کا صدر عالم ہی ہوگا اس وقت غیر عالم کا انتخاب قانوناً جائز ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ علماء کی مجلس کی عالم ہی کو صدارت ملنی چاہئے کسی غیر عالم کو خواہ اس کی شخصیت کتنی ہی محترم کیوں نہ ہو یہ حق نہیں پہنچتا کہ عالموں کی مجلس کی صدارت کرے اگرچہ وہ مولانا محمد علی ہی کیوں نہ ہوں شاید دنیا کا کوئی عالم تاعدہ ہے کہ جس جلسہ یا فرقہ کی مجلس ہوتی ہے اسی طبقہ کی کوئی صدر منتخب کیا جاتا ہے وکلاء کی جماعت غیر وکیل کو بانی السوسی ایشن کی صدر منتخب نہیں کرتی مومن کانفرنس کا صدر ہمیشہ مومن ہی منتخب ہوتا ہے جمعیۃ القریش کی صدارت بھی ہمیشہ کسی قریشی ہی کے سپرد کی جاتی ہے، ساداتی کی مجلس اگر ہوگی تو اس کا صدر سادات ہی میں سے ہوگا صوفیوں کی کانفرنس ہوگی تو اس کی صدارت کے لئے بھی صوفی ہی کا انتخاب کیا جائے گا۔ غرضکہ جس جماعت کی کانفرنس ہوتی ہے اسی میں سے صدر بھی منتخب کیا جاتا ہے اس عام اصول کے مطابق جمعیۃ مرکزیہ علمائے ہند کی مجلس منتظمہ نے جو فیصلہ کیا وہ بالکل صحیح ہے اور اس پر محض اس بنا پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ صدارت کے لئے مولانا محمد علی کا نام پیش کیا گیا تھا مولانا محمد علی کے نام پر اصرار کرنا اور ان کو صدر منتخب نہ کرنے پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ بازار کی سی ایشن پر یہ زور دینا کہ وہ ایک ایسی کو نظر انداز کر کے ایک زمیندار یا کسان یا تاجر کو صدر منتخب کرے اور اگر نہ کرے تو اس کو سلطانیں ہی نہ ملنی چاہئیں۔

ہم اس ذہنیت کے سخت مخالف ہیں کہ شخصیتوں کا پایہ اس قدر بلند کر دیا جائے کہ ان پر اصول قربان ہونے لگیں مقدم اور اہم چیز اصول ہے اس کے بعد شخصیتیں

شخصیتوں کا واجبی احترام کرنا چاہیئے مگر ان پر اصول کو قربان نہیں کیا جا سکتا اور نہ قربان کرنا چاہیئے ہر خوش ہیں کہ جمعیۃ کی مجلس منتظمہ نے اصول کا پورا پورا احترام کیا اور شخصیت سے مرعوب ہو کر اس پر اصول کی قربانی نہیں کی۔

ایسران سیاسی کے متقاطعہ جوعی کا خاتمہ بالخیر

سزدت اور بھگت سنگھ جو اسمبلی بم کیس میں حبس دوام کی سزا پا چکے ہیں اور اب سازش قتل سانڈرس کے متہم میں ماخوذ ہیں انہوں نے اس اصول کے ماتحت اسٹرائک شروع کر دی تھی کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ عام قیدیوں کا سا سلوک نہ ہونا چاہیئے بلکہ امتیازی سلوک ہونا چاہیئے۔ جب ان دونوں جوانوں کو دس پندرہ دن فاقہ کشی کرتے ہوئے گذر گئے اور حکومت کے کانوں پر جوں نہ رینگی تو سانڈرس کے قتل والے مقدمہ میں جس قدر نوجوان ماخوذ تھے تقریباً سب نے فاقہ کشی شروع کر دی حکومت بھی سمجھ گئی کہ یہ لڑکے ہیں اور چند روز میں ان کی ہمتیں پست ہو جائینگی اور یہ فاقہ کشی ترک کر دینگے مگر جب دیا دہ دن گذر گئے اور ان نوجوانوں کی ہمت میں فرق نہ آیا تو ڈاکٹری رائے کے مطابق کہ صحت قائم رکھنے کے لئے ان کے ساتھ اچھا سلوک ضروری ہے امتیازی سلوک پیش کیا گیا مگر ان نوجوانوں نے اس کو اس وجہ سے ٹھکرا دیا کہ ہماری وجہ کی بنا پر بطور رعایت کے امتیازی سلوک کے خواستگار نہیں ہیں بلکہ بطور حق کے طلب کرتے ہیں

حکومت نے پھر چپ سادھ لی اور انگلستان و ہندوستان کے قواعد جیل شایع کر دیئے کہ ہاں بھی یہاں سے اچھا سلوک قاتلوں کے ساتھ نہیں کیا جاتا لیکن یہ حکومت کا مغالطہ تھا اصل سوال یہ تھا کہ خود ہندوستان میں انگریزوں اور انگلو انڈینوں اور یورپینوں کی بہ نسبت ہندوستانیوں کے بہتر سلوک کیا جاتا ہے یعنی ایک انگریز خواہ اس کو قتل کے الزام میں سزا ہو یا چوری غبن اور زنا بالجبر کے الزام میں سزا ہو ہر حالت میں اس کے ساتھ بہ نسبت ہندوستانی قیدیوں کے خواہ وہ سیاسی قیدی ہی کیوں نہ ہوں بہتر سلوک کیا جاتا ہے اور اس قدر بہتر کہ زمین و آسمان کا فرق ہے ان کو رہنے کے لئے عمدہ مکان کھانے کے لئے گھی گوشت مکھن ڈبل روٹی جاول شکر چاء وغیرہ ملتا ہے پہننے کے لئے کوٹ بوٹ موزے تولیہ بستر کے لئے پلنگ چادریں مگر گرمیوں میں پنکھا علی ملتا ہے غرضکہ جیل میں بھی وہ صاحب بہادر ہی بنے رہتے ہیں اسکے برخلاف معزز ترین ہندوستانی ہی نہایت ذلیل حالت میں رہتے ہیں خواہ وہ سیاسی جرم ہی میں سزایاب ہوئے ہوں۔

بہرحال جب نوجوانوں نے رعایتی سلوک سے انکار کر دیا اور کسی کو دو مہینے اور کسی کو ڈیڑھ مہینے اور کسی کو دو مہینے سے بھی زائد فاقہ کرتے گزر گئے اور ان کی زندگیاں سخت خطرہ میں پڑ گئیں اور اس کی وجہ سے سارے ہندوستان میں ایجی ٹیشن شروع ہو گیا تو حکومت کو ہوش آیا اور حکومت ہند نے ایک اعلان کیا کہ قواعد جیل پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور صوبجاتی حکومتوں کو لکھا گیا ہے کہ وہ تحقیقات کر کے فوائد میں تبدیلی کریں چنانچہ اسکے بموجب پنجاب گورنمنٹ نے ایک جیل تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی جس میں نو تعین قوم پرست ممبر بھی شامل کئے گئے مثلاً مسٹر افضل حق اور لالہ دنی چند بیرسٹر۔ اس عرصہ میں مسٹر دت اور بھگت کو اسی دن سے زیادہ گذر گئے اور باقی نوجوانوں کو بھی ساتھ ساتھ روز سے زیادہ ہو گئے اور ان بچاروں کی جان کے لالے پڑ گئے اور متعدد نوجوان بے ہوش رہنے لگے اور اس قابل بھی نہ رہے کہ ان کو زبردستی غذا دی جا سکے چنانچہ حکام جیل نے حکومت پنجاب کو اس حالت کی اطلاع دی غالباً حکومت پنجاب نے تحقیقاتی کمیٹی کی توجہ اس طرف منعطف کی اور اس نے بعض قوم پرست اور کانگریسی لیڈروں کو جیل میں ان نوجوانوں کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ اگر آج تک تم نے اپنی زندگی کو تلف کر لیا ہے تو ستمبر کو تحقیقاتی کمیٹی لاہور پہنچیگی اس کے سامنے اپنا مطالبہ اپنی زبان سے بیان کر دیں چنانچہ نوجوان فاقہ کشوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور سوڈا واٹر کے ساتھ دودھ پینی قبول کر لی۔

بالآخر ستمبر کو تحقیقاتی کمیٹی کے چار پانچ ارکان لاہور پہنچے اور مسز دت اور بھگت اور دوسرے فاقہ کش نوجوانوں سے ملاقات کی اور ان کو یقین دلایا کہ تمہارے بیشتر مطالبات منفقہ طور پر کمیٹی نے منظور کر لئے ہیں اور جو باقی ہیں ان پر بہر دوانہ غور کیا جائے گا غرضکہ فاقہ کشوں کو یہ یقین دلانے میں کمیٹی کے ارکان کامیاب ہو گئے کہ ان کے مطالبات منظور کر لئے جائینگے چنانچہ اس یقین دلانے پر فاقہ کشی ختم کر دی گئی

مگر افسوس کہ ان فاقہ کشوں میں سے ایک نوجوان مسٹر داس کی زندگی کی اب کوئی امید باقی نہیں رہی اور وہ فاقہ توڑنے کے بعد بھی زندہ نہیں رہ سکتا چنانچہ ممبر ایسمبلی نے اسکے رہا کر دینے کی سفارش کی ہے اور اسکے اعزہ نے ریلوے حکام کو لکھا ہے کہ اس کی لاش بخیریت بھجوانے کے لئے سہولت بہم پہنچائیں اور حکام نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ تمام ممکن سہولتیں بہم پہنچائینگے۔

حکومت بغیر ایجی ٹیشن کے نہیں جھکتی

اب ذرا اس مسئلہ کی نوعیت پر غور کیجئے

اور حکومت کی سنگدلی دیکھئے کہ ایک بالکل صحیح مطالبہ کو کتنی مشکل سے اس نے منظور کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ گورے چمڑے والوں کے ساتھ تو اس قدر رعایتیں کی جائیں کہ وہاں بھی وہ پورے آرام کی اور باعزت زندگی بسر کریں اور ہندوستانی محبان وطن کے ساتھ معمولی قیدیوں کا سا سلوک کیا جائے جن کا کوئی جرم اسکے سوا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ملک کو آزاد کرانا چاہتے ہیں اور اسکے لئے مکمل لیف سرفگٹ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جن کی زندگی بکسر ایثار و قربانی ہوتی ہے اور جنکی اخلاقی جرم کے مرتکب نہیں ہوتے مگر وہ نہایت ذلیل حالت میں رہے جاتے ہیں اور ان کے مقابلہ پر گورے چمڑے کے ملزم جو ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

حالت یہ ہے کہ بھگت سنگھ سے لیکر مہاتما گاندھی اور مولانا محمد علی تک کے ساتھ چوروں ڈاکوؤں اور قاتلوں کا سلوک کیا جاتا ہے اور اگر ان میں سے کسی کے ساتھ رعایت کی جاتی ہے تو حق کے نہیں بلکہ بطور رعایت کے گمان کے مقابلہ پر ایک اگر غیر جرمی قتل کی ملی بھگت کر اس کو قتل کر ڈالے یا چوری یا غبن میں یا فریب دہی میں سزایاب ہو اس کے ساتھ امتیازی برتاؤ کیا جاتا ہے کیا اس کو جائز کہہ سکتے ہیں کہ محض رنگ کے فرق اور امتیاز نسل کی وجہ سے اور اس وجہ سے گورے مجرموں کا تعلق حکمران قوم سے ہے ان کو بطور حق کے بہتر سلوک کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اس قدر صاف اور جائز مطالبہ کو بھی اس وقت حکومت منظور کرنے پر آمادہ نہ ہوئی جب تک پندرہ بیس نوجوانوں نے اپنی زندگیاں خطرہ میں نہ ڈال دیں اور نہ صرف خطرہ میں بلکہ ان میں سے ایک کی زندگی کی تو اب کوئی امید ہی نہ رہی۔

اس واقعہ سے دو سبق ملتے ہیں ایک یہ کہ حکومت کس قدر مبٹ و ہرم واقع ہوئی ہے اور دوسرا یہ کہ حکومت بغیر جہاد اور طاقتور ایجی ٹیشن کے صحیح اور جائز مطالبات کے

سامنے ہی سر نہیں جھکاتی مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ ان سے سبق لینا چاہئے کیونکہ وہ صرف شوری کرنا جانتے ہیں اور اس سے آگے قدم نہیں بڑھاتے حالانکہ بغیر ایثار و قربانی کے حکومت کس سے مس نہیں ہوتی۔

برطانوی یہود نوازی کا راز

ترکوں کی بربادی کے بعد جب فلسطین وغیرہ اسلامی ممالک برطانیہ کے قبضہ میں آئے تو اس نے فلسطین کے متعلق یہ حکمت عملی اختیار کی کہ وہاں یہودیوں کی نوآبادی قائم کرے گا اعلان کیا اور دنیا بھر کے یہودیوں کو دعوت دی کہ وہ یہاں آکر آباد ہوں اور ان کے لئے ملک کے بہترین حصص مخصوص کر دیئے اور زرخیز ترین علاقہ ان کے حوالہ کر دیا اور طرح طرح کی سہولتیں ان کو بہم پہنچائیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں قبل از جنگ عظیم یہودیوں کی آبادی ۶۶۶۰۸۴ تھی وہاں بعد از جنگ ۱۹۲۶ء میں وہ بڑھکر ۱۵۷۱۸۸ ہوگئی یعنی چند برسوں کے اندر تہتر ہزار یہود آبادی کا اضافہ ہو گیا اور اب تک خدا معلوم کس قدر آبادی بڑھ چکی ہوگی فلسطین میں مسلمانوں کی آبادی ۵ لاکھ سے زائد تھی گمان کی آبادی بڑھنے کے بجائے ۲۳ ہزار گھٹ گئی۔

اگر یہ رفتار قائم رہی تو دس پندرہ سال میں یہودیوں کی تعداد مسلمانوں کے برابر پہنچ جائے گی کیونکہ تین چار لاکھ یہودیوں کا ساری دنیا سے سمٹ کر فلسطین میں آجانا کچھ مشکل نہیں خصوصاً جبکہ ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں اور ان کو یہ توقع دلائی گئی ہے کہ فلسطین ان کی وطن ہوگا اور تمام وطنی حقوق ان کو حاصل ہوں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر غیری حکومت کی مدد سے فلسطین میں یہودی حکومت قائم کر دی جائے گی اور مسلمانوں کو اسکے رحم پر چھوڑ دیا جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فلسطین کی بے غل و غش سیادت برطانیہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر برطانیہ کی یہود نوازی کیوں ہے اور اس کا کیا راز ہے اس کا راز پر برطانوی سیاسیات کے سمجھنے پر منحصر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان جو انگریزوں کے لئے سونے کی چڑیا ہے اس کے اوپر قبضہ رہنے کے لئے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ برطانیہ نہر سویز کی بجائے کوئی دوسرا راستہ محفوظ کرلے کیونکہ مصریوں کی بیداری نے یہ اندیشہ پیدا کر دیا ہے کہ مستقبل قریب میں وہ وقت آنے والا ہے جب نہر سویز مصریوں کے قبضہ میں چلی جائے گی اور انگریزوں کی بحری طاقت کا راستہ ہندوستان آنے کیلئے اس قدر محفوظ نہ رہے گا جس قدر اب ہے اس لئے نہر سویز جیسا کوئی دوسرا بحری راستہ برطانوی نیبضہ میں ہونا چاہئے تاکہ اگر ضرورت ہو تو جلد سے جلد ہندوستان کے جدید آزادی کو کچلنے کے لئے برطانوی بحری بیڑہ فوجیں لیکر ہندوستان پہنچ سکے اور یہ راستہ بحر قلزم کا ہے جس پر اسی صورت میں قبضہ ہو سکتا ہے کہ فلسطین پر انگریزی قبضہ ہے اور فلسطین پر ابدی قبضہ رکھنے کی صورت اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ وہاں مسلمانوں کے برابر یہودیوں کی تعداد بڑھا دی جاوے اور ان کی حفاظت کے لئے برطانیہ اپنی موجودگی لازم ٹھہرا دے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس طرح ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے تقاضا کبھی طے ہونے میں نہیں آتے اسی طرح فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کا تصیہ لاینحل پیدا ہو جائے گا یہ دونوں لڑتے رہیں گے اور برطانیہ مزے سے حکومت کرے گی۔

مسلمانان ہند کو غور کرنا چاہئے کہ بیت المقدس جیسے اسلامی ملک پر جو یہ مصیبت نازل ہوئی ہے وہ اس لئے نہیں ہوئی کہ فلسطین کوئی بڑا ملک ہے اور انگریزوں کو کچھ زیادہ فائدہ اس سے حاصل ہو گیا بلکہ اس کا ایک ادنیٰ حصہ صرف ہندوستان کو قبضہ میں رکھنے کے لئے ہوا ہے اس حقیقت کے سمجھنے کے بعد کیا مسلمانان ہند کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی پوری توجہ ہندوستان کو آزاد کرانے پر صرف کر دیں اور جو قضیہ ہندوؤں سے ہے ان کو اس میں ملے کر کے آزادی ہند کے لئے ہندوؤں کے دوش بدوش کام کریں اور اس طرح اسلامی ممالک کی تباہی کی اصلی سبب یعنی ہندوستان کی غلامی کو جڑ سے اکھیڑ دیں جبکہ آخر تک چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ کر حقیقی مفاد سے روگردانی کرتے رہیں گے اور تک ہندوستان کو غلام رکھکر دیگر اسلامی ممالک کی غلامی کی زنجیریں زیادہ مضبوط کرتے رہیں گے یاد رکھئے کہ راہ عمل ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ پہلے ہندوستان کو آزاد کرا دو اس کے آزاد ہوتے ہی تمام اسلامی ممالک کے بندھن خود بخود ٹوٹ جائیں گے۔

صدر اسمبلی کی خودداری

اسمبلی ہال میں صدر اسمبلی کے سرکاری اجلاس میں مسٹر پیٹل نے ایک رولنگ یعنی فیصلہ کن رائے دی تھی کہ حکومت جو پبلک سیفٹی بل اسمبلی میں پیش کرنا چاہتی ہے میرٹھ کے بالشویکی مقدمہ کے شروع ہو جانے کی وجہ سے پیش نہیں کر سکتی کیونکہ جب تک مقدمہ زیر بحث نہ کی جائے اس وقت تک بل پر آزادی کے ساتھ بحث نہیں ہو سکتی اس لئے حکومت یا تو مقدمہ اٹھائے یا بل کو ملتوی کر دے۔

صدر اسمبلی کی اس رولنگ کے بعد وائسرائے نے اسمبلی میں تقریر کی جس میں صدر کے رولنگ کے متعلق ایسے خیالات ظاہر کئے جو کہ چیئر اور رولنگ کے غلط ہونے پر مشتمل تھی اور ساتھ ہی اس تقریر میں وائسرائے نے اپنے اس خیال کا بھی اظہار کیا تھا کہ وہ پبلک سیفٹی بل کو اپنے اختیارات خصوصی سے آرڈیننس کی شکل میں نافذ کر دینگے چنانچہ وہ نافذ کر دیا گیا اگرچہ اب تک اس کے ماتحت کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

چونکہ صدر کی رولنگ پر نکتہ چینی اور اس کی مذمت یا اس کو غلط کہنا اسمبلی اور اسکے پریسیڈنٹ دونوں کی توہین تھی اور اسمبلی کے اندر سب سے بڑی حمایت پریسیڈنٹ ہی کی ہوتی ہے اور کوئی یہ حق نہیں کہ اس پر نکتہ چینی کرے اس لئے مسٹر پیٹل نے وائسرائے کو صاف لکھا کہ آپ نے یہ غلط روش اختیار کی ہے اور آپ کو یہ حق نہیں نہ تصرف اسمبلی کو یہ حق تھا کہ وہ اس رولنگ کے خلاف فیصلہ کرتی۔

وائسرائے نے اس خط کا جو جواب دیا اس میں انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور ساتھ ہی معذرت بھی کی اور اس کو تسلیم کر لیا کہ رولنگ پر نکتہ چینی کا حق ان کو نہیں ہے اور اسمبلی میں سب سے بالاتر قوت صدر اسمبلی ہی کی ہوتی ہے۔

مسٹر پیٹل مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بحیثیت صدر اسمبلی کے اپنے وقار کو قائم رکھا اور وائسرائے کی مداخلت بیجا کو برداشت نہیں کیا اور وائسرائے کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی غلطی پر اظہار افسوس کریں ورنہ لارڈ ارون بھی مثل دیگر انگریز حکام کے اپنی غلطی سے انکار کر دیتے اور اس طرح ان کی وقار دلی سے غلطی کا اعتراف اور اس پر اظہار افسوس کر دیا۔

رسالہ پیشوا کا رسول نمبر

رسالہ پیشوا جو حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی کی ادارت میں دہلی سے نکلتا ہے گذشتہ سال کی طرح اس مرتبہ بھی اسکا رسول نمبر نکلا ہے اور کمال آب و تاب اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ نکلا ہے بڑی تقطیع کے دو سو صفحات کثیر مضامین نظم و نثر اور بہت سی عکسی تصاویر سے مزین و متصور ہیں۔ ٹائیٹل پیج نہایت آب و تاب سے چھپایا گیا ہے اور نہایت خوبصورت ہے جس کا بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے ہم فوٹو کی تصویر میں ہیں جو مقدس عمارات دنیائے اسلام پر مشتمل ہیں مثلاً حرم بیت اللہ حرم رسول اللہ مطاف حج، جامع عباسیہ بلند و جامع مسلہ کریلائے معلے وغیرہ وغیرہ۔ مضامین نثر کی کثرت بتاتا ہے کہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کا نمبر شمار ۷۰ تک پہنچ جائے یہ مضامین مختلف سوالوں پر مشتمل ہیں اور آقائے دو جہان سرکار مدینہ کی مختلف گوشہائے زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں اور ملک کے مشہور و معروف ارباب علم و قلم کی نمایش فکر ہیں۔ ان چار ہزار باروں کو جمع کرنے میں مدیر پیشوا کو کس قدر جہت اٹھانی پڑی ہوگی اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اس امر کا تجربہ ہے کہ اہل قلم سے کتنی دشواریوں کے بعد مضامین حاصل ہوتے ہیں۔ مدیر پیشوا کا بیان ہے کہ پورے ایک سال تک روزانہ تین گھنٹے انہوں نے اس مقدس کام کے لئے محنت کی ہے اس سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ پیشوا کا یہ نمبر کس قدر شاندار اور رائے آپ شمار ہوگا ہم مدیر پیشوا کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی محنت ٹھکانے لگی اور وہ ایک ایسا شاندار اور بیش بہا رسول نمبر نکالنے میں کامیاب ہوئے۔

نظم کا حصہ بھی نثر سے کم دلکش اور دلچسپ نہیں ہے جو مشہور ہندو مسلمان شعراء کا نتیجہ فکر ہے نعتیہ کلام عموماً بے کیف اور پھیکا ہوا کرتا ہے مگر اس میں بعض نظمیں نہایت دلاویز انداز اور موثر پیرایہ میں کہی گئی ہیں۔ اگر تفصیلی ریویو دیکھنا چاہیں تو پیشوا کا رسول نمبر ملاحظہ فرمائیے جس میں خاکسار راقم کی طرف سے مضامین نظم و نثر پر ایک تقریب آغاز کار کے عنوان سے درج ہے۔ کاغذ کتابت و طباعت اور ترتیب مضامین نظم و نثر کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ مرتب کی سلیقہ مندی سال سے شہرت و بر رہا ہے۔ حافظ سید عزیز حسن صاحب کو اس نمبر کی کامیابی پر مبارکباد دینا محض تکلف بالصفی ہوگی اس میں کوئی شبہ نہیں۔ مجموعہ کو اس حسن و خوبی کے ساتھ مرتب کرکے حافظ صاحب نے اپنے آپ کو مستحق تحسین بنا لیا ہے واقعہ ہے کہ یہ رسول نمبر محنت و شوق کے بعض صفحہ کا ایک بیش بہا گوہر ہے اس خاص نمبر کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے اور سالانہ چندہ دو روپیہ ہے جو دفتر پیشوا دلی سے منگا سکتا ہے

نظام المشائخ کا رسول نمبر

قدیم فارسی و اردو ادبی رسالہ نظام المشائخ جو پابندی تاریخ کے ساتھ دہلی سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی اور فاضل حامدی صاحب کی ادارت میں نکلتا ہے حسب دستور امسال بھی اسکا رسول نمبر بڑی بہت آب و تاب کے ساتھ نکلا ہے اخباری دنیا میں جہاں تک ساری باوقار دستی ہے اس بابت حسن نیت رسول نمبر کی ایجاد کا سہرا نظام المشائخ ہی کے سر ہے اور اگر واقعی یہ بدعت بدعت حسنہ ہو تو ادبیت کے شرف کے ساتھ ہی جب تک یہ رسم قائم رہے گی اس کا ثواب اسکے حصہ میں بھی آتا رہے گا۔

خاص نمبر کا لقاب مدیر نے خود ہی اپنا لیا ہے اس میں داخل ہو گئیں ہے اور ڈکٹر رسائل و اخبارات نہایت مرغوب نکلا کر اس نمبر نکلا ہے میں اگر یہ رسم نظام المشائخ کی ایجاد ہے اور جس خوبیدہ روش کے ساتھ اس رسم کہن کو اس نے نباہا ہے اب تک کسی سے بن نہیں پڑا اگرچہ اس کی تقلید میں ہر ایک اخبار اور رسالہ رسول نمبر نکالتا ہے مگر نظام المشائخ کی بات نظام المشائخ ہی کے ساتھ ہے اور کوئی اس کا حریف نہیں ہو سکا۔ نظام المشائخ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ریشن پر نکل رہا ہے یعنی "سادگی و پرکاری" کو اس نے اپنا زیور بنا لیا ہے رسول نمبر میں بھی وہ اپنی اس خصوصیت کو قائم رکھتا ہے۔

چنانچہ اس دفعہ کا رسالہ نمبر اس خصوصیت کے لحاظ سے پچھلے سب نمبروں سے بڑھ گیا ہے بڑا سا قد سادہ لباس مگر شفاف بدن کی "پرکاریاں" اس کے اندر جلوہ فرما کہ دیکھنے کے ساتھ عشق رسول اور حب نبی کی آگ دل میں روشن ہو جائے مضامین سب کے سب پر از معلومات اور پر از نادر نظمیں بھی نہایت دلکش اور دلپذیر ضخامت اور حجم تقریباً تین سو صفحات طباعت نہایت صاف کتابت دیدہ زیب کاغذ عمدہ اور ٹائٹل پیج بہت کمال سادگی کے ساتھ نہایت ہی معنی خیز اگر چہ از اول تا آخر نظام المشائخ کا یہ رسول نمبر نظر پذیر ہر اعتبار سے مرصع ہے مگر بعض مضامین نہایت ہی بلند پایہ ہیں جو تحقیق و ادبی خوبی کا مجموعہ ہیں اور مذہب مقدس اسلام کی صحیح تعلیم کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اصلاحی رنگ کے مضامین بھی بکثرت ہیں چندہ سالانہ دو روپے اور رسول نمبر کی قیمت عہ رسید ہے دفتر نظام المشائخ دہلی سے مل سکتا ہے۔

رسالہ کامیابی

یہ ایک جدید الشیوع ماہانہ مجلہ ہے جو سن نظامی الیسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے نکلنا شروع ہوا ہے اس وقت تک اسکے تین پرچے نکل چکے ہیں اور ہر ایک نمبر سابق پر سے بڑھا ہوا ہے اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر عمل احساس پیدا کرے اور ان کے خفتہ قوائے عمل کو بیدار کرے اونچی خیال کی بلند پرواز یوں کا نہیں بلکہ کام کی باتوں کا ذوق بڑھائے۔

چنانچہ رسالہ کی ترتیب میں اس مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جاتا ہے اور ادارل سے آخر تک تمام مضامین اسی مقصد کے ماتحت ہوتے ہیں خواہ وہ مذہبی رنگ کے ہوں یا سیاسی و اقتصادی نوعیت کے مگر ہمیشہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے کہ اس وقت مسلم قوم کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز یہی ہے کہ اسکے قوائے عمل بیدار ہوں۔

خوش قسمتی سے اس رسالہ کو ادارت کے فرائض انجام دینے کے لئے ایک ایسی ہمہ گیر قابلیت رکھنے والی شخصیت کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں جو نہ صرف اپنے دلکش دل آویز اور پُر مغز نگارش کے لئے ادبی دنیا میں قابل رشک شہرت کی مالک ہے بلکہ صحیح علمی ذوق ہی رکھتی ہے یعنی ڈاکٹر سعید احمد صاحب اس رسالہ کے مدیر اعلیٰ ہیں جو اپنے مختلف انواع گوناگوں مقاصد مضامین کی کثرت سے اس رسالہ کو ہر ہفتہ ایک کامل اور مفید مجدد بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں علاوہ اداریوں کے جن سے اکثر رسائل محروم ہوتے ہیں ملک کے مشہور و یگانہ مضامین نگاروں اور انشا پردازوں کی کاوش دماغی اسکے صفحات سے ہوتی ہے یہ کامیابی کے صفحات پر ہوتے ہیں اور یہ مضامین پھر تی کے نہیں ہوتے کیونکہ کامیابی بھیک نگ کر اور دریوزہ گری کر کے اپنے صفحات کو بھرنا گوارا نہیں کرتا۔ کے مضامین حاصل نہیں کرتا بلکہ اجرت اور معاوضہ دیکر خاص اہتمام سے کامیابی کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر مضامین منگواتا ہے ان سب سے ہر مضمون جو کامیابی کے صفحات پر شائع ہوتا ہے اپنی ایک قیمت رکھتا ہے جس ترتیب کا جو ہر اسکے ہر ایک صفحہ سے نمایاں ہوتا ہے تمام رسائل میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو ایک اشاعت ہر دلعزیز نکلا کر اس نمبر نکلا ہے میں اگر یہ رسم نظام المشائخ

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

(وبسلسلۂ گذشتہ)

نماز کے اوقات

قرآن مجید میں حق تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا بیشک مسلمانوں پر نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے) اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! نماز وقت کی پابندی کے ساتھ پڑھا کرو اور فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے اور ظہر کا اول وقت وہ ہے جبکہ آفتاب ڈھل جائے اور آخر وقت وہ ہے جبکہ عصر کا وقت آجائے اور عصر کا آخر وقت وہ ہے جبکہ آفتاب کا قرص زرد ہو جائے اور مغرب کا اول وقت وہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جائے اور آخر وقت وہ ہے جبکہ شفق ڈوب جائے اور شفق ڈوبنے کے بعد عشار کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نصف شب تک مباح وقت رہتا ہے۔ اور صحیح بخاری میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ گرمی کے موسم میں ایک سفر میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آفتاب ڈھل گیا تو مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا لیکن اسی وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی اور موسم نہایت تیز تھی حضور نے فرمایا ذرا صبر کرو اور نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اور ابوداؤد میں حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن ابر ہو تو عصر کی نماز جلدی پڑھو اور مغرب کی نماز میں تاخیر کرو۔

اوقات نماز کے متعلق فقہی مسائل

فجر کی نماز کا وقت طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ ممکن ہے صبح صادق اور صبح کاذب کی اصطلاح کے سمجھنے میں دشواری محسوس ہو اس لیے اس کی تشریح لکھی جاتی ہے یاد رکھو سورج نکلنے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے مشرق کی طرف آسمان کے کنارے پر ایک سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ سفیدی زمین سے اٹھکر اوپر کی طرف ایک ستون کی شکل میں بلند ہوتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں وہ سفیدی تھوڑی دیر کے بعد غائب ہو جاتی ہے اور اس کے بعد دوسری سفیدی ظاہر ہوتی ہے جو مشرق کی طرف سے دائیں بائیں جانب کو پھیلتی چلی جاتی ہے یعنی آسمان کے تمام مشرقی کنارے پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے اسے صبح صادق کہتے ہیں اسی صبح صادق کے طلوع ہونے سے نماز فجر کا وقت شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے سے پہلے پہلے تک رہتا ہے جب آفتاب کو ذرا سا کنارہ بھی نکل آیا تو فجر کا وقت جاتا رہا۔

صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب نکلنے تک ہندوستان میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ کا وقت تسلیم کیا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہے ۲۱ مارچ کی ۲۱ تاریخ کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے اور اس کے بعد بڑھنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہو جاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ ستمبر کو ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ ہو جاتا ہے پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹہ ۲۴ منٹ ہو جاتا ہے پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ رہ جاتا ہے۔ اور نماز فجر کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب خوب اجالا ہو جائے اور اتنا وقت ہو کہ سنت کے مواقف اچھی طرح نماز ادا کی جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ اگر شاید یہ نماز کسی وجہ سے درست نہ ہوئی تو سورج نکلنے سے پہلے دوبارہ سنت کے موافق نماز پڑھی جا سکتی ہو ایسے وقت نماز پڑھنا افضل ہے اور نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا جتنا سایہ ہو اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کرو کہ مشرق یا مغرب کی طرف بالکل جھکی ہوئی نہ ہو آفتاب ڈھلنا شروع ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا جب کم ہونا موقوف ہو جائے تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایہ اصلی ہے اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت شروع ہو گیا یہ ایک صحیح ترین تجویز ہے اور نماز ظہر گرمی کے موسم میں اتنی تاخیر کر کے پڑھنا کہ گرمی کی تیزی کم ہو جائے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہو اور ظہر کی نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دوشل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے لیکن جب آفتاب بہت نیچا ہو جائے اور قرص آفتاب میں زردی آجائے تو اس وقت نماز مکروہ ہوتی ہے اس سے پہلے پہلے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے اور ہندوستان میں عصر کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۲۴ اکتوبر سے ۳۱ اکتوبر تک ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸ فروری تک ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ پھر 19 فروری سے آخر مارچ تک ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ پھر مارچ کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ اور دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ اور تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ پھر ۱۲ اپریل سے آخر مارچ تک ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پھر اپریل کے پہلے ہفتے میں ایک گھنٹہ ۴۳ منٹ دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ اور تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پھر ۲۰ اپریل سے آخر مارچ تک ایک گھنٹہ ۵۰ منٹ پھر مئی کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۵۳ منٹ دوسرے ہفتہ میں ۵۵ منٹ اور تیسرے

ہفتے میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پھر ۲۲ مئی سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ پھر جون کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۲ منٹ پھر دوسرے ہفتے میں دو گھنٹے ۴ منٹ تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۶ منٹ پھر ۲۲ جون سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ۔ پھر جولائی کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۵ منٹ دوسرے ہفتہ میں دو گھنٹہ ۴ منٹ تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹہ ۲ منٹ پھر ۲۳ جولائی سے آخر ماہ تک دو گھنٹے پھر اگست کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۵۱ منٹ پھر ۲۳ اگست سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پھر ستمبر کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۶ منٹ دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۴ منٹ تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ پھر ۲۳ ستمبر سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ۔ پھر اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹہ ۳۹ منٹ دوسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ تیسرے ہفتہ میں ۲۳ اکتوبر تک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ۔

اور جب آفتاب غروب ہوجائے تو مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے اور شفق غروب ہونے تک رہتا ہے معلوم نہیں شفق کا مطلب آپ سمجھیں گے یا نہیں یاد رکھئے آفتاب غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف جو سرخی رہتی ہے اسے شفق احمر یعنی سرخ شفق کہتے ہیں پھر سرخی غائب ہونے کے بعد ایک سپیدی باقی رہتی ہے اسے شفق ابیض یعنی سفید شفق کہتے ہیں پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ سپیدی بھی غائب ہوجاتی ہے اور تمام آسمان یکساں نظر آتا ہے اس سفیدی شفق کے غائب ہونے سے پہلے پہلے تک مغرب کا وقت رہتا ہے اور مغرب کی نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔

اور سفید شفق کے غائب ہونے کے بعد سے عشا کا وقت شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے اور ایک تہائی رات تک مستحب وقت ہے اس کے بعد آدھی رات تک مباح ہے اور اس کے بعد مکروہ ہوجاتا ہے اور نماز اور نماز وتر کا وقت بھی وہی ہے جو نماز عشا کا ہے لیکن وتر کی نماز عشا کی نماز سے پہلے جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ اگرچہ نماز عشا اور نماز وتر کا وقت ایک ہی ہے لیکن ان میں ترتیب کا لحاظ کرنا ضروری ہے یعنی اوائے عشا کی نماز پڑھ چکے پھر نماز وتر پڑھو اگر کسی شخص نے عشا کی نماز سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو وہ نہیں ہوئی اس کا اعادہ کرنا چاہئے اور نماز وتر کا مستحب وقت رات کا آخری حصہ ہے اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اخیر رات میں ضرور بیدار ہوجاؤں گا تو اس کے لئے اخیر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے اور اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ میں آخر رات میں بیدار ہو سکوں گا تو وہ سونے سے پہلے ہی یعنی عشا کی نماز کے بعد ہی وتر پڑھ لے۔

اور دنیا میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں عشا کا وقت ہی نہیں آتا یعنی آفتاب غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف آسمان پر چند منٹ کے لئے شفق سرخ ظاہر ہوتی ہے پھر وہ غائب ہوجاتی ہے اور شفق سفید ظاہر ہوتی اور چند سکنڈ کے بعد وہ بھی غائب ہوجاتی ہے اور پھر آثار سحر نمودار ہوجاتے ہیں اور صبح صادق طلوع ہوجاتی ہے۔

مثلاً شہر لندن ہے کہ وہاں پر ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت ہی نہیں آتا ایسے مقامات کے باشندوں کو چاہئے کہ ان دنوں کی نماز عشا اور نماز وتر قضا پڑھیں اور جب تک وقت صحیح حالت پر نہ آئے قضا پڑھتے رہیں۔

اور بعض فقہائے نماز فجر کے متعلق لکھا ہے کہ نماز فجر ہمیشہ ایسے وقت پڑھنی چاہیئے کہ جب خوب اُجالا ہوجائے اور زمین روشن ہوجائے اور جماعتوں کے لئے مزدلفہ میں نہایت اول وقت فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور عورتوں کے لئے ہمیشہ اول وقت میں مستحب ہے۔ اور سردی کے موسم میں نماز ظہر تعجیل مستحب ہے اور گرمی کے موسم میں تاخیر مستحب ہے اور عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے لیکن نہ اس قدر کہ قرص آفتاب میں زردی آجائے اور یاد رکھو قرص آفتاب میں زردی اس وقت آتی ہے جب غروب میں ۲۰ منٹ باقی رہتے ہیں اس وقت نماز مکروہ ہوتی ہے اور اگر ایسی صورت واقع ہو کہ عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی لیکن پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ ہوگیا تو اس میں کراہت نہیں

اور مغرب کی نماز میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے لیکن جس دن ابر ہو اس دن تاخیر مستحب ہے۔

اور عشا کی نماز میں اگرچہ ایک تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح ہے لیکن آجکل چونکہ عام طور پر ذہبی فرائض کی طرف سے غفلت بڑھی ہوئی ہے اس لئے اگر اہل مشاغل شفق سفید کے غائب ہونے کے بعد ہی اول وقت عشا کی نماز پڑھیں تو ان پر اعتراض نہ کیا جائے۔

اور نماز عشا سے پہلے سونا اور نماز عشا کے بعد غیر ضروری اور لغو باتوں میں مشغول رہنا یعنی قصے کہانی سننا مکروہ ہے ہاں اگر علمی مذاکرہ ہو یا مذہبی کام ہو یا ضروری باتیں ہوں یا صالحین کرام کے واقعات کا تذکرہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک حق تعالیٰ کی تقدیس و تمجید تسبیح و تحمید اور تلاوت قرآن مجید کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔

اور دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے ہاں اگر سفر یا مرض کی وجہ سے صورۃً جمع کرلے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں پڑھے تو اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ فی الحقیقت دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوئیں۔ اور عرفہ و مزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں عرفہ میں ظہر کی نماز اور عصر کی نماز وقت ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب کی نماز اور عشا کی نماز وقت عشا میں پڑھی جائیں

اوقات مکروہہ

طلوع آفتاب کے وقت اور غروب آفتاب کے وقت اور جب آفتاب نصف النہار پر ہو ان تینوں اوقات میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ اعادہ قضا اسی طرح سجدہ ہی جائز نہیں نہ سجدہ تلاوت نہ سجدہ سہو البتہ اگر اس دن عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب غروب ہو رہا ہو فوراً پڑھ لے مگر اس قدر تاخیر کرنا حرام ہے۔ اور عوام اگر صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھتے ہیں توضیح کیا جائے لیکن نماز کے بعد نہایت نرمی کے ساتھ ان کو سمجھا دیا جائے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھو۔ یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ عوام کی طبیعت میں خدا بہ حالت زیادہ ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اصلاحی مشوروں سے مشتعل ہو کر نماز ہی چھوڑ دیتے ہیں اس لئے ہمیشہ

ان کو نرمی اور محبت کے ساتھ سمجھانا چاہیئے۔

اور اوقات مکروہہ میں یعنی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اور اس وقت جب آفتاب نصف النہار پر ہوتا ہے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے۔ ... ...

... ... کہ جنازہ پہلے سے تیار ہو اور محض غیر ضروری اہتمام و انتظام اور بعض اقارب کے انتظار میں تاخیر کردی جائے اور کراہت کا وقت آجائے اور اگر اوقات مکروہہ میں سجدہ کی آیت پڑھی جائے تو سجدہ میں تاخیر کرنا مناسب ہے یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں سجدہ کرلیا تو بھی جائز ہے لیکن اگر وقت غیر مکروہ میں سجدے کی آیت پڑھی تھی اور وقت مکروہ میں سجدہ کیا تو یہ مکروہ تحریمی ہے یعنی وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور اوقات مکروہہ میں قضا نماز بھی ناجائز ہے اگر کسی شخص نے وقت مکروہ میں قضا نماز شروع کردی تو واجب ہے کہ نیت توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں پڑھے اور اگر باوجود خیال آنے کے نیت نہیں توڑی اور نماز پڑھ لی تو فرض تو ساقط ہوگیا لیکن وہ شخص یعنی وقت مکروہہ میں نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ اور اوقات مکروہہ میں اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کی تو وہ نماز اس پر واجب ہوگئی کیونکہ نفل نماز کی نیت باندھنے کے بعد وہ واجب ہوجاتی ہے مگر پھر بھی یہ حکم ہے کہ وقت کی کراہت کا خیال آنے پر نیت توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرلے اور اگر کسی شخص نے وقت کی کراہت کا خیال آنے پر بھی نیت نہیں توڑی بلکہ نماز پڑھ لی تو گنہگار ہوا ہاں اس نماز کی قضا واجب نہیں۔

بعض فاتر العقل اور کج فہم اشخاص اس موقع پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب ایک شخص اپنے ذوق عبادت کی بنا پر اپنے پروردگار کی عبادت کررہا ہے اور وقت مکروہ کا لحاظ نہ رکھکر نوافل پڑھ رہا ہے تو اس کو گنہگار کیوں قرار دیا جاتا ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبادت عبد سے مشتق ہے یعنی عبادت کا مادہ عبد ہے اور عبد کے معنے ہیں غلام اور عبادت کے معنی ہیں غلامی اور اطاعت۔ بس ایک سمجھدار غلام کا اہم واعظم فرض یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے آقا کی خوشنودی کو تلاش کرے جب بعض رسائل سے یہ بات ثابت ہے کہ اوقات مکروہہ میں باری تعالےٰ کو عبادت پسند نہیں ہے تو ایک وفادار غلام کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ وقت ممنوعہ میں عبادت نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس بات کا لحاظ نہیں رکھتا اور وقت ممنوعہ ہی میں نوافل پڑھتا ہے تو یہ عبادت نہیں بلکہ معصیت ہے اور یاد رکھو ہر وہ عبادت جس میں حق تعالےٰ جل مجدہ کی خوشنودی اور رضامندی کو پیش نظر نہ رکھا جائے اگرچہ بڑے نام عبادت ہو لیکن فی الحقیقت معصیت ہے مثلاً حق تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ غصب کی ہوئی زمین میں نماز نہ پڑھو اب اگر ایک شخص غصب کی ہوئی زمین میں نماز پڑھتا ہے تو بظاہر تو وہ نماز پڑھ رہا ہے لیکن فی الحقیقت گناہ کا ارتکاب کررہا ہے اسی طرح باری تعالےٰ نے منع فرمایا ہے کہ عید کے دن روزہ نہ رکھو اگر ایک شخص خاص عید کے دن روزہ رکھے تو وہ بظاہر تو روزہ دار ہے لیکن فی الحقیقت گناہگار ہے اسی طرح اگر کوئی شخص ایک شخص کا مال چھین کر زکوٰۃ ادا کرے یا کسی شخص کا مال چرا کر حج کے لئے جائے تو بظاہر تو زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کے لئے جانا عبادت ہے لیکن حقیقۃً غلط طریقہ پر کام کرنا معصیت ہے غرض ان مثالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ عبادت سے مقصود یہ ہے کہ باری تعالےٰ جل مجدہ کی خوشنودی حاصل کی جائے نہ کہ اسکے احکام کی مخالفت کی جائے پس چچا عبد اور چچا غلام وہی ہے جو ہر کام میں اپنے مالک کی رضامندی کو پیش نظر رکھتا ہے اور اپنے مالک کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا جو شخص آقا کی خوشنودی نہیں چاہتا وہ نافرمانبردار ہے اور اوقات مکروہہ میں تلاوت قرآن مجید بھی مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان اوقات میں حق سبحانہ تعالیٰ جل مجدہ کی تسبیح و تقدیس کی جائے اور حضور آقا کے نامدار سرور عالم رسول اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور بعض فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ بارہ وقتوں میں کوئی نفل پڑھنا منع ہے ان کی تشریح یہ ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر نماز نفل پڑھ رہا تھا اور ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ طلوع فجر ہوا تو دوسری رکعت بھی پوری کرلینی چاہیئے یہ دونوں رکعتیں نوافل ہی میں لکھی جائینگی اور فجر کی سنتوں کی قائم مقام نہیں ہوسکتیں اور اگر کسی شخص نے چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو پہلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہوجائینگی لیکن اسپر یہ ہے کہ فجر کی سنتیں علیحدہ پڑھی جائیں۔

اور فجر کی سنتوں کے متعلق اس موقع پر ایک خاص تنبیہ لکھی جاتی ہے وہ یہ کہ اس میں شک نہیں کہ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت میں کافی وسعت ہوتی ہے لیکن فجر کی سنتیں جو نماز فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں وہ اگر باقی رہ گئی ہوں تو فرض پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک ان کا پڑھنا جائز نہیں۔

(۲) اور جماعت کے لئے اقامت ہونے سے ختم جماعت تک نماز نفل اور نماز سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز فجر قائم ہوچکی اور ایک شخص نے ابھی تک فجر کی سنتیں نہیں پڑھی ہیں اور اس کو یہ معلوم ہے کہ سنتیں پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائیگی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی تو اجازت ہے کہ جماعت سے الگ فجر کی سنتیں پڑھکر جماعت میں شریک ہوجائے اور اگر یہ خیال ہے کہ نماز سنت میں مشغول ہونے کے بعد جماعت جاتی رہے گی تو نماز سنت پڑھنا جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ ادائے سنت کے خیال سے جماعت ترک کرنا جائز نہیں بلکہ گناہ ہے اور فجر کے نماز کے علاوہ باقی خمسہ نمازوں میں اگرچہ جماعت کے مل جانے کا یقین ہو لیکن جماعت کے لئے اقامت ہونے کے بعد سے ختم جماعت تک سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) اور نماز عصر کے بعد سے آفتاب زرد ہونے تک بھی نماز نفل پڑھنا منع ہے اگر کسی شخص نے نماز نفل پڑھ کے نیت توڑ دی تو اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور قضا پڑھ لی تو ناکافی ہے یعنی قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوئی۔

(۴) اور آفتاب غروب ہونے کے بعد سے جب تک مغرب کی نماز نہ ہوجائے نفل نماز منع ہے۔ (۵) اور جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر بیٹھے اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے حتیٰ کہ جمعہ کی سنتیں پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(ترجمہ تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہانتک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کردو گے اور جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔

اوپر کی آیت میں یہ ذکر تھا کہ قیامت کے دن اہل کفر اگر زمین بھر کر بھی سونا دیدیں تب بھی ان کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ اس کی مناسبت سے مسلمانوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جب تک تم ان چیزوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کروگے کبھی نیکی کے ثواب کو نہ پاؤ گے اور تم جو کچھ خرچ کروگے اللہ اس میں تمہاری نیتوں کو خوب جانتا ہے پس تم انہی چیزوں کو خرچ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہیں ناپسند اور بری چیز کے لینے میں کچھ فائدہ نہیں سب کو معلوم ہے کہ انسان کو سب سے زیادہ محبوب اپنی جان ہوتی ہے اور پھر مال پس ایک سچے مسلمان کو یہ شیوہ ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ کی راہ میں جان و مال سے حاضر رہے۔ صحیحین میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس تو کوئی عمدہ مال نہیں بجز اس حصہ کے جو مجھکو خیبر میں ملا ہے آپ اس کے لئے کیا حکم فرماتے ہیں ارشاد ہوا کہ اس باغ کی زمین اور اسکے درخت اپنے قبضہ میں رکھو اور اسکے پھل اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو یعنی صدقہ کردیا کرو۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے غور کیا کہ مجھے اللہ نے سب سے بہتر کیا چیز دی ہے اور میرے پاس جو کچھ ساز و سامان ہے اس میں سب سے زیادہ محبوب کونسی چیز ہے؟ غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ میری ایک کنیز (بنت شریق) مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے یہ خیال آتے ہی میں نے اس کو فوراً آزاد کردیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو اپنی کنیز عاصمہ کے ساتھ بے حد محبت تھی چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں دی ہوئی چیز کو واپس لینا چاہوں تو ضرور عاصمہ کو کنیز بنالیتا۔ حضرت سیدہ عالم فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرا بھی جی چاہا کہ میں بھی کوئی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں لیکن میرے پاس کچھ سازوسامان نہ تھا۔ میں اور میرے شوہر اور میرے بچے دو وقت سے بھوکے تھے اور تیسرے وقت چار آدمیوں کے کھانے کا انتظام ہوا تھا جب کھانا تیار ہوا تو نفاق سے چار محتاجوں نے دروازے پر آکر صدا دی کہ ہم یمن کے رہنے والے ہیں صبح سے بھوکے ہیں ہمارے کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو سکا خدا کے لئے ہم کو کھانا دو میں نے یہ سنتے ہی وہ سب کھانا جو تیسرے وقت ہم کو میسر ہوا تھا ان غریبوں کو دیدیا اور حق تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اور میں بہت خوش ہوئی۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(ترجمہ سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل بنی اسرائیل کے جس کو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا نبی اسرائیل پر حلال تھیں آپ فرمادیجئے پھر توراۃ لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کی جرأت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں آپ کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ مشرک نہ تھے۔

ان آیتوں میں اہل کتاب کی شرارتوں کا ذکر ہے علمائے یہود بہت سی حلال چیزوں کو حرام کہتے تھے ان کی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ جن چیزوں کو تم حرام کہتے ہو یہ سب تمہی اسرائیل کے لئے حلال تھیں سوائے ان چیزوں کے جو حضرت اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھیں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو درد شقیقہ کی شکایت تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے منت مانی تھی کہ اگر مجھکو اس سخت مرض سے نجات ہوجائے تو کھانے پینے کی چیزوں میں جو چیز مجھے سب سے زیادہ مرغوب ہوگی میں اس کو ترک کردوں گا چنانچہ جب حق تعالیٰ نے ان کو شفا عنایت فرمائی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ ترک کردیا یہی چیزیں ان کو بہت مرغوب تھیں۔ یہود نے یہ سمجھ لیا کہ یہ دونوں چیزیں سب کے لئے حرام ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان کو حرام سمجھتے تھے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اونٹ کے گوشت اور دودھ کو کبھی کبھی تناول فرماتے تھے اس لئے علمائے یہود نے ایک دن حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ آپ اپنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا متبع ظاہر کرتے ہیں اور پھر اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال سمجھتے ہیں حالانکہ اونٹ کا گوشت اور دودھ شریعت ابراہیمی میں حرام تھا اور توراۃ میں اس کا ذکر موجود ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام نہیں تھا بلکہ حلال تھا اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو توراۃ لے آؤ اور اس کو پڑھو اور اس میں کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم پر اونٹ کا گوشت

حرام کیا تھا؟ علمائے یہود نے بہت کچھ توسعات کی ورق گردانی کی لیکن وہ شریعت میں اونٹ کے گوشت اور دودھ کی حرمت نہ دیکھا سکے اور اپنے اعتراض پر بہت شرمندہ ہوئے حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس حجت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ پر جھوٹ باندھے تو یقیناً ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں اور اے رسول عربی ان سے کہدو کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اب تم طریقہ اسلام جو اصل میں ابراہیمؑ کا طریقہ ہے اس کی پیروی کرو یا یقین ابراہیم اللہ کے محترم بندے تھے وہ اللہ تعالےٰ کو واحد و یکتا یقین کرتے تھے اور مخلص ترین داعی توحید تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

اس آیت میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک درخشاں دلیل ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ علمائے یہود اچھے خاصے تعلیم یافتہ تھے اور وقتاً فوقتاً توراۃ کو پڑھتے رہتے تھے لیکن پھر بھی وہ افترا پردازی سے باز نہ آتے تھے اور غلط بیانی کو جائز سمجھتے تھے لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انھوں نے امی لقب رسول کو شرائع ماضیہ سے بدرجہا اتم واقف پایا۔

علمائے یہود نے جس وقت یہ کہا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ قطعاً حرام ہے اور شریعت ابراہیمی میں بھی حرام تھا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فوراً ارشاد فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حلال تھا فاتوا بالتورٰۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو توراۃ لے آؤ اور اسکو پڑھو، اور اس میں دیکھو کہ اللہ نے ابراہیم پر اونٹ کا گوشت حرام کیا تھا؟ اللہ اللہ ایک طرف ان کا مجمع ہے جو علم و فضل کے علمبردار ہیں یعنی علمائے یہود وہ کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام ہے حضرت ابراہیم کی شریعت میں بھی یہی حرام تھا دوسری طرف امی لقب رسول ہیں فرماتے ہیں تم غلط کہتے ہو اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام نہیں ہے حضرت ابراہیم کی شریعت میں بھی حرام نہ تھا مدعیان علم و فضل، اور امی لقب رسول میں مباحثہ ہو رہا ہے ایک طرف یہودیوں کی جماعت توجہ کی منتظر ہے دوسری طرف کچھ مسلمان خاموش بیٹھے ہیں توراۃ لائی جاتی ہے ورق گردانی ہوتی ہے بہت دیر تک ورق گردانی کے بعد مدعیان علم و فضل کا طلسم جہالت و غرور ٹوٹتا ہے عاجز اور نادم ہو کر عرض کرتے ہیں حضرت واقعی الس میں تو شریعت ابراہیمی میں اونٹ کے گوشت اور دودھ کی حرمت کا ذکر نہیں ہے اچھا ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام نہیں ہے تو پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیوں ترک کر دیا تھا؟ ارشاد ہوتا ہے وہ بیمار تھے انہوں نے خدا سے منت مانی تھی کہ اگر مجھکو اس مرض سے نجات ہو جائے تو جو چیز کھانے پینے کی زیادہ مرغوب ہوگی اس کو ترک کر دوں گا اللہ تعالےٰ نے انھیں شفا عطا فرمائی اور انہوں نے اونٹ کا گوشت اور دودھ ترک کر دیا لیکن شرعاً حرام نہیں ہوا تھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں جب توراۃ نازل ہوئی تو اونٹ کا گوشت یہودیوں کے لئے خدا کی طرف سے حرام کر دیا گیا تاکہ ان پر رزق کا دائرہ تنگ ہو اور وہ اپنی شرارتوں کے نتائج برداشت کریں لیکن دوسری قومیں کے لئے حرام نہیں کیا گیا حقیقت صرف اس قدر ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں حاضرین متعجب ہیں کہ علمائے یہود سال ہا سال سے توراۃ پڑھتے ہیں لیکن حرام و حلال سے واقف نہیں اور رسول عربی جو امی ہیں ظاہری علوم سے قطعاً واقف نہیں وہ توراۃ کا مسئلہ بیان فرما رہے ہیں علمائے یہود کی گردنیں جھک جاتی ہیں اپنی جہالت کا اعتراف کرتے ہیں حضور فرماتے ہیں پھر سن لو کہ اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ بنی اسرائیل میں توراۃ کے نازل ہونے سے پہلے کسی آسمانی حکم سے حرام نہ تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک منت کو پورا کرنے کے لئے ترک کر دیا تھا کچھ دنوں کے بعد یہ رواج عام ہو گیا یہانتک کہ بعض علمائے یہود اونٹ کے گوشت اور اونٹنی کے دودھ کی حرمت کے قائل ہو گئے اور پھر حق تعالےٰ نے بھی ان پر حرام کر دیا اے لوگو! اس اظہار حقیقت کے بعد بھی اللہ پر جھوٹ بولنا ان جیسے وہ نہایت ہی بے انصاف ہے۔ اس تقریر کو سنکر اکثر یہود حضور کی نبوت کے قائل ہو گئے انھوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ اس طرح کا غیبی علم بلا تائید غیبی کے حاصل نہیں ہو سکتا اور اس طرح کی تائید غیبی امی لقب الٰہی کی نبوت کی واضح دلیل ہے یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں۔

مسلمانو کو یہ مسئلہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا شریعت محمدیہ میں جائز نہیں ہے قرآن مجید میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اے رسول عربی حلال چیزوں کو حرام نہ کرنا اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ حد سے زیادہ گرنا ما اسلام میں جائز نہیں

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۝ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

(ترجمہ) یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا، وہ مکان ہے جو مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔

علمائے یہود کی طرف سے ایک اعتراض یہ تھا کہ اگر مسلمان فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع ہیں تو کعبے کی طرف نماز کیوں پڑھتے ہیں بیت المقدس کی طرف کیوں نہیں پڑھتے جبکہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کو قبلہ تسلیم

کیا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ خانہ کعبہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور اس کی بنا بیت المقدس کی بنا سے مقدم ہے اور اس کی فضیلت کی بہت سی دلیلیں ہیں الحاصلہ یہ کہ مقام ابراہیم یعنی وہ جگہ جہاں پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا اب تک مکہ میں موجود ہے اور حضرت ابراہیم نے کعبہ کو تعمیر کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ پروردگار اس عبادت گاہ کو امن کا مقام قرار دے پس حق تعالیٰ نے اس کو امن کا مقام قرار دے دیا پس یہ قول غلط ہے کہ حضرت ابراہیم اور دیگر انبیاء نے صرف بیت المقدس ہی کو محترم مقام سمجھا تھا اور خانہ کعبہ کو محترم نہیں سمجھا تھا کچھ شک نہیں کہ لوگوں کے لئے جو پہلا گھر عبادت گاہ ٹھیرایا گیا وہ یقیناً خانہ کعبہ ہے جو شہر مکہ میں ہے وہ مبارک ہے اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہے اور وہ امن کا مقام ہے جو کوئی اس میں داخل ہوا امن میں ہو جاتا ہے اور لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کے لئے اس گھر کا حج کریں اور غیر مستطیع لوگوں پر حج فرض نہیں ہے بلکہ اس پر فرض ہے جس کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو جو وہاں با فراغت پہنچ سکے اور جو شخص باوجود استطاعت کے حج کو جانے سے انکار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے وہ بے نیاز ہے اس کو مخلوقات میں سے کسی کی پروا نہیں۔ سنن سعید بن منصور میں حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ نبی اسرائیل اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا متبع ظاہر کرتے تھے اور ان کی ملت پر قائم ہونے کے مدعی تھے حضور اقدس سرور دو عالم نے ان سے فرمایا کہ ملت ابراہیمی میں حج فرض ہے اگر تم ملت ابراہیم پر ہو تو حج کیوں نہیں کرتے بنی اسرائیل نے یعنی یہود نے حج کی فرضیت سے انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جمہور مفسرین کا بیان ہے کہ اس آیت سے حج فرض ہوا ہے اور استطاعت سے مراد زاد و سفر اور صحت اور راستے کا امن ہے حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے حج کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے بیشمار فوائد ہیں اس میں تو شک ہی نہیں کہ حج ایک عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ عبادت ہونے کے ساتھ ہی دنیاوی فوائد کے لحاظ سے بھی ایک نعمت ہے جو شخص حج کے لئے جاتا ہے اس کو بہت سے بحری و بری مقامات کے دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور نہایت مفید تجربات حاصل ہوتے ہیں۔ اور حج جس طرح ایک خالص دینی عبادت ہے اسی طرح ایک خاص پولیٹیکل کانفرنس بھی ہے اگر مسلمان چاہیں تو اس اجتماع عظیم سے ہزاروں فائدے حاصل کر سکتے ہیں حج کے موقع پر دنیا کے تمام ممالک کے باشندے کے میں موجود ہوتے ہیں ترکی، ایرانی، افغانی، عراقی، شامی، چینی، ہندی سب جمع ہوتے ہیں اگر حاضرین میں اصلاح و تنظیم کا احساس موجود ہو آپس میں تبادلہ خیالات کر کے اپنی اصلاح و تنظیم اور ترقی کے لئے بہترین تجاویز سوچ کر ان کو اپنے اپنے ممالک میں شائع کر سکتے ہیں لیکن آہ کہ جہاں مسلمانوں سے ہزاروں فائدے خصوصیت رخصت ہو چکی ہیں وہاں اصلاح و تنظیم کا احساس بھی جاتا رہا ہے اب تو عازمان حج پر یہ مقولہ صادق آتا ہے کہ ؎

گئے تھے نماز کو روزے گلے پڑ گئے ۔ جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر آ گئے

اس موقع پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ حضرت آپ تبادلہ خیالات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم حج میں شریک ہونے والوں کی زبان میں بھی نہیں سمجھتے پھر کس طرح ممکن ہے کہ ہم تبادلہ خیالات کر سکیں اگر آپ یہ کہیں کہ مترجم کے ذریعہ سے یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے تو یہ خیال غلط ہے کیونکہ حج کے موقع پر اتنے مترجم نہیں مل سکتے کہ وہ ہر شخص کی ترجمانی کر سکیں اور یہ بھی بہت دشوار ہے کہ ہر حاجی تمام ممالک کی زبانوں سے واقفیت حاصل کرے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر حاجی کو تمام ممالک کی زبانوں سے واقف ہونے کی ضرورت نہیں اگر ہر ملک کے مسلمان صرف عربی بولنا سیکھ لیں اور وحدت لسان کی تحریک کو کامیاب بنانے میں سعی و کوشش کریں تو حج کے موقع پر تبادلہ خیالات کا موقع حاصل ہو سکتا ہے عربی میں کلام کرنا کچھ دشوار نہیں ہے اگر کوئی شخص قواعد و ضوابط کا قطع نظر کر کے صرف عربی بولنے اور سمجھنے کی قابلیت حاصل کرنا چاہے تو یہ صرف چار پانچ مہینے کا کام ہے اگر آپ کے دل میں رسول کی خدمت ہے اور آپ ملت اسلامیہ کی خدمت کو ضروری سمجھتے ہیں تو جہاں آپ انگریزی اور اردو اور فارسی اور حساب سیکھنے کے لئے کئی کئی سال تک محنت کرتے ہیں اسی طرح عربی بول چال سیکھنے کے لئے بھی پانچ چھ مہینے تک سعی و کوشش کرنا ضروری سمجھ لیجئے اور اپنے بچوں کو بھی عربی بول چال سکھائیے غرض واقعی بات یہ ہے کہ آجکل حج کی غرض و غایت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور اس سے جو فائدے حاصل ہو سکتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے خدا کرے کہ مسلمان جلد اس طرف متوجہ ہو جائیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ مسلمانو! تم پر حج فرض ہوا لہٰذا حج کرو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت کیا ہر سال حج کیا کریں یہ سنکر حضور نے سکوت اختیار کیا اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا لیکن حضور نے جواب نہیں دیا پھر فرمایا کہ اگر میں ہاں کہدیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور یہ تم سے نہ ہو سکتا۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں مجھ سے سوال نہ کیا کرو اور جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو اور بلا ضرورت سوالات کرنے سے اجتناب کرو۔ کہ یہ طریقہ مناسب نہیں ہے اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صدق دل سے اور پاک کمائی سے فریضہ حج ادا کیا اور راستبازانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا وہ گناہوں سے پاک ہو گیا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور گویا وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حج سے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو حج سے پہلے کے ہوتے ہیں اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی سونے اور چاندی اور لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہے۔ اور طبرانی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عازمان حج اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اللہ تعالیٰ اپنے مہمانوں کو فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

لطائف الحدیث

کلام الٰہی کے بعد اس نیلی چھتری کے نیچے اگر کوئی کلمہ اور کوئی کلام سب سے زیادہ مقدس سب سے زیادہ برکت والا اور سب سے زیادہ ہدایت فرما ہو سکتا ہے تو وہ سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ کی باتیں ہی ہو سکتی ہیں جن پر عمل کرنا سب مسلمانوں پر واجب ہے اور جو ان پر عمل کرے اس پر دین اور دنیا کی برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں کیونکہ کلام الٰہی کے بعد کلام محمد ہی کا درجہ ہے جس کی شان ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہے سچ یہ ہے کہ حکمت و موعظت اور ہدایت و نصیحت کے ایسے انمول موتی اسی زبان سے نکل سکتے ہیں اور ایسے جوامع الکلم کلمات رشد و ہدایت اسی زبان فیض ترجمان سے ادا ہو سکتے ہیں جو تربیت پذیر خدا لسان وحی اور فیض یافتہ نطق الٰہی ہو پھر کیا ایسے منطق کے کلام سے بڑھ کر کوئی دوسرا کلام ہو سکتا ہے اور کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ کلام الٰہی کے بعد کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جان و دل سے عزیز رکھیں اور اسکے ایک ایک لفظ کو حرز جان اور تعویذ روح بنا کر اپنی دنیا اور آخرت کو سنواریں۔ امید ہے کہ ناظرین مدیوی ان کو غور سے پڑھیں اور ان کو حفظ کریں اور ان پر عمل کر کے برکات آسمانی سے اپنی جھولیوں کو بھر لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں سے جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کرے گا وہ قیامت کے دن فقہا کے گروہ میں اٹھایا جائے گا اور میں اس کی شفیع ہوں گا لطائف الحدیث کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص لطائف الحدیث کی چالیس حدیثیں بھی حفظ یاد کرلے تو اس کی درجہ فقہا کا ہو جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائینگے کیا کوئی مسلمان ہے جو رسول اللہ کی شفاعت کا آرزومند نہ ہو اور جس کی خواہش یہ نہ ہو کہ خدا اس کو فقہاء امت محمدی میں شامل کرلے ہم نے یہ سلسلہ مدیوی میں پہلے سے جاری کر رکھا ہے اور انشاء اللہ مستقل طور سے جاری رہے گا پس ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس کو خوب پڑھے یاد کرے خود اس پر عمل کرے اور دوسروں کو سنائے اور ان کو عمل کی دعوت دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل امر ذی بال لم یبدء فیہ بحمد اللہ فھو اقطع (ابن ماجہ)

جو اہم کام خدائے تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوگا

اس ارشاد کے ذریعہ مسلمانوں کو بتلا دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جب کوئی کام شروع کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ کو یاد کرلے اس کی حمد کرلے اور پھر کام شروع کرے تو اس میں برکت ہوگی ورنہ وہ برکت سے خالی ہوگا خصوصاً اہم اور ایسے کام جن میں اہتمام کرنے کی ضرورت ہو اس میں تو ضرور ہی ہے کہ وہ اللہ کی حمد و ثنا یعنی بسم اللہ سے شروع کیا جائے۔

اس میں ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ دن بھر میں متعدد بار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی عزت حاصل ہوگی اور جتنی مرتبہ ذکر کی توفیق ملے گی اس پر ثواب مترتب ہوگا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ کے ذکر سے اس کی قدرت اس کی عظمت اور اس کی اکثر صفات پر غور کرنے کا موقع ملے گا اور ان صفات سے اپنے کو متصف کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ تیسرا درس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب ہم ہر ایک کام اللہ کے ذکر سے شروع کریں گے تو خود ہی سے کہ ہمیں اپنے ذرائع اپنے اسباب اور اپنی قوت پر بھروسہ نہ ہوگا بلکہ اللہ پر بھروسہ اور توکل ہوگا اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اللہ ہی کے اختیار میں سب کچھ ہے ہمارے تمام ذرائع اور تمام اسباب دو سائل بغیر اللہ کی مرضی اور حکم کے بالکل لغو اور بیکار ہیں۔ اللہ پر توکل اور اس کی ذات پر اعتماد و بھروسہ کرنے کی خوئے نیک اگر پیدا ہو گئی تو یہ ایسی فتح مبین اور غور عظیم ہے جس پر ایک انسان جس قدر فخر کرے کم ہے اس لئے ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر ایک چھوٹے بڑے کام کے شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لے لیا کرے کہ بس اللہ ہی ہے جو کارساز حقیقی ہے اور اسی کے اختیار اور بس میں ہر ایک قسم کی کامیابی ہے اور اسی کی عنایت و نصرت اور توفیق پر اس کام کی کامیابی موقوف اور منحصر ہے

(۲)

الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی عمل کا اعتبار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرتا ہے۔

یہ دو جملے ایک بڑی حدیث کے ابتدائی اجزا ہیں جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص کے لئے وہی چیز حاصل ہوتی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی اور جو شخص دنیا کے لئے یا کسی عورت کے لئے ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی۔

عمل کا جو تعلق نیت کے ساتھ ہے وہ مذکورہ جملوں میں اچھی طرح بتلا دیا گیا ہے حدیث کا باقی حصہ حدیث کے شان نزول کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مذکورہ جملوں کی مثال کے ذریعہ وضاحت و تشریح کرتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت ام قیس کے لئے ہجرت کی تھی اس عورت نے کہا تھا کہ اگر تم ہجرت کرو تو میں تم سے نکاح کرلوں گی چنانچہ اس نکاح کی طمع میں ہجرت کی تھی اور اسی وجہ سے وہ مہاجر ام قیس مشہور ہو گئے تھے۔

بہر حال یہ حدیث قلبی خواہش کی دلیل سے متعلق ہے لیکن اس میں ایک نہایت اہم اور عظیم کام کو معجزانہ اختصار اور حکیمانہ انداز میں حضور رسول خدا نے بیان فرمایا ہے۔

حضور صلعم نے اس حدیث میں اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ فی نفسہ عمل کی خوبی اور خوبصورتی پر نہ اترانا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے اصلی و حقیقی چیز نیت ہے اگر نیت بخیر ہے تو عمل کا ثواب مترتب ہوگا اور اگر نیت نیک نہیں ہے تو خواہ بظاہر کتنا ہی نیک اور صالح عمل کیوں نہ ہو اس کی کوئی قیمت خدا کے نزدیک نہیں ہے۔

ایک شخص اگر ساری رات نوافل پڑھتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ لوگ اس کو بڑا عابد و زاہد سمجھیں اور لوگوں میں اسکی خوب شہرت ہو تو بارگاہ خداوندی

نوافل کا پڑھنا اور اس کے لئے شب بیداری کرنا بڑا ہی نیک اور صالح کام ہے مگر چونکہ اس شخص کی نیت یہ ہے کہ لوگوں میں اس کی اچھی طرح شہرت ہو اور لوگ اسے زاہد و عابد سمجھنے لگیں اس لئے اس کا یہ نیک عمل بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور وہ ثواب جو ایسے عمدہ اور نیک کام کا مرتب ہونا چاہیئے تھا اور جس اجر کا ایسا نیک کام کرنے والا مستحق ہے اس سے وہ محروم رہے گا۔ اب ہم سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ وہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں اپنے اعمال و افعال کی جانچ کرے اور غور کرے کہ وہ نیت جو کسی کو علم نہیں ہوتا مگر وہ علام الغیوب جو دلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے واقف ہے ہماری اچھی اور بری نیک و بد ہر قسم کی نیت سے آگاہ ہے وہ ہمارے ایسے اعمال کیسا بدلہ دیگا جن میں ہماری نیت خدا کے لئے نہیں بلکہ کسی غرض کے لئے ہے ہر ہر ہیں یہ ہی دیکھنا چاہیئے کہ ہم جمیع سے شامل تک کتنے کام کرتے ہیں جن میں نیت نیک ہوتی ہے اور جو محض اللہ کے لئے کرتے ہیں اور جن میں اخلاص و للہیت ہوتی ہے اور کتنے کام ایسے کرتے ہیں جو ظاہر بہت اچھے ہوتے ہیں دنیا کی نگاہوں میں وہ نہایت پسندیدہ ہوتے ہیں اور ہر شخص ہماری تعریف و توصیف کرتا ہے مگر نیت جس پر اجر و ثواب کا ترتب موقوف ہے وہ اللہ کے لئے نہیں ہوتی بلکہ محض طلبی جاہ اور لوگوں کے اندر ناموری و ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ وہ تمام مسلمان جو کسی قسم کا کام کرتے ہیں خواہ تبلیغ کا ہو یا تنظیم کا خلافت کا کام ہو یا مسلم لیگ کا تعلیمی کام ہو یا تعمیری سب کو اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیئے اور حدیث قدسی الاعمال بالنیات کی شمع نبوی ہاتھ میں لیکر دل کے ہر ایک گوشہ کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہم کس نیت اور کس جذبہ کے ماتحت یہ قومی کام کر رہے ہیں اور یہ کہ ہمارے کاموں میں کس قدر خلوص اور للہیت ہے اور کس درجہ لغو و نمائش۔

اعمال کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو نیت کی ذرا سی تبدیلی میں خوشگوار اجر و ثواب کا مستحق بنا دیتی ہے۔

فرض کرو تم کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تمہارا ارادہ صرف یہ ہوگا کہ بھوک کا علاج کر دیا لذیذ کھانے کھا کر جی خوش کر لیں لیکن تمہارا یہی عمل نیک اجر و ثواب ہو سکتا ہے اگر تم اس نیت سے کھانا کھاؤ کہ اس سے جسم میں قوت آئیگی اور میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ خدا کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق اس کی عبادت کروں اور اپنے اہل و عیال کے لئے روزی کمانے جس کا ان کو نفقہ اور تعلیم وغیرہ خدا نے میرے ذمہ کیا ہے یا مثلاً تم روزی کمانے کے لئے گھر سے نکلے اگر تم یہ نیت کر لو کہ میں تلاش معاش میں اس لئے جاتا ہوں تاکہ خدا کے احکام کے مطابق ان فرائض سے سبکدوش ہوں جو مجھ پر واجب ہیں تو تم کو اس حسن نیت کا ثواب ملیگا یا مثلاً تمہارا ایک دوست بیمار پڑے اور تم اس کی عیادت اور بیمار پرسی کے لئے جانا چاہا ہو تو اس موقع پر تم کو یہ نیت کرنی چاہیئے کہ مسلمان کی بیمار پرسی کرنا مسنون ہے اور فعل رسول اللہ کی نیت سے عیادت کے لئے جاؤ یہاں تک کہ اگر تم اپنے مکان میں شیطان کو جس سے موا اور وحشی مکان میں آتی ہے اس میں یہ نیت کر لو کہ اذان کی آواز سنائی دے تو اس پر بھی خدا کے نزدیک تم مستحق اجر و ثواب ٹھہرو گے

غرضکہ ہم اگر چاہیں تو اس حدیث قدسی سے اپنی زندگی کی ہر اک حرکت کو اجر و ثواب کا مستحق بنا سکتے ہیں بشرطیکہ ہماری نیت ہماری زندگی کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر سکتی ہے۔

(۳)

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ دوستی بھی خدا کے لئے کرے اور دشمنی بھی خدا کے لئے کرے۔

اس ارشاد نبوی میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک مسلم کے لئے اس دنیا میں دوستی اور دشمنی کے جتنے رشتے ہیں سب خدا ہی کے لئے ہونے چاہئیں اپنے ذاتی نفع اور نقصان اور اپنی ذاتی راحت و تکلیف کی بنا پر نہ ہم کسی سے دوستی کر سکتے ہیں نہ دشمنی اور نہ کسی کو دوست بنا سکتے ہیں نہ دشمن رشتہ صرف ایک ہو اور وہ خدا کی ہے جو خدا کا دوست ہو وہ ہمارا بھی دوست ہو خواہ اس سے ہمیں ساری عمر کوئی نفع نہ پہنچے اور جو خدا کا دشمن ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے خواہ اس سے ہمیں ساری عمر نفع نہ پہنچے۔

اب اس حدیث شریف کی روشنی میں ہمیں اپنی دوستیوں اور دشمنیوں کا احتساب کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہماری دوستیاں کس حد تک ذاتی نفع کے لئے ہیں اور کس حد تک خدا کے لئے ہیں اور اسی طرح ہماری دشمنی ذاتی رنجشوں کو در تو اور تکلیفوں کی بنا پر کس حد تک ہے اور خدا کے لئے کس درجہ تک ہے۔

ہم اپنے اہل و عیال کو دوست رکھتے اور ان کے ساتھ محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے لئے ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر ان کی راحت کے اسباب فراہم کرنے سے کبھی جی نہیں چراتے یہ دوستی اور محبت صرف اس لئے ہونی چاہیئے کہ خدا کا حکم ہے کہ اہل و عیال سے مسلمان محبت کریں لیکن اگر یہ اہل و عیال خدا کے دشمن بن جائیں مثلاً مرتد ہو جائیں خدا کے دین کے دشمن ہو جائیں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے لگیں تو پھر والدین کی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے واسطے دوستی و محبت کے رشتہ کو قطع کر کے ان کے دشمن بن جائیں

حضرت ابوبکر صدیق کا ایک واقعہ ہے کہ ان کے فرزند ایمان نہیں لائے تھے اور ایک جنگ میں مسلمانوں کے خلاف کافروں کی طرف سے لڑے تھے وہ جب ایمان لائے تو اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا کہ فلاں جنگ میں آپ میری زد پر آ گئے تھے مگر میں نے آپ کو چھوڑ دیا اور حملہ کر کے قتل نہیں کیا حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اگر تم میری زد پر آ جاتے تو میں ہرگز تم کو نہ چھوڑتا اور ضرور قتل کر ڈالتا یہ ہے معیار اللہ ہی کے راستے میں دوستی اور اللہ ہی کے راستہ میں دشمنی کا چونکہ حضرت ابوبکر کے فرزند اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اور مسلمانوں کے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آئے تھے اس واسطے وہ اللہ کے دشمن تھے اور حضرت ابوبکر باوجود اسکے کہ باپ تھے مگر کوئی محبت پدری ان کے دل میں نہ تھی بلکہ وہ اپنے کافر بیٹے کے ویسے ہی دشمن تھے جیسے دوسرے مسلمان یہاں تک کہ قتل کر ڈالنے سے بھی آپ کو دریغ نہ تھا۔

ہمیں اپنی دوستیوں اور دشمنیوں کو ایسی ترازو میں تولنا چاہیئے اور اسی معیار پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

خلاصہ سب کو نچوڑ یہ ہے کہ اگر ہم دوستی کریں تو خدا کے لئے اور اگر دشمنی کریں تو وہ بھی خدا ہی کے لئے ہو۔

(۴)

آداب معاشرت

کھانا

راہ عبادت بھی منجملہ عبادات کے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ کے ہے پس راہ دین کو جو کچھ اس کی ضرورت ہے وہ دین کی بدولت ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہو پس تمام سالکین کا مقصد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جس کا بیج علم ہے اور علم و عمل کی ماء دست تن کی سلامتی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور تن کی سلامتی آب و دانہ کے بغیر ناممکن ہے بلکہ کھانا راہ دین کی ضرورت ہو بس یہ سب کچھ دین سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلوا من الطیبت واعملوا صالحا یعنی حلال کھاؤ اور نیک عمل کرو پس جو شخص اس غرض سے طعام کھائے کہ اس کا علم و عمل مضبوط ہو اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت حاصل ہو اس کا طعام کھانا عبادت ہے اسی لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو سب چیز کا ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ جو لقمہ اپنے منہ میں یا اپنے اہل کے منہ میں ڈالے اور یہ اس لئے فرمایا کہ ان تمام امور سے مومن کا مقصد راہ آخرت ہوتا ہے اس بات کی دلیل کہ طعام کھانا راہ دین میں سے ہے یہ ہے کہ راجح ہے نہ کھائے بقدر ضرورت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے۔

کھانا کھانے کے آداب کھانا کھانے میں بہت سی سنتیں ہیں بعض کھانے سے پہلے اور بعض کھانے کے بعد اور بعض کھانے کے درمیان ہیں جو سنتیں کھانے سے پہلے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ہاتھ منہ دھوئے کیونکہ جب کھانا راہ آخرت کی نیت سے کھایا جائے عبادت ہوتا ہے اور یہ ہاتھ منہ دھونا مثل وضو کے ہے اسی سے ہاتھ اور منہ پاک ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے مفلسی سے مامون رہتا ہے۔

۲۔ کھانا دسترخوان پر نہ کھے بلکہ سفرہ پر کیونکہ رسول صلعم ایسا ہی کیا کرتے تھے کیونکہ سفرہ سفر کی یاد دلاتا ہے اور دنیا کا سفر آخرت کے سفر کی یاد دلاتا ہے اور تواضع کے قریب ہوتا ہے اگر خوان پر بھی کھائے تو جائز ہے اس کی ممانعت نہیں آئی لیکن بزرگان سلف کی عادت دسترخوان تھی اور رسول صلعم نے بھی دسترخوان پر تناول فرمایا ہے۔

۳۔ اچھی طرح بیٹھے دہنا زانو اٹھائے رکھے اور بائیں پنڈلی پر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے کیونکہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں غلام ہوں اور غلاموں کی طرح بیٹھتا اور کھاتا ہوں۔

۴۔ ارادہ کرے کہ میں قوت عبادت کے لئے کھاتا ہوں نہ شہوت کیلئے ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ۸۰ سال سے کوئی چیز شہوت کی غرض سے نہیں کھائی اور اس نیت کی درستی کی دلیل یہ ہے کہ تھوڑا کھانے کا ارادہ کرے کیونکہ زیادہ کھانا عبادت سے روکتا ہے رسول صلعم فرماتے ہیں کہ چند لقمے جو انسان کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں کافی ہیں اگر اس پر قناعت نہ کرے تو تہائی کھانے کے لئے تہائی پانی اور تہائی سانس لینے کے لئے فکر میں گنجائش رکھے۔

۵۔ جب تک بھوکا نہ ہو طعام کو ہاتھ نہ لگائے اور کھانا شروع کرنے کی بہترین سنت بھوک ہے کیونکہ بھوک سے پہلے کھانا پینا مکروہ ہے اور نہ موسم بھی ہو اور جو شخص طعام پر ہاتھ ڈالے ضروری ہے کہ بھوکا ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو ہاتھ اٹھالے تاکہ حکیم کا محتاج نہ ہو۔

۶۔ جو کچھ حاضر ہو اس پر قناعت کرے اور نفیس طعام کا تکلف نہ کرے کیونکہ مومن کا مقصد قوت عبادت کی حفاظت کرنا ہے نہ کہ مختلف نعمتوں کی اور یہ بھی سنت ہے کہ روٹی کی تعظیم کرے کہ انسان کی تمام اقوام اسی سے جیتا ہے اور اس سے بڑا اکرام یہ ہے کہ روٹی کی موجودگی میں سالن کا انتظار نہ کرے بلکہ نماز کا بھی انتظار نہ کرے جب روٹی حاضر ہو تو پہلے روٹی کھائے پھر نماز پڑھے۔

۷۔ جب تک کوئی ساتھ کھانے والا حاضر نہ ہو طعام میں ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ اکیلا کھانا اچھا نہیں ہے اور جس قدر ہاتھ طعام پر زیادہ ہوں گے برکت زیادہ ہوگی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز اکیلے کھانا نہ کھایا کرتے تھے۔

۸۔ اول بسم اللہ پڑھے اور آخر میں الحمد للہ کہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ پہلے لقمہ پر بسم اللہ دوسرے پر بسم اللہ الرحمن اور تیسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور ہاتھ بلند کرے تاکہ دوسروں کو بھی یاد ہو جو پہلے ہاتھ سے کھانے کی ابتدا کرے انتہا تک سے کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابتدا کرے اس طرح کاٹے کہ خواہش کے خلاف ایک چھوٹا لقمہ اور خوب چبائے اور جب تک مجھے نہ اتر جائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ ڈالے کسی کھانے کا عیب نہ نکالے کیونکہ رسول صلعم کبھی طعام کا عیب نہ نکالتے تھے اگر اچھا معلوم ہوتو کھالے ورنہ ہاتھ اٹھالے اور اپنے آگے سے کھائے مگر طبق کا میوہ جس طرف سے چاہے جائز ہے کیونکہ وہ مختلف ہوتا ہے روٹی کو دسترخوان میں سے نہ کھائے بلکہ کنارہ سے توڑ کر کھائے اور وہ جس چیز کو کھانے کے لائق نہیں ہے زبان پر نہ رکھے ہاتھ روٹی سے صاف نہ کرے اور جب لقمہ یا دوسرا طعام ہاتھ سے گر جائے تو پکڑ کر صاف کرے اور کھائے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر چھوڑے گا تو شیطان کے لئے چھوڑے گا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے گرم طعام میں پھونک نہ مارے بلکہ صبر کرے کہ ٹھنڈا ہو جائے۔ جب فرمایا آلو چہ یا گنتی کے تامل اختیار کھائے تو طاق کھائے۔ سات گیارہ یا پچیس تک اس کے تمام کا مدار اللہ تعالیٰ سے مناسبت پکڑنے میں ہے وہ طاق ہے جنت بھی ہے اور جس کام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو وہ باطل اور بیفائدہ ہوتا ہے پس طاق جفت سے اس لئے اولیٰ تر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھتا ہے پھل کی گٹھلیاں اسی برتن میں رکھے اور ہاتھ میں نہ پکڑے اور اسی طرح ہر ایک چیز کا فضل جو پھینکا جاتا ہو موجب نہ کرے اور کھانے میں پانی زیادہ نہ پیئے۔

پانی پینے کے آداب پانی کا برتن بہتے ہاتھ سے پکڑے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ سے پیئے اور پہلے برتن کو دیکھ لے کہ کوئی تنکا یا حیوان تو اس میں نہیں اگر گرد کا کیڑا

تو پانی پینے کے برتن سے منہ ہٹالے اگر ایک بار سے زیادہ پیئے تو تین بار پیئے اور ہر دفعہ بسم اللہ کہے برتن کے نیچے نگاہ رکھے کہ پانی کسی جگہ سے ٹپکتے جب تمام پانی پی لے تو کہے الحمد للہ الذی جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا (اس خدا کے لئے شکر ہے جس نے اپنی رحمت سے میٹھے پانی کی نہریں جاری کردیں اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے اس کو نمکین و شور نہ بنایا)

کھانے کے بعد سیر ہونے سے پہلے ہاتھ اٹھالے انگلیاں چاٹ کر صاف کرے پھر کپڑے سے پونچھ لے اور روٹی کے ذرات چن لے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا کرتا ہے اس کا عیش فراخ اور اس کا فرزند سلامت اور بے عیب ہوتا ہے اور وہ ذرات بہشت کی حور کا مہر بنتے ہیں۔ پھر خلال کرے جو کچھ دانتوں سے زبان کے ساتھ جدا ہو کھالے اور جو کچھ خلال سے باہر کرے پھینکدے برتن کو انگلیوں سے صاف کرے حدیث میں ہے کہ جو شخص برتن کو صاف کرتا ہے برتن کہتا ہے کہ:-

اے خدا! تو اس آدمی کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے جیسا کہ اس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے آزاد کیا کھانے کے بعد کہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا وھو سیدنا ومولانا قل ھو اللہ احد یعنی اس خدائے کریم کا شکر یہ ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا ہمارے لئے کافی ہوا اور ہم کو اس جگہ دی وہ خدا ہمارا سردار مالک ہے کہتے کہ وہ خدا اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور الاملاف قریش بڑھے اور جب طعام حلال حاصل کرے تو شکر کرے اور جب شبہ ہو تو اس کا غم کھائے کیونکہ جو شخص کھاتا ہے اور غم کرتا ہے وہ اس جیسا نہیں جو کھاتا ہے اور غفلت سے نہیں ہوتا ہے اور جب ہاتھ دھوئے تو کھلی یا صابن بائیں ہاتھ میں لے اور پہلے دہنے ہاتھ میں لے اور دہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے بغیر صابن کے دھوئے پھر صابن میں انگلیاں ڈبو کر دانت تالو اور سب کو اچھی طرح سے ملے اور انگلیوں کو دھوئے پھر صابن سے منہ دھوئے۔

(باقی)

سلسلہ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم دینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اس لئے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد و مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور بسا اوقات دشمنان اسلام کے شکوک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام سے زیادہ عقل کے موافق ستھرا اور پاک و صاف کوئی مذہب نہیں لیکن اسکی تعلیم کا زیادہ تر ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ کی ضروریات نے مسلمانوں کو عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غافل کر دیا ہے۔

جو کتابیں اردو زبان میں بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی کی عبارت مشکل کسی میں بچوں کی طبیعت اور ذہن کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب نہیں رکھی گئی ہے کسی میں اختصار اس قدر کیا کہ پڑھنے سے کافی مذہبی معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی میں عقائد اسلامیہ نہیں ہیں بعض اس قدر طویل کر دیجئے ہیں کہ انگریزی مدارس کے پڑھنے والے طلبا ان کی عمل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو مذہبی تعلیم کے لئے بہت تھوڑا وقت ملتا ہے۔

خدا تعالےٰ جزائے خیر دے حضرت فاضل اہل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کو انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرمایا اور ان کے لئے **تعلیم الاسلام** کے نام سے مذہبی نصاب تیار کرنا شروع کر دیا ہے حضرت مولانا مفتی صاحب کے نام نامی سے مسند شاد کے اہل علم اور عوام اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی کے ایک مقتدر اسلامی درسگاہ کے صدر مدرس ہونے کے علاوہ سولہ سترہ سال سے افتاء کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہندوستان سے بکثرت فتوے آپ کے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپ کی اثر آفرینی کا کمال اور خداداد ذہن اور لیاقت ہی سلسلہ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں پھر یہی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شایع ہوئے تھے کہ اہل رنگون اور مسلمانان برما نے اسے پسند کر کے اپنے ملک کے اکثر قومی اسکولوں میں اسے داخل کرالیا اور ہزاروں کی تعداد وہاں بھیجی جا چکی اب تک تمام نمبر دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ ان کے مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے

تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آئندہ نمبر میں گذشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ و عبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوا کے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو شعبے کر دیئے گئے ہیں پہلے شعبہ میں اسلامی عقائد اور روزمرہ ضروری معلومات نہایت دلنشین عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے شعبہ میں اسلامی احکام کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے۔

نمبر چار رنگ تمام مضامین سوال و جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے اب تک اس سلسلہ کے چار نمبر تیار ہو چکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ چار نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل آگئے ہیں۔ عقائد میں توحید، کتاب آسمانی ملائکہ رسالت معجزات، صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات تقدیر ایمان۔ اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات و منہیہ کا بیان ہے

قیمت مکمل سیٹ ۸ عہ علاوہ محصول ڈاک | **حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

ربیع الثانی کا بہترین ہدیہ

غوث الاعظم رضؓ کی یاد

(از جناب مولوی شیخ ریاست علی صاحب قدوائی قادری خیر آبادی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واھلبیتہ وعلی جمیع اولیاء امتہ اجمعین۔ اما بعد۔

معزز برادران اسلام! جب ہمارے واحد اور یکتا خداوند جل وعلا کو اپنی ذات والا صفات اور اپنی ربوبیت کا اظہار منظور ہوا تو جمیع مخلوقات سے پہلے اپنی تجلی نور سے نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کیا پھر اس نور سراپا سرور سے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ آسمان و زمین جیسی بڑی اور عالی شان مخلوق بنائیں۔ آسمان کو سورج چاند اور ان گنت چھوٹے بڑے جگمگاتے ہوئے ستاروں سے زینت اور زیبائش بخشی اور زمین کو طرح طرح اور قسم قسم کی خوبصورت اور خوشنما زندگی بخش اشیاء سے آراستہ و پیراستہ فرمایا آسمان و زمین کے اندر ہزاروں قسم کی حیوانات اور جاندار چیزیں بنائیں غرضیکہ جن اور ان کے سوا بیشمار قسموں کے حیوان پیدا کئے جن کی گنتی بجز اس پاک پروردگار عالم کے کوئی نہیں جانتا اس کے بعد جب اللہ تعالےٰ جل جلالہ وعم نوالہ کو حضرت انسان کی پیدائش منظور ہوئی تو سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام عدم سے وجود میں لائے گئے اور دنیا میں ان سے نسل انسانی کا سلسلہ جاری ہوا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو اللہ پاک نے اپنی بہتیری مخلوقات پر برتری اور بزرگی دی اور ان کو روئے زمین کا حاکم بنایا اور دنیا کی تمام چیزوں کو ان کا تابع فرمان کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ ہم نے دنیا کی ساری نعمتیں اور سب چیزیں تمہارے ہی واسطے پیدا کی ہیں اور اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت کا خلعت خاص عطا فرمایا اور یہ خلافت ہمیشہ کے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو سپرد ہوئی تاکہ وہ دنیا میں امن و امان اور حق پرستی کو قائم رکھے۔ مگر افسوس کہ سرکش اور نادان انسان نے اپنی کچھ قدر نہ جانی اور خلافت کے حقوق کی کوئی رعایت نہ کی بلکہ کفر و ضلالت اور فساد سے دنیا کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا۔

لیکن برادران اسلام! خدائے پاک کے بے پایاں فضل و کرم کو ملاحظہ فرمائیے کہ اس نے انھیں انسانوں میں کچھ ایسے لوگ انتخاب کر لئے جو ہمیشہ اس خلافت کو دنیا میں قائم رکھیں اور دنیا کی اصلاح کرتے رہیں چنانچہ عادت الٰہی اس طرح پر جاری ہوئی کہ جب اور جس وقت مخلوق دینی اور دنیوی روحانی اور اخلاقی تباہی میں پڑی تو اس پاک خدا نے اپنے کسی نہایت برگزیدہ بندہ کو جس کو نبی یا رسول کہتے ہیں اس ہلاکت اور بربادی سے بچانے اور رہنمائی کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام پیغمبر ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد رفتہ رفتہ قوم میں بت پرستی پھیل گئی اور لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا جو قریباً ایک ہزار سال کی مدت دراز تک اصلاح قوم کی انتہائی کوشش کرتے رہے لیکن قوم نے آپ کا کہنا نہ مانا اور آپ کے حکم پر بد چلی بالآخر آپ کی بددعا سے طوفان آیا جس نے سرکشوں کی ناپاک ہستی کو دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور سوا چند پیروان حضرت نوح علیہ السلام کے کوئی نہ بچ سکا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر دنیا میں گمراہی پھیل گئی پروردگار عالم جل جلالہ نے قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو اور قوم ثمود کی اصلاح کے واسطے حضرت صالح علیہ السلام کو اور قوم لوط کی ہدایت کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ جن لوگوں نے ہدایت کی راہ اختیار کی اور خدا کے سچے پیغمبروں پر صدق دل سے ایمان لائے وہ تو ابدی فلاح سے کامیاب ہوئے اور جن لوگوں نے پیغمبروں کا کہنا نہ مانا ان کو جہنم یا یاسہ شقاوتی، انکار، سرکشی اور فساد نے کام لیا وہ سب آسمانی عذاب سے ہلاک و برباد ہو گئے۔

برادران اسلام! ملک شام میں جبکہ بت پرستی کا بازار گرم تھا لوگ خدا پرستی چھوڑ کر بت پرستی آتش پرستی ستارہ پرستی اور خود پرستی کرنے لگے تھے وہاں کا بادشاہ نمرود مردود خدائی کا دعویدار تھا اسی زمانہ میں یکایک بشکدہ آذر سے تو حید کی ایک جگمگاتی ہوئی روشنی نمودار ہوئی یعنی ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے قوم کی باطل پرستی کو مٹا کر کلمۂ حق بلند کیا اور گمراہ راہ لوگوں کو راہ راست پر لگا دیا۔

برادران اسلام! حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام تمامی انبیاء علیہم السلام میں نرالی شان اور نرالی عظمت کی اور رکھنے والے انسان تھے امۃ تبارک اللہ تعالےٰ نے ان پر بڑی بڑی نوازشیں کیں بڑھاپے کی عمر میں جبکہ لوگ اولاد سے مایوس ہو جایا کرتے ہیں حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق علیہ السلام جیسے دو برگزیدہ فرزند بخشے ان کو اور ان کے گھر والوں کو اپنی رحمت خاص کی مورد بنایا پھر ان کی نسل میں ہر طرح کی دینی و دنیاوی برکتیں عطا فرمائیں حکومت اور نبوت سب کچھ ان کی اولاد کو بخشا حضرت خلیل علیہ السلام نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جو حضرت سیدہ ہاجرہ بنت رئیس (بادشاہ مصر) رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھے خدا کے حکم سے ملک شام سے لیجا کر عرب کے اس چٹیل میدان میں بسایا جہاں اب شہر مکہ معظمہ کی آبادی اور خانہ کعبہ کی مقدس عمارت ہے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام بدستور ملک شام

ہی میں قیام پذیر رہے حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام ہوئے جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا انہیں کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے بنی اسرائیل میں بکثرت انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام حضرت عزیر علیہ السلام حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت الیسع علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت مسیح علیہ السلام یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پاک ذریت اور بنی اسرائیل کے پیغمبران ذیشان ہیں ان سب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اونچے مرتبے کے اور بہت بلند رتبے کے پیغمبر ہوئے ہیں جن سے اللہ پاک نے کوہ طور پر بلا واسطہ ورسیانی کے کلام کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام تک بنی اسرائیل میں چھتیس پیغمبر آئے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت مقدس اور انہیں کی شریعت کی تائید اور تجدید فرماتے رہے۔

بنی اسرائیل کے سب سے پچھلے مگر برتر شان و شوکت والے پیغمبر حضرت روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انجیل شریف نازل فرمائی حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی متوکلانہ و درویشانہ اور آزاد و پاک زندگی کی تھوڑی سی مگر مبارک مدت کو برابر وعظ و نصیحت میں بسر فرمایا۔

بھائیو! یہ عجیب بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں تو کثرت سے پیغمبر بھیجے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمایا یعنی کسی میں شان سطوت و جلالت تھی تو کسی میں فقر و مسکنت کی بعضوں نے سلطنت اور بادشاہت کی اور بعض نے ترک تجرید کے ساتھ درویشانہ زندگی بسر کی اسی طرح فضائل میں بھی ایک کو دوسرے سے ممتاز فرمایا مگر کیا وجہ ہوئی کہ جو بنی اسرائیل کے دوسرے بڑے بھائی بنی اسمٰعیل کی قوم میں حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد سے اس وقت جبکہ حضرت مسیح کا بھی دور دورہ ختم ہو چکا کوئی بھی نبی پیدا نہ ہوا؟ اور کیوں خدا جانے اب تک اس قوم کو یہ عزت نہیں بخشی؟

برادران اسلام! حضرات بزرگان علماء نے اس کے متعلق یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ منظور تھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف ایک ہی رسول بھیجا جائے گا مگر وہ ایسا رسول ہوگا جو تمام انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی سب شانوں اور کمالوں کا جامع ہوگا۔

چنانچہ وہ ذات مجمع صفات ہمارے مولا ہمارے آقا حضور پر نور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی صفات موصوف فرمایا۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں عظمت و جلالت ابراہیمی حسن و جمال اور شان و شوکت یوسفی رعب و جلال و قوی حکومت و سلطنت داؤدی سلیمانی زہد و ورع یحییٰ توکل عیسوی غرضکہ ہر ایک شان جلالی و جمالی و خوبی و کمالی جو بہ تمام جلوہ گر تھی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کی طرح واعظ و ناصح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح مہاجر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند صاحب حکومت حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح فاتح حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح فرمانروا اور صاحب اعظام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح زاہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح متوکل تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی نرمی اور رحمدلی حضرت اسحاق علیہ السلام کا سا حلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سی سبک روحی و اطاعت حق حضرت یعقوب علیہ السلام کا شکر حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر حضرت یوسف علیہ السلام کا سا عفو و کرم۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی رقت قلب اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی سی بے نفسی و خاکساری و شرمساری یہ سب صفتیں موجود تھیں اللہم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ۔

برادران اسلام یہاں پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگلے کل انبیاء علیہم السلام صرف اپنی قوم یا ملک کے کسی خاص حصہ کی طرف بھیجے گئے تھے اور انہی کی منادی دہی تک محدود رہی تھی۔ مگر ہمارے مولا جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا بلکہ ساری موجودات کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے اور آپ کی منادی ساری دنیا کے واسطے تھی اسی لئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مقدس وجود کو خدا نے ان سارے مناقب و فضائل اور خوارق و معجزات خصائص و کمالات کا مجموعہ بنایا جو اگلے پیغمبروں کو جدا جدا حاصل تھے اور اسی واسطے آپ کی ذات گرامی پر نبوت کو ختم کر دیا کیونکہ آپ کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ دنیا کی مذہبی۔ اخلاقی اور تمدنی ضرورتیں بہت وسیع ہو چکی تھیں اسلئے آپ کو ایسا مکمل قانون اور ایک ایسی روشن و مستحکم شریعت دی گئی جو انسان کی تمام دینی و دنیاوی جسمانی و روحانی اخلاقی و تمدنی انفرادی و قومی ضرورتوں کو کافی و وافی ہر باتوں کو شامل ہو اور ساری دنیا اس کی پیروی باسانی کر سکے بس اس روشن شریعت (یعنی شریعت اسلام) کے بعد جو دنیا میں ہمیشہ کے لئے قائم کی گئی ہے کسی دوسری شریعت اور کسی دوسرے نبی کے آنے کی قیامت تک کوئی ضرورت نہ رہی اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا کہ قیامت تک کے لئے خدا کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے اور یہ کہ اسلام کے سوا جو شخص کوئی مذہب اختیار کرے گا وہ خدا کے ہاں ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ نجات کا دارومدار صرف اتباع مذہب اسلام پر ہے۔

برادران اسلام اس تمام تقریر سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ سلف میں جب ایک نبی دنیا سے چلا جاتا تھا اور شاہراہ شریعت سونی رہتی تھی اور دنیا میں گمراہی پھیل جاتی تھی تو اس شاہراہ شریعت کو آباد کرنے کے لئے اور دنیا کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے اور اس کو ایک ہادی ایک آسمانی رہبر کی مسند سے بارونق و پر فیض بنانے کے لئے دوسرا نبی چند مدت کے بعد دنیا میں فطرت الٰہی بھیجتی تھی یہ بعثت کا سلسلہ جناب خاتم النبیین فخر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک یونہی چلا آیا اور آپ کئی ہزار سال علیہم السلام کے بعد دنیا میں تشریف لائے آپ کی شریعت ان تمام اگلی شریعتوں سے زیادہ مکمل و مستحکم تھی کہ اب قیامت تک کسی دوسری شریعت کی ضرورت پڑے گی اور نہ حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی دنیا میں آوے گا۔

برادران اسلام! یہ بات معلوم ہونے کے بعد خود بخود دلمیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شریعتیں غیر مکمل اور مٹ جانے والی تھیں ان کے احیاء واستحکام اور قیام کے واسطے تو خدا متواتر انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرماتا رہا مگر ایک ایسی شریعت عظمیٰ اور مہتمم بالشان مسلک وحدت (یعنی اسلام) کے احیاء و قیام واستحکام کے واسطے جس کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے آپ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کیوں نہ ہوئی اور سلسلہ نبوت کو ختم کیوں کر دیا گیا؟

برادران ملت! اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ازل میں اللہ تبارک و تعالےٰ یہ بات طے کر چکا تھا کہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آپ کی امت کے علماء اولیاء صلحاء اس شریعت اسلام کو تاقیامت زندہ اور قائم رکھیں گے اس لئے آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کی حاجت نہ رہی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے (جن کے اسمائے گرامی اوپر عرض کر چکا ہوں) اس شریعت اسلام کے احیاء و قیام و تزیب و زینت میں کوششیں کیں اللہ تعالےٰ نے ان حضرات خلفائے راشدین وزارت اسلام کے چار ارکین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو وہ عقل و فراست عطا فرمائی کہ انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اور آپ کے بعد بھی شریعت اسلام کی بنیادوں کو دنیا میں اچھی طرح مضبوط و مستحکم کر دیا جب حضرات خلفاء راشدین کا زمانہ گذر گیا تو اللہ تعالےٰ آپ کی امت میں ایسے ایسے ولی رہنما، رہبر اور ہادی پیدا کئے جو شریعت اسلام کے استحکام و قیام کے واسطے کوششیں کرنے میں بالکل ویسے ہی ثابت ہوئے جیسے حضرات خلفاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر دیگر انبیاء علیہم السلام ثابت ہوئے ہیں۔

اس بات کے مان لینے کے بعد اگر ہم یہ کہیں کہ شریعت اسلام کو سنبھالنے اور اسکے استحکام و قیام کے واسطے کوششیں کرنے والے علماء صلحاء اور اولیاء سلف کے انبیاء علیہم السلام کی طرح ہادی و رہبر نہ تھے تو اس میں ذرا بھی تامل نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں اس حدیث شریف کی رو سے جبکہ علماء کا انبیاء بنی اسرائیل سے مماثل ہونا ثابت ہو چکا تو کیا اولیاء عظام و صوفیاء کرام کہ جن کا رتبہ حقیقت میں علماء سے زیادہ ہے نبیوں سے ہم رتبہ و ہمدوش نہیں ہو سکتے تو ان کے بعد ضرور ہو سکتے ہیں اور یہ کیوں؟ اس لئے کہ شریعت اسلام کو دنیا بھر کی شریعتوں پر اور تمام مذاہب اسلام کو تمام عالم کے دیگر تمام مذاہب پر جو شرف و فضل حاصل ہے اس کا ایک جزیہ بھی ہے کہ اس کی مخالف جماعت میں ہزار ہا ایسے افراد بھرے پڑے ہیں جو اپنی قوت ایمانیہ کے اندر ایسے مضبوط و ثابت ہوئے جنہوں نے اگلے زمانے کے پیغمبروں کی سی خدمتیں انجام دیں اور سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھیلائی ہوئی شریعت اسلام کو زندہ اور روشن کرنے کے لئے آپ کی نیابت کا پورا پورا حق ادا کیا اولیاء باللہ کو گنتی اور شمار میں ہیں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام تک جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان کی امتوں میں مجموعی حیثیت سے منصب نبوت کے فرائض کو انجام دینے والے اتنے نہیں نکل سکتے جتنے صرف ایک امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مختلف زمانوں اور مختلف ممالک کے اندر پیدا ہوئے اور اپنی کارگزاری کا عملی ثبوت دیکر اپنے ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے رہے ہیں یہ غلستان محمدی یا گلستان اسلام کے باغبان اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور اپنی ہمت اپنے استقلال اور اپنے قلوب کی نورانیت کے فرق مراتب پر قرب حق سبحانہ تعالےٰ کے درجات مختلفہ سے سرفراز و ممتاز کئے جاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو بدل کسی کو اوتاد کسی کو غوث اور کسی کو قطب کے پیارے اور بہترین نام سے پکارتے ہیں چنانچہ ہم اس وقت آپ کے سامنے محمدی کیمپ کے شیروں کی اس بہادر اور جانباز جماعت سے ایک شیر غراں یعنی حضرت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر غوث الاعظم محبوب سبحانی سید شاہ محی الملت والدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی واسم گرامی پیش کرتے ہیں جن کی ذات والا صفات کو آسمان ولایت و قرب کے متداولین میں آفتاب نصف النہار کی طرح جو عزت و افتخار حاصل ہے وہ دنیا سے پوشیدہ اور محتاج بیان نہیں ہو کیونکہ آپ کا وجود سراپا روح پرور عترت میں آرام فرمانے والے حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی بچوں میں وہ خلف سعید ثابت ہوئے جس پر حق تعالےٰ جل شانہ نے گروہ ملائکہ سے مخر فرمایا ہے اور آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ روحانی بیٹے ہونے کے علاوہ جسمانی حیثیت سے آپ کی آل میں داخل ہونے کا افتخار حاصل ہے اسلئے آپ کا سلسلہ نسب پدری حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے اور سلسلہ نسب مادری حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے اور یہ دونوں تو نہالان شہادت یعنی امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ اور نواسے اور آپ کی پیاری بیٹی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچیرے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے ہیں۔

برادران اسلام! مورخین نے حضور غوث پاک محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب پدری اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت سید شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت سید ابو صالح موسیٰ بن حضرت سید ابی عبد اللہ جنگی بن حضرت سید یحییٰ زاہد بن حضرت سید داؤد بن حضرت سید موسیٰ ثانی بن حضرت سید عبد اللہ ثانی بن حضرت سید موسیٰ جون بن حضرت سید عبد اللہ محض بن حضرت سید حسن مثنیٰ بن حضرت سیدنا و مولانا امام حسن مجتبیٰ بن امام العالمین امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ (از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہراء) رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

اور آپ کا سلسلہ نسب مادری اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت سید شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ابن ام الخیر حضرت فاطمہ ثانی ام الجبار بنت حضرت سید عبد اللہ صومعی بن حضرت سید ابا الجمال بن

حضرت سید محمد بن حضرت سید ابو محمد و طاہر بن حضرت سید ابو عطاء اللہ بن حضرت سید ابو الکمال حسینی بن حضرت سید علاؤ الدین بن حضرت سید شمد بن حضرت سید علی عریض بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق بن حضرت سیدنا امام محمد باقر بن حضرت سیدنا امام زین العابدین بن حضرت سیدنا و مولانا مظلوم کربلا امام حسین بن حضرت امام الخالمین امیر المومنین سیدنا و مولانا علی المرتضی (ازلیکن مبارک حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہراء) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

پس بہ لحاظ سلسلہ نسب وحسب پیری و مادری حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ حسنی الحسینی سید ہیں۔

برادران ملت! آپ کی ولادت سے پہلے بہت سے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشخبری سنائی کہ عنقریب آسمان ولایت کا ایک آفتاب درخشندہ طلوع ہوگا جو اپنی ضیاء باری سے بہت سے تاریک خانہ قلوب کو منور فرمائے گا چنانچہ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار اپنی صحبت اولیاء میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ قریب بغداد کے قرن خامس میں سید عبدالقادر پیدا ہوں گے ایک عالم ان کے اقوال وافعال کی اتباع کریگا اور اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ سے خلق عظیم کو درجات اعلیٰ عطا فرمائے گا۔ حضرت سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنا سجادہ ایک اپنے مصاحب کے پاس امانت رکھوایا اور فرمایا کہ ہمارے بعد کسی زمانہ میں حضرت غوث الاعظم پیدا ہوں گے یہ سجادہ انھیں دیدینا اور یہ بھی وصیت کی کہ اگر تمہارے زمانہ میں نہ پیدا ہوں تو تم اپنی آخر عمر میں کسی دوسرے شخص کے سپرد کرکے کہدینا کہ یہ سجادہ یوں ہی امانت در امانت چلا جائے اور جس کے زمانہ میں حضرت غوث پاک محبوب سبحانی پیدا ہوں وہ شخص یہ امانت ہماری طرف سے ان کو پہنچا دے۔ اور سلام کہدے۔ (زبدۃ المقامات)

شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابو بکر بن ہوار ی رحمۃ اللہ علیہ نے اثنائے ذکر اولیاء اللہ میں اپنے ایک دوست سے ارشاد فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک شخص عجمی عالی مرتبہ پیدا ہوگا اس کا نام عبداللہ اور لقب محی الدین ہوگا اور وہ بغداد میں سکونت کریگا اور وہ کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ حضرت ابو احمد عبداللہ بن علی بن یوسف الجنی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی جو بہت قریب زمانہ میں عجم میں ایک لڑکا صاحب کرامت ومقبول خلائق پیدا ہوگا اور کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ اور وہ لڑکا ایسے ذی شرف ہوگا کہ جو اس کو دیکھیگا وہ فیضیاب ہوگا۔

حضرت شیخ عقیل منجی رضی اللہ عنہ سے ایک دن کسی نے پوچھا کہ قطب اس زمانہ میں کون ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے کا قطب کہ منصب میں پوشیدہ ہیں سوا اولیاء اللہ کے کوئی ان کو نہیں پہچانتا اس ارشاد کے بعد عراق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ بہت قریب زمانہ ہے کہ یہاں سے ایک عجمی جوان ظاہر ہوگا جو قطب زمانہ ہوگا اور بغداد میں وعظ کہا کرے گا اور کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ پس اس زمانہ کے تمام اولیاء اللہ اپنی اپنی گردنیں جھکا دینگے اگر میں ہی اس زمانہ میں ہوتا تو اپنی گردن جھکا دیتا۔ حضرت شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دن چند فقراء حاضر ہوئے آپ نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو انھوں نے جواب دیا کہ عجم سے آپ نے فرمایا کس شہر سے وہ بولے جیلان سے آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! بتحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری ذاتوں میں ایک شخص کے ظاہر ہونے سے کہ وہ شخص تمہاری قوم سے ہوگا اور وہ قریب ہوگا اللہ سے اور اس کا نام مبارک عبدالقادر ہوگا اور وہ عراق میں ظاہر ہوگا اور شہر بغداد میں وعظ کہیگا اور وہ کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ اور اس زمانہ کے اولیاء اللہ اس کا اقرار کرینگے یعنی اس کی اتباع کرینگے خدا کے فضل وکرم سے۔ حضرت شیخ موتی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت جلیل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حالت مکاشفہ میں تھے کہ آپ نے فرمایا قدمہ علی رقبتی قدمہ علی رقبتی یعنی ان کا قدم میری گردن پر ان کا قدم میری گردن پر پھر اپنا سر مبارک جھکا دیا جب کیف استغراق سے فارغ ہوئے تو خدام نے اس قول کی حقیقت دریافت کی آپ نے فرمایا کہ پانچویں صدی ہجری میں شہر گیلان (جیلان) میں ایک بزرگ پیدا ہوں گے جن کا نام نامی واسم گرامی عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا اور ان کا مسکن بغداد ہوگا وہ باامر الٰہی فرمائینگے کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ اس عارف اعظم کا قدم میری گردن پر ہو اس لئے یہ الفاظ میری زبان سے نکل گئے الغرض اسی طرح حضرت خلیل بغلی حضرت شیخ عبدالحد علی کشف حضرت منصور النطاکی وغیرہ اجلہ بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اور ان کے سوا اور بھی بزرگان عظام نے آپ کی ولادت باسعادت وتشریف آوری وظہور کی بشارتیں سنائیں اگرچہ آپ کی ولادت کی بیشمار کی کے علاوہ بہت سے دیگر اولیاء اللہ کی ولادت کی بزرگوں نے خبریں دیں مگر جس قدر بزرگوں نے آپ کی پیدائش کی خبر دی اتنی کسی بزرگ دولی کی خبر شہرت نہیں دیگئی اس بات سے آپ کی علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔

برادران اسلام! تمام مورخین ومصنفین حالات حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالاتفاق لکھا ہے کہ جب آپ نے بصورت لفظ ذکیہ بشت پدر بزرگوار سے منتقل ہوکر شکم مادر مشفقہ میں قیام فرمایا اس وقت آپ کی والدہ صاحبہ کی عمر ساٹھ سال کی اور آپ کے والد صاحب کی عمر اس سے بھی کہیں زیادہ تھی یہ حضرت غوث پاک کی پہلی کرامت ہے کہ آپ نے اسباب پرستوں اور عقل کے گرفتاروں کو آگاہ کر دیا کہ جس عمر میں اولاد سے مایوس ہو جاتے ہیں اللہ کہتے ہیں ضلالت ایسی عمر میں ایک ایسے دل ودماغ کا بچہ پیدا کر سکتا ہے جو دنیا بھر کے بچوں میں ممتاز ہو اور ان کی ذہنی اور دماغی قوت پر والدین کی کمزوری کا مطلق اثر نہ پڑے۔

حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں بھی اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے جس کی کبھی کبھی آواز محسوس ہوتی تھی ایام حمل میں جب آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو جو ایک بہت بڑی عارفہ عابدہ اور زاہدہ تھیں کبھی جھینک آتی اور وہ الحمد للہ کہتیں تو آپ ان کو بیٹے میں سے

یرحمکم اللہ جواب دیتے تھے بالآخر انھیں کرامات و خوارق عادات کے ساتھ جب کامل نو مہینے مدت حمل کے گزر گئے تو شعبان کی ۲۹ ر تاریخ دن گزرنے کے بعد چاند رات کو کہ جس کی صبح کو رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور ۱۰ شنبہ کا دن ہوگا ۴۷۰ یا ۴۷۱ ہجری میں صبح صادق کے وقت حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملک ایران کے ایک قصبہ جیلان میں نزول اجلال فرمایا سنہ ولادت شریف آپ کی باختلاف روایت لفظ غوثیت اور غیاثیت سے نکلتا ہے آپ جس صبح صادق کو پیدا ہوئے وہ یکم تاریخ رمضان المبارک کی تھی اس لئے آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھ لیا یہ بھی آپ کی علوے مرتبت اور مادر زاد ولی ہونے کی دلیل ہے جس وقت آپ پیدا ہوئے اس وقت آپ کے چہرہ مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والوں کی نظریں خیرہ ہو جاتی تھیں یہ بھی آپ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ کے سال ولادت میں جس قدر عورتیں قصبہ جیلان میں حاملہ تھیں سب کے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ تمام لڑکے اولیائے کاملین ہوئے اس کے سوا آپ کی ولادت کے وقت چند عجیب و غریب باتوں کا ظہور ہوا اول یہ کہ آپ کی شب ولادت میں آپ کے والد ماجد نے خواب میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حضرات صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کے دیکھا کہ تولید فرزند کی مبارکباد دی اور فرمایا کہ وہ فرزند میرا فرزند اور محبوب ہے اور پروردگار عالم کا بھی محبوب ہے پروردگار عالم گردہ اولیا میں اس کو ایسا مرتبہ عطا فرمائے گا جیسا گروہ انبیاء میں میرا مرتبہ ہے دوسرے اس شب میں قصبہ گیلان میں متعدد لڑکے پیدا ہوئے اور آپ کے صدقہ میں سب اولیا، کاملین اور صاحب خدمت ہوئے تیسرے اس شب میں آپ کے طفیل میں عورتوں سے لڑکیوں کا ہونا بند ہو گیا تھا چوتھے یہ کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی روزہ رکھ لیا اور تمام ماہ رمضان میں روزے رکھتے رہے مگر ایام شیر خواری میں جب کبھی ماہ رمضان آیا آپ نے روزہ رکھا یہ آپ کے مقام صاحب خصیدہ ہیں جو دیگر اولیاء میں نہیں پائے جاتے۔

جناب والد ماجد اسلام: جب حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۱۸ سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد آپ کو ایک عالم صاحب کے پاس (جن کا نام غالباً عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ تھا اور قصبہ جیلان ہی کے رہنے والے تھے) لے گئے اور کہا کہ آپ میرے اس نور نظر کی بسم اللہ شروع کرا دیں عالم صاحب نے آپ کو نہایت محبت و پیار سے اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ دیا صاحبزادے پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم آپ نے استاد کے حکم کی تعمیل کی اور پہلے بسم اللہ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ الحمد پورا پڑھ دیا استاد شروع کیا یہاں تک کہ کئی پارہ زبانی پڑھ گئے استاد صاحب کو حیرت ہوئی اور تعلیم کے الفاظ میں کہا اور پڑھیے آپ نے فرمایا کہ میری والدہ صاحبہ کو اسی قدر آیات یاد تھا جب میں پیٹ میں تھا تو وہ پڑھا کرتی تھیں چنانچہ میں نے بھی یاد کر لیا سبحان اللہ کیا کہنی ہوئی کرامت ہے کہ پیدا ہوتے ہی متعدد پاروں کے حافظ اور آتے ہی روزہ دار یہ ہے شان ولی مادرزاد کی آپ کا ارشاد پاک ہے کہ جب میں لڑکپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو غیب سے آواز آتی الی یا مبارک یعنی اے مبارک کدھر جاتے ہو میری طرف متوجہ ہو جب میں اس آواز کو سنتا تو لڑکوں کے پاس سے بھاگ کر اپنی ماں کے پاس جہاں رہتا اب وہ آواز میں خلوت اور جلوت میں برابر سنا کرتا ہوں اور فرمایا کہ جب میں سوتا تھا تو کوئی کہنے والا غیبی مجھ سے کہتا کہ اے عبدالقادر تم نے تجھکو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے بلکہ اپنے واسطے مخصوص کیا ہے۔

ایک بار آپ سے چند بزرگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو اپنا ولی ہونا کب ثابت ہوا آپ نے فرمایا کہ جب میری عمر دس سال کی ہوئی تو اس وقت جب میں پڑھنے کے واسطے اپنے مکتب پہنچتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ افتحوا لولی اللہ یعنی اے لڑکو اللہ کے ولی کے واسطے جگہ خالی کر دو اسی وقت مجھکو اپنا ولی ہونا معلوم ہو گیا تھا ایک بار آپ نے بعمر دس سال ایک بیل کے پکڑنے کا قصد فرمایا بیل نے باذن الٰہی لپٹ کر بزبان فصیح کہا ما لھذا خلقت ولا لھذا امرت یعنی یا حضرت نہ آپ اس واسطے پیدا ہوئے اور نہ آپ کو حکم ہوا ہے اور وہاں سے بھاگ کر اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

برادران اسلام! بقول شخصے کہ جس فرزند کا باپ ابو صالح جیسے عالم و متقی ماں ام الخیر جیسی عابدہ زاہدہ صالحہ بارسا اور نانا سید عبداللہ صومعی جیسے زاہد و عابد متقی و صالح بزرگ ہوں اس کی تعلیم کا کیا کہنا بس مدرسہ لانے کے پہلے عوصہ کے بعد آپ کے پدر بزرگوار حضرت سید ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا مگر آپ کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی بقید حیات تھے انہوں نے آپ کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیا اور تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ کرنے لگے شروع شروع میں آپ اپنے وطن مالوف قصبہ جیلان ہی میں تعلیم حاصل کرتے رہے اسی زمانہ تعلیم میں آپ ایک دن اپنے صحن خانہ میں تشریف فرما تھے کہ غیب سے دو بار یہ آواز آئی کہ اے عبدالقادر عاشقی اور معشوقی میں سے ہر ایک کو کوئی مقام عطا کریں یہ کیفیت آپ نے اپنی والدہ صاحبہ سے بیان کی والدہ ماجدہ صاحبہ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ بیٹا درجہ عاشقی بہت مشکل ہے اس میں طرح طرح کی مصیبتیں اور تکالیف جھیلنا پڑتی ہیں لہٰذا تم درجہ معشوقی کو پسند کرو اگر آپکی بار یہ آواز سنائی دے تو عرض کرنا کہ مرتبہ معشوقی عنایت ہو آپ نے کہا اے ارحم الراحمین مرضی مولا از ہمہ اولیٰ اس میں مجھے بہتر تسلیم و رضا اور اس کے حکم کے سامنے سر نیاز جھکا دینے کے کیا اختیار ہے جو میں نے مرتبہ معشوقی طلب کر لیا یہ بات سنکر آپ کی والدہ صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھکو دونوں درجوں سے سرفراز فرمائے کہ دفعتہ غیب سے آواز آئی کہ اے سلطان عبدالقادر ہم نے تجھکو دونوں مرتبے عاشقی و معشوقی کے عنایت کئے تجھ کو مبارک ہو یہی وجہ تسمیہ ہے آپ کے محبوب یزدانی ہونے کی اور اسی طرح ظہور علوے مرتبت و کرامت و تعلیم و تربیت کے ساتھ جب آپ اپنی عمر کے سال کی ہوئی تو اٹھارہویں سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لیکر بغرض تکمیل تعلیم ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد شریف روانہ ہوئے زمانہ میں بڑا دارالعلوم بنا ہوا تھا تشریف لیجانے کا قصد فرمایا آپ کی والدہ ماجدہ [illegible] اٹھیں اور اسی اثنا میں آپ کے والد ماجد کی [illegible]

بھائی ابو عبداللہ احمد رح کے واسطے رکھ لیں اور نصف اشرفیاں آپ کے جنبہ کے اندر بغل کے نیچے سی دیں جب آپ جیلان سے بغداد شریف جانے کو روانہ ہونے لگے تو آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو وصیت کی کہ بیٹا کبھی کسی حال میں جھوٹ نہ بولنا اور دروازے تک پہنچاتے تئیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کیا اور اشک ریزاں فرمایا کہ لے میرے نور نظر جاؤ میں آج تم سے اللہ واسطے جدا ہوتی ہوں اب سوا قیامت کے ملاقات نہ ہوگی چنانچہ آپ کی والدہ آپ کے بغداد جانے کے چند ماہ کے بعد انتقال فرما گئیں۔

جب حضور غوث پاک محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ جیلان سے روانہ ہو کر مع ہمراہی قافلہ کے صحرا کے ہمان میں پہنچے تو وہاں ساٹھ ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا مال ہے آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جب اس ڈاکو نے آپ کے اسباب میں اشرفیاں تلاش کیں تو نہیں پائیں پوچھا کہ وہ اشرفیاں کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے چغے کے بغل میں نیچے سلی ہوئی ہیں ڈاکو کو آپ کی اس صدق بیانی پر بہت تعجب ہوا کہ لوگ تو ہم لوگوں سے اپنا اپنا مال چھپاتے ہیں مگر اس لڑکے نے اپنے اس مال کو جو تلاش سے بھی نہ مل سکتا کیوں بتا دیا بہرحال وہ ڈاکو آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا آپ نے سردار کے سامنے بھی اشرفیوں کا اقرار فرمایا اور جہاں پر سلی ہوئی تھیں وہ جگہ بھی بتا دی اس پر وہ سردار بھی حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے ہم لٹیروں کا خوف نہ کیا کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم سب کا مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں ایسی حالت میں تم نے ان اشرفیوں کو چھپائے کیوں نہ رکھا۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ چلتے وقت مجھ سے میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کبھی کسی حالت میں سوا سچ بولنے کے جھوٹ نہ بولنا تو میں ایسی صورت میں کیونکر چھپائے رکھتا یہ سنکر وہ ڈاکوؤں کا سردار رونے لگا اور کہا کہ یہ لڑکا اپنی ماں کے حکم کا اس قدر پابند ہوا اور ہم خدا کے حکم سے غفلت کریں اتنا کہکر اس نے حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ کے ہاتھ پر ہمیشہ کے واسطے قزاقی و دیگر افعال بد سے توبہ کی اور سب لوٹ مار کا اسباب قافلوں کو واپس کر دیا سردار کو دیکھکر چھنے اور ڈاکو تھے ان سبھوں نے بھی آپکے دست حق پرست پر توبہ کی اور یہ پہلی توبہ ہے جو آپ کے ہاتھ پر ہوئی مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ دراصل یہ پہلا موقع تھا جس نے آپ کی شان محبوبیت کو ظاہر کر دیا۔ لکھا ہے کہ یہ تمام ڈاکو آپ کی توجہ سے ولی کامل ہو گئے۔

آخر کار حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے بغداد شریف پہنچکر بڑے بڑے علماء و ائمہ علوم و فنون سے علم حاصل کرنا شروع کیا قرآن پاک جو آپ جیلان میں ہی حفظ کر چکے تھے قرأت کے ساتھ پڑھا پھر فقہ اصول فقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بھی حاصل کر کے علم حدیث و علم ادب حاصل کیا ان علوم و فنون کے استادوں کے اسمائے گرامی لکھنے طوالت ترک کرتا ہوں جب آپ علوم شریعت سے فراغت حاصل کر چکے تو طریقت میں قدم رکھ اندر ریاضت و مجاہدات و مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ کیا اس قدر غلو ہوا کہ اپنے جد امجد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید ریاضت ہائے شاقہ کا پورا پورا حق ادا کر دیا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد پاک ہے کہ میں عراق کے جنگلوں میں ۲۵ سال تک یکہ و تنہا پھرتا رہا دن رات سوا یاد حق کے کوئی کام نہ تھا بیسوں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہیشہ راتیں جاگ کر گزاریں پلک سے پلک نہ لگائی اگر نیند کا غلبہ ہوتا تو ایک پیر پر کھڑا ہو جاتا اور اسی حالت سے یاد حق میں مشغول رہتا لفظوں میں پورا پورا قرآن پاک ختم کر دیتا یہ تو اکثر ہوا ہے کہ میں نے رات کی نماز میں کھڑے کھڑے ایک قرآن ختم کیا ایک دفعہ نینوا نے بہت پریشان کیا دل نے کہا تھوڑی دیر آرام کر لو لیکن تازہ دم ہو کر عبادت کرنا لیکن میں نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور ایک لمحہ کے واسطے بھی نہ سویا آپ نے باقاعدہ بیعت کرنے سے پہلے علم طریقت زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور فرمایا حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے کہ میں نے مجاہدہ کی زمانہ رفتہ عادت ڈالی۔ پہلے ایک سال تو میں مدائن کے کنگرات میں مقیم رہا وہاں میں روزی یہ تھی کہ جنگل میں جو مباح پھل ملجاتا وہ کھا لیا کرتا اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتا تھا ایک دفعہ سردی کا موسم تھا اور سردی ایسی سخت پڑتی تھی کہ میں برداشت نہ کر سکا اور مجبوراً کسی کے ویران محل کے اندر چلا گیا تاکہ سردی سے بچوں اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی اور اس کے ساتھ ہی محتلم کو غسل کی ضرورت ہوئی میں فوراً باہر نکلا اور دریائے شط العرب میں غسل کیا اتفاق کی بات کہ اس ایک رات میں مجھکو کئی بار یہی حالت پیش آئی مگر میں نے ایک مرتبہ بھی سستی نہ کی اور فوراً غسل کیا آخر پھر میں نے سونے کا خیال ہی چھوڑ دیا اور فجر سے بچنے کے لئے محل کی چھت پر چڑھ گیا اور نماز شروع کر دی مگر سردی کی وجہ سے یہ بات اس وقت بہت دشوار معلوم ہوتی تھی اللہ اکبر حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ کی کیا جفاکشی اور مردانگی و بہادری تھی کہ ایک منٹ بھی بے غسل رہنا پسند نہ فرمایا اور جاڑوں کے دنوں میں رات کے وقت ٹھنڈے پانی میں بار بار غسل فرمالے رہے۔

برادران اسلام! غور کیجئے کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی کیا شان تھی اور ایک ہم اور ہمارے زمانہ کے درویش ہیں (الا ماشاء اللہ) کہ جاڑے کے ڈر سے صبح کی نماز بھی قضا کر دیتے ہیں اگر جہ جاگتے رہتے ہیں مگر صرف اتنا کہ لحاف سے ذرا سا چہرہ نکال کر کن انکھیوں سے جھانکے اور فوراً منہ چھپا لیا کہ کوئی دیکھ نہ لے کہ میاں صاحب جاگ رہے ہیں لیکن نماز کے واسطے نہیں اٹھتے ہر دین و دنیا خدام کی مجال نہیں کہ جگا دیں کیونکہ یہ بات ادب کے خلاف ہوگی اور اگر کبھی خدا نخواستہ ایسی سردی میں غسل کی حاجت ہو گئی تو باوجود محفوظ جگہ اور گرم پانی میسر ہونے کے بھی غسل نہیں کرتے پھر جب بزرگوں کا یہ حال ہو تو عام مسلمانوں کا کیا شکوہ کیا جا سکتا ہے اللہ تعالےٰ ہدایت دے آمین۔

حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کئی سال تک کرخ کے ویران میدان میں رہا ہوں وہاں میری خوراک جنگلی کھجوریں تھیں اور لباس صرف کا ایک جبہ تھا جو کوئی نیک شخص بھولا بھٹکا اڑا دیتا تھا میں ننگے پاؤں کانٹوں کے جنگل میں پھرا کرتا تھا میرے پیروں کے تلوے چھلنی ہو گئے تھے وہ زمانہ میری امنگوں اور ولولوں کا تھا جو شباب کا زمانہ مشہور ہے اور

اور جس میں بہت سے لوگ خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو جاتے ہیں مگر میں اپنی ہر خواہش پر غالب تھا میرے دل میں نہ اچھا کہانے کی آرزو تھی اور نہ اچھے لباس اور مکان کی اور نہ دنیا کے کسی عیش و آرام کی تمنا تھی نہ دنیاوی عزو جاہ کی میرے جسم کا ہر جذبہ ایک ہی رخ مصروف تھا میرے وجود کی ہر خواہش ایک ہی سمت تھی توجہ میرے تصور اور خیال میں سوائے ایک چیز کے کسی دوسری شے کا گذر نہ ہوتا تھا اور وہ خدا تھا اور اس کی جناب چلنے کا سلوک تھا اور اس کی یاد سے کیف و ذوق میسر آنے کی طلب تھی جو مجھے ملا۔

حضرت شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی اور پندرہ سال تک برابر روزانہ ساری ساری رات ایک پیر سے کھڑے ہو کر ایک رات میں ایک قرآن ختم کرتا رہا۔ انھیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی بیان ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں برج عجمی میں گیارہ سال تک مجاہدہ اور ریاضت کرتا رہا۔ اسی برج عجمی میں ایک دفعہ میں نے اللہ پاک سے عہد کیا کہ جب تک میرے منہ میں کوئی دوسرا لقمہ نہ کھلائے گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا چالیس روز تک کوئی ایسا نہ آیا جو مجھے اپنے ہاتھ سے لقمہ کھلا دیتا۔ اسکے بعد محض میرے امتحان کے واسطے ایک شخص میرے آگے کھانا رکھکر چلا گیا ہر چند کہ بھوک کی شدت سے میرے نفس نے مجبور کیا کھانا کھانے پر اصرار کیا مگر میں اسکے فریب میں نہیں آیا اور بدستور اپنے عہد پر قائم رہا اگرچہ میرے باطن سے ہائے بھوک ہائے بھوک کی آواز آتی تھی مگر میں اس پر توجہ نہیں کرتا تھا۔ ناگاہ ایک دن حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخدومی رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرف گذر ہوا۔ میرے باطن کی آواز سنکر میرے قریب تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ یہ کیسی آواز ہے میں نے عرض کیا کہ یہ گرسنہ واری اور بیقراری میرے نفس کی ہے جو بھوک کی وجہ سے ہے لیکن الحمد للہ کہ میری روح اشارات الٰہیہ میں بدستور قائم و برقرار ہے۔ حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے میں نے دل میں خیال کیا کہ جبتک کسی خاص ذریعہ سے خدا مجھکو حکم نہ دیگا میں یہاں سے ہل کر نہ جاؤں گا اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں حضرت ہوں اور تم کو مطلع کرنے آیا ہوں کہ اب خدا کا حکم یہی ہے کہ تم اٹھو اور حضرت شیخ ابو سعید کی خدمت میں حاضر ہو اس حکم کو میں نے حکم خدا و ندی سمجھا میں فوراً تعمیل حکم پر آمادہ ہوا الحمد حضرت شیخ ابو سعید مخدومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ میرے انتظار میں اپنے در دازہ پر کھڑے تھے مجھکو دیکھکر فرمایا کہ میرا کہنا تم کو کافی نہوا حضرت خضر علیہ السلام کے فرمانے کی وجہ سے رہی انتا فرما کر مجھکو اپنے مکان کے اندر (خانقاہ میں) لئے ہوئے چلے گئے اور کھانا لاکر اپنے ہاتھ سے لقمہ بلقمہ مجھکو کھلایا یہانتک کہ میں آسودہ ہو گیا پھر آپ ہی نے اپنے ہاتھ سے پانی بھی پلایا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا کھلایا ہوا جو لقمہ میرے شکم میں جاتا تھا وہ لقمہ میری باطنی لو رانیت کو بڑھاتا تھا اس کے بعد میں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت طریقت کر لی اور آپ کے حلقہ ارادت مندان میں داخل ہو گیا جو طریقے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھکو تلقین کئے ان پر عمل کرتا رہا تھوڑے دنوں کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھکو خرقہ خلافت عطا فرمایا اس کے بعد حضرت غوث پاک مجھ پر بیحد برکات و تجلیات الٰہیہ کا ظہور ہوا اس کے بعد حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو دربار رسالت سے حکمت خوشبو عطا ہوا جس کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک شب حضرت غوث پاک نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک تخت پر جلوہ افروز حضور غوث پاک کے مکان پر تشریف لائے اور خوش ہو کر ارشاد فرمایا کہ لے فوراً لعین اور ہر آ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس گئے تو آپ نے ان کا ہاتھ محبت سے پکڑ کر اپنے قریب تخت پر بٹھا لیا اور شفقت سے پیشانی پر بوسہ دیا اس کے بعد جو پیراہن تن مبارک پر زیب تن تھا اتار کر حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا ھذا خلعۃ الخوئیۃ علی الاقطاب والابدال والاوتاد اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ غوث الاعظم کے نام سے ہی مخاطب کرنے لگے ایک بار آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ یا حضرت آپ کا لقب محی الدین کیونکر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں سفر سے واپس ہو کر بغداد آیا شہر کے کنارہ پر دیکھا کہ ایک شخص نہایت ضعیف و ناتوان پڑا ہے مگر چہرہ اس کا پر رونق اور روشن ہے وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور مجھکو السلام علیک کہا میں نے سلام کا جواب دیا پھر اس نے مجھکو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھکو اٹھا کر بٹھلائیں میں نے اسے اٹھا کر بٹھا دیا اور پوچھا تم کون بزرگ ہو وہ بولا آپ مجھکو نہیں پہچانتے میں آپ کے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام ہوں ناپاکوں اور گمراہ لوگوں کے ہاتھوں میری یہ حالت ہو گئی الحمد للہ کہ آپ کے ذریعہ سے اب میں از سر نو زندہ ہوں گا کیونکہ آپ محی الدین (یعنی دین کے زندہ کرنے والے ہیں) پھر میں اسے وہیں چھوڑ کر شہر بغداد میں آیا یا چونکہ جمعہ کا دن تھا سیدھا جامع مسجد کی طرف چلا پر منبر پا تھا ایک شخص نے نعلین میرے سامنے پیش کیں اور کہا کہ یا سیدی محی الدین یہ نعلین پہن لیجئے پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھی جیسے ہی میں نے سلام پھیرا خلقت میرے گرد جمع ہو گئی اور میرے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینے لگی اور ہر شخص مجھ کو محی الدین کہتا تھا اس واقعہ سے پہلے میرا لقب نہ تھا۔

چنانچہ کتب معتبر میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی و اسم گرامی سید عبد القادر اور کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین ہے اور خطابات آپ کے غوث پاک غوث صمدانی غوث الاعظم محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر وغیرہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

برادران اسلام! چونکہ امر مبارک و تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ کو قرب خاص کی نعمت سے مالا مال فرمائے اس لئے آپ پیر طریقت کے دست حق پرست پر بیعت کرنے سے پہلے مجاہدات و ریاضات شاقہ کر کے تزکیہ نفس و تصفیہ روح فرما چکے تھے بیعت کرنے سے پہلے مجاہدات و ریاضات شاقہ کر کے تزکیہ نفس و تصفیہ روح فرما چکے تھے بیعت کرتے ہی تمام مدارج معرفت و

حقیقت آپ نے حاصل کرلئے اور آپ پر قرب و وصال الٰہی کے دروازے کھل گئے اور قطبیت کبریٰ کا تاج آپ کے فرق اقدس پر رکھا گیا کہ آپ جیتے جاگتے ہوؤں کو راہ راست دکھانے میں شراب دنیا کے مخمور اور متوالوں کو ہوش میں لانے میں سوئے ہوؤں کو جگانے میں شراب غفلت کے بے خبروں کو بیدار کرنے میں جہلا کو علماء اور علماء کو سالکان عمل بنانے میں بگڑے ہوئے قلوب کو سنوارنے میں بیمار قلب کی علاج کرنے میں مبتلائے معصیت مردہ دلوں کو طاعت حق جل وعلا کی زندگی بخشنے میں مخلوق پرستوں کو خالق پرستی اور مشرکوں کو توحید پرستی سکھانے بندۂ اسباب بنے ہوئے لوگوں کو مسبب الاسباب کی بندہ بنانے میں حرص و ہوا اور نفس و شیطان کے ہاتھوں میں مجبور قیدیوں کو ان کے خونخوار پنجوں سے چھڑانے میں دنیا داروں کو دین داری کی راہ اللہ چلانے میں اور با ہمہ دا سیر ہوس لوگوں کو ربانی رحمانی اور اللہ والا بنا کر اپنے مولا کے سامنے پیش کرنے اس لئے آپ کو مخلوق میں رہنے کی سخت ترین صعوبت میں مبتلا کیا گیا کہ مختلف الطبائع اشخاص کی طرح ایذاؤں کو برداشت کریں لیکن اس پر بھی اپنے ارشادات اور فیوضات باطنی سے ان کے باطن کو درست کریں اور ان کے قلوب کی ظلمتوں کو مبدل بہ ضیاء و نور کریں ورنہ آپ طبعاً مخلوق سے علیحدگی پسند و خلوتی اختلاط سے برداشتہ خاطر گوشہ تنہائی و نادیہ گمنامی کے مشتاق اور اپنے محبود استغراق میں منہمک بلکہ عاشقانہ جستجو اور متوکلانہ گذران کے شیدائی تھے۔

برادران ملت! یہ میں عرض کر چکا ہوں کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث اور فقہ و اصول فقہ وغیرہ و جملہ علوم دینیہ کی ظاہری تعلیم اجلہ علماء کرام زمانہ سے تکمیل کرنے کے بعد جب طریقت میں قدم رکھا تو مراتب قرب و خلوت نشینی میں اس قدر بڑھے کہ مرتوں آبادی کی صورت تک نہ دیکھی جنگلوں اور ویرانوں میں زندگی گزارتے رہے آخر کار جب شیت ایزدی و تقدیر الٰہی سے ہاتھوں سے سرابرہ گمنامی اور خلوت نشینی کو چھڑا کر باہر نکالا اور ارشاد و تربیت خلق کے واسطے منبر پر بٹھانے کا قصد کیا تو آپ نے ۱۶ شوال ۵۴۵ھ یوم سہ شنبہ (منگل) کی شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ یا بنی لم لا تتکلم (یعنی اے میرے بیٹے تم کلام کیوں نہیں کرتے حضور غوث پاک نے عرض کیا کہ میں عجم کا رہنے والا ہوں عرب کے فصحا و بلغاء کے سامنے کیونکر زبان کھول سکتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اچھا اپنا منہ کھولو حضور غوث پاک نے منہ کھول دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار بآیت ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی بلاؤ اپنے رب کی طرف سائل حکمت اور بہترین نصیحت کے پڑھا کر حضور غوث پاک کی حلق میں دم کی اس وقت حضور غوث رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چالیس سال ایک ماہ اور ۱۰ یوم کی تھی آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ برکت حاصل کرکے اسی روز بغداد شریف واپس تشریف لائے اور ظہر کی نماز کے بعد مہر پر تشریف لے گئے اور رسم تدریس کلمات وعظ کے ارشاد فرمائے جن کو سنکر سب معین وجد و حال میں آ گئے اور پھر تو عام ہو گیا کہ مارے بغداد شریف میں آپ کے وعظ کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

برادران اسلام! حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ جو ربانی فتوحات یزدانی الہامات اور سبحانی ارشادات و ہدایات کا سمندر ہوتا تھا جس وقت جوش میں آتا تھا تو سننے والے بیہوش و بیخود ہو جاتے تھے اور اکثر اوقات آپ کی مجلس وعظ میں کئی کئی جنازے اٹھائے جاتے تھے آپ کی مجلس وعظ میں سلاطین وزراء رؤساء درویش فقراء علماء صلحاء زاہدین عابدین معتمر لہ معتقدین دنیا دار دیندار مشائخین مریدین شعراء اہل سیف اہل قلم اہل دل اہل زبان سخت دل نرم دل اہل شہر اہل دیہات عوام و خواص غرض ہر قسم اور ہر طبقہ کے لوگ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ کفار و مشرکین بھی شریک ہوتے تھے اور خیات و بالائکہ و ارواح حضرات انبیاء علیہم السلام کی اس جماعت سے علاوہ جو کسی کو نظر نہ آتی تھی آدمیوں کی ہی اتنا الیہ کثیر جمع ہوتا تھا جس کی کوئی گنتی نہ کر سکتا تھا اور نہ کسی کو بٹھانے یا کسی کا فرق مراتب کا لحاظ کرنے کا انتظام نہ ہو سکتا تھا اس لئے جو جہاں جگہ پاتا غنیمت سمجھکر بیٹھ جاتا تھا اور جہاں تک دیکھنے والے کی نظر جاتی تھی سننے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ دکھائی دیتے تھے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں ستر ہزار آدمیوں کا مجمع ہو جایا کرتا تھا جب حکمت و دانش کے ابر نیساں کی موسلا دھار بارش ہونا شروع ہو جاتی یعنی آپ وعظ فرمانے لگتے تو کسی پر وجد طاری ہوتا تھا اور کوئی گریہ و زاری کرتا تھا کوئی محو حیرت اور استغراق کیفیت میں سر بگریبان بیٹھا رہجاتا تھا اور کوئی مضطرب و بے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیختا چلاتا ہوا بیچ میں کود پڑتا تھا اسی میں یہ حالت بھی ہوتی تھی کہ کوئی اپنے قلب کی جوش کو ضبط نہ کر سکتا تو اس کا جگر شق ہو گیا اور شمشیر محبت کی ٹھوکر سے سرشار شہادت لقاء محبوب کی شربت پیا اور موت کی نیند سو گیا جب آپ وعظ ختم فرماتے اور سننے والے لوگ منتشر ہوتے تو مئے معرفت کے متوالوں اور ولولہ ہائے عشق کی لغزشوں کا پتہ چلتا کہ آج کی مجلس وعظ سے کتنے جنازے اٹھانے کی نوبت آئی۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک بار اپنی مجلس وعظ میں بحالت جوش و استغراق ارشاد فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی یہ میرا قدم سب اولیاء اللہ کی گردن پر ہے لکھا ہے کہ جس مجلس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا اس میں بہت سے اولیاء اللہ شریک تھے لیکن سبھوں نے باری باری اپنی گردنیں آپ کے قدم مبارک کے نیچے رکھدیں ان حاضر الوقت اولیاء کرام کے علاوہ بیشمار مقامات پر جو اولیاء اللہ دفن ہیں سبھوں نے اپنے اپنے مکانوں پر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں چنانچہ حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو اس زمانہ میں ہوا ان تھے اور خراسان کے پہاڑوں پر مجاہدہ و ریاضت میں مشغول تھے اسی جگہ اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا ہذا علی راسی وعینی یعنی بلکہ آپ کا قدم میری سر آنکھوں پر اور خراسان اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں سب سے پہلے جس نے سر جھکایا وہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ذات پاک تھی چنانچہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے نور باطنی سے جب

معلوم ہوا تو اس وقت تمام محفل اولیاء رحمۃ اللہ علیہم میں ارشاد فرمایا کہ خواجہ معین الدین سنجری نے جملہ اولیاء سے پہلے اپنی گردن جھکا دی اور اس ادب و انکساری سے اپنے اللہ و رسول صلعم کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو ملک ہند کا حاکم بنائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ کو حضرت غوث پاک کے ہمعصر مشائخین و اولیاء کرام نے بکثرت اور بتواتر روایت کیا ہے اس لئے اس میں کسی کو شک نہ کرنا چاہیئے اگرچہ ان بزرگان عظام و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بہت سے اسمائے گرامی میرے پیش نظر ہیں جنہوں نے علین مجلس پاک میں نیز دیگر مقامات پر حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس مبارک قول کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں اور جنہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے لیکن میں نے وہ سب نام حذف طوالت ترک کر دیئے

برادران اسلام! حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول یا یہ فرمان مبارک خدا کے حکم سے تھا اسی وجہ سے تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں جیسا کہ حکم خداوندی تھا لہٰذا بعض نکتہ چینوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا بہت سے بزرگوں کا قول ہے کہ حضور غوثیت آب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بامر الٰہی تھا جیسا کہ حضرت شیخ عدی بن مسافر علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ اس قول کے معنی مقام فردیت کے ہیں اگرچہ ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے مگر کسی کو یہ کہنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔

بھائیو! میں اس جگہ یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان مبارک صرف ہمعصر اولیاء کرام کے واسطے تھا مقتدمین و متاخرین اولیاء کرام کے واسطے نہیں تھا اس واسطے کہ مقدمین اولیاء کرام میں حضرات صحابہ و عشرہ مبشرہ اور خلفاء اربعہ رضوان عنہم بھی داخل ہیں جن کی افضلیت تمام امت محمد صلعم پر قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور متاخرین اولیاء اس فرمان سے اس واسطے خارج ہیں ان میں حضرت امام مہدی آخر الزمان رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جن خیال حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بہرحال اس واقعہ سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تمام اولیاء العصر پر فضیلت و برتری عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

برادران اسلام! حضور غوث پاک رحمۃ اللہ نے جس زمانہ میں وعظ کہنا شروع کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا جبکہ بنی عباس اور بنی امیہ کی نسلیں بغض اور عناد کی وجہ سے ایک دوسرے کو غارت کر چکیں تھیں جبکہ اسلام کی بہت زیادہ نازک حالت تھی اور جبکہ خود پرستی و زر پرستی کا بازار عروج سے لیکر عجم تک یکساں گرم تھا اہل زمانہ دنیا طلبی میں مبتلا تھے غوث حکومت میں بدمست اور نشہ امارت میں سرشار تھے لوگوں نے اپنے اپنے فرقہ الگ الگ بنا لئے تھے معتزلہ اور بقیہ عین کی ٹانگ جدا تھا۔ امراء رؤسا طلبا اور طالب دنیا علماء نے دین فروشی کی بدولت اپنی اور اپنے ساتھ دوسروں کی بھی مٹی خراب کر رکھی تھی توحید پرستی سے لوگوں کی طبیعتیں منحرف ہو چکی تھیں اور قال اللہ و قال الرسول سے لوگوں کے قلب خالی ہو چلے تھے اللہ تعالیٰ نے ایسے وقتوں میں ایک نبی بعد نبی سکہ اور ایک رسول بعد رسول کے دنیا کی رہنمائی کے واسطے بھیجا ہے مگر حضور خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ ایسا ہونا نہیں تھا اس لئے آپ کی امت میں سے ایک فرد کامل قدس سرہ کو خوبیت قطبیت کی مسند میں اور محی الدین کا پیارا لقب عطا فرما کر اصلاح قوم پر مامور کر دیا اگرچہ آپ کو شروع شروع میں اپنی صاف گوئی کی بدولت تحلیفیل اٹھانی اور صبر کا امتحان دینا پڑا مگر اس کے بعد آپ کے فیوضات کا اثر کامل ہوا اور مخلوق کے قلوب آپ کی عظمت و محبوبیت سے بھرپور ہو گئے آپ کے کارنامے پڑھنے اور ان پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے اس وقت میں اور ایک ایسے زمانہ میں جبکہ سلطنتوں کا وقار اور حکمرانی کا رعب چھن چکا تھا شریعت اسلام کی حمایت و حفاظت میں جان لڑا دی اور شاہراہ اصلاح کو اس درجہ صاف و روشن کر دیا کہ آجتک کروڑوں آدمی آپ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چل کر کامیابی حاصل کر رہے ہیں آپ نے ہر غافل ہوشیار کہنے والے کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک وہ طریق اسلام پر اپنے پاؤں سے اچھی طرح چلنے کے قابل نہ ہو گیا۔ آپ کے وعظ کی شان حکیمانہ اور جلال کا رنگ لئے ہوئے تھا آپ بلاکسی دور رعایت کے نہایت کھرے اور بہت ہی صاف لیکن موقعہ میں ڈوبے ہوئے الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے بااین ہمہ سینکڑوں تمام وزراء و سلاطین و اکابر حاضرین مجلس پاک کے لئے غوث کا تاج تھا اور جو آپ کی نصیحت سے گھبرا کر ناک بھوں چڑھاتا وہ فلاح اوہی سے محروم رہتا تھا۔

برادران اسلام! اگرچہ حضور غوث پاک مجیب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے برسوں جنگلوں اور ویرانوں میں رہکر عبادت اور ریاضت شاقہ کی لیکن آپ کی ولایت اس عبادت اور ریاضت کی رہین منت نہیں آپ کی ولایت کسی نبی، بلکہ نبی نبی جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی رضاء الٰہی کیلئے اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک سے اٹھارہ پارہ قرآن پاک کے حفظ کے ہو کے پیدا ہوئے آپ نے اپنے خرق عادات و کرامات کی بدست بیس وہ باتیں دکھلائیں جو نبیوں نے زمانہ رسالت کی وہ باتیں ہیں سنی نہیں اور بن بزرگوں کے بغیر مشاہدہ کے غلط بیانی کا گمان ہو آپ نے اپنی کرامات سے مردوں کو زندہ کیا اور نصف مردہ انسانوں کو جو مرے ہوئے اور آپ سے ہوئے جانوروں کو از سر نو زندگی بخشی آپ نے اندھوں کو آنکھیں نابینا بنا دیا آپ نے ٹاکوں اور چوروں کو ولایت دلوا دی یہی وہ باتیں ہیں جن کا اظہار جنیلان بنی اسرائیل سے ہوا غرضکہ آپ نے دنیا کو اپنے فیض کمالات سے اس قدر بہرہ ور کر دیا کہ منکرین اور معترضین اسلام کو ان چوراکی کی گنجائش نہ رہی آج بعض دعی یہ دعوے کرتے ہیں کہ سر نفس خدا کی عبادت و ریاضت میں انہماک کی بدولت بغیر اتباع حضرت اسمٰعیل اللہ علیہ وسلم کو خیر بڑی ذات اور چیز ہیں ہاں ایسے دعی ریاضت و عبادت کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ نام و عمر عبادت و ریاضت کر کے حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی سی شان پیدا کر کے دکھلائے دنیا ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہبط ترقی میں دن دونی رات چوگنی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے مگر کیا کوئی دعی ترقی و اجتہاد پر بیٹھ سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی اور مردوں کو جلانا اور شباب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو کسی مسلسل عبادت و ریاضت کے سلسلہ میں ملی تھی بچہ نہیں یہ سب کچھ دیکھتے ہیں نبوت رسالت ولایت غوثیت قطبیت غرضکہ ہر روحانی مرتبہ براہ آسمانی درجہ حق

خدا کی دین سے حاصل ہوتا ہے اور ایسا شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہوتا ہے وہی کام کرتا ہے جو خدا کا حکم خدا کا اذن اور خدا کی منشا اسی حکم کا کرتی رہتی ہیں پس جناب غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ بھی ایک ایسے ہی غوث اور ایک ایسے ہی قطب تھے جن کی قسمت میں یہ سعادت روز ازل ہی لکھ دی گئی تھی جو ماں کے پیٹ سے ولی کامل پیدا ہوئے تھے اور جنھوں نے اپنے زمانہ ارشاد و ہدایات میں وہ کارنمایاں کئے جو دیگر انبیا علیہم السلام اپنے زمانوں میں نہ دکھلا سکے۔

برادران اسلام! حضرت شیخ ابو سعید اور شیخ ابو محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا جسم مبارک دبلا۔ قد درمیانہ رنگ گندم گوں۔ سینہ چوڑا داڑھی بھی اور گنجان ابرو باہم ملے ہوئے تھے آپ کی ذات باہر کمالات میں حسن و جمال حضرت یوسف علیہ السلام کا خلق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا صدق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اور رعب و شجاعت حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جمع تھا۔ آپ کو ولایت محمدیہ (صلعم) سے فنائے اتم اور فنا فی الرسول کا پورا پورا حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے جس طرح حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک و اقدس سے خوشبوئے مشک گلاب آیا کرتی تھی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے جسم سے بھی ایسی ہی خوشبو آتی تھی اور جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے جسم پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی آپ کبھی کبھی جوش میں آکر فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ ھذا وجود جدی محمد صلے اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر خدا کی قسم یہ وجود میرے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مجھ عبد القادر کا وجود نہیں ہے۔ آپ کی آواز بلند و بارعب تھی جس وقت آپ کلام فرماتے تھے تمام مجلس گونج جاتی اور سامعین و مخاطب وہم بخود ہو کر متوجہ ہو جاتے تھے یہی حال آپ کی آنکھوں کا تھا کہ جس شخص یا جس مجمع کو ایک بار نظر اٹھا کر دیکھتے وہ آپ کا مطیع اور غلام بنجاتا۔ آپ کی طبیعت نہایت نفاست پسند تھی اور مزاج مبارک از حد لطیف صفائی و ستھرائی بہت مرغوب خاطر تھی لباس اعلیٰ درجہ کا شاندار بیش قیمت موافق شریعت جس میں غیر مشروع کوئی چیز نہ شامل ہو اور عالمانہ استعمال فرماتے تھے عطریات و دیگر قسم کی خوشبو کی چیزیں بہت ہی مرغوب تھیں۔

آپ کے لباس کے متعلق بغداد کے ایک مشہور بزاز شیخ ابو الفضل احمد ابن قاسم تمیمی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور غوث پاک کا ایک خادم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ ایسا عمدہ کپڑا دو جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو کم و بیش قیمت کا نہ ہو میں نے دریافت کیا کس کو ضرورت ایسے کپڑے کی ہے خادم نے حضور غوث پاک کا نام لیا یہ سنتے ہی میرے دل میں خطرہ گذرا کہ جب فقرا ایسا قیمتی لباس پہنینگے تو بادشاہ وقت یعنی خلیفہ کو نسا کپڑا پہنے گا انہوں نے تو بادشاہ کے واسطے کوئی بہتر کپڑا چھوڑا ہی نہیں کپڑا دینے کے بعد میں حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی کہ آپ کو اپنے کشف باطنی سے میرا خطرہ معلوم ہو گیا تھا مجھ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا اے ابو الفضل مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم ہے کہ جب تک میرا معبود خود مجھ کو حکم نہیں دیتا کوئی قیمتی کپڑا انہیں استعمال کرتا اس لباس کے لئے بھی جس کا کپڑا بنجہ سے منگوایا ہے مجھ کو یہ حکم ملا تھا کہ تجھے مجھ حق کی قسم ایک کپڑا ایسے کپڑے کا پہن جس کے ایک گز کی قیمت ایک اشرفی ہو اے ابو الفضل یہ لباس نہیں ہے بلکہ میت کا کفن ہے درویش جب ہزاروں بار مر چکتا ہے تب اس کو ایک بار کفن ملتا ہے اگرچہ آپ بہترین کپڑے کا لباس استعمال فرماتے تھے لیکن جب کبھی کپڑا کم پڑتا تو کمبل کا جوڑا لگا لیتے اور اچھا لباس صرف ایک دن پہنکر دوسرے دن کسی غریب کو دیدیتے تھے اور اکثر آپ چادر اوڑھے رہتے تھے اور لباس مقدس روزانہ اور نعلین مبارک آٹھ بیں دن جمعہ کو تبدیل فرماتے تھے آپ کی سواری میں اکثر اونٹ رہا کرتا تھا آپ کی خوراک بالکل سادہ تھی آپ کے واسطے غلہ الگ آپ ہی کی راضی برجوا آپ نے وجہ حلال سے خریدی تھی آپ کے پیسے سے آپ کے چند احباب بو دیا کرتے تھے جو اس میں غلہ پیدا ہوتا اس کی تین روٹیاں روزانہ شام کو پک کر آیا کرتی تھیں جن میں سے ایک روٹی خیرات کر دیتے اور ایک روٹی حاضرین میں تقسیم فرماتے اور ایک روٹی سے آپ خود روزہ افطار فرماتے تھے آپ اکثر ترک حیوان فرماتے تھے یعنی گوشت بھی دودھ دہی اور اس قسم کی چیزیں جس میں یہ چیزیں شامل ہوں چھوڑ دیتے تھے۔

برادران اسلام! شیخ موفق الدین کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات مجمع البرکات تمامی صفات جمیلہ حنفا لفضیلہ حمیدہ اور اخلاق حسنہ کی جامع تھی آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے ابھی آج تک پھر کبھی نہیں دیکھا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ آپ بات چیت کم کرتے اور خاموش زیادہ رہتے تھے آپ حق بات کو علیحدہ منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے۔ خلیفہ مقتفی بامر اللہ نے جب ابو الوفا علی بن عقیل کو جو نہایت ظالم شخص تھا قاضی بنا دیا تو ایک دن آپ نے منبر پر چڑھکر خلیفہ موصوف سے علی الاعلان کہدیا تو نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو عہدہ قضا پر مامور کیا ہے کل قیامت کے دن خالق اکبر کی طرف سے جب تجھ سے اسکے متعلق سوال ہوگا تو کیا جواب دیگا جو خالق اکبر اپنی مخلوق پر نہایت درجہ شفیق و مہربان ہے خلیفہ یہ سنکر کانپ اٹھا اور زار زار رونے لگا اور اسی وقت قاضی مذکور کے واسطے معزولی کا حکم صادر فرمایا آپ امرا و سلاطین اور دنیا دار کی تعظیم نہ فرماتے تھے نہ کسی امیر و دولتمند کے دروازے پر تشریف لیجاتے تھے آپ امیروں کے فرش پر تشریف نہ رکھتے تھے نہ ان کا کھانا کھاتے سوا ایک وقعہ کے کہ کسی کی پیشکش نہ ہو اگر کوئی امیر کھانا لاتا تو ایک دفعہ اس میں سے تھوڑا اٹھکر چکھ لیتے دوبارہ لانا تو نہیں لیتے تھے خلیفہ وقت اگر ضرورت میں حاضر ہوتا تو آپ پہلے سے اٹھکر چلے گئے کہ جب وہ آئے تو تعظیم کے واسطے اٹھنا نہ پڑے اور بہت ہی بے تکلفی کے ساتھ برابر اس کے بیٹھکر بیباکی سے گفتگو فرماتے اور ایسی کھری کھری نصیحت کے طریقہ پر اس کو سناتے کہ جس کی حد نہیں خلیفہ ہمیشہ جب آتا تو آپ کے ہاتھ چومتا اور ادب سے دست بستہ سامنے بیٹھ جاتا جب آپ خلیفہ کے نام کچھ تحریر فرماتے تو اس طرح تحریر فرماتے کہ عبد القادر تجھکو حکم دیتا ہے اس کا حکم تجھ پر جاری ہے اس کی اطاعت تجھ پر واجب ہے تیرے واسطے وہ پیشوا ہے اور تجھ پر وہ حجت ہے ان تحریروں کو خلیفہ سر آنکھوں پر رکھتا اور کہتا کہ حضرت غوث پاک نے سچ فرمایا ہے آپ ہر دنیاوی چیز سے مستغنی تھے اس میں خواہ مال ہو یا اولاد یا بیوی بچے ہوں اگر آپ کی اولاد مجلس وعظ کے درمیان مرجاتی تھی تو آپ اس کی

مطلق پرواہ نہ کرکے برابر وعظ کہے جاتے اور جب غسال غسل دیکر جنازہ رکھتا کرسامنے لاتا تو منبر سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے تھے آپ نہایت منکسر المزاج کریم النفس رحمدل فراخ حوصلہ وعدہ وفا خوش خو مہربان دوستی نبھانے والے تھے آپ چھوٹوں پر بہت زیادہ شفقت فرماتے اور بڑوں سے نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے معلوک الحال صالحین کو گلے لگاتے خلاف شرع لوگوں سے بیزاری ظاہر فرماتے کبھی کسی غریب مسلمان پر کسی مالدار کو ترجیح نہ دیتے اور فرماتے اصل مال دولت کو پیار نہیں کرتا بلکہ تقویٰ اور عمل صالح کو پسند فرماتے ہے آپ بڑے سخی تھے بڑے مسکین نواز تھے مہمانوں خصوصاً غرباء و مساکین کے ساتھ بیٹھکر کھانا تناول فرماتے پھران میں مل جل کر تشریف رکھتے اور ان سے اس طرح حالات پوچھتے گویا نہایت قریبی رشتہ دار یا عزیز ہیں لوگوں کی برائیوں سے چشم پوشی کرتے اور ان کی خوبیوں پر تحسین و آفرین کرتے حاضر باشوں میں سے اگر کوئی شخص کسی دن نہ آتا تو دریافت فرماتے کہ فلاں شخص آج کہاں ہے آیا نہیں خیریت سے ہے آپ کے سامنے اگر کوئی خدا کی قسم کھاتا تو آپ فوراً یقین کرتے آپ بیواؤں کی حمایت کرتے مساکین و غربا پر زیادہ شفقت فرماتے اور فرماتے امراء کی تو سب ہی عزت کرتے ہیں لیکن میرے دل میں بہ نسبت امراء کے غربا کی عزت زیادہ ہے آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں کا ہر ایک شخص یہی خیال کرتا کہ حضرت مجھ سے زیادہ کسی پر نوازش اور مہربانی نہیں فرماتے آپ نہایت رقیق القلب بہت ہی خوش اخلاق مستجاب الدعوات تھے آپ کی زبان سے کبھی فحش اور بیہودہ بات نہیں سنی گئی اور نہ آپ کے سامنے کوئی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کرسکتا تھا کیونکہ آپ کو اس سے سخت نفرت تھی آپ نے اپنی ذات کے واسطے نہ کسی کو بد دعا دی نہ کسی قسم کی ایذا پہنچائی اور نہ کبھی کسی پر ناراض ہوئے ہاں خدا کے کاموں میں کبھی کبھی لوگوں پر برہمی ہوتی تھی یعنی اگر کسی کو کوئی کام خلاف شریعت کرتے دیکھتے تو پہلے نرمی سے سمجھاتے نہ مانتا اور پھر کرتا تو خفگی اور سختی سے اس کو زجر و توبیخ فرماتے تھے آپ کے سامنے سے کوئی سائل محروم نہ جاتا تھا آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ مانگنے والے کو جو کچھ وہ مانگتا دیدیتے اگر نہ ہوتا تو قرض لیکر عطا فرماتے ایک دفعہ ایک مسکین کو رنجیدہ و بجھکر حال پر جہاز سے عرض کیا میرے پاس کرایہ نہیں ہے اور میں دریا پار جانا چاہتا ہوں لیکن ملاح کشتی میں بغیر کرایہ کے نہیں بٹھاتا (اتفاقاً اسی وقت ایک شخص نے ایک تھیلی اشرفیوں کی آپ کو نذر دی آپ نے وہ تھیلی اس مسکین کو دیکر فرمایا کہ ملاح کو دیدینا اور کہنا کہ مجھکو بہت دن کا کرایہ دینا چاہیے آئندہ جب کوئی محتاج آوے اس کو بغیر کرایہ کے پار اتار دیا کرنا آپ اپنے گھر کا سامان خریدنے کو خود بازار تشریف لیجایا کرتے سفر میں جاتے تو منزل پر پہنچکر اپنے ہاتھ سے آٹا گوندتے روٹیاں پکاتے اور اپنے رفقاء میں تقسیم فرماتے آپ کی زوجہ محترمہ اگر کبھی عامل ہو جائیں تو گھر کی جھاڑو دینا سب کام مثلاً ہانڈی دھونا آٹا گوندھنا روٹیاں پکانا لوٹوں کو مانجھنا دھلانا کھانا نکالنا پانی پلانا وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرتے تھے جس وقت آپ مسجد مبارک پر گھڑا لیکر کنوئیں سے پانی بھرنے جاتے تو آپ کی خدمت میں جو شخص اور جیسے اور جتنے نذر پیش گذرتی تھیں اس کا شمار نہیں ہوسکتا مگر آپ کسی میں ہاتھ نہ لگاتے تعلقات آپ ہی سے کے پہنچے کہدیتی تھی آپ خادم کو حکم فرماتے یہ سب لیجاکر اپنے الفقیر نانبائی اور سبزی فروش

کو دیدو ذکر اللہ سے آپ کا دل ایسا معمور رہتا تھا کہ کسی حالت میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہر عمل و ہر فعل و ہر حرکت میں اور ہر سکون میں اپنے اللہ کو خیال رکھتے تھے سب بیداری آپ کی عادت میں داخل تھی نفس کشی آپ کا شیوہ مسائل الدین اور ناکم اللیل رہنما آپ کا معمول تھا اور مذہب امام شافعی اور امام حنبل پر فتوی دیتے اکثر ہفتہ یا دو ہفتہ میں آپ کبھی قیلولہ کی نیند نہیں سوتے تھے بعد فرائض نماز کے روزانہ صدہا رکعت نماز نفل ادا فرماتے اور روزانہ شب میں ایک قرآن پاک ختم فرماتے تہجد اشراق چاشت اوابین سنت قبل عشاء سنت قبل عصر دو دو رکعت تحیۃ المسجد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو یہ سب نمازیں آپ سے کبھی نہیں چھوٹیں چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی کبھی آپ ایسی طولانی قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر جاتے اور کثرت اشغال ذکر اللہ سے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی کہ سات سات روز تک آپ کے لب مبارک غذا سے آشنا نہ ہوتے آپ کی غذا روحی و کلا اللہ تھا غرضیکہ آپ کا ہر اخلاق و فضائل اوصاف کے جامع اور آپ ان بندگان خدا میں سے تھے کہ جن کا رتبہ بلند سے بالا تر ہوتا ہے آپ کے تمام اخلاق و فضائل عالیہ سے مفتخر تھے آپ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کے کامل و مکمل رہنما اور ہادی تھے اور آپ کے معارف و حقائق اب بھی مثل آفتاب نصف النہار کے درخشندہ ہیں اور آپ کا فیض آج دنیا میں جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ آپ مرتبہ میں قطب الاقطاب اور غوث زمانہ تھے آپ کو تربیت قلوب و اصلاح خلق کی خدمت سپرد کیگئی تھی اور آپ کی شان شان ارشاد و تلقین تھی آپ کو روحانیت کی قوت غیبیہ میں یدطولیٰ حاصل تھا آپ کی مجالس شریف سرور و انوار ربانی کا موجب دل رحمت و الطاف یزدانی تھیں جس میں اولیاء صلحاء و ملائکہ کے علاوہ انبیاء بعلیہم السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوتی اور کبھی کبھی روح پر فتوح حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا نزول اجلال بھی تربیت و تائید کی غرض سے ہوتا تھا۔

برادران اسلام! جب ایسی مقدس اور پاک ہستی یعنی حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کا زمانہ قریب آگیا تو آپ کو سات روز قبل معلوم ہوگیا کہ فلکو میرا رب بلائیگا آپ بہت خوش تھے آپ نے اپنی وفات کا لوگوں سے اظہار کیا جس سے مسجدوں کو ہجوم ہوا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میرے لوگوں نے آپ سے بحالت مرض الموت وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تقویٰ اور خدا کی عبادت کو اختیار کرو اور کسی سے مت ڈرو اور سوائے خدا کے کسی پر بھروسہ مت کرو اور سوائے خدا کے کسی سے کچھ امید رکھو

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر کو سوائے خدا کے نہ ملک الموت کی پرواہ ہے نہ کسی چیز کی پھر جب آپ کا بالکل آخری وقت ہو گیا تو غیب سے آواز آئی (یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً) یعنی اب لوٹ اپنے رب کی جانب خوش خوش یہ آواز سنکر آپ نے فرمایا میں مدہا گنہگار ہوں اس خدا سے جس کا کوئی شریک نہیں جو زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا اور نہ کبھی سے ڈرتا ہے وہ پاک ذات ہے جس کو اپنے بندوں پر موت طاری کرنے میں قدرت و غلبہ حاصل ہے اہلمیں گمان ہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اکیلا اللہ کی ذات اور محمد بلاشک اس کے رسول ہیں اس آخری کلمہ طیبہ پر بتاریخ ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو بوقت شب کے دن شب میں بعد نماز عشا کے روح پرفتوح نے جسم سید مکرم سے مفارقت اختیار کی انا للہ وانا الیہ راجعون وقت وفات آپ کی عمر ۹۳ سال کی تھی۔ علامہ ابن جوزی نے نواسے علامہ شمس الدین ابوالمظفر یوسف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے ہمراہ اس قدر مجمع تھا کہ اہل خانہ مجبور ہو گئے اور انہوں نے حضور کو رات کو دفن کیا اور ابن نجیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بغداد کے محلہ جلیہ کی سرکردہ خواتین سے جو کہ بکثرت تھیں اور گرد و نواح کی خلائق کے سبب دن کو دفن نہ ہو سکا تو رات کے وقت یہ فرض ادا کیا گیا اسی طرح ابن نجار نے بھی لکھا ہے کہ آپ کے جنازے کے ساتھ اتنی خلقت تھی کہ دن کو دفن نہ کر سکے اور رات کو آپ ہی کے مدرسے میں سامنے ان کے نیچے دفن کیا گیا اور صبح تک مدرسہ کا دروازہ بند رکھا جمع کثیر جو حق جوار میں آتے تھے اور مزار مبارک کی زیارت کرتے تھے۔ قطعہ تاریخ وفات یہ ہے ؎

جناب غوث الاعظم قطب عالم — کہ نور شش تافت از مہ تا ماہی
شیخ کامل و عالم شق لوالد — وفا تش داں بعشق الٰہی
۵۶۱ھ ۵۶۲ھ

ایک بار آپ کے مزار گوہربار بغداد شریف میں مرجع خلائق اور زیارت گاہ ہیر و خاص و عام ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

اے دستگیر عالمے دستے بگیر — دستے بخاں بگیر کہ گوئند دستگیر

فوراً مزار شریف سے آواز آئی ؎

اے نقشبند عالمے نقشے بجاں بزن — نقشے بجاں بزن کہ گویند نقشبند

برادران اسلام! اب میری آپ سے گذارش اور ہے۔ کہ آپ ان حالات کو سرسری نظر سے نہ دیکھئے اسلام اپنے ہر دعوے کے لئے ایک دلیل اور ہر دلیل کے واسطے ہزاروں۔ سامان رکھتا ہے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات مسدود نہیں ہو گئے ہیں آپ کی روحانی قوت اب بھی برابر کام کر رہی ہے اگر آپ کو وہ فیوض اور کمالات دیکھنا ہوں تو سلسلہ قادریہ میں اہمیت کیجئے اور جو کچھ دیکھنا چاہتے ہوں دیکھ لیجئے یہ میں جانتا ہوں کہ آجکل دنیا میں ہزاروں نادری) میں جو بڑے نام نادری ہیں خود اس مشاہدہ سے محروم ہوں گے لیکن یہاں استقادات کو پورا دخل ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی حسن توجہ کی بھی خاص طور پر ضرورت ہے آجکل خانہ ساز یا خود ساختہ مرشدوں نے دنیا کی ارذل ترین سخنیوں کو مرید بنا بنا کر انھیں سنہرے جال میں پھانس لیا ہے منہ سے وہ کچھ بھی نہیں دکھا سکتے نہ کوئی مشاہدہ کرا سکتے ہیں حضور غوث پاک کے رشتے اور روحانی فیوض دیکھنے ہوں تو کسی مرشد کامل کا ہاتھ پکڑ لیجئے جو تلاش کرنے سے ضرور ملیں گے کیونکہ دنیا اہل کمال سے خالی نہیں۔ اگر آپ کی طلب صادق اور دل سچا اور عشق رہنما ہے تو وہ آپ کو ضرور آپ کو ایک مرشد کامل کی تلاش میں کامیاب کر دیگا اور اگر آپ مرشد کامل کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور نیتی آپ کی طلب بھی صادق ہے تو پھر آپ پر ضرور قیطبیت اور غوثیت کے اسرار منکشف ہونے لگیں گے۔ یا الٰہی بطفیل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و بتصدق حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عاجز گناہگار محمد ریاست علی راقم حروف دائی مغفرت مانگتا ہے اور رسالہ "مولودی" اور اس کے پڑھنے والے اور سننے والے اور اس کے کہنے والے سب لوگوں کی حاجتیں جائز دینی ہوں یا دنیوی پوری کر اور ان کو حضرت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ اجمعین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں جو وہ اردو کو مٹانے کے لئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو فارسی سے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو کے صحیح املا کی اچھی مشکلات کو دور کر دیا جائے جو بندہ اردو پڑھنے والوں کو کوشش آتی ہیں۔ مولانا مولوی محمد عبدالحی صاحب مولوی فاضل شاگرد ان پڑھی پروفیسر اردو کالج دہلی متوطن جمعہ آنریبل ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام **معلم الاطفال** لکھ کر بڑی حد تک حل کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو یہاں نہیں لکھی جا سکتیں مختصراً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ اپنے الفاظ کے ٹکڑے کر کے بچہ کو اردو الفاظ کی ترکیب سے روشناس کرانے کی جو کامیاب کوشش کی ہے (۱) حروف کی تقسیم موجودہ ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ سادہ مشکل نظر پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے (۲) لفظ کی تقسیم حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے لحاظ سے کی ہے (۳) خامہ فرسائی عدد پر نہیں کی کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حروف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو سمجھ سے بالا ہو اور نہ ایسے لفظ کے ماتحت نہیں ہے (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کی کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے ذہن نشین ہو جائیں (۶) لکھا ہے جو بڑا ہی اعلیٰ ہے اور قابل تعریف ہے (۷) اس کتاب کا ہدیہ قیمت صرف ۲ روپیہ ایک روپیہ سے کم میں اگر یہ کتاب خریدی جائے گی تو کوئی دوسری کتاب اس کے ساتھ طلب فرمائیے۔

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

تلاوت قرآن مجید

(از جناب مولوی ابو النعمان محمد خلیل الرحمن صاحب مونگیری)

حق تبارک و تعالےٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے ہمیشہ یہ چوکتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رہو۔ قرآن مجید فرقان حمید بڑی عظیم الشان مرتبہ کی چیز ہے۔

روایت ہے کہ ابی سعید خدری جناب رسالت مآب اور جناب رسالتمآب سے خاص رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کی تلاوت کے شغل میں مصروف رہا اور ہر قسم کی نفلی عبادتیں رہ گئیں یا وہ کسی قسم کی حاجت مانگ نہ سکا بلکہ قرآن مجید پڑھتا رہا ہم اپنی رحمت سے قرآن مجید پڑھنے والے کو ہر قسم کی عبادت کرنے والوں کی طرح سے جو اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں دوگنا چوگنا ثواب عطا فرمائینگے۔ قرآن مجید میں رب العالمین نے کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرماتے کہ اے نبی قرآن مجید کی تلاوت کرو فقد کی یا القرآن من یخاف وعید خدا کے عذاب اور غضب سے ڈرنے والوں کو یہ قرآن سنا دو دوسری جگہ ہے فذکر بالقرآن من یخاف وعید اے محمد قرآن سنا کر نفع پہنچاؤ ان لوگوں کو جو قرآن سننے سے ڈرتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت ایمان والوں کو نفع پہنچاتی ہے باقی کافر لوگ کھلے کھلا حضور کے پاس نہ آتے بلکہ چھپ چھپ کے قرآن مجید سنا کرتے تھے اسلئے خدا کا حکم ہوا کہ اے نبی نماز پڑھ اور نماز میں قرا نہید کی تلاوت کر تاکہ غیر قومیں جو خفی طور سے قرآن مجید سنتی ہیں وہ بس بس جیسا کہ علانیہ ہزار ہا میں جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو جنات نے قرآن سنا اور سنتے ہی اہل ایمان بن گئے وہ لوگ بھی سامنے آکر قرآن مجید نہ سنتے ہاں آپ کو نماز میں مشغول پاکر قرآن سنا اور راہ راست پر آگئے جس کا ذکر سورہ جن میں ہے رب العزت کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اے ہمارے پیارے جو قرآن ہم نے تمہارے اوپر نازل کیا ہے۔ اگر یہ کلام کسی بڑے پہاڑ پر نازل کرتے تو دیکھتے کہ وہ پہاڑ اس کلام کی ہیبت اور جلال سے پھٹ جاتا مرجا اس مبارک اور عالیشان سینہ کو جو ان مجید تکلیفوں کو برداشت فرماتا یہ جد محنتیں جاں فشانیاں صرف رب العزت کی خشیت اور امت کے غم میں جو جھیلتا تھا یہ آسمانی تکلیفوں برداشت اس کلام پاک کے نازل ہونے کے متحمل بنے رہے کہ ہمیشہ حضرت جبرئیل سے درخواست کرتے کہ اے جبرئیل تم بہت زیادہ میرے پاس تشریف لایا کرو حضرت جبرئیل نے فرمایا حضرت ہم بلا حکم رب العزت کے نازل نہیں ہو سکتے جب وہ چاہتا ہے ہمیں نازل فرماتا ہے امام جلال الدین تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کا نزول آدھ مرتبہ پر ملام پر دس دفعہ ہوا۔ حضرت موسیٰ پر دو سو دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تیرہ دفعہ۔ مگر جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سے چوبیس ہزار دفعہ اس پر بھی ہیں آپ کی خواہش تھی کہ جبرئیل اور زیادہ تشریف لایا کرو

الغرض جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر تلاوت کلام الٰہی کا حکم نماز سے باہر ہو یا نماز میں فی الحقیقت یہ پڑھنے والے پر فرض ہے قرآن پڑھ کر تمام جو کچھ ہندوستان کو آج دین اسلام کے رنگ میں دیکھ رہے ہیں وہ سب طفیل سیرت و تاریخ پڑھنے والوں کے ہیں یہ اعجاز قرآن مجید کا ہے اور یہ معجزہ ہے قیامت تک باقی رہنے والا ہے آپ کی زبان مبارک سے اس قرآن مجید کو سنکر سرکش جنات اہل ایمان ہوئے بڑے بڑے کافر ایمان لائے بے ایمان ہوئے نفع اس قرآن مجید کے ذریعہ سے دنیا میں تمام ہے خدا و نبی کریم نے رسول کو دو حکم کئے ہیں پہلا قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کرنی دوسرا علم حاصل کرنا فی الحقیقت تلاوت قرآن نماز اسلام میں سب سے ضروری احکام ہیں۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کر دیا جائے اور اگر اس کام کا انجام اچھا نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے فرض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رملوں اور جوتشیوں کے پاس جا کر اپنا ایمان برباد نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جید بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں آپ نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا اردو ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیا کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ نبوی شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک معاملہ کا کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

فالنامہ صدیقی

ہے ہمارا دعویٰ صحیح ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی ملکھا ہی چھپی ہی [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی ہو نگا سیہ

مسلمانوں کی پستی و تنزل کے اسباب کیا ہیں

(از جناب مولوی غلام ربانی صاحب، مدرس سہ بھاگل پور)

دورِ حاضرہ میں تمام دنیا سے اسلام میں ایک اودام مچا ہوا ہے ایک صدا ہے جو گونج رہی ہے ایک وبا ہے جو ہر چار سو پھیلی ہوئی ہے ایک درد ہے جو تمام اجسام کو بے چین و دافع و معطل کر رہا ہے ایک زخم ہے جو ہوا سے بھر کر ٹیس مار رہا ہے ایک گھٹا ہے جو اپنی مسلسل موسلا دھار بارش سے اپنی نیرنگیوں کے تماشے دکھلا رہی ہے ایک آگ ہے جو شعلہ افشانی سے تمام عنصر اسلام کو جلا کر خاک بنا رہی ہے ایک اودھم ہے جو تمام عالم اسلام کو اپنے شدید ترین جھونکوں سے تہ بالا کر رہی ہے ایک آفتاب ہے جو اپنی نگرانوں و شعاعوں کی تپش سے عالم اسلام کے ہر ہر فرد کو گرما کر مضمحل کر رہا ہے ایک آہ ہے جو فلک تک نہیں پہنچتی۔ ایک ڈرمن تمود ہے جو کشور اسلام کے ہر ہر بود و ہوں کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے ایک مرض مہلک ہے جو اسلامی دنیا میں پھیلکر ہر ہر افراد کو سر گرداں و لاعلاج کر رہا ہے۔ آہ وہ کیا شے ہے وہ افلاس و تنگدستی ہے تنزل و تسفل ہے ادبار و محبت ہے فقر و محتاجی ہے ذلت و خواری ہے آلام و مصائب ہیں افسوس صد افسوس کہ کبھی ہم ان خباثات و نقائص کو نکالنے رونے پیٹنے بروئے تدابیر کے کام نہیں لیا کبھی غور و فکر کی نگاہ نہیں ڈالی کبھی ہم نے اسکے وسیع میدان میں تامل و تفہیم کے مرکب بھی نہیں دوڑائے کبھی ہم نے ان حوادثات کی جڑ کے درد پر غور و فکر میں اپنے گرانمایہ وقت ہی صرف کئے ان سارے امور کا جواب نفی کے سوا اثبات میں ہرگز نہیں دے سکتے پر حال اگر اس فنا فی دنیا کی طرف ہم کو اس قدر انہماک ہے کہ خدا بھی فرصت ان باتوں پر غور کرنے کی نہیں بخشی اور ان امراض مہلکہ کے اسباب پر فکر کرنیکا ذرا بھی موقع نہیں ملتا کوئی ایسی شئے ہے کوئی ایسی بات ہے کونسا ایسا امر ہے جس کے نتائج پر السان حاوی نہیں ہو سکتا اقبال سعدی نے

ہر کا رکہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہر وہ شخص جو عقل سلیم رکھتا ہو چند گھنٹوں میں تنزل و انحطاط کے اسباب و ذرائع پر غور کرے گی اور اپنے کو ان آفات سے بچانیکی کوشش کریگا تھوڑے ہی تامل و تفکر کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین ہو جائیگی کہ خداوند قدوس نے فرمایا ہے کہ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ یعنی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر خدا کے حکم سے جب یہ قاعدہ کلیہ اپنی جگہ پر مسلم ہو چکا کہ بغیر اذن خداوندی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی تو اب دو حال سے خالی نہیں یا تو مصیبت کسی سبب سے آتی ہے یا بغیر سبب پہنچتی ہے اس لئے کہ مسبب کا سبب بردار ہونا غیر ممکن بلکہ محال ہے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالے تو ظالم نہیں جو بلا جرم و قصور لوگوں پر ظلم و بلا کرے ان اللہ لیس بظلام للعبید اور اپنے بندوں پر نازل شدہ کا اظہار کرے الا ان الخفیظ اس امر قطعیہ کے سمجھ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بلا بغیر سبب آفات و بلیات کا نازل ہونا غیر ممکن ہے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوا کرتی ہے اور یہاں بھی ہے تامل کی نگاہ کے بعد پتہ چلتا ہے کہ حضرت رسول خدا روحی فداہ نے ہم کو آج سے تیرہ سو سال قبل اس امر سے متنبہ فرمایا ہے جس کو حضرت حذیفہ رضؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور نے قال والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم (ترمذی) کہ قسم ہے اس ذات کی (خدا کی) جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ ڈر ہے کہ خدا تم کو ایسے عذاب میں مبتلا کرے کہ تم لوگ اس کے لئے (دفع) کی دعا کرو گے مگر اس کی استجابت نہیں ہوگی۔

پس اس پیشگوئی کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد نتیجہ نکلا کہ ان حوادثات کا اور جن کے ہم گرفتار ہیں، سبب اس وقت صرف ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے جو ان احکام کے اجراء و ایفاء اعتنائی برتنے پر عذاب کی صورت میں (خدا سے) ہم پر نازل ہوگیا ہے ایسے وقت میں جبکہ ہر ہر شخص دشمنان خدا و اسلام سے) اسلام کی شکنجی میں کوشاں و پیہاں نظر آتا ہے ہمدرد کو یہی مناسب تھا کہ ہم خاموش ہو کر بستر استراحت پر بیٹھی مٹھی نیند لے لے پڑے رہتے ہیں حاشا وکلا۔ آہ وصد آہ کہ جس اسلام کی اشاعت کے لئے نبی کریم صلعم اور انبیاء جیسیلی گئی ہوں آج اس کی وہی مثل ہے "مسلمانوں در گور و مسلمانی در کتاب" افسوس یہ جو کچھ ہوا ہمارے ہی ہاتھوں ہوا جو کچھ آفتیں آئیں اور آرہی ہیں ہمارے ہی کرتوتوں سے کل اعمالکم بایدیکم اب ہمارے واسطے کیا یہ وقت نہیں آیا کہ ہم بے پروائی کے بستر سے اٹھیں خواب غفلت سے چونکیں اور اپنے حال پر دد افسوس بہا لیں نہ کہ کار یکسر فنی شود سعدی ولیک نا کردہ بجا رگان خوش ات بنال کیا ہم کو ہوش نہیں کہ یہ غفلت و بیداری آخر ایک دن رنگ لائے گی اور خدا سے منہ موڑنا ایک دن مزہ چکھائے گا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم اس فضا میں جبکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہم نے بے اعتنائی برتی اور اس پر بھی مزن نہ ہونے تو خدا وند قدوس نے افلاس و تنگدستی وغیرہ وغیرہ کو عذاب کی شکل میں نازل فرمادیا ہم کو لازم ہے کہ اب ہوشیار ہو کر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم و جناب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہر ہر نقش پا پر قدم رکھیں اور وہ سرچشمہ کو بھی اس کی ہدایت کریں اور اس رب العالمین رؤف و رحیم کی درگاہ میں توبہ و گریہ و زاری کریں اپنے افعال و کرتوت پر نادم ہوں اپنے گناہوں کے معافی کے خواستگار رہیں اس بار تعالے کے اندر سارے صفات منشرہ موجود ہیں اس کی رحمت عام ہے یقین کامل ہے کہ وہ معاف فرما کر ہماری حالت زار کی تبدیلی کر دے گا اور ہمارے شباب کو مناقب سے بدل دیگا۔

(۴)

دولت کا صرف

دولت کہاں خرچ کرنی چاہیئے اور کہاں نہ خرچ کرنی چاہیئے اور مخلوق سے کس طرح میل جول رکھنا چاہیئے اور ان کے ضرر سے کس طرح بچنا چاہیئے اس کو علم معاشرت کہتے ہیں یہ علم حقیقت میں اخلاق ہی کی شاخ ہے مگر اس کے اس قدر ترقی کی کہ اب الگ خود ایک علم ہو گیا ہے اسے انگریزی میں ایکانومی کہتے ہیں اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین یعنی کھاؤ پیو تم مگر بیجا خرچ نہ کرو کیونکہ اللہ بیجا خرچ کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اور ایک جگہ فرماتا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی اپنا مال جس کو اللہ نے تمہارا سہارا بنایا ہے بیوقوفوں کے حوالہ نہ کرو اور ایک جگہ فرماتا ہے ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا یعنی اپنا ہاتھ اتنا نہ سمیٹو کہ گویا گردن میں بندھا ہے اور نہ اتنا پھیلا دو کہ پھر تجھے حسرت و ملال ہو لیں اس سے ثابت ہوا کہ دولت کا نیک استعمال سیکھنا چاہیئے اور اس کا ضایع کرنا برا ہے لہٰذا دولت کی اصلاح یہ ہے کہ آمدنی سے زیادہ خرچ نہ بڑھاؤ خرچ کم ہو آمدنی زیادہ ہو جائے اور آمدنی کی ترقی کی فکر کرے فضول اور نمائشی اخراجات سے طبیعت کو روکے یعنی اترانے اور شان دکھانے کا خیال چھوڑ دے جو ہمیشہ نیچے کے درجہ کے طریقہ اختیار کرے اور اگر کوئی برتاؤ اپنی قوت بازو سے زیادہ بلند ہی پر اڑا جائے تو دھوکہ کھینچے اگر گیا اسی طرح دولت مند اپنی دولت پر اترا تے ہیں وہ منہ کے بل گرتے گرتے ہیں آخر کو بچتے ہیں مینڈھیوں کو بل دینے والے اکڑ لے والے نیچی خورے سے نیچی ہی رکھنے حالا بہتر ہے کیونکہ اترانے اور شان دکھانے کے لئے کوئی حد تو مقرر ہے نہیں اس لئے انسان آگے ہی سے ذلیل ہو کر گرنگا کسی بستی میں دو شخصوں کو اترانے کا مرض ہے تو اترانے میں ایک کو دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کا خیال رہتا ہے اور اسی ضد میں دونوں برباد ہو جاتے ہیں بعض دولتمند عمارت فرنیچر اور سواری کے تجمل پر بہت سا روپیہ ضایع کرتے ہیں بعض لوگ کپڑے اور زیورات پر بہت خرچ کرتے ہیں بعض احمق زیادہ بھڑوے اور خوشامدی مصاحبوں کو انعام دینے اور سخی کہلانے پر بہت روپیہ برباد کرتے ہیں یہ تمام کام بن پر بھی اور نا موری کے لئے ہوتے ہیں کوئی کہتا ہے میرا لباس اس کے لباس سے اچھا ہو کوئی چاہتا ہے میری بیوی اس کی بیوی سے اچھی اور میری موٹر اس کی موٹر سے بہتر ہو کوئی چاہتا ہے میرا گھوڑا اس کے گھوڑے سے اچھا ہو کوئی چاہتا ہے میری شادی میں اسکی شادی سے زیادہ دھوم دھام ہو کوئی چاہتا ہے میں انعام و اکرام دینے میں اس سے بڑھ جاؤں تمام کی نیت نام کمانا ہوتا ہے مصاحب اہل محفل خوشامدی کہتے ہیں واہ آپ نے اسے نیچا کہا دیا آپ کی شان کہاں آپ کے مقابل وہ کیا چیز ہیں آپ کو جیسے وہ جھیپ گیا کل فلاں جگہ آپ کی سخاوت کی بڑی تعریف ہو رہی تھی دیکھئے فلاں شخص جا بجا آپ سے نامور ہوا بڑھ جائے لوگ کہتے تھے ہرگز نہیں بڑھ سکیگا ایک شخص مجھ سے پوچھتا تھا فلاں طائفہ کو کیا انعام ملا فلاں دعوت میں کیا خرچ ہوا میں نے جو گنتی رقم بتائی وہ سنسناٹے میں رہ گیا اور کہنے لگا کہ انھیں کے دل گردے ہیں ایسا دینے والا شہر میں کہاں؟

بس یہی باتیں ہیں جو اغنیاء و امراء کو تباہ حال کرتی ہیں امیر تو امیر غریب میں بھی امرا نے اور فوقیت بجائے کی حرص ہوتی ہے آجکل ان فضائل خواہ مخواہ پر جتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہے اگر قومی اصلاح میں خرچ ہو تو قوم کی حالت درست ہو جائے کیا اللہ تعالےٰ ان فضولیوں خرچ کرنے والوں سے قیامت میں حساب نہ لیگا۔ اجی ایک ایک کوڑی کا حساب دینا ہوگا دنیا تو امتحان کی جگہ ہے جسے خدا نے دولتمند بنایا اس کا امتحان لینا منظور ہے کہ وہ صابرین میں سے ہے یا شاکرین میں سے جسے غریب بنایا اس کا امتحان لینا بھی منظور ہے کہ وہ صابرین میں سے ہے یا بے صبروں میں یہاں کی عارت اور نوبت عارضی ہیں مستقل نہیں اس لئے نہ تو دولت پر گھمنڈ کرے نہ بے دولتی پر افسوس کرے جسے یہاں تن پروری میں خرچ کیا اسے کھویا اور جس نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اس نے آخرت کمائی چنانچہ اللہ فرماتا ہے:-

انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین

یعنی ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو پہلے اس سے کہ موت تم پر آن موجود ہو پھر اس وقت یوں کہنے لگو مالک ہمارے اگر ہم کو تھوڑی اور مہلت دیتا تو ہم خیرات کرتے اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتے۔

کسی امیر نے چار ہزار کی موٹر خریدی کوئی کہتا چار ہزار روپیہ کسی مذہبی مدرسہ کو دیتا بعض امیر نے بیس ہزار روپیہ شادی پر لٹا دیئے مگر اپنی دولت العمر میں بیس ہزار روپیہ رفاہ عام کے کام اور اشاعت اسلام کے کام اور اشاعت اسلام و ترقی تعلیم میں نہیں لگائے کسی امیر نے سو روپے ماہوار پر نوکر رکھا کوئی نوکر کبھی سو روپے ماہوار کسی مدرسہ یا دارالعلوم یا دارالعلوم زدہ کے لئے مقرر نہیں کیے پس یہ لوگ خدا کو کیا منہ دکھائینگے کبھی حال فرنیچر کی کاسٹ دہ بیس پانچ سو بچاس روپیہ اپنی دولت کے موافق فضول کام میں خرچ کر ہی دیتے ہیں مگر نیک کام میں کوڑی بھی جیب سے نہیں نکلتی بہت سے مسلمانوں نے ہمارے زمانہ میں اپنی قوم کی بہتری کے لئے زندگی وقف کر دی ہے بہت سے عیسائیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے حالانکہ یہ خاص اسلامی تعلیم ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ پیسہ تو کیا بلکہ اپنی زندگی بھی اللہ کی راہ پر قربان کر دو۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیرا لانفسکم اے مسلمانو جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اس کا حکم سنو اور اس کا حکم مانو اور اپنی جان کو بھلائی کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو دیکھئے اللہ نیک کاموں کی ترغیب میں اور بہتان میں تیلی چھیلنے کے لئے دوست ہی مانگتا ہے اور جان بھی طلب کرتا ہے تو اب جسے ہمت ہو آگے بڑھے اور جو کچھ دے سکے دیکر سرخرو ہو اس میں مبالغہ میں وہ جہان کا بادشاہ برسر آنکھیں ہے ہر شخص کو ایسی جگہ ایک درجہ پر فوقیت لیجانا چاہیئے کہ ہیئت میں مخدوم درجہ طالبین امرا نے میں فوقیت دکھلانے سے

کیا فائدہ دولت خرچ کر کے لوگوں سے تحسین و آفرین لینے میں کچھ فائدہ نہیں لوگ ہمارے مرنے وقت کے ساتھی نہیں اگر تحسین لینا ہے تو اپنے مالک سے لو جو تمہاری قدر کرے، اور جس کے خزانہ میں کسی چیز کی کمی نہیں بس دولت کو بری راہ خرچ کرنے سے بچانا اور نیک راہ پر لگانا ہی بہتر راہ اصلاح معاشرت کی ہے خدا نے کھانے پینے سے منع نہیں کیا مگر اڑانے سے منع کیا ہے مگر کھانا پینا بھی اپنے اپنے درجہ کا ہو لباس پوشاک بھی مخربہ نہو۔ تم کسی دوکان پر چلے جاؤ اور اسباب خرید و یا کپڑا خرید و مگر ان پر یہ تو لکھا ہوا نہیں کہ یہ امیر کے لئے ہے یہ غریب کے لئے یہ متوسط درجہ کے لوگوں کے لئے پس تم کو دانائی سے اس وقت کام لینا چاہئے ہمتوا سی کو عقلمند کہیں گے کہ جو رقم وہ جیب میں لے گیا ہے اس میں سے بہم بچا لائے اہل یورپ نے نئی نئی ایجادیں دنیا میں پھیلا کر لوگوں کو اتنا بنا دیا اسباب اور بڑا ایسا پر تجمل نظر آتا ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی اور دل صبر نہیں کرتا پہلے یہ باتیں نہ تھیں اس لئے کم خرچ تھا اب خرچ بڑھ گیا اور آمدنی کم ہے لہٰذا اس تکلفانہ اسباب کو دور سے سلام کرو اور ہمارا سا اسباب خرید اور سادہ زندگی بسر کرو اور بچوں کے لئے بھی یہی زندگی پسند کرو اور احمقوں کی تقلید و رشک سے بچو اور سن پروری نفسانی خواہشوں اور نمائشی تکلفات سے بچو۔

جب نفسی نفسی کا شور برپا ہوگا

جب کوئی کسی کا سائھ نہ دیگا اس وقت ہر مسلمان سردار دو جہان کے قدموں میں لوٹ کر اپنی شفاعت کا دعویٰ ہوگا لیکن یہ تمنا صرف وہی پوری کر سکیں گے جو عاشق رسول ہیں آپ بھی مسلمان ہیں اور آپ کو بھی ہمارے رسول سے محبت ہوگی اگر آپ اپنے مونس محبوب کے حالات پڑھ کر اپنے ایمان کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں تو اردو زبان کی سب سے مستند کتاب **رسالت نامہ** پڑھئے یہ اسلامی تاریخ ہی ہے اور سوائے رسول بھی ہے یہ میلاد نامہ بھی ہے اس میں آپ کے وہ تمام حالات نہایت تصدیق و تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں خود پڑھئے عورتوں کو سنائیے بچوں کو پڑھ کر سنائیے۔ بیان نہایت سلیس ہے رسالت نامہ کی مختصر فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے **قیمت صرف ایک روپیہ**

اسلام کی ابتدا - عرب کی جہالت - رسول عربی کا جلوہ افروز ہونا - رضاعت - مدینہ کا پہلا سفر - شام کا پہلا سفر - نبوت سے پہلے حضور کی عظمت - آفتاب رسالت کا طلوع - دعوت اسلام - بلا کشان اسلام - اسلام کی پہلی ہجرت - رسول عربی کے ساتھ کافروں کا سلوک - ہجرت - ہجرت کا پہلا سال - مدینہ میں داخلہ - یہودیوں کا مسلمان ہونا - اذان کی ابتدا - ہجرت کا دوسرا سال - تحویل قبلہ - آغاز اسلام - بدر کی لڑائی - حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی - فرضیت صدقہ - عید الفطر - ہجرت کا تیسرا سال - احد کی لڑائی - شہدائے احد - ہجرت کا چوتھا سال - واقعہ رجیع - ہجرت کا پانچواں سال - احزاب کی لڑائی - ہجرت کا چھٹا سال فرضیت حج - صلح حدیبیہ - بادشاہوں کی دعوت اسلام - ہجرت کا ساتواں سال - جنگ کی لڑائی - ادائے عمرہ - خطبہ فتح مکہ - حنین کی لڑائی ہجرت کا آٹھواں سال فتح مکہ - ہجرت کا نواں سال شوکت کی لڑائی - حجۃ الوداع سوال ہوتا ہے

لئے کا پتہ **حمیدیہ پریس دہلی**

محبت کے دو عمل

ہمارا عمل ہر مہیب و الاعمال بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ۲۷ عدد کی آیت قرآنی مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے میں سال کا تجربہ کہتا ہے کہ کبھی سر مو خطا نہیں ہوئی جب تلاش کی ہزاروں روپیہ برباد کیا میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ قلیل مدت پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلفنامہ سادہ کاغذ پر کا روانہ کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائینگے طالب کو **عمل ۱** اس عمل کے عامل بننے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اسکے عامل بہ آسانی آدھ گھنٹہ محنت کر کے تمام عمر کما سکتے ہیں جب کسی مطلب کو کرنا ابعد رہنا ہو تو صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کو ابعد بنایا جا سکتا ہے قیمت پانچ روپے

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی کو حرف حرف ایک مرتبہ کی ہوا کس میں سیاہ موجوں پر اکتالیس تالیں مرتبہ پڑھی جائیں ہوا و ہوس کا آتش جہالتی عمل ہو مطلب کے دل میں محبت کی آگ لگا دیتا ہے ہر حاجت روا ہو جاتی ہے امیر مطلوب مسخر ہو جاتا ہے یہ صرف دو روپے **عمل ۳** برائے ترقی روزگار جو بیوپار عمل ہے اس میں صرف چند منٹ پڑھنا پڑتا ہے پڑھنے کا وقت صرف مونڈا ہوا اس کی برکت سے دنیا روز بروز زیادہ سے زیادہ ترقی ہوتی ہے کوئی مدعا اس کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک مرتبہ چار آنے خرچ کر کے دیکھ لیں ہم نے ہزاروں کو بھیجا ہے ہر عمل میں کسی نہ کسی چیز کے پڑھنے کی اجازت کے ساتھ ہاں ان تین عملوں کے پڑھنے میں کسی قسم کا خوف خطرہ نہیں ہے کوئی ہو کہیں سر جھاڑ پاخانہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے جو چھوٹے عمل ۱ و ۲ کے ساتھ منگانا چاہے ان کو ۱۰ روپیہ صرف روپیہ لے جائینگے اگر بڑے تین عمل روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک بھی معاف کر دیا جائیگا میاں بیوی جو بھی چاہیں بتا دیں **بندہ فضل شاہ عامل دہلی**

گوہر جیکڑ مراد

اگر آپ کا ایمان گواہی شے کہ ایک مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا اور وہ ہمیشہ سچائی اور راستی پر جمنا اپنا شعار سمجھتا ہے تو

لطف حیات جیکڑ

استعمال کریں لطف حیات سفوف اور طلا کی صورت میں تیار کیا گیا ہے لطف حیات اعضاء رئیسہ میں مثیل طاقت بخشتا ہے لطف حیات کے استعمال سے جملہ اعصابی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں **آپ کا وقار مردی اور آپ کا حسن** لطف حیات کے استعمال سے زائد ہونا یقینی ہے چہرہ بار رونق اور رنگ سرخ سفید ہو جائیگا لطف حیات جملہ اعضائے جسمانی کی ساخت اور تعمیر قوی طاقت کو جو بے عنوانیوں یا غلط کاریوں کے سبب ضایع ہو چکی ہوں از سر نو واپس بخشتا ہے لطف حیات زندگی سے مایوس نوجوانوں کو تباہی سے بچا کر نئی امنگ نئی جولانی نئی روح سے مالا مال کر دیتا ہے لطف حیات خلاف وضع فطری سے پیدا شدہ عوارض کے دور کرنے کے لئے اور امراہ تولید کی کثرت **نیز بے نظیر تقویت مردی بخشنے کیلئے اکسیر ہے** لطف حیات بڑھاپے کو جوان اور جوانوں کو عجیب غریب طاقت بخشتا ہے لطف حیات میں انشاء اللہ وہ تمام باتیں آپ پائینگے جس کی آپ کو جستجو ہے میں پورے فرض کرتا ہوں کہ یہ اکسیر گو ہر مراد ہے صداقت کا معیار ہماری قسم ہے اور آپ کا لطف حیات استعمال کرنا **قیمت مکمل محصول ڈاک ۸/ منصول**

حکیم مولوی نظیر علی لکھنوی پوسٹ بکس نمبر ۵۰ - دہلی

ناجائز طریقے سے روزی پیدا کرنیکے نتائج

ہندوستان بالخصوص مسلمانوں کی بیکاری و افلاس اس درجہ پر پہنچا ہوا ہے کہ اب ان کو ذلیل سے ذلیل اور ناجائز سے ناجائز پیشہ کے ذریعہ سے معاش حاصل کرم میں شرم باقی نہیں رہی بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ اپنی ذہانت اور قابلیت کا صحیح استعمال کرتے تو وہ نہایت آرام سے اپنی زندگی بسر کرسکتے تھے اس قسم کا پیشہ اختیار کرنے کی طرف مائل ہوجاتے ہیں جس سے بلاخفت وکاوش اپنے ملک وقوم کے جاہل و سادہ لوح افراد کو دھوکہ اور فریب دیکر ان کا خون چوس کر اپنا حلوا مانڈا پیدا کرتے ہیں، اس قبیل کے بے ایمان دغا باز و مکار اشخاص کی عیاری اس وقت تک کارگر ہوتی رہے گی جس وقت تک ملک میں جہالت کا دور دورہ ہے گا اس لئے مولوی کے ہر پڑھنے والے بھائی کا فرض ہے کہ وہ اپنی برادری اولاد اپنے حلقہ اثر میں ناواقف اشخاص کے جہالت فی ادویام کے مرض میں مبتلا ہوں ٹوٹنے ٹوٹکے اور بھوت پلید کے قائل ہوں یہ امر ذہن نشین کردیں کہ یہ سب ڈھکوسلے کھانے کمانے کے ہیں جیسا کہ الہ آباد میں ایک شخص عاشق علی نامی کی جس کا یہ وطیرہ تھا کہ وہ بھوت پلید اور ارواح خبیثہ کو قبضہ میں رکھتا ہے کا رسالہ نیا نیا اس کی پول حال ہی میں الہ آباد کی عدالت میں کھلا ہے قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عاشق علی مذکور کی اس شہرت کو سنکر اور ارواح خبیثہ اور جن اس کو دفینہ بتلا دیتے ہیں اس مکار کو ایک بیوہ عورت مسماۃ عالمہ نے اپنے گھر بلایا اور بیان کیا کہ اس نے کئی بار خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے گھر میں کسی جگہ دفینہ ہے اور اس کو یہ الہام ہوا ہے کہ اگر کوئی یہ کام جاننے والا مکان میں مطلوبہ جگہ بتلادے تو نذر بالمضر در خزانہ برآمد ہوگا

مسماۃ مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ اس دفینہ کا حاصل کرنا خطرہ سے خالی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس نے خواب میں یہ بھی دیکھا ہے کہ جب اس نے خزانہ کے جواہرات اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو فوراً ایک پہن دار کالا ناگ نمودار ہوا اور پھن پھیلا کر کھڑا ہوگیا

عاشق علی نے یہ ماجرا سنکر اپنے فن کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی اور یقین دلایا کہ یہ دفینہ ضرور مل کر رہے گا مگر اس کے لئے خبیث ارواح کو راضی کرنا پڑے گا ان ارواح کا ایک پورا خاندان میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے جو خانہ پر قابض ہے اور جب تک یہ ارواح خوش نہ ہوں گی اس وقت تک وہ خزانہ نہیں دیں گی۔

ان خبیث ارواح کو خوش کرنے کی طریقہ یہ بتایا گیا کہ مسماۃ عالمہ مذکر بھینٹ کے لئے کہ از کم مبلغ پندرہ روپے عاشق علی کی نذر کرے تاکہ ان بھوتوں کی نمائندہ طریقہ سے ضیافت کی جائے۔

پندرہ روپیہ کی مطلوبہ رقم مسماۃ عالمہ نے بلاچون وچرا بیٹی کردی اور عاشق علی صاحب مٹھی گرم کرکے اپنے گھر چلے گئے چند روز کے بعد مسماۃ عالمہ نے عاشق علی کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ دفینہ کے مقام کا پتہ ملا یا نہیں علی بخش نے جاکر دریافت کیا تو علی بخش بہت برافروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ جو رقم مسماۃ عالمہ نے دی تھی وہ اس قدر ناکافی تھی کہ اس سے بدقوں کی نذر بھینٹ کا حصہ نہیں ہوسکی اور اسی وجہ سے بھوتوں کی خاندان اس کو (عاشق علی کو) ایذا دے رہا ہے اب اگر دفینہ معلوم کرانا ہے تو اور روپیہ دیا جائے۔

اس تقاضہ پر بیوہ نے پھر کچھ اور روپیہ عاشق علی کو دیا لیکن ساتھ ہی عاشق علی جنی کو یہ بھی جتا دیا کہ آیندہ وہ کچھ نہ دے سکے گی۔

اس کے بعد عاشق علی جنی صاحب بیوہ مسماۃ عالمہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں پہنچکر عجیب وغریب اور حیرت انگیز عمل کیا یعنی جس کوٹھری میں وہ عورت رہا کرتی تھی وہاں عاشق علی نے ایک گڑھا کھودا اور اس پر ایک چادر ڈال دی اس کے بعد اس نے ایک بوتل نکالی اور اس کو ہوا میں گردش دے کے پاس کھڑا اس کے بعد بہت دیر تک پڑھتا رہا اس کے بعد ففنکہ وہ چیخ مکا اس کے چہرہ پر کالا بیاہی کے خون کی سرخی چھلکنے لگی اور اس نے بوتل اٹھا کر دکھائی جس میں انسانی صورت کی دو چھوٹی چھوٹی پتلیاں بند تھیں۔ عاشق علی نے کہا دیکھو یہ بھوتوں کے بچے ہیں جن کو اس نے بڑی مشکل سے قبضہ میں آمارا ہے مگر ابھی ان بچوں کے ماں باپ باقی ہیں جو بڑے سخت ضدی ہیں اس لئے جب تک نذر نیاز کے لئے مزید رقم نہ دی جائے گی وہ خزانہ کے برسر نہیں بٹھیں گے۔

اس مکار کا یہ کرتب دیکھ کر بیچاری عورت مبہوت ہوگئی تھی اس لئے اس نے منظور کرلیا اور جو کچھ بھی اس غریب کے پاس موجود تھا وہ عاشق کی نذر کیا۔

اب غریب بیوہ ایسی مفلس رہ گئی جیسے کوڑے گھڑے میں جو کچھ تھا مکمل ضعیف الاعتقادی کے باعث اس خزانہ پانے کی اس توقع تھی اس لئے اس نے بھوکا مرنا گوارا کیا مگر عاشق علی جنی کی بات نہ ٹالی اور جو کچھ اس غریب کے پاس رہ گیا تھا وہ بھی اس مکار کی نذر کردیا عاشق علی جب گرم گرم کے بھرے اپنے گھر چلا آیا۔ اس کے بعد عرصہ تک عاشق علی نے مسماۃ عالمہ کو صورت دکھانی نہ اس کا کام کیا جب بار مسماۃ مذکر نے دھمکی دی کہ اگر اس نے اس کا روپیہ واپس نہ دیا تو وہ پولیس کو اطلاع کردے گی مگر عاشق علی نے ایسی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ برعکس اسکے اس نے علی بخش یکہ والے سے کہا کہ اگر وہ نذر بھینٹ کے لئے کچھ روپیہ دے تو وہ تمام دفینہ اپنے موکلوں کے ذریعہ سے اس کے گھر میں منتقل کرا دیگا مگر علی بخش بہت ہوشیار تھا وہ دیکھ چکا تھا کہ عاشق علی نے غریب بیوہ کو کس طرح لوٹا ہے اس نے کہا کہ جب تک وہ اس بات کا کوئی خاص ثبوت نہ دے کہ وہ دفینہ واقعی اسکے گھر میں آگیا ہے اس وقت تک وہ روپیہ نہیں دے سکتا بہر حال اس نے عاشق علی جنی کو بلایا اور عمل پڑھنے کے لئے کہا۔

عاشق علی نے کارروائی شروع کی اور بہت دیر تک حاضرات کا عمل پڑھتا رہا اس سے ایک بیوہ بٹھلیا اور اس میں سے ایک پیکر طلسمی نمودار ہوا جو عورت سے دیکھا تو بھتنی کا کا نسٹیبل تھا عاشق علی دھر لئے گئے عدالت کو تمام دغا و فریب کا یقین ہوگیا اور مجرم ٹھہرا۔ الہ آباد کی عدالت سے عاشق علی جنی کو چار ماہ کے لئے ملک معظم کا ہمان عزیز بنا کر بھیج دیا گیا۔

یعنی چار ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔

عورتیں اسلام میں

(از جناب ابوالفضل مولوی احسان اللہ صاحب)

میں نے غور کیا تو اسلام کے تمام قوانین اور شعار یہاں تک اصول بہادری پر مبنی ہیں کہ بہادری اور اسلام الفاظ مترادف ہو جاتے ہیں کمزوروں پر رحم کرنا اور برابر والوں یا اپنے سے زائد قوت والوں سے مقابلہ کرنا شان بہادری ہے عورتیں خلقتاً کمزور ہیں اس لئے مسلمان مردوں کا شعار ہے کہ وہ اپنی عورتوں کا احترام اور عزت بہت کرتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی عیسائی قومیں سب سے زیادہ عورتوں کا اعزاز کرتی ہیں بیشک ایک حد تک وہ عورتوں کا اعزاز کرتے ہیں اور مسلمانوں سے جہاں انہوں نے اور بہت سی باتیں سیکھی ہیں وہاں عورتوں کو معزز سمجھنا بھی انہوں نے سیکھا ہے بہرحال جو اعلیٰ اعزاز مسلمان عورتوں کو حاصل ہے وہ ہرگز عیسائی عورتوں کو حاصل نہیں ہے ملک عرب میں بزمانہ جاہلیت عورتوں کا اعزاز بالکل نہ تھا اور نہ قبل اسلام دنیا کی اور قومیں عورتوں کی اتنی عزت کرتی تھیں جتنی اسلام نے تعلیم کی ہے آنحضرت رسول عربی نے اس بارہ میں جو تعلیم کی وہ اس خاص فیضان الٰہی کا نتیجہ تھا جس کی خصوصیت کی وجہ سے آنحضرت کو مسلمان خیر البشر کہتے ہیں اور ان کے قائم کئے ہوئے دین کو خیر الادیان جانتے ہیں۔

گو یہ بحث نہایت وسیع ہے مگر میں بوجہ عدیم الفرصتی اختصار کے ساتھ اپنے بیانات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اول یہ کہ عورتوں کو معزز سمجھنے کا خیال شریعت محمدی میں کہاں تک ہوا اس سے پہلے عورتوں کا درجہ کہ دبیش بہائم کے قریب سمجھا جاتا تھا۔ دوم یہ کہ سیانوں میں عورتوں کے اعزاز بڑھانے کے متعلق کیا کیا قاعدے مقرر ہوئے سوم یہ کہ یورپ میں عورتوں کی عزت آجکل گو بہت بڑھی ہوئی ہے لیکن وہ نمائشی ہے وہاں یورپین لیڈیوں کے اعزاز کے قاعدے مثل مسلمانوں کی عورتوں کے اعزازی قاعدے کے مکمل نہیں ہیں اور اس لئے بمقابلہ مسلمانی طریقوں کے یورپین تہذیب اس بارے میں جو ہر مصنوعی کا درجہ رکھتی ہے۔

امر اول با تفصیل بیان کرنے میں طوالت ہے مختصر طور پر کچھ بیان کیا جاتا ہے جس سے میرے دعوی کی بخوبی تصدیق ہو سکتی ہے

یورپ کے قدیم زمانہ میں عورتیں خوبصورتی کی جائی تھیں عورتوں کا جنگ میں جا کر مردوں کے ہوتے ہوئے اپنے گلوں کا کٹوانا صرف مردوں ہی کی بے تعصبی کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس امر کا بھی بین ثبوت ہے کہ مرد اپنی عورتوں کا احترام بالکل نہیں کرتے تھے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو جو مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا شاید کسی قوم کو اٹھانا نہیں پڑا۔ کتب سیر کے اوراق الٹئے تو ایک عورت سے کبھی سینکڑوں کا مسلمانوں نے نہیں لیا کتابوں میں صرف "خولہ بنت ازور" کا نام ملیگا کہ اس نے خالد بن ولید کے ساتھ میں اپنے جسم پر بھیجا لگا کر اور ڈھال چھپکر سب سپاہیانہ جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ محض اپنے بھائی ابن ازور کو مصائب جنگ سے چھڑانے کے لئے وہ جوش جوانمردی میں اکثر مبتلا ہوا اور بہن فرط محبت سے اپنے بھائی کی سخت گھڑیاں نہ دیکھ سکی؟

ہندوستان کے ہاشندوں نے اپنے زمانہ ترقی میں عورتوں کا اپنے شوہروں کی لغزشوں کے ساتھ جل جانا روا رکھا محض مردوں کی سنگدلی کا ثبوت نہیں دیا بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ عورتوں کا ذرا احترام ان کے دل میں نہیں تھا۔

ایرانی اپنے زمانہ ترقی میں اپنی بیبیوں کے ساتھ ان کی بہنوں اور لڑکیوں کو دخل حرم کرتے تھے اس سے صرف ان کی بہیمت کا پتہ نہیں لگتا بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کی کچھ حرمت ان کی نگاہوں میں نہ تھی ابتدائے اسلام میں نہ صرف جاہل عربوں میں بلکہ بہت سی مہذب قوموں میں تعدد ازدواج غیر معین تھی اسلام نے اسے چار تک محدود کیا اور وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ جن سے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے عملی طور پر ایک وقت میں صرف ایک بیوی رکھنے کی ہدایت کی ہے کیا جن مہذب ممالک میں مثل جانوروں کے ان بیبیوں کی تعداد ان کے دستور اور قوانین کے موافق غیر محدود تھی وہاں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ذرا بھی عورتوں کا احترام مردوں کے دلوں میں تھا؟ ہرگز نہیں۔

امر دوم سوم۔ اسلام نے بیبیوں کی تعداد محدود کر کے اور اکثر صورتوں میں صرف ایک بیوی۔ رکھنے کی تاکید کر کے عورتوں کے اعزاز کا بہترین سبق دیا۔ اگر عورتوں کو بجا آزادی سے ہم رکھیں تو ضرور کہا جائے گا کہ عورتوں کی عزت اور عظمت ہمارے دلوں میں نہیں ہے اب اس خصوص میں مسائل شرعی کا دوسرے ملکوں کے قوانین سے مقابلہ کیجئے اگر کوئی عورت اپنے مرد کو بوجہ اقتضائے فطرت پسند نہیں کرتی تو وہ حق بجانب ہے اس پر کوئی اخلاقی الزام ہرگز نہیں ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی اس خصوص میں عورتوں کی مطلق العنانی بھی ایک ایسا امر ہے کہ اگر وہ قائم رکھا جائے تو انتظام عالم جہاں تک تمدن انسانی سے اسے تعلق ہے قائم نہیں رہ سکتا ان دو ملحوظ متضاد حالتوں کے درمیان میں جو ہمارے معتدل شارع نے احکام خلع بیان کئے ہیں ان سے نہ صرف احکام شرع کے پورا محکم ہونے کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو اعزاز ان احکام کے ضمن میں عورتوں کا شرع محمدی میں ملحوظ رکھا گیا ہے اس کی مثال روئے زمین سے آجتک دنیا میں کہیں قائم ہوئی اور نہ قائم ہے۔

شرع محمدی میں طلاق بدترین مباح ہے لیکن مردوں کا اس بارہ میں مطلق العنان ہونا نہ صرف مردوں اور عورتوں کے حق میں ایک نعمت ہے بلکہ عورتوں کی آزادی کا ایک سبق ہے جو شارع نے بڑھایا ہے عرب کے جہلاء عورتوں کو جب ناپسند کرتے تھے تو ان کو زوجیت سے خارج کر کے خانہ داری کے لئے مثل خادمہ اپنی نگرانی میں رکھتے تھے اگر وہ بااختیار نہیں تو حالت

مظلومی میں رہتی تھیں اور باعصمت نہ تھیں تو اپنی عصمت اور عزت میں داغ لگاتی تھیں شریعت نے یہ حکم دیا کہ مرد ایسی عورتوں کو طلاق دیکر آزاد کردیں کہ وہ اپنا دوسرا گھر آباد کرسکیں ہر مہذب اور غیر مہذب ممالک میں اس وقت عرب کے زمانۂ جاہلیت کا طلاق اس حالت میں کہ مرد اپنی عورت میں کسی قسم کا نقص نہیں کرتے جاری ہے ذرا غور سے مخالفین طلاق اس حالت کو دل میں سوچیں یہ غلط ہے اور سراسر غلط ہے کہ سوا مسلمانوں کے اور ممالک میں مہذب ہوں یا غیر مہذب دستور طلاق نہیں ہے ہر جگہ طلاق جاری ہے فرق آتا ہے کہ مسلمانوں میں مہذب صورت کی طلاق ہے اور دیگر اقوام میں غیر مہذب صورت طلاق جاری ہے مہذب صورت طلاق کی جو مسلمانوں میں جاری ہے وہ اس امر کا ایک ثبوت ہے کہ اسلام نے عورتوں کا احترام ملحوظ رکھا ہے یورپ میں جب خفیہ طلاق کو علانیہ طلاق کی صورت میں لانا چاہتے ہیں تو سہل ترین صورت اس کے قائم کرنے کی عورت کی بدکاری ثابت کرنا ہوتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ اپنے مرد کی رضامندی سے کوئی عورت اپنی بدکاری کا ثبوت حاصل کرے بعض مثالیں اس کی شایع بھی ہوچکی ہیں۔

اسلام میں بعد طلاق کے زمانۂ عدت تک عورتوں کو مردوں سے نان ونفقہ پانا بھی عورتوں کے احترام کا ثبوت ہے شرع محمدی میں شوہر کے مرجانے کی حالت میں بی بیوں پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں یہ بھی عورتوں کے احترام کی دلیل ہے۔

عورتوں کے مارالشباب کا زمانہ قلیل ومتناہے اور عورتوں کی وفاداری کی ذمہ داری کوئی نہیں کرسکتا ہے اس لئے شرع نے عورتوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نکاح کے قبل اپنے مہر کو پہلے یا بقدر مہر زرنقد مال وجائداد اپنے قبضہ میں کرلیں اور ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھیں عورتوں کا یہ حق صرف احکام شرع کی حکمتیں ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مسلمان اپنی بیبیوں کی عزت دنیا کی تمام قوموں سے زائد تر ملحوظ رکھتے ہیں شرع محمدی کا ایک مسئلہ ہے کہ بی بیوں پر اپنے شوہر کے بچھونے کی نگہداشت کرنے کے سوا اور کوئی گھر کا کام کرنا واجب نہیں ہوتا۔ کوئی قوم دنیا میں اپنے قومی قانون میں ایسا مسئلہ دکھا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں پھر اگر مسلمان یہ کہیں کہ دنیا میں صرف ہمیں وہ لوگ ہیں جو عورتوں کا احترام سب سے بڑھکر کرتے ہیں تو کیا بیجا ہے۔

بہت سی اقوام ایسی ہیں کہ جن میں عورتیں اپنے رشتہ داروں کے مرکیوں میں حصہ نہیں پاتیں اسلام نے عورتوں کا حصہ قائم کیا اور ہر حال یہ ہے کہ اول اول اور ہر اسلام ہی نے توجہ کی اور یورپ کی مہذب قوموں نے اس خصوص میں اسلام کا اتباع کیا۔

رسم پردہ جو بلاد اسلام میں ہے کچھ تو فرط محبت کا ثبوت ہے ؎

ما سایہ ترا نمی پسندم
عشق است وہزار بدگمانی

اور زائد تر عورتوں کے اعزاز میں مبالغہ کرنے کا نتیجہ ہے ابھی حال تک شاہان جاہان ہندوستان کی معزز ترین مسلمان عورتوں سے بھی زیادہ پردہ نشین ہوتے تھے قوم نے ان کا اعزاز اتنا بڑھایا تھا کہ وہ تخت اور چارپائی سے پاؤں نیچے نہیں رکھتے تھے اور نہ گھر سے باہر نکلتے تھے دمآخر میں جو پردہ مسلمانوں میں قائم ہوگیا ہے اس کی بھلائی یا برائی سے مجھے اس وقت بحث کرنا نہیں بلکہ مجھے صرف یہ لکھنا ہے کہ پردہ کا دستور قوت اس امر کا ہے کہ شرع محمدی نے جو اعزاز عورتوں کا بڑھایا تو اس کے منشے میں مسلمانوں کو کچھ تامل نہیں ہوا بلکہ انھوں نے اس معاملہ میں کچھ اور اضافہ کر دکھایا۔

شیر خوار بچے گائے بکری کے دودھ پر بھی بسر کرسکتے ہیں اور غیر عورتوں کا دودھ پیکر بھی پلتے ہیں پہلی صورت میں ان کی تندرستی خراب اور دوسری میں اچھی رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس طرح گائے اور بکری کے دودھ سے پرورش پانے والے بچے گائیوں اور بکریوں کو بھول جاتے ہیں اسی طرح کیا انسان کو بھی مناسب ہے کہ وہ اپنی مادران رضاعی کو بھول جایا کرے! یہ شان بہائم انسان کے لئے تو ہرگز زیبا نہیں ہے اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تعلق رضاعت کی یاد دہانی کے لئے سوائے مسلمانوں کے کسی اور قوم نے بھی کوئی قاعدہ رکھا ہے اس کا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ ایسا قاعدہ بجز اسلام کے اور کہیں نہیں ہے مادران رضاعی اور ان کے قریبی رشتہ داروں کا احترام شرع محمدی نے قائم کرکے احسان فراموشی سے روکا ہے بلکہ عورتوں کے امتیاز کی ایک باب خواہ حسن تمدن میں اضافہ کیا ہے یہ وہ باتیں ہیں کہ کون سے ذی عقل لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شرع محمدی میں جس قدر حکمت کے خزانے ہیں کہیں اور نہیں میں یہی وہ باتیں ہیں جو کہ غافلے و غفلاء زمانہ کو رسول عربی کی تعریف میں رطب اللسان رہنے پر مجبور کرتی ہیں اور مانا پڑتا ہے کہ عورتوں کا اعزاز جس قدر رسول عربی نے قائم فرمایا ہے وہ اور کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی ہے تو وہ صرف مسلمانوں کے اتباع کا نتیجہ سمجھا جاسکتا ہے

کیا کوئی دل ہے

جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ دل کوئی ہو کسی کا ہو مہ وعدے کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ آپ ایسی پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے کتاب

تسخیر القلوب

منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا زن ومرد کو اپنا مطیع بنانا آقا و افسر پر قابو پانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب وغریب کتاب ہے اس کا ہر صفحہ قیمت میں لعل وگہر سے زیادہ ہے اگر اس کتاب کا عامل غلط ہو تو ہرگز کتاب کی غلطی نہیں بلکہ بیس گنا زیادہ رقم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں ہر طرف یہ لکھے کہ اس کتاب میں اصل بات یہ ہے کہ اس کتاب کو بنا یا گیا ہے اس کے لئے نہ دریا کے کنارہ جانے کی ضرورت ہے نہ ویرانہ کی نہ تنہا چلہ کشی کرنے کی ضرورت ہے نہ ترک حیوانات کی خواہش ہے اور اگر آپ کو ایسے ہی اعمال کی ضرورت ہو تو وہ بھی اس کتاب میں درج ہیں قیمت صرف ۸ ؍

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ہمسایہ کے حقوق

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

شیخ شمس الدین خدا بخشے بڑے دیندار اور سچے مسلمان آدمی تھے بڑبڑیے میں تو تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی حد تک پر ہیز گار اور متقی ہی نہایا کرتا ہے لیکن شیخ صاحب کی جو باتیں بھی جن لوگوں نے دیکھی تھیں ان سے کا بھی یہی بیان ہو کہ کبھی کسی نے انھیں براہ چلتے نہ دیکھا ٹھیک نو بجے کچہری جاتا اور پانچ بجے تک گھر کا سودا سلف لیکر گھر میں واپس آتا ہمیشہ ان کا معمول رہا سارا محلہ ان کی نیکیوں کا سچے دل سے معترف تھا اور خصوصیت کے ساتھ ان کی اس عادت کا تو کہ یہ کہ کثرت کیا جاتا تھا کہ ان کی نظریں ہمیشہ نیچی رہا کرتی تھیں راستہ چلتے اگر کوئی شخص ان سے تھوڑے سے فاصلہ پر ان کے سامنے سے نکل جاتا تو اکثر انھیں خبر بھی نہ ہوتی تھی آواز اگرچہ کچھ ایسی زیادہ نہ تھی لیکن کبھی شکوہ و شکایت سے ان کی زبان آشنا نہ ہوتی تھی اور جب سنتا انھیں یہی کہتے سنا کہ "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے بہری قابلیت سے بہت زیادہ دے رکھا ہے"

موت کسی کی زبردست ہاتھ نہ اچھے کو دیکھتا ہے اور نہ برے کو شمس الدین کی عمر مشکل سے کوئی ۵۰ برس کی ہوگی کہ ایک سال بنا رس میں بڑی شدت سے ہیضہ پھیلا اور بیچارے شیخ جی بھی اسکی نذر ہو گئے صبح کے چار بجے کے قریب یکایک ان کی آنکھ کھلی اور جی متلایا تے ہوئی اور پھر دست اور قے کا سلسلہ ایسا بندھا کہ دم لینا دشوار کر دیا حکیم ڈاکٹر سب ہی آئے اور بہت کچھ دوڑ دھوپ کی مگر بیماری کو حد کچھ ایسے زور کی تھا کہ گیارہ بجتے بجتے شیخ جی ہمیشہ کے لئے اپنی بیوی اور بچوں کو داغ مفارقت دے گئے۔

شمس الدین نے دو بچے چھوڑے تھے ایک لڑکا تھا جس کا نام قمر الدین تھا اور جس کی عمر اب بائیس سال کی تھی دوسری لڑکی تھی جس کا نام زیب النساء تھا اور جو اپنے بھائی سے پورے دس برس چھوٹی تھی قمر الدین کی عادتیں اور خصلتیں بھی بہت کچھ باپ سے ہی ملتی جاتی تھیں ریلوے کے دفتر میں ساٹھ روپے مہینہ پر وہ نوکر تھا اور اب انہی ساٹھ روپوں پر سارے کنبہ کا گزارہ تھا بچپن ہی سے باپ نے قمر الدین کی یہ عادت ڈال دی تھی کہ جب اپنے حصہ کا کام کاج کے لئے بازار جانے لگتا تو اس پاس کے سب گھروں میں پوچھ لیتا کہ کسی کو بازار سے کچھ منگانا تو نہیں ہے اور محلہ کی ایک غریب بیواؤں کو اس کی اس عادت کی بدولت بڑی آسانی میسر آگئی تھی اب جوان ہونے پر بھی قمر الدین جب دفتر سے لوٹتا تھا تو بازار کے سودے کا ایک اچھا خاصا بڑا سا گٹھر اس کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور اس گٹھر میں زیادہ تر وہی چیزیں ہوتی تھیں جو پاس پڑوس والے اس سے منگواتے تھے۔

زیب النساء اگرچہ ابھی چھوٹی سی تھی لیکن کھیل کود سے زیادہ اسے بھی اسی میں لطف آتا تھا کہ دوسروں کی خدمت کیا کرے اس کے اپنے گھر میں تو کوئی چھوٹا بچہ تھا نہیں اسلئے وہ اپنے پڑوسیوں میں سے کسی نہ کسی کے بچے کو لے آتی اور اسے ہلا دھلا کر کبھی اس کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی اور کبھی اس کے بالوں میں کنگھی کر کے مانگ نکالا کرتی۔ ہمسائیوں کے پڑے سیانا ہمسائیوں کا مصالحہ بیس دنا اس کی روزمرہ کی عادت تھی اور رات کو نو دس بجے تک ان کے پاس بیٹھکر انھیں کتابیں پڑھ پڑھکر سنانا اس کا نہایت دلچسپ مشغلہ ماں اگر اس سے کبھی کہتی تھی کہ بیٹی تم تورات دن دوسروں ہی کے کام کرتی رہتی ہو تو وہ کہدیتی کہ امی جان ہمسایہ کے اللہ میاں نے بڑے بڑے حق رکھے ہیں اور اللہ بخشے ابا جان کہا کرتے تھے کہ جس کا پڑوسی اس سے خوش نہ ہوگا اس کی بخشش ہونی مشکل ہے۔ قمر الدین کا مکان تبلیا نالہ میں تھا اور اگرچہ اس محلہ میں اس کا کوئی رشتہ دار نہیں رہتا تھا لیکن زیب النساء نے اپنے ہمسایہ کی تمام عورتوں سے رشتہ قائم کر لیا تھا کوئی خالہ تھی اور کوئی بھوپھی اور کوئی چچی تھی اور کوئی ممانی اور یہ رشتے صرف زبان سے کہدینے کے لئے نہ تھے بلکہ فی الحقیقت وہ ان سب کو اپنا عزیز ہی سمجھتی تھی اور ان کے درد کو اپنا ہی درد سمجھتی تھی اور ان کی خدمت اس طرح کرتی تھی کہ جیسی وہ اپنی ماں کی کرتی۔

قمر الدین کے پڑوس میں ایک طرف تو مرزا حاتم بیگ رہا کرتے تھے اور دوسری طرف ایک کائستھ کا مکان تھا جس کا نام بہاری لال تھا مرزا صاحب بڑے چڑچڑے سے آدمی تھے اور جب وہ اپنی ڈاڑھی خوب اچھی طرح چڑھا کر اور مونچھوں پر خوب تاؤ دیکر ہاتھ میں ڈنڈا لئے اکڑتے ہوئے نکلا کرتے تھے تو قریب قریب سارا محلہ ان کے رعب میں آجاتا تھا اور بہت سے ہاتھ جنھیں یہ صاحب حکومت اور برصاحب طاقت کی عزت کرنے کی عادت پڑی ہوتی تھی خواہ مخواہ ہی نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ سلام کے لئے اٹھ جاتے تھے مرزا صاحب اپنی ڈاڑھی کے ان اثرات سے اچھی طرح واقف تھے اور اسی لئے وہ انھیں بہت عزیز تھی ان کے تمام اوصاف کو اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو انھیں نہ اچھا کہا جا سکتا تھا نہ برا۔ جہاں ان میں بہت سی خوبیاں تھیں وہاں بعض برائیاں بھی ایسی تھیں کہ جن سے آدمی کو خواہ مخواہ نفرت ہو جائے۔ ضدی اور جاہل عورتوں میں بہت تھا اور اکثر ایسے اتفاقات ہوتے تھے کہ لوگوں نے انھیں باتوں میں چڑا کر ان سے بڑے بڑے کام لے لئے تھے نمبر ۲ اور دوسروں سے اپنی بات بالا رکھنے کا شوق بھی ان کی طبیعت میں حد سے زیادہ تھا اور بسا اوقات اپنی ان زیادتیوں کی وجہ سے وہ دوسروں کو یا خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیا کرتے تھے محلے میں حکیم بدر الحسن صاحب نہایت شریف آباد تھے اور یہ ان کی خاندانی وضع چلی آتی تھی کہ جلوس کے جاڑے میں بھی جبکہ کڑاکے کی سردی پڑ رہی ہو وہ ایک باریک ململ کا کیک کرتا اور ایک باریک تنزیب کا انگرکھا پہنے رہتے تھے ایک مرتبہ کسی شخص نے مرزا حاتم بیگ کے سامنے حکیم صاحب کی تعریف کے طور پر کہدیا کہ خدا نے انھیں عجیب طاقت دی ہے کہ سردی تو انھیں معلوم ہی نہیں ہوتی بس پھر کیا تھا بس مرزا جی نے اسی وقت تمام گرم کپڑے جو وہ پہنے کھڑے تھے اتار ڈالے اور کامل ایک گھنٹہ تک سخت سردی اور ہوا میں

بالکل ننگے بدن پھیلتے رہے فخر و غرور کے ساتھ وہ لوگوں کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور بار بار ان کی زبان سے یہ فقرہ نکل رہا تھا کہ "میاں جسم میں طاقت ہو تو سمری بالکل نہیں لگا کرتی" اس حرکت کا نتیجہ اگرچہ یہ نکلا کہ مرزا جلی کو نمونیہ ہو گیا اور بڑی مشکل سے مرتے مرتے بچے لیکن ان کی عادت اور دم خم میں پھر بھی فرق نہ آیا۔

حاتم بیگ نے کبھی ظاہر تو نہیں کیا لیکن فی الحقیقت انھیں قمر الدین سے خدا واسطے کا بغض ہو گیا تھا اس کی خوبیوں کی وجہ سے سارا محلہ اس کی عزت کرتا تھا اور یہ چیز ایسی نہ تھی جو حاتم بیگ کو آسانی سے گوارا ہو سکتی کئی مرتبہ انہوں نے محلہ والوں کی خدمت کر کے قمر الدین کی شہرت اور عزت میں حصہ لگنا چاہا مگر ان کی یہ کوشش ہی کچھ ایسی احمقانہ اور بھدی ہوتی تھی کہ اس کا اثر حسب منشا کبھی نہ ہوتا تھا ایک مرتبہ قمر الدین کے مکان کی دیوار گر گئی اور اس کی مرمت کے لئے جب راج مزدور آئے تو حاتم بیگ نے مزدور کے ہاتھ سے بھاری اجمین لیا اور یہ کہہ کر ڈرا دھمکا کے سارے کاموں کے لئے مزدوروں کی کیا ضرورت ہے پڑوسیوں کے تو بڑے بڑے حقوق ہوتے ہیں ہم سب خود کام کر دیں گے انہوں نے مٹی کھودنی اور گارا بنانا شروع کیا اور بڑی ہی دشواری سے قمر الدین انھیں اس محنت شاقہ سے روک سکا حاتم بیگ کا خیال تھا کہ ان کی اس ہمدردی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ انھیں بہت اچھا سمجھنے لگیں گے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا اور لوگوں نے اس واقعہ کو بھی ان کی حماقتوں کی لمبی چوڑی فہرست میں شامل کر لیا۔

لالہ بنواری لال ایک بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے اور پرانے طرز اندز کے کافی تعلیم یافتہ کائستھ تھے اور شیخ شمس الدین مرحوم سے ان کے تعلقات بہت کچھ دوستانہ وہ چکے تھے، شادی بیاہ میں ایک دوسرے کے گھر آنا جانا اور ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہونا ایسی چیزیں تھیں کہ لالہ صاحب اور شیخ جی کے درمیان کسی قسم کی مغائرت نہ رہی تھی اب بھی قمر الدین اور زیب النسا انھیں چچا کہتے تھے اور وہ بھی ان دونوں بچوں کو بالکل اپنے ہی بچے خیال کرتے تھے۔

حاتم بیگ نے جب یہ دیکھا کہ قمر الدین کے مقابلہ میں ان کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی اور یہ کہ اسکی عزت اور ہر دلعزیزی برابر بڑھتی چلی جاتی ہے تو انہوں نے اسکے خلاف یہ کہہ کر لوگوں کو ابھارنا شروع کیا کہ وہ بنواری لال کے ساتھ بہت رہا کرتا ہے اور ضرور ان کے ساتھ شراب پیتا ہوگا۔

کسی معمولی شخص کو بدنام کر دینے کے لئے تو حاتم بیگ کی یہ ترکیب بالکل کافی ہو سکتی تھی لیکن قمر الدین کے خلاف یہ بھی کچھ زیادہ کارآمد ثابت نہ ہوئی اور اس کی شہرت میں کوئی کمی نہ آئی۔

---

(۷)

سنہ ۱۴ اور سنہ ۱۷ء کے ہندو مسلم اتحاد کے روح پرور اور جانفزا نظارے ایسے عجیب و غریب تھے کہ ہر وہ شخص جسے اپنی قوم اور اپنے وطن سے کچھ بھی محبت تھی خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا اور ہادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی خانہ جنگیاں اب ہمیشہ کے لئے ہندوستان سے معدوم ہو چکی ہیں لوگوں کو آزادی وطن کے خواب نظر آنے لگے تھے اور یہ یقین کر چکے تھے کہ بالآخر بدنصیب ہندوستان کے بھی دن پھرے اور اس کے بھی غلامی سے چھٹکارا پانے کا وقت آ گیا لیکن یہ تمام خواب اور ان کی تمام دل خوش کن تعبیریں بالکل بے اصل و بے بنیاد ثابت ہوئیں اور جلد ہی جانے کہ ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے کان میں شیطان نے کیا پڑ کر پھونک دیا کہ آناً فاناً اتحاد باہمی کی وہ سربفلک عمارت ایک مٹی کے گھروندے کی طرح گر کر خاک کا ایک ڈھیر بن گئی ملک کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک ایک آگ سی لگ گئی جا بجا ہندو مسلمانوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں اور خدا اور پیغمبر کا نام لیکر خدا اور پیغمبر ہی کے بندوں کو بیدریغ قتل کیا جانے لگا جن سڑکوں پر رات دن ہزاروں گائیں بھینسیں گھوڑے اور کتے ادھر سے ادھر ہمارے ہاتھ بھرتے تھے ان پر کسی مسلمان کو ایک گائے کی رسی پکڑے ہوئے جاتے دیکھنا کسی طرح ہندوؤں کو گوارا نہ رہا اور مسلمانوں کے کان کی طرح بھی اپنی مسجدوں کے سامنے سے ہندوؤں کے باجہ بجاتے ہوئے نکلنے کو برداشت نہ کر سکے اگرچہ انہی مسجدوں کے سامنے اور لاکھوں طرح کے شور و غل ہوتے رہتے تھے باجہ اور گائے کے دونوں لفظ کچھ ایسے خوفناک ہو گئے کہ انھیں پڑھکر اور سنکر جسم میں بجلیاں آ جاتی تھیں بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا اور اچھے خاصے شائستہ اور تہذیب یافتہ انسان خونخوار درندے بنکر رہ گئے جنھیں انسانی خون بہانے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔

بنارس اس فتنۂ فساد سے ایک بہت بڑی حد تک محفوظ رہا اور گو اوس وقت کے حالات سن سنکر یہاں بھی اشتعال تو طبیعتوں میں بہت کچھ پیدا ہو گیا تھا لیکن چونکہ یہاں صنعت اور تجارت کی وجہ سے ہندو اور مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے بیرونی دراندازی اور اشتعال انگیزی کے باوجود یہاں اس حد تک تو بہت کبھی نہیں پہنچی کہ شہر کی مقدس زمین مادر ہندکے فرزندوں کے خون سے رنگین ہوتی ہندو مسلم تعلقات کی کشیدگی سے بہت سی ناپاک طبیعتوں نے کہ جو موقعہ کی منتظر تھیں ہر جگہ کافی فائدہ اٹھایا اور جوش دلانے والی تقریریں کر کے بہت سے نقنہ پرداز خود ساختہ لیڈر بن گئے اور یہی نہیں ہوا کہ اس طرح انہوں نے عزت اور شہرت حاصل کر لی ہو بلکہ بہت سوں کی تو روٹیوں کے گذارہ کی بھی اچھی خاصی معقول صورت نکل آئی۔

مرزا حاتم بیگ نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی اور غلط سلط الحمد اور دو ایک سورتیں یاد کر کے نماز شروع کر دی اور نہایت باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز کے وقت سب نمازیوں سے پہلے مسجد میں پہنچنے لگے چند روز تک نماز پڑھکر اور اپنی پرہیزگاری اور اپنے تقدس کا لوگوں کو یقین دلا کر انھوں نے ہندو مسلم سوال پر گاہے ماہے اظہار خیال شروع کیا ابتدا میں یہ خیالات ایسے تھے کہ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے پہلو میں ایک شریف دل ہے اور وہ ان خونریزیوں کے سخت مخالف ہیں لیکن آہستہ آہستہ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ لوگ ان کی باتوں کو ذرا فوق سے سننے لگے ہیں تو انہوں نے کروٹ بدلی اور مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کے خلاف اشتعال پیدا کرنا شروع کر دیا اس تمام جد و جہد سے ان کی غرض صرف اس قدر تھی کہ کسی طرح ہندو مسلمانوں میں ایک لڑائی ہو جائے تاکہ ان کی لیڈری ہمیشہ کے لئے ایک مستقل چیز بنجائے اور پھر وہ

قمرالدین کے خلاف لوگوں کو بھڑکا کر اس کی ہر دلعزیزی کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیں جو ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

اس محلہ میں ہندوؤں کے گھر ہی تھوڑے ہی تھے اس لئے انھیں یہ اندیشہ ہی نہ تھا کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے انھیں یا ان کے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچ جائیگا اور اس سے انھیں کچھ مطلب نہ تھا کہ شہر کے باقی مسلمانوں پر کیا گذرے گی جو جا بجا ہندوؤں کے محلوں میں پھنسے ہوئے تھے مرزا حاتم بیگ چونکہ ایک جنگجو آدمی تھے اس لئے ہمیشہ کسی نہ کسی سے ان کا کوئی نہ کوئی تنازعہ چلتا ہی رہتا تھا اور اس سلسلہ میں اگرچہ ان کی ملاقات یوں تو تمام کچہری والوں سے تھی لیکن بشمبر دیال وکیل سے تعلقات بہت ہی بڑھے ہوئے تھے جن سے وہ اپنے تمام مقدمات کی پیروی کرایا کرتے تھے بشمبر دیال کی عمر کوئی تیس سال کی تھی اور لیڈر بننے کا شوق اکثر انھیں ابھارا کرتا تھا کہ عام جلسوں میں جا جا کر تقریریں کیا کریں ترک تعاون کی تحریک کے زمانہ میں تو ان کی کبھی ہمت نہ پڑی کہ کوئی تقریر کرتے یا جیل خانہ جاتے لیکن اس کا زور کم ہوتے ہی وہ اس سیاسی کے منبر بن گئے تھے اور اکثر عوام کو اپنی تقریر سے شرف اندوز کرنے لگے تھے کوہاٹ دلی اور کلکتہ کے مہلک مسلم فسادات کی خبریں بشمبر دیال صاحب نے اخبارات میں بڑی مسرت کے ساتھ اور خوب مزے لے لیکر پڑھیں اور اب انہوں نے ہی محسوس کیا کہ ان کی دیرینہ آرزو کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے حاتم بیگ بشمبر دیال کو اور بشمبر دیال حاتم بیگ کو خوب اچھی طرح جانتے تھے اور ایک دوسرے دونوں کی تمناؤں کا علم تھا ایک روز بشمبر دیال نے حاتم بیگ سے کہا

کہئے مرزا صاحب! بکرعید بنارکس میں کیسی گذرے گی؟

حاتم بیگ۔ جیسی آپ چاہیں۔

بشمبر۔ بھلا میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے

حاتم بیگ۔ سب کچھ ہو سکتا ہے اگر آپ ان تہوڑی سی کوشش کریں

اس کے بعد بہت دیر تک دونوں میں سرگوشیاں ہوتی رہیں اور دونوں ایک دوسرے سے بخشہ وعدہ لیکر رخصت ہوئے

ذیقعدہ کے مہینے میں بلا کسی ظاہری سبب کے خود بخود مسلمانوں میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ اس دفعہ ہندوؤں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کرایا ہے کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے گائے کی قربانی نہ ہونے دینگے یہ بھی مشہور ہوا کہ ہندوؤں نے لڑائی کے لئے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں ہر چھت پر اینٹوں اور پتھروں کا ایک بہت بڑا انبار لگا دیا گیا ہے ہر گھر میں لاٹھیوں کا ایک ایک گٹھا رکھ دیا گیا ہے تاکہ ضرورت کے وقت کام دینے اور بکثرت جا قوادر چھریاں مہیا کر لی گئی ہیں۔ بالکل اسی طرح خود بخود ہندوؤں میں یہ افواہ اڑی کہ مسلمانوں نے جامع مسجد میں بیٹھکر قسم کھائی ہے کہ اس سال ہر شخص دو دو اور تین تین گایوں کی قربانی کرے گا اور ہر ہندو کے گھر میں تھوڑا تھوڑا گوشت پھینکا جائے گا اور اگر اس پر انہوں نے کچھ کہا تو لاٹھیوں اور چھریوں سے ان کی خبر لیجائے گی تہیا نالے کے مسلمانوں کو قمرالدین نے اور ہندوؤں کو بنواری لال نے بہت کچھ سمجھایا کہ بالکل جھوٹی خبریں ہیں لیکن ایک شخص کا سمجھانا ایسی حالت میں کیا اثر پیدا کر سکتا ہے جبکہ ہر وقت ہر شخص کی زبان سے اسکے خلاف باتیں سننے میں آئیں نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں طرف سچ مچ تیاریاں ہونے لگیں اور ایک جوش اور ایک اضطراب کے ساتھ لوگ بقرعید کا انتظار کرنے لگے۔ لڑائی جنگ دل سے نفرت کرنے والے لوگ اکثر کچھ عرصہ کے لئے شہر چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور اب یہ ایک یقینی بات ہو گئی کہ بقرعید میں ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہوگی۔ تیلیانالہ کی مسجد میں مرزا حاتم بیگ کے پرزور وعظ ہونے لگے اور مدتوں کی تمناؤں کے بعد آخر وہ وقت آ ہی گیا کہ اہل محلہ انھیں اسی تعظیم کی نگاہوں سے دیکھنے لگے کہ جیسے ایک لیڈر کو دیکھا جاتا ہے۔

اس سال بقرعید پیر کے دن ہونے والی تھی اور بقرعید سے پہلے جمعہ آیا اس میں نمازیوں کا مسجد میں اس قدر ہجوم تھا کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی علی الصباح اس بات کا اعلان کر دیا گیا تھا کہ آج مرزا حاتم بیگ صاحب بقرعید کے انتظامات کے متعلق کچھ فرمائینگے اسلئے محلہ کے تمام مسلمان بڑے شوق کے ساتھ مسجد میں جمع ہو گئے تھے۔ قمرالدین بھی حسب معمول نماز پڑھنے کے لئے آیا تھا اور سب سے اگلی صف میں بیٹھا ہوا تھا تمام مجمع میں صرف ایک شخص اجنبی معلوم ہوتے تھے جنھیں تیلیانالہ کا کوئی باشندہ نہ جانتا تھا اور جو خاموش سر جھکائے ہوئے قمرالدین کے پاس بیٹھے تھے حاتم بیگ نے کئی مرتبہ انھیں بہت غصہ بھری نظروں سے دیکھا اور بالآخر وہ ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں لیکن کوئی نہ بتا سکا کہ وہ کون بزرگ تھے اتفاقاً کسی شخص نے کہدیا کہ وہ خفیہ پولیس کے کوئی افسر ہیں اور اس کے بعد یہ دیکھا گیا کہ مرزا حاتم بیگ کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور وہ کچھ کھوئے ہوئے سے معلوم ہونے لگے۔

نماز ختم ہو گئی اور لوگ بے صبری کے ساتھ حاتم بیگ کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کب منبر پر رونق افروز ہوتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے بڑے اطمینان کے ساتھ تسبیح کے دانے گھمانے شروع کر دیئے تاکہ لوگ ان سے کچھ نہ کہہ سکیں اور خود اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ کب وہ اجنبی بزرگ مسجد سے باہر ہوں اور وہ اپنی تقریر شروع کریں۔ قمرالدین نے معنی خیز نگاہوں سے مرزا صاحب کی طرف دیکھا اور کھڑے ہو کر مسلمانوں سے کہا:۔

"ابھی چونکہ مرزا صاحب وظیفہ میں مشغول ہیں اس لئے میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ ہم سب مل کر جناب مولانا عبدالباری صاحب ندوہ سے جو محض اتفاقاً یہاں تشریف لے آئے ہیں درخواست کریں کہ وہ ہم جاہلوں کو بھی اپنے وعظ سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

حاتم بیگ کی تسبیح رکی اور انہوں نے کسی قدر غور سے پہلے قمرالدین کو اور پھر مولانا کو دیکھا مسجد میں چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ مولانا صاحب ضرور وعظ بیان فرمائیں۔

مولانا عبدالباری صاحب اپنی جگہ سے اٹھے اور منبر پر جا بیٹھے کلام مجید کی چند آیتوں کی تلاوت کی اور وعظ شروع کر دیا اب جبکہ حاتم بیگ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اجنبی کوئی خفیہ پولیس کا آدمی نہیں ہے تو انہوں نے ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور اثنائے وعظ میں کھڑے ہو کر کہا نہایت

مودبانہ طریقہ سے پوچھا۔

جناب مولانا صاحب آجکل ہمارے شہر میں ہندوؤں کا بڑا زور ہے اور وہ اس بات کے درپے ہیں کہ گائے کی قربانی بالکل بند کرا دیں سنا گیا ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور اس مرتبہ عید پر مسلمانوں کا خون بہانے پر آمادہ ہیں ایسی حالت میں ہم کو کیا کرنا چاہیئے اور مذہب ہمیں ایسے موقعوں پر کیا حکم دیتا ہے؟

مولانا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اور ہمیں ہر موقعہ پر یہی دیکھنا چاہیئے کہ ایسی حالتوں میں حضور انور کا طرز عمل کیا تھا اور ہمیشہ وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جو آپ نے کیا تھا۔

حاتم بیگ:۔ بے شک یہ بالکل درست ہے اب مہربانی فرما کر ذرا آپ ہی اس کی تشریح بھی فرما دیجئے کہ حضور اکرم نے ایسے موقعوں پر کیا طریقہ اختیار فرمایا تھا۔

مولانا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کے ہاتھوں بڑی بڑی اذیتیں پہنچیں آپ طائف تشریف لے گئے تو آپ پر پتھر پھینکے گئے جن سے آپ کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے اور خود کعبہ معظمہ میں جب آپ سجدہ کی حالت میں تھے تو آپ کی گردن اور پشت پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی گئی غرضکہ اسی طرح سے اور بیسیوں طریقوں پر ستایا گیا لیکن آپ نے ان تمام مظالم کے جواب میں یہ بھی نہ کیا کہ ان لوگوں کے حق میں بددعا ہی فرما دیتے بلکہ ہمیشہ یہی دعا فرمائی کہ یا اللہ میرے ان ہم قوموں کو ہدایت دے کیونکہ وہ نادان ہیں اور اسلام کو جانتے نہیں ہیں۔

حاتم بیگ۔ دکھی فار بگرا کر لیکن مولانا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد نہیں کئے ہیں اور کیا مسلمانوں کو جہاد کرنے کا حکم کلام پاک میں موجود نہیں ہے۔

مولانا۔ یقیناً ایسا ہوا ہے اور ایسے احکام بھی کلام اللہ میں موجود ہیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ نے اپنی طرف سے لڑائی کی ابتدا کی ہو یا اپنی ذاتی تکلیف اور توہین کا بدلہ اس طرح لیا ہو کہ کفار پر حملہ کر دیں آپ نے صرف انھیں موقعوں پر تلوار ہاتھ میں لی ہے کہ جب مسلمانوں کی نابود فنا خطرہ میں تھی اور مسلمانوں کی تعداد سے بہت زیادہ کفار ان پر چڑھ آئے تھے ایسی حالت میں اگر مقابلہ نہ کیا جاتا تو شاید ایک مسلمان بھی زندہ نہ بچتا۔ مسلمانوں کو کفار سے لڑنے کی اجازت بلکہ ایسا کرنے کا حکم بھی قرآن پاک میں آیا ہے لیکن اس اجازت کے الفاظ ہی ہیں کہ تمہیں ان لوگوں سے لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے جو تم سے جنگ کر رہے ہیں اور اس اجازت کے ساتھ یہ حکم بھی موجود ہے کہ اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا مسلمانوں کو حکم ملا ہے کہ جب تم کسی کو اپنے مذہب کی طرف بلاؤ تو نصیحت اور حکمت کی باتوں کے ذریعہ سے بلاؤ اور بری باتوں کا بدلہ بھی اچھی اور نیک باتوں کے ذریعہ سے دو مسلمانوں کو یہ بھی حکم ملا ہے کہ ایسا کبھی نہ ہونا چاہیئے کہ کسی قسم کی دشمنی تم سے اس قوم پر ظلم و زیادتی کرا دے چاہے کوئی دشمن ہو یا دوست نہیں ہر حال و ہر صورت انصاف ہی کرنا چاہیئے مسلمانوں کو یہ ہی سمجھا دیا گیا ہے کہ کوئی خواہ تم پر کیوں نہ جو یا بیر بڑوں کو تم کسی کے معبود کو برا نہ کہو کیونکہ اس کے جواب میں وہ ناواقفیت کی وجہ سے تمہارے خدا کو برا کہیں گے مسلمانوں کو درگاہ باری تعالےٰ سے یہ ہی حکم ملا ہے کہ نیکی امن اور صلح کا نام ہے اور جب ظلم اور عدوان نہ رہے تو تم اللہ کی زمین پر ہرگز ہرگز فتنہ اور فساد نہ پھیلاؤ اور مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت ہوئی ہے کہ اگر تمہارے دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں تو تم ضرور ان سے صلح کر لو ان تمام احکام سے اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مبارکہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسلام مشرکوں اور کافروں کو قتل کرنے یا انھیں دنیا سے مٹا دینے کا حامی نہیں ہے بلکہ صرف کفر و شرک کو مٹانا چاہتا ہے ایک مسلمان کی نظر میں مشرک اور کافر کی حیثیت ایک ایسے بھائی کی سی ہونی چاہیئے جو اپنی غلطی اور لاعلمی کی وجہ سے غلط راستہ پر پڑ گیا ہو اور اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے عمل سے اپنے راستہ اور اپنے طریقہ کی خوبیاں اپنے اس بھائی کے دل پر نقش کرے کہ وہ ان خوبیوں کو دیکھ کر خود بخود صحیح اور سیدھے راستہ پر آ جائے۔

اس تقریر کے بعد ہر طرف سے مسلمانوں نے حاتم بیگ پر ذرا تیز نظریں ڈالیں جن کا صاف مطلب یہ تھا کہ آپ نے تو ہمیں اس کے خلاف بہکایا تھا حاتم بیگ نے یہ حالت دیکھی تو سخت پریشان ہوئے کیونکہ خلاف امید مولانا نے ان کی تمام آرزوؤں پر پانی پھیر دیا تھا ایک ڈوبتے ہوئے انسان کی طرح کہ جو تنکوں پر بھی ہاتھ مارا کرتا ہے انہوں نے کہا:۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ مسلمان ذلیل ہو جائیں کفر کے مقابلہ میں اسلام کی تذلیل گوارا کر لی جائے اور ہم سب ہاتھوں میں چوڑیاں پہنکر بیٹھ رہیں۔

مولانا میں تو کچھ ہی نہیں کہتا کہ آپ کیا کیجئے اور کیا نہ کیجئے آپ نے مجھ سے خدا اور رسول کے احکام پوچھے تھے میرا فرض تھا کہ آپ کو بتا دوں اس لئے وہ میں نے آپ کو بتا دیئے اب کرنے نہ کرنے کے متعلق آپ جانیں اور آپ کا کام۔

وعظ ختم ہوا اور جلسہ برخواست ہو گیا اور مرزا حاتم بیگ کی یہ تمنا کہ ایک اشتعال انگیز تقریر کے ذریعہ سے لوگوں میں خوب جوش پھیلا دیں دل کی دل ہی میں رہ گئی۔

عید آئی اور اگرچہ سہر بھر کے ہندو مسلمانوں کے دلوں میں برابر ایک اندیشہ لگا رہا اور لوگ ہر غیر معمولی آواز پر ایک نامعلوم خوف کی وجہ سے چونک پڑتے رہے لیکن کسی جگہ کوئی حادثہ ایسا نہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا باہم تصادم ہو جاتا نہ مسلمانوں ہی نے ایسا کیا کہ معمول سے زیادہ گائیں ذبح کرکے اور نہ ہندوؤں ہی کی جانب سے یہ کاروائی عمل میں آئی کہ لوگوں کو قربانی کرنے سے روکتے اس لئے تمام دن نہایت خیر و خوبی کے ساتھ گذر گیا اور شام کے قریب لوگ نسبتاً بہت زیادہ مطمئن نظر آنے لگے مرزا حاتم بیگ اور شمبھو دیال وکیل کی متفقہ کوششوں نے بھی اسوقت تک کوئی اثر نہ دکھایا تو تمام کے ترتیب حاتم بیگ وکیل صاحب کے گھر پہنچے اور ناکامی پر اظہار افسوس کرنے لگے۔

شمبھو دیال۔ میں نے تو سنا تھا کہ مسلمان بہت جلد مشتعل ہو جاتے ہیں

اور مذہب کا نام لیکر انھیں مرنے اور مارنے پر بلا تکلف آمادہ کیا جا سکتا ہے مگر یہ آپ کی کیسی تقریریں تھیں کہ کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

حاتم بیگ۔ میں نے تو سب کچھ ٹھیک کر لیا تھا اور لوگ بالکل آمادہ تھے کہ ہندوؤں کے گھروں میں آگ لگا دیں مگر میں کیا کروں جمعہ کے دن نہ معلوم کہاں سے ایک کمبخت مولوی آگیا اور سب کام بگاڑ دیا اس کا وعظ سنکر لوگ سب مجمع سے پھر گئے اور اب میری کوئی نہیں سنتا۔

بشمبر دیال۔ میں نے چاہا تھا کہ ہندوؤں کی طرف سے ابتدا ہو جائے مگر آپ کو معلوم ہے کہ اس محلہ میں ان کی تعداد بہت کم ہے اس لئے ان کی ہمت پڑنی مشکل ہے اگر مسلمان کچھ کر بیٹھتے تو پھر تو ان میں جوش انتقام پیدا ہو جاتا لیکن اس کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنی طرف سے پہل کر لیں۔

حاتم بیگ۔ پھر اب کیا جائے یہ تو سب کیا کرایا بیکار ہو گیا۔

بشمبر دیال۔ اب بھلا میں کیا بتاؤں آپ خود ہی کوئی تدبیر سوچئے تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے اور بالآخر کچھ غور کے بعد حاتم بیگ کے چہرہ پر کچھ خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس نے سر اٹھا کر کہا۔

ایک تدبیر سمجھ میں آگئی ہے خدا نے چاہا تو ہرگز پٹ نہ پڑے گی میں اب جاتا ہوں آپ تیار ہو جائیے اور اپنے آدمیوں کو بھی تیار کر لیجئے ابھی ایک آدھ گھنٹہ کے اندر ہماری طرف سے ابتدا ہو جائے گی پھر اس طرف سے جواب دینا آپ کا کام ہے۔

بشمبر دیال۔ مجھے بتا دو کیا کرو گے۔

حاتم بیگ۔ کھڑے ہو کر بس اب دیر نہ کیجئے جو کچھ ہو گا ابھی ذرا دیر میں آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

بشمبر دیال نے بہت کہ وہ ترکیب معلوم کرے مگر حاتم بیگ فوراً ہی رخصت ہو کر چلدیا۔

سورج کو غروب ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو چکا تھا ویکا نہ راعام طور پر مغرب سے پہلے ہی اپنی اپنی دوکانیں بند کر کے چلدیتے تھے اس لئے سڑکوں پر ایسا سناٹا تھا کہ جیا دس کیارہ رات کو ہوا کرتا ہے چاندنی خوب اچھی طرح کھلی ہوئی تھی اور چونکہ آج دس تاریخ تھی اس لئے چاند بھی کافی بڑا تھا اور بہت کافی روشنی تھی حاتم بیگ بشمبر دیال کے گھر سے نکلا اور اپنی تیز رفتار سے اپنے گھر کی طرف چلا مسجد کے قریب پہنچکر وہ تھوڑی دیر ٹھہرا اور اس کی دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر اس نے جا بجا سے اپنے کپڑے پھاڑے جہ پر کسی قدر خاک مٹی ملی اور سر کے بال پریشان کر لئے اور اس ہیئت کذائی سے بھاگتا ہوا ادھر پھر اپنے گھر کی طرف چلا مسلمانوں کے گھروں کے قریب پہنچکر اس نے بہت زور سے کراہنا اور ہائے مار ڈالا ہائے مار ڈالا کہنا چلانا شروع کیا لوگ گھروں سے نکلکر جمع ہونے لگے اور اسے روک کر اس سے حالات دریافت کرنے۔ "میں سیدھا اپنے راستے چلا آرہا تھا کہ یکایک دس بارہ ہندو نے مجھے گھیر لیا اور بے تحاشا مارنا شروع کر دیا کیوں لوگ لاٹھیاں میں نے ہاتھوں پر روکیں اور بہتیرا چاہا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ مجھے کیوں مار رہے تھے مگر کسی نے میری بات نہ سنی اور برابر مارتے ہی چلے گئے مجبور ہو کر مجھے بھاگنا پڑا اگرچہ میری ٹانگ میں بھی بہت سخت چوٹ آئی مگر جان کے خوف سے برابر بھاگا چلا آیا اور مشکل سے یہاں تک پہنچا ہوں بہت دور تک ان لوگوں نے میرا پیچھا بھی کیا مگر میری زندگی ابھی باقی تھی کہ بچکر نکل ہی گیا وہ سب برابر یہی کہتے جاتے تھے کہ آج ایک مسلمان کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

یہ کہکر حاتم بیگ نے بڑی دردناک آواز سے رونا شروع کیا اور اپنی ٹانگ پکڑ کر بیٹھ گیا اس خبر کے ناممکن تھا کہ مسلمانوں میں جوش نہ پیدا ہوتا بہت سوں نے بہت دل اور ہندوؤں کو گالیاں دیں اور کسی ایک نے قسم کھائی کہ جو ہندو ملیگا اس سے حاتم بیگ کا بدلہ لیا جائیگا حاتم بیگ نے اس جوش سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور یہ کہکر کہ ہندو مسلمانوں کو اور رسول خدا کو بہت ہی بری بری گالیاں دے رہے تھے ان کے جوش انتقام کو اور بھی ابھار دیا لوگ حاتم بیگ کی چکنی چپڑی باتوں کو بالکل ہی بھول گئے اور ہر شخص کا دل اس کی ہمدردی سے لبریز ہو گیا حاتم بیگ کو محسوس ہونے لگا کہ اب اس لیڈری کے خواب کی تعبیر پوری ہونے والی ہے جو وہ مدتوں سے دیکھتا رہا تھا وہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ مسلمانوں کا جوش کم ہونے سے پہلے کوئی بڑا گھنٹہ ہندو اور مسلمان فساد شروع ہو جائے میں کوئی کسر باقی نہ رہیگی۔ برے کاموں میں اکثر اتفاقات سے بھی مدد مل جایا کرتی ہے ابھی حاتم بیگ کو اپنی دردبھری کہانی دہراتے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف اکساتے بہت دیر نہ گذری تھی کہ سامنے سے نالہ بنواری لال آتے نظر پڑے بنواری لال فی الحقیقت چونکہ ایک اچھے آدمی تھے اور ان کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ بہت اچھے رہے تھے اسلئے اکثر مسلمانوں کو تو ان سے ہلہ بولنے کا خیال تک نہ آیا لیکن چند جوشیلے نوجوان جن کی لگامیں میں ان تعلقات کی کوئی وقعت نہ تھی خوش ہو کر دیکھا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "یہی نکلا آگیا" معمولی حالات میں شاید حاتم بیگ بھی اس بات کو گوارا نہ کرتا کہ بنواری لال جیسے بے آزار شخص پر کوئی ہاتھ اٹھائے لیکن اس وقت تو اسے یہ بیقراری لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح اس جنگ کی ابتدا ہو جائے جس کا انجام اس کی شہرت اور اس کی لیڈری پر ہونے والا تھا اس نے بہت ہی بھیگی نگاہوں سے ان نوجوانوں کی طرف دیکھکر بڑے حسرت آمیز لہجہ میں کہا۔

"ہائے کیا کروں ٹانگ کی تکلیف اٹھا نہیں سکتا ورنہ میں تو سمجھ چکا تھا کہ جو ہندو بھی مل جائیگا اسی سے بدلہ لوں گا"

بدلہ لینے کے لئے ہم تو موجود ہیں آپ کیوں تکلیف کریں" یہ سنکر وہ شخص کہ جس کے منہ سے یہ جملہ نکلا اور حاتم بیگ کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

بنواری لال ان تمام حالات سے بے خبر بڑے اطمینان کے ساتھ بازار سے واپس چلے آرہے تھے محلہ میں مسلمانوں کا ایک غیر معمولی اجتماع دیکھکر ان کے دل میں بھی کچھ شکوک پیدا ہوئے کہ یکایک افواہیں ہر طرف سے گرم ہونے لگیں پہنچ چکی تھیں لیکن یہ بات تو کسی وقت میں بھی ان کے خیال میں نہیں آسکتی تھی کہ محلہ کے مسلمان خود انہی کی جان کے درپے ہو جائینگے وہ مجمع کے قریب پہنچکر خود ہی حالات معلوم کرنے کے لئے مجمع کی طرف بڑھے لیکن قبل اسکے کہ وہ کچھ پوچھیں دو تین نوجوان لڑکے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف دوڑے کہ "مارو مارو جول جائے اسے مارو" اس خلاف توقع برتاؤ سے بنواری لال اس قدر ہونچکا سے ہو کر رہ گئے کہ انھیں بچنے کے لئے بھاگنے کا بھی خیال نہ آیا اور قبل اسکے کہ وہ بیچارے ہلکے سے ہلکے دو ایک ہاتھ ان پر پڑ بھی گئے اب چونکہ وہ ہر طرف سے گھر گئے تھے اس لئے بھاگنے کا بھی کوئی امکان

نہ تھا اور اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جان بچانے کے لئے لوگوں سے رحم کی درخواست کریں انہوں نے بڑی لجاجت سے پوچھا کہ آخر میری خطا کیا ہے اور کیوں میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جارہا ہے اس کے جواب میں خود حاتم بیگ نے کہا دیکھو ہندوؤں نے میری کیا حالت بنادی ہے میرا سارا جسم زخمی کردیا اور میری ٹانگ توڑ دی میں نے ان کا کیا بگاڑا تھا جب وہ ایسا کرتے ہیں تو ہم بھی ایسا کرینگے۔ بنواری لال۔ مرزا صاحب شاید ان ہندوؤں کو آپ سے کچھ عداوت ہوگی ورنہ ایسے خواہ مخواہ تو کوئی کسی کو نہیں مارا کرتا۔

مرزا صاحب۔ میں اللہ سکتا تو تمہیں بتاتا کہ کسی کو کیسے مارتے ہیں مسلمان تو اب بے غیرت ہوگئے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بھائی پٹتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

مجمع میں بھر ایک جوش پیدا ہوا اور بنواری لال کی عاجزانہ گفتگو کی وجہ سے جو ہاتھ رک گئے تھے وہ پھر اٹھے اور قریب تھا کہ لاٹھیوں کے دو ایک بھرپور ہاتھ بنواری لال کو ہمیشہ کے لئے خاموش کردیتے کہ اتنے میں یکایک قمرالدین آگیا اور اس نے جلدی سے بنواری لال کو اپنے پیچھے کرلیا اور کہا۔

کیا یہی کوئی مردانگی ہے کہ ایک نہتے اور بے پناہ بوڑھے آدمی کو دس بارہ آدمی مل کر مارلیں جیسی بہادری کا اظہار آپ کررہے ہیں ایک مسلمان کو اس سے بہت زیادہ بہادر اور شریف ہونا چاہیئے معاملہ کیا ہے؟ ایسی کیا بات ہوئی کہ سارا محلہ ان کا دشمن ہوگیا؟

کئی آوازیں۔ ہندوؤں نے بے تصور راہ چلتے مسلمانوں کو مارنا شروع کردیا ہے اور ہر اسی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

قمرالدین۔ جس کسی نے آپ کو یہ خبر دی ہے وہ جھوٹا ہے تمام شہر میں کسی ایک جگہ بھی اس وقت تک کوئی فساد ہندو مسلمانوں میں نہیں ہوا ہے اگر آپ نے ایسی غلطی کی تو گویا آپ کی طرف سے ابتدا ہوگئی۔

آوازیں۔ یہ بیچارے مرزا حاتم بیگ بھی بھلے مشکل سے جان بچا کر آئے ہیں انہیں اکیلے کو کئی ہندو لپٹ گئے اور بدن زخمی کردیا۔

قمرالدین نے اب حاتم بیگ کی طرف دیکھا اس کی ظاہری حالت صاف بتارہی تھی کہ اسکے ساتھ بہت بدسلوکی کی گئی ہے لیکن اتفاق سے قمرالدین حاتم بیگ کے پیچھے ہی پیچھے آرہا تھا اس نے حاتم بیگ کو بشمبر دیال کے گھر سے نکلتے بھی دیکھا تھا اور سمجھ کے قریب رکھتے ہی اس نے کہا

مرزا صاحب کو اچھا اپنے دوست لالہ بشمبر دیال کے گھر سے چلے آرہے ہیں یہ آگے آگے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے وہاں سے یہاں تک میں برابر ان کو دیکھتا آیا ہوں اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کسی شخص نے ان سے راستہ میں بات تک نہیں کی۔

حاتم بیگ دل ہی دل میں قمرالدین کو گالیاں دے رہے تھے اور اب جبکہ اس نے یہ دیکھا کہ اب معاملہ خراب ہوتا جاتا ہے تو اس نے نوجوانوں سے کہا ایسے ہی مسلمانوں نے مذہب کو ذلیل کر رکھا ہے ہندوؤں کے تھوڑے سے روپیوں کے بدلے میں یہ اپنا دین و ایمان سب کچھ بیچ ڈالتے ہیں تم کسی ایسے کافروں کے غلام کی بات نہ سنو۔ آہ میری ٹانگ ٹوٹ گئی اٹھا نہیں جاتا نہیں کوئی ہے جو حاجی قمرالدین کو ہی ایک کافر کی حمایت کرنے کا مزہ چکھا دیتا

اگر تم لوگ ایک مسلمان بھائی کی توہین اور مدات کا بدلہ لے سکتے ہو تو نہیں تو میں اپنا بدلہ خدا پر چھوڑتا ہوں (زور زور سے رونے لگتا)

تین چار نوجوان مسلمان جنہوں نے بنواری لال پر ہاتھ اٹھایا تھا پھر آگے بڑھے "دیکھئے قمرالدین صاحب آپ بیچ سے ہٹ جائیے نہیں تو ہم نہیں جانتے کہ آپ کے بھی چوٹ آجائے"

قمرالدین۔ مجھے اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے میں خوشی سے جان دینے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اپنے پڑوسی کو بے حفاظ اور بے قصور ہاتھوں سے پٹنے دوں اگر تم مسلمان ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ پڑوسی کے کیا کیا حق اسلام نے کہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص پورا مومن نہیں ہوتا کہ اگر وہ خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔ کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے اور جس شخص کا پڑوسی اس سے ناراض رہتا ہو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا آدمی فرمایا ہے۔

کئی آوازیں) کیا ہندو پڑوسی کے لئے بھی یہی حکم ہے؟

قمرالدین۔ ہندو، سکھ عیسائی پارسی یہودی کوئی بھی ہو اس حکم میں کسی کی تخصیص نہیں ہے۔

ایک آواز۔ مگر مرزا صاحب بھی تو تمہارے پڑوسی ہیں تم نے انکی حمایت کیوں نہ کی۔

قمرالدین۔ بیشک ہیں اور میں اسی طرح ان کے لئے بھی اپنی جان دینے کو تیار ہوتا اگر ان پر کوئی ظلم کرتا اور یہ بیقصور ہیں۔

آواز۔ ان پر ظلم نہیں ہوا ہے؟ انہیں اکیلے کو پکڑ کر ہندوؤں نے مارا کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

قمرالدین۔ اگر ایسا ہی ہوا ہوتا تو بیشک وہ ظلم تھا لیکن اس حالت میں بھی میں یہ ہرگز نہیں کرتا کہ انہیں مارتا تو گردھاری لال اور ان کا بدلہ بنواری لال سے یہ انصاف نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے صاف حکم دیا ہے کہ مسلمانو! ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی تم سے بے انصافی کرادے۔

مجمع میں سے ایک عمر رسیدہ شخص آگے بڑھا اور نوجوانوں کو ہٹا کر اس نے قمرالدین سے پوچھا:۔

"کیا آپ کے خیال میں ہندوؤں نے مرزا صاحب کو نہیں مارا ہے؟

قمرالدین۔ ہرگز نہیں۔ میں مرزا صاحب کے بالکل پیچھے پیچھے چلا رہا ہوں ان سے کسی نے راستہ میں بات نہیں کی اور اصل تو یہ ہے کہ اس وقت راستہ میں کوئی تھا ہی نہیں اس کے علاوہ اگر یہی فرض کرلیا جائے کہ ایسا ہوا بھی ہے تب بھی تو یہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ اس کا بدلہ ان سے لیا جائے شہر میں بلوائیں اسی کام کے لئے ہیں رات دن مزدوریں ایسے مقدمے لڑتے ہیں مرزا صاحب میں ایسی کیا خصوصیت ہے کہ ان کی توہین کا بدلہ لینے کیلئے ہم خود تیار ہوجائیں اور پھر بھی ایک ایسے شخص سے لیں کہ جو بیگناہ ہے لالہ بنواری لال کو آپ سب لوگ بھی خوب جانتے ہیں جیسے یہ میرے پڑوسی ہیں آپکے پڑوسی بھی ہیں ان کو بے وجہ اور بے سبب تکلیف دینا کہاں کا اسلام ہے میں کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب موقعہ کی ضرورت مجبور کررہی ہے تو کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کچھ عرصہ سے ایک سازش کررہے تھے جس کا محض اتفاقیہ طور پر مجھے علم ہوگیا یہ اور بشمبر دیال دونوں

یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ہندو مسلمانوں میں فساد کرادیں جتنی افواہیں آپ تک لڑی تھیں وہ سب انھیں دکانوں کی حرکتیں تھیں اور آج مرزا صاحب بے مجبور ہو کر یہ ترکیب نکالی آپ کر خود ہی مسجد کے پاس کھڑے ہو کر اپنے کپڑے پھاڑے اور سر پہ خاک وغیرہ ملی تو پھر یہاں اگر یہ قصہ گھڑ کر آپ کو سنایا تاکہ آپ لوگ جوش میں آ کر کسی ہندو کو مار بیٹھیں اور دنگا فساد شروع ہو جائے میں آپ کو یہ بھی بتا نا چاہتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت مرزا صاحب کے ساتھ ہی سلوک ہوا ہوتا تب بھی اسلام آپ کو اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ آپ اپنے ایک بڑے پڑوسی کو مار ہیں بوڑھوں کمزوروں بچوں عورتوں کو مارنے کی اجازت اسلام نہیں دیتا اسلام بزدلوں اور ڈاکو پر ستوروں کا مذہب نہیں اسلام اپنے پیرؤں میں بھی بہادری اور شجاعت پیدا کرنی چاہتا ہے ایک مسلمان نوجوان کے لئے یہ امر باعث شرم ہے کہ اس کا ہاتھ کسی بوڑھے پر اٹھے نہ کہ بڑھاپا بھی وہ جو اپنا پڑوسی ہے اور بالکل بے قصور ہے۔

اس تقریر کا اثر مجمع پر بہت اچھا ہوا اور تقریباً ہر شخص کی نگاہیں حقارت اور غصہ کے ساتھ ان طرف کو اٹھیں کہ جہاں حاتم بیگ بیٹھا ہوا تھا لیکن سب کو سخت مایوسی ہوئی کیونکہ حاتم بیگ نے موقعہ کی نزاکت کو محسوس کر لیا تھا اور چپکے سے اپنے گھر میں جا کر چھپ گیا تھا دو تین بوڑھے مسلمانوں نے خود بھی ہنواری لال سے بہت کچھ معذرت کی اور ان نوجوانوں کو بھی اس بات پر مجبور کیا کہ معافی مانگیں ہنواری لال اگرچہ بہت رنجیدہ تھے لیکن اس پر فضول فہما معذرت کے بعد ان کا دل صاف ہو گیا اور معاملہ رفت گزشت ہو گیا دوسرے روز صبح کو لالہ ہنواری لال نے نیر الدین کے پاس خط بھیجا جس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

میرے عزیز اور میرے محسن۔

کل تک کے واقعات کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا ہے مذہب اسلام سے تعصب تو مجھے کسی وقت میں بھی نہ تھا لیکن رات مجھے اس کی بعض ایسی خوبیوں کا اندازہ کرنے کا موقع ملا ہے جو اس وقت تک مجھے معلوم نہ تھیں جہاں تک میں نے خیال کیا تم نے میرے لئے اپنی جان اس وجہ سے خطرہ میں نہیں ڈالی تھی کہ تمہارے والد سے میرے تعلقات تھے بلکہ میں نے سن کر رہا تھا کہ اس کا باعث اسلام کے وہ احکام تھے جو پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق ترمے بیان میں کئے تھے جو مذہب انسان کو اپنے ہمسایوں سے اس قدر محبت کرنے کا حکم دیتا ہے وہ ضرور اس قابل ہے کہ اس کی تمام تعلیمات پر اچھی طرح غور کیا جائے اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ اسی کام پر صرف کیا کروں گا۔

جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ حیرت میں ڈالا وہ ان مشتعل نوجوانوں کا اپنے قصور کو بلا چون و چرا تسلیم کر لینا اور مجھ سے طالب معافی ہونا تھا میں نے یہ بھی بہت حیرت کے ساتھ دیکھا تھا کہ تمہاری زبان سے مذہب کے چند ایک احکام سنتے ہی تمام مجمع ایک دم بالکل پر سکون ہو گیا اور جب بڑی خوشی سے مذہب کے احکام سنے آگے سر جھکا دینے یہ معمولی باتیں نہیں ہیں بہت بڑی خوبیاں ہیں عدل و انصاف کا اتنا سچا احترام اور مذہبی اصولوں پر دلی جذبات و خواہشات کو بلا تامل قربان کر دینا آسان کام نہیں ہے میں نے رات ہی سے مذہب اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی خوبیاں مجھے اسکے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جانے پر مجبور کر دیں۔ تمہارا دعا گو ہنواری لال

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی چند مجرب اور زود اثر ادویہ جو تجربہ سے بخیطا ثابت ہو چکی ہیں

جنکی شہرت بوجہ سریع الاثر ہونیکے علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک تک پہنچ چکی ہے تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہیں صرف اتنا لکھدینا کافی ہے کہ اس دواخانہ معدن الصحت کے بانی و سرپرست جناب حکیم محمد بشیر صاحب سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی شاگرد رشید حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خاں صاحب مرحوم و مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مغفور ہیں حکیم صاحب موصوف کی اخلاص و دلسوزی سے بھری ہوئی کوششوں کا نمایاں نتیجہ ملک پر اچھی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔

نوٹ:۔ جو صاحب کسی مرض میں مشورہ لینا چاہیں یا مرض تشخیص کرانا چاہیں وہ اپنا مفصل حال لکھکر مع ٹکٹ ارسال فرمائیں حکیم صاحب موصوف ملاحظہ فرما کر جو چیز مناسب سمجھیں گے اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائیگا نیز کیفیت مرض کے متعلق بھی تحریر فرمائیں کہ دوا فوراً روانہ کر دیجائے یا پہلے اطلاع دیکر اجازت حاصل کر لیجائے اور جواب آنے پر ترسیل کی جائے۔ "راقم منیجر"

محل الجواہر نمبر ۹۵
شربت مطلوالدم انکا رالسنشال عنی کثرت مطالعہ اور انکا رالسنشال عنی کی کثرت یا حفظ بصارت سے یا پردہ دماغ کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی ہو تو ان نقائص کے دور کرنے میں بر سر اکسیر حکم رکھتا ہے۔ قیمت ۳ ماشہ دو روپے (محصول)

حب مقوی باہ نمبر ۹۰
نوجوانی کی غلط کاری۔ کبھی یا اعضائے رئیسہ کی کمزوری سے جو عضو خاص میں ضعف جماع یا ہی اسکے ذیقیہ پیدا ہو گیا ہو یا مشاورت و افراط سے اگر جریان کی شکایت ہو تو یہ گولیاں تھوڑے عرصہ میں اس شکایت کو دور کر دیتی ہیں قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ چار آنہ

حب تپ میعادی عشرت نمبر ۳۵
وہ تپ جو کسی کاذوم بگڑنے سے یا کمزوری اعضا کی وجہ سے یا بطی و فاسد خیالات کی خرابی سے اگر دیرینہ ہو گئی ہو ہر قسم کے بخار کی شکایت ہو تو یہ گولیاں تھوڑے عرصہ میں دور کر دیتی ہیں قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ چار آنہ

طلا مجلوق نمبر ۹۱
جوانی کی بدعنوانیاں یا ہر کی زیادتی عضا کی کمزوری یا خرابی دماغ کی وجہ سے ہی مقدار میں روغن آتی ہو ہندسہ کر کے رحم کر مضبوط کر دیتا ہے اور کمزوری جو اس مرض کا لازمی ہوا اسکو بھی نفع کرتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ خوراک ایک روپیہ چار آنہ

سفوف سلیمانی الرحم نمبر ۶۷
یہ سفوف جو سے موسوم ہے نہایت ہی مفید ہوتا ہے جسکو سیلان کہتے ہیں ہی مقدار میں روغن آتی ہو ہندسہ کر کے رحم کر مضبوط کر دیتا ہے اور کمزوری جو اس مرض کا لازمی ہوا اسکو بھی نفع کرتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ خوراک ایک روپیہ چار آنہ

مرہم داد نمبر ۹۷
یہ مرہم داد کے لئے بیداد ہے کیسا ہی داد پرانا ہو یا نیا ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے اور خوبی یہ ہے کہ مرہم لگاتے وقت ذرا تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی شیشی آٹھ آنے (محصول)

معجون مقوی عضلات نمبر ۱۰۳
یہ معجون قوت مردی اور تقویت اعضائے رئیسہ کے لئے بے انتہا ہے مگر دوں کو مضبوط کر کے منی کو زیادہ کرتا ہے اور منعضف دماغ کو دور کر کے چہرہ کو شگفتہ اور آنکھوں کو منور مضبوط بنانا اسکا کام ہے غرض تمام جسمی کمزوریوں کو دور کرتا ہے قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ

روغن دافع سفید داغ نمبر ۹۸
اس مرض کو طب یونانی میں برص اور ہندی میں کوڑھ کہتے ہیں۔ اسکے دفعیہ کے لئے ہمارا یہ روغن اکسیر ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہمارے استعمال کے بعد شفا نہ پائی ہو قیمت فی شیشی

منیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد ۵ دہلی

جریان، کثرت احتلام، سرعت اور قوت کی حکمی دوا

اکسیر حیات رجسٹرڈ

(۱) جریان خواہ سالہا سال کا پرانا کیوں نہ ہو اسے بالکل بند کر دیتی ہے (۲) پیشاب سے پہلے یا پیچھے یا پیشاب میں مل کر سفید دھات اور ہر قسم کی رطوبت نکلنے کو بالکل روک دیتی ہے (۳) کثرت احتلام اور سرعت کی شکایت کو بالکل دور کر کے جسم کو طاقتور اور مضبوط بناتی ہے (۴) مادہ تولید اور منی کو بہت زیادہ پیدا کرتی ہے اور اسے گاڑھا کر کے قابل اولاد بناتی ہے (۵) ایڑیوں کی غلطکاریوں یا جوانی کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے مادہ اور منی میں پیدا ہونے والی تمام خرابیوں کو دور کر کے کھوئی ہوئی قوت کو دوبارہ پیدا کرتی ہے (۶) درد کمر، درد سر، ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف لبلبہ، دھڑکن اور دماغی محنت سے جی گھبرانا یا مشقت کے کام سے تکان پیدا ہونے کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا ہر قسم میں ہر مزاج والے جنسی استعمال کر سکتے ہیں صرف جنگل کی جڑی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا ہے **قیمت فی بکس صرف چار روپیہ** کل محصول ڈاک علاوہ ایک روپیہ کے ضرورت بکسوں کے ضرورت ہوں ڈاک ماف ہر دفعہ مالک سے مخصوص ایک کے لئے دو روپیہ اور قیمت دوا پیشگی آنی چاہیئے۔ ایک بکس عام طور پر ایک مریض کے لئے کافی ہوتا ہے

اکسیر حیات کے متعلق مشہور ڈاکٹروں کی رائیں

(۱) جناب ڈاکٹر فیروز الدین صاحب ٹرمینری انسپکٹر گورداسپور ڈویژن (پنجاب) تحریر فرماتے ہیں میری معرفت جو دوائی اکسیر حیات میرے دوست نے آپ سے حاصل کی جو فوائد اس سے مترتب ہوئے حیطۂ تحریر میں نہیں آسکتے سچ تو یہ ہے کہ جھوٹی اشاعت اشتہارات نے درست غلط میں تمیز کرنا مشکل نہایت مشکل کر رکھا ہے لیکن اکسیر حیات بجا صحیح معنوں میں اکسیر حیات ہی ہے علاوہ ان فوائد کے جن کا آپ کے اشتہار میں اندراج ہے ملیریا کی دیرینہ درد کمر کا بالکل خاتمہ کر دیتی ہے اور دماغی محنت سے کسل بالکل رفع ہو گیا اور یہ ایک اعجاز تھا جس کی ہرگز ہرگز توقع نہیں ہو سکتی تھی جناب کو اس کی مبارکباد دیتا ہوں بسدا قی اس کے مشک الست کو خود ہی بوئے کہ لوگ اسکے فیض سے خود بخود مستفیض ہوں گے صرف کوشش نہ کریں لوگوں کو اطلاع ہو جانی لازمی ہے مشک خوش بخود ہی ایسے تاروں ملتے ہیں میرا ضمیمہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جہاں ہوائی قلعہ بنانے والے اشتہاریوں کی ہمت کرنی چاہیئے وہاں اکسیر حیات کی تعریف کرنی داخل حسنات ہو لیکن آخر تعریف الفاظ ہی سے کرنی ہے وہ یہ ہیں کہ "اکسیر حیات" میں جملہ اجزاء کار آمد ہیں"

(۲) جناب جمعدار ڈاکٹر سید قمر علی صاحب آئی ایم ڈی میڈیکل سٹور ڈیپو ہیستنگس کلکتہ تحریر فرماتے ہیں کارخانہ اکسیر حیات کی تیار کی ہوئی اکسیر حیات کئی ملیریوں پر استعمال کرائی واقعی جریان اور احتلام کے واسطے اکسیر ہے بھوک بہت پیدا کرتی ہے اور غذا کے ہاضمہ میں بھی بہت مدد دیتی ہے طالبعلموں کے واسطے جو دماغی محنت کرتے ہیں بہت مفید ثابت ہوئی ہے جن طالبعلموں نے استعمال کی ہے انہوں نے یہی بیان کیا کہ جب سے جریان بالکل جاتا رہا ہم لوگ بہت زیادہ دیر تک پڑھتے رہے اور سر کو آنکھوں کے آگے اندھیرا یا سر درد جیسا کہ پہلے ہوتا تھا بالکل نہیں ہوا اور بہت جلد یاد ہو گیا اکسیر حیات کا ایک خاص اثر جو مریضوں نے بیان کیا وہ یہ ہے کہ قوت حافظہ میں بہت اضافہ ہو گیا۔

(۳) جناب ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ایل ایس ایم ایف میڈیکل افیسر انچارج ڈسپنسری ہیڈ وال ضلع شیخوپورہ تحریر فرماتے ہیں کارخانہ اکسیر حیات کی ایجاد کردہ دوائی اکسیر حیات میں نے کئی مریضوں پر استعمال کی فی الحقیقت نہایت ہی اعلیٰ ایجاد ہے جریان، کثرت احتلام، سرعت انزال وغیرہ امراض متعلقہ کے حق میں اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے پرانے سے پرانے مرض کو چند ہی دنوں میں بالکل دور کر کے صحت کو بحال کرتی ہے مریضوں کو اس کا استعمال بے انداز فائدہ

(۴) جناب ڈاکٹر گوپال سنگھ صاحب ایل ایس۔ ایم ایف ترنتارن (پنجاب) لکھتے ہیں میں نے دوائی اکسیر حیات اپنے بیشمار مریضوں پر استعمال کی چنانچہ مرض کے دور کرنے میں یہ دوائی بالکل تیر بہدف ثابت ہوئی ہے جریان کثرت احتلام خلق اور اسی قسم کی دیگر بہت سی تکلیفوں کے دور کرنے میں یہ دوائی بیحد مفید ہے اکسیر حیات کے چند ہی روز کے استعمال سے

مایوس اور لاعلاج مریضوں کو بالکل پوری صحت حاصل ہو جاتی ہے یہ دوا ہر موسم میں بے تکلف استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس سے بچے بوڑھے اطفال اور یتیموں کے ساتھ کہ بیگانہ ہوں کہ یہ دوا نہایت ہی مفید ارسانہ ثابت ہوئی ہے اور اس کے استعمال کے بعد کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا جن مریضوں کو مذکورہ بالا شکایتیں ہوں ان کے لئے صحت اور شفا حاصل کرنے کا یہ ایک سنہری موقع ہے

جسمانی و دماغی طاقت اور تمام مردانہ قوتوں کو برقرار رکھنے والی

الیکٹرو ٹانک پلز۔ یا برقی گولیاں یہ گولیاں قوت مردی پیدا کرنے میں بے نظیر ہیں کثرت اور بے اعتدالی کی وجہ سے پیدا ہونے والی تمام خرابیاں دماغ اور معدہ کو بہت قوت پہنچاتی ہیں۔ دم پھولنے اور سانس چڑھنے کو روکتی ہیں دماغی یا جسمانی محنت سے جسم کے اندر تکان یا کمزوری پیدا نہیں ہونے دیتیں ان کے استعمال سے چند ہی ہفتوں میں نئی زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور تمام ضائع کی ہوئی قوتیں دوبارہ پیدا ہو کر مردہ ہم از سر نو زندہ ہو جاتا ہے اکسیر حیات کے استعمال کے بعد جب جریان کی شکایت بند ہو جائے تو ان گولیوں کے استعمال سے تمام جسم کے اندر عجیب و غریب قوت پیدا ہو جاتی ہے **قیمت فی شیشی چار روپیہ** کل محصول ڈاک آٹھ آنے ایک شیشی میں پورے ایک ہفتہ کی خوراک ہے دو شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

بیحد طاقت دینے والا اور بالکل بے ضرر طلاء

برقی طلاء بے آبلہ اس طلاء کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو جاتی ہے اور اعضاء کی تمام شکایتیں اور نقصانات دور ہو کر پوری پوری مردانہ قوت پیدا ہو جاتی ہے نہایت سہل بے نظیر اور بے ضرر چیز ہے اس میں خوبی یہ ہے کہ اس سے نہ آبلہ پڑتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوتی ہے چند ہی روز میں بے حد طاقت پیدا ہو جاتی ہے یہ طلاء ہر موسم میں آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے **قیمت صرف تین روپے** محصول ڈاک آٹھ آنے۔

برقی طلاء واقعی بیحد مفید اور قابل تعریف ہے

جناب ڈاکٹر ایچ۔ یو ملک صاحب ایل۔ ایچ۔ ایم۔ ایس مچینا مارکیٹ۔ مچینا پر برا سکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے کارخانہ کا تیار کردہ برقی طلاء بے آبلہ کئی مریضوں پر استعمال کیا واقعی آپ کا طلاء بے حد مفید اور قابل تعریف ثابت ہوا۔ اس طلاء کے جو خاندے آپ نے اپنے اشتہار میں لکھے ہیں ان سے کئی گنا زیادہ فائدہ مند اور تیر بہدف ثابت ہوا ہے لہذا دو عدد مکمل حیات مردمی کا بکس بذریعہ (وی پی) میرے نام بھیجدیں۔

تمام مردانہ کمزوریوں اور بے اعتدالیوں کا نہایت ہی آسان اور مکمل علاج

مکمل حیات مردمی بکس

مریض کی حالت خواہ کیسی ہی خراب اور مرض خواہ کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو مکمل حیات مردمی بکس کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو کر پوری پوری طاقت صحت اور جوانی حاصل ہو جاتی ہے اس بکس کے اندر مندرجہ ذیل ادویہ ہیں:۔

(۱) اکسیر حیات ایک بکس (۲) برقی گولیاں ایک شیشی (۳) برقی طلاء ایک شیشی۔ اس بکس کے استعمال کے بعد جوانی کی روح از سر نو پیدا ہو جائے گی۔ قیمت فی بکس صرف گیارہ روپیہ کل محصول ڈاک ۱۲ر

مفت

ایک کارڈ لکھکر کارخانہ کی مفصل فہرست ادویہ ہمارا رسالہ اکسیر حیات کا نمونہ اور اکسیر حیات کے متعلق ہندوستان اور بیرونی ممالک کے معززین کی رائیں مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیں

ملنے کا پتہ:۔ **کارخانہ اکسیر حیات۔ موری گنج۔ امرتسر (پنجاب)**

سائنس کی تازہ ترین تحقیقات

اور

انسانی جسم کی حیرت انگیز کایا پلٹ

۱۸۹۹ء سے ۱۹۱۹ء تک ولایت کے ماہرین علم سائنس جوانی اور بڑھاپے کے راز معلوم کرنے میں سخت جدوجہد کر رہے تھے لیکن ان کو کامیابی نہ ہوئی صرف جرمنی کے محکمہ حفظان صحت کے پروفیسر ایم بوس بیجر اس نتیجہ پر پہنچے کہ انسان کے جسم میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں وہ مختلف قسم کے غدودوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اگر ان غدودوں کی اصلاح کر لی جائے تو انسان بوڑھا نہیں ہو سکتا۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں پروفیسر وارناف نے عمل جراحی کے ذریعہ سے چند بوڑھے انسانوں کا آپریشن کر کے ان کے غدد بدل کر ان کا بڑھاپا دور کر دیا جس سے ساری دنیا میں تہلکہ مچ گیا لیکن چونکہ ہر بوڑھا اور کمزور شخص آپریشن جیسے خطرناک اور تکلیف دہ کام کے لئے رضامند نہیں ہو سکتا اس وجہ سے اس وقت تک کی تحقیقات اور تجربات قریباً ناقابل رہے اور دنیا بدستور سابق شباب کی نعمت سے محروم رہی۔

آخر سالہا سال کی سرتوڑ کوشش اور ہزارہا تجربات کے بعد ڈاکٹر رچرڈ ویر اجو علم جسم انسانی اور علم کیمیا میں جرمنی میں بے نظیر مانے جاتے ہیں نے ثابت کر دیا کہ علم جراحی کو بالائے طاق رکھکر علم ترکیب اجسام کے نو دریافت ذرایع سے جوانی کے غدود کی اصلاح ممکن ہے اور انسان کے کمشدہ ہارمون (جوانی کے قدرتی عرق) پھر پیدا ہو سکتے ہیں اس مطلب کے لئے ڈاکٹر موصوف نے جو جوہر دریافت کیا اس کا نام

وریلین

رکھا گیا **وریلین** کا استعمال ان جوانوں کو کرایا گیا جو اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے جوانی کی قوت برباد کر چکے تھے وہ از سر نو جوان بن گئے **وریلین** کا استعمال ان بوڑھوں کو کرایا گیا جو واقعی بوڑھے ہو گئے تھے ان میں مندرجہ ذیل تغیرات پیدا ہو گئے۔

ان کی رنگت میں سرخی اور آنکھوں میں رس آگیا ان کی بنیائی بڑھ گئی بال سیاہ ہونے لگے خون کا دورہ تمام جسم میں اور اعضائے تناسل میں باقاعدہ ہونے لگا قوت ارادہ اور یادداشت تیز ہو گئی۔ اختلاج قلب اور ہاضمہ کی خرابی کا مرض جاتا رہا خون صاف ہو گیا۔

غرض وریلین

وہ چیز ثابت ہوئی جس کے استعمال سے جوان آدمی بڑھاپے کو برسوں تک روک سکتے ہیں اور بوڑھے آدمی اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ واپس لا کر جوانی کی سی طاقت اور خواہشات کو پورا کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر حسین رشید ایڈیٹر اخبار Health Science کتاب امراض نامردی کے علاج میں لکھتے ہیں کہ:-

وریلین کی ایجاد نے دنیا کے سامنے ایک نیا راستہ کھول دیا ہے اگر اب بھی لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھا دیں تو یہ ان کی بدقسمتی ہو۔

وریلین کے موجد نے عورتوں کے لئے بھی ایسا ہی ایک جوہر دریافت کیا ہے جس کا نام فرٹلین رکھا ہے یہ عورت کے لئے وہی چیز ہے جو وریلین مرد کے لئے فرٹلین کے استعمال سے ہر شباب گم کردہ عورت کے لئے بہتر سے بہتر شوہر میسر آ سکتا ہے بانجھ عورتوں کے لئے خاصکر مفید ثابت ہوتی ہے۔

چونکہ شہرت کے لئے بہت کم اسٹاک آیا ہے لہذا آپ جلد منگا لیں اور آج ہی منگا لیں ایسا نہ ہو کہ بعد کو کف افسوس ملنا پڑے۔

وریلین ایک پیکٹ ۱۲ گولی کی قیمت علاوہ محصول ڈاک پانچ روپے ہے دو پیکٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف سو گولی کے خریدار سے صرف گیارہ روپے۔

فرٹلین ایک پیکٹ ۱۲ گولی کی قیمت صرف چار روپیہ آٹھ آنہ سو گولی دس روپے۔

وریلین اور فرٹلین کا استعمال کسی موسم یا کسی مزاج کو نقصان نہیں دیتا۔

منگانے کا پتہ:- ایم۔ این برادرس۔ کشمیری گیٹ۔ دہلی

ماہ ربیع الثانی کا بہترین مشغلہ

حضرت غوث پاک قطب الاقطاب سید نا پیران پیر شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی اعلی اللہ مقامہ کا ذکر خیر ہے کیونکہ اسی مہینہ میں حضرت موصوف کی بڑی گیارہویں ہوتی ہے اور یہی ماہ حضرت ممدوح کے معجزوں کا باعث ہے اس لئے عاشقان غوث پاک کو سب سے بڑی سند کتاب

سیرت غوث پاک

منگا کر بڑھنی چاہیے دنیا کا وہ کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدتمند موجود نہیں آپ کے مفصل و صحیح و جامع حالات اردو میں قطعاً نہیں ہوئے تھے چنانچہ اس کتاب اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے یہ سیرت بالکل نئے اور دلکش طرز پر لکھی گئی ہے آپ کے خاندان آپکی ولادت سن ماقبل تحصیل علم سفر بغداد تکالیف و مصائب کی برداشت ضبط جوع خانہ کشی اوائل رمضان مجاہدات و ریاضات عبادات شب بیداری لنگر کشی عراق کے بیابانوں کی سیاحت اور تحمل خلافت اعمال کرامات آپکے وعظ و تدریس و افتاء ریاضات و خلوت میں ۴۰ سال بسر و بعض متفرق حقوق اسلام میں داخل ہونا اور ایک لاکھ فساق و فجور کا توبہ کرنا اثر وعظ سے کفر و ہیبت طاری ہونے کے تیر العقول حاضرین لقب کہ آپ کا محی الدین لقب ہونیکا سبب بتایا گیا ہے ازاں بعد آپکے ازدواج اولاد آپ کی وفات کے عجیب و غریب حالات اس کتاب میں ہیں پر کرامت اور خرق عادات پر ایک بسیط مقدمہ محققانہ عقلی و نقلی رنگ میں کرامات کی ثابت و دیگر منکرین کا رد کیا گیا ہے پھر آپ کی اسی کے قریب کرامات لکھی گئی ہیں بعد ازاں آپ کی عبادات عمامہ لباس حلیہ سواری خوراک اخلاق حسنہ آپکے لطیف اور آپ نیف کے نسخہ تصیدہ غوثیہ مکمل اردو فارسی اشعار میں ترجمہ کے ساتھ اور جہاں کہ نثر کی مقفیٰ و مشرح ترجمہ ہے کہ قریب اصطلاحات صوفیہ کی شرح کی گئی ہے پھر آپ کی ادعیہ اوراد طریقہ مقامات تعلیمات ارشادات سلوک تمام یہ آپ کی اولاد و خلفاء سیر خلفاء اور سلاسل کا پورا شجرہ کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں اسکے علاوہ بیشمار مباحث ہیں۔

کتابت طباعت کاغذ نہایت اعلیٰ ہے۔

الغرض جو خوبی یہ کتاب حضرت محبوب سبحانی کی بہترین نذرانہ ہے

قیمت تین روپے

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

ھدایت الطالبین

یہ کتاب عارف حقیقت قیمہ دوران حضرت شاہ حافظ آل صاحب قبلہ ہوی مجددی الفت بندی حشمہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے کتاب کیا ہے تصوف کا بے بہا خزانہ ہے فی الحقیقت اور بلا مبالغہ یہ کتاب ایسی ہے کہ اسکے پڑھنے سے سلاک بغیر کسی پیر طریقت کے مقامات سلوک طے کر سکتا ہو کتاب کیا ہے طریقت کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہو اس میں اصطلاحات و مسلک نقشبندیہ کو بہت خوبی و شرح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لطائف عشرہ دوائر ہ امکان عالم و امر خلق منزل نفی و اثبات ذکر اسم ذات تصورات شیخ وقوف قلبی، بازگشت وقوف عددی علامات تصفیہ باطن، انوار لطائف کے ذکر حد و سیر آفاقی و انفسی کشف مبادی و جہانی، مراقبہ، ذکر رابطہ سیر دائرہ ولایت صغریٰ طریق توجہ جمعیت حضور فتح باب مقامات عشرہ فارادت جذبات فنا کے قلب احدیہ و جودی، دائرہ امکان، ملک لاہوت، جبروت ناسوت عالم مثال ولایت حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت عیسیٰ ولایت کبریٰ ولایت علیا اسم ظاہر اسم باطن سرقاب قوسین دائرہ کمالات اولعزم حقیقت صوم حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ ولایت الہیہ موسوی محمدی احمدی دائرہ سیف قطب دائرہ فیومیت وغیرہ وغیرہ مطالعہ کرنے سے پتہ لگنے سے کہ کیا کیا حکم و دقائق معارف کوٹ کوٹ کر اس کتاب میں بھر دیئے گئے ہیں الغرض نہایت محنت و مشقت کے بعد یہ کتاب باعلیٰ کتابت و کاغذ کے ساتھ چھپوائی گئی

قیمت صرف ۱۴ ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

زندہ قوم کی یادگاریں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں

اور وہ زندہ رکھتی ہیں سید احمد کی تلوار کی تصویر آج ہر ہندوستان کی ہر زبان بنی ہوئی ہیں ہر لوگوں کے خطوط کے فوٹو ہر فرد انسانی کے گھر میں موجود ہیں تکمیر نے قلم کے نخلی الحکمت کے ہر رکھنے تک ہر ایک جنتی کے یہ زندہ قومیں ہیں انہوں نے اپنے شاہر کی یادگار قائم کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ

عکس قرآن نوشتہ غازی انگریز

(فوٹو)

سات کروڑ مسلمانوں کے کتنے گھر دنیں ہیں جنہیں یہ کوئی بھی تصویر نہیں ہے، مگر خدائے قدوس کی پیام ہے جس کی کتابت بھی نہیں کے لئے سعادت ہوئی حضرت خواجہ صاحب ایک ریاست سے مستعار لیکر اس کا فوٹو کھایا اور سات ہزار روپے لگا کر اس پورے قرآن شریف کے فوٹو چھپوائے تاکہ ہر مسلمان اس یادگار کو اپنے لئے حاصل کر سکے کہاں غازی مسلمانا کا لکھا ہوا قرآن کہاں ہر مسلمان کا گھر خدا خواجہ صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس بیش بہا نعمت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کے لئے حاصل کرنا آسان بنا دیا پورے قرآن شریف کا فوٹو اتار کر صفحہ پر لایا گیا ہر کاغذ پر ہی چوتھائی پر میں لگایا جاتا ہے یعنی اس پر چہار جلد طباعت ہوئی ہے جس کے ہر ہی صفحہ پر قرآن کا ہوا ہے ساتھ ہی ساتھ ترجمہ بھی ہے جس کے لئے انگریزی فیشن پر لگا ہوا ہے ان تمام خوبیوں کے ساتھ ہی ساتھ نشانی رکھنے

روح المعانی
یعنی
تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع التصنیف ہے اس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو جائینگے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ ہوے خواب کی طرح جانتے تو ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بخبر ہیں

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر نہ ہبی روح پیدا کر دیگی اور اگر آپ کے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے۔ گی اور جو اشخاص فطرتاً لامذہب ہیں ان کو بھی عملی درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دیگی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب

روح المعانی کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے۔ جن کو مطالعہ بہت مفید ہو چکا وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک اچھوتے طریقہ پر یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھکر دل پر عجیب اور غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ چست معانی کے اعتبار سے اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی ملاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں نظر آتی آیتوں کا ترجمہ سبب نزول مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عالمانہ انداز میں لکھا ہے۔ قیمت دس آنے ضخامت ۱۱۶ صفحے۔

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی

نبی کریم کی قرآن کی تفسیر	اسم اعظم کی تفسیر	منافقوں کا مرکز اسلام ہے
سائنس اور شیطان	خدا پر جبر و سر	اصلاحی پروگرام
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل	زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام اور تمدن کی روشنی میں	اسلام اور وحدت	منزل عشق
ملائکہ اور جنات	جہاد کی غرض و غایت	عبادت کے معنی
انسان فاویہی ہوا اور مجوزہی	رسول عربی کا حسن و کرم	فطرت سلیم کا تقاضا
انبیائے کرام کی خطری طاقتیں	تفسیر سورہ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	ارواح کے مکانات	صراط مستقیم
مرنے کے بعد زندہ ہونا	سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے	گمراہی کے اسباب
وحی اور سائنس	بعض اسرار و معارف	انعام کے دوست اور شیطان کے دشمن
وحی کی حقیقت	وحدت و محبت کی تعلیم	خدا ہی راضی ہے اور شیطان ہی ہلاک
نجات کا راستہ	آجکل کے مسلمانوں کا انتہائی شکوہ	اہل ہدایت کے اعمال
صداقت رسول کے عقلی دلائل	اسلام کا مقصد اولین	اہل ضلالت کے اعمال
قرآن مجید تا قیامت کیوں محفوظ ہے	زاہد حال کے علماء و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور رزاقیت

قیمت صرف دس آنے

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

مرنے کے بعد
کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اور دو ورقہ کے ورقے بتاتا ہے کہ کسی طرح میں انکھوں سے یہ سب مشاہدہ کر لوں دوسری اقوام کو جانے کہ مرنے کے بعد ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتایا اور مسلمان اس کو یقین کر لیتا ہے کیونکہ خدا نے اور اس کے رسول نے بتلایا ہے یہ دونوں الصادق ہیں اس کے علاوہ صدہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات و مواہدات کو بتلایا ہے اسی بنا پر حضرت مولانا علامہ مولوی عبدالقدیر صاحب نے اپنی جدید تصنیف **حیات بعد الموت** میں کامیابی ہیں تاکہ مسلمان اس کتاب کو پڑھ لے اور مرنے کے بعد کی حالت سے واقف ہو جائے یہ وہ کتاب ہے جو صحیح معنی میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کا آئینہ ہے اگر آپ بھی اپنے کو بالکل یقینی اعتقاد مرنے کے بعد کی حالت سے معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔

فلاسفہ روح انسانی	جسم فانی ہے روح	کفار کی ارواح	جنازہ کے ساتھ جانا
دین و دنیا	کا انقطاع	منافق سے سوال	دفن میت اور قبر
جسم و روح	حضرت آدم کی وفات	مومن کی نیک روح	توبہ و استغفار
حقیقت روح انسانی	حضرت ادریس کی وفات	نیک عمل	ورود فاتحہ اور ایصال
روح انسانی کا نزول	حضرت سلیمان کی وفات	عذاب و ثواب	ثواب
محمد میثاق	رسول کریم کا وصال	عالم برزخ	تلاوت قرآن کا ثواب
روح حیوانی اور	ایمان و کفر	قبر کا عذاب	قبر کا
روح انسانی	نیک روحیں	فاتحہ عذاب و ثواب	زیارت قبور
تناسخ و آواگون	ملک الموت اور مومن	غسل میت	تعزیت و تسلی
حقیقت موت	علیین	تجہیز و تکفین	کہنا کہلانا
عبادت	ابرار مقربین	غسل کا پانی	نجات آخروی
سکرات موت	برا خاتمہ	کفن میت کی تفصیل	مردوں کو کیسے
تلقین	بری روحیں	نماز جنازہ کامل	کیا چیز پہنچتی
مومن کافر کی علامات	سجین	نماز جنازہ کی امامت	ہے

اسکے بعد دوسرے حصہ میں

۱۲۳ اصحاب کرام صوفیائے عظام اور اولیاء کے روداد حالات اور ان کے حال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتلائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے انجمیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی بیچ دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جو کل مسلمانوں کے لئے بہت ضروری ہے ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے یہ وہ گائیڈ ہے جو ہر راہ رو آخرت کے لئے بہت ضروری ہے ہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے پیش رو اخرہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں غرضکہ

۱۲۴ صفحہ قیمت صرف ۱۲/

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

عورت کی زندگی اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہیں

اُردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے کی ضخامت ہے ۱۰۰ر سے زیادہ تصاویر جن میں فوٹو بلاک ۸۰ قلمی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر مندرجہ ذیل فہرست سے کیجئے ان تمام خوبیوں اور اس قدر کثیر تعداد کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے ہے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں۔

تصاویر

علاوہ رنگا رنگ تین حسین ترین عورتوں کے جو فوٹو کے حسب ذیل ۴۰ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں۔

(۱) عہد شباب کا پہلا پیشہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) ہیکر جمال
(۵) ریاست سکر کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) پرانی عورت
(۸) بانگ کانگ کی عورت
(۹) نیوزیلینڈ کی عورت
(۱۰) مصری عورت
(۱۱) حبشی عورت
(۱۲) یورپ کی عورت
(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت
(۱۴) فیجی عورت
(۱۵) اسٹریلین کی عورت
(۱۶) جاپان کی عورت
(۱۷) سویڈن کی عورت
(۱۸) ملایا کی عورت
(۱۹) ساحل سندر کی عورت
(۲۰) پرتگال کی عورت
(۲۱) لیتھوینا کی عورت
(۲۲) سنگاپور یا کی عورت
(۲۳) برما کی عورت
(۲۴) مگوریا کی عورت
(۲۵) زمانہ حال کی انگلش عورت
(۲۶) لمبے بالوں والی عورت
(۲۷) سیام کی عورت
(۲۸) رائیو ریا کی عورت
(۲۹) برمن کی دوشیزہ
(۳۰) ساڑھے چودہ لاکھ کی عورت
(۳۱) پپ لینڈ کی عورت
(۳۲) ٹیونس کی عورت
(۳۳) ماڈ واڑ کی عورت
(۳۴) کوہستانی دوشیزہ
(۳۵) فرانس کی دوشیزہ
(۳۶) سکوی کی عورت
(۳۷) ہوجستانی عورت
(۳۸) ترکی عورت
(۳۹) بجلی کی شعاع سے علاج
(۴۰) لندن کی مہ جبین عورتیں
(۴۱) مصری رقاصہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) برف کے تودے پر رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) ۸۰ برس کی رقاصہ
(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

ظرافت بچپن کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ ،،
عورت کے ساتھ بس ۱۲ ،،
ہندوستانی ورزش ۱۲ ،،
عورت کی عسکری تربیت ۱۲ ،،
عورت کی ذہانت ۱۲ ،،
مغربی تہذیب کی عورت ۱۰ ،،
مغربی ورزش ۱۲ ،،
ادرمتفرق ۳ ،،

مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
دلچسپ تبصرہ دلچسپ
عورت کیا ہے عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کوک شاستروں میں کیا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

پہلا باب

قدیمی زندگی
عورت کی زبوں طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی ساز کو چھیڑنے کی ضرورت
عورت دنیا کی ہوشربا زار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کی مجرب عمل
دنیائے نسائیت کی مکمل تاریخ
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولیں
تربیت اولاد کی مقدم فرض
بادۂ شفقت کا خمار
عورت کی جبانی کا ہجوم
قیمت شعاری کا نقش اولیں
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش ہر ہی کا طلسمی تعویذ
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ مورت
تلخ تجربہ میں فرق
خوبصورت چہرہ پر حیا کا غازہ
شان خود داری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مدارج

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
موہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی خواہش پوری کر سکتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست حمایت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے فتنوں پر روک کا علاج
عورت دنیا کی بدترین دولت ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانے کی تدبیریں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت ہے
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور موہنی کے چلتے ٹوٹکے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبوبیت میں چار چاند
ایک مشہور طلاسفوکار کا زاویہ نگاہ
سچی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از وقت اخلاقی فتوے دینا
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں سے شرارے
دائمی نمائش میں ہر نمائش
ضرورتوں کے لئے مرہم کافوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش سکھانے کا بہتر زمانہ
روزانہ ورزش کی عادت
نہال تمنا کی بے ثمری

میرا باب

مجسمہ دوشیزہ یا سنان
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں ہمارا سیاہ
حریم حسن سے چہرہ چھاپ
خاص چیزوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے فانوس
کامیاب زندگی۔

چوتھا باب

جرعہ کش ہر اصلت کا مقصد
اظہار محبت و حظ نفسانی
حضور نسوانی سے ناواقفیت
جلسۂ مخالفت کی سرد آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صنف عصمت میں کامیابیاں
اتحاد تناسل کی ضرورت
باغ و راستہ کی گل چینی
مذموم عادات کا دفعیہ
تخم محبت کی بیج کنی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
فرائض کا گلوبار پشتارہ
بچوں کے لئے کھیل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحت جسمانی کا اثر
زندگی تنہا دور
سرور داں کی بار آوری
شاہراہ شباب کے نشیب و فراز
بادۂ شباب کی سرجوشیاں
مصنوعی ہم جنسیوں سے لطف اندوزی
خریدار جمال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کی تناظم
سالمۂ مواصلت میں بادۂ محبت
پرسرور بادۂ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عشق کا پرکیف راستہ
ایوان عصمت کا سرنگوں در
اعضائے نسوانی کا سرتاج
پیکر نازکی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر۔

اس کتاب میں

اسی قسم کے سو باب اس کتاب میں ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزارہا وسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش و پرتہ کنٹرول بچہ پیدا ہونے کے سامان غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۴۷
قیمت صرف دو روپے۔
منیجر رسالہ مصوری دہلی سے منگائیے

عربی کوک شاستر جو عربی زبان میں سلطان سلیم خاں ترکی کیلئے اُردو میں لکھی گئی ہی اب اُردو میں تیار ہوئی اس کے دو حصے

ہیں اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے نامور تجربہ امور دوسادھو اپنے میں چھپا کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لئے خاص و عوام اور مناسب ثروت فضلا سوا طبا رہی ہے لطف اندوز ہوتے تھے اسکا مطالعہ کرنے سے ہر مرد کی نے کیسر اور پڑھ اولادوں کے لئے مژدۂ اولاد ہے اور عنوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا مادر ذخایر مجموعہ ہر نسخے نہایت آسان ہیں اور سب تیر بہدف پہلے حصہ کا نام **لطف شباب** ہے اور اس کی قیمت اب ایک روپیہ ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔

مزاج اعضیل خوبیتیں	جماع کی مدت صحیح	مقوی باہ جواہرات سفوف	بامجمہ عورت کی شناخت
کثرت مباشرت و اسراف باہ	طریق مباشرت	نسخہ مجربہ خزانہ شاہی	حطا عورت کے خون بند کرنیکی ترکیب
ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر	اودیہ مقوی باہ	حکایات عجیبہ	مرد سے بچہ کھانے کی ترکیب
عدم جماع سے نقصان	قوت باہ کیلئے کشتہ	نسخہ معجون سرمزاد شاہ	آنوال نکالنے کی ترکیب
جماع کے بعد کمزوری	زیادتی باہ کے نسخے	مقوی باہ حبوب نسخے	مانع حمل دوائیں
جماع نقصان جماع	مقوی باہ و معجون	۲۴ بیضہ اور آسان مقوی باہ	جنیں کو سانقط کرنیوالی دوائیں
منافع باہ و جماع	نامردی و سستی کا علاج	اغذیہ قوت باہ زیادہ کرنیوالی	قوت باہ بڑھانیوالی دوائیں
اوقات جماع	مقوی باہ مالش	طالی دوائیں اسباب نقصان	اطبائے یونان کے پسندیدہ
جماع کے مضرات	نامردوں کو بشارت	اعضاء خاص کو طرح باہ اوائم	ذخیرے کے خاص نسخے
جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ طلا و خضاب	شہوت اودیہ	

مرقع حسن و شباب (اردو) یہ عربی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں ان کے مخصوص امراض کا

طلی اور علاج اور تمام عمر جوان و خوبصورت رہنے کی تدابیر اور علاج قیمت ایک روپیہ۔ مخصوص درست مضامین۔

شباب اور قوت اندوزیاں	حریم حسن کی کیسوکشی و	بہار افروز گل بدن اطلسے	عورت کی سن کے لحاظ سے قسمیں
عورت کی دیدہ زیب ادائیں	حیرہ حسن کی دوسری حرارت	خلاف وضع فطری طرز عمل	سرور کا زمانہ
عورت میں کیف و شباب کی	ازالہ رطوبت کا سدباب	اصول و تدابیر پسندیدہ	نیند لانے اور بیہوش کرنیکی
کثرت خرچ صوفی میں چار چاند	شکوہ نازکی عصمت	شاہان سلف	عورت میں جوش شباب
قدرتی کی زیب و زینت	خائن فراوانی کی برکات	صنف نازک میں احساس	چشم نقش اور چہرہ مروانی
رسائیوں میں اضافہ	چہرہ بنظری اور چہرہ زندگی	محرک جذبات تدابیر	عورت کی خوبیاں
وجہ خوبرسنید کی رنگینی تمنا	کا اجالا، قطعات حسن سے	ہم نشینی کے اوقات	مختلف ملکوں کی عورتیں
ریاض حسن میں بہار خزاں	سینہ و خوبرو کی تاج تمنا	کنار و بوسہ میں لذت فراوان	عمر کے لحاظ سے عورتوں
کا دیوالہ قصر رعنا کے رخنوں	کشت نشاط سنبلستان	باگھائے حسن میں حاصل پذیرائی	کی اقسام
کا سدباب	کا اخراج، کنور حسن کی آمد	نیاز مندیاں حسن رعنا کی حل	عورت کے منزل پر پہنچنے کی علامتیں
سفیدہ عنین کے ساتھوں کی	اور کیف و سرور	آویزیوں کا آتشان	فاحشہ عورت کی علامت
جزو مرد سے حفاظت	پسندیدہ طرز محبوبیت	محبت کی درخواست	بال اگانے اور اور اگر یکل
سرمایہ راحت کے قوی کی دیکھ	(رقعات مراسلت کی	پیار کی باتیں طالب مطلوب	دوائیں ایک حسن کو بڑھا
بھال	ترجمانی تحریک جذبات کے	میں نادر نیاز	فرحت حاصل کر سکتے ہے
جوہر حیات کی فراوانی	مرغوب تبدیلی مناظر	نوائی خصوصیات	نابالغہ کو بالغ بنانیوالی
آتش شوق میں نارہ ساری	لہا طاسرد کے دیدنی نقشے	بلحاظ جذبہ فطری	دوائیں نوت وصل کے اسباب
			وطریقے
			حرم حسن کی تنگی

عورت پوری کتاب ایسے ہی شوق انگیز اور سکس و جمیع جذبات مضامین سے بھری پڑی ہے اور اس قدر کارآمد باتیں اور نسخے اس میں موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں **قیمت حصہ دوم** بھی ایک روپیہ کامل دو روپے

دونوں کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

۵۷ نامور حسین عورتیں دنیا بھر کی، مشہور شجاع عورتوں کے

دلچسپ حالات پر تمام حالات ہندو ستان کی بہترین تاریخی فسانہ نگار مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپی اور انوکھا تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کر لی ہے اس میں جن قسم کی خاتمیں ہیں وہ یہ ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں وہ بھی ہیں جو بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں وہ بھی ہیں جن کے سحر آفرین حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کر دیا راج نیتا اور جنگل کو منگل بنا دیا اور وہ بھی ہیں جن کی وفا نے اپنے خاوندوں کے ساتھ جانیں اپنی جانوں کو فنا کر دیا ۷۵ راتوں کا لطف ایک روپے آٹھ آنہ میں بالکل مفت ہو قیمت عہ محصول ر

بیوی کے ستائے ہوئے

اگر چاہتے ہیں کہ بیوی ان کی دلدادہ اور مطیع ہو کر رہے تو ان کو سب سے پہلے بیوی کے **فرائض بیوی کے فرائض** منگا کر پڑھنا چاہئے یہ کتاب نہیں جادو ہے اور سلمان میاں بیوی کے لئے تو تسخیر کا عمل ہے کیونکہ اس میں جا بجا رسول اللہ کے اقوال اور حضور کے اسوۂ حسنہ سے میاں بیوی کے فرائض کی تلقین کی گئی ہے پیرایہ اس درجہ آسان اور عمل خیز ہے کہ بلا اراده اپنا اثر پیدا کر دیتا ہے اس کے مطالعہ سے ازدواجی تعلقات خوشگوار ہو جائینگے چند مضامین یہ ہیں:۔

ازدواجی تعلقات کی ابتدا۔ مزاجدانی۔ محبت خدمت۔ احترام۔ جذبات رشتہ داروں سے برتاؤ۔ رازداری۔ آپس میں سنگرنجی۔ اپنی اولاد کفایت شعاری گھر کی دیکھ بھال۔ اخلاص کی حالت۔ پردہ عفت۔ بچوں کی پرورش۔ بیوی کیسی ہونی چاہئے۔ شوہر بیوی جن امور میں سلیقہ شعاری عمر بھر نہایت بہترین نصیحت آموز کتاب ہے نا ممکن ہے کہ ایک مرتبہ بیوی پڑھ لے اور پھر وہ تا بعد ارنہ بنجائے

قیمت ۶

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دلہن کی ڈائری

بالصیر یعنی سہاگ کی آٹھ راتیں ایک شوخ اور طرار دلہن کی آپ بیتی شب زفاف مکالمہ کیف ساں۔ اچھوتے پھول کی جھلک کچھ خوف کچھ شرم کچھ ہراس کچھ گدگداہٹ وہ لہا میاں کی بہت ماما عنان عشرت کی شیرینی بے صبری کے جذبات بیتابی کے مظاہرے بے بسی کے آنسو بیکسی کے پسینے دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا جیسے چیرہ ہونا للہ سی انگیزیں پرسنگباری ایک ایک واقعہ الامان موشگافیاں با قوبشکن سخت صحیح اور جان بیتاب اور لطف یہ کہ گھبرا ہوا ہی اک پیکر حسن کا ایک الہڑ پرشباب دلہن کا ٹب ناچہ اور اپنی وفیزہ سرگزشت کے نام خطوط کی صورت میں جس سے نہ رارت بھی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی یہ کتاب وہ لہا دلہن اور میاں بیوی کے لئے سبق آموز و مستور العمل یہ کتاب بیحد مقبول ہے چند ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا قیمت سوار و جہ عہ فہرست مضامین حسب ذیل ہے

پہلی رات	دوسری رات	تیسری رات	چوتھی رات
گفتگو حسن و محبت کی گفتگو	(چوتھے حصہ پر) محبت کی انتہا	حسن و شباب پر دو دیا	بہار عیش و عشرت
پانچویں رات	چھٹی رات	ساتویں رات	آٹھویں رات
دلکشہ عروس کی ادائیں	قلب نازک ہے بدسلوکی	جذبات عیش میں بیتابی	کیسی آنکھیں پیر میں بیتابی کیا کہنا

بہار عروس

دلہن کی ڈائری کا جواب اس خستہ زار کی طرف سے جو خلوت ملنے سے پہلے نازک کلی تھی اب نو شگفتہ پھول ہے جب شمع فانوس ہی

اب چراغ انجمن ہے جب سمٹی سمٹائی لجائی شرمائی غنچہ و دہن تھی اب تیز طرار آفت کی پرکالہ خنائیہ ہے اس نے اپنی بیسلی کے خطوں کے جواب اس عرمانی اور بے حجابانہ سے دیئے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں اور جہاں نجیب لگی یہ لکھا ہے گو فلسفہ کا دریا بہا دیا ہے اس کی قسمت ہی ہم ہے۔ نخبہ نہ ہست مندرجات

دولہا دلہن اور شب لطف نشاط بیکر حسن و حجاب کی تخیل پہلی دلہا بگڑ گدگدی جہاں نوز دیکھیاں ہوئے خیالات میں فرق قسمت کے وقت ہدایات مجبوریوں کی یاد تنہائی کی دہشت فقائق پس پردہ پیلاوت شفقت۔ دست خط پراشر خیاں عملی بیقراری محبت عروس کے شیریں خیال پہلا عروس زرتی برق

شوخ مجبولی کی چٹکی چھاڑ وقت مخصوص کیلئے نفیس فجر کا رہ کے خط مگر خلوت کدہ میں داخلہ خلوت کدہ میں داخلہ حجاب شکنی کی شرمآمیز فکر پراز مآخ دولہا کا طرز عمل خلوت کدہ میں زیر کی جھلک لطیفہ گوئی اور قصہ خوانی میں وقت گذاری حرف مطلب زبان پر آیا اور ہر بال و ہر نہیں تھیں بہوری کی خاموشی اور تبسم ہائے لطف و کرشمہ کا طوفان بام عشرت پر سیر کی دعوت

رنا سنتہ کلی پھول ہوئی برہ عشق دلہا جام عشرت کے دور چلنے لگے ناز انبساط نگاہیں دوسری شب زینت مرد کے ولولے چھوں کی قدر محبت میں نضیعت دلی ارادوں کا اظہار عشرت کی لہریں سحر وصل میں کروٹیں گلشن حسن و شباب میں تازہ بہاریں رونمائی ممنون الدہم پیارا تصویر دلبر۔

مجبوریوں کا ہجر ہر طرف شعبہ گونجنے کی تشبیہ چہا تھ کی باتیں دعوت میں اودھم نازانبساط نگاہیں دوسری شب زینت مرد کے ولولے چھوں کی قدر ساماں بہت ہی لطیف چھیڑ چھاڑ دولہا دلہن کا سرگوشی مہد ملن دوفی رات چوگنی محبت ایک دوسرے کا جویائے الفت خوشکہ ارزو ہائے زندگی کے ہزارہا کامیاب سپکھراس کتاب میں ہیں قیمت سوا روپیہ

جب بچوں سے ناک میں دم آجائے

اور بچوں کی حرکات اور شرارت کی کوئی صورت نظر آئے جب استاد و جواب دے جائیں اور سب تدابیر ناامید ہو جائیں تو **بچوں کی آسان سائیکلوپیڈیا** ایسے بچوں کو پڑھایئے ناواقف طالبعلم بنایئے مقفل خود بخود زیور سے آراستہ ہو جائینگے اور ان کو وہ اعلیٰ جن سے اس ملک کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ بھی ناواقف ہیں دارس میں اعلیٰ سال کا نصاب کے جوابات حاصل نہیں ہو سکتے وہ چند دن میں مندرجہ ذیل کتابوں سے ہو جائے گی۔

وہ کتابیں حسب ذیل ہیں

قرآن کے سبق اس معما بچوں کے لئے کلام مجید ہو نہایت کارآمد اور مفید ستر جگہ سے گئے ہیں اذکار تحریر و چھپ ہو قیمت ۶ ر

قرآن کی کہانیاں اس میں کلام الٰہی سے دلچسپ نتیجہ خیز اور مفید کہانیاں بچوں کے لئے جمع کی گئی ہیں بڑے شوق سے اس کو پڑھتے ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی حدیثیں اس میں بچوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح کرنیوالی حدیثیں نہایت صاف و آسان زبان میں لکھی گئی ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی گلستاں اس میں حضرت سعدی کی گلستاں کا اردو ترجمہ بچوں کے لئے نہایت مفید و دلآویز کتابچہ ہے قیمت ۶ ر

بچوں کی بوستاں اس میں بوستاں کی کہانیوں کا اردو ترجمہ نہایت صاف اور شستہ زبان میں کیا گیا ہے قیمت ۶ ر

پیمبروں کی کہانیاں اسمیں بچوں کیلئے نہایت دلچسپ طریقہ پر کہانیوں کی صورت میں پیمبروں کے حالات درج ہیں قیمت ۶ ر

اولیاء اللہ کی کہانیاں اس میں اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے حالات کہانیوں کی صورت میں بچوں کے لئے لکھے گئے ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی تعلیم تربیت اس کتابچہ میں بچوں کے لئے چھوٹے چھوٹے نہایت ہی دلچسپ سبق لکھے گئے ہیں تاکہ بچے خوشی سے پڑھیں ۶ ر

بچوں کے اخلاقی سبق اس کتاب میں ۴۰ سبق ہیں جن کو پڑھنے کے بعد بچوں کے اخلاق کی خود بخود اصلاح ہو جاتی ہے قیمت ۶ ر

بچوں کا مکتب اس کتاب میں بچوں میں تعلیمی شوق پیدا کرانے کے بہترین ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی خطوط نویسی اس کتاب میں بچوں اور بچیوں کے لئے خط نویسی کے آسان اور سہل طریقے بھیجے گئے ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی تذکرستی اس کتاب میں بچوں کو صفات صحت اور کھیل کود کے طریقے سکھائے گئے ہیں قیمت صرف ۶ ر

بچوں کی تاریخی قصے اس کتاب میں تاریخ سے بچوں کے لئے مفید کارآمد و نتیجہ خیز واقعات انتخاب کئے گئے ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی اخلاقی کہانیاں اس کتاب میں بچوں کیلئے نہایت ہی دلچسپ ایسی کہانیاں لکھی گئی ہیں جن کو پڑھنے سے بچوں کی اصلاح ہوتی ہے ۶ ر

بچوں کی دلچسپ کہانیاں اس میں نہایت مزیدار اور نہایت شوخ کہانیاں لکھی گئی ہیں کہ بچے لوٹ لوٹ ہو جاتے ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی علمی کہانیاں بچوں میں صحیح ذوق پیدا کرنے والی کہانیاں جن سے ابتدا میں بچوں کو بہت اچھا اثر پڑتا ہے قیمت ۶ ر

نئی نئی کہانیاں اس کتاب میں نہایت مزیدار بچوں کو بڑا مزا دینے والی نئی نئی کہانیاں درج کی گئی ہیں قیمت ۶ ر

پیمبروں کی کہانیاں اس کتاب میں بچوں کے مذاق کے مطابق پیروں کی نہایت دلچسپ کہانیاں درج ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی نظمیں اس کتاب میں نہایت دلچسپ اور مفید اور نتیجہ خیز نظمیں بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں قیمت ۶ ر

بچوں کی معلومات اس کتاب میں بچوں کی معلومات بڑھانے کے مضامین ہیں ۶ ر

پورا سیٹ بجائے بخیر کے چھ روپے میں۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سورۃ القمر کے پڑھنے سے ہوتا ہے اس لیے اس کلام سے اس سورۃ کا تلاوت کرنا ہی بہتر ہے اور اس سورۃ کا تلاوت کرنا ہی بہتر ہے اور اس سورۃ کا تلاوت کرنا ہی بہتر ہے

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ

ترجمہ از مولوی فتح محمد صاحب جالندھری — اگر کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے

صرف دو سیطرین

نمونہ میں مضامین کی گنجائش کی نمونہ میں ترجمہ کی سلاست کی، نمونہ میں قلم کی دیانت کی نمونہ میں بسیط تفسیر کی، یہ نمونہ نمونہ از خروارے ہے، لیکن اصلی خوبی کا اندازہ اس سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اصل کتابت سبحان اللہ چھپائیوں میں لگانے کے قابل ہے، یہ ایک معمولی نمونہ ہے

حیرت نما قرآن شریف مترجم ومفسر

کا یہ وہ قرآن شریف ہے جس کی تفسیر اگر چھاپی جائے تو پانچ روپے ہدیہ ہو، یہ وہ قرآن شریف ہے جو بکا ترجمہ اپنی آسانی اور روانی اور بامحاورہ اور عام فہم ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے ہر اس خطہ میں جہاں فارسی بھی اردو بھی جاتی ہے بہت آسانی سے پڑھا اور سمجھا جاتا ہے، اس کا ترجمہ اور تفسیر دہلی کے ممتاز ترین علماء نے لکھا ہے اور دہلی کے مشہور ناشر پروفیسر میرزا حیرت صاحب مرحوم نے اس کو آسان اور سلیس کیا ہے، یہ وہ قرآن شریف ہے جو سرچشمہ مرحوم کے زمانہ حیات میں آٹھ پارے میں ہدیہ ہوتا تھا، یہ وہ قرآن شریف ہے جو میں نے ایک کثیر تعداد میں للہ میں خریدا ہے لیکن رسول نہر کے غیر معمولی اخراجات سے مجبور ہو کر مجلد چوتھائی گذشتہ تفسیر کو منقش نقرئی صرف ۲ سوا تین روپے میں ہدیہ کرتا ہوں، لوٹ لیجئے یہ پیش بہا نعمت لوٹ لیجئے، ایک وقتی بات ہے، پھر یہ تاریخی قرآن شریف یقین کیجئے کہ دس روپے میں بھی نہیں ملے گا

مولوی کے دو صفحہ کی برابر تقسیم ہے، چھ سو ساٹھ صفحات ہے، ابتدا میں مقدمہ علمیہ ہے جس میں فہرست مضامین قرآن شریف ہے، اور ہر مضمون کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا حوالہ صفحہ نمبر صفحات ہے، بعض مضامین یہ ہیں، اصلاح عقاید، احیاء موتے اور قیامت کا ذکر، دوزخ وجنت کے حالات، دوزخیوں کے حالات، آنحضرت کا نبی برحق ہونا، قرآن مجید کی حقیقت نصائح وسواعظ، قرآنی دعائیں، مسائل نماز، مسائل زکوٰۃ وصدقات، مسائل حج، مسائل روزہ، نکاح وطلاق، قسم اور کفارہ، میراث ووصیت، بیع وتجارت، حلال وحرام والدین و اولاد کے حقوق، حقوق زوجین، غیر اقوام کے ساتھ معاملہ، انسان وذمین، انسان کی پیدائش آدم وحوا، ابلیس، ہابیل وقابیل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے فرداً فرداً حالات سب سے آخر میں، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جامع ومبسوط حالات،

میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ کے پاس مختلف ترجمے کے قرآن شریف پہلے سے موجود ہیں تب بھی اس کا نہ خریدنا بڑی کمی ہے، اور اس حالت میں کہ اس کا ہدیہ پہلے سے تقریباً نصف ہے اس وقت اس کا نہ خریدنا اگر انتہائی مجبوری سے ہو تو للہ جاری ہے ورنہ اور کوئی وجہ مانع نہ ہونی چاہئے، یہ قرآن شریف پہلے سال اور سال اوسط آٹھ روپے کے حساب سے میں نے کئی سو ہدیہ کئے اس دفعہ بہت کافی کوشش اور صرف کے بعد کم قیمت پر حاصل کئے ہیں، دیباری رعایتی اعلان کر دیا تھا، اور اب تو رعایت یا نقصان کی حد ہو گئی

ہدیہ پر یہ قرآن شریف ہدیہ ہو رہا ہے

بدقسمت ہے وہ مسلمان جس کے پاس یہ قرآن شریف نہیں، اور انتہائی شومی ہوگی اگر اس وقت سے فائدہ نہ اٹھایا گیا، کیونکہ قیاس میں بھی نہیں آسکتا کہ جس قرآن شریف کی فقط تفسیر ہی پانچ روپے سے زیادہ کی ہو، وہ مجلد قرآن شریف سوا تین روپیہ میں مل جائے گا، ہدیہ مجلد چوتھائی گذشتہ صرف سوا تین روپے ہے، محصول ۴ آنہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صرف ایک ہی قرآن شریف کافی ہو سکتا ہے

اور بچے پورا قرآن شریف ختم کر لیتے ہیں، اس لئے کہ چونکہ قلم قرآن شریف کا کاغذ بہت ہی مضبوط ہے، عام طور پر سستے قرآن شریف رف (بھوسے) بودے سفید کاغذ پر چھپتے ہیں جو ذرا سے پسینے سے تباہ بن جاتا ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے موٹا خانی کاغذ اسی لئے منتخب کیا ہے کہ ایک ہی قرآن شریف سے بچہ پورا قرآن شریف ختم کرلے۔ اس کی ضخامت ہی سستے قرآن شریف سے زیادہ ہے، اور قلم تو بہت ہی جلی ہے، کمزور سے کمزور نگاہ پر زور ڈالے پڑھ سکتے ہیں،

اس قدر جلی قلم ہے

اور اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں

(۱) چوقلم ہے سب لفظ الگ الگ ہیں حروف کے اوپر نیچے بالکل ٹھیک اعراب لگے ہوئے ہیں،

(۲) کتابت دہلی کے ممتاز ترین عربی خوشنویس منشی عبدالغنی صاحب نے کی ہے جو زمانہ حال کے استاد الاساتذہ میں

(۳) کاغذ بادامی ہے، چکنا ہے، مضبوط ہے، موٹا ہے، وزنی ہے، دیر پا ہے اور شکن سے بھی نہیں پھٹتا،

(۴) صحت انسان ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی سے بڑی جماعت جس قدر صحت کر سکتی ہے ویسی صحت ہے

(۵) بارہ ممتاز مصحح قاری، حافظ اور مولویوں کی مہریں اس پر ثبت ہیں، اور صحیح ہونے کے ضامن ہیں،

(۶) قرآن شریف کی ضخامت ۲۰۸ صفحات ہیں، ہر پارہ ۱۴ صفحہ کا ہے اور علیحدہ ہو سکتا ہے،

(۷) آخر میں بہت مبسوط دعائے ختم القرآن چار رنگوں میں سرچ چھپی ہوئی ہے،

(۸) رموز اوقاف قرآن شریف بہت وضاحت سے بیان ہوئے ہیں، جس سے قرات کی غلطیاں نہیں ہوتیں،

(۹) یہ بھی تبلایا گیا ہے کہ قرآن شریف میں کتنے حروف ہیں، اور الگ الگ ہر حرف کی تعداد بھی تبلائی ہے

(۱۰) آخر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مختصر سوانح عمری ہی ہے اور وہی محفوظ ہونے کی دلیلیں بھی ہیں،

اب آپ صرف چوقلم قرآن شریف ہی منگائیے

یہ بلکہ سب سے بڑی اور سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ بہت سستا ہے، یہ قرآن شریف مضبوط کاغذ ہونے کی وجہ سے سیفٹ تقسیم کے لئے لوگ اسے منگاتے ہیں اس لئے رمضان شریف کے بعد بھی یہ لاگت پر دیا جا رہا ہے، اس کا ہدیہ باوجود ۲۰۸ صفحہ کی ضخامت کے بلا جلد ایک روپیہ مجلد پارچہ ۱۴ مجلد چرمی ۱۴ دس جلد منگائیں تو بلا جلد آٹھ روپے مجلد پارچہ دس روپے اور مجلد چرمی پندرہ روپے،

حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۹۰ دہلی

دو رحمہ والا خوشنما بجنوری بلکہ بارہ سورۃ معہ اوراد

مذاریدہ پاکیزہ مسلمان نماز روزے کے علاوہ اپنا کچھ وقت اوراد و وظائف میں بھی صرف کرتے ہیں، سب سے بہتر وظیفہ قرآن پاک کی تلاوت ہے اور اگر فہم مطالب کے ساتھ ہو تو سبحان اللہ اس سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہو سکتا، باری تعالیٰ فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر مگر "اس آیت قرآنی پر نظر کر کے ہم نے یہ نیچرہ چھپوایا ہے، قرآن پاک کے تحت میں دو حصے ہیں، ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ اور دوسرا ترجمہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی، بلاغا، حواشی یا بیانات قرآن کی تفسیر ہے اور ضروری فوائد درج کئے گئے ہیں، غرض فہم مطالب قرآنی کا تمام سامان موجود ہے اور اردو خوان حضرات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں سورہ یٰسین، سورہ فتح، سورہ رحمٰن، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ نوح، سورہ جن، سورہ قیامۃ، سورہ کہف سورہ فلق، سورہ ناس، اس کے علاوہ ہفت منزل، اسماء حسنیٰ، درود اپاہج، صلوٰۃ تنجینا، اور نیچرہ حاجات بدیغیر نیچرہ ہے، ہدیہ مجلد فی جلد ۱۰ جلدیں ۱۰ محصول علاوہ، تعلیم مولوی رسالہ سے آدمی ملنے کا پتہ:-

حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے

پڑھیے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے، یہ کتاب دفتر مولوی نے حال میں شایع کی ہے اور اس میں حسب ذیل بیانات ہیں،

(۱) نزول القرآن، اس میں تبلایا گیا ہے کہ قرآن شریف کیونکر اور کس طرح نازل ہوا اور کس جگہ پہلی آیت نازل ہوئی

(۲) قرآن کی نزول اور تاریخی حکمتیں، مختلف علما کے خیالات

(۳) وحی کی قسمیں، اس میں وحی کی تقسیم شرح بیان ہوئی ہے

(۴) نسخ، ایک آیت میں حکم اور دوسری میں نسخ اس کا بیان

(۵) منسوخات قرآن، کتنی جگہ قرآن مجید میں ہے

(۶) جمع و ترتیب قرآن، یعنی کب جمع ہوا، اور پہلے کیا ترتیب نزول تھی اور اب کیا ہے،

(۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیونکر ہیں، اور کیونکر ہیں

(۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت کیا تھی،

(۹) رسم الخط یعنی قرآن شریف کی کتابت کیونکر ہوتی تھی،

(۱۰) علامات قرآن، یعنی، ج، ز، قف، سم وغیرہ کی تشریح

(۱۱) اوقات یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیے

(۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں معہ نقوش

(۱۳) اختلاف قرات، اس میں عربی، شامی، کوفی قرات کا موازنہ

(۱۴) قرا کا بیان، یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ

(۱۵) سات قرات، یعنی سات قاریوں کی مختلف انداز قرات

(۱۶) قرآن پاک کا اعجاز، یہ بہت مبسوط بحث ہے

(۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب

(۱۸) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے

(۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث سے

(۲۰) کوتاہیاں جو قرآن پاک کی تلاوت میں ہوتی ہیں

(۲۱) آداب تلاوت احادیث اور خود قرآن شریف سے

(۲۲) قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب معہ مسائل ضروریہ متعلق قرآن شریف،

یہ بہت ہی مفید کتاب ہے، اور ہر مسلمان کے لئے اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے، ضخامت ۴۸ صفحے، اور قیمت صرف

آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

مینجر رسالہ مولوی دہلی

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شایع کیا

The Maulvi Regd. L.No 1866

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو کوچہ چیلان دہلی سے شایع ہوتا ہے

اڈیٹر

عبدالحمید خان

سالانہ ایک روپیہ

پرچہ دو آنے صرف

جلد ہفتم | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۴۸ ہجری | نمبر ۵

عاشقان الٰہی کے لیے سب سے بڑی تفسیر والی حامل شریف مترجمہ مفسرہ مولانا عاشق الٰہی صاحب تفسیر مترجمہ مصدقہ حضرت مولانا محمود حسن قبلہ قدس سرہٗ

عاشقان الٰہی مصنفہ

بیالیس خوبیوں والی حامل شریف مترجم ومفسر

یہ حامل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور اتنی کامل تفسیر والی حامل آج تک نہیں چھپی تمام تفسیر یا وجود دکھان ہونے کے بہت صاف چھپی ہوئی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جاتی ہے یہ حامل شریف ان خوبیوں کی وجہ سے ہی مشہور ہے (۱) یہ نہری حامل ہے اس لیے متن خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو مدرسہ دیوبند کے یکہ فاضل مولوی ہیں (۳) اس کی تفسیر حامل قلمی، لباب النقول، بخاری شریف جلالین بیضاوی، موضح الفرقان رفیع الرحمن، عزیزی، مظہر الجہاب، مدارک التنزیل، اتقان، ابن کثیر سے اخذ ہے اور بیسیوں حوالے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات نظری کا سمجھنا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اس لیے تمام آیتوں کا شان نزول مدرج ہے (۶) حاشیہ کے علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۷) خاص آیات اور تلاوت سورۃ کے اجود ثواب کی حدیثیں بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد بر آری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۸) سورتوں کی ترتیب جو مصحف عثمانی میں لکھی ہے اس کی ترتیب (۹) سورتوں کے نام اور وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے (۱۰) رکوع، نصف، ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۱) جن خاص سورتوں کے خاص موقعوں پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر، قرآن شریف کے غلط لہجہ اور گا کر پڑھنے کی تنبیہ (۱۵) چونکہ طاعت کا اجر مقدور تلاوت پر مرتب ہے اس لیے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں، (۱۶) قرآن مجید میں ۲۵ انبیا کا مراد تاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں، (۱۷) نبی آخر الزماں حضور رسول مقبول کے حالات بالتفصیل (۱۸) ازواج رسول کریم کے حالات، (۱۹) صحابہ کرام کے حالات امراء کے درجات، (۲۰) وہ فرشتے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے ان کے نام اور کام (۲۱) ہاروت و ماروت کا قصہ (۲۲) جہنم کے داروغوں کے نام اور ان کے کام (۲۳) کفار کے نام جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے ان کے حالات (۲۴) قبائل کے نام و حالات جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۵) القاب انبیاء والقاب کفار جنکا ذکر قرآن میں ہے (۲۶) دنیاوی مکان اور مقامات کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) اُخروی مکان و مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے (۲۸) وہ ستارے جنکا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۹) پرندوں کے حالات جنکا قرآن میں ذکر ہے (۳۰) تنوں کے حالات جنکا قرآن میں ذکر ہے (۳۱) رموز قرآن اور ادائی و تنبیہ (۳۲) سجدۂ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۳) نہایت ایک ہزار صفحات کے ذریعے (۳۴) تزئین حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ و تفسیر درج ہے (۳۵) شجرہ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات وسن وفات (۳۶) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں جنکا سفید چھپا ہوا ہے (۳۷) تقطیع مولوی کے صفحوں کی نصف ہے (۳۸) بہت کیاب ہے دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (۳۹) کاغذ سفید مکھنا دلاتی ہے (۴۰) جا بجا نقرئی کار ہے (۴۱) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں (۴۲) سب سے بڑی خوبی سستی ہے اور ضخامت مذکورہ و نجوہ ایک ہزار بیس صفحے، ہدیہ عاشقی خاص چار روپے (للہ) محصول ڈاک ۱۰ر کل ۱۴ر

منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولوی دہلی

شاہانہ قرآن مجید مترجم

تاریخی قرآن شریف چوتھائی قیمت میں

پہلی سرخی کے برابر تن کا قلم ہے، اور دوسری سرخی کے برابر ترجمہ اور تفسیر کا قلم ہے، سبحان اللہ کیا کتابت ہے اور کیا چھپائی ہے، پورے پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیجئے، پون گز لمبا اور ۵ انچ چوڑا ہے، حقیقت میں یہ شاہانہ ہی قرآن ہے، کیونکہ اس کا ہدیہ مجلد ابتدا میں تیس روپے تھا، اس لئے امیر لوگ ہی خریدا کرتے تھے، یا مزارات پر بطور نذرانہ دیا جاتا تھا، اور مراد وہی برآتی تھیں، مترجم ہے، ترجمہ دہلی کی مقتدر علماء کی انجمن نے کیا، اور مدیر نا حضرت صاحب مرحوم مصنف کتب متعددہ نے آسان اور سلیس کرنے میں مدد دی، حاشیہ پر مکمل التفاسیر ہے، صرف تفسیر ہی اتنے جلی خط میں چھاپی جائے تو سات آٹھ روپے ہدیہ ہو، تفسیر کا اندازیہ ہے کہ ابتدائیں شان نزول آیات ہے، اس کے بعد تلاوت کے اجر میں، اس کے بعد احادیث سے سندات ہیں، بعدہٗ اس سورت کے متعلق پورا قصہ یا حال ہے، اور اس کے متعلق جسقدر روایات مصدقہ ہیں ان کا مجموعہ، ترجمہ اس انداز کا ہے کہ مسلسل کتاب معلوم ہوتی ترتیب عبارت کے لئے جس قدر الفاظ ہیں وہ سب قوسین میں ہیں، عربی کتابت دہلی کے استاد الاساتذہ منشی عبدالغنی صاحب نے کی ہے، ترجمہ بھی بہت خوشخط لکھا ہوا ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت جلی ہے، کتنا ہی ضعیف البصر کیوں نہ ہو بلا عینک کے آسانی سے پڑھ سکتا، یہ بلا مبالغہ عرض ہے کہ میں نے خود پانچ گز کے فاصلہ سے بآسانی رواں پڑھ لیا ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں یہ تاریخی تحفہ موجود ہو تو آپ کو چاہئے ہی یہ قرآن شریف منگانا چاہئے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے مدارج میں ترقی ہو تو بزرگان دین کے مزاروں پر نذر دیجئے، مگر لوگ اس سے متمتع ہوں اور صاحب مزار کی روح اس سے خوش ہو، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر کی سر آنے والی مصیبت دور ہو تو ایک قرآن شریف مسجد کی نذر کیجئے، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ کو ایک مثیل قیمت قرآن شریف چوتھائی ہدیہ پر مل جائے تو شاہانہ قرآن شریف منگائیے، ہدیہ رعایتی خاص دستی مجلد صرف آٹھ روپے، جلد چمڑے پتے کی نقرئی کار ہے، اب بلا مجلد نہیں ہے کاغذ سفید بھی ہے اور خاکی بھی، لیکن دونو کا ہدیہ اب برابر ہے، سفید کا غذ خاکی کے مقابلہ میں کمزور ہے،

وزن ۵ سیر ہے اس لئے ساڑھے تین روپے محصول میں خرچ ہوتے ہیں، ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے بشرطیکہ ۲ جلد منگائی جائیں، ایک جلد منگانے میں ریل کے ذریعہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ پھر پارسل پر یہاں خرچ آتے ہیں، اور بھی دو اور تین قرآن شریف پر خرچ ہونگے ریل کا محصول الگ رہا، لہٰذا ایک قرآن شریف بذریعہ ڈاک منگائیے اور دو بذریعہ ریل، ھدایۃ مجلد صرف آٹھ روپے،

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

عمّ پارہ مستی جمایل

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اگر آپ کو حامل شریف کی ضرورت ہے تو معزی مستی حامل شریف منگا لیجئے، یہ حامل باعتبار فن کتابت عربی کی خوشنما کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کا انداز تحریر یہ ہے کہ پڑھنے میں سب سے آسان ہوتا ہے، اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ، چھپائی بہت صاف، کاغذ باریک و لچکی بہت مضبوط، ہدیہ مجلد پارچہ جزبندی صرف بارہ آنے، اس سے سستی اس سے اچھی اس سے زیادہ صحیح، اس سے بہتر لکھی ہوئی، اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی، اس سے عمدہ کاغذ کی حامل کم از کم دس سال اندر بازار میں نہیں آئی،

اس کا اصلی ہدیہ مجلد پارچہ ۲ ہے، یہ صرف حمیدیہ پریس کا ہی کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف تو تقریباً بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے، ہدیہ رعایتی فی جلد ۱۲ دس جلدیں منگائیں سات روپے کی،

مشتہر حمیدیہ پریس دہلی

زندہ قوموں کی یادگاریں ہمیشہ
زندہ رہتی ہیں!
نہ کہ ہماری
دیکھئے
سیواجی کی تلوار کی تصویریں پانچ ہندوؤں کی
حرزجاں بنی ہوئی ہیں مہاپرتاپ کی تصویریں
ہر ہندو کے گھر کی زینت ہیں، پولین کے قلم
کے فوٹو ہر فرنچ مین کے گھر میں موجود ہیں، شیکسپیر کے
قلم فوٹو انگلستان کے ہر گھر میں پہنچ گئے
یہ زندہ قومیں ہیں انہوں نے اپنے تاریخی
یادگاریں زندہ رکھیں اب دیکھنا یہ ہے کہ

عکس قرآن مجید

(فوٹو)

نوشتہ

غازی اورنگ زیب

سات کروڑ مسلمانوں کے کتنے گھروں میں پہنچتا ہے
یہ کوئی بیکار فضول چیز نہیں ہے، بلکہ خدائے قدوس کا
پیام ہے جس کی کتابت ہی تمہارے گھروں کے
لئے سعادت ہی حضرت خواجہ صاحب نے نیک
ہدایت سے سنبھالے اس کا فوٹو گرایا، اور
سات ہزار روپے لاگا کر اس پورے قرآن شریف
کے فوٹو چھپوائے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس یادگار کو
اپنے لئے حاصل کر سکے کہاں تمہارے غازی کا
لکھا ہوا قرآن اور کہاں ہر مسلمان کا گھر خدا خواہ
صاحب ہوس کے جوتے خریدے ہوئے ہیں
میں بیاضت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کے
لئے آسان کر دیا، یہ ہے قرآن شریف کا فوٹو
آٹھ روپے صفحات پر لیا گیا ہے، کاغذ وہی ہے
تصاویر میں لگایا جاتا ہے، یعنی آرٹ پیپر
جلد دلائی ہر قسم کی بنوائی گئی ہے
ان تمام خوبیوں اور اوصاف کے بعد اگر آپ کا
ہدیہ صرف ڈھائی روپیہ ہے ۱۰ر محصول
خرچ ہوتے ہیں، ہے

حمیدیہ پریس دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جلد نہم | دہلی۔ بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ سنہ | نمبرہ پنج

خطبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین نحمدہ و نستعینہ ونسالہ الکرامۃ فیما بعد الموت فانہ قد وقی رجلی وحکم ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا وسراجا منیرا لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد ضل ضلالا مبینا اما بعد فقال اللہ تعالی فی الکلام القدیم قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ اما بعد۔ یا معاشر المسلمین۔

اس خدائے بزرگ و قدوس کی حمد و ثنا کرو جو یکتا و یگانہ و احد و فرد لاشریک لہ جس کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں جس کے آگے سب ناچار و درماندہ ہیں ایسا جس کی ساری مخلوق محتاج ہے اور تعریف و ستائش کرو اس ارحم الراحمین خداوند ارض و سما کی جس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نبی امی عربی خاتم المرسلین کو مبعوث فرمایا اور اسکے ذریعہ ایک جامع ہدایت نامہ نازل فرمایا جو بہار ہے دین و دنیا دونوں کی بہتری کا ضامن اور کفیل ہے اور ساتھ ہی اس بشیر و نذیر رسول ہاشمی کی ذات قدسی صفات اپنے احکام و ہدایات کا مظہر اتم بنا کر ہمارے لئے اسوۂ حسنہ مقرر فرمادیا

تاکہ اس کے احکام اور ہدایت پر عمل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور درود و سلام ہو سید البشر افضل الناس آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ پر جن کی زندگی از اول تا آخر خدا کی مرضی کے مطابق اور قرآن حکیم کے مصیبی زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے اسکے موافق تھی یہ اس لئے کہ اللہ کے بندوں کو اسکی مرضی اور خوشنودی حاصل کرنے میں کوئی دقت اور کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے اور وہ آنکھ بند کر کے رسول مقبول کے نقش قدم پر چل کر رضائے الٰہی حاصل کر سکیں۔

برادران اسلام۔ آج کے خطبہ کا موضوع اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اس موضوع پر بارہا ان خطبات میں بحث کی گئی ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو یہی ایک موضوع ہے جس پر ساری عمر وعظ کہا جا سکتا ہے اور نہ صرف کہا جا سکتا ہے بلکہ کہنا بھی چاہئے کیونکہ دین اور دنیا کی ہر ایک بات اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے ماتحت ہونی چاہئے اور ہر ایک امر میں سب سے پہلے جس بات کا خیال رکھنا چاہئے وہ یہی ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کے واجبہ اطاعت کے اندر موجب ہی دین و دنیا کی سرفرازی حاصل ہو سکتی ہو ورنہ اندیشہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق بن جائینگے۔

برادران اسلام! اللہ کی اطاعت کی اصل یہ ہے کہ اس کی خدائی میں قولاً عملاً اعتقاداً کسی کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ بغیر اسکے نہ مسلمان ہی نہیں ہوتا اسلام کی اصل اور جملہ توحید ہے توحید کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو معبود یقین نہ کرے نہ کسی اور کی خواہ وہ نبی ہو یا ولی ہو یا پیغمبر نہ پرستش کرے نہ خدا کی خدائی میں شریک و سہیم جانے اور ان سے استمداد کرے یعنی ان سے نہ کچھ طلب کرے نہ مانگے کیونکہ خدا کے سوا کسی بت کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ بندوں کی حاجت پوری کر سکے خدا کے مقبول بندوں کو خدا کی درگاہ میں وسیلہ بنایا جا سکتا ہے لیکن براہ راست خود ان سے کچھ طلب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کے اندر یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ کچھ دے سکیں بیشک وہ بڑے مرتبہ والے ہیں خدا کا قرب ان کو حاصل ہے اور وہ اللہ کے بڑے پیارے اور محبوب ہیں اگر اس طرح خدا سے اپنی حاجت طلب کریں کہ الٰہی اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے صدقہ میں میری حاجت برلا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجت پوری کر دیگا مگر یہ کہ خود پیغمبروں اور پیغمبروں سے حاجت پوری کرنے کی درخواست کرنی یہ کسی طرح جائز نہیں بلکہ شرک ہے کیونکہ اس طرح ہم خدا کی خدائی میں ان کو شریک کر دیتے ہیں اور شرک سے بڑھکر خدا کے نزدیک کوئی دوسرا گناہ نہیں ہو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ خدائے حتمی طور پر فرما دیا ہے کہ وہ اس کو ہرگز معاف نہ کرے گا اور دوسرے گناہ جس کو وہ چاہے گا تو معاف کر دیگا۔

حقیقت یہ ہے کہ شرک ہے ہی نہایت گندی اور نجس چیز اور نہ صرف شرعاً بلکہ عقلاً بھی اس سے زیادہ لغو اور مہمل کوئی چیز نہیں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے ہوا و خدا کے وجود و تدبیر ہی کا سرے سے قائل نہ ہو مگر یہ کسی طرح عقل میں آنے والی بات نہیں ہے کہ ایک کی بجائے متعدد خدا کی پرستش کوئی کرنے لگے یا اس کی ذات و صفات میں دوسری مخلوق کو شریک کرے۔

برادران اسلام! خالص توحید کا عقیدہ اور خالص توحید پر ایمان اور عمل یہ اپنے اندر برق و بھاپ سے زیادہ قوت رکھتے ہیں ایک موحد مومن کے قلب کے اندر اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کی تمام مادی طاقتیں اور قوتیں ایک طرف اور توحید خالص کی قوت ایک طرف ہو تو تب بھی خالص توحید کی قوت ہی برتر ثابت ہوگی۔

ابتداء اسلام میں صحابہ کرام نے جو عظیم انقلاب اس نیلگوں آسمان کے نیچے برپا کر دیا وہ اسی توحید خالص کے عقیدہ کا سحر کی کرشمہ سازی تھی۔ عقیدہ توحید کی قوت نار کو گلزار اور جنزاں کو بہار بنا دیتی ہے نار ابراہیمؑ کو اسی نے بحکم یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم گلزار بنایا تھا اور اسی نے دریائے نیل کو بفضلہ شرک میں تبدیل کیا تھا یہ موت کو عرس یک شبہ کے مانند محبوب بنا دیتا ہے اور تلوار کی دھار کو مثل نسیم سحر کی مانند نرم و خوشگوار کر دیتا ہے یہ عقیدہ ہو جو تمام مشکلات کو پانی کی طرح حل کر دیتا ہے اور مصائب و آلام کو باغ و بہار کی طرح

لذت بخش اور کیف انگیز بنا دیتا ہے بشرطیکہ اور پختہ مبرا عن الشرک توحید کا عقیدہ ہو۔

برادران اسلام۔ ہمیں اپنی حالت پر بھی اب غور کرنے کی ضرورت ہے کہ توحید کا عقیدہ ہمارا کس درجہ کا ہے اور کس حد تک اس کی قوت ہمارے اندر ہے اور کہیں ہمارے دامن توحید ہماری تعالے برشرک خفی و جلی کے دھبے تو نہیں ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلام نے جو سب سے بڑی دولت ہم کو عطا کی تھی اس کو اس کفرآباد ہندوستان کی آب و ہوا نے شرک کی گندگی سے میلا کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلاف کرام کی سی ہم میں کوئی بھی بات نہیں رہی ہے حد سے نزدیک شرک کے سوا کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی مگر چونکہ ہمارا عقیدہ کمزور ہے اسلئے ہماری ہمتیں ہارے حوصلے اور ہمارے عزائم سب مضمحل اور کمزور ہیں اور ممکنات کو بھی ہم نے محال و ناممکن بنا لیا ہے۔

برادران اسلام غور کیجئے کہ کیا جس کا دل خدائی قدرت و اختیار کے یقین سے معمور ہو اور جس کا یہ پختہ عقیدہ ہو کہ خدا ہی کے قبضہ قدرت میں موت و حیات زندگی و ممات ہے اور وہی خالق ارض و سما سب کا مالک و داتا ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق پرستش اسکے سامنے سر جھکا بھلے گیا وہ اس آستان کے سوا کسی دوسری طاقت کے سامنے سر جھکا سکتا ہے۔ دیکھو صحابہ کرام کی زندگیوں کو کہ ان کا سر خدا کے سوا کبھی کسی دنیاوی طاقت کے سامنے نہیں جھکا اور نہ صرف اس وقت جبکہ شاہان عالم کے سر ان کے سامنے جھک گئے بلکہ اس وقت بھی جبکہ وہ کمزور اور ہر قسم کے سازوسامان دنیاوی سے بیبہرہ تھے قیصر و کسریٰ کے دربار میں شیروں کی طرح گرجتے تھے تو صرف یہی توحید کی قوت تھی جس نے ان کے دل کو جلال و جبروت خداوندی سے معمور کر دیا تھا اور تمام مادی قوتوں کا خوف دہر اس ان کے قلوب سے نکال دیا تھا۔

مگر ایک ان کے اختلاف ہم میں کہ خوف ماسوا اللہ سے ہمہ وقت بید کی طرح لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور خدا کے سوا سب کا خوف دلوں میں سما گیا ہے اور مزا یہ ہی چاہیئے جب خدا کے خوف سے دل خالی ہو جاتے ہیں تو دنیا بھر کا خوف اور ڈر ان دلوں میں جگہ کر لیتا ہے چنانچہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ دنیا بھر سے ہم ڈرنے لگے ہیں حکومت کا خوف الگ ہمارے دلوں اور روحوں پر مسلط ہے اور اکثریت والی قوم سے الگ ہم خائف ہیں اور اپنی اقلیت سے پریشان ہیں کہ کہیں ہندوؤں کی اکثریت ہم کو فنا نہ کر دے حالانکہ ابتدا میں مسلمان اقلیت ہی میں تھے اور کسی ایک اکثریت کا نہیں بلکہ متعدد اکثریتیں ہمارے مٹانے کے لئے در پے تھیں مگر چونکہ اس وقت کے مسلمانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا کامل بھروسہ اعتماد اور یقین سے معمور تھے اسلئے وہی اقلیت جس کے مٹانے کی شب و روز سازشیں ہوا کرتی تھیں اور ریگ بیاباں کی طرح اکثریتیں ان کے گرد منڈلاتی رہتی تھیں کو فنا کر دیں خدا نے اس کو وہ قوت و طاقت عطا فرمائی کہ دنیا کی تمام سرکش قومیں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔

مگر ایک ہم ہیں کہ ایک کی غلامی کو چھوڑ کر سینکڑوں طاغوتی قوتوں کے غلام بن گئے ہیں سب سے پہلی غلامی تو ہم نے اپنے نفس کی اختیار کر لی ہے اور ہوا و ہوس کو اپنا معبود بنا لیا ہے اسکے بعد اغراض اور ذاتی مفاد کی غلامی کا جوا کاندھے پر رکھ لیا ہے پھر اسکے بعد بیرونی طاقتوں کی غلامی کو طغرائے امتیاز بنا لیا ہے یہ سب کچھ توحید خالص سے محرومی کے نتائج ہیں اور ابھی نہیں کہا جا سکتا اور کس درجہ تک تنزل اور پستی کی طرف ہمیں پھسلنا پڑے گا۔

برادران اسلام! آج جس قدر خرابیاں تم مسلمانوں کے اندر دیکھ رہے ہو ہمارے سب کی بنیادی وجہ عقیدۂ توحید کی کمزوری ہے۔ دینی اور دنیاوی ہر قسم کی ترقی و بہی باتوں پر منحصر ہے یا تو انسان خدا کا منکر ہو کر اپنی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرے یہ عقیدہ مادی ترقی میں ایک حد تک ضرور مدد و معاون ہوتا ہے مگر روحانی ترقی سے محروم کر دیتا ہے اور دوسری چیز عقیدۂ توحید ہے جو ایک طرف دنیا اور اس کی تمام قوتوں کو انسان کا محکوم بنا دیتا ہے اور دوسری طرف روحانی ترقی کے دروازے کھول دیتا ہے چنانچہ ہمارے اسلاف اس لئے دونوں ترقی کے اوج کمال تک پہنچے ایک طرف مادی ترقی کی تمام منزلیں طے کر لیں اور زمین نے اپنے خزانے ان کے لئے اگل دیئے اور دنیا کی طاقتوں نے ان کو اپنا مرکز قرار دیکر ان کے گرد جمع ہو گئیں اور دوسری طرف آسمانی برکات و حسنات نے ان کو اپنے سایہ میں پالیا اس لئے اے برادران اسلام اطمینان اور کی پہلی منزل توحید صحیح اور پختہ عقیدہ توحید سے متعلق ہے ہمیں جلد سے جلد اپنے آپ کو اس منزل پر پہنچانا چاہیئے اور اپنے عقیدۂ توحید کو اپنے قول ہی سے نہیں بلکہ عمل سے مضبوط کرنا چاہیئے کیونکہ اس عقیدہ کی پختگی مضبوطی پر تمام اعمال کے حسن و خوبی کا انحصار ہے اگر ہم شب و روز نیک اعمال انجام دیں اور کبھی کوئی گناہ نہ کریں مگر توحید کا عقیدہ کمزور ہو اور خدا کے ساتھ دوسری قوتوں کو بھی شریک کر لیں تو یہ سب اعمال حسنہ اکارت جائیں گے اور ان کی دو کوڑی کی بھی قیمت نہ ہوگی۔

توحید کے معنی یہ ہیں کہ خواہ دنیا جہان کی طاقتیں مخالف ہو جائیں اور مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں مگر خدائے واحد کی یکتائی میں کسی کو شریک نہ کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا تشرك بالله شيئا وان قتلت وحرقت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مت ٹھہرا خواہ تو قتل کیا جائے یا آگ میں جلا ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ومأواه النار وما للظالمين من انصار یعنی جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اس پر جنت حرام ہو گئی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

بہرحال الحمد للہ کہ ہماری بڑی سے بڑی توحید خالص ہے مگر افسوس کہ ہم نے اپنی جہالت سے پیر و ولی پیغمبروں اور دیوبیوں کو خدائی صفات اور اس کی قدرت و اختیار میں شریک کر لیا ہے خواص کا ذکر نہیں مگر عوام کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ بزرگان دین کے مزارات پر بلا تکلف سجدے کرتے ہیں اور ان سے براہ راست اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں اور وہ سب کچھ جو صرف خدا سے طلب کیا جا سکتا ہے مثلاً اولاد رزق وغیرہ وہ سب بزرگوں سے طلب کرتے ہیں یہ کہنا ہوا شرک ہے اور اگر ان بزرگوں سے ان کو روکا جائے تو جھٹ وہابی اور غیر مقلد کہدیا جاتا ہے اور الزام لگا دیا جاتا ہے کہ یہ شخص بزرگوں کا منکر اور ان کی ہتک کرنے والا ہے یہاں خواص کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ اگر فرط محبت میں مزارات کو پوسہ وغیرہ دیتے ہیں تو اس عقیدہ سے نہیں کہ ان کو خدائی قدرت حاصل ہے اور یہ کہ وہ خدائی خدائی اور بندوں کی بندگی میں فرق کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں مگر عوام میں نہ اتنا علم ہوتا ہے اور نہ اتنی سمجھ اس لئے وہ ان لوگوں کو دیکھکر گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں سلئے خواص کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ عوام کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایسی باتوں سے پرہیز کیا کریں۔

برادران اسلام! اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا اور دین کی سرفرازیاں اور سربلندیاں ہمارے حصہ میں آئیں اور روز بروز جس غار ہلاکت میں گرتے جا رہے

اس سے نکل کر ہم رفعت پر پہنچیں تو اس کے لئے سب سے پہلے عقیدہ توحید پر صمیم قلب سے استواری ہی ایک اور واحد راستہ ہے اور جب تک توحید پرستی کو ہم اپنا شعار نہ بنائینگے اس وقت تک الٰہیہ اسد کا حاصل اور کرنا ایک طرف رہا دنیاوی زندگی کے کسی دنی و دنیاوی شعبہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھیئے شرک سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہے اور خدا وند کریم نے قرآن حکیم میں مسیکڑوں جگہ اس کی برائی بیان فرمائی ہے اور توحید پرستی کی دعوت دی ہے فرمایا لا الٰہ الا اللہ واحد یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور فرمایا ان الشرک لظلم عظیم شرک بڑا ظلم ہے اور فرمایا وجعلوا للہ شرکاء الجن وخلقھم وخرقوا لہ بنین وبنت لغیر علم سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون۔

غرضکہ اسی طرح سینکڑوں جگہ شرک کی مذمت اور توحید کی تعلیم دی ہے اس لئے ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر قسم کے خفی و جلی ظاہر و باطن اور قولی و اعمالی شرک سے بچیں اور اس سے احتراز کریں اور توحید خالص کی برکات سے مستفید ہوں۔

الطیوا اللہ بعد الطیوا الرسول کا درجہ ہے اور حقیقت اطاعت رسول کے معنی اطاعت الٰہی کے ہی ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس آیہ کریمہ میں اتباع رسول کو محبت الٰہی کا ذریعہ بتلایا گیا ہے یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور رسول اللہ کے اتباع کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے اعمال، افعال اور ارشادات کے مطابق ہم اپنی زندگی بنالیں اور سر مو اس سے تجاوز نہ کریں اور رسول مقبول کی مقدس زندگی کا اہم پہلو توحید خالص اور ہر قسم کے شرک سے پاک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و وحدانیت کا پیام کامل ہے حضور کی بعثت کا مقصد و مرعا دنیا میں توحید خالص کی تبلیغ تھا جسکو حضور نے قول و عمل سے پورا کیا۔ بہر حال مسلمانوں کا اولین فرض خود صحیح کامل اور خالص توحید پر ایمان قائم کرنا ہے اس کے بعد دنیا کو اس عقیدہ کی طرف بلانا اور شرک کی نجاست سے نجات دلانا ہے۔

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بما فیہ من الآیات والذکر الحکیم۔ انہ تعالیٰ جواد کریم برؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

درود و سلام بھیجو اس آقائے مدنی اس سرکار دو عالم اور اس فرمانروائے کونین پر جسنے دنیا کو عموماً شرک اور بت پرستی اور خصوصاً عرب کی بندگی سے اور مسلمانوں کو خصوصاً نجاست شرک سے نجات دلا کر خداوند ذی قیوم کی توحید سے آشنا کیا اور ان کے قلوب و ارواح کو وحدانیت کی لازوال دولت سے مالا مال کیا حضور کی بعثت سے قبل ساری دنیا شرک و بت پرستی کی ظلمت و تاریکی میں ٹھوکریں کھاتی پھرتی تھی مگر آفتاب رسالت کے طلوع ہوتے ہی گھر گھر نور وحدت کی روشنی پھیل گئی اور مسلمانوں کے قلوب جگمگا اٹھے اور حضور کے صدقہ میں زنگ خوردہ آہن دمس کندن بنکر دمکنے لگے ایسے رسول مقبول پر جس قدر مسلمان درود و سلام بھیجیں کم ہے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین مہدیین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے زیادہ افضل اور اشرف ہیں جنہوں نے سب سے پہلے صدائے توحید کو لبیک کہا جن کے سینے توحید خالص کے نور سے مطلع آفتاب کی طرح درخشاں اور سنور تھے جن کی گردنیں خدائے واحد کے سوا کسی کے سامنے بھی نہیں جھکیں جن کے دل وقت سالکہ توحید سے اس درجہ قوی تھے کہ جنہوں میں دنیا کی کایا پلٹ دی اور جن کی روحیں بجز شرک سے کسر پاک اور منزہ تھیں اور جو کبھی خدا کی خدائی میں کسی نبی یا رسول جن و ملک اور دوسری طاقتوں کو شریک نہیں کرتے تھے اور جنہوں نے خدا کے سوا کسی کے سامنے دست طلب دراز نہیں کیا وہ جو کچھ مانگتے تھے خدا سے مانگتے تھے جو حاجت طلب کرتے تھے اپنے خالق سے طلب کرتے تھے غرضکہ جن کے دل و دماغ اور روحیں باوہ توحید کے نشہ سے مخمور اور شرک کی نجاست سے یکسر دور تھے خلفائے راشدین پر درود و سلام ہو کیونکہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس دولت سرمدی سے سرفراز ہوئے اسی طرح ہم ان صحابہ کرام کے صدقہ میں اس دولت لازوال سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اور درود و سلام ہو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اور آنحضرت کے محبوب و مقدس نواسوں حضرات امام حسن و امام حسین پر اور آنحضرت کی ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر کہ یہ بزرگ توحید خداوندیکتا کے علمبردار تھے اور شرک سے نفور تھے۔ اور درود و سلام ہو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور جملہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت طلحہ و حضرت زبیر حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت ابوعبیدہ اور تمام اصحاب کرام پر جن کے قلوب توحید خالص کی روشنی سے منور تھے اور جن کی وساطت سے ہم تک دولت توحید پہنچی۔

اور درود و سلام ہو حضرات ائمہ اہلبیت جو دنیا میں توحید کے روشن مینار تھے اور درود و سلام ہو ائمہ اربعہ پر جنہوں نے توحید کے مسائل سے ہم کو آگاہ کیا اور شرک کی اقسام مہلکہ کو ان سے بچنے کا راستہ بتایا۔ اور درود و سلام ہو تمام اولیائے کرام و مشائخ عظام خصوصاً حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری پر جن کی مساعی جمیلہ سے کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوئیں اور توحید کی لو سے اکثر قلوب نابود ارواح جگمگا اٹھے۔

اور سلام و رحمت ہو تمام خاقانین اسلام منصور خاندان محمد بن قاسم سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین غوری سلطان اورنگ زیب غازی پر جن کی سعی جمیل سے ہم تک توحید کا ٹیکا گھر گھر سجا اور اسلام مسلمانان عالم پر رحمت نازل کرے ہمارے دلوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ تیری پاک ذات کے سوا کسی کو فعلاً اور عملاً عبادت و پرستش میں شریک نہ کریں ہر قسم کے شرک خفی و جلی سے بچیں اور اپنے دلوں کو نور توحید سے منور کریں اور جس طرح صحابہ کرام تیری توحید پر بھاطو کی طرح قائم تھے اسی طرح موجودہ زمانہ کے مسلمان بھی توحید پر چٹان کی طرح قائم رہیں اے اللہ مسلمانوں کو شرکانہ رسوم سے نجات عطا فرما اور ان کے دلوں کو اپنی توحید کی روشنی سے منور کر دے اور ان کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی پیروی کی توفیق دے اور جملہ علمائے کرام کی تقلید کا جذبہ پیدا کر۔ عباد اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم۔ ولذکر اللہ تعالیٰ اکبر والصلوٰۃ واعظم وآجل

کشکول

حادثۂ فلسطین

ارض قدس میں برطانیہ کی بالفور اسکیم کے نتیجہ کے طور پر جو اندوہناک حوادث ظہور پذیر ہوئے اگرچہ پہلے ہی معلوم تھا کہ ان خونیں خواب کی ذمہ داری اولاً برطانیہ کی صیہونی پالیسی پر ہے اور پھر فتنہ پرداز یہودیوں پر ہے جو برطانوی حمایت کے بل بوتے پر برابر سازشیں کرتے رہتے ہیں اور نہ صرف سیاسی حیثیت سے فلسطین کے عربوں کو ان کے پیدائشی حقوق سے محروم کرنے کی مذموم سعی کرتے رہتے ہیں بلکہ ایسے مناقشات اور تصادم پیدا کرتے رہتے ہیں جو مذہبی مداخلت اور مذہبی اشتعال انگیزی کی حد میں آتے ہیں۔

مکتوب رائٹر نے فلسطین کے مسلمانوں کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا تھا اس کا پردہ اس طرح چاک ہو گیا ہے کہ قدس کے مفتی اعظم نے تمام پوست کندہ حالات شائع کر دیئے ہیں جس سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ یہود یوں نے نہ صرف دیوار گریہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مسلمانوں کے خلاف مظاہرے کئے بلکہ مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیں اور مظاہروں میں گندہ ذہنی سے کام لیا اور آویزش کے سامان پیدا کئے اور پیغمبر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے پہل کی اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور یہ سب کچھ اس منصوبہ کے ماتحت کیا کہ برطانوی سنگینیں برطانوی خبر رساں ایجنسی اور برطانوی حمایت ان کی پشت پناہی کرے گی اور فلسطین میں مسلمانوں کے حقوق پر چھاپہ مارنے کا بہانہ ہاتھ آجائیگا۔

دیوار گریہ پر یہودی فساد مچانے کی حیثیت یہ ہے کہ ستر سو سال سے مسلمانوں کا اس پر قبضہ ہے اور اس سے پہلے بھی انھیں مسلمانوں کے ابا و اجداد کا قبضہ تھا اگرچہ وہ مسلمان نہ تھے جب ان کے اخلاف مسلمان ہوئے تو ان کا قبضہ رہا باوجودیکہ اس پر قبضہ مسلمانوں کا تھا مگر پھر بھی مسلمانوں نے یہ فراخدلی برتی کہ یہودیوں کو اس کی زیارت اور مراسم مذہبی کے ادا کرنے سے روکا نہیں بلکہ بطور رعایت ان کو اس دیوار کی زیارت اور مذہبی مراسم کے ادا کرنے کی اجازت دیدی جو آج تک چلی ہے۔

ایک ہزار سال سے زیادہ گذر گئے مگر کبھی یہودیوں نے اس دیوار کا دعویٰ نہیں کیا مگر جب سے برطانوی ہوس استعمار اور یہودیت پرستی نے ترکی حکومت کے حصے بخرے کئے اور عراق و فلسطین کے ملک ترکی حکومت سے نکال کر اپنی حکمبرداری میں لئے اور بالفور اسکیم کے ماتحت عربوں کو پیدائشی حقوق سے محروم کرنے کے لئے یہودیوں کو دعوت دیگئی کہ وہ فلسطین میں آکر آباد ہوں اور اس کو اپنا وطن بنائیں اور ہزارہا سال کے بسنے والے مسلمان عربوں کو ان کی بہترین زرخیز زمینوں سے محروم کر کے یہودیوں کو نوازا گیا اور ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا گیا تو یہودیوں کے حوصلے بڑھے اور انہوں نے اس دیوار پر اناحق جتا کر اپنا قبضہ کرنے کی کوشش کی۔

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے واقعہ یہ ہے کہ بظاہر یہ شاہ دیوار گریہ پر ہوا ہے مگر حقیقت اس کے خلاف ہے اصلی اور حقیقی وجہ نزاع برطانیہ بالفوری اسکیم ہے۔

اس فساد کی اسکیم کا منشا یہ ہے کہ سرزمین قدس میں یہودیوں کے عنصر کو اتنا قدر طاقتور کر دیا جائے کہ وہ عربوں کے مساوی ہو جائے تاکہ دونوں عناصر کی موجودگی کی وجہ سے سرزمین قدس ہمیشہ کے لئے فتنہ و اختلاف کا مرکز بنجائے اور یہودیوں کی حفاظت کے بہانہ سے برطانیہ اپنا سایہ عاطفت ہمیشہ قائم رکھے اگر تنہا عرب رہتے جیسا کہ جنگ سے پہلے تھے تو چونکہ وہ ایک قوم تھے اسلئے وہ جلد سے جلد آزادی حاصل کر لیتے مگر اب ممکن نہ ہو سکیگا کیونکہ دوسرا عنصر جو یہودیوں کا بڑھایا جا رہا ہے وہ راستہ میں روڑے اٹکائیگا۔

سوال پیدا ہوگا کہ ارض فلسطین کونسا ایسا وسیع ملک نہیں ہے جس سے برطانیہ کو بہت زیادہ نفع ہو وہ ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی سات آٹھ لاکھ سے زیادہ نہیں اور شکل سے بھی حال کی ریاست کے برابر ہوگا اتنے چھوٹے سے ملک پر قبضہ رکھکر برطانیہ کیا حاصل کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ برطانیہ فلسطین پر اس لئے قبضہ نہیں رکھنا چاہتا کہ وہاں کی دولت و ثروت سے مستفید ہو بلکہ اصلی اور حقیقی غرض ہندوستان کو قبضہ میں رکھنے کی ہے۔ ہندوستان ایک گھوڑا ہے اور نہر سویز اور بحر قلزم اس گھوڑے کی دو رکابیں ہیں نہر سویز پر پہلے ہی سے قبضہ ہے اب بحر قلزم کی دائمی حفاظت اور دائمی قبضہ کی ضرورت ہے تاکہ فلسطین اگر تیسری بنجویں رہے اسکے علاوہ چونکہ مصریوں کے اندر روز بروز بیداری پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور نہر سویز کے لئے وہ برابر جدوجہد کر رہے ہیں اور ممکن ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ نہر سویز مصریوں کے قبضہ میں چلی جائیگی اس طرح ہندوستان کی حفاظت کا راستہ برطانوی ہاتھوں سے نکل جائیگا اس صورت میں بحر قلزم ہی کام دیگا جو آج نہر سویز کا کام دے رہی ہے۔

غرض یہ کہ مقصد اصلی ہندوستان کو غلام رکھنا ہے اور اسی لئے فلسطین پر برطانیہ دائمی قبضہ رکھنا چاہتی ہے اور اس کی طور صرف یہی ہے کہ وہاں ایک ایسا عنصر بڑھا دیا جائے جو آئرلینڈ اور ہندوستان کی سی کیفیت پیدا کر دے یعنی جس طرح آئرلینڈ میں ایک جماعت جو اسنیٹر والوں کے نام سے موسوم ہے مجاہدین وطن کے راستہ میں شک و شبہ کی راہ نما اور قدم قدم پر آزادی کے راستہ میں روڑے اٹکاتی رہی اور برطانیہ اسٹر والوں کی حمایت و حفاظت کے بہانہ سے آئرلینڈ کو آزادی سے محروم رکھنے پر مصر رہی جس طرح ہندوستان میں ہندو مسلم سوال پیدا ہو گیا ہے اور اقلیتوں کے حفاظت کے بہانہ سے اس کو آزادی سے محروم رکھا جا رہا ہے اسی طرح فلسطین کو محروم رکھا جائے اور کہا جائے کہ یہودیوں کو مسلمان عربوں کے رحم پر نہیں چھوڑا جا سکتا اور یہودی ہرگز تیار نہیں ہیں کہ برطانیہ اپنا سایہ عاطفت اٹھالے اور ظاہر ہے کہ جب تک یہودیوں کو اس کا یقین نہ ہو جائیگا کہ فلسطین کی حکومت کی باگ ان کے ہاتھ میں آجائے گی اس وقت تک وہ برابر آزادی کی مخالفت کرتے رہیں گے کیونکہ برطانوی حکومت کے قیام کی صورت میں بہرصورت یہودیوں کا فائدہ رہے گا جبکہ اس وقت وہ ہر طریق کے مرنے میں ہیں۔

بہر حال اصلی مصیبت ہندوستان کی غلامی ہے ہندوستان ہی کی وجہ سے مصر و فلسطین اور عراق وغیرہ مصائب میں مبتلا ہیں اسلئے اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلامی ممالک پر برطانوی چیرہ دستیوں سے نجات ملے تو اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں وہ بھی برادران وطن کے ساتھ دوش بدوش کھڑے ہو جائیں ملکیان سے زیادہ سعی و جہد کریں اور جلد سے جلد ہندوستان کو غلامی کی لعنت سے نجات دلائیں اسکے بعد تمام اسلامی ممالک خود بخود آزاد ہو جائینگے اور برطانیہ خود ہی اس مصیبت سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیگا مگر افسوس ہے کہ ابھی صحیح سیاسی احساس اور سمجھ ہندوستانی مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوئی۔

حادثۂ فلسطین اور سلطان ابن سعود

حافظ وہبہ سلطان ابن سعود کے ایک معتمد آدمی ہیں اور نظارت خارجہ کے عہدہ پر مامور ہیں اور آجکل لندن میں قیام پذیر ہیں خدا معلوم کیا حالات پیش آئے اور کیا ضرورتیں لاحق ہوئی کہ حافظ صاحب موصوف نے ایک ایسا بیان دیا جس سے شدید غلط فہمی پیدا ہو گئی۔

اس بیان کی نوعیت یہ تھی کہ فلسطین کا حادثہ ایک مقامی واقعہ ہے اور سلطان اور سلطان ابن سعود کی حکومت کو اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے اور وہ اس حادثہ کی وجہ سے برطانیہ سے اپنے تعلقات خراب نہ کرے گی غرض یہ کہ اس بیان سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ فلسطین کے مسلمان خود ہی اس مصیبت کو بھگتیں اور ان کے ساتھ کسی کو کوئی ہمدردی نہیں ہے۔

جونہی یہ غیر دانشمندانہ بیان شایع ہوا ہندوستان میں سلطان کے خلاف جذبات نفرت و حقارت کا مقابلہ ہر ہونے لگا اور تمام اخبارات نے لعنت و ملامت شروع کر دی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بیان حد درجہ خلاف تدبر اور سیاسی دانشمندی کے منافی تھا یہ صحیح ہے کہ سلطان ابن سعود کی حکومت جو خود برطانیہ کے رحم پر ہے وہ فلسطین کے مسلمانوں کی برطانیہ کے مقابلہ پر کیا مدد کر سکتی ہے اور اگر کچھ ہمت بھی کرے تو خود خطرہ میں پڑ جائے لیکن اسی کے ساتھ اس طرح کا بیان دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس بیان سے برطانیہ کو اپنی سن مانی کارروائی کرنے میں اور مدد ملتی ہو اور فلسطین میں جو غلط اور نامنصفانہ پالیسی اختیار کی گئی ہے اس کے جواز کا پہلو نکلتا ہے۔

لیکن خوشی کی بات ہے کہ سلطان موصوف نے حافظ وہبہ کے بیان کے خلاف ایک بھری پیغام میں اس غلط فہمی کو دور کر دیا گیا اگرچہ کوری زبانی ہمدردی کا اظہار اپنے بیان میں کیا ہے مگر سیاسیات عرب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور امرائے عرب کی نازک پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے زیادہ سلطان اور کیا کر سکتے تھے سلطان کا پیغام حسب ذیل ہے:-

"مسلمانان ہندوستان نے فلسطین کے عربوں کے ساتھ ان کی مصیبت میں جو اظہار ہمدردی کیا ہے اس کے لئے ہمارے شکر گذار ہیں اسلامی اور دنیاوی معاملات میں مسلمانوں کو جو رنج و راحت پہنچے ہم اس میں برابر کے شریک ہیں۔

ہمارے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ ہماری حکمت عملی عربوں کے خلاف ہے یہ دروغ محض اور قطعاً بے بنیاد ہے بلکہ اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ ہم عربوں کے ساتھ ان کی تکالیف میں برابر کے حصہ دار ہیں کیونکہ شریعت کا حکم اور عرب کی نجات کا تقاضا یہی ہے اور ہم بھی عرب ہیں"

امید ہے کہ بیان ہذا اس غلط فہمی کو دور کر دیگا جو حافظ وہبہ کی بیدانشی سے پیدا ہو گئی تھی حقیقت یہ ہے کہ سلطان ہر صوف سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتے تھے اور ان کی پوزیشن میں اور جو کوئی بھی ہوتا وہ اس سے زیادہ وضاحت سے کام نہیں لے سکتا تھا۔

سلطان ابن سعود کے خلاف بغاوت

تازہ اطلاعات ناظرین کو خود نجد میں اور بیرونی ممالک میں سیاسی حلقوں میں ابن سعود کے خلاف قبائل نے بغاوت کر دی ہے اور باغیوں کی طاقت کافی مستحکم ہے اور ان کی جمعیت تیس ہزار کے قریب ہے۔

بغاوت کو سخت تر بنانے کا بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی خطرناک بھی بتلایا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ چونکہ سلطان کے پاس روپیہ نہیں ہے اسلئے سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بغاوت کی وجہ عجیب و غریب بیان کی گئی ہے یعنی سلطان کی کوئی سخت گیری یا برے برتاؤ کی وجہ سے بغاوت نہیں ہوئی بلکہ عراقی و حجازی و نجدی سرحد پر عراقی حکومت نے جو فوجی چوکیاں قائم کی ہیں ان کو وجہ شورش و بغاوت بتلایا گیا ہے یعنی یہ کہ قبائل ان چوکیوں کے مخالف ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ قبائل ان چوکیوں کے خلاف ہیں اور اس سلسلہ میں وہ عراقی حدود میں تاخت و تاراج کرتے رہے ہیں اور برطانوی ہوائی جہاز جو عراق میں ہیں وہ ان پر بمباری بھی کرتے رہے ہیں مگر اس کی وجہ سے سلطان ابن سعود کے خلاف بغاوت کر دینی بے جوڑ سی بات نظر آتی ہے کیونکہ قبائل کی ان چوکیوں کے خلاف شورش میں خود سلطان کی درپردہ مرضی اور شہ کو شامل سمجھا جاتا رہا ہے۔

جب تک مزید تفصیلی اطلاعات موصول نہ ہوں اس وقت تک بغاوت کی بیان کردہ وجہ پر یقین نہیں کیا جا سکتا اور اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی گہری سازش نہ ہو خواہ یہ سازش اندرونی ہو یا بیرونی ریشہ دوانیوں کو اس میں دخل ہو۔

سلطان ابن سعود نے حجاز میں جو طرز عمل اختیار کیا ہے اگرچہ اس کے بعض حصص سے ہم کو اتفاق نہیں ہے مثلاً ماثر و مقابر کے سلسلہ میں کچھ بدعات و ناجائز امور رواج پا گئے تھے تو ان کو سختی سے روکا جا سکتا تھا جیسا کہ گنبد خضرا و روضہ اقدس کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے کہ سپاہی مقرر کئے گئے ہیں اور کوئی شخص خلاف شرع حرکت نہیں کرنے پاتا اسی طرح کا انتظام دوسرے مقابروں و ماثروں کے متعلق کیا جا سکتا تھا۔

لیکن باوجود اس کے کہ اس کارروائی کو ہم غلط سمجھتے ہیں پھر بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ قائم شدہ حکومت کے خلاف ایسی صورت پیدا ہو یا پیدا کی جائے جس سے اس اسلامی حکومت کا بھی وہی حشر ہو جائے جو افغانستان کا ہم دیکھ رہے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر فتنہ بغاوت بڑھے تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور ہم کیا کر سکتے ہیں اس کے متعلق ہمیں سلطان سے جو اختلافات ہیں ان کی بنا پر باغیوں کی تائید نہیں کرنی چاہیئے اور حالات کا بغور مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے اگر بیرونی اور اجنبی مداخلت و سازش ہو تو اس کے خلاف زور زور آواز بلند کرنی چاہیئے تاکہ دشمنان اسلام کو موقع نہ ملے کہ وہ افغانستان کی طرح اس سرزمین مقدس

دن کے فاقہ کے بعد جیل کے اندر گزرائے عالم فانی ہو گئے۔

ان فاقہ کشوں کا مطالبہ یہ تھا اور ہے کہ جو ہندوستانی محبان وطن سیاسی جدوجہد کے سلسلہ میں سزایاب ہوتے ہیں ان کے ساتھ تو جو روں قانونی اور بدمعاشوں کا نہایت ذلت انگیز اور اذیت دہ برتاؤ ہوتا ہے مگر جو انگلرڈ یا ایگلو انڈین وغیرہ قتل چوری ڈاکہ زنا فریب دہی وغیرہ کے جرم میں سزایاب ہوتے ہیں ان کے ساتھ نہایت عمدہ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے ان کو بہتر سے بہتر کھانا دیا جاتا ہے عمدہ سے عمدہ لباس دیا جاتا ہے اور اچھے سے اچھا سلوک ان کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ امتیاز اٹھنا چاہیئے کیونکہ امتیازی سلوک کے اگر مستحق ہیں تو سیاسی قیدی ہیں جو کسی بداخلاقی کی وجہ سے سزایاب نہیں ہوئے بلکہ جذبۂ حب وطن جو ایک اعلیٰ جذبہ ہے اس کی وجہ سے سزایاب ہوتے ہیں یہ بالعموم تعلیم یافتہ اچھے خاندان کے اور ذی حیثیت لوگ ہیں پھر ہی ان کے ساتھ معمولی سلوک ہو اور انگریزوں کے ساتھ بہترین سلوک ہو۔

بہرحال اس مقصد کے لئے اسیران بلا نے اپنی جانیں خطرہ میں ڈالیں اور ایک ان میں سے اس مقصد کی قربانگاہ پر لاہور جیل میں ہنستے چڑھ گیا اور دوسرا رنگون جیل میں قربان ہو گیا اس نے بھی اس مقصد کے لئے فاقہ کشی شروع کی تھی اور فاقہ کرتے کرتے اپنی قیمتی جان دیدی۔

کوئی شخص جس کے سینے میں انسانی دل ہے اور دل کے بجائے پتھر نہیں ہے وہ داس انجمانی کی اس عظیم قربانی و ایثار کی عزت محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ش کی حالت میں جانی دیدینا آسان ہے کسی ہنگامہ میں یا غصہ کی حالت میں مرجانا آسان ہو مگر اس طرح گھل گھل کر جان دینا اور کسی ذاتی غرض کے لئے نہیں بلکہ ایک اصول کے لئے جان دینا نہایت پرعظمت اور لائق صد تحسین عمل ہے اور اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں کہ ہر ایک شخص اس عظیم قوت ارادی والے انسان کی تعریف کرنے پر مجبور ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ لیجسلیٹو اسمبلی میں ہوم ممبر مسٹر کریر کو بھی خراج تحسین ادا کرنا پڑا اور میرکلڈ میں جو سیاسی مقدمہ چل رہا ہے اور جو مجسٹریٹ مقدمہ مذکور کی سماعت کر رہا ہے اس کو بھی خراج عقیدت ادا کرنا پڑا۔ داس اگرچہ آج اس دنیا میں موجود نہیں ہے مگر ہندوستان کی تاریخ میں اس کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا اور آئندہ نسلیں اس عظیم انسان کی عظیم قربانی پر فخر کرینگی۔

لیکن جہاں ان عظیم قربانیوں کا ایک پہلو اس قدر شاندار روشن اور موجب صد افتخار ہے وہاں اس قربانی کا جہانتک تعلق حکومت سے ہے اس کا دوسرا پہلو نہایت تاریک اور قابل صد ملامت ہے۔ مقاطعین کا مطالبہ غلط نہ تھا حکومت کا فرض تھا کہ پہلے ہی دن اس کو منظور کر لیتی مگر ابتداء میں تو اس نے انکار کیا پھر ٹال مٹول کے طریقے اختیار کئے آخر میں جیل تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی اس نے داس کی رہائی کی سفارش کی مگر حکومت نے بغیر ضمانت کے رہا کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ غریب کی زندگی ختم ہو چکی تھی آدھے جسم کی جان نکل چکی تھی بیمانی برائے نام رہ گئی تھی اور موت کے آخری لمے گذر رہے تھے اگر ان کو رہا بھی کر دیا جاتا تو اس کا زندہ رہنا محال تھا اسلئے داس کی رہائی کے معنی اس سے زیادہ کچھ نہ تھے کہ بجائے جیل خانے کے اندر مرنے کے وہ جیل سے باہر دم توڑتا مگر حاکمانہ اقتدار پسندی کا بھوت حکومت کے سر پر سوار تھا کہ وہ آخر وقت تک نہ اترا اور بالآخر داس کی زندگی جیل کے اندر ہو گئی۔

حکومت بھی عجیب چیز ہوتی ہے دنیا کو اس نے رہا نہ کیا تاکہ اقتدار حکومت کو نقصان نہ پہنچے مگر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ داس نے مرکر اقتدار حکومت پر کیسی کاری ضرب لگا دی لاہور سے لیکر کلکتہ تک ہر جگہ اور ہر مقام پر جو مظاہرے ہوئے خصوصاً لاہور دہلی اور کلکتہ میں جو مظاہرے ہوئے کیا کوئی سلیم العقل کہہ سکتا ہے کہ جس اقتدار کی حکومت نے حفاظت کی تھی داس کے جنازہ کے ساتھ اس کا جنازہ بھی نہیں نکلا مگر حکومت کو کون سمجھائے کہ وہ بالعموم جو روش اختیار کرتی ہے اس کا نتیجہ الٹا نکلتا ہے۔

بہرحال داس اور دیگر محب وطن نے اپنی قیمتی جانیں دیکر ایثار و قربانی کا نہایت بلند معیار قائم کر دیا ہے اور یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جا سکتیں اور جو احساس کہ سینکڑوں ہزاروں جلسے اور جلوسوں اور مظاہروں سے نہیں ہو سکتا تھا وہ ان دو بہادروں نے اپنی جانیں قربان کر کے پیدا کر دیا۔

ہندوستان کے جیلخانے

ہندوستان کے جیل خانوں میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے گو حکومت کے نزدیک وہ نہایت اچھا ہو مگر جو لوگ جیل جا چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ زخم کا نمونہ ہوتے ہیں خصوصاً اچھے طبقہ کے لوگوں کے لئے تو عذاب الیم ہے یہی وجہ ہے کہ ان تمام لوگوں کی، دماغی و جسمانی صحت خراب ہو جاتی ہے جو کچھ یہی احساس کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو جیل خانہ سے باہر یہی جیل سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور جن کو ایک وقت یہی روکھی سوکھی روٹی نہیں ملتی باقی جو تعلیم یافتہ و ذی حیثیت لوگ ہوتے ہیں ان کے لئے موجودہ جیل خانے دوزخ سے کم نہیں ہوتے۔

اس پر مستزاد یہ ہے کہ گورے اور نیم گورے قیدیوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے جو تعلیم یافتہ اور حساس لوگوں کے لئے سخت اذیت دہ ہے خدا کا شکر ہے کہ داس انجمانی نے مرکر اس ہتیارنسل و رنگ کے بت پر ایسی کاری ضرب لگا دی کہ اب اس کی بحالی قائم رہنا محال ہو گیا ہے چنانچہ ع

انچہ دانا کند کند ناداں

کے مطابق آخر حکومت کو سیاسی قیدیوں کے ساتھ خاص سلوک کے اصول کو تسلیم کرنا پڑا اور ساتھ ہی گورے اور کالے کے درمیان جو امتیاز کیا جاتا تھا اس کے ترک کرنے کا بھی اعلان کرنا پڑا اب جو تحقیقاتی کمیٹی پنجاب گورنمنٹ نے قائم کی ہے وہ ان دونوں اصولوں کے ماتحت سیاسی قیدیوں کے متعلق قواعد بنائے گی اور دیگر صوبجات میں بھی اسی اصول کے مطابق قواعد بنیں گے گویا اس طرح دو قیمتی قربانیوں سے وہ مقصد حاصل ہو گیا جو سالہا سال کی جدوجہد سے بھی حاصل نہ ہوا تھا اور شاید سالہا سال تک ابھی حاصل نہ ہوتا وہ دیر میں مبارکباد کی مستحق ہیں جو اس عالم فانی سے اس مقصد کے لئے کوچ کر گئیں کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے اور امتیاز نسل و رنگ کو مٹا دیا جائے ہندوستان اپنے ان دونوں محب وطن فرزندان پر ہمیشہ فخر کریگا۔

لیکن اب حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد صاف اور واضح قواعد بنا کر ہندوستان کے جیل خانوں کو دیگر مہذب ممالک کے جیلخانوں کے مطابق بنائے اور اب کوئی ایسی صورت باقی نہ رہنے دے جو سیاسی دنیا

بمبئی واضطراب کا باعث ہو۔

کانگریس کمیٹی اور مقاطعہ جوعی

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں جو ۳۰ ستمبر کو ہوا تھا ایک قرارداد اس مضمون کی پاس ہوئی ہے کہ تمام مقاطعین جوع کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور ان کی مساعی کی قدر کرتے ہوئے کانگرس کمیٹی ترک مقاطعہ کا مشورہ دیتی ہے اور قرار دیتی ہے کہ بجز نہایت سخت اور مجبور کن حالات کے ہنگامی اسلحہ کے نہ کیا جائے۔

دو قیمتی جانیں ضایع ہونے کے بعد کانگریس کمیٹی کے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا تھا کہ وہ اس قسم کی قرارداد منظور کرتی اور نو جوانوں کی مزید جانیں ضایع ہونے سے بچاتی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حربہ نہایت موثر ہے خصوصاً ایک غلام قوم اور غلام ملک کے لئے جس کے پاس اپنے مطالبات منوانے کے لئے کوئی مادی طاقت بھی نہیں ہے لیکن اسی کے ساتھ آخری حربہ کے طور پر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے جب تمام ذرائع بیکار ثابت ہو جائیں اور اسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ حصول مقصد کا باقی نہ رہے۔

اس کے علاوہ کثرت سے اس حربہ کا استعمال اس کی اہمیت کو بہت کم کر دیگا اور موجودہ صورت تو یہ ہے کہ حکومت نے سیاسی قیدیوں کے متعلق دونوں اصول تسلیم کر لئے ہیں ایک سیاسی قیدیوں کے بلند معیار اور دوسرے امتیاز نسل و رنگ کے ترک کو اس لئے اب مقاطعہ کی ضرورت بھی نہ رہی

ہم خوش ہیں کہ اسیران مقدمہ میرٹھ نے کانگریس کمیٹی کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور مقاطعہ ترک کیا مگر افسوس کہ مسٹر دت اور بھگت سنگھ نے اور بعض دیگر پنجاب جیل کے قیدیوں نے ابھی مقاطعہ ترک نہیں کیا حالانکہ اگر کانگرس کے فیصلہ کو غلط بھی وہ سمجھتے ہیں تب بھی اس کی تعمیل ان کو کرنی چاہیے۔

سکھوں کی ہٹ دھرمی اور لغو دھمکی

فرقہ وارانہ مسائل کے حل میں نیا کے ہندو سکھوں کی طرح سکھوں کی روش بھی نہایت ہی متعصبانہ اور ہٹ دھرمی کی ہے اصل میں سکھ پنجاب کے ہندوؤں کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنے ہوئے ہیں اور جس طرح وہ چاہتے اسی طرح وہ ان کو نچاتے ہیں۔

پنجاب کا شہری ہندو اس قدر متعصب واقع ہوا ہے کہ پنجابی مسلمانوں کی ترقی ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی جب تک پنجاب کے مسلمان دوسرے صوبے کے مسلمانوں کی طرح خواب غفلت میں پڑے رہے اور اپنے حقوق سے بے پرواہ رہے اس وقت تک ہندو اور سکھ چپ رہے مگر جب سے انہوں نے اپنے حقوق کا احساس کیا اور ان کے طلب کا جذبہ پیدا ہوا اس وقت سے ہندوؤں نے یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کے راستے میں سنگ گران بنجائیں اور جہاں تک ان کے امکان میں ہو وہ مسلمانوں کو ان کے حقوق نہ حاصل ہونے دیں کیونکہ اگر مسلمان اپنے حقوق حاصل کر لینگے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہندوؤں نے جو غاصبانہ طریق برا پنے حق سے زائد مسلمانوں کے حقوق پر قبضہ کر رکھا ہے ان سے ان کو دست بردار ہونا پڑے گا۔

ہندوؤں نے سب سے پہلے خود مختاری لغت کی اور بعد میں سکھوں کو مسلمانوں کے راستہ میں لا کھڑا کر دیا اب صورت حال یہ ہے کہ ہندوؤں سے زیادہ سکھ مسلمانوں کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان کی ساری کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے جو حقوق ملنے چاہئیں ان سے ان کو محروم کر دیں سکھوں کی مطالبہ یہ ہے کہ اگرچہ ان کی آبادی صرف گیارہ فیصدی ہے مگر ان کو ۳۳ فیصدی کونسل میں جگہیں دی جائیں اور یہ زیادتی مسلمانوں کے حق میں سے دی جائے مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے جو ۵۰ فیصدی کی اکثریت حاصل ہے وہ نہ رہے اور ہندو اور سکھ مل کر اکثریت میں ہو جائیں۔

یہ اس قدر نامنصفانہ ذہنیت ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کو برداشت نہیں کر سکتی مگر چونکہ سکھوں کو ہندوؤں کی تائید حاصل ہے اور سکھوں کی طرح ہندو بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت باقی نہ رہے اس لئے وہ سکھوں کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

چنانچہ حال میں سکھوں کے متعدد اخبار اکالی نے ایک افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے جو نہ صرف نامنصفانہ ذہنیت کا مرقع ہے بلکہ صدرجہ اشتعال انگیز بھی ہے اس ہجو دہ نویس اخبار نے اس مقالہ کو شایع کر کے نہ صرف یہ کہ سب وہ ہری کا ثبوت دیا ہے بلکہ معاملہ کو سلجھانے کے بجائے اور زیادہ الجھا دیا ہے اور مزید بدگمانیاں پیدا کر دی ہیں اس نے لکھا ہے کہ سکھ وائسرائے سے نہیں ڈرتے ہیں کہ پنجاب میں اسلامی راج قائم ہونے دیں گے اور جب تک ایک سکھ بھی باقی ہے اس وقت تک مسلم اکثریت کی حکومت نہ ہونے پائیگی اور مسلمانوں کو سکھوں کے خون میں سے ہو کر گزرنا پڑے گا۔

پنجاب میں اسلامی راج قائم کرنے کا نہ مسلم مطالبہ ہے اور نہ خواہش وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ پنجاب میں اسلامی راج قائم کریں ان کا مطالبہ صرف اس قدر ہے کہ ہر اک قوم اور فرقہ کو اس کی آبادی کے تناسب سے حقوق دیئے جائیں اور چونکہ مسلمانوں کی آبادی پچپن فی صدی ہے اس لئے پچپن فی صدی کا مطالبہ کرتے ہیں پچپن کے بجائے چھپن کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت تو یہ تک تیار ہے کہ ایک آدھ فیصدی اپنے حق میں سے سکھوں کو دیدیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ پچپن کے بجائے ۴۹ یا ۵۰ بجائیں یعنی اپنی اکثریت کو نہیں چھوڑ سکتے سکھ اگر اس قسم کا عہد کرتے ہیں تو مسلمان بھی کچھ ان سے پیچھے نہیں ہیں اور وہ بھی جب تک ان کے دم میں دم اور جسم میں خون کا ایک بھی قطرہ ہے اپنی اکثریت کو ہرگز ہرگز خطرہ میں نہ ڈالیں گے اور ہر انصاف کے خلاف طرز عمل کا پوری قوت سے مقابلہ کرینگے مسلمان اس قسم کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کر سکتے اور نہ کسی خود دار قوم کو ایسی دھمکیوں کی پرواہ کرنی چاہیے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی نامنصفانہ ذہنیت کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرے تاکہ ہر خود غرض نامنصف اور ہٹ دھرم فرقوں کے حوصلے اور زیادہ نہ بڑھیں۔

اصل یہ ہے کہ پنجاب کے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل نہرو رپورٹ نے جو کچھ کیا اس سے زیادہ کی اب رفتی گنجائش نہیں ہے نہرو رپورٹ نے ہر بالغ کو رائے دہندگی کا حق دیکر اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر فرقہ کی نمائندگی تناسب آبادی کے لحاظ سے ہونی چاہیئے اور ساتھ ہی مشترک انتخاب اور مخلوط نیابت کے اصول کو تسلیم کر کے فرقہ پرستی کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اگر سکھ اس کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو مسلمان بہتر ہے اپنے مطالبہ پر قائم رہنے میں بالکل حق بجانب

ہوں گے یعنی یہ کہ آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کردی جائیں۔

بہرحال سکھوں نے جو روش اختیار کی ہے وہ حب الوطنی اور متحدہ قومیت کی تعمیر تو ایک طرف رہی انصاف کے ابتدائی اصولوں کے بھی سراسر خلاف ہے اور کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو جائز نہیں رکھ سکتا۔

قومیت شکن ذہنیت

ہندو سبھائی ہندو ذہنیت اس درجہ خراب نامنصفانہ اور غاصبانہ ہے کہ اس کی موجودگی متحدہ قومیت کی تعمیر بالکل ناممکن ہے اور محال ہے کہ اس ذہنیت کی موجودگی میں تمثیل اعداد جماعتیں تقسیم حقوق کے مطالبہ سے دست بردار ہوجائیں ہوم سیاسی پوسٹ وار کمیٹی بورڈ آف ٹریڈ کمیٹی وغیرہ میں جگہ خالی ہوئی چاہیے تو یہ تھا کہ اس کی جگہ اسکے اسسٹنٹ کو ترقی دی جاتی مگر اتفاق سے وہ مسلمان تھا اس لئے ہندوؤں نے زور دیا کہ استعفا دیکر عضویت طلب کی جائیں درخواستیں آئیں ان میں ایک ایسے مسلمان کی بھی درخواست تھی جو دو مہینوں سے زیادہ سنداد رکھتا تھا اور حسب قاعدہ اس کا انتخاب ہوجانا چاہیے تھا مگر مسلمان کو محروم رکھنے کے لئے دوسری تجویز یہ قرار پائی کہ مقابلہ کا امتحان ہونا چاہیے امتحان ہوا اس میں بھی بدنیتی سے مسلمان نمبر اول رہا اس کے بعد شرافت اور انصاف دوستی کا تقاضا یہ تھا کہ اس مسلمان امیدوار کو اس جگہ پر مقرر کردیا جاتا مگر ہندوؤں کی غاصبانہ ذہنیت ایک مسلمان کے تقرر کو کیونکر دیکھ سکتی تھی اسلئے انہوں نے پہلے اصولوں کو ٹھکرا کر اور قابلیت کو نظر انداز کرکے نیسری تجویز یہ پیش کی کہ کمیٹی کے عام اجلاس میں معاملہ پیش کیا جائے چونکہ ہندوؤں نے دیدہ و دانستہ متعدد بار متعصبانہ روش اختیار کی تھی اور کھلی ہوئی بے ایمانی پر کمربستہ تھے اسلئے سکھ ممبران نے ہندو امیدوار کے حق میں رائے دینے سے انکار کردیا اب ہندوؤں نے دیکھا کہ اس طرح تو مسلمان کامیاب ہوجائیگا کیونکہ اگر ہندوؤں نے ہندو امیدوار کو رائے دی سکھوں نے سکھ امیدوار کو اور مسلمانوں نے مسلمان امیدوار کو تو مسلمان کا تقرر ہوجائے گا اسلئے مسلمانوں کو شکست دینے اور مسلمان امیدوار کو ناکام کرنے کے لئے انہوں نے سکھ امیدوار کو رائے دینے کا فیصلہ کیا جس کا نمبر امتحان مقابلہ میں تیسرا تھا چنانچہ اس طرح سکھ امیدوار جو قابلیت کے لحاظ سے تیسرے درجہ کا اس تھا کامیاب ہوگیا۔

کیا ان حالات میں ہندوؤں کا یہ دعویٰ کہ ملازمتوں کے معاملہ میں سوائے قابلیت کے اور کوئی دوسرا معیار نہ ہونا چاہیے اور فرقوں کی آبادی کے تناسب سے ملازمتوں کی تقسیم فرقہ پرستی ہے محض فریب کاری اور نرا دھوکہ نہیں ہے اور کیا مسلمانوں کا یہ مطالبہ اس متعصبانہ اور غاصبانہ ذہنیت کی موجودگی میں جس سے بجا نہیں ہے کہ قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ملازمتوں کو آبادی کے تناسب سے تقسیم کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ سبھائی یکے متعصب اور فرقہ پرست ہیں جہاں فرقہ وارانہ مفاد کی حفاظت کسی قوم پرستانہ اصول کو ٹھوکر مارنے سے نکلتا ہے وہاں یہ قوم پرست بن جاتے ہیں اور جہاں اس سے نقصان پہنچتا ہے وہاں اس کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

یہ ذہنیت جب تک ہے اور یہ تنگ نظری تنگ دلی اور غاصبانہ جذبہ جبتک موجود ہے اس وقت تک متحدہ قومیت کا خواب دیکھنا فضول اور لغو ہے متحدہ قومیت کے راستہ میں اگر کوئی قوم سنگ راہ ہے تو وہ ہندوؤں کی ہے انہی کا فرض ہے کہ اپنی روش مذموم میں اصلاح کریں۔

سنٹرل سائمن کمیٹی میں شدید اختلاف

وائسرائے نے اپنے اختیارات سے پہلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبران پر مشتمل جو ایک کمیٹی سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے بنادی تھی کیونکہ اسمبلی نے تعاون کرنے کے خلاف تجویز منظور کی تھی اسکے اندر شدید اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے یہ خیال تو پہلے ہی سے تھا کہ فرقہ وارانہ مسئلہ میں اختلاف ہوگا اور دوسرے ممبران علیحدہ یا دو اہمیت فرقہ وارانہ مسائل کے متعلق قلمبند کرینگے جس میں جاکانہ انتخاب کو ضروری ٹھہرائینگے مگر اس امر کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ خالص سیاسی مسائل میں بھی اختلاف ہوجائیگا مگر ہوا یہی اور دو مسلمان اور دو ہندو ممبران صدر کمیٹی سر سنکران آئر کے خلاف ہوگئے اور اس مخالفت نے طول پکڑا کہ ڈاکٹر کونجرو نے صدر کے خلاف ملامت کا زبردست پیش کردیا جس کو صدر کمیٹی سر سنکران آئر نے پیش ہونے سے روکدیا اور اس پر بحث نہیں ہوسکی۔

ظاہر ہے کہ اختلاف کی نوعیت اگر فرقہ وارانہ ہوتی تو ہندو ممبر ہرگز مسلم ممبران کا ساتھ نہ دیتے اسلئے یقینی طور پر اختلاف سیاسی حلقہ ہوتا ہے اور داخلی ہے چنانچہ فری پریس نے جو اطلاع اس سلسلہ میں بھیجی ہے وہ یہ ہے کہ اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ سر سنکران نے اپنی رپورٹ میں اس حقیقت کا اظہار کردیا ہے کہ بائیکاٹ کے لیڈروں سے جب تک مشورہ نہ کیا جائیگا کسی قسم کی اصلاحات کو ہندوستان میں کامیابی نہیں ہوسکتی اگر اصلاحات کو کامیاب بنانا ہے تو ان لیڈروں سے مشاورت کرنی چاہیے جنہوں نے سائمن کمیٹی کا بائیکاٹ کیا ہے چونکہ اسکے یہ معنے ہی نکلتے ہیں کہ اس کمیٹی کی کوئی حیثیت نہیں اور ملک پر انہی رہنماؤں کا اثر و اقتدار ہے جو بائیکاٹ کے حق میں ہیں اس لئے بعض ہوس جاہ کے پجاری ممبران سر سنکران کے سخت مخالف ہوگئے۔

اگر یہ مخالفت کسی فرقہ وارانہ مسئلہ کے سلسلہ میں ہوتی تو سمجھ نہ آتی مگر جس بنا پر اختلاف اس حد تک بڑھا اس پر بہ نظر غائر لکھ ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے کہ سر سنکران نے نہایت دانشمندی اور حق پسندی کا ثبوت دیا ہے کیونکہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ سائمن سنٹرل کمیٹی کے ممبران کا رائے بھر ملک پر اثر نہیں ہوا اور اگر بائیکاٹ کے لیڈروں سے اسی طرح آغاز برتا گیا تو کسی قسم کی اصلاحات بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں گذشتہ اصلاحات کے حق میں باوجود یکہ اعتدال پسند تھے مگر پھر بھی صرف کانگریس کی مخالفت نے اس کو ناکام بنادیا اس کے برخلاف اس وقت کانگریسوں کے ساتھ تمام سیاسی جماعتیں متفق ہیں اور متحدہ طور پر کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا ہے۔

ان حالات میں اگر سر سنکران نے یہ مشورہ دیا ہے کہ بائیکاٹ لیڈروں سے مشورہ کرنا ضروری ہے تو یہ بالکل صحیح مشورہ ہے۔

اب تازہ اطلاعات منظر ہیں کہ یہ مسئلہ وائسرائے جو لندن میں ہیں ان کے سامنے پیش ہوا اور وائسرائے نے سر سنکران آئر کی حمایت کی ہے اس سے مرزا فقار اور ڈاکٹر کونجرو وغیرہ کی اور رہی سہی عزت خاک میں مل گئی اور ان کو سرکار پرستی کا صلہ اچھا مل گیا۔

پنجاب و بہار سائمن کمیٹیاں

سنٹرل کمیٹی کا جو حشر ہوا وہ معلوم ہو گیا جس کمیٹی کے ارکان میں اس قدر شدید اختلاف ہو اس کی رپورٹ جس قدر ردی اور دسیع بھی ہو کیا ہو وہ ظاہر ہے۔

اس کے بعد ذرا صوبجاتی سائمن کمیٹیوں کا حال دیکھئے ان کی حالت سنٹرل کمیٹی سے کہ نا گفتہ بہ نہیں ہے ان کمیٹیوں میں جس قدر جو چیزیں میں ڈال بھی ہے وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ بہار کمیٹی کے سات ممبران نے تین رپورٹیں لکھی ہیں اور ہر ایک نے دوسرے کی پوری پوری تردید اور مخالفت کی ہے یہی حال پنجاب کمیٹی کا ہے یہاں بھی دو رپورٹیں لکھی گئی ہیں مگر لطف کی بات یہ ہے کہ اکثریت کی رپورٹ جس میں مسلمان ممبران شامل ہیں اس کو مسلمان ایک لو کے لئے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور پنجاب کے تمام مسلمانوں نے اس کی سخت اور شدید مخالفت کی ہے اور یہ ہے بھی اسی قابل کہ مسلمان اس کو یک لخت مسترد کر دیں کیونکہ اس میں مسلم اکثریت پر نہایت کاری ضرب لگائی ہے اور اس کو ختم کر دیا گیا ہے اس سے دس ہزار گنا تو نہرو رپورٹ کی سکیم ہے جس کی پنجاب کے بعض مسلمان مخالفت کر رہے ہیں بھلا جو مسلمان نہرو رپورٹ تک کے مخالف ہیں وہ اس رپورٹ کو کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں۔

جب اکثریت کی رپورٹ کا یہ حال ہے تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اقلیت کی رپورٹ کیا ہوگی جس کے لکھنے والے ڈاکٹر نارنگ اور راجہ سر نریندر ناتھ جیسے تنگ خیال و متعصب مہاسبھائی ہندو ہیں اور ابن سنگھ جیسے کٹر سکھ ہیں جو ۳۳ فیصدی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ رپورٹیں بھی ردی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے سوا اور کسی مصرف کی نہیں ہیں۔

افسوس ہے کہ حکومت نے زبردستی ہندوستان کے سر سائمن کمیشن کو چپیک کر اپنی رسوائی کا سامان فراہم کر لیا ہے اور یہ کمیٹیاں صاف اظہار حقیقت کر رہی ہیں کہ ان کی ملک میں کوئی حیثیت نہیں ہے

طلبا اور سیاسیات

اگرچہ یہ بہت کہ یہ خبط باقی رہ گیا ہے مگر ابھی تک حکومت اور حکام رس و حکومت پرست حضرات کے دماغ میں موجود ہے کہ طلبا کو سیاسیات سے علیحدہ رکھا جائے اور ان کے تازہ دماغ سیاسیات کی سموم مہلک سے متاثر نہ ہونے پائیں چنانچہ بعض کالجوں کے پرنسپل اور ٹرسٹیز اور فرنظر حضرات وقتاً فوقتاً اس قسم کی مذبوحی حرکات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور طلبا پر ایسی پابندیاں عائد کر دیتے ہیں کہ سیاسی جلسوں اور جلوسوں اور مظاہروں میں شریک نہ ہوا کریں مگر اس قسم کے احکام اور پابندیوں کا ہمیشہ الٹا اثر ہوا کرتا ہے اور طلبا کے اندر سیاسیات میں حصہ لینے کا مزید جوش اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اسی قسم کی حماقت میرٹھ کالج کے منتظمین نے کی ہے اور ایک آرڈر اس کا جاری کیا ہے کہ پروفیسر اور طلبا سیاسیات میں حصہ نہ لیا کریں اور نہ شریک ہوا کریں اس کا نتیجہ وہی نکلا جو ہمیشہ نکلا کرتا ہے اور نکلنا چاہیئے کہ طلبا کے اندر ایک جوش اور ہیجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس حکم کی حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور اپنا ایک جلسہ کر کے اس آڈر کی خلاف ورزی کرنے کا مصمم فیصلہ کر لیا اور اب طلبا پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں سیاسی جلسوں میں شریک ہونے

ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ اس آرڈر کی ہرگز تعمیل نہ کی جائے گی کیونکہ نفسیات انسانی اور خصوصیت کے ساتھ نوجوانوں کی نفسیات سے بالکل چشم پوشی کر کے یہ آرڈر پاس کیا گیا ہے اور موجودہ فضا کی طرف سے بھی آنکھ بند کر لی گئی ہے۔

اس حقیقت سے کوئی صاحب بصیرت انکار نہیں کر سکتا کہ یہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جس چیز سے اس کو روکا جاتا ہے اس کی طرف اور زیادہ رغبت سے بڑھتا ہے ہر ایسی چیز سے روکنا جو مقتضائے وقت کے مطابق ہو اور زمانہ کی رفتار اس کی مؤید ہو گویا جان بوجھ کر ایسے احکام کی خلاف ورزی کی دعوت دینی ہے اس وقت تمام ہندوستان میں نوجوانوں کے اندر ایک عالمگیر تحریک کا جذبہ کام کر رہا ہے اور روز بروز ترقی کر رہا ہے ہر جگہ اسٹوڈنٹس لیگ قائم ہو رہی ہیں کہیں ان کا نام نوجوان بھارت سبھا ہے کہیں یوتھ لیگ نام ہے اور کہیں اسٹوڈنٹس لیگ کے نام سے عالم وجود میں آ رہی ہیں جب تحریک کا یہ عالم ہو اس وقت طلبا کو سیاسیات سے الگ رہنے کی ہدایت کرنا چلتے پتیل چھڑکنے کے مترادف ہے اور سچ مچ ان کو اور زیادہ آمادہ کرنا ہے کہ وہ سیاسیات میں حصہ لیں۔

دانشمندی کا اقتضا تو یہ ہے کہ اگر کسی کالج کے منتظمین چاہتے ہیں کہ وہ طلبا کو سیاسیات میں حصہ لینے سے باز رکھیں تو بجائے اس کے کہ حکام کو کسی کالج کے اندر ہی ایسے مواقع بہم پہنچائیں کہ سیاسی مسائل پر بحث و مباحثہ کر کے ان کے دل کا بخار نکل جایا کرے۔

اس کے علاوہ یہ نہایت نامعقول پالیسی ہے کہ طلبا کو سیاسیات سے علیحدہ رکھا جائے کیونکہ سیاست ہر ملک کی جان ہوا کرتی ہے اور ملک کی ترقی کا انحصار سیاسی ترقی پر ہے اور یہ کس قدر احمقانہ فعل ہوگا اگر ہم اپنی آئندہ نسل کو سیاسیات سے علیحدہ کر لیں جس کے معنے یہ ہوئے کہ ہم ایسی نسل تیار کرنا چاہتے ہیں جو اپنے ملک کے فلاح و بہبود کے مسائل اور وسائل سے بالکل ناواقف اور جاہل ہو اور اس کے اندر اپنے ملک کی بھلائی کا نہ کوئی جذبہ ہو نہ خواہش اور نہ اس کے متعلق کوئی واقفیت ہو علاوہ بریں کہ موجودہ کالجوں میں سیاسیات کی تعلیم نہ صرف یہ کہ کوئی انتظام نہیں بلکہ ایسے ملکوں کی تاریخ تک نہیں پڑھائی جاتی جس سے آزادی کا کوئی سبق ملتا ہو جب کیفیت یہ ہے تو اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ وہ ملک کے رہنماؤں اور لیڈروں کی تقریروں اور تحریروں سے سبق حاصل کریں۔

مصر کی مطلق العنانی کا خاتمہ

۱۸ ماہ کی عرصہ ہوا کہ لارڈ چانسلر لائڈ جارج برطانوی ہائی کمشنر متعینہ مصر کی آنکھ گرفت کا یہ نتیجہ نکلا تھا کہ محمد محمود خاں کی زبردستی وزارت قائم کرا دی گئی تھی اور مصر کا دستور معطل اور مصری پارلیمنٹ کو توڑ کر مطلق العنان حکومت قائم کر دی گئی تھی جس نے مارشل لا کی کیفیت پیدا کر دی تھی تمام سیاسی جلسہ جلوس حتیٰ بند کر دیئے گئے وہ تمام اخبارات جو وفد پارٹی کے تھے بند کر دیئے گئے اور طلبا کو سیاسیات میں حصہ لینے سے منع کر دیا گیا اور جس نے ان احکام کی ذرا سی بھی مخالفت کی اس کو سخت سزا دی گئی اور دو سو کا مصر یہ کیا گیا کہ انتخابی تواعد میں اس قسم کی تبدیلی کی گئی کہ اس کا دائرہ صرف ان لوگوں تک محدود ہو جائے جن پر آسانی سے محمود پاشا کی زمداری

اثر ہونا کہ جدید انتخاب میں زاغلول پاشا کی پارٹی کو شکست ہو اور نگر یزوں کے خلاموں کی اکثریت قائم ہو جائے

لیکن ہر قسم کے جبر و تعدی کے بعد بھی مصر میں آزادی کا جو احساس پیدا ہوا تھا وہ کیونکر انہیں حاصل ہو سکتا اور محمود پاشا کی مطلق العنان وزارت اس امر میں کامیاب نہیں ہو سکتی کہ مصر کی بیداری کو جبر و ستم کی قبر میں دفن کر دے باوجودیکہ لارڈ لائڈ کی آہنی مٹھی پشت پر تھی مگر مصریوں کے عزم صمیم نے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

برطانوی حکومت نے محسوس کر لیا کہ یہ پالیسی غلط ہے اور اس سے کام نہیں چل سکتا بلکہ مصریوں کے ساتھ مفاہمت کی صورت نکالنی چاہیئے لارڈ لائڈ کو یہ پالیسی پسند نہ تھی بلکہ وہ جبر و تشدد میں یقین رکھتے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو مستعفی ہونا پڑا اور محمود پاشا سے برطانوی حکومت نے گفت و شنید کر کے ایک معاہدہ طے کیا جس پر ہم گزشتہ اشاعت میں بحث کر چکے ہیں اور خطرہ یہ تھا کہ زاغلول پاشا مرحوم کی جماعت بھی اگر اس کو منظور کرے گی تو برطانوی پارلیمنٹ اس کی تصدیق کرنے کی روادار نہیں۔

محمود پاشا کے لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ بھی مستعفی ہوں کیونکہ زاغلول مرحوم کی جماعت نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ جب تک غیر جانبدار حکومت کے ماتحت انتخابات نہ ہوں گے ہم کوئی حصہ نہ لیں گے پہلے محمود پاشا نے یہ چالاکی کی چال چلنی چاہی تھی کہ صرف اس معاہدہ کے متعلق رائے عامہ معلوم کر لی جائے اس کے بعد انتخابات ہوں اس کا یہ فائدہ ہوتا کہ انتخابات وزارت محمود ہی کے انتظام میں ہوتے اور جو نئے قوا عد مستبدانہ بنائے ہیں ان کے ماتحت ہوتے اور ملل طرح زاغلول پاشا کی جماعت وفد کے کامیاب ہونے کے امکانات باقی نہ رہتے اس لئے وفد پارٹی کے لیڈر نے انتخابات سے پہلے رائے عامہ معلوم کرنے کی سخت مخالفت کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چار و ناچار محمود پاشا کو استعفیٰ دینا پڑا اور ایک غیر جانبدار وزارت قائم ہو گئی ہے جس کے ارکان کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے یہ پارٹی سابق تو اعد کے ماتحت انتخابات کا انتظام کرے گی اور جماعت وفد کو کامل یقین ہے کہ وہ بھاری اکثریت سے منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں آئیگی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وفد پارٹی نئے معاہدہ کو قبول کرے گی یا مسترد کر دے گی۔ اگرچہ وفد پارٹی کے لیڈر نے ابھی تک پبلک طور پر کسی رائے کا اظہار نہیں کیا مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برسر اقتدار آنے کے بعد اس کو قبول کرے گی۔

"مولوی" کے شذرات

"مولوی" میں جو شذرات سپرد قلم کئے جاتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اول تو مہینہ بھر کے اہم واقعات کے متعلق ضروری معلومات سے آگاہی ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ہر قسم کے مسائل پر غور و فکر کرنے سے ایک رائے قائم کرنے کا قارئین کرام کو موقع ملے مولوی کے شذرات کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ جو رائے وہ ظاہر کرے اس کے ناظرین بھی وہی رائے قائم کر لیں۔ کیونکہ یہ کوئی اجماعی طریقہ نہیں ہے اور قوم کی رائے عامہ میں صلابت و پختگی اس طرح نہیں پیدا ہو سکتی کہ اخبارات و رسائل کی رائے کے مطابق لوگ اپنی رائے قائم کر لیا کریں بلکہ رائے عامہ کی صحت اس امر پر مقتضی ہے کہ لوگ واقعات پر خود غور کریں اور ان کے تمام پہلوؤں پر غائر نظر ڈالیں سوچیں بحث و مباحثہ کریں دوسروں کے دلائل کے وزن کو تولیں اور صحت و سقم کو جانچیں اس کے بعد خود رائے قائم کریں اس طرح رائے عامہ میں ذوق اور وقعت پیدا ہوگی۔

آجکل یہ حالت ہے کہ ہیڑ چال کا رواج ہو گیا ہے سب اخبارات مل کر جو آواز اٹھائیں اس کو آسمانی صحت کا درجہ دیدیا جاتا ہے اور لوگ اپنی عقل سے کام لئے بغیر اسی رائے کا اتباع کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر لیڈروں کی طرف سے یا علماء کی طرف سے کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو اس کو وحی آسمانی سمجھکر قبول کر لیا جاتا ہے اور غور و خوض کرنے اور سوچ سمجھکر رائے قائم کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی جاتی یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور انسانی عقل و فکر کی توہین ہے اور اس طریق پر قوم کے اندر غور و فکر سے کام لینے کا مادہ کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ تقلیدی رائے کی پابند زندگی بسر ہوگی اور اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں جمود طاری رہے گا اور کسی مسئلہ میں بھی صحیح رائے قائم کرنے کی اہلیت و صلاحیت پیدا نہ ہوگی جو بالآخر ناکام زندگی پر منتج ہوگی۔

اس لئے بجائے ہیڑ چال چلنے اور تقلیدی زندگی بسر کرنے کے ہمارا کام یہ ہونا چاہیئے کہ تمام اہم ملکی، ملی اور مذہبی مسائل پر خود غور کرنے کی عادت ڈالیں اور دوسروں کی رائے سے متاثر ہونا چھوڑ دیں خواہ بڑے سے بڑے لیڈر کی آواز ہو یا بڑے سے بڑے عالم کی اور خواہ ایک لیڈر اور ایک عالم کی آواز ہو یا متعدد لیڈروں اور متعدد عالموں کی ہمارا فرض یہ ہے کہ عقل و خرد کی کسوٹی پر اس کو کسیں اگر وہ معیار عقل پر ٹھیک اترے تو قبول کر لیں ورنہ رد کر دینا چاہیئے۔

اگر رہنماؤں اور عالموں میں باہم اختلاف ہو تو اپنے دماغ کو کسی کی رائے سے متاثر کئے بغیر دونوں طرف کے دلائل پر غور کرنا چاہیئے اور خوب غور و فکر کے بعد ایک رائے قائم کرنی چاہیئے۔ محض اس وجہ سے کہ کوئی رہنما کہہ رہا ہے کہ اگر اس کی رائے نہ مانی گئی تو اسلامی مفاد غارت ہو جائے گا یا کوئی عالم یا چند عالم یہ کہیں کہ فلاں بات سے مذہب خطرے میں پڑ گیا ہے اور فلاں بات اسلام اور شریعت کے خلاف ہے ان کے ہم آواز ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ انہی خداداد بصارت سے کام لینا چاہیئے اور ان کے دلائل پر غور کر کے پھر رائے قائم کرنی چاہیئے غرضکہ مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو خود غور و فکر کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے محض دوسروں کے کہنے پر نہیں چلنا چاہیئے مولوی کے شذرات اس مقصد کو پیش نظر رکھکر لکھے جاتے ہیں کہ اس کے ناظرین اندھی تقلید سے نجات پا کر خود صاحب فکر و صاحب رائے بنیں اور ہر معاملہ میں صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت و استعداد پیدا ہو۔

باورچیخانہ
یہ کتاب عزیز بیگم صاحبہ نے نہایت محنت سے تیار کی ہے اس میں ہر قسم کے کھانا پکانے کی نہایت آسان ترکیبیں درج ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر عورت و مرد لذیذ کھانے تیار کر سکتا ہے مربے۔ اچار۔ چٹنیاں تیار کرنے کے طریقے بھی بتائے گئے ہیں قیمت صرف ۶
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب اسلام

باب الصلوٰۃ

بسلسلہ گذشتہ

۶ اور عین خطبہ کے وقت (خواہ جمعہ کا خطبہ ہو یا عیدین کا یا بیاہ کا یا نکاح کا) ہر نماز ناجائز ہے حتیٰ کہ قضا نماز پڑھنا بھی ناجائز ہے مگر اس شخص کے لئے جو نہایت پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے اور "صاحب ترتیب" ہے جمعہ کے خطبے کے وقت قضا نماز پڑھنے کی اجازت ہے اگر وہ قضا نماز پڑھے تو اس کو منع نہ کیا جائے (درمختار اور بہار شریعت) اور اگر ایسی صورت واقع ہو کہ جمعہ کی سنتیں شروع کرنے کے بعد ہی امام خطبہ پڑھنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھکر منبر پر پہنچا تو چاروں رکعتیں پوری کر لینی چاہئیں۔

۷) اور نماز عیدین سے پیشتر نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ میں بعض اشخاص کی عادت ہوتی ہے کہ عید کے دن جب وہ عیدگاہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو دو رکعت نفل گھر میں پڑھ لیتے ہیں یا جب عیدگاہ میں پہنچ جاتے ہیں اور عید کی نماز میں کچھ دیر ہوتی ہے تو نماز نفل شروع کر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے اسی طرح عید کی نماز ختم ہونے کے بعد عیدگاہ میں نماز نفل پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے مکان پر آکر نفل پڑھے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

۹) اور حج کے موقع پر عرفات میں جو ظہر و عصر کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں تو اس نماز کے بعد بھی نماز نفل اور نماز سنت پڑھنا مکروہ ہے اور مزدلفے میں جو مغرب و عشاء کی نماز ملا کر پڑھتے ہیں کے بعد نفل و سنت پڑھ سکتا ہے۔

۱۱) اور اگر فرض نماز کا وقت تنگ ہو تو اس موقع پر بھی نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے

۱۲- اور جس وقت کہ پاخانے یا پیشاب کی حاجت ہو یا ریاح کا غلبہ ہو یا طعام سامنے آگیا ہو اور بھوک بہت زیادہ لگ رہی ہو غرض جس وقت کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے خشوع میں فرق آئے اس وقت بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے

اذان کا بیان

قرآن مجید میں جل سبحانہ تعالےٰ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے من احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انني من المسلمین (اس سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت سے "اذان" کی فضیلت ثابت ہوئی اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اذان کے کلمات حضرت علیہ السلام بن (یعنی) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خواب میں تعلیم و تلقین ہوئے جب ان دونوں بزرگوں نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا اپنا خواب بیان کیا اور اذان کے کلمات بیان کئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ خواب حق ہے اسکے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو اذان کے کلمات یاد کرائے گئے۔

اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا جو شخص اذان دیتا ہے اس کے لئے اجر ہے اور ہر خشک و تر جس نے اس کی آواز سنی وہ اس کے اسلام کی گواہی دے گا اور جو شخص مستقل طور پر اذان دینے کی خدمت انجام دیگا مرنے کے بعد اس کو غیر معمولی رحمت نصیب ہوگی اور قبر میں اس کا جسم کیڑوں سے محفوظ رہے گا۔

اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اذان دیتا ہے تو رب قدوس جل مجدہ اس کے بہت سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جب وہ فارغ ہوتا ہے تو باری تعالےٰ ارشاد فرماتے ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اور حق کی گواہی دی اور کلمۂ حق بلند کیا بس اس کے لئے اجر و ثواب کی بشارت ہو۔

اور طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں صبح کے وقت اذان دی جاتی ہے وہ شام تک بہت سی آفات سے محفوظ رہتی ہے اور جس قوم میں شام کے وقت اذان دی جاتی ہے وہ صبح تک امان میں رہتی ہے اور جس بستی میں اذان ہوتی ہے اس کے لئے امان ہے اور ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے خالصاً لوجہ اللہ سات برس تک اذان دی حق تبارک وتعالےٰ اسکے لئے جہنم کی آگ سے برأت لکھدیگا۔

اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے خالصاً لوجہ اللہ بارہ برس تک مسلسل اذان کہی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور ہر روز اس کی اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

اور بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پانچ نمازوں کے لئے خالصاً لوجہ اللہ اذان کہتا ہے اس کے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور کنز المعارف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مؤذنوں کا حشر اس طرح ہوگا کہ وہ قیامت کے دن احترام کے ساتھ اٹھائے جائینگے اور ان کے آگے بلال ہوں گے اور وہ سب کے سب اذان کہتے ہوئے میدان حشر میں آئینگے اس وقت بعض دریافت کرنے والے دریافت کرینگے کہ یہ کن لوگوں کی جماعت ہے؟ بعض ملائکہ اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ یہ امت محمد کے مؤذن ہیں اس وقت حاضرین پر ایک عجیب خوف طاری ہوگا اور بعض غم میں مبتلا ہوں گے لیکن میری

امت کے اولیا۔ اور اذان دینے والے ہر خوف وغم سے امان میں ہوں گے اور ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! جب اذان کہی جاتی ہے تو قبولیت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور باور رہو اذان اور اقامت کے درمیان اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور ابوداؤد میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ دو وقت ایسے ہیں کہ ان میں دعائیں رد نہیں ہوتیں اور اگر رد ہوتی بھی ہیں تو بہت کم ایک تو اذان کے وقت اور دوسرے جہاد کے وقت۔ اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو یاد رکھو اذان کو نماز سے ایک خاص تعلق ہے پس تم میں سے کوئی شخص اذان دے مگر حالت طہارت میں مطلب یہ ہے کہ حالت نجاست میں اذان نہ کہو اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سنکر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی اور طبرانی میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو تو وہ کہتا ہے تم بھی کہو اور یاد رکھو اذان ایک اعلان ہے اور اللہ کی طرف دعوت ہے پس تم میں ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اللہ کے داعی کا جواب دے اور وہ شخص بہشت اور نار مراد ہے جو مؤذن کو اذان کہتے سنے اور جواب نہ دے اور طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے وکیع ایک صریع ظلم اور نفاق ہے کہ اللہ کا منادی اور اللہ کا داعی بلائے اور اس کا جواب نہ دیا جائے پھر فرمایا جو شخص اذان سنے اور حاضر نہ ہو وہ ناانصاف ہے اور کنز المعارف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو اور جب تم اللہ کے منادی کی جواب دو گے تو سرچشمے کے بدلے تم کو اجر و ثواب ملیگا اور تمہارے بعض گناہ معاف ہوں گے اور صحیح مسلم میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جواب دو اور جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو تم کہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو تم کو اجر ملیگا۔

فقہی مسائل

اذان کے معنے ہیں خبر کنایہ ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کے لئے الفاظ مقرر ہیں اذان کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اذان پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے سنت مؤکدہ ہے اور چونکہ اذان سے اسلام کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے اس سے تمام تقہا نے اس سنت موکدہ کو مثل واجب کے قرار دیا ہے اور اگر کسی جگہ اذان ترک کی جائے تو وہاں کے سب باشندے گناہگار ہوں گے اور اذان کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کسی شہر کے سب باشندے اذان ترک کر دیں تو میں ان کے ساتھ جہاد کرنا جائز سمجھتا ہوں اور مسجد میں بلا اذان اور اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے اور پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے علاوہ اور کسی نماز کے لئے اذان مسنون نہیں۔

اور اذان میں سات باتیں مستحب ہیں (۱) قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا (۲) اور اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنا یعنی جلدی نہ کرنا۔ (۳) اور اذان کہتے وقت دونوں شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا (۴) اور اونچی جگہ پر اذان کہنا (۵) اور بلند آواز سے اذان کہنا (۶) اور حی علی الصلاح کہتے وقت دائیں جانب اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب گردن پھیرنا (۷) اور فجر کی اذان میں حی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ کہنا۔

اور ہر نماز کی اذان اس کے وقت میں کہنی چاہیئے اگر وقت سے پہلے ہی دی تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے۔

اور اذان اور اقامت کے کلمات میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے اقامت میں بھی وہی کلمات کہے جاتے ہیں جو اذان کے ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض نماز شروع کرتے وقت جب اقامت کہی جائے تو "حی علی الفلاح" کے بعد "قد قامت الصلوٰۃ" دو مرتبہ کہو اس کے علاوہ اذان اور اقامت میں کچھ فرق نہیں ہے اور اقامت بھی پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے سنت ہے اور فرض نمازوں کے علاوہ کسی نماز کے لئے مسنون نہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ اذان اور اقامت صرف مردوں کے لئے سنت ہے عورتوں کے لئے سنت نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے اور اگر کسی وقت کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز پڑھے تو اس کو اذان کہنے کی ضرورت نہیں محلے کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ اور اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور آبادی سے باہر ہو تو فرض نماز کے لئے اذان کہنی چاہیئے اور اقامت بھی کہنی چاہیئے اور اگر کوئی شخص اذان نہ کہے صرف اقامت کہہ لے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن دونوں کو چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص اپنے شہر یا گاؤں سے باہر کسی باغ یا کھیت میں ہو اور وہ باغ یا کھیت گاؤں یا شہر سے اس قدر قریب ہو کہ اذان کی آواز وہاں پہنچتی ہو تو گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے اور اگر وہ جگہ قریب نہ ہو یعنی بلا شک آواز نہ پہنچتی ہو تو شہر یا گاؤں کی اذان کافی نہیں فرض نماز کے لئے اذان و اقامت کہنی چاہیئے۔

اور اگر چند اشخاص کی نمازیں قضا ہو گئیں تو وہ اذان و اقامت سے قضا نماز پڑھ سکتے ہیں اور مسجد میں قضا نماز جہر سے پڑھنا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص پڑھے تو اذان نہ کہے ہاں اگر نماز کے قضا ہونے کا کوئی ایسا سبب واقع ہوا ہو کہ جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے ہوں تو قضا نماز مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اذان و اقامت بھی کہہ سکتے ہیں کچھ کراہت نہیں لیکن بلا وجہ اور بلا سبب قضا نماز کا اظہار گناہ ہے اور یاد رکھو بخار زیر کی قضا میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس میں بھی ایک طرح کا اظہار ہے۔

اور اگر کچھ آدمیوں کی کئی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ سب ایک مجلس میں پڑھیں تو پہلی قضا شدہ نماز کو پڑھتے وقت اذان واقامت کہنا ضروری ہے باقی نمازوں میں اختیار ہے خواہ کہیں یا نہ کہیں اور اقامت کہنا بہتر ہے۔ اور فرض نمازوں کے علاوہ باقی نمازوں مثلاً نماز جنازہ، نماز وتر، نماز عیدین، نماز چاشت، نماز تہجد اور نوافل وسنن میں اذان واقامت کہنے کی ضرورت نہیں مذکورہ بالا نمازوں کو بغیر اذان واقامت کے پڑھیں اور عورتوں کے لئے ادا اور قضا نمازوں میں اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

اور جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس بچے کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔ اسی طرح جس شخص کو مرگی کا عارضہ لاحق ہو اور جو شخص مغلوب الغضب ہو اس کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے۔ اور جب شہر میں وبا کا زور ہو اور جب شہر کے کسی حصہ میں آگ لگ جائے اور وہ کسی طرح نہ بجھے اور جب کوئی مسافر راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو ان مواقع پر اذان کہنا مستحب ہے۔

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

روز محشر کہ جانگداز بود اولیں پرسش نماز بود

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ اور ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض وواجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر کبھی تیار نہ رہیں گے۔

نماز کی حقیقت پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہئیے قیمت ۲ ر

تاکید نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد بالطبع تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے پڑھنے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سن سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ ر

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے اور خدا کی عبادت سے جیب وداماں مولا پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر گھر کا نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۲ ر

ضرورت المسلمین جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے بڑے مسائل بھی معلوم کر لیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت معمولی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے فرائض وواجبات تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۳ ر

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو آپ پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین ودنیا کی ترقی وبہتری تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت خوشی سے پڑھیں گے قیمت ۶

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائی جائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی دس جلدیں کی مثل طلب کریں تو محصول بھی نہ لیا جائیگا۔

بخاری شریف کا اردو ترجمہ اور تشریح حضرت خواجہ حسن نظامی نے نہایت آسان اور صاف اردو میں تیار کرنی شروع کی ہے اس کا نام عام فہم تشریح بخاری ہے اس کے ابتدائی تین پارے کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہو گئے ہیں ضخامت پارہ اول ۱۲۶ صفحے پارہ دوم ۱۲۸ صفحے پارہ سوم ۱۴۴ صفحے عام فہم تشریح بخاری شریف میں ترجمہ اور تشریح کے علاوہ مزید شرح بھی حاشیے ہی میں اس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص مولوی بن سکتا ہے اور ہر مسلمان شریعت سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اس کا مطالعہ انسان کو اصلی مسلمان بنا دیتا ہے عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تشریح بخاری پڑھئے جن کا پڑھ لینا بہت ہی آسان ہے اردو کے حروف پہچان سکنے والے بچے بھی اس کو بے تکان پڑھ سکتے ہیں

تشریح بخاری کے ہر پارہ کی قیمت ایک روپیہ ہے اسکے تین پارے تیار ہیں

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

بسلسلۂ گذشتہ

اور ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر حج فرض ہو یعنی جس کو حج کی استطاعت ہو وہ حج جلدی کرے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کس وقت کیا پیام اجل آجائے اور سفر آخرت کرنا پڑے۔

افسوس ہے کہ آجکل ہزاروں ایسے اشخاص غفلت کے نشے میں سرشار ہیں جن پر سالہا سال سے حج فرض ہے لیکن وہ کبھی بھولے سے بھی حج کا ارادہ نہیں کرتے اور اس فرض کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے۔

اور کتاب الحج میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے ارادہ سے گھر سے باہر نکلا اور راستہ میں مرگیا قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور اسکے اعمال کا حساب نہ ہوگا اور بلا حساب وکتاب اس کو جنت میں داخل کردیا جائیگا اور ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر حج فرض ہے اور نہ وہ مریض ہے نہ راستہ غیر محفوظ ہے غرض کوئی وجہ مانع نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ حج کے لئے نہیں جاتا تو یہ اندوہناک غفلت ہے اگر وہ بغیر حج کئے مرگیا تو یہود و نصاریٰ کی موت مریگا۔

ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے حج کی فرضیت ثابت ہے اب ہم چند ضروری مسائل فقہیہ لکھتے ہیں تاکہ یہ بحث ایک حد تک مکمل ہو جائے اور قارئین کرام کو فائدہ پہنچے۔

حج کے لغوی معنے ارادہ کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ احرام باندھکر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرے اور کعبہ شریف کا طواف کرے اور جمہور مفسرین کا یہ قول ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حج فرض ہوا ہے اور حج کے پانچ ارکان ہیں احرام باندھنا وقت مقررہ پر عرفات میں جاکر ٹھہرنا اور طواف کرنا اور صفا و مروہ میں سعی کرنا اور سر منڈوانا یا بال کتروانا۔ اور حج کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت سے انکار کرے وہ مسلمان نہیں ہے اور حج عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے اور نام ونمود کے لئے حج کرنا اور مال حرام حاصل کرکے حج کے لئے جانا حرام ہے۔ اور حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اسکی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور اگر ماں باپ زندہ نہ ہوں اور دادا دادی زندہ ہوں اور وہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان سے اجازت لینا واجب ہے یہ حج فرض کا حکم ہے اور اگر نفل ہو تو صرف والدین سے اجازت لینے کی ضرورت ہے اور جب حج کی استطاعت ہو تو فوراً حج کے لئے جانا چاہیئے اگر وہ تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اسکی شہادت مردود سمجھی جائے گی۔ حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا باندی غلام پر حج فرض نہیں (۵) تندرست ہونا (۶) مصارف سفر کا موجود ہونا (۷) راستے کا محفوظ ہونا۔

اور حج میں چند چیزیں فرض ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) احرام باندھنا (۲) نویں ذوالحجہ کو آفتاب ڈوبنے سے دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا (۳) طواف زیارت کرنا۔

اور حج کے واجبات یہ ہیں (۱) میقات سے احرام باندھنا (ہندوستان والوں کے لئے میقات یلملم ہے) اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں (۳) عرفات سے واپسی میں امام حج کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے روانہ نہ ہو عازم حج بھی انتظار کرے (۴) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۵) مغرب وعشاء کی نماز وقت عشاء میں مزدلفہ میں پڑھنا (۶) تینوں جمروں پر دسویں گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کو کنکریاں مارنا (۷) سر منڈوانا یا بال کتروانا (۸) قران اور تمتع والے کو قربانی کرنا (۹) دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ شریف طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

اور جب کوئی شخص حج کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ اگر کسی کا قرض اسکے ذمہ ہو تو اسکو فوراً ادا کرے اور اگر کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کیا ہو تو اسکو واپس کردے یا معاف کرالے اور اس کا نتیجہ معلوم نہ ہو تو اتنا ہی مال فقیروں کو دیدے اور سب گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ کو راستبازانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کرے اور ماں باپ کی رضامندی حاصل کرے اور اس سفر سے مقصود اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی خوشنودی ہو نام ونمود نہ ہو اور عورت کے ساتھ جب تک اس کا شوہر یا کوئی اور محرم نہ ہو حج کا سفر حرام ہے اگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا لیکن ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا اور ہر عازم حج کو زاد راہ بطریق حلال حاصل کرنا چاہیئے اگر مال حرام سے حج کرے گا تو حج قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض اتر جائے گا۔ اور اگر کسی شخص کو اپنے مال میں کچھ شبہ ہو تو وہ قرض لیکر حج کے لئے جائے اور وہ قرض اپنے مال میں سے ادا کرے اور اگر ممکن ہو تو حاجت سے زیادہ زاد سفر لے تاکہ غریب دوستوں اور محتاجوں کی مدد کرسکے۔

حج کے متعلق ہم نے چند ضروری باتیں لکھدی ہیں تمام مسائل اس موقع پر نہیں لکھے جاسکتے اس لئے عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ جب حج کے لئے جائیں تو کسی عالم دین سے مسائل دریافت کرکے کاغذ پر لکھ لیں یا کوئی ایسی کتاب ساتھ لیں جس میں حج کے مسائل شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہوں۔ واللہ الموفق والمعین وہو نستعین۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا

عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ تعالےٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالےٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب کیوں ہٹاتے ہو اللہ کی راہ سے ایسے شخص کو جو ایمان لا چکا اس طور پر کہ کبھی ٹیڑھ ہوتا ہے اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں سے بےخبر نہیں"

جب یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ یہود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع نہیں ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ ابراہیم پر ہیں تو اب حق سبحانہ تعالےٰ اپنے محبوب کو حکم دیتا ہے کہ تم ان یہودیوں کو نرمی کے ساتھ سمجھاؤ کہ اللہ کی آیتوں کو کیوں نہیں مانتے اور کیوں انکار کرتے ہو کیا تمہیں حلیم نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس ہو گی اور تم کو سزا و جزا دی جائے گی یہ انداز نصیحت نہایت موثر ہے ارشاد ہے کہ اے رسول ان سے کہدو کہ اے اہل کتاب! تم اللہ کے احکام کو کیوں نہیں مانتے حالانکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی پوری اطلاع ہے اور اے اہل کتاب دیدہ و دانستہ اللہ کی سیدھی راہ میں ناحق کی کجی نکال کے ایمان لانے والوں کو راہ حق پر چلنے سے کیوں روکتے ہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے بےخبر نہیں۔

اہل باطل کا طریقہ عادتہ ہے کہ جب وہ ہر طرح قائل ہو جاتے ہیں اور سچے دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر دیدہ و دانستہ اخیر بازی سے کام لیتے ہیں اور راہ حق میں ناحق کی کجی نکال کر ہر دان حق کو گمراہ کرنے کی سعی کرتے ہیں جب علمائے یہود ہر طرح عاجز ہو گئے اور اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کا متبع نہ ثابت کر سکے تو انہوں نے یہ شوشہ کرنا شروع کیا کہ حضور سرور عالم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف ہیں اور ان کے دین کو مٹانا چاہتے ہیں اور حضرت ابراہیم جس قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے یعنی بیت المقدس کی طرف وہ اس کی طرف نماز نہیں پڑھتے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ ہے کہ سب ان کی عبادت کریں اور ان کو معبود سمجھیں ان افترا پردازی اور افترائی باتوں کو سنکر حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اے یہود کیوں ناحق مجھ پر الزام لگاتے ہو اور کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ حق تعالےٰ تمہاری حرکات سے بےخبر ہے اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی تمہاری شمع حیات بجھے گی نہیں خوب یاد رکھو کہ زندگی ایک ناقابل اعتبار اور ناپائیدار چیز ہے اور مجھکو اور تم کو ضرور سفر آخرت اختیار کرنا ہے پس کذب و افترا سے کام نہ لو اللہ کی آیتوں کو تسلیم کرو اور دنیا کے عارضی فائدوں اور مٹنے والی تمناؤں اور آرزوؤں کو اہمیت نہ دو یقین کرو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے حضور کی اس تقریر کو سنکر بھی وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے اور شب و روز کذب بیانی اور افترا پردازی پر کمربستہ رہے اور سید ہے سادے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کی سعی و کوشش کرتے رہے لیکن ان کی سعی و کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ آجکل بھی جو شخص دیدہ و دانستہ اللہ کی راہ میں ناحق کی کجی نکال کر اہل ایمان کو برگشتہ کرنے کی جد و جہد کر رہے ہیں وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے اور حق تعالےٰ ان کو بھی ذلیل و خوار کرے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو اللہ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اور جو شخص اللہ تعالےٰ کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالےٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق ہی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈالدی، تو خدا تعالےٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالےٰ نے تمہاری جان بچا لی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

حق سبحانہ تعالےٰ اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ تم اہل کتاب کے دھوکہ میں نہ آؤ اور ان کے مشوروں پر عمل نہ کرو اگر تم ان میں سے کسی فریق کا بھی کہنا مانو گے تو یقین کرو کہ وہ تم کو آخر وقت اسلام سے نکال کر کافر بنا دیں گے اور تم کس طرح کفر اختیار کرو گے تمہارے سامنے تو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے اور یاد رکھو کہ جو کوئی اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہا وہ بیشک سیدھی راہ کی طرف ہدایت کیا گیا اور اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے یعنی کما حقہ اس کی اطاعت کرو اور تم حالت اسلام

کے سوا اور کسی حالت پر ہرگز نہ مرنا اور سب مل کر اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور آپس میں متفرق نہ ہونا یعنی آپس میں نااتفاقی پیدا نہ کرو اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو وہ احسان یہ کہ جب تم زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی پس تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور آگ کے گڑھے کے کنارے اپنے کفر کی وجہ سے گرنے ہی کو تھے لیکن اللہ نے اس سے تم کو بچا لیا کہ تم کو اسلام کی دولت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر قائم رہو۔"

ان آیتوں کا سبب نزول یہ ہے کہ شماس بن قیس یہودی ایک نہایت ہی شریر النفس اور بہت بااثر شخص پرور اخنس تھا اسلام سے اس کو حد درجہ عداوت تھی ہر لمحے اور ہر ساعت اسی فکر میں رہتا تھا کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کرے ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج کی طرف ہو کر گزرا اس نے دیکھا کہ دونوں قبیلوں کے لوگ آپس میں نہایت اتفاق و اتحاد اور خلوص و محبت کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں اس کو یہ اتفاق و اتحاد و نہایت شاق گزرا اس نے اپنے ساتھی اشعث بن کعب سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دونوں قبیلے آپس میں کس طرح متفق و متحد ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اللہ کی قسم میں نے اگر آپس میں متفق و متحد کر دیا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان میں فتنہ و فساد اور جنگ و پیکار برپا کروں گا اس کے بعد اس بدبخت نے ان دونوں قبیلوں کے پاس آنا جانا شروع کیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی سعی و کوشش کی ان کو وہ لڑائیاں یاد دلائیں جو زمانہ جاہلیت میں دونوں قبیلوں کے درمیان ہوئی تھیں اس کی فتنہ پردازی سے انصار میں نزاع واقع ہوئی اور ایک دوسرے پر غضبناک ہوئے یہاں تک کہ ایک دن ان کو ایسا جوش آیا کہ تلواریں لیکر جنگ و پیکار پر آمادہ ہو گئے جس وقت حضور سرور عالم کو معلوم ہوا کہ انصار آپس میں جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہیں تو آپ فی الفور ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اے انصار! کیا تم پھر جاہلیت کی باتوں کی طرف جاتے ہو حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں جب انصار نے حضور اکرم کی جمال دیکھا اور آپ کی آواز سنی تو اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور تلواریں بجینک کر آپس میں گلے ملنے لگے اس موقع پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تفسیر ابن ابی حاتم اور تاریخ ابن اسحاق میں لکھا ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد انصار کے دونوں قبیلے یعنی اوس اور خزرج آپس میں اس قدر متحد ہو گئے کہ ان کی محبت ضرب المثل بن گئی

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ

(ترجمہ) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کی اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے باہم تفرقہ کر لیا اور باہم اختلاف کر لیا ان کے پاس احکام واضحہ پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی اس روز کچھ چہرے سفید ہو جاویں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جاویگا کہ کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہیں وے اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خلق پر ظلم کرنا نہیں چاہتے اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کے جائینگے۔"

اوپر یہ ذکر تھا کہ یہود نے انصار کے دو قبیلوں کو بہکا کر ان کو لڑانے کی سعی کی کوشش کی تھی لیکن اللہ کے مقدس رسول کی فہمائش سے یہود کا مقصد پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا اور انصار کے دونوں قبیلے آپس میں پھر متحد ہو گئے اب اس اتحاد و اتفاق کے قائم رکھنے کیلئے حق تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمیشہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائیں اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں اور اے مسلمانو! آپکی امتوں کی طرح تم آپس میں اختلاف نہ کرنا ورنہ تم بھی تباہ ہو جاؤ گے اور اس بات کا خیال رکھو جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ لوگ جنت میں ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے جس دن کے متعلق حق تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اس میں بعض اشخاص کے منہ سیاہ ہو جائینگے اور بعض اشخاص کے روشن ہو جائینگے یہ قیامت کے دن کی طرف اشارہ ہے فی الحقیقت وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائینگے وہ قیامت کے دن روسیاہ ہو جائینگے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جو خوش نصیب زندگی کے آخر لمحے تک دین حق پر ثابت قدم رہیں گے ان کے چہرے نورانی ہوں گے یعنی مومنین اور بہتر کاروں کے منہ نور ایمان سے روشن ہوں گے اسکے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا یعنی وہ بلاوجہ کسی کو عذاب میں مبتلا نہیں کریگا اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائینگے یعنی تمام کاموں کا اجراسی کے اختیار میں ہوگا یہ کریما مروں بالمعروف وینھون عن المنکر کی تفسیر میں جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ اچھے کام کا حکم کرنا اور برے کاموں سے منع کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ کی تعریف یہ کی

لطائف الحدیث

صدق وکذب (۱) سچ بولنا نیکو کاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکوکاری بہشت کی طرف رہنمائی کرتی ہے آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ خدا کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے جھوٹ بولنا بدکاری کی طرف لیجاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لیجاتی ہے آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ خدا کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔

(۲) منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو وفا نہیں کرتا اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

(۳) میں اس شخص کے لئے بہشت کے گوشہ میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو حق بجانب ہونے کی صورت میں بھی جھگڑے کو ترک کرے اور اس شخص کے لئے بہشت کے درمیان ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو مزاح کی صورت میں بھی جھوٹ نہ بولے۔

(۴) سب سے بڑا خیانت دار وہ شخص ہے کہ جس نے ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کسی بات کہدی۔

(۵) صفوان بن سلیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا "ہاں" پھر اس شخص نے پوچھا "کیا مسلمان کذاب ہو سکتا ہے" تو آپ نے فرمایا "ہرگز نہیں"

(۶) اے اللہ میری زبان جھوٹ سے پاک رکھ۔

(۷) جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں بدبو اس بدبو کے جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۸) یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کچھ بات کہے اور وہ تجھے سچا سمجھتا ہو لیکن تو جھوٹ بول رہا ہو۔

(۹) اس شخص کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی باتیں کہے اور ایک طرف سے جاکر دوسرے کو اچھی باتیں پہنچائے خواہ وہ باتیں جھوٹی ہی ہوں۔

سچی اور جھوٹی گواہی (۱) جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے خواہ وہ ایک سبز مسواک ہی کے متعلق ہو وہ خود اپنی جگہ دوزخ بنا تا ہے (سبز مسواک سے مطلب ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز)

(۲) جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔

(۳) جو شخص جھوٹی اور واہی تباہی کی باتوں کو نہ چھوڑے اور ان پر عمل کرے خدا اس کے روٹی اور پانی چھوڑنے (یعنی اس کے روزہ رکھنے) کی پرواہ نہیں کرتا۔

غیبت اور بہتان (۱) چغل خور بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ (۲) غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کہے جو اسے ناپسند ہو اور اگر وہ بات سچی ہو تو یہ غیبت ہے اور اگر سچی نہ ہو تو یہ بہتان ہے جو تو نے اپنے بھائی پر باندھا۔

(۳) جب میرا خدا مجھے اوپر لے گیا (یعنی معراج ہوئی) تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینہ کو نوچ رہے تھے میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں اس نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔

(۴) لوگوں پر من گھڑت بہتان مت باندھا کرو۔

(۵) جو شخص غیبت کرنے والے کو اپنے بھائی کا گوشت کھانے سے روکے (یعنی غیبت کرنے سے روکے) خدا وند تعالےٰ پر لازم آتا ہے کہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے۔

(۶) میرے صحابہ میں سے کسی شخص کی باتیں مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب گھر سے نکل کر تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ سب کی طرف سے صاف ہو (مطلب یہ ہے کہ مجھ آکر یہ نہ کہا کرو کہ فلاں شخص نے ایسا کیا یا ایسا ایسا کہا کیونکہ اس طرح اس شخص کی طرف سے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی طرف سے کدورت پیدا نہ ہو)

ذوالوجہین (وہ شخص ہے جو ایک طرف ایک بات کہے اور دوسری طرف دوسری بات) (۱) قیامت کے روز سب سے برا وہ شخص ہوگا جو دو رویہ منافق ہے ایک جماعت کے پاس ایک رنگ میں آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے رنگ میں۔

(۲) جو شخص دنیا میں دو رویہ ہوگا قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

خوش اخلاقی (۱) تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

(۲) تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

(۳) میزان عمل میں خوش اخلاقی سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہیں۔

(۴) یا الٰہی میں خلاف، نفاق اور بداخلاقی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام کا گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ "مستریح ہے یا مستراح منہ" لوگوں نے پوچھا کہ حضرت مستریح کون ہوتا ہے اور مستراح منہ کون؟ آپ نے فرمایا مستریح وہ مومن ہے جو مر کر دنیا کی تکلیفوں سے رہائی پاتا ہے اور مستراح منہ وہ فاجر ہے جس کے مرنے پر لوگ شہر درخت اور جانور اس کے شر سے رہائی پاتے ہیں۔

(۶) کسی نیکی کو حقیر نہ جانو خواہ وہ نیکی صرف اتنی ہو کہ تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی سے ملو مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی ایک نیکی ہے اور یہ نیکی کوئی حقیر نیکی نہیں)

(۷) مومن خوش اخلاقی کی برکت سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔

قائم اللیل رات کا نماز گزار صائم النہار دن بھر روزہ رکھنے والا۔ (مطلب یہ ہے کہ خوش اخلاقی کا آنا ثواب ہے جو تمام رات بھر نماز پڑھنے اور دن بھر روزہ رکھنے کا ہے)

(۸) تو جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتا رہ اور بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی بدی کو مٹادے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آ۔

(۹) سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ عمر پاتے ہیں اور سب سے زیادہ خوش اخلاق ہیں (مطلب یہ ہے کہ درازی عمر کا مقصد یہ ہے کہ اپنی خوش اخلاقی سے بہت مدت تک لوگوں کو محفوظ اور مسرور کرکے زیادہ ثواب کا مستحق بنیں گے)

(۱۰) اگر نرمی اور خوش خلقی نظر آنے والی چیز ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں میں کوئی چیز اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتی اور اگر بداخلاقی ایسی چیز ہوتی کہ دیکھی جاسکے تو خداوند کریم کی مخلوقات میں اس سے زیادہ بدصورت اور کوئی چیز نظر نہ آتی۔

(۱۱) جب ایک آدمی مرتا ہے اور خداوند تعالیٰ کو اس کے اعمال بد کا علم ہوتا ہے مگر لوگ اس کے حق میں اچھا کہتے ہیں تو خداوند کریم اپنے فرشتوں کو کہتا ہے کہ میں اپنے بندے کے متعلق اپنے دوسرے بندوں کی شہادت کو قبول کرتا ہوں اور اس کے گناہ جو میرے علم میں ہیں بخش دیتا ہوں۔ لوگ اسی آدمی کو اچھا کہتے ہیں جو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو بداخلاق آدمی کو کوئی اچھا نہیں کہتا)

(۱۲) کوئی بزرگی اور شرافت بداخلاقی کے برابر نہیں (یعنی خوش اخلاقی کے مقابلہ میں کسی شرافت کی کچھ وقعت نہیں)

باہمی امداد

(۱) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کی مثال ہے جس کا ایک جزو دوسرے جزو کو مضبوط رکھتا ہے۔

(۲) مسلمان ایک آدمی (ایک جسم) کی مثال ہیں کہ اگر آنکھ دکھتی ہے تو تمام بدن بے قرار ہوجاتا ہے اور اگر سر دکھتا ہے تو تمام بدن بیقرار ہوجاتا ہے۔

شیخ سعدی نے ایک شعر میں اس اسلامی برادری کے اصول کو زیادہ وسیع کرکے انسانی برادری کے متعلق یہی خیال ظاہر کیا ہے ؎ بنی آدم اعضائے یکدیگرانند۔ آدم کی اولاد ایک دوسرے کے اعضا ہیں)

(۳) جو بھلائی تو کسی غنی کے ساتھ یا کسی فقیر کے ساتھ کرے وہ ایک صدقہ ہے۔

(۴) بہترین ایمان یہ ہے کہ تو لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی بات ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

(۵) جو شخص کسی دوسرے شخص کو جو تکلیف میں ہو آرام پہنچائے خداوند تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں آرام پہنچاتا ہے۔

(۶) جو شخص ایک مسلمان کو اس کی دنیاوی تکلیفوں میں سے رہائی دیگا اور جب تک ایک مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی امداد میں رہتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی امداد میں رہتا ہے۔

(۷) تم سے پہلے زمانہ کے ایک شخص کا ذکر ہے کہ جب فرشتہ اس کی روح کو قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا کہ تو نے کوئی نیکی کی ہے اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے اپنی کسی نیکی کا علم نہیں فرشتے نے کہا ذرا سوچکر بتاؤ اس نے جواب دیا اور تو مجھ نہیں البتہ میں لوگوں سے معاملات کرتا تھا اور تقاضہ کے وقت ان سے احسان کرتا تھا غنی کو مہلت دیتا تھا اور مفلس کو بخشدیتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت میں داخل کردیا

(۸) تم کو رزق اور فتح و نصرت ان لوگوں کی برکت سے ملتی ہے جو تم میں ضعیف اور کمزور ہوں (یعنی کمزور لوگوں کے حقوق کی نگہداشت کرو)۔

(۹) دین خیر خواہی کا نام ہے خدا کی خیر خواہی خدا کی کتاب کی خیر خواہی خدا کے رسول کی خیر خواہی مسلمانوں کے اماموں (عالموں) کی خیر خواہی اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی۔

(۱۰) اگر کسی شخص کے سامنے اس کے ایک مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس غیبت کو روک سکتا ہو اور روک دے تو خداوند تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر وہ اس غیبت کو نہ روکے حالانکہ روک سکتا ہو تو خداوند تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اس سے مواخذہ کرے گا۔

سانپ کاٹے کا عمل

برادران اسلام یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ہے ایک بہت بڑے عامل کامل سے بڑی محنت و مشقت اور کثیر خدمات کے صلہ میں دستیاب ہوا تھا عمل نہایت آسان اور شریعت حقہ کلی مدد سے ہر طرح سے جائز ہے خواہ کیسے ہی زہریلے سانپ کا کاٹا ہو مریض بے ہوش ہو یا ہوش میں خدا کے فضل و کرم سے پانچ منٹ میں مریض اچھا ہوجاتا ہے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ہر سال سانپ کے کاٹنے سے کئی ہزار انسانی جانیں ضایع ہوجاتی ہیں پڑھکر مجھے بڑی عبرت اور افسوس ہوا ان حالات کو مدنظر رکھکر میں نے فیصلہ کیا کہ اس عمل کو ملک کے ہر گوشے میں پہنچا دینا چاہیئے لہذا میں اس کو رفاہ عام کی غرض سے مشتہر کرتا ہوں لیکن چونکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ اخبارات و رسائل کے اشتہارات کا خرچ برداشت کرسکوں اس لئے لازمی طور پر اس کو کچھ ہدیہ رکھنے پر مجبور ہوں اشتہارات کے کثیر مصارف کو مدنظر رکھکر بالفعل میں اس کا ہدیہ ایک روپے چار آنے رکھتا ہوں (غیر) اگر میرے ہندو مسلمان بھائیوں نے میری ہمت افزائی کی اور کچھ سرمایہ اشتہارات کے خرچ سے بچ رہا تو شاید میں جہاں تک گنجائش نکل سکی رفاہ عام اور ثواب اخروی اور ہمدردی نوع انسان کی خاطر اس کو مفت تقسیم کرنا شروع کردوں۔ عمل بذریعہ وی پی لفاف میں روانہ کیا جائیگا اگر منی آرڈر یہ کا کارمال کردیں تو بذریعہ رجسٹری ارسال کیا جائیگا اس میں محصول ڈاک کی کفایت رہے گی۔ سلفے کا پتہ ۱۔

سید لطف اللہ چھتہ لال میاں نمبر ۲۷۳ دہلی

آداب معاشرت

دوسرے کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب

جو آداب ہم گذشتہ اشاعت میں بیان کر چکے ہیں اکیلا کھائے یا کسی کے ساتھ ان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے لیکن جب کسی دوسرے کے ساتھ کھائے تو سات آداب ہیں۔

(۱) طعام میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک کہ کوئی اس سے بڑا نہ ڈال لے خواہ وہ عمر علم۔ بڑا ہیز گار یا کسی دوسری وجہ سے بڑا ہو۔ اگر خود بڑا ہے تو دوسروں کو انتظار میں نہ رکھے۔

(۲) خاموش نہ رہے کہ یہ عجمیوں کی خصلت تھی۔ لیکن پرہیزگاروں کی حکایت اور حکمت کی خوش خوش باتیں کریں اور بیہودہ بکواس نہ کرے۔

(۳) اپنے ساتھی کا خیال رکھے کہ خود اس سے زیادہ کسی حال میں نہ کھائے کیونکہ جب کھانا مشترک ہو تو ایک کے زیادہ کھانے سے حرام ہو جاتا ہے بلکہ چاہیئے کہ ایثار کرے اور بہتر بن کھانا اس کے آگے رکھے اور اگر اس کا ساتھی بہتہ کھائے تو تقاضا کرے کہ اچھی طرح کھائے اور کھانے کے لئے تین بار سے زیادہ نہ کہے کیونکہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے کہ قسم دینے سے کھانا حقیر تر ہو جاتا ہے۔

(۴) رفیق کو یہ کہنے کی ضرورت نہ آئے کہ کھا دلکہ اس کے ساتھ موافقت کرے جیسا کہ وہ کھاتا ہے اور چاہیئے کہ اپنی عادت سے کم نہ کھائے کہ وہ ریا میں داخل ہے لیکن تنہائی میں اپنے آپ کو ادب سے رکھے جیسا کہ لوگوں کے سامنے رہتا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے ادب سے کھا سکے اگر ایثار کے ارادہ سے کم کھائے تو اچھا ہے اگر زیادہ کھائے بلکہ دوسروں کا اصرار ہو تو بھی اچھا ہے۔

(۵) آنکھیں نیچی رکھے اور دوسروں کے لقمہ کو نہ دیکھے اور دوسروں سے پہلے ہاتھ نہ اٹھائے جس صورت میں کہ دوسرے اسی کا ادب ملحوظ رکھتے ہوں اگر تھوڑا کھانے والا ہو تو پہلے ذرا سا تہہ کھینچ رکھے پھر اچھی طرح کھائے اگر نہ کھا سکتا ہو تو اپنا عذر پیش کرے تاکہ دوسرے شرمندہ نہ ہوں۔

(۶) جس چیز سے دوسروں کو کراہت اور نفرت ہو نہ کرے ہاتھ برتن میں نہ جھاڑے منہ برتن کے اوپر نہ رکھے تاکہ کوئی چیز منہ سے گر کر اس میں نہ جائے اگر کوئی چیز منہ سے باہر آئے تو منہ پھیر لے اور دغن آلودہ لقمہ سرکہ میں نہ ڈالے اور جو لقمہ دانتوں سے قطع کیا گیا ہو توتن میں نہ لائے کہ لوگوں کی طبیعت کو اس سے نفرت ہوتی ہے اور مکروہ چیزوں کی بات نہ کرے

(۷) جب طشت میں ہاتھ دھوئے تو منہ کا پانی لوگوں کے سامنے طشت میں نہ ڈالے اور جو شخص معذور ہو تقدیم کرے اگر اس کا اکرام کریں تو قبول کرے اور دائیں طرف سے طشت پھیرے اور پانیوں کا تمام پانی جمع کرے ہر پانی علیحدہ علیحدہ نہ کرائے کہ یہ عجمیوں کی عادت تھی اگر سب لوگ ایک بار ہی ہاتھ دھوئیں تو بہتر ہے اور تواضع کے زیادہ قریب ہے اور اگر کلی وغیرہ کرے تو زمین سے کرے تاکہ پانی کسی شخص پر یا فرش پر نہ گرے اور جو شخص ہاتھ دھلاتا ہو اس کا بیٹھنے کی نسبت کھڑا ہونا زیادہ بہتر ہے یہ سب آداب اخبار و آثار میں وارد ہیں اور انسان و حیوان کے درمیان فرق انہی آداب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیوان اپنی طبیعت کے تقاضے سے کھاتا ہے اور اسے نیک و بد کے جاننے کی تمیز نہیں دی گئی ہے اور اگر انسان اس پر عمل نہ کرے تو اس نے عقل و تمیز کی نعمت کا حق ادا نہیں کیا اور کفران نعمت کیا ہے۔

دوستوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ کھانے کے آداب

واضح رہے کہ کسی دوست کو میزبان بنانا بہت سے صدقوں سے افضل ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ کی تین چیزوں کا حساب نہ ہوگا (۱) جو سحری کو کھایا جائے (۲) جس سے افطار کریں (۳) جو کچھ دوستوں سے کھایا جائے جعفر بن صادق کہتے ہیں کہ جب تو دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تو جلدی مت کر بلکہ دیر لگا کہ اس قدر عرصہ کا تیری عمر میں حساب نہ ہوگا اور حسن بصری کہتے ہیں کہ خدا کا بندہ جو کچھ ماں باپ اور اپنے آپ پر خرچ کرے اس کا حساب ہوتا ہے مگر جو کھانا دوستوں کے ساتھ کھایا جائے اس کا حساب نہیں ہوتا۔ ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیوں کے لئے دسترخوان بچھاتے تو اس پر بہت سا کھانا رکھ دیتے اور فرماتے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کھانا دوستوں کی طرف سے واپس لئے اس کا حساب نہیں ہوتا اور میں چاہتا ہوں کہ دوستوں کا بچا ہوا کھاؤں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک صاع کھانے کو دوستوں کے آگے رکھنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم کے بیٹے میں بھوکا رہا اور تو نے مجھے طعام نہ دیا بندہ عرض کریگا کہ اے خدا تو کیونکر بھوکا رہا تو تو ساری دنیا کا خدا ہے تجھے کھانے کی کیا حاجت ہے حکم ہوگا کہ تیرا بھائی بھوکا تھا اگر تو اس کو کھانا دیتا تو گویا مجھے دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو آب و دانہ دیتا ہے حتی کہ وہ سیر ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے سات خندق پرے رکھتا ہے اور ہر خندق پانسو سال کی راہ ہوتی ہے اور فرمایا "شر کم من اطعم الطعام" تم میں سے وہ شخص بہتر ہے کہ کھانا بہت دے۔

ان دوستوں کے کہنے کے آداب جو ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں

واضح رہے کہ اس کے چار آداب ہیں۔

۱۔ کہ کھانا کھانے کے وقت کسی کے پاس جانے کا قصد نہ کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بن بلائے کھانے کے ارادہ سے کسی کے پاس جائے اس کا جانا فسق اور کھانا حرام ہوتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کھانے کے وقت پہنچ جائے تو بلا اجازت نہ کھائے اگر کوئی کہے تو کھا لے بشرطیکہ اسے معلوم ہو کہ وہ دل سے کہتا ہے اگر دل سے نہیں کہتا تو نہ کھائے اور بہانہ کر کے مختلف حیلوں سے

ٹال دے لیکن اگر کسی دوست کے گھر جانے کا ارادہ کرے جس پر اسے بھروسہ ہو اور اس کے دلی حالات سے واقف ہو تو جائز ہے بلکہ دوستوں میں تو یہ بات سنت میں داخل ہے کیونکہ رسول صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھوک کے وقت ابوایوب انصاری اور ابوالہیثم بن التیہان کے مکان پر تشریف لے گئے اور مانگ کر کھانا کھایا ہے اور یہ میزبان کے لئے ٹیکل کی اتھارٹی ہے بشرطیکہ اہل خانہ کی رضامندی معلوم کرے بعض بزرگوں کے تین سو ساٹھ دوست ہوتے تھے اور ہر رات ایک مکان پر چلے جاتے بعض کے تیس دوست تھے اور بعض کے سات اور ہر رات ایک مکان پر جاتے اور یہ دوست ان کے ایسے ہوتے تھے جو کسب وصنعت کی وجہ اور عبادت کے فراغ کا سبب ہوتے تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو جائز ہے کہ اگر وہ گھر میں کچھ نہ رکھتا ہو تو دوست کے مکان پر جا کر کہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریدہ کے گھر میں گئے اور ان کی فوجہ حاضری میں اس کا کھانا کھا لیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ وہ اس سے خوش ہوں گے۔ محمد بن واسع اہل ورع بزرگوں میں سے تھے اپنے اصحاب سائمہ حسن بصری کے مکان پر گئے اور جو پایا کھا لیا جب وہ آئے تو بہت خوش ہوئے ایک جماعت نے نفیہان ثوری کے حکم میں ایسا ہی کیا جب وہ آئے تو کہا کہ آپ نے مجھے بزرگان سلف کی یاد دلا دی کہ وہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

۲۔ جب دوست ملاقات کیلئے آئے تو جو کچھ حاضر ہو لے آئے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہ رکھتا ہو تو قرض نہ لے اگر عیال کی حاجت سے زیادہ نہ رکھتا ہو تو دینے والے شخص نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی میزبانی کی فرمایا کہ میں تین شرط پر تیرے گھر آتا ہوں۔ بازار سے کچھ نہ لائیو۔ جو کچھ گھر میں ہو اسے دابیس نہ بلجائیو اور عیال کی تمام حصہ چھوڑ دیجیو۔

آدمی جو ایک دوسرے سے تکلف کرتے ہیں وہ تکلف کی وجہ ہوتی ہے اگر تکلف درمیان سے اٹھ جائے تو ایک دوسرے کو آزادانہ ملنے لگے ایک دوست نے کسی بزرگ سے تکلف کیا فرمایا جب تم اکیلے ہوتے ہو تو یہ نہیں کہا تے اور میں یہی ایسا تکلف آپس کا نہیں کہا تا جب ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو تکلف کیا؟ یا تو تکلف اٹھا دیجیے یا میں آنا بند کر دیتا ہوں۔ سلمان کہتے ہیں کہ رسول صلعم نے ہم کو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرو اور جو کچھ حاضر ہو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ صحابہ روٹی کا ٹکڑا اور خشک خرما ایک دوسرے کے آگے رکھتے تھے اور کہتے تھے وہ گناہگار ہے جو احضر کو حقیر جانے اور سامنے نہ لائے یا جس کے سامنے لایا جاوے وہ اسے حقیر سمجھے۔ یونس علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور سرکہ ہی جو آپ بوتے تھے دوستوں کے آگے رکھدیتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ تکلف کرنے والوں سے ناخوش نہ ہوتا تو میں ضرور تکلف کرتا ایک قوم کے درمیان کچھ جھگڑا تھا انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو طلب کیا کہ وہ ان کا فیصلہ کر دیں وہ ان کے گھر میں گئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو نہ پایا اور وہاں ایک خوبصورت عورت کو دیکھکر تعجب کیا کہ وہ پیغمبر ہو کر ایسی عورت سے مزے اڑاتے ہیں جب انہوں نے آپ کو تلاش کیا تو مردوں میں پایا آپ کہا نا کہار ہے تھے وہ لوگ آپ سے باتیں کرتے تھے اور آپ ان سے نہ کہتے تھے کہ میرے ساتھ کہاؤ جب آپ اٹھے تو ننگے پاؤں اس جگہ سے باہر آئے وہ لوگ آپ کے ان تینوں کاموں سے متعجب ہوئے انہوں نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا کہ میں خوبصورت عورت اس لئے رکھتا ہوں کہ وہ میرے دین کو محفوظ رکھے اور میری آنکھ اور دل کو کسی دوسری جگہ نہ جانے دے اور میں نے تمہیں جو کہا نا کھانے کے لئے نہیں کہا وہ میری مزدوری تھی تاکہ میں کام کر سکوں اگر تہوڑا کھانا تو ان کے کام میں کمی واقع ہو جاتی اور یہ میرا فرض تھا۔ اور ننگے پاؤں اسلئے گیا کہ مالکان زمین کے درمیان دشمنی ہے میں نہیں چاہتا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے سے لگ کر دوسری زمین پر چلی جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاموں میں راستی اور سچائی تکلف سے زیادہ بہتر ہے۔

میزبان پر حکم نہ کرے کیونکہ رسول صلعم تمام کاموں میں ایسا ہی کیا کرتے تھے ایک شخص سلمان کے پاس گیا انہوں نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک لا کر حاضر کیا اس نے کہا اگر اس کے ساتھ پنیر ہوتا تو اس نمک سے بہتر تھا سلمان کے پاس کوئی دوسری چیز موجود نہ تھی اوٹھا کر دی رہمک پنیر لائے جب اس نے روٹی کھالی تو کہا الحمد للہ الذی قنعنا بما رزقتانا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس پنیر پر صبر عطا فرمایا جو ہمیں عنایت کی۔ سلمان نے کہا کہ اگر تجھے قناعت ہوتی تو میرا اوٹا کر دی نہ رکھا جاتا۔

لیکن جہاں معلوم کرے کہ مشکل نہیں ہوگی اور وہ خوش ہو جائے گا تو جائز ہے کہ اس سے مانگے۔ امام شافعی رضی اللہ بغداد میں زعفرانی کے مکان پر رہتے تھے اور زعفرانی ہر روز رنگ کے کہانے بادرچی کو بھیجکر دیتا۔ ایک روز امام شافعی نے اپنے ہاتھ سے ایک قسم کا کھانا بڑھایا اور جب زعفرانی نے اس خط کو ٹوکری کے ہاتھ میں دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اس کے فکر یہ میں لونڈی کو آزاد کر دیا۔

صاحب خانہ مہمانوں سے پوچھے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کیا خواہش کرتے ہیں تو جب ان کے حکم اور ان کی آرزو پر راضی ہو جائے تو اس میں بڑا ثواب ہے اور رسول صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو پر قیام کرے اس کے لئے ہزار نہر رضیکی کھودی جاتی ہے اور ہزار ہزار حجابی مٹادی جاتی ہے اور اس کے ہزار ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں اور فردوس وعدن اور خلد تین بہشتوں سے اس کو حصہ ملتا ہے لیکن یہ دریافت کرنا کہ آپ کے لئے کیا چیز لاؤں مکروہ اور مذموم ہے بلکہ جو کچھ حاضر ہو لائے اور اگر وہ نہ کہائے تو واپس لیجائے۔

باورچی خانہ

محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے یہ کتاب نہایت محنت سے تیار کی ہے اس میں ہر قسم کے کھانا پکانے کی ایسی آسان اور سہل ترکیبیں درج ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر عورت و مرد لذیذ سے لذیذ کھانا تیار کر سکتا ہے آخر میں مربے۔ اچار۔ چٹنیاں تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں یہ کتاب ہر ایک امیر و غریب کے گھر میں ہونا چاہیئے تاکہ لذیذ سے لذیذ اور دل خوش کن کھانا تیار ہو سکے جو معین صحت بن سکے۔

قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۶

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فلسفۂ تعوّذ

(از حضرت مولانا مولوی محمد عبدالتواب صاحب)

فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم
ترجمہ قرآن شریف کی تلاوت سے پہلے شیطان مردود کے وسوسوں سے بچنے کے لئے پناہ مانگ لیا کرو۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم میں اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے وسوسوں سے پناہ چاہتا ہوں۔

کلام الٰہی کی تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ کا پڑھنا استیذان یعنی دستک دینا اجازت چاہنا ہے۔

امراء و رؤسا کے حضور نیز دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں بلا اجازت داخلہ ناممکن ہو اسی طریقہ سے جو شخص قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہے تو اعوذ باللہ پڑھکر اپنی درخواست بارگاہ رب العزت میں پیش کرے احکم الحاکمین کی جناب میں مناجات اپنے پیارے محبوب یعنی خدا سے باتیں کر سکتا ہے۔

ہر ذی فہم انسان دوست کی ملاقات کے وقت پاک و صاف ہو کر اپنے حبیب سے ملتا ہے اسی طرح ہر ایک مومن قرآن شریف کی تلاوت کرنے والا فضول بکواس کذب و بہتان سے آلودہ زبان کو اعوذ باللہ کی برکت سے پاک صاف کر کے خدائے تعالیٰ کی مناجات اور اس کے کلام پاک کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے۔

اسی بنا پر صوفیائے کرام نے تقرب الی اللہ کا ذریعہ گردان کر اعوذ باللہ کو مقصد ہین کا وسیلہ۔ خائفین کی پناہ۔ مجرمین کا عتاب اور ہالکین کے لئے جائے بازگشت اور دوستوں کی خوشی و فرحت اور باہمی ملاطفت کا سبب فرمایا ہے۔

پس استعاذہ ایک مقدمہ ہے جس سے ہر ایک مہتم بالشان اور نیک کام کی ابتدا ضروری ہے چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے یہی تین چیزیں نازل ہوئیں۔ اعوذ باللہ۔ بسم اللہ۔ اور اقرأ باسم ربک بندۂ مسکین جب اعوذ باللہ پڑھتا ہے تو گویا اللہ کے حضور میں اپنے کمال عجز و انکسار کا اقرار کرتے ہوئے اپنی عبودیت اور غلامی کا اظہار کرتا ہوا اور خدا کے کمال فضل و اکرام پر بھروسا کرتے ہوئے اسکی ربوبیت و مہربانی کا خواہاں ہو کر جناب باری سے پناہ چاہتا اور معافی و استغفار کا طالب ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اعوذ باللہ کے پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ مخلوق سے منہ موڑ کر خالق بے نیاز کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اپنی حاجتیں غنی کے سپرد کر کے بھلائیوں کا طالب ہوتا ہے اور برائیوں کے دفع کرنے کی درخواست کرتا ہے کیونکہ بارگاہ رب العزت میں عجز و انکسار کے سوا حضوری اور تقرب ناممکن ہے حضرت حسن فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور قلب صدق دل سے اللہ کے سامنے اعوذ پڑھکر پناہ مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے اور ہر پردے کی انتہا مسافت اور دوری ہے جیسے زمین و آسمان کا فاصلہ۔

ابلیس کی مشکلات

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے باہر تشریف لائے تو ابلیس لعین کو مسجد کے دروازے پر کھڑا پایا آپ نے اس سے دریافت فرمایا

ما الذی جاء ک الی باب مسجدی میری مسجد کے دروازے پر تجھے کون لایا شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ نے لایا ہے آپ نے آنے کا سبب پوچھا شیطان نے کہا آپ اگر کچھ سوال کرنا چاہیں تو فرما سکتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔

یا ملعون لا تمنع امتی عن الصلوۃ اے مردود میری امت کو جماعت بالجماعۃ کی نماز سے نہ روکنا۔

شیطان نے کہا (یہ تو ناممکن ہے کہ میں ایسا کر سکوں کیونکہ) اے محمد جب آپ کی امت نماز کے لئے گھروں سے مسجد کی طرف آتی ہے تو (انھیں دیکھکر) مجھے سخت بخار چڑھ جاتا ہے اور اس وقت تک مجھکو آرام نہیں آتا۔ جب تک جب تک یہ لوگ مسجدوں سے منتشر نہیں ہو جاتے اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تمنع امتی عن العلم میری امت کو علم سیکھنے اور دعا مانگنے واللہ عاء سے نہ روکنا۔

شیطان نے جواب دیا کہ یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ جب آپ کی امت اللہ تعالیٰ کی جناب میں گڑگڑا کر عاجزی اور تضرع کے ساتھ دعا کرتی رہتی ہے تو میرے کان بہرے اور میری آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور جب تک یہ لوگ دعا چھوڑ کر متفرق نہیں ہو جاتے مجھے آرام نصیب نہیں ہوتا۔

پھر حضور نے فرمایا:۔

لم تمنع امتی عن القرآن میری امت کو قرآن شریف پڑھنے اور (اور اس کی تلاوت سے نہ روکنا۔

شیطان نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک مسلمان خشوع اور خضوع کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے ہیں تو میں اس وقت تک انگ کی طرح پگھلتا رہتا ہوں۔

پھر حضور نے ارشاد فرمایا:

لا تمنع امتی عن الجہاد میری امت کو جہاد کرنے سے نہ روکنا۔

شیطان نے کہا (بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ان کو جہاد کرنے دوں) جب آپ کی امت کے جانباز مجاہد مجاہد سپاہی کمربستہ ہو کر جہاد کے لئے نقل و حرکت کرتے ہیں تو میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑ جاتی ہیں اور اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک کہ وہ جہاد سے واپس نہ آ جائیں۔

اسی طرح جب مسلمان حج کرنے جاتے ہیں تو میں طوق و زنجیر میں جکڑ دیا

جاتا ہوں اور جب آپ کی امت کبھی صدقہ دینے کا ارادہ کرتی ہے تو میرے سر پر آرے چلتے ہیں۔

مسلمانو! جب شیطان کو تمہاری ہر ایک نیکی کرنے سے آنی اذیت تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کب تم کو بھلائی کی طرف رجوع ہونے دیگا وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے انہ لکم عدو فاتخذوہ عدوا و ابلیس اس کو دشمن سمجھتے ہیں اعوذ باللہ پڑھکر اسکے وسوسوں کو دل سے دور کردو اور اسد سے اعمال صالحہ کی توفیق چاہو اور نیک باتوں کی طرف پیشقدمی کردو ؎

بجو شہید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

تسلط و غلبہ شیطان

زیادہ کھانے پینے سے شیطان نفس انسانی پر غالب پاجاتا ہے۔ جب انسان دونوں چیزوں کو کم کر دیتا ہے بھوک پیاس اور نفسانی خواہشوں پر ضابطہ ہوتا ہے تو پھر شیطان کی مجھ مداخلت نہیں کرسکتا پھر بندہ عبادت الٰہی کے انوار و برکات سے مستفیض ہوتا رہتا ہے سچ ہے ؎

اندرون از طعام خالی دار ۔ تا درو نور معرفت بینی۔

اصلاح نفس

پنجوقتہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے کیونکہ نمازوں کی فرضیت نفس کی درستگی و اصلاح کے لئے ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر بیشک نماز بھیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے۔

نماز میں تین طرح کا تذلل و عجز پایا جاتا ہے۔ بندہ اپنے مالک حقیقی کے حضور میں ہاتھ باندھکر کھڑا ہوتا ہے پھر رکوع کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اپنے آقا کے قدموں پر سر ٹیک دیتا ہے اور یہ آقا کے حضور میں بندے کا نہایت ہی تذلل ہے اور نفس کی اصلاح خشوع اور تذلل ہی سے ہوتی ہے

حضرت نوح اور شیطان

طوفان نوح کے بعد جب حضرت نوح کشتی سے اترے تو ابلیس لعین سے ملاقات ہوئی حضرت نوح نے شیطان سے پوچھا کہ یا عدو اللہ انی نوع انسان کے کون سے بڑے اخلاق تیرے اور تیرے لشکر کے مددگار ہیں جن سے ان کی گمراہی اور ہلاکت ہوتی ہے۔

ابلیس نے کہا کہ جب ہم کسی انسان کو حرص، حاسد اور جلد باز جبلاتے ہیں تو جھٹ سے گیند کی طرح اس کو لپک لیتے ہیں پھر جب کسی انسان میں یہ اخلاق ذمیمہ جمع ہوجاتے ہیں تو ہم اس کو شیطان مرید (سرکش شیطان) کا لقب دیتے ہیں کیونکہ یہ بری عادتیں اور اخلاق سیئہ ہمارے اندر سب سے بڑے سردار رؤس الشیاطین کی خصوصیات ہیں۔

شیطان کے مصائب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ابلیس لعین ہر روز دنیا کو اپنے ہاتھوں میں اٹھاکر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کون شخص ایسی چیز خریدتا ہے جو سراسر نقصان دے اور کچھ فائدہ نہ پہنچائے اور غموں میں مبتلا کرے اور اس سے خوشی نصیب نہو۔ بس دنیا دار کہتے ہیں کہ ہم اس کو مول لیتے ہیں شیطان کہتا ہے جلدی نہ کرو کیونکہ یہ بہت بری چیز ہے دنیا دار کہتے ہیں لا باس بھا کچھ پرواہ نہیں پھر شیطان کہتا ہے اس کی قیمت روپے اور اشرفیاں نہیں بلکہ اس کی قیمت جنت ہے اور میں نے دنیا کو ان چار چیزوں اللہ کی لعنت۔ اللہ کے غضب اللہ کے عذاب۔ اور اللہ کے چھوڑ دینے کے بدلہ خریدا ہے اور جنت کو دنیا کے بدلے فروخت کردیا ہے۔ یہ سنکر دنیا دار کہتے ہیں ہمیں یہی منظور ہے پھر شیطان کہتا ہے کہ اس پر تم مجھے نفع ہی تو دو اور دو نفع یہ ہے کہ تمہارے دل میں یہ بات ڈالدوں کہ جنت کے لئے کبھی دعا نہ مانگوگے یہ دنیا دار اس کو قبول کرتے ہیں اور دنیا کو لے لیتے ہیں پھر شیطان کہتا ہے کہ یہ بہت بڑی تجارت ہو

وساوس شیطان

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شیطان کے وسوسوں کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا چور خالی گھر میں کبھی داخل نہیں ہوتا مومن کا دل ایمان کی پونجی سے معمور ہے اس لئے شیطان اس کو لوٹنا چاہتا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

الفرق بین صلوتنا و صلوٰۃ اھل الکتاب وسوسۃ الشیطٰن

ہماری نماز اور اہل کتاب کی نمازمیں صرف وسوسہ ہی کا فرق ہے۔

کیونکہ شیطان عمل کفار سے فارغ ہے اور کفار اس کی موافقت کرتے ہیں اور مومن شیطان کی مخالفت کرتے ہیں اور لڑائی مخالفت ہی سے ہوا کرتی ہے۔

معنی خیز حکایت

ایک خراسانی طالبعلم عراق میں تحصیل علم کے لئے آیا اور ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوکر چار ہزار حکمت اور دانائی کی باتیں سیکھیں جب فارغ التحصیل ہوگیا اور اپنے وطن واپس چلنے لگا تو استاد سے اجازت چاہی استاد نے شاگرد سے کہا

اعلمك كلمة خير لك من اجاد بتك

کیا میں تم کو ایسی بات بتادوں جو تمہاری سب باتوں سے اچھی ہو۔

شاگرد نے کہا وہ کیا ہے استاد نے پوچھا کیا خراسان میں ابلیس ہے؟ شاگرد نے جواب دیا جناب ابلیس کہاں نہیں خراسان میں بھی ضرور ہے پھر استاد نے کہا وہ تمہیں وسوسوں میں مبتلا کرے گا شاگرد نے کہا بیشک اور وہ ضرور دل میں وسوسے ڈالیگا استاد نے کہا پھر تم کیا کروگے شاگرد نے کہا کہ ہم ان کو دور کردیں گے اس پر استاد نے کہا کہ اگر بار بار وسوسے آئیں گے تو پھر کیا کروگے شاگرد نے کہا پھر بھی دور کردیں گے۔

یہ سنکر استاد نے کہا کہ جب بار بار تم کو اللہ کا دشمن شیطان وسوسوں میں پریشان کرے اور خدا کی عبادت سے غافل کرنے کی کوشش کرے تو تم وسوسوں اور اسکے روکنے کی فکر میں نہ پڑنا بلکہ اس وقت تم اس مسافر کی طرح ہوجانا جو منزل مقصود کے سیدھے راستے پر بڑھا جارہا ہے اور گڈریوں کے کتے اسے بھونکتے رہ جاتے ہیں اسی طرح یہ شیطان بھی کتے کی مانند ہے جو مسلمانوں پر بھونکتا اور طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے مگر مسلمانوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون۔ انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون

جو لوگ ایماندار ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چلتا اس کا قابو تو ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کے ساتھ دوستی کرتے اور جو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے شیطان کے شر اور مکر سے بچائے آمین

عصمنا اللہ وایاکم من کیدہ وشرہ۔

قرآن پاک کسلئے نازل کیا گیا

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

اکثر لوگ فریب کی آڑ میں یہ اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اپنی نادان کردہ کتب کو کیوں منسوخ کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ پر نہ زمانہ کے حالات اور تمدن سے بخوبی آگاہ ہے اور وہ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ایسے وقت میں ایسے قوانین مرتب کرے کہ جس پر ہر قوم اور ہر زمانہ کے لوگ بآسانی اور اپنی فطرت کے مطابق عمل کر سکیں ایک زمانہ تھا کہ اس نے توراۃ کو اپنے کلام کی صورت میں اپنے انبیاء پر نازل کیا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کی حتٰی کہ بغیر اس پر عمل پیرا ہونے کے نجات کو محال اور ناممکن قرار دیا تو پھر عرصہ کے بعد انجیل کو وہی لباس پہنا کر دنیا میں رہنمائی کے لئے نازل کر دیا اور چونکہ سو سال کے بعد پھر قرآن کریم کو اتار کر پہلی کتابوں کو غیر مفید قرار دے دیا جس پر عمل کرنا باعث نجات ہوتا تھا۔ کیا وہ خدا جو کہ عالم الغیب ہستی ہے اور کن کے کہنے سے تمام کام عمل میں لا سکتا ہے وہ اپنے کلام کو ایسا محکم نہیں بنا سکتا کہ بنی کی طرح مستقبل میں بھی انسانی فطرت کے مطابق ہو اور اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ایسا ہے جیسے کوئی نادان ایک بالغ سالہ آدمی کو دیکھ کر خیال کرے کہ اس کے لباس پر سال سال بہت مصارف ہوتے ہوں گے کیوں نہیں اس کے ماں باپ نے اس کی پیدائش کے وقت ایک کرتا پاجامہ ایسا تیار کیا جو اس کو اس وقت بھی پورا ہوتا اور اسی طرح یہ ہمیشہ اس خرچ سے بچ جاتا بالعین نزول ہدایت و کتب کا ایسا ہی معاملہ ہے اس وقت کے لوگ جبکہ زمانہ کا آغاز تھا بچوں کی طرح تھے اور ان کی باتیں ان کے کام ان کی زبان ان کے قوانین سب کچھ بچوں کے سے تھے لیکن اب زمانہ کا آغاز نہیں بلکہ زمانہ اپنے جوانی کے عالم میں آ چکا ہے اب اگلے کے سامنے وہی باتیں پیش کی جائیں تو وہ ایسی ہی دقت رکھتی ہیں جیسا کہ ایک جوان مرد کو کسی دو سالہ بچے کا کپڑا اگر پہنایا جائے وہ کبھی اسکے لئے موزوں نہیں ہوگا۔

چنانچہ قرآن کریم کے نزول سے قبل دنیا پہلی کتابوں میں یہود و نصاریٰ کی زیادتیاں دیکھ دیکھ کر ان سے اور ان کی کتابوں سے بیزار ہو چکی تھی اور تمام لوگ بتوں کے پجاری بنے ہوئے تھے حتٰی کہ ہر خاندان کا علیحدہ معبود ہوتا تھا تب خدا کی رحمت موجزن ہوئی اور ایک بچہ عرب کے مکہ نامی قصبہ میں پیدا ہوا اس مبارک بچے کا نام رشید ناحضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم رکھا گیا اور وہ نافع الناس وجود اپنی اس قوم میں پرورش پاتا رہا اور وہ اپنی قوم میں نہایت معزز اور اعلیٰ درجہ کا امین اور دیانتدار ثابت ہوا اور خدا نے اس کی دیانت داری اور نیکیوں کو قبول فرما کر اس کو اپنا پیغام رساں مقرر کیا تاکہ ان تمام غلطیوں کا ازالہ کرے جو کہ یہود و نصاریٰ میں واقع ہو گئی تھیں اور نیز اخبار سابقہ کی تصدیق بھی اسکے ذریعہ کرے۔

اب ہم وہ غلطیاں اور ان کی تردید جو آنحضرت کے ذریعہ ہوئی اور وہ مصدق امر جو حضور علیہ السلام کے ذریعہ تصدیق شدہ ہوئے یہاں درج کرتے ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل بجائے توحید کے تثلیث اور بتوں کی عبادت کی جاتی تھی اور اہل کتاب یعنی بنی اسرائیل وغیرہ بھی شرک میں مبتلا تھے تو قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ اس نکتہ کتاب کی غرض بیان کرتے ہوئے ہمارے نبی کی معرفت توحید کو یوں بیان فرماتا ہے کہ:-

الم۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل۔	کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ اور برقرار ہے اور اسی نے تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ تصدیق کرے نازل شدہ توراۃ و انجیل کی جو کہ اس سے پہلے ہیں۔

اور پھر عیسائی لوگوں کے اس عقیدہ کی تردید میں کہ خدا تین میں نویا:-

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الٰہ الا اللہ واحد۔	یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے تثلیث کو تسلیم کیا کیونکہ اصلی معبود واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں اسکی تردید بھی ہمارے نبی علیہ السلام کی معرفت اور قرآن کریم کی معرفت کر دیگئی ہے کہ سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموٰت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا نہ وہ ان باتوں سے پاک ہے کہ اس کو اولاد کی ضرورت ہو لم یلد ولم یولد نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اس کوئی بیٹا ہے۔

اولاد سے یہی اغراض وابستہ ہوتی ہیں کہ بڑا ہونے پر مدد کرے یا مرجانے کے بعد جائداد کی وارث بنے اور نشان باقی رہے یا بگڑی شکل وقتوں میں مدد کرے فرمایا ھو الحی وہ مرتا ہی نہیں القیوم اور وہ لازمہ اور لاغر ہوتا ہے بلکہ قائم یعنی برقرار رہتا ہے وھو علی کل شی قدیر کہ اس کے آگے کوئی کام مشکل نہیں وہ ہر ایک چیز پر قدرت یعنی طاقت رکھتا ہے۔ کن فیکون وہ تو جو چاہتا ہے کن کہہ دیتا ہے فیکون اور وہ کام ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ یعنی مریم صدیقہ کو بھی خدا مانتے تھے جو کہ تثلیث کا جزو ہے اور یہود عیسیٰ علیہ السلام کو لعنۃ اللہ فتنی اور ان کی والدہ کو معاذ اللہ بکار کہتے تھے۔ فرمایا خدا ان کا شریک کرتا تھا اور دوسرا بے جا الزام لگا کر کفر کا مرتکب بنا جو تھا۔ اور اصل حقیقت سے کوئی بھی آشنا نہ تھا ضرورت تھی خدا تعالےٰ خود ان لوگوں پر رحم فرما کر ان کی ہدایت و رہنمائی کرتا چنانچہ اس نے انسان اور جسم ہونے کی حیثیت میں ان پر رحم کیا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ کے ذریعہ سے قرآن کریم نازل کر کے۔ غرض پوری کر دی کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام کہ مسیح ابن مریم فقط رسول تھے جیسے کہ ان سے پہلے اور کئی رسول ہو چکے ہیں اور والدہ ان کی صدیقہ تھی اور وہ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے جسمانی کا نتیجہ بول و براز (انتہا) یعنی ہضم ہو جانا مرا جیسا سو جاگنا سب

صفتیں ان میں پائی جاتی تھیں اگر وہ خدا ہوتے تو ان تمام حاجتوں سے پاک ہوتے جیسا کہ اصلی خدا ان تمام حاجتوں سے پاک ہے اور مطہر ہے اور یہود کو یہ بتایا کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ مسیح ابن مریم کاذب تھے یہ غلط ہے وہ تو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے اور یہ کہ ان کی والدہ بدکار تھیں یہ بھی غلط ہے وہ تو صدیقہ اور اس طرح سے یہود کا دوسرا گمان کہ وہ لابن مریم (صلیب پر مرے تھے اور جو صلیب پر مرے وہ ان کے عقیدہ کے مطابق لعنتی ہوتا ہے فرمایا ما قتلوہ و ما صلبوہ یقیناً کہ نہ تو وہ قتل ہوئے اور نہ ہی صلیب دئے گئے بل رفعہ اللہ الیہ بلکہ اللہ نے اپنے پاس ان کو بہت بلند درجہ عطا فرمایا۔

چنانچہ تمام عرب اور اکثر حصہ مغربی مالک جو کہ پہلے یہ عقیدہ رکھتے تھے قرآن کریم کے نزول کی برکت سے راہ راست پر آگئے یعنی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح معنوں میں نبی اور ان کی والدہ کو صدیقہ تسلیم کرنے لگے۔ لہٰذا عیسائی دوست جتنا بھی ہمارے رسول پاک کا اور قرآن کریم کا شکریہ ادا کریں تھوڑا ہے جنہوں نے کہ ان کے فرضی خداؤں کو ایسے گندے مقام سے محفوظ کیا ایک اور ضرورت جو قرآن کریم کے ذریعہ سے پوری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے انبیا خاص خاص قوموں کے لئے مبعوث کئے گئے تھے ان کی ہدایت اور رحمت محدود تھی لیکن نبی تمام کی تمام اس وقت گمراہی کے گڑھے میں پڑی ہوئی تھی اور ضرورت محسوس کر رہی تھی کہ کوئی ایسا ہادی ہو جو کہ تمام لوگوں کو راہ حق پر لائے اور خدا کا مقرب بنائے لیکن اس وقت کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف لفظوں میں جواب دیدیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ دنیا مایوس ہو چکی تھی کیونکہ خدا کی قوت قدسیہ ان تک نہیں آئی تھی اس لئے وہ خدا سے ناآشنا ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے خدا خود تیار کرلئے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے ہر ایک قبیلہ کا علیحدہ بت ہوتا تھا اور وہی ان کا معبود اور رازق سمجھا جاتا تھا وہ لوگ اپنی تمام آرزوئیں ان بتوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور توحید کا نام و نشان تک نہیں ملتا تھا توراۃ میں اگرچہ توحید کی تعلیم تھی لیکن وہ چونکہ مردہ ہو چکی تھی اور زندہ خدا سے اس کا تعلق مردہ ہو چکا تھا اس لئے وہ لوگ اس سے کوئی روحانی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ آخر خدا نے اپنے بندوں پر رحم فرمایا اور عرب کے ریگستان میں سے ایک روحانی چشمہ جاری فرمایا یعنی ایک ایسا نبی مبعوث فرمایا کہ جو تمام دنیا کے لئے قابل تسلیم ہو اور جو چاہے اس کے ذریعہ سے خدا کو پائے وہ رسول اور اس کی کتاب کوئی خاص نبی اسرائیل یا نبی اسمٰعیل کی ہدایت کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ تمام زمانے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اسد تعالیٰ نے ان کو مرحبہ رحمت قرار دیا اور فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کہ مجھے کسی خاص قوم یا خاص ملک کے لئے نہیں بھیجا بلکہ تو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہو اور پھر فرمایا تمام لوگوں سے کہدو کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اور اس طرح سے اس جامع الناس اور نافع الناس کتاب یعنی قرآن مقدس کے متعلق ارشاد فرمایا ان ھو الا ذکر للعالمین کہ یہ کتاب تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے اور پھر دوسری جگہ پر فرمایا کہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء وھدی ورحمۃ کہ ہم نے تم پر اس لئے کتاب نازل کی ہے کہ ہر ایک چیز کو واضح کر دے اور ہدایت و نعمت کو پھیلائے۔

چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ پہلے نبی جو کہ خاص خاص قوموں کی طرف آئے تھے ان کو وہ کامیابی نصیب نہ ہوئی جو رحمۃ للعالمین کو ہوئی۔ یسوع نبی صرف بنی اسرائیل کی طرف ہادی بن کر آئے اور اپنی تمام عمر کی جدوجہد سے صرف بارہ آدمی ہی مومن بنا سکے حالانکہ وہ ایک ایسی قوم میں کے تھے جس میں پے در پے نبی آتے رہے تھے اور یسوع کی زندگی میں بھی ایک نبی جن کا نام یوحنا تھا ان کی قوم میں وعظ کیا کرتے تھے چاہیئے تھا کہ تمام لوگ یسوع کے ہمخیال ہو جاتے لیکن معاملہ برعکس نکلا کہ تمام عمر میں صرف بارہ آدمیوں کو ہی اپنے حواری بنا سکے اور وہ بھی ایسے کہ ایک نے چند ٹکے لیکر اپنے نبی کو تیار کروا دیا اور دوسرے نے تین بار لعنت بھیجی اور سارے ڈر کے مرتد ہو گیا یہ وہی حواری تھا جس کو یسوع نے کہا تھا کہ میں تجھے زمین و آسمان کی چابیاں دیتا ہوں جو تو زمین پر کرے گا وہ آسمان پر بھی ہوگا سو اگر یسوع کے قول کو صادق تسلیم کیا جائے تو ان کے ساتھ آسمان پر بھی وہی سلوک ہونا چاہیئے جو کہ بطرس کے زمین پر کیا جو تو زمین پر کر گیا وہ ہی آسمان پر بھی ہوگیا۔

ادھر حضرت رحمۃ للعالمین ایک ایسی قوم میں قرآن کریم کو لیکر گئے ہیں جو مدتوں سے خدا سے بے بہرہ ہو چکی تھی اور شرک و بدعت میں اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہر خاندان کا علیحدہ بت خانہ ہوتا تھا اور جہالت کا یہ عالم تھا کہ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور ذرا ذرا سی باتوں پر کئی کئی قبیلے کئی کئی سال لڑتے رہتے تھے ان کے عمل کے لئے توراۃ موجود تھی لیکن خدا نے اس کا خاوند نہیں لیا تھا اس لئے وہ منحرف ہو کر اس قابل نہیں رہی تھی کہ لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر مہذب بن سکیں۔

اس وقت خدا نے اس میں قرآن کریم نازل کیا اور اس بات کا عہد کیا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم نے ہی اس کو نصیحت کے لئے نازل کیا ہے اور اس کی محافظت میں خود ہوں گا لوگوں نے شروع شروع میں اگرچہ سنت قدیمہ کے ماتحت قرآن کریم کی مخالفت نگریت قلیل عرصہ میں ہی اس نے اپنی پاک اور فطرتی تعلیم سے لوگوں کو اپنا دلدادہ بنا لیا اور وہی لوگ جو علیحدہ علیحدہ بت بنائے ہوئے تھے ایک خدائی عبادت کرنے لگے وہی لوگ جو ہمیشہ سے نافرمان تھے حضرت کی فرمانبرداری کرنے لگے وہی لوگ جو اپنی لڑکیوں کو عار کے مارے زندہ درگور کر دیتے تھے قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت انہیں مٹھائیاں کرنے لگے اور وہی لوگ جو ایک دوسرے کا مال چھین کر کھا جایا کرتے تھے اپنے ذاتی مالوں سے غربا اور مساکین کی امداد کرنے وہی لوگ جو خدا سے ناآشنا تھے خدا سے ہمکلام ہونے لگے اور اس کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرنے لگے۔ وہی لوگ جو دنیا میں ظالم اور جاہل سمجھے جاتے تھے لوگوں کے راہبر اور مہذب بن گئے اور غیر ممالک میں اپنی بیویاں اور بچے چھوڑ کر اشاعت دین کے لئے درویش بنکر جانے لگے۔

وہی لوگ جو ہمیشہ پراگندہ رہتے تھے ایک جان ہو کر تمام روئے زمین پر حکومت کرنے لگے یہ تھی قرآن حکیم کے نازل ہونے کی حقیقت جو توراۃ اور انجیل اور زبور سے پوری نہ ہوئی یہ سہرا صرف قرآن کریم حضرت محمد مصطفےٰ کے سر پر ہی باندھا گیا اور آپ تمام رسولوں میں ممتاز مانے گئے۔

ایک بدنام حکومت

(از جناب مولوی عبدالسلام صاحب قیصر)

اس صفحۂ ارضی پر خدا جانے کتنی حکومتیں قائم ہوئیں اور مٹ گئیں کتنی سلطنتیں بڑھیں اور ختم ہوگئیں کتنی قومیں وجود میں آئیں اور فنا ہوگئیں لیکن شاید بنی امیہ سے زیادہ بدنامی اور کسی کے حصہ میں نہ آئی ہوگی اس خاندان کے ظلم و ستم جور و جبر و قہر و غضب کی داستان بڑی ہی تفصیل و توضیح سے بیان کیگئی ہے اور سننے والوں نے بے انتہا دلچسپی سے اس لذید حکایت کی ساعت کی ہے یہ افسانہ کچھ ایسے آب و تاب سے پیش کیا گیا اور اتنی بار دہرایا گیا کہ آخر کار دنیا کو یہ یقین آ ہی گیا کہ آل امیہ اپنے اندر سوائے سفاکی و درندگی سمیعت بہیمیت اور وحشت و بربریت کے کوئی دلکش و دلپسند نمونہ نہیں رکھتے لیکن کیا واقعہ بھی ایسا ہی ہے اس کا جواب ہمیں تاریخ کے خاموش صفحات میں تلاش کرنا چاہیئے ذیل کی سطور اسی تلاش و تفحص کا نتیجہ ہیں۔

امری حکومت حکومت و سلطنت کی کوئی مستثنیٰ مثال نہ تھی جو ہر طرح کے معائب و مثالب سے پاک ہوتی وہ انسانوں کی حکومت تھی جس سے ہر آن خطا و نسیان کا امکان رہتا ہے اور جن کے دل ہر وقت نفس سرکش کی آماجگاہ رہتے ہیں اسکے ملوک و امراء کی صف میں جہاں عادل و انصاف کے فرشتہ نظر آتے ہیں وہیں ظلم و ستم کے شیطان بھی دکھائی پڑتے ہیں، خالد قسری اور حجاج بن یوسف کے اعمال اگر ظلم و ستم اور جور و جبر کی مستثنیٰ مثال ہیں تو عقبہ بن نافع محمد بن قاسم عبدالصمد بن عمر اور عمر بن عبدالعزیز کے برتاؤ رفق و ملاطفت رافت و رحمت اور عدل و انصاف کی آخری مثال ہیں۔

ہمیں حجاج بن یوسف اور قسری کے ظلم و ستم اور قہر و غضب سے انکار نہیں لیکن کیا ڈائر اوڈوائر کلایو ہیسٹنگز سے بھی زیادہ ڈاڈھی و دلزلی سے بڑھکر ہیں اس عہد کے بعض امراء کے فسق و فجور سے انکار نہیں لیکن کیا مشرق کا دشمن مغرب کے پیرس و لندن سے بھی بازی لے گیا تھا ہاں انہوں نے عربی عصبیت کا لحاظ کیا آجکل کی غیر متعصب حکومتوں سے بھی زیادہ جن کے ہاں ملازمت کے محکمے عدالت کے کمرے جیلخانوں کے حجرے نوضلہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں عصبیت کا مظاہرہ نہ ہو رہا ہو ہم اس عہد کے بعض ظلم و ستم کے واقعات سے انکار نہیں کرتے لیکن کیا عدل نواز مغربی سلطنتیں بھی بڑھکر جس کی حکومت کی بنیاد ہی ظلم و غضب پر قائم ہے عبدالملک نے اپنے مخالف و عویداران حکومت کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی مدح و ثنا کون کر سکتا ہے لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ آجکل کی حریت پسند حکومتوں سے بھی بڑھکر تھیں جو نہ صرف بغاوت پر نہیں بلکہ بغاوت کے تمام پس منظر و اسباب کو موت کے گھاٹ پر اتار دیتی ہیں اور محض زبانی دعووں پر برسوں قید و بند میں مبتلا رکھتی ہیں ہم عہد امویہ کو خلافت راشدہ کا نمونہ نہیں سمجھتے اور نہ اس کے سیئات کے منکر ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حسنات سرے سے ناپید ہیں اور ان کا وجود ہی نہ تھا اصل تو یہ ہے کہ کسی حکومت و سلطنت کی کامیابی و نیکنامی عبارت ہے اپنے ملوک و سلاطین اور امراء و ارباب ریاست کے ذاتی محاسن اخلاق اور فضائل اعمال سے پھر اپنے مخصوص کارناموں مال و دولت کی فراوانی فتوحات کی کثرت حدود سلطنت کی وسعت ملکی نظم و نسق کی درستی عدل و انصاف کی بے پایاں علم و معارف کی گرم بازاری بھی کسی سلطنت کے محاسن و فضائل کے جلی عنوانات ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ آل امیہ اس سے بالکل تہی مایہ ہیں اور ان کے ہاں یہ جنس گرانمایہ نایاب ہے۔

خلفائے بنی امیہ کے ذاتی اعمال و اشغال

(دولت بنی امیہ کے رکن رکین در اصل معاویہ یزید عبدالملک ولید سلیمان عمر بن عبدالعزیز اور ہشام ہیں ان کے علاوہ اور جو ہیں ان کی مدت سلطنت وسیع ہے اور نہ ان کے محاسن و مثالب کا کوئی اعتبار ہے اسلئے ہم انھیں ذکر رہ بالا اشخاص سے بحث کرینگے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا اللھم اجعلہ ھادیا و مھدیا واھد بہ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ ان کا حال غضب برائی کی عادت تحمل پر غالب تھی جوانی کا زمانہ نہایت پر آشوب و زبردست کن ہوتا ہے لیکن اس عہد میں بھی ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ فرماتے ہیں کہ جوانی کی تمام باتیں مجھ میں موجود تھیں سوائے اسکے کہ میں کبھی زیر نہ ہوا تھا میں کثرت سے گالی بکتا تھا اور نہ بکثرت نکاح کا عادی تھا علم و علماء میں ان کی نظیر ملنی دشوار ہے ابوبکر بن عاصم ابن ابی الدنیا نے ان کے حلم میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں سیاست میں انہی نظیر نہیں رکھتے تھے مقریٰ کہتے ہیں کہ تم ہرقل و کسریٰ کی سیاست سے متعجب ہوتے ہو اور معاویہ کو فراموش کر جاتے ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ "امیر معاویہ کی عمارت کو نا پسند کرو اگر تم نے انھیں ضائع کر دیا تو سروں کو دوش سے جدا دیکھو گے"

مسعودی نے جو بڑی حد تک شیعہ ہے ان کے متعلق مروج الذہب میں رات دن کے پورے اعمال کی تفصیل لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ:۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی کہ دن رات میں پانچ بار اجازت دربار یا بار دیتے جب وہ نماز فجر سے فراغت پاتے تو داستان گو کے پاس جب تک وہ فارغ نہ ہوتا بیٹھتے پھر مکان میں داخل ہوتے مصحف اٹھاتے اور ایک پارہ کی تلاوت کرتے اور پھر اندر جاتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیتے پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اسکے بعد امراء خاص کو باریابی کی اجازت دیتے ان سے گفتگو کرتے اس اثناء میں ان کے وزراء آتے اور صبح سے شام تک کے فرائض سے متعلق ہدایتیں حاصل کرتے پھر رات کا بچا ہوا کھانا آتا جسکو بیٹھتا ہوتا اس میں عموماً حلوان یا چڑوں کا گوشت یا اسی قسم کی اور کوئی چیز ہوتی ناشتہ کے بعد دینک بائیں کرتے رہتے پھر جب چاہتے اندر جاتے زنان خانہ برابر ہوتے اور وہ کر کرسی اٹھانے کا حکم دیتے جسے وہ لیکر مسجد میں بچھا دیتا وہ اس پر بیٹھ جاتے اور مقصورہ سے ٹیک لگا لیتے پولیس سامنے کھڑی ہوتی اور ہر قسم کے اصحاب حاجت بچے بوڑھے عورتیں، اعرابی لوارث و محتاج بھی حاضر خدمت ہوتے اور

اپنی خستہ حالیں پیش کرتے، تظلوم و ستم رسیدہ اور پریشان و مصیبت زدہ لوگوں کی دلجوئی و ہمدردی کرتے یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہتا تو دربار میں داخل ہوتے اور تخت پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو حسب مراتب داعزاز باریابی کی اجازت دیتے جناب سلام کا خاص خیال رکھتے اور کہتے کہ کوئی مجھے اس فرض سے غافل نہ کرے لوگ خیریت مزاج دریافت کرتے تو فرماتے خدا کا شکر ہے جب لوگ قرینہ سے بیٹھ چکتے تو فرماتے کہ اے لوگو! تم اس بلند مرتبہ پر اسلئے پہنچے ہو کہ اپنے سے کم درجہ لوگوں پر شرف رکھتے ہو وہاں جو شخص ہرگز نہیں پہنچ سکتا اس کی ضروریات کی تفصیل سناؤ لوگ یکے بعد دیگرے کھڑے ہوتے کوئی کہتا کہ فلاں شہید ہو گیا ہے تو اس کی اولاد کے لئے وظیفہ مقرر فرماتے کوئی کہتا کہ فلاں اپنے اہل و عیال سے غائب ہو گیا ہے تو فرماتے ان کی مدد کرو ان کی حاجتیں پوری کرو اور ان کی خبر گیری کرو اس کے بعد دن کا کھانا لایا جاتا اس وقت ان کا منشی بھی حاضر ہوتا اور سر ہانے کھڑا ہو جاتا اس اثنا میں جو شخص آجاتا اسے کھانے پر بٹھا لیتے کہانا شروع کرتے دو تین لقمے کھاتے منشی پڑھتا اور وہ معاملات کے متعلق حکم دیتے یہانتک کہ اصحاب حاجت کے کو کر تک پہنچ جاتا بعض اوقات تمام اہل حاجت ختم ہو جاتے اور بعض اوقات چالیس یا اس کے قریب ہو جاتے اسکے بعد دستر خوان بڑھا دیا جاتا اور لوگوں سے اٹھنے کی اجازت مانگتے وہ لوگ اس پر اٹھکر چلے جاتے اور وہ اندر داخل ہو جاتے اسکے بعد پھر سکون رہتا یہانتک کہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو پھر برآمد ہوتے نماز ادا کر کے قصر میں داخل ہوتے چار رکعت پڑھکر بیٹھ جاتے اور امراء خاص کو باریابی کی اجازت دیتے اگر جاڑے کا زمانہ ہوتا تو خشک حلوہ دودھ و شکر کی عمدہ گولیاں اور ایک (ایک خاص قسم کی روٹی) وغیرہ چیزیں پیش ہوتیں ورنہ اگر گرمی کا زمانہ ہوتا تو ان لوگوں کے سامنے تر میوہ جات آتے اس وقت ان کے پاس انکے وزراء پہنچتے اور دن کے بقیہ حصہ کے لئے احکام حاصل کرتے عصر تک نشست رہتی پھر نکل کر نماز پڑھتے ناں بدستور داخل ہو جاتے اور پھر کسی کی پہنچ نہ ہو سکتی عصر کے آخر میں برآمد ہوتے اور تخت پر جلوس فرماتے لوگوں کو حسب مراتب آنے کی اجازت دیتے پھر رات کا کھانا لایا جاتا جس سے مغرب کی اذان تک فارغ ہو جاتے اس وقت اہل حاجت نہ بلائے جاتے پھر کھانا پڑھا دیا جاتا اور مغرب کی اذان ہوتی جس کے لئے برآمد ہوتے فرض پڑھ چکتے تو آخر میں چار رکعت اور پڑھتے ہر رکعت میں بیچاس آیتوں کی قرأت کرتے قرأت کبھی بہت کرتے اور کبھی آہستہ پڑھ لیتے اس کے بعد مکان چلے جاتے پھر کسی کی پہنچ نہ ہو سکتی جب عشاء کی اذان ہوتی تو برآمد ہوتے نماز پڑھکر وزراء خاص اور خدامان بارگاہ کو اجازت باریابی دیتے وزراء رعایا کے ابتدائی حصے کے لئے احکام و فرامین حاصل کرتے پھر ملت غیر تک عرب و عجم کی تاریخ ان کے ملوک و امراء کی سرگذشت ان کے رعایا سے تعلقات اسی طرح دوسری قوموں کے سلاطین سے متعلق حالات کی سماعت میں گذارتے اسی اثنا میں اندر سے ان کی عورتوں کے پاس سے حلوی وغیرہ کی قسم سے نفیس و جدید چیزیں آتیں اس کے بعد وہ محل میں داخل ہوتے اور رات کے ایک ثلث حصہ میں آرام کرتے اس کے بعد اٹھ بیٹھتے اور دفاتر کتب حاضر کئے جاتے جن میں بادشاہوں کے حالات جنگوں کی کیفیت اور تدابیر ملکی کا ذکر ہوتا۔

غرضکہ رات کا یہ باقی حصہ سیر تأثار اور تاریخ و سیاسیات کے سماع میں گذر جاتا اس کے بعد برآمد ہوتے اور صبح کی نماز ادا کرتے اسی طرح حسب تفصیل بالا روزانہ اوقات گذاری کرتے۔

یہ حضرت معاویہ کے متعلق ایک بڑے مخالف کی رائے ہے کیا تم لوگ سے سلاطین کی صف میں ایک شخص بھی ایسا دکھا سکتے ہو جو ان صفات کا حامل ہو جس کی سیاسی قابلیت جس کی انتظامی صلاحیت جس کی رعایا پروری جس کی غربا نوازی جس کی نرم اندیشی جس کی دانشمندی جس کا علمی شغف جس کی عبادت گذاری جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں زبان پر بھی لائی جا سکے۔

عبد الملک عبد الملک کا علم و فضل محتاج بیان نہیں امام شعبی اس علم و فضل کے باوجود فرماتے ہیں عبد الملک کے سوا اور کوئی ایسا نہیں جس پر میں نے اپنی فضیلت محسوس نہ کی ہو۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ ہم آپ کے بعد کس سے فتویٰ لیں فرمایا مروان کے بیٹے سے ابو الزناد کا قول ہے "پیشہ سات ہیں جن میں سے ایک عبد الملک ہے قبل خلافت عبادت گذاری کا یہ حال تھا کہ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الملک سے زیادہ کسی کو ناسک و عابد نہیں پایا۔

خلافت کے بعد بھی وہ فرائض اور سنن کے پورے پابند رہے چنانچہ وہ حج بھی کرتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے روزے بھی رکھتے تھے یعقوبی نے ان کے حج کا ذکر کیا ہے مسعودی نے بھی لکھا ہے کہ ۷۵ھ میں عبد الملک نے حج کیا۔

ان کا جو سیاسی پایہ تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، مدائنی کا بیان ہے کہ معاویہ زیادہ حلیم تھے اور عبد الملک حزم میں زیادہ تھے ابن عدی کا قول ہے کہ بنی امیہ کے اصحاب سیاست تین ہیں معاویہ۔ عبد الملک اور ہشام۔

ولید بن عبد الملک ولید کے متعلق معلوم ہے کہ اہل شام اسے کس قدر عزیز رکھتے تھے۔ صاحب عقد الفرید کا بیان ہے کہ:۔

"ولید شامیوں کے نزدیک ان کا افضل ترین خلیفہ تھا کثیر العفو اور راہ خدا میں زیادہ خرچ کرنے والا تھا اس نے دمشق و مدینہ منورہ کی مسجدیں بنوائیں منبر کہوا کے جذامیوں کو اتنا عطا کیا کہ لوگوں کے سوال سے بے نیاز کر دیا ہر نوزائیدہ اپاہج کے لئے خادم اور اندھے مریض کے لئے قائد (لیکر چلنے والا) مقرر کر دیا رعایا کی تفقد رسانی کی طرف پوری توجہ رکھتا جب بازار سے گذرتا تو نرخ کی طرف خاص توجہ رکھتا اور کوشش کرتا کہ بھاؤ زیادہ ہی رہے۔

فرماداسی بات پر توجہ کرتا ایک بار راستہ سے گذر رہا تھا ایک معلم کو دیکھا کہ ایک لڑکا اس کے پاس بیٹھا ہے پوچھا یہ کیا کر رہی ہے اس نے جواب دیا کہ میں اسے کتابت اور قرآن کی تعلیم دیتا ہوں ولید نے سنکر کہا جسے تو تعلیم دے اس سے کم عمر کی ہونی چاہیئے۔

ولید ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں اول اول ہسپتال کی ابتداء کی یعقوبی کا بیان ہے کان اول من عمل البیمارستان۔

سیوطی کا بیان ہے کہ وہ یتیموں کا خلعہ کرتا اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے مؤدب مقرر کرتا۔

سلیمان بن عبد الملک سلیمان کے متعلق کچھ کہنا بیکار ہے کہ لوگ اسے شہر ہی سے یاد کرنے میں صاحب عقد الفرید

کا بیان ہے کہ وہ اس کا عہد یمن و برکت کا عہد تھا خیر ہی سے افتتاح حکومت ہوا اور خیر ہی پر خاتمہ سلطنت ہوا ابتدا تو یہ تھی کہ مظالم کا رد ہوا قیدی رہا ہوئے مسلمہ بن عبدالملک کا غزوہ ہوا جس میں وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا اور خاتمہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی جانشینی پر ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مسند خلافت پر بٹھلایا یہ بھی سلیمان کے کارناموں کا ایک مدشن ترین باب ہے جیسا کہ سلیمان کے صاحبزادے نے حضرت عمر بن العزیز کے صاحبزادے سے باہمی تفاخر کے موقع پر کہا تھا:۔

"تم فضائل و مناقب کی داستان چاہے قصہ سنا و اور چاہے مفصل حقیقت تو یہ ہے کہ تمہارے باپ میرے باپ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں"

اس کی خیر خیرات کا یہ عالم تھا کہ ایک دن میں ستر ہزار بونڈی غلام آزاد کئے اور صرف آزاد ہی نہیں بلکہ ان کے لئے لباس کا بھی انتظام کیا۔ گنہ و تقلب اور خشیت الٰہی کی یہ کیفیت تھی کہ ابو حازم نے نصیحت کی تو رو پڑا۔ ایک بار حضرت عمر بن العزیز سے پوچھا کہ ہم کس حال میں ہیں انہوں نے کہا:۔

حالت سہو میں اگر وہ سہو نہ ہو تا، حیات میں اگر وہ موت نہ ہو جاتی، ملک میں اگر وہ غم نہ ہوتا۔ اور نعمت میں اگر وہ عذاب الیم نہ ہوتی اسے سنکر وہ آبدیدہ ہو گیا۔

سیوطی نے لکھا ہے کہ وہ فصیح و بلیغ تھا۔ عدل و انصاف کا اقتضا کرنے والا اور جہاد کی پسند کرنے والا تھا اس نے حجاج کے کارندے برطرف کر دیئے عراق کے قیدیوں کو رہا کر دیا خلافت میں اول وقت میں اڑسٹھ لاکھ دراہم کا قرض تھا جو اس نے ادا کر دیا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب کی تفصیل آفتاب کو چراغ دکھانا ہے کون نہیں جانتا کہ یہ ذات گرامی دنیا کے لئے آیہ رحمت تھی جس کے ظہور نے ظلم و عدوان کی صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور جس کے قیام نے ایک بار پھر دنیا کو خلافت راشدہ کی راہ سعادت و فلاح پر لگا دیا وہ ذات جس نے بیت المال سے کبھی عام مسلمانوں سے زیادہ نفقہ نہیں لیا وہ جس نے ایک عالم کی مخالفت کے باوجود قیام عدل و انصاف سے ایک لمحہ کے لئے روگردانی پسند نہیں کی وہ جس نے اس باب میں اپنے خاندان اور عزیز و اقربا کی بھی ذرہ برابر لحاظ نہیں کیا وہ جس نے اپنے اہل و عیال تک کے ساتھ اس بارہ میں رعایت گوارہ نہیں کی وہ جس نے دشمنوں کے ہجوم میں ہمیشہ حق کا اعلان کیا اور کبھی اس بارہ میں کسی قسم کی مداہنت گوارا نہ کی وہ جس نے ناحسبین سے بلا تامل و توقف اموال مغصوبہ واپس دلائے وہ جس نے سلطنت کا ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر لگانا حرام سمجھا وہ جس نے راتیں عبادت الٰہی میں کاٹیں وہ جس نے دن ایک مزدور کی طرح مہمات سلطنت کے انہماک میں گذارے وہ جس نے زندگی کے ہر لمحہ رعایا کی نفع رسانی میں صرف کیا اور غلاموں تک سے وہ سلوک کیا کہ جس کی مثال ہمتی دنیا سے ارسیع تو یہ ہے کہ وہ سلیمان کے جانشین نہ تھے بلکہ ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے خلائف کا جانشینی انجام دے رہے تھے فجزاہ اللہ خیر الجزا۔ فرزدق نے ان کے مرثیہ میں صحیح کہا ہے:۔

ما قال لا قط الا نعم لو عمل — لقد لعمتہم قواما بحی والدین

جب لوگوں نے مجھے عمر کی خبر موت سنائی تو میں نے کہا کہ تم مسلمانوں کی خیر موت و میرے

ہشام بن عبدالملک

ہشام کی علم دوستی اور مدبرانہ شاہی کی یہ کیفیت تھی کہ جب وہ مدینہ منورہ گیا تو سالم بن عبداللہ بن عمر (حضرت عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے اور فقہاء مدینہ میں تھے) کو ملاقات کے لئے بلایا انہوں نے معذرت کی تو خود ان کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے دس ہزار کی رقم خطیر پیش کی جب پھر کے واپس ہوا تو وہ بیمار عیادت پر گئے تو عیادت کے لئے گیا اور جب وفات ہوئی تو جنازہ کی نماز پڑھی اس سادات پر اس درجہ خوش تھا کہ کہا "نہیں معلوم میں کس بات پر مسرور ہوں اپنے حج پر یا سالم کی نماز پڑھنے پر۔

سادات پسندی کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص نے اس پر دعویٰ کیا تو خود حاضر عدالت ہوا قاضی نے اس کا فیصلہ کیا آخر مدعی کو ایک دینار دیکر معاملہ رفع دفع کیا۔

خالد قسری کی کو صرف اس بنا پر معزول کر دیا کہ اس نے ایک مومنہ عورت کی توہین کی تھی۔ ادب اس درجہ تھا کہ ابرشہر ایک بار شعب بن معاویہ (شہور سخرہ تھا) کا تشویق آمیز طور پر ذکر کیا تو عامل مدینہ ابراہیم بن ہشام کو فرمان لکھا کہ اسے مدینہ سے یہاں بھیج دے لیکن جب انہوں نے سوچ بچار کی یہ خیال کیا کہ بلوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمان بھیجے کہ وہاں سے شعوبہ آئے اس کے بعد یہ شعوبہ بڑا ہی کا مطلب یہ تھا:۔ جب تم خواہش النفاتی کی پیروی کرنے لگو تو وہ تمہیں ایسی چیزوں میں مبتلا کر دے گی جو تمہارے لئے باعث شرم ہوگی۔

مزاح میں سخی طرح رہتی لیکن یہ سخی عام و خاص کے ساتھ یکساں تھی جو طرح عام افراد سے پیش آتے تھے اسی طرح امراء خاص اور اپنے اہل و عیال سے بھی سلوک کرتا تھا بایں اس کے وزراء و زراء باغ میں آئے اور خوب پھل کھائے آخر میں انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین مبشلہ نے جلکر کہا کہ تم سب کہاں سے جاتے ہو برکت کہاں سے ہوگی اسکے بعد سب درخت اکھڑوا ڈالے اور ان کے بجائے زیتون کے درخت نصب کرا دیئے اسکے بیٹے نے ایکبار لکھا کہ میری سواری خراب ہو گئی ہے مجھے دوسرا چاہئے عطا فرمایئے تو اس نے جواب میں لکھا کہ تم اسکے دانہ جاؤ کی طرف شاید توجہ نہیں کرتے تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ امرائے سلاطین کے ذاتی حالات مخالف اخلاق اور فضائل اعمال کی تفصیل اوپر کی سطروں میں گذر چکی اب ان کے عہد کے اعمال پر ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

فتوحات اس باب میں آجتک دنیا سے کوئی حریف پیدا نہ ہو سکا اسلامی عہد کی پوری تاریخ تمہارے سامنے عباسیوں کی سہ صد سالہ شاندار حکومت کا نقش ابھی لوں پر قائم ہے خاندان کی باجبروت حکومت کا تخیل ابھی دماغوں میں ہے آل سلجوق کے جہاں کشا کارنامے ابھی زبان زد خلائق ہیں آل عثمان کے اقتدار و فتح کی آواز آج بھی کانوں میں آرہی ہے آل تیمور کے فتح و ظفر کے ترانے اس وقت بھی گائے جا رہے ہیں لیکن ان جہانگیر اور کشور کشاؤں کی صف میں کون ہے جو آل امیہ کی فتوحات کا مقابلہ کر سکے۔ خلافت راشدہ کے خاتمہ پر صرف عرب و شام اور مصر ایران اسلامی حکومت کے سامنے سراطاعت خم کر چکے تھے لیکن شاہان بنی امیہ نے چوراسی برس کی قلیل مدت میں بڑی بڑی صاحب عزمت و جبروت حکومتوں کو برعکس آزاد اور پردہ سے کر قاضی پر اس طرح چھا لئے کہ گویا یہ سارہ معمورۂ عالم انہیں کی جہانداری کا نشو و نما کے لیئے بنایا گیا تھا۔ ان کے عہد میں خلافت اسلامی کے سامنے فرانس و جزائر بلوطہ و بلیارس اندلس سندھ و طبرستان قہستان و حدود صقلیہ و جزائر بلادیم و اترک سرنگوں ہو گئے ایک طرف ان کے فاتحین اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ظلمات میں گھوڑے دوڑا رہے تھے تو دوسری طرف قسطنطنیہ کی دیواروں پر ان کی بے پناہ تلواریں بج رہی تھیں اور ان کے لشکر اسپین اور سندھ و سرحدوں کو پامال کر رہے تھے ان کی حکومت طولا سندھ سے لیکر فرغانہ تک اور عرضا بحر احمر سے بلاد خزر تک پھیلی ہوئی تھی اور ان کے حلقہ اطاعت میں عرب شام فلسطین عراق جزیرہ و مصر برقہ و تونس مراکش و طرابلس اندلس و مدینہ خراسان و فارس ترکستان و دیلم طبرستان و کرمان جرجان و سجستان خوارزم و ماوراء النہر بلاد خضرہ و افغانستان سندھ اور سندھ و ہند کے بعض ٹکڑے داخل تھے تو اب کون ہے جو وسعت ملک اور کثرت فتوح

ازدواجی زندگی اور اسراف

ازدواجی زندگی میں جو طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیاں لاحق ہوتی رہتی ہیں بلا مبالغہ ان میں سے نصف کا تعلق روپے پیسے سے ہے طرح طرح کی ضروریات انسان کے دم سے لگی ہیں اور ان کی تکمیل کا خیال ہر وقت ایک جنون کی طرح مرد اور عورت پر سوار رہتا ہے دن رات انسان کا دماغ اس الجھن میں مصروف ہے کہ ضروریات کی تکمیل کے لئے روپیہ کہاں سے لائے اور اگر روپیہ حاصل ہو تا قطعی نا ممکن ہے تو پہلے اپنی کن ضروریات کو کس طریق سے کم کرنے کی کوشش کرے۔ اس سوال کا خاطر خواہ حل کبھی نہیں بنتا مصروفیتوں کے باعث آج اسے بھول جائے یا مشاغل میں بھلا دینے کی کوشش کر دی لیکن کل پھر اپنی پوری پیچیدگیوں کے ساتھ یہ سوال خود بخود دماغ میں موجود ہو جائے گا۔

وسیع ضروریات اور محدود ذرائع کے باعث جتنی اذیت اور کوفت آپ نے برداشت کی ہے ذرا اس کا خیال کیجئے اور پھر دنیا میں جس قدر انسان آباد ہیں ان کی تعداد سے ان کو ضرب دینے کی کوشش کیجئے پھر آپ کو کچھ اندازہ ہو سکے گا کہ روپے پیسے کا سوال گہن کی طرح کیونکر نوع انسان کی بیخ کنی میں مصروف ہے۔

اور جب آپ مندرجہ بالا ضرب دیں تو ان لوگوں کی تعداد کو نظر انداز نہ کر دیجئے گا جو کہا تے پیتے اور متمول لوگ کہلاتے ہیں جن کا غم ضروریات اور ذرائع کا تعلق ہے امیروں کی حالت ہی غریبوں سے کم نہیں تنخواہ یا تجارت کا منافع کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو پھر بھی ایسا شخص دنیا میں کوئی ہی ہو گا جو یہ کہہ سکے کہ اسے اپنی تمام ضروریات اور تمام آرزوؤں کی تکمیل کی قدرت حاصل ہے۔

ایک شخص کی تنخواہ ہزار روپے ہوتی ہے تو وہ سوچتا ہے کہ اگر میری تنخواہ ڈیڑھ ہزار روپے ہو جائے تو اتنی رقم میں میری تمام ضروریات نہایت آسانی اور سہولت سے پوری ہو جایا کریں گی لیکن جہاں تنخواہ ڈیڑھ ہزار ہوئی ایک معلوم طریق سے ضروریات بھی پھیلنا شروع کر دیتی ہیں اور پھر وہی پہلی سی صورت حالات پیدا ہو جاتی ہے متمول لوگوں کو جسمانی راحت کا کچھ حصہ ضرور مل جاتا ہے لیکن دماغی حالت ان کی بھی کم و بیش اسی مزدور کی مانند ہوتی ہے جو دن میں ایک روپیہ پیدا کر کے اس سے اپنے کنبہ کی پرورش کا فکر کرتا رہتا ہے۔

تفکرات اور الجھنوں کی ایک چکی ہے جو دن رات انسان کے دماغ اور اعصاب کو پیس رہی ہے کبھی دوسرے تمام خیالات سے دماغ کو آزاد کر کے سوچئے تو کہ دنیا بھر کے انسان ضروریات کے ہاتھوں کیسے کرب کی زندگی گذار رہے ہیں کبھی غور تو کیجئے کہ ایک مزدور باداس کی بیوی جو چند آنے روزانہ پر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے اور تن ڈھانکتے ہیں جنھیں بعض بعض دن کام نہ ملنے پر ایک پیسے کی بھی یافت نہیں ہوتی انھیں زندگی کیا کڑوا گھونٹ معلوم ہوتی ہو گی مسکرانے اور زبان کھولنے کو انھیں کتنے بڑے حوصلے سے کام لینا ہو گا اور زندگی کی ایک ساعت گزارنے میں انھیں کتنے صبر اور کتنے استقلال سے واسطہ پڑتا ہو گا۔ ان کی حالت پر غور کریں گے تو پھر آپ کو اس بات پر تعجب نہ ہو گا کہ دنیا میں مسرور گھرانے کم کیوں ہیں بلکہ آپ حیرت سے سوچیں گے کہ مسرور گھرانے موجودہ تعداد میں بھی کیوں ہیں۔

چار یا پانچ صورتیں ایسی ہیں جو ضروریات کی تکمیل میں انسان کی کامیابی یا ناکامی کا سبب بنجاتی ہیں۔

۱۔ بعض اوقات میاں تو کفایت شعار ہوتا ہے لیکن بیوی فضو خرچ ہوتی ہے اور اس طرح وہ مقروض ہو جاتے ہیں عام طور پر یہ صورت حالات غریب گھرانوں میں دیکھنے میں نہیں آتی بلکہ اونچے گھرانوں میں پائی جاتی ہے جہاں بیوی بڑے ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔

۲۔ بعض اوقات بیوی کفایت شعار ہوتی ہے اور میاں لکھ لٹ ہوتا ہے

۳۔ بعض اوقات دونوں جز رس ہوتے ہیں اور مجوسوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔

۴۔ بعض اوقات دونوں فضول خرچ ہوتے ہیں اور برباد ہو جاتے ہیں۔

ممکن ہو تو اب تصور کیجئے کہ اگر اس قسم کے حالات گھر میں ہوں تو اس سے باہمی تعلقات کے بگڑنے اور بہت نازک صورت اختیار کر لینے کا کتنا امکان ہے مرد دن بھر کی جانفشانی سے روپیہ پیدا کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اسکی گاڑھے پسینہ کی کمائی کسی بے دردی سے برباد کی جارہی ہے رفتہ رفتہ وہ زیادہ حساس بنجاتا ہے اور ملول و غمگین رہنے لگتا ہے۔ سوچتا ہے انہیں میری کیا پرواہ انھیں تو میری ضرورت صرف اتنی ہے کہ خرچ کرنے کو کما کر لاتا رہوں۔ محنت کرتے کرتے میری عمر کے کئی سال کٹ جائیں ان کی بلا سے اس قسم کے خیالات اس کے دل و دماغ میں گھومتے رہتے ہیں اور ان کی تلخیاں اس کے دل میں محبت کے پاکیزہ جذبے کا گلا گھونٹ ڈالتی ہیں۔

اسی طرح مرد یا دوستوں اور کھیل تماشوں میں بے دریغ روپیہ صرف کر رہا ہو اور بیوی بچے ضروریات زندگی کے لئے بھی محتاج ہوں تو بیوی ہر وقت کڑھتی اور سلگتی ہے اور سوچتی ہے کہ میری حیثیت تو گھر میں ایک ملازمہ کی ہے کہ جتنا روپیہ باہر کی فضو خرچیوں میں سے بچے اس میں سے نوکرانی کی تنخواہ ادا کرتی پڑے جان گھلا گھلا کر میں اس سے گھر کا خرچ چلاؤں اس قسم کے احساسات اسے اداس اور گھر اور زندگی سے دل برداشتہ بنا دیتے ہیں۔

زیر لب شکوہ شروع ہوتے ہیں ایک دوسرے کو طعنے دیئے جاتے ہیں پھر کھلا کھلا لڑائی کی نوبت آپہنچتی ہے آخر یا علیحدگی کی کوئی صورت نکلتی ہے اور یا زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر ہم گھر میں مسرور زندگی بسر کرنے کے آرزو مند ہیں تو علاوہ اور باتوں کے روپیہ پیسہ اٹھانے کے متعلق بھی میانہ روی

میں کوئی تفاہمت ہونی چاہیے۔

بعض ایسے اہل اور ضروری قوانین ہیں کہ ان کا خیال نہ رکھنا بے حد خطرناک ہے اور ان پر عمل کئے بغیر گھر بلو زندگی کبھی خوشگوار صورت اختیار نہیں کر سکتی ان قوانین کو سب جانتے ہیں لیکن کتنے لوگ ہیں جن پر عمل کرنے کی اشد ضرورت کا احساس بھی رکھتے ہیں ایسی حالت میں اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ بار بار ان کو دہرایا اور ذہن نشین کر دیا جائے۔

(۱) چادر دیکھکر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔

(۲) وقت بے وقت کے لئے کچھ روپیہ بچانا چاہیئے

(۳) ہر خرچ کے متعلق میاں بیوی پورے طور پر خیال رہیں۔

(۴) دونوں میں سے کوئی بھی کسی ذاتی خود غرضانہ راحت پر روپیہ صرف نہ کرے۔

(۵) دونوں میں سے جو بھی روپیہ اٹھائے وہ باہمی تصفیہ کے بعد دوسرے کے اخراجات کے لئے ایک مشت روپیہ اسے دیدیا کرے۔

ان ضروری امور میں سے آخری امر شاید بظاہر زیادہ اہم معلوم نہ ہوتا ہو لیکن حقیقت میں باہمی خوشگوار تعلقات کے لئے اس سے زیادہ ضروری بات اور کوئی نہیں ہے بڑی عمر کے مرد یا عورت کو اس سے زیادہ تکلیف دہ اور ذلت آمیز صورت اور کوئی نظر نہیں آتی کہ اپنی ذرا ذرا سی ضرورتوں کے لئے بار بار دوسروں سے تقاضا کرنا اور اس کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے جو مرد خود روپیہ اٹھاتا ہے اور بیوی کو پیسہ پیسہ کا محتاج رکھتا ہے وہ بڑا بے انصاف اور سنگدل ہے اور بیوی روح کو اور وہ کرتا ہے اسی طرح وہ عورت ذلیل فطرت کی ہے جو مرد کی تمام کمائی دھیلہ دھیلہ کر کے اسے ایک ایک پیسہ خرچ کرنے کو ترساتی ہے اس سے زیادہ گری ہوئی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو اس امر کا احساس دلائیں کہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے کے رحم کا محتاج ہے۔ اس سے زیادہ ضروری اور اہم امر میاں بیوی کے لئے کوئی نہیں کہ آمدنی کے استعمال کے متعلق ان کے درمیان کوئی واضح مفاہمت ہو جائے۔ . . . . . مجھے ایک خاتون کا حال معلوم ہے جنھیں ان کے شوہر نے کہا تھا کہ تم روپیہ نہیں بچاتی ہو اور یہ سنکر وہ لڑ پڑی تھیں وہ اس کا مطلب ہی سمجھی تھیں کہ تم کفایت شعار نہیں ہو یہ خاتون کفایت شعار تو تھیں مگر روپیہ بچانا نہیں کفایت شعاری سے مراد یہ ہے کہ روپے سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے بچت کے یہ معنے ہیں کہ روپیہ بچا کر جمع کیا جائے کفایت شعاری بے انتہا مفید ہے لیکن آڑے وقت کام آنے کیلئے بچت کی ضرورت ہے۔ عورتیں عام طور پر کفایت شعاری سے کام لیتی ہیں اور مرد عام طور سے روپیہ بچاتے ہیں لیکن سے معنے ہیں کہ عورتیں جبھی طرح روپیہ اٹھاتی ہیں لیکن سب اٹھا دیتی ہیں بچت نہیں کر سکتیں مرد اچھی طرح نہ روپیہ اٹھا سکیں لیکن اپنی ضرورتیں کاٹ کر عام طور پر کچھ بچت پیدا کر لیتے ہیں۔ روپے کا اسراف بھی وقت اور قوت کے اسراف کی طرح بے انتہا اہم ہے اور اس کا خیال رکھنا بے انتہا ضروری ہے جس گھر میں روپیہ سوچ سمجھ کر نہیں خرچا

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اس وقت موجود نہیں۔

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتائے گی
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو اعزہ و احباء اولاد کی قسموں سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا پڑھنے والا بس کی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے۔
غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص نہایت صحیح پیشگوئیاں کرنے لگے گا۔

غیبی اشارے کا مطالعہ تاجروں کو نفع نقصان سے مطلع کر دے گا
غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ کے دشمنوں کا ارادہ سو خود بخود واقف ہو جائینگے
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر سکتا ہے
غیبی اشارے کے پڑھنے سے محبوب کی قلبی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں۔
غیبی اشارے ملازمت پیشہ حضرات کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کر دیگی
غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دے گی۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ کونسا بوس لاعلاج مریض تندرست ہو گا

غیبی اشارے ایک ایسی کتاب ہے جو دلی کا کام دیگی نہ اس میں اعمال ہیں نہ نجوم کی سمجھ میں نہ آنے والی باتیں ہیں نہ جنتر کی کبھی نہ چلنے والی چیستان ہے بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کی ایک کتاب ہے نہ کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک دو مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کی زبردست پیشگوئیاں کرنے والوں کے صدہا واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں آج تک نہیں چھپی اردو داں اصحاب اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم تھے لیکن اب ان کی خوش قسمتی سے ایسی لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی خوبیوں کے لحاظ سے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مسلمان اور تجارت

آج دنیا کی تمدن اور جہاں داری قومیں ترقی کے واحد ذریعہ یعنی تجارت میں منہمک اور تجارتی ترقی کے لئے کوشاں ہیں لڑائیاں تجارت کے لئے لڑی جاتی ہیں صلح نامے تجارت کے لئے مرقوم ہوتے ہیں تجارت کے شور سے فضائے ارض وسما میں ہلچل ہے اس وقت ایک قوم خواب غفلت میں غرق ہے جس نے ابھی تک کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہے جس نے صدائے وقت کو نہیں سنا جس نے بقائے قومی کے سمجھنے کی کوشش نہیں کی وہ نا عاقبت اندیش غفلت شعار ہم بدقسمت مسلمان ہیں جو اپنے مجرمانہ تغافل کے باعث بدترین مفلسی مہیب تنگدستی اور ذلیل گداگری میں ہیں مگر اپنی حالت پر قانع بلکہ خوش اور نازاں ہیں تجارت کو کسر شان اور قابل نفریں خیال کرتے ہیں اور قومیں بازار تجارت میں وارے نیارے کر رہی ہیں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں۔ اچھے لکھے پڑھے ہندی مسلمان کو تجارت کی ترغیب دیکر دیکھ لو ناک بھوں چڑھا کر منہ بنا کر فوراً کہہ گیا ہو نہہ یہ کام نیچے کرتے ہیں معاذ اللہ جب تجارت سے ایسی نفرت ہے تو رزق کے دروازے کیوں نہ بند ہوں آہ قرآن کریم کی تعلیم سے اتنا بعد احکام ربانی سے اتنی عدم واقفیت وہاں تو یہ ارشاد ہے "اللہ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم پر تنگی ڈالے اللہ کا تو یہ ارادہ ہے کہ وہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت پوری کرے تاکہ شکر یہ کرو (ترجمہ آیہ کریمہ)

داعی اسلام حضور علیہ السلام نے تجارت ہی سے اپنی زندگی کا آغاز فرمایا تھا آپ تجارت ہی کو پسند فرماتے تھے اور دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے ایک ایسا کامیاب اور قابل تقلید عملی نمونہ تجارت پیش کیا تھا کاش وہ مسلمان جو علماً گدائی کو غنا پر ترجیح دیتے ہیں اور اسے اسلام سمجھتے ہیں حضورؐ کے ارشاد پر غور کریں اور شرمندہ ہوں یعنی یہ بہتر ہے کہ عار مگر غنی چھوڑ کر مرد بہ نسبت اس کے کہ وہ تہیدست ہو اور لوگوں کے سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تاجر تھے اور آپ ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے اسلام کی وہ شاندار خدمت بجا لائے تھے جو قیامت تک مایہ ناز اسلامیان رہے گی۔ حضرت عثمان غنی رضؓ کی امارت کا راز اسی تجارت میں منحصر تھا ہاں اسی تجارت میں جسے ہم آج پسند نہیں کرتے ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

قرون اولے کے مسلمان تجار بلکہ ملک التجار تھے چار دانگ عالم میں ان کی تجارت داری کے جھنڈے گڑے تھے ہندوستان ہی میں ان کے نام سے آباد تھیں منڈیوں میں ان کی چہل پہل تھی ان کے قافلوں کے اونٹ زرعی اور صنعتی مال و اسباب سے لدے ہوئے قطار در قطار افریقہ ایشیا اور یورپ کے سرزمینوں میں رواں نظر آتے تھے ان کے جہاز مختلف دستکاریوں سے بھرے ہوئے بحیرۂ شام، بحیرۃ الکاہل اور بحر ہند میں بادبان اڑاتے پھرتے تھے اور وہ اس ارشاد کے مطابق تھے

"اور وہ کشتیاں اور جہاز بھی قدرت کی نشانیاں ہیں جو لوگوں کی منفعت انہیں دریا اور سمندر میں برابر چلتی ہیں (ترجمہ آیہ کریمہ)

دنیا جانتی ہے کہ سمندر ان کے لئے سیپ و موتی، پتھر اور پہاڑ معدنی اور سمندان زرعی نذرانہ پیش کرتے تھے۔ اس وقت جبکہ یورپ کے اقوام وحشیانہ جنگ و جدال میں مبتلا تھے اور امریکہ ابھی ظلمات کی سیاہی میں غرق تھا وہی تھے جنھوں نے دنیا میں شاہانہ تجارت کے ذریعہ سے تعلیم توحید اور تبلیغ اسلام کا شاندار فرض ادا کیا وہی تھے جنہوں نے تمام خرمدو فروخت کے ساتھ ظلمتکدہ عالم میں بھی تہذیب و شائستگی کی روشنی پھیلائی اسلامی تاجروں کی دولتمندی کے نشان قرطبہ بغداد قاہرہ اور دہلی کی منڈیوں کے کھنڈرات میں تلاش کرو وہاں کا ذرہ ذرہ ان کا مرثیہ خواں اور ہماری مجرمانہ غفلتوں پر سینہ کوباں نظر آئے گا قرآن کریم تو یہ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ)

"جب نماز ختم ہو چکے تو تم کو اختیار ہے زمین پر پھیل جاؤ اور خدا کے فضل و معاش کی جستجو میں لگ جاؤ وہاں ہو کر تم سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ"

لیکن افسوس ہم نے اس پاک تعلیم کو چھوڑا۔ جادہ اسلاف سے منہ موڑا ملازمت کے بھکاری بن گئے ملازمت یعنی غلامی کے لئے سرگردان ہوئے قربانی اور حج کے فرائض کو کون ادا کرے۔ زکوٰۃ کون دے مسجدیں کون بنائے بیت المال کس طرح قائم ہو۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے اخراجات کہاں سے پورے ہوں ارتداد کی روک تھام کون کرے کیا ہم ملازمت پر جان دینے والے گدا گر یہ فرائض حق ادا کر سکتے ہیں؟ نہیں ہم سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہم میں دولت دنیا مفقود ہے ہم اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے قابل بھی نہیں ہم اپنی ضروریات زندگی کے لئے اغیار کے محتاج ہیں اس لئے ہماری آمدنیوں کا سرچشمہ تجارت بند ہے آمدنی کے وسائل میں سے محض تجارت ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس کی بدولت ہم دینی اور دنیاوی ترقی کا منہ دیکھ سکتے تھے ہر ایک چیز تھی جس پر ہماری قومی و ملکی زندگیوں کی قوتی کا دارومدار تھا تمام دستکاریاں اور صناعیاں اس تجارت کے دم سے وابستہ تھیں تجارت نہیں تو کچھ نہیں اگر ہم بدستور تجارت کو ذریعہ معاش بنائے رہتے تو کیا آج اسلام کے فرزند کفار کی دست درازیوں اور اغیار کی روباہ بازیوں کا شکار ہوتے کس کی جرأت تھی کہ مسلمانوں کو روپیہ پیسہ کا لالچ دیکر دین حق سے مرتد کرنے کا وہم و خیال دل میں لاتا۔

ہمیں لازم ہے کہ اب بھی خواب غفلت سے جاگیں اور تجارت کے لئے کمربانہ ہیں اسلام کی توسیع و ترقی ہماری مالی اور تجارتی ترقیوں پر منحصر ہے کمالات دنیوی تجارت ہی کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں مختلف ایجادیں تجارت ہی کے بل پر ہوتی ہیں علمی حصولی کا دارومدار ترقی تجارت اور مالی فراوانی پر ہے اس لئے آؤ اپنی ہی سہی پانچوں کو خدا کے بھروسہ پر آزاد تجارت پر لگائیں سیر و سیاحت کی عادت ڈالیں روپیہ پیدا کریں اور اس سے آزاد ملکوں میں تبلیغ توحید کے نشان اڑائیں خدا ہماری مدد کرے کیونکہ اس کے وعدے سچے ہیں۔ (ترجمہ)

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام

قصہ اوریا کی تردید

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی کمیرہوی)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔ اما بعد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی الکلام القدیم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ اصبر علی مایقولون واذکر عبدنا داؤد ذا الایدی انہ اواب ۵ انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق ۵ والطیر محشورۃ ۵ کل لہ اواب ۵ وشددنا ملکہ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطاب ۵ وھل اتاک نبؤا الخصم اذ تسوروا المحراب اذ دخلوا علی داؤد ففزع منھم قالوا لا تخف خصمن بغی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراط ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب ۵ قال لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ ط وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت و قلیل ماھم ۵ وظن داؤد انما فتنہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب فغفرنا لہ ذلک ۵ وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب ۵ یا داؤد انا جعلنا خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ط ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ۵۔ معزز ناظرین جو آیات میں نے اوپر لکھی ہیں قرآن پاک کے تیسویں پارہ اور سورہ ص کے دوسرے رکوع کی ہیں ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ (اے حبیب) جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تمہارے متعلق کہتے ہیں تم اس پر صبر کرو اور ہمارے بندہ داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو جو عبادت کی بڑی طاقت رکھتا تھا بیشک وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا اور بیشک ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر دیا تھا کہ وہ سب اس کے ساتھ ہمیشہ شام اور صبح کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ اور (ہاں) اس کے سامنے پرندوں کو بھی جمع کر دیا تھا وہ سب اس کی تابعداری کرتے رہتے تھے اور ہم نے اس کی سلطنت کو بھی مضبوط کر دیا تھا اور اس کے سوا، ہم نے حکمت اور فیصلہ کن قابلیت بھی عطا کی تھی (پس اسی طرح ہم تم کو بھی لے پیارے حبیب اس تمہاری موجودہ حالت سے نکال کر اوج ترقی پر پہنچا دیں گے) اور (اے حبیب، کیا تم کو وہ جھگڑا کرنے والوں کی خبر نہیں) جبکہ باوجود دربانوں کی روک ٹوک کی وجہ سے دوسری طرف موقع پاکر دیوار پھاند کر داؤد (علیہ السلام) کے عبادتخانہ میں گھس آئے تھے (اس بنا وہ (یعنی داؤد علیہ السلام) انہیں دیکھکر (یعنی ان کو اپنا دشمن سمجھکر کہ جب دربانوں نے ۔ کا تو دیوار پھاند کر آگئے) بہت ڈرے (داؤد (علیہ السلام) کو خوف زدہ دیکھکر وہ دونوں کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دونوں میں (ایک) جھگڑا ہے (جھوٹے نہیں ہوتا ہے یعنی) ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے پس آپ انصاف کے ساتھ ہمارے درمیان میں فیصلہ کر دیجئے کہ مدعی نے کہا تھا یہ ہے کہ) یہ شخص میرا بھائی ہے اسکے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے یہ کہتا ہے کہ (تو اپنی ایک (دنبی ہی) مجھے دیدے (اور جب میں نے اس سے انکار کرتا ہوں) تو مجھے اپنی گفتگو میں دباتا اور زبردستی کرتا ہے، (جب مدعا علیہ نے اس دعوی کی تردید نہیں کی تو) داؤد (علیہ السلام) نے کہا کہ (اگر یہ صورت ہے تو) بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری (ایک) دنبی بھی دیکھ نہیں سکتا اور زبردستی چھین کر اپنی دنبیوں میں ملانے کی کوشش کرتا ہے، بیشک بہت سے ساجھی ایک دوسرے پر (اسی طرح) ظلم کرتے ہیں (ہاں) وہ لوگ جو ایماندار نیک کردار ہوتے ہیں (کسی پر ظلم نہیں کرتے) اس فیصلہ کے بعد دونوں شخص واپس چلے گئے، اور داؤد علیہ السلام کو خیال ہوا کہ ہم نے اس کی آزمائش کی بس اس نے (فوراً) اپنے پروردگار سے بخشش چاہی اور سجدہ کرنے کو زمین پر گر گئے، اور اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر غور کرکے اور بدیہ دربانوں کے داد خواہوں کی روک ٹھام سے اور غیر اللہ سے ڈرنے سے، توبہ کی تو ہم نے اس کی یہ خطائیں معاف کر دیں اور بیشک ہمارے پاس اس کا قرب کا درجہ ہے اور بہترین انجام کا ہے (اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) سے کہا کہ) اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے (جو تم کو زمین میں خلیفہ (یعنی بادشاہ) بنا دیا ہے سو تم لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہو اور (دیکھو) اپنی خواہش کی پیروی کبھی نہ کرنا ورنہ وہ (تمہاری خواہش) تم کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کے واسطے اس سبب سے کہ انہوں نے روز حساب (یعنی قیامت کے دن) کو بھلا دیا ہوا ایک سخت عذاب (تیار) ہے۔

مطلب یہ کہ اے ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو جو کفار مکہ طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اور تمہارے ساتھ سخت کلامی کرتے ہیں گالیاں دیتے طرح طرح کے تمہارے نام رکھتے اور کبھی مجنون کبھی جادوگر کہتے ہیں تم ان کے اس کہنے پر صبر کرو گھبراؤ نہیں پریشان مت ہو تمہاری یہ تکالیف کے دن ہمیشہ نہیں رہیں گے مثال کے طور پر تم ہمارے بندہ داؤد علیہ السلام) کا قصہ یاد کرو اور دیکھو ہم نے اس کو کس درجہ سے کس درجہ پر پہنچایا بس اسی طرح ہم عنقریب تم کو بھی اس حالت موجودہ سے نکال کر ایک بہت ہی اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیں گے اس وقت بھی بدزبان لوگ جو آج تم کو اپنی سخت کلامی سے وغیرہ وغیرہ ذرائع سے طرح طرح تکلیفیں پہنچا رہے ہیں تمہارے سامنے مجرموں کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے اور تمہاری ذات سے رحم وکرم کے امیدوار ہوں گے تم کو اپنا بادشاہ بلکہ شہنشاہ تسلیم کریں گے ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ تم سے کرایا کریں گے جس طرح ہمارے بندہ

داؤد (علیہ السلام) کے پاس لوگ اپنے مقدمات فیصل کرانے کو لایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ دو شخص اپنا مقدمہ فیصل کرانے کو لائے چونکہ وہ دن داؤد علیہ السلام کی عبادت کرنے کا دن تھا اس وجہ سے دربالوں نے ان کو اندر جانے سے روکا مگر وہ نہیں مانے اور دوسری طرف سے دیوار پھاند کر عبادتخانہ میں پہنچ گئے داؤد علیہ السلام ان دونوں کو اپنا دشمن سمجھ کر ڈرے لیکن انہوں نے فوراً کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم دونوں میں جھگڑا ہے آپ ہمارا فیصلہ سچائی کے ساتھ کر دیجئے چنانچہ مدعی نے مدعا علیہ کو اپنا بھائی بتایا اور کہا اسکے پاس (۹۹) دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے مگر یہ میری ایک دنبی بھی لے لینا چاہتا ہے اور مجھکو انکار کرنے پر دھمکاتا ہے داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو تو یہ شخص تم پر ظلم کرتا ہے اور اکثر لوگ سوائے ایماندار دوں اور نیک کرداروں کے اپنے ساجھیوں پر ظلم کرتے ہیں پھر داؤد علیہ السلام کو اپنا پہلا زمانہ یاد آیا کہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے پھر جب جوان ہوئے تو بادشاہ طالوت کی فوج میں مانند ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے رہے اور اب یہ شان و مرتبہ کہ بادشاہی کرتے ہیں پہاڑ ان کے مسخر جیسا کہ ان کے مطیع انسان ان کے تابعدار غرضکہ پہلی حالت سے موجودہ حالت کا جب مقابلہ کیا تو خیال کیا کہ ہمارے اس کو آزمانا فوراً سجدہ میں گر کر توبہ و استغفار کرنے لگے پھر ہم نے ان کی تمام بھولی خطائیں معاف کر دیں اور بمقام قرب عطا فرمایا پس اے رسول جب تم اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچنا تو اسی طرح گزارہ اور ہمیشہ سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا کرنا اور ہمیشہ ہماری طرف رجوع رہنا اپنی خواہش کی پیروی مت کرنا اس سے گمراہی کا اندیشہ ہے اور گمراہ کے واسطے عذاب سخت تیار رہے بس تم احتیاط سے کام لینا۔

ظالمین ان آیات کا مطلب تو صرف یہی ہے مگر ہمارے مفسرین و دیگر مصنفین کتب حالات انبیاء علیہم السلام نے ان آیات کے تحت میں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق ایک ایسا قصہ نقل کر دیا ہے جس سے آپکے دامن عصمت پر اگر گناہ کبیرہ نہیں تو گناہ صغیرہ کا بدنما دھبہ ضرور لگتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ۹۹ بیویاں تھیں ایک دن آپ اپنے عبادتخانہ میں مشغول ذکر و یاد میں تھے کہ دفعتہً ایک عجیب و غریب چڑیا آپ کے سامنے سے گذری آپ اسکے پکڑنے کو چلے وہ اڑ کر آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ ایک دیوار پر اڑ کر جا بیٹھی جب آپ اس دیوار کے قریب پہنچے تو وہ اڑ کر دیوار کے دوسری طرف چلی گئی آپ نے دیوار کے سوراخ سے جو جھانکا تو دیکھا کہ ناگاہ آپ کی نظر آپ کے ایک فوجی سپاہی اوریا کی حسینہ و جمیلہ بیوی پر پڑی جو اس وقت حوض کے کنارے غسل کر رہی تھی جونہی دیکھتے ہی آپ کے دل میں اس کی تمنا پیدا ہوئی آپ نے خیال کیا کہ کاش اوریا لڑائی میں مارا جاتا اور میں اسکی بیوی سے نکاح کر سکتا۔ بعض کا قول ہے کہ آپنے اوریا سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے کیونکہ میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر اوریا نے طلاق دینے سے انکار کیا پھر وہ میدان جنگ میں جاکر مجاہدین کے ساتھ ملکر کفار سے جنگ کرنے لگا اور اسی جنگ میں شہید ہو گیا تب آپ نے اوریا کی بیوی سے بعد عدت کے دن گذرنے کے نکاح کر لیا بعض نے حضرت داؤد علیہ السلام سے الزام کم کرنے کو یوں بھی لکھا ہے کہ وہ عورت اوریا کی نہیں نہیں بلکہ کسی اور کی تھی اوریا کی منگنی اسکے ساتھ ہو چکی تھی اس کے بعد جب آپ نے اس کو دیکھا تو باوجود ۹۹ بیویاں ہونے کے اس عورت کے ولی سے عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام دیا چونکہ آپ پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے عورت کے ولی نے اس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا اور غریب اوریا کی کچھ پرواہ نہ کی۔ لیکن زیادہ اتفاق اسی قول پر ہے کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ ہی تھی اور آپ نے اسکے شہید ہونے پر نکاح کیا حق تعالیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ طرز عمل پسند نہ آیا اور آپکو متنبہ کرنے کے واسطے دو فرشتے یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا یہ دونوں فرشتے بصورت انسان حضرت داؤد علیہ السلام کے عبادتخانہ میں جہاں آپ مشغول تھے دیوار پھاند کر اس آئے حضرت داؤد علیہ السلام ان کو دیکھکر گھبرائے اور ڈرے ان فرشتوں نے کہا کہ آپ کچھ خوف نہ کریں ہم دونوں کے درمیان جھگڑا ہے آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے یہ مجھ سے کہتا ہے کہ ایک اپنی دنبی وہ بھی مجھے دیدے اور مجلگ گفتگو میں دھمکاتا ہے اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا تو یہ ظلم کرتا ہے اس فیصلہ کو سنکر آپس میں ایک دوسرے کو دیکھکر ہنسے اور کہا قضی الرجل علی نفسہ اس شخص نے اپنے ہی نفس پر حکم سنایا اس کے بعد وہ فرشتے غائب ہو گئے حضرت داؤد علیہ السلام سمجھے کہ یہ میری تنبیہ کے واسطے فرشتے آئے تھے اور اپنا پہلا قصہ یاد کر کے زمین پر عاجزانہ گر پڑے سجدہ میں الذنب العزت سے دعائے مغفرت کرنے لگے پھانا تار کہ چالیس دن گذر گئے درگاہ نجیب الدعوات سے خطاب ہوا کہ اے داؤد میں نے تیرا گناہ معاف کیا لیکن اسکے ساتھ ہی تو اوریا کی خبر لیجا اور اس سے معافی مانگ میں تیری خاطر سے اسے زندہ کر دوں گا اس حکم کے پاتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام قبر اوریا پر گئے اور اس کو پکارا اوریا نے بحکم الٰہی جواب دیا کہ بانی اب آپ نے میری قبر پر تشریف لانے کی کیوں تکلیف گوارا فرمائی آپ نے فرمایا جو کچھ مجھ سے تیرا گناہ ہوا ہے وہ معاف کر دے اوریا نے کہا کہ بخدا آپ کی بدولت مجھ کو امر خدا نے بہشت بریں عطا فرمائی میں نے معاف کیا آپ اس معافی سے خوش ہوئے لیکن پھر دوبارہ خطاب آیا اے داؤد میں حکم عادل ہوں خطا معاف کرانے کا قول بھول کافی نہیں ہے اپنی خطا کی تشریح کر کے معافی مانگ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر اوریا کو پکارا اور کہا کہ میں نے چاہا کہ تو شہید ہو جائے تو میں تیری بیوی سے نکاح کر لوں پھر جب تو شہید ہو گیا تو میں نے تیری بیوی سے نکاح کر لیا۔ پس تو میری یہ خطا معاف کر دے حضرت داؤد علیہ السلام نے زار زار روکے اور خدائے تعالیٰ سے عرض کرنے کہ یا الٰہی جب داؤد مظلوموں کی ظلامہ دلوائی جائے گی تو میرا کیا حال ہوگا حکم ہوا اے داؤد میں نے تو تیری خطا معاف کر دی حضرت داؤد نے عرض کی کہ الٰہی تو تو کریم و رحیم ہے لیکن اوریا خطا نہیں معاف کرتا اس کا کیا علاج ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں اوریا کو اس قدر نعمتیں اور حور و قصور دونگا کہ وہ خوش ہو کر تیری خطا معاف کر دیگا تب حضرت داؤد علیہ السلام کو تسکین ہوئی اور آپ خوش ہوئے اس واقعہ کے بعد آپ تیس سال اور زندہ رہے کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اسی عورت کے بطن سے پیدا ہوئے۔

یہ ہے وہ قصہ جو ان تمام کتابوں میں (مثلاً روضۃ الاصفیا۔ قصص الانبیا کلاں جلد دوکلاں قصص الانبیا ان کے سوا قریب قریب جتنے مترجم قرآن پاک ہیں سب کے حاشیہ پر جیسے مترجم قرآن شریف نذیر احمد صاحب مرحوم و مرزا حیرت صاحب دہلوی مرحوم۔ مترجم حائل شریف مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی و تفسیر موضح الفرقان و احسن التفاسیر وغیرہ، سب پر کسی قدر کمی بیشی و ترمیم و تنسیخ کے ساتھ لکھا ہے اور یہ کتابیں عام طور پر بازار میں فروخت ہوتی ہیں اور ایسے لوگ جو کہ علم اردو جاننے والے خریدار دیکھتے ہیں اور غلط فہمی میں پڑتے ہیں اس کے سوا ایسی کتابوں کو جب غیر قوم و مذہب والے دیکھتے ہیں تو طرح طرح کی چہ مگوئیاں کرتے ہیں جس سے بیچارے سچے مسلمان شرما جاتے ہیں ان کے سوا خود رسالہ مولوی ہابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ میں بھی یہ قصہ چھپا ہے اس میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کے ساتھ جبراً نکاح کیا۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب جیسے عالم فاضل نے ایک بڑے مزے کی بات یہ لکھی ہے کہ اوریا عیسائی المذہب تھا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے نہیں معلوم کہ قبل پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب عیسوی کہاں سے آگیا تھا جو اوریا عیسائی المذہب تھا اور مولانا نے بھی بغیر سوچے سمجھے لکھ مارا۔ خیر میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک ایسے عام مفسرین و مؤلفین و مصنفین پر اپنا رحم کرے خواہ وہ مردہ ہوں یا زندہ سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے آمین۔

معزز ناظرین چونکہ اس قصہ سے حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام پر بڑا سخت الزام آتا ہے اس لئے میں اس مضمون میں اس قصہ کی تردید کرنے اور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے دامن عصمت سے اس گناہ کے داغ چھڑانے کی کوشش کروں گا اور امید کامیاب کرے مجھ سے یہ ہرگز سنا اور دیکھا نہیں جاتا کہ ایک جلیل القدر اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام پر یہ الزام لگایا جائے اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہو مگر خدا کے بھروسہ پر ہمت کرتا ہوں وہی مددگار ہوگا۔

معزز ناظرین! اس قصہ میں دو تین باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر نہ قرآن شریف میں صراحت سے کہیں ملتا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ اوّل حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویوں کا ہونا کیا کوئی قرآن شریف صحیح حدیث سے اس کا ثبوت دے سکتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ دوسری بات یہ کہ وہ دو جھگڑا کرنے والے جن کا ذکر قرآن شریف کی آیت میں مذکور ہے انسان نہیں تھے فرشتے تھے کیا ان کا فرشتے ہونا بصراحت قرآن و حدیث سے کوئی ثابت کر سکتا ہے؟ میں دعوے کے ساتھ بلاخوف تردید کے عرض کرتا ہوں کہ ان دونوں باتوں کا کوئی ثبوت جس نہیں کر سکتا اور نہ سمرے سے تمام اوریا کے قصے کا قرآن حدیث میں ذکر ہے یہاں پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جبکہ اس واقعہ سے قرآن و حدیث خاموش ہیں تو یہ مفسرین و دیگر مصنفین نے کہاں سے لکھ مارا اس کا جواب یہ ہے کہ اس قصے کے بیان کرنے میں کچھ تو مفسرین نے اپنے قیاس سے کام لیا اور عقل لڑے لگائے اور کچھ کتب یہود یعنی توریث سے اخذ کرکے پورا ایک قصہ گھڑ کر رکھ دیا۔ جیسے دو جھگڑا کرنے والے فرشتے تھے آدمی نہیں تھے اور ننانوے بیویوں سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں مراد ہونا یہ محض مفسرین کا قیاس اور عقل گدا ہے ورنہ ان دونوں باتوں کا ذکر علاوہ قرآن و حدیث کے یہود کی کسی کتاب میں موجود نہیں۔

حیرانگی میں اوپر تحریر کر چکا ہوں کہ ہمارے مفسرین دونوں جھگڑا کرنے والوں کو جو دیوار کود کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے فرشتے بیان کرتے ہیں اور توریت کی کتاب صموئیل باب ۱۲ میں یوں لکھا ہے کہ ناتان نبی نے داؤد کے پاس آکر اور آپ کے سامنے ایک تمثیل بیان کی۔ سورہ ص میں ہے کہ ایک کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور دوسرے کے پاس صرف ایک دنبی ہے جس کو پہلا شخص زبردستی چھین لینا چاہتا ہے مگر اسی کتاب صموئیل میں ایک اور لکھا ہے کہ جس کے پاس بکثرت بھیڑ اور بکریوں کے گلے ہیں اور دوسرا غریب ہے جس نے ایک دنبی خریدی اسے اپنے ساتھ کھلاتا اور بلاتا اور بیٹی کی طرح رکھتا۔ مہمان سے رکھتا ہے (اسپرک یہاں) ایک مسافر آتا ہے جس کی دعوت میں امیر اس غریب کی دنبی کو چھین کر ذبح کرتا اور مہمانوں کو کھلاتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے ۹۹ بیویوں سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں مراد لی حالانکہ توریت میں حضرت داؤد علیہ السلام کی صرف سات بیویاں اور نام مذکور ہیں جو شمار میں کل ۱۷ ہوتی ہیں (دیکھو توریت تاریخ الایام اول باب ۳ درس ۹ و صموئیل دوم باب ۵ درس ۱۳ و باب ۲۰ درس ۳)

پس حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں ہونا نہ تو قرآن پاک کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے اور نہ صحیح حدیث اور توریت سے اس کا ثبوت ملتا ہے اس لئے ثابت ہوتا ہے جو الزام حضرت داؤد علیہ السلام پر آتا ہے وہ سراسر غلط ہے اب رہا اوریا کا قصہ اس کا حال بھی توریت میں ضرور ملتا ہے چنانچہ کتاب دوئم صموئیل باب درس ۲-۱۳ میں لکھا ہے کہ ایک دن داؤد نبی اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی سہ جبین عورت بت شبع بنت آل یعم کو غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے فوراً اس کو محل میں بلوا بھیجا عورت کے حمل رہ گیا تب آپ نے عیب چھپانے کی غرض سے اوریا کو میدان جنگ سے بلوا بھیجا لیکن وہ جہاد کے جوش میں عورت سے ملتفت نہ ہوا تب آپ نے اس کو لڑائی کی صف اول میں اپنے سپہ سالار سے خفیہ کہلا کر متعین کرا دیا جہاں اوریا نہایت جانبازی سے لڑ کر مارا گیا تب آپ نے اس کی عورت سے شادی کر لی۔

بھی ہے وہ قصہ جس کو ہمارے مفسرین نے کاٹ چھانٹ کر اور حضرت داؤد علیہ السلام پر صرف ایک زنا کے الزام سے بچا کر اپنی تفسیروں میں نقل کر دیا اس کے سوا اور کہیں توریث بھر میں کوئی قصہ آپ کے متعلق سوا قصص اور پرہیزگار رسولے کے ایسا لغو اور بیہودہ نہیں ملتا۔

اس جگہ یہ سوال پھر پیدا ہوتا ہے جبکہ توریث بھی منزل من اللہ یعنی آسمانی کتاب ہے تو کیوں اسکے بیان کو غلط سمجھا جائے اور کیونکر نہ اوریا کے قصہ کو صحیح تسلیم کیا جائے۔

معزز ناظرین اس کے جواب میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ ہم مسلمان جس طرح قرآن پاک کو کلام الٰہی مانتے ہیں اسی طرح توریث انجیل زبور اور نبیوں کے تمام صحائف کو بھی منزل من اللہ یقین کرتے ہیں لیکن چونکہ مختلف وجوہات سے جن کو میں یہاں پر مفصل نہیں بیان کر سکتا یہ تمام صحف ساری بجز قرآن شریف اپنی اصلی حالت پر محفوظ نہیں ہے اسلئے ہم مجبوراً اس حالت

موجودہ ان کو خدا کا کلام جس حیثیت سے کہ وہ نازل ہوا تھا نہیں مان سکتے۔

انبیاء بنی اسرائیل جس قدر کتابیں نازل ہوئیں ان کو علمائے مسیحی نے بائبل یعنی کتاب کا لقب دیکر دو حصوں میں تقسیم کر دیا اول عہد عتیق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل جس قدر کتابیں انبیاء بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں دوم عہد جدید یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ حواریین کے اعمال خطوط اور مکاشفات بھی شامل ہیں تاکہ بائبل کا حصہ دوم یعنی عہد جدید وہ میری بحث سے خارج ہے اس لئے اس کو ترک کر کے اول حصہ یعنی عہد عتیق کے متعلق اجمالاً کچھ عرض کروں گا تاکہ ناظرین کو کتب یہود کی حقیقت سے آگاہی ہو جائے اور وہ سمجھ لیں کہ یہ کتابیں قابل یقین ہیں یا نہیں اور ان میں جو کچھ تحریر ہے وہ تسلیم کیا جائے یا تسلیم کیا جائے۔

موجودہ عہد عتیق میں اگرچہ ۳۹ کتابیں شامل ہیں لیکن علمائے یہود نے ان کو ۲۴ کتابوں میں شمار کر کے تین سلسلوں میں منسلک کیا ہے اور ہر ایک سلسلہ کا ایک نام رکھ دیا، مثلاً

سلسلہ اول۔ توراۃ جس کو قانون بھی کہتے ہیں اس میں پانچ کتابیں شامل ہیں یعنی پنجتورین یا پیدائش۔ خروج۔ احبار۔ اعداد۔ توریت مثنیٰ۔

سلسلہ دوم۔ نبیم۔ اس میں آٹھ کتابیں شامل ہیں یعنی یوشع۔ قضاۃ صموئیل اول و دوم (اس کتاب کا ذکر پیچھے آچکا ہے) ملوک اول و دوم۔ یشعیاہ۔ یرمیاہ حزقیل۔ اور بارہ چھوٹے پیغمبر۔

سلسلہ سوم۔ کتبیم۔ اس میں گیارہ کتابیں شامل ہیں یعنی زبور۔ امثال سلیمان ایوب۔ رعوت۔ نوحہ برمیاہ۔ واعظ۔ استیر۔ دانیال۔ عزرا۔ نحمیا۔ ایام اول و دوم یہ سب ۲۴ ہوگئیں لیکن عہد عتیق کے موجودہ مجموعہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی چند کتابیں آسمانی تھیں جو ضایع اور برباد ہوگئیں کہ ان کا وجود بھی دنیا میں باقی نہیں رہا۔ لیکن صرف ان کا حوالہ عہد عتیق میں موجود ہے۔

یہود کی کتب سماوی کی بربادی کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بعد پے در پے واقع ہوئے آپ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے اسباط میں افتراق پڑ گیا اور ان کی دو جداگانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھیں قائم ہوگئیں دو اسباط یعنی یہودا اور بنیامین نے رحبعام ابن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحدہ ہوگئے اور شمال کی جانب سامریہ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا اور ضاوند یہوہ کے ساتھ سونے کے بچھڑوں کی بھی پوجا ہونے لگی ملاحظہ ہو کتاب ملوک اول ۱۲ آخر ۹۳۲ قبل مسیح لیکن اسیریا والوں نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا لیجا کر بسا گئے اس طرح سے دس اسباط فنا ہوگئے یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر یہود سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہوگئے۔

دوسری سلطنت کو بھی حضرت مسیح سے ۵۸۶ سال پہلے بخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے الواح توریت اور تبرکات کو محفوظ کیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور جس قدر بنی اسرائیل قتل سے بچے ان کو گرفتار کر کے بابل لے گیا اسکے پچاس برس کے بعد قورش شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا اور تعمیر بیت المقدس کی اجازت دی لیکن پچھہ عرصہ تک یہ تعمیر ہمسایہ والوں کی عداوت سے یہودیوں نے بیت المقدس کے مقام میں کوہ جرزیم پر اپنا معبد علیحدہ قائم کر لیا تھا سامری

رہی آخر ۴۳۲ قبل مسیح میں عزرا اور نحمیا کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی عزرا نے توراۃ یعنی سلسلہ اول کی پانچ کتابوں کو از سر نو جمع کر کے واقعات کو مورخانہ حیثیت سے مرتب کیا (نحمیا باب ۸) پھر نحمیا نے تیسرا یعنی سلسلہ دوم کی آٹھ کتابوں کو مع زبور داؤد جمع کیا (کتاب مقابات دوم باب ۲ درس ۱) لیکن دو سو برس کے بعد یونانیوں کی فتح کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی سکندر اور اسکے جانشینوں کے زمانہ میں یہودی سلطنت کی ہمہ آزاد انہ حیثیت قائم رہی لیکن ۱۶۸ قبل مسیح میں انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انطیوکس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں یونانی دیوتا زیوس کا مجسمہ رکھا یا مقدس صحیفوں کو جلا دیا توریت کی تلاوت عملاً بند کر کے شعائر یہود کی ممانعت کر دی لیکن بہت جلد یہودا مقابی کی ہمت مردانہ نے اس فتنہ کو فرو کیا شاہ انطاکیہ ہار گیا اور بیت المقدس پھر بنا پاؤں سے پاک ہو گیا اور مقدس صحیفے جمع کر کے محفوظ کئے گئے اور سلسلہ سوم یعنی تعلیم کی گیارہ کتابوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ لیکن یہود کی یہ بازہ حکومت بہت پر زور ہو چکی تھا بالکل یہ رومیوں کی تلوار چمکی پہلے تو یہود کو یونانیوں کے پنجے سے نجات دلائی گئی لیکن "خود گرگ بودی کی مثل صادق آئی" ٹائٹس رومی نے ۷۰ ربیع الثانی کو بیت المقدس فتح کر کے شہر کے ساتھ ہیکل سلیمانی کو بھی مسمار کر دیا اور مقدس صحیفوں کو حرم سے نکال کر روما کے محل میں بطور باندی کے فتح لے گیا۔ یہود جلا وطن کر دیئے گئے اور یروشلم کے گرد و نواح یہود کی آبادیاں قائم کر دی گئیں ۱۳۲ء میں قیصر ہڈرین کے زمانہ میں یہود نے پھر حرکت مذبوحی کی اور جا بجا سے جمع ہو کر آخر جان توڑ مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور قریب پانچ لاکھ کے قتل ہوئے اس خوفناک جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے یہود کو یروشلم کے ویران کھنڈروں میں بھی آنے کی اجازت موقوف کر دی صرف سال میں ایک دن جس دن ٹائٹس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا اجازت ملی تھی کہ خداوند یہوہ آئیں اور قدس کی زمین کو اپنے خون کے آنسوؤں سے تر کریں۔

ان مذکورہ بالا حوادث کے سبب اگرچہ اصل توریت اور صحف انبیا ضایع ہو گئے لیکن ان کی تعلیمات کا سلسلہ روایت بالمعنی کے طور پر جاری رہا جس کی صورت یہ ہوئی کہ بابل کی اسیری کے زمانہ میں علمائے یہود نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ سنیچر کے دن لوگوں کو جمع کر کے غم والم کے ساتھ یادِ فتگان کو تازہ کرتے تھے اور توریت کی آیات سے مجلس وعظ کو گرما کر کے شکستہ دلوں کو تسلی دیتے تھے یہ رسم بابل سے واپس آکر اور بیت المقدس کے دوبارہ تعمیر ہونے کے بعد بھی جاری رہی اور جا بجا ایسے مکانات تعمیر ہو گئے جہاں اس قسم کی مجلسیں ہوا کرتی تھیں ان مکانات کو کنیسہ کہتے تھے ہر کنیسہ میں توراۃ کی نقلیں صندوق میں رکھی جاتی تھیں اور سامنے ایک شمع روشن رہتی تھی۔ ہر دوشنبہ، پنجشنبہ اور شنبہ کو لوگ اپنے اپنے کنیسوں میں جمع ہوتے تھے لیکن بڑے کنیسے ناد کے اوقات ثلثہ کے وقت ہر روز کھلے رہتے تھے طریق عبادت یہ تھا کہ سفریم یعنی احبار (علماء) پہلے چند آیات توریت کی جو قدیم عبرانی زبان میں ہوتی تھیں پڑھتے تھے پھر ان کی تفسیر ارامی زبان میں جو بابل کی اسیری کے بعد سے یہود کی مادری زبان ہو گئی تھی (نحمیا باب ۸ درس ۲۳-۲۵)

لوگوں کے سمجھانے کے واسطے بیان کرتے ہر شنبہ کو جمع کے وقت خاص

اہتمام ہوتا تھا اور لوگ کثرت سے جمع ہوتے تھے خاص میں آیات توریت پڑھی جاتی تھیں اور حاضرین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے کھڑے رہتے تھے پھر جو مقامات توریت اس دن کے واسطے مخصوص ہوتے تھے ان کی تفسیر بیان کر کے وعظ ہوتا تھا۔

احبار نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابوں یعنی توراۃ کو (۱۵۴) ٹکڑوں میں تقسیم کیا تھا اور یہ التزام تھا کہ ہر تیسرے سال پورے توراۃ کا دور تمام ہو جائے۔ انطیوخس شاہ انطاکیہ کے زمانہ میں جبکہ توریت کی تلاوت حکماً بند کر دی گئی تو احبار نے صحف انبیاء کے (۱۵۴) ٹکڑے کر کے کنیسوں میں پڑھنے لگے لیکن ہیرود امقابی نے جب پھر آزادی حاصل کی تو توریت کی تلاوت بھی جاری ہوئی لیکن اب یہود میں دو گروہ ہو گئے ایک صدوقی جنہوں نے سامریہ والوں کی طرح سلسلہ اول یعنی توراۃ کی پانچ کتابوں پر اکتفا کیا اور باقی صحف کو طاق کر دیا۔ دوسرے فریسی جنہوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلہ دوم و سوم کی کتابوں کو بھی اصول دین میں شامل کر لیا ان میں یہ روایت بھی مشہور ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو قسم کی وحی نازل ہوئیں (۱) توراۃ مکتوب یعنی وحی مکتوبی دوم توراۃ مشافہ یعنی وحی لسانی جو حضرت ہارون اور آپ کی اولاد کی وساطت سے سینہ بسینہ عزرا کاتب تک پہنچی عزرا (یعنی حضرت عزیر علیہ السلام) نے کنیسہ عظمیٰ کے مہموں کو جنکی تعداد (۱۲۰) تھی سکھایا پھر ڈھائی سو برس تک یہ وحی ان مہموں کی اولاد احفاد میں محفوظ رہی۔ شمعون عادل (المتوفی سنہ ۳۰۰ ق م) اس جماعت کا آخری مہم تھا۔ شمعون سے پھر جماعت سفریم (یعنی کاتبان وحی) نے اور ان سے گروہ منائم (عطار) نے سیکھا جن کا زمانہ سنہ ۶۰ سے سنہ ۱۷۰ تک رہا پھر اس گروہ سے الحبار دوسین نے سیکھا اور اس طور سے یہ سلسلہ قائم رہا (ملاحظہ ہو تلمود بابلی ص ۹۹ مترجمہ باری اسٹرین)

اس عقیدہ نے احبار و ربیین کے اقوال کو وحی آسمانی کا ہم پلہ بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف روایات اور افسانوں کا انبار لگ گیا بلکہ توریت کی آیات پر بھی پردہ پڑ گیا یہاں تک کہ جب مقابروں کی آزاد حکومت رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئی تو ہزیرہ بالعام طور پر پھیل گئی۔ دوسری صدی عیسوی کے آخر میں ربی یہوداسے ان اقوال کو جمع کیا جن کا نام مشنا ہے جو گویا توریت کی تفسیر ہے پھر اس تفسیر کی تفسیر جمع کی گئی ہے اور اس کا نام جمرا رکھا گیا اس کل ضخیم مجموعہ کو تالمود کا لقب دیا گیا۔ تالمود دو ہیں ایک تالمود شامی دوسری تالمود بابلی جو سنہ ۵۰۰ء میں جمع ہوئی ہے تالمود بلحاظ مضامین اس طرح سے منقسم ہیں۔

اول۔ ہلکہ۔ یعنی خالص احکام و فرائض (۱۶۳) ابواب و نواہی پھر ان کی جزئی تفصیل حرام و حلال کی موشگافیاں اور ضمائر کبائر کی باریکیاں۔ غرضکہ توریت کے احکام کے مقابلہ میں گویا ایک دوسری شریعت قائم ہو گئی جسکی پابندیوں اور رعایتوں نے مذہب یہود کو احبار اور ربیین کے اعمال نامہ کا کورکھ دھندا بنا دیا اور یہ حالت ہو گئی کہ ایک طرف عوام کو اندھا تقلید اور جہل مرکب کے سبب سے احبار کے اقوال کو خدا کا کلام سمجھکر ان کی ویسی ہی عظمت کرنے لگے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ان الفاظ میں خبر دیتے ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ دوسری طرف احبار کا یہ حال ہو گیا کہ فریب نفس اور جاہ پسندی کے باعث توریت کو اپنے مطلب کے موافق توڑ مروڑ لیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ اور یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون۔

دوم سجیدہ۔ یعنی روات و سیر و آثار و قصص یہ ایک عجیب و غریب معجون مرکب ہے جس میں کہیں تو الہیات کے رموز اور ملک اور ملکوت کے اسرار و روح ہیں اور کہیں خدا اور اس کے برگزیدہ انبیاء و رسل کی طرف نقوا اور بیہودہ افسانے منسوب ہیں کہیں زمین و آسمان کے عجائبات تحریر ہیں اور کہیں اجنہ اور ارواح خبیثہ کی خوفناک فعلیاں جادو اور طلسمات کے کرشمے تعویذ اور گنڈے غرضکہ یہ مجموعہ عام طور سے مقبول ہو گیا اور مذہب مسیح ہو کر مجموعہ اوہام ہو گیا۔

سوم عقیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہیں ہوا تھا اس وجہ سے نقلوں میں بہت اختلاف ہوتا تھا اور یہ اختلاف روز بروز نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔

اس کے سوا اختلافات کی دو تین وجوہات یہ بھی ہیں اول عبرانی رسم الخط میں حروف علت بالکل نہ تھے صرف (۲۲) صحیح حروف متعمل تھے اور ان میں بھی بعض حروف ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اس لئے ذرا سی بے احتیاطی میں عبارت کچھ کی کچھ ہو جاتی تھی۔ مثلاً توریت کتاب صموئیل اول باب ۱۴ آیت ۱۸ میں لکھا ہے کہ "اور طالوت نے احیا سے کہا کہ تابوت کو یہاں لا کیونکہ تابوت اس وقت بنی اسرائیل کے پاس تھا" لیکن یہ بات پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچی ہے کہ تابوت اس وقت بنی اسرائیل کے پاس نہ تھا بلکہ کوسوں دور ان کے دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور احیا کے عوض اس وقت ایاثار کاہن تھا اس لئے مفسرین توریت نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مشابہ حروف کی وجہ سے التباس ہو گیا ہے زمانہ حال کے مشاہیر علمائے توریت مثلاً ولہاسن۔ کوئن۔ ریورنڈ۔ کرک۔ پیٹرک۔ اور ولکر اسقف بالاتفاق کہتے ہیں کہ چونکہ آتوا (אתו) یعنی جیہ اور اردن (ארן) تابوت کے حروف مشابہ ہیں اسلئے غلطی ہو گئی۔ اصل میں آیت یوں ہو گی۔

اور طالوت نے احیا سے کہا کہ جیہ یہاں لا کیونکہ اس نے اس وقت بنی اسرائیل

دوم عبرانی حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے تھے اور چونکہ لفظوں کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہیں ہوتی تھی اور نہ جگہ چھوڑ کر لکھتے تھے اس لئے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ سے کچھ ہو جاتے تھے۔ توریت میں بکثرت ایسے مقامات پائے جاتے ہیں۔

تیسری وجہ اختلاف کی ترجمہ ہے۔ قدیم عبرانی زبان جس میں توریت نازل ہوئی تھی قید بابل کے زمانہ سے یہود میں متروک ہو گئی تھی اور اس کی جگہ کلدی یا آرامک زبان نے لے لی تھی۔ حضرت عزرا کے زمانہ سے یہ دستور ہو گیا تھا کہ چونکہ یہود عام طور سے عبرانی زبان نہیں سمجھتے تھے اسلئے احبار توریت کی اصلی عبارت کا ترجمہ سنایا کرتے تھے رفتہ رفتہ کنیسوں میں توریت اسی طریقہ سے پڑھی جانے لگی اور ان ترجموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی۔ اور عہد مسیح میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے ان سب کی تعداد قریب دس کے ہے۔ سب سے زیادہ مشہور وہ ترجمہ ہے جو اکیلا اس کی طرف منسوب ہے اس کے مصنف کا حال محقق نہیں ہے۔

بعض کا قول ہے کہ اس کا لکھنے والا ایک بابلی تھا جس نے دین یہود اختیار کر لیا تھا بہر حال یہ ترجمہ جو دہ صورت میں تیسری صدی عیسوی کے آخر کا مرتب کیا ہوا ہے۔

ان وجوہات کے علاوہ احبار نے توریت کے متعدد مقامات کو جہاں اُن کے مروجہ عقائد کے خلاف کوئی بات پائی گئی بدل دیا۔

ریورینڈ ٹامسن اپنی کتاب "ہسٹری آف دی انگلش بائبل" صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ احبار نے اظہار مقامات میں متن توریت کو بدل دیا جو بالعموم احبار کے نام سے مشہور ہیں اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر انہوں نے اسی قسم کے نشانات کر دینے پر اکتفا کیا ہے کہ یہ حصہ ہے اور اس امر کو انہوں نے بطور روایت بیان کیا جو بعد کو حاشیہ پر قلمبند ہونے لگا مذکورہ بالا اٹھارہ مقامات کو انہوں نے پوشیدہ نہیں رکھا اور وہ اب تک عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مقامات تو ایسے ہیں جہاں احبار کی رائے میں خدا کو بطور انسان کے مجسم بیان کرنا خلاف ادب تھا یا اس کی طرف ایسے افعال مذکور تھے جو عقائد یہود کے مطابق ذات باری تعالےٰ کی طرف منسوب نہ ہونا چاہیئے۔ مثلاً کتاب پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۱۲ میں اصل عبرانی متن یہ تھا "وہ ہوا (خدا) ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا" چونکہ یہ مضمون خلاف ادب تھا اس لئے اخباروں نے یوں تصحیح کی "ابراہیم وہ ہوا کے سامنے کھڑا ہوا"

یہی ہاوری صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۵ میں پھر لکھتے ہیں:۔

"لیکن کتاب قاضیان باب ۱۸ آیت ۳۰ کے متن میں قصداً تحریف ہوئی ہے کیونکہ یہ متن جو مرتد ہو کر دوسروں کا مذہب بنا منسہ کا پوتا لکھا ہے حالانکہ وہ موسیٰ کا پوتا تھا لیکن احبار نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شان کی وجہ سے یہ مناسب نہ جانا کہ آپ کو پوتا مرتد مشہور ہو اس لئے آپ کے نام کے عوض منسہ لکھ دیا۔

ویریورہ بائبل کے صفحہ ۲۹۵ کتاب قاضیان کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "جملہ لفظ دفن بالا تفاق اس تحریف کے قائل ہیں" اگرچہ ان تحریفات کو حتی بجانب ثابت کرنے کی بہت کوشش ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

اخبار کے اقوال اور روایات کو جس کرہ نے سب سے پہلے جمع کر کے تحریر کیا وہ سورانیان کے نام سے مشہور ہے۔ سورہ کے لفظی معنے روایت ہے اسلئے سورانیان یہود کے رواۃ ہیں جو پہلی صدی عیسوی سے دوسری صدی عیسوی تک یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت سے عباسی خلیفہ القادر باللہ کے زمانہ تک یہود کے دو مشہور مدرسے ایک بابل میں دوسرا ٹائبیریس ملک شام میں قائم تھے جہاں کتب مقدس کی کثرت سے نقل کی جاتی تھیں بابل میں جو نسخے تحریر ہوئے ان کو مشرقی نسخے اور ٹائبیریس والوں کو مغربی نسخے کہتے ہیں یہودانیان نے سب سے پہلے روایات احبار کو جمع کر کے حواشی اور تعلیقات پر مشتمل کتب لکھیں لیکن جب اختلافات کو جمع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تعداد (۱۳۰۰) تک پہنچ گئی ہے یہ اختلافات مع حواشی و تعلیقات اب تک عبرانی توراۃ میں نقل کئے جاتے ہیں۔ ان سب باتوں کے سوا خود کتاب صموئیل کے متعلق میں جس میں آدریا کا قصہ مذکور ہے اس قدر متضاد اور مبہم ہیں کہ زمانہ حال کے علمائے یورپ کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ صموئیل کی دونوں کتابوں کے اکثر ابواب الحاقی ہیں مثلاً

ڈاکٹر اسمتھ اور ریورنڈ کرک پیرک کے نزدیک کتاب اول صموئیل باب ۱۶ درس ۱۲۔ لغایۃ ۳۱ و ۱۸ و ۱۹ و ۵۵ و ۵۸ لغایت ۵۸ اور کچھ حصہ باب ۱۷ کا الحاقی ہے جان کیٹو نے اپنی کتاب (سائیکلو پیڈیا) میں ان کتابوں کی مشکوک صحت سے پریشان ہو کر آخر اقرار کر لیا کہ:۔

"یہی کافی نہیں کہ جن مقاموں کو ہم غلط سمجھیں انھیں کو الحاقی مانیں اور باقی کو بلا کم و کاست صحیح جانیں بلکہ ممکن ہے جنہوں نے الحاق کیا ہے انہوں نے باقی حصوں میں بھی تصرف کیا ہو"

معزز ناظرین اب تو آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ سابقہ کتب سماوی کی کیا حقیقت اور حالت ہو گیا اب بھی کوئی شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ توریت کتاب صموئیل دوم میں جو داؤد کی بیوی اور حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ لکھا ہے اور جس سے آپ پر لغو و باطل منہیات زنا کا الزام آتا ہے صحیح ہے؟ انہیں ہرگز نہیں۔

مجکو یہ بات نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ انھیں مشکوک الصحت سابقہ آسمانی کتابوں کا زہر یلا اثر ہمارے یہاں کی تفاسیر میں بھی سرایت کر گیا ہے اور مشہور مفسرین نے بھی اہل کتاب کی ان روایات کو اپنی تفاسیر میں بجنسہٖ نقل کر کے صحابہ کرام اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک ان کا سلسلہ روایات ملا دیا اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص کو اہل کتاب کی کتابوں کا ایک بار شتر ذخیرہ ہاتھ لگ گیا چنانچہ انہوں نے قصص بنی اسرائیل اور روایات یہود کو اس کثرت سے بیان کیا کہ ان کی حدیثوں کی تعداد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثوں سے بھی بڑھ گئی حاشیہ نجمۃ الفکر میں ابو الامداد اہاہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ان صحابہ میں جنہوں نے اسرائیلیات سے اخذ نہیں کیا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) ہیں اور جنہوں نے اخذ کیا ابن سلام ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں کہ انہوں نے جب ملک شام فتح کیا تو ایک بار شتر کتب اہل کتاب کا لیا اور ان سے روایت کرنے لگے۔

شرح الشرع نخبۃ الفکر میں حضرت ملا علی قاری کا بھی یہی قول ہے اور جنگ یرموک میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان روایات کا نام کتب احادیث میں اسرائیلیات ہے اور ان کا سلسلہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منقطع ہے لیکن غلطی سے لوگ ان کو احادیث نبوی سمجھتے ہیں مقاتل بن سلیمان سدی کلبی وغیرہا نے ان روایات کو کتب سے نقل کیا اور پھر ان سے بعد کے مفسرین نے اس طرح سے یہ فاسد مادہ منتقل ہوتا گیا لیکن محققین اسلام نے ان حضرات کی قلعی خوب کھولدی ہے چنانچہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۱۰ میں مقاتل بن سلیمان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ابن حبان کہتے ہیں کہ مقاتل یہود و نصاریٰ سے جو کچھ علم القرآن سے ان کی کتابوں کے موافق ہوتا تھا اخذ کرتا تھا اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے۔

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ وہ مقاتل جو خراسان کا باشندہ تھا کذاب مشہور تھا ۱۵۰ھ میں وفات پائی بہی طال ابو نصر محمد بن سائب کلبی (المتوفی ۱۴۶ھ) اور محمد بن مروان سدی صغیر (المتوفی ۱۸۶ھ) کا ہے (ملاحظہ ہو کتاب میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۲۶۲ و ۲۴۴ و کتاب اتقان نوع ۸۰)

ذہبی ابن حجر اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یہ سب کاذب تھے اور ان سے جو اسرائیلیات منقول ہیں اور ان کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

عنہ کی طرف منسوب کیا ہے موضوع اور غلط ہیں؟

ہمارے یہاں جن مفسرین نے اپنی تفاسیر میں سورہ ص کی آیات مسطور الصدر کی تحت میں حضرت داؤد علیہ السلام اور اوریا اور اس کی بیوی کا قصہ لکھا ہے اس کا اصل ماخذ اسرائیلیات ہی کلام مجید اور احادیث صحیحہ میں اس غلط اور بیہودہ قصہ کا مطلق کہیں ذکر نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ تحت آیات مسطور الصدر یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مفسرین نے اس جگہ ایک قصہ ذکر کیا ہے جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اس قصہ کے بارہ میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے جس کا اتباع واجب ہو لیکن ابن ابی حاتم نے اس جگہ ایک حدیث روایت کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ حدیث یزید رقاشی عن انس ہے یزید گو صالحین میں لیکن ائمہ کے نزدیک ضعیف الحدیث ہیں (ابن کثیر جلد ششم ص ۲۹۱)

حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

جائز نہیں ہے کہ اس شئے کی طرف التفات کیا جائے جسکو اہل کتاب کے اشاریوں نے لکھا ہے جنہوں نے جھوٹیاں کی ہیں اور تغییر کی ہے اور اس کو بعض مفسرین نے نقل کیا ہے اور اللہ پاک نے اس میں سے کسی شئے پر نص نہیں فرمائی اور نہ کسی صحیح حدیث میں وارد ہوا۔ (تفسیر خازن جلد چہارم ص ۳۶)

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر جلد ہفتم ص ۱۹۶ طبع ۱۹ میں مفسرین کے اقوال پر نہایت عمدہ تبصرہ کیا ہے اور روایتاً و درایتاً دونوں طریقوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ (حضرت داؤد علیہ السلام اور اوریا والا) قصہ باطل ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں لوگوں کے تین فریق ہو گئے ہیں پہلا فریق اس قصہ کے ماننے سے ایک پیغمبر اولوالعزم کی نسبت ارتکاب کبیرہ کا قائل ہوتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر قصہ کی ابتدا حضرت داؤد علیہ السلام کے اوصاف سے کی ہے۔ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت داؤد علیہ السلام کی اقتدا کی تعلیم اور آپ کے ذکر کا حکم دیا ہے (۲) عبدنا کا اشارہ بندہ) یہ نسبت تمام مدافرین سے بالاتر ہے (۳) ذوالایدی یعنی ادائے واجبات اور اجتناب محظورات میں قوت کاملہ رکھنے والا (۴) اواب یعنی خدا کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا (۵) تسخیر جبال (۶) تسخیر حیوانات (۷) استحکام ملک (۸) عطائے حکمت و فصل خطاب اور قصہ کی انتہا میں حسن مآب اور عطائے خلافت کا ذکر ہے ان تمام صفات پر غور کرنے سے قصہ محض لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:۔

جو شخص تم میں سے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اس طور پر بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ درّے لگاؤں گا" یہ حد ہے انبیا علیہم السلام پر بہتان لگانے کی۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ آپ مرتکب کبیرہ تو نہیں ہوئے ہاں صغیرہ کی صورت پیدا ہو گئی وہ اس طرح کہ عورت کی صرف منگنی اوریا سے ہوئی تھی آپ نے باوجود کثرت ازدواج کے اپنے ایک دینی بھائی کی منگیتر سے شادی کر لی یہ صورت اگرچہ جائز ہے لیکن خلاف شان انبیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اس صورت میں ترک اولیٰ کا الزام آتا ہے۔

تیسرا فریق کہتا ہے۔ صغیرہ یا کبیرہ کا یہاں کیا ذکر۔ اس قصہ سے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی مدح و ثنا ثابت ہوتی ہے اس طور سے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے چند دشمن اس روز جبکہ آپ محراب میں خاص عبادت کے لئے تشریف فرما تھے اور محافظ اور دربان کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے دیوار پھاند کر گھس آئے لیکن جب وہاں بھی محافظین کو دیکھا تو ڈرے اور بات بنانے کے لئے دنبیوں کا قصہ گڑھ لیا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام ان کا فاسد ارادہ سمجھ گئے اور چاہا کہ ان سے انتقام (بدلا) لیں لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ یہ سیر حلم و عفو کا امتحان تھا اس لئے آپ نے توبہ کی۔ انتہی کلامہ

خدا ہم ناظرین! امید رروشن کی طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر الزام عائد ہوتا ہے محض غلط اور بے بنیاد اور بیہودہ باطل اور لغو ہے! کیونکہ اس کا ثبوت قرآن پاک، صحیح حدیث و سابقہ کتب سماوی سے نہیں ملتا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شادیوں پر یہاں تعیں استہ سابق کتب سماوی سے آپ کی سات بیویوں اور اس حرموں کا ثبوت ملتا ہے اس سے زیادہ نہیں اور دو جھگڑا کرنے والوں کا فرشتہ ہونا تو کہیں سے ثابت نہیں ہوتا یہ محض ہمارے مفسرین کی من گھڑت ہے۔

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قصہ اوریا غلط ٹھہرا تو اصل واقعہ کیا تھا جس کا ذکر کلام مجید میں موجود ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے قصہ کی ابتدا میں اذ تسوروا المحراب کا ایسا بلیغ فقرہ ارشاد فرمایا ہے جو فی الواقع ایک نبی ہے جس سے قصہ کا قفل خود بخود کھل جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے قاضیوں کے آخر عہد یعنی حضرت صموئیل کے زمانہ تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیموں میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصل کیا کرتے تھے (دیکھو کتاب خروج باب ۱۸-۲۱-۲۳)

حضرت داؤد علیہ السلام منتخبہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب ہیں جنہوں نے اس طریقہ کی اصلاح کی آپ نے چالیس سال تک حکومت کی اور ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے۔ آپ نے اپنی دار الخلافت میں شاہانہ ترک و احتشام کی بنیاد ڈالی شہر پناہ کی دیوار کھینچ لی اور حاجب و دربان مقرر کئے۔

تاریخ الایام از ابل باب دباب دباب دباب دباب۔
درس ۱۲-۱۷-۰۰ ۲۲ ۲۵ ۲۶ ۲۷

بنی اسرائیل اب تک اس قسم کی مدنیت سے آشنا نہ تھے خانہ بدوش میں مویشی چرانے والے اپنائے بادیہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے انھیں معاشی جھگڑے نالوں میں سے دو شخص آپ کے پاس رفع خصومت کی غرض سے آئے یہاں دیکھا کہ حاجب اور دربان پہرہ دے رہے ہیں اندر جانے نہیں دیتے مگر وہ آزمانا بنائے باوجود سردار قبیلہ کے خیموں اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصل ہوتے دیکھتے اور وقت ضرورت کے بے دھڑک سردار قبیلہ کے پاس پہنچ جایا کرتے تھے وہ حاجب اور دربان کو کیا سمجھتے جدھر سے موقع ملا ہاتھ مکلف دیوار پھاند کر حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور میں پہنچ گئے

حضرت داؤد علیہ السلام کو چونکہ اپنے عہد خلافت میں اہل فلسطین دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک مقابلہ پیش رہتا تھا لہٰذا سطحی آپ کو خیال گذرا کہ شاید یہ ہے کہ یہ دونوں شخص میرے دشمن ہیں دربار میں نے جب رد کیا ہوگا تو یہ دیوار پھاند کر آگئے۔ آپ اس خیال کے ساتھ خوف زدہ اور پریشان ہوئے لیکن ان دونوں شخصوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا پھر وہی نے اپنی ایک دنبی کا قضیہ اور دعا علیہ کا باوجود ۹۹ دنبیوں کے مالک ہونے کے اس ایک دنبی کو سخت کلامی کے ساتھ چھیننے کی کوشش کا ذکر کیا مدعا علیہ نے اس کی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اس کو جرم کا اقرار تھا اس لئے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی حرص اور زیادتی کو ظلم سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم اور اکثر لوگ شریک دار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوا ان لوگوں کے جو ایماندار اور نیک کردار ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

اس طرح سے ضمناً مدعا علیہ کو عملی نیک کی تعلیم بھی کی لیکن جس وقت آپ یہ فیصلہ سنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی پہلی حالت یاد آگئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چوک کی حیثیت سے آپ کو خلافت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز فرمایا تاکہ خلق خدا کی اصلاح فلاح میں مشغول رہیں۔ پھر جس وقت مخاصمین کا دربان وحاجب کی روک تھام کے باعث دیوار پھاند کر حاضر ہوئے تھا تو قصور بند ہا تو آپ حکم کی کبریائی کی ہیبت وجلالی سے مرعوب ہو گئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ توجہ الی اللہ کے لئے تازیانہ ہے اسلئے آپ فوراً خضوع وخشوع کے ساتھ سجدہ میں گر پڑے اور توبہ واستغفار کیا حق تعالیٰ نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام محبوبیت سے مقام قرب کی طرف ترقی دی پھر لذت مکالمی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب خلافت حقہ اور اس کی نازک واہم ذمہ داریوں کی یاد دلائی چنانچہ ارشاد فرمایا یٰداؤدانا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ۵

یعنی اے داؤد ہم نے (جی) تم کو زمین میں خلیفہ (بادشاہ) بنا دیا ہے سو تم لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہو اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ وہ (خواہش تمہاری) تم کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کے لئے بہ سبب اس کے کہ انہوں نے روز حساب (یعنی قیامت) کو بھلا دیا ہے ایک سخت عذاب (تیار) ہے۔ پس یہ اصل حقیقت ہے حضرت داؤد علیہ السلام اور اوریا کے قصے کی اس کے سوا جو کچھ کوئی بیان کرے ہرگز ماننے کے قابل اور یقین کے لائق نہیں۔

برادران ملت! حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب آئینہ دار صاف وشفاف ہوتے ہیں جس طرح آئینہ سنہ کی بھاپ لے دھندلا ہو جاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اس کو رگڑ دیا پھر چمک اٹھتا ہے بالکل اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے قلوب معاً عالم رنگ وبو کے اثرات سے کبھی کدر ہو جاتے ہیں لیکن معاً خوف خدا کی کراری رگڑ لگتے ہی جس سے ان کی فطرت کا نورانی جوہر اور زیادہ چمک اٹھتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پروردگار سے روزانہ ستر بار مغفرت طلب کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اصطفا کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے پھر بھی ہر روز ستر بار استغفار فرماتے تھے اس حدیث کی توجیہ حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منازل تقرب میں ہمیشہ ایک پایہ سے دوسرے پایہ پر برابر ترقی کرتے جاتے تھے اسلئے جب آپ بلند پایہ پر پہنچتے تھے تو پہلا پایہ اس قدر پست نظر آتا تھا کہ اس سے استغفار فرماتے تھے (فتوح الغیب مقالہ ۱) والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ہلاکت ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں اور سنیاسیوں کے پھندہ میں پھنسا اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اسکے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ نپولین اعظم شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلومہ کار کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

فالنامہ صادقی

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اچھی اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی کاغذ اعلیٰ طائفل اور رنگین قیمت صرف آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں؟

تو آداب مجلس پڑھیئے یہ کتاب آپ کے اور لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر انداز میں ایک کشش پیدا ہو جائیگی گفتگو میں شیرینی آجائے گی یہاں تک کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی غرضکہ مرد وزن سے عزت سے پیش آنیکے عورتیں محبت کرنے لگیں گی نیچے آپ کا احترام کرینگے۔ آدھ درجن اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے اس کتاب کے خرید نے کے بعد انسان بے نیاز ہو جاتا ہے عزت خرید لیتا ہے۔

قیمت عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دلچسپ ستیاگرہ

(از جناب مولوی اسرار حسن خاں صاحب شاہجہانپوری)

بھئی آپا تمہاری نیند سے تو خدا بچائے ابھی تو یہی نہیں بچے ہیں اور تم نے خراٹے لینے شروع کر دیئے۔

زاہدہ نے مسکرا کر کروٹ لی اور خمار آلودہ آنکھیں کھول کر کہا

"بھئی صغیرہ تم ہمیں بہت دق کیا کرتی ہو اگر ابھی سے نہ سوئیں تو پھر صبح کو آنکھ کیسے کھلے۔

صغیرہ۔ اے ہے ایسی نگوڑی نیند بھی کس کام کی، ہمیں کیا خبر تھی کہ تم ایسی جلدی سو جاؤ گی نہیں تو ہم اپنے گھر ہی چلے جاتے مجھے تو اتنی جلدی نیند نہیں آتی تم سو گئیں تو میں بھلا کب تک پڑی پڑی تارے گنا کروں گی۔

زاہدہ۔ اچھا اب یہ رنگ لائیں خفگی دکھانے لگیں لو اب میں نہیں سوتی کہو تو اٹھ کے بیٹھ جاؤں۔

صغیرہ (ہنسکر) نہیں آپ چادر تان کے سو جائیے۔

زاہدہ۔ یا اللہ! اب کہہ تو دیا کہ نہیں سوؤں گی مجھے نیند تم سے زیادہ عزیز تو نہیں ہے

صغیرہ۔ جب ہی تو منہ لپیٹ کے پڑ گئی تھیں۔

زاہدہ۔ بہن میں کیا کروں میری نیند ہی کمبخت کچھ ایسی بری ہے کہ ادھر شام ہوئی اور ادھر جھونکے آنے شروع ہو گئے۔ کسی دن اگر ذرا دیر ہو جاتی ہے تو پھر صبح کی نماز قضا ہوتی ہے اور دیر سے آنکھ کھلتی ہے۔

صغیرہ (مسکرا کر) جوانی کی نیندیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔

زاہدہ۔ (جھینپ کر) تم مجھ سے بھی زیادہ جوان ہو۔

صغیرہ۔ میں ابھی جوان کہاں سے ہو گئی تیرہ کے چھاڑے بارھواں برس شروع ہوا ہے۔

زاہدہ۔ (بارھواں شروع ہوا ہے یا سوال مگر میں تو یہ جانتی ہوں کہ اگر تم جوان نہ ہوتیں تو تمہارے ابا جان تمہاری شادی ابھی سے کیوں کرتے؟

صغیرہ (شرما کر) تمہیں طعنے دینے کو یہ بات اچھی ہاتھ آگئی ہے ابا جان کی خوشی ہے وہ ابھی سے لئے دے رہے ہیں اس میں میرا کیا قصور ہے۔

زاہدہ۔ میں نے یہ کب کہا تھا کہ تمھارا قصور ہے میں نے تو یہ کہا تھا کہ اگر تم جوان نہ ہوتیں تو تمہارے ابا تمہاری شادی ابھی سے کیوں کرتے؟

صغیرہ۔ کیوں کیا چھوٹی عمر میں شادیاں ہوا نہیں کرتی ہیں؟ میری ہی اگر ہو جائے گی تو اس میں کونسا گناہ ہو گیا؟

زاہدہ۔ ہندوؤں میں بیشک اس قسم کا دستور ہے کہ ذرا ذرا سی بچیوں کی شادی کر دیتے ہیں مسلمانوں میں اگر کسی نے یہ رسم اختیار بھی کی ہے تو ہندوؤں کی دیکھا دیکھی کی

صغیرہ۔ مسلمانوں میں بھی ہزاروں لڑکیاں ایسی ہی چھوٹی عمر میں بیاہی جاتی ہیں اور وہ رسم مسلمانوں کی ہو یا ہندوؤں کی اخراس میں برائی کیا ہے؟

زاہدہ۔ اس میں سینکڑوں خرابیاں ہیں سب سے بڑی خرابی تو یہی ہے کہ تم ابھی جانتی تک نہیں کہ شادی کیا بلا ہوتی ہے اور عورت پر شادی کی وجہ سے کیا کیا ذمہ داریاں پڑ جاتی ہیں اور جب تمہیں معلوم ہی نہیں ہے تو تم ان ذمہ داریوں کو پورا کس طرح کر سکتی ہو پھر یہ کیسی مصیبت ہے کہ اتنی ذرا سی عمر میں بیوی سے ماں بھی بننا پڑتا ہے ابھی تم خود بچہ ہو تمہارے دل میں وہ ماتا ہی نہیں پیدا ہو سکتی جو بچہ کی پرورش کراتی ہے کل کو تمہیں خدا اولاد دے گا تو تم اسے پالو گی نہیں بلکہ اس سے کھیلا کرو گی جیسے کوئی گڑیوں سے کھیلتا ہے۔ تمہاس سے اپنا دل تو بہلا لیا کرو گی مگر تمہیں اس کا خیال بھی نہ آئے گا کہ اس کھلونے کی بھی کچھ ضرورتیں ہیں جن کا پورا کرنا ماں کا فرض ہے جاڑوں کی راتوں میں ماؤں کی آنکھ رات میں چھ چھ اور آٹھ آٹھ دفعہ کھل جاتی ہے اور وہ بار بار یہ دیکھتی رہتی ہے کہ کہیں ننھا منا بچہ کو نہیں گیا۔ تمہارے دل میں ماتا کا وہ جوش ہی نہ ہو گا جو تمہیں سوتے سے جگا کر ہوشیار کر دے پھر اسکے علاوہ تم یہ دیکھو کہ ایک عورت پر خدا کی طرف سے بھی اور قوم کی طرف سے بھی سب سے بڑا فرض یہی لاحق ہوتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت عمدہ طور پر کر کے انھیں بہتر سے بہتر انسان بنا دے مگر تم ابھی اس قدر کم عمر ہو کہ خود تمہاری اپنی تربیت کی ضرورت ہے تم بچوں کی تربیت کیا کر سکو گی؟ ایک دس بارہ برس کی لڑکی غریب کیا جانے کہ بچہ کو کس طرح سدھایا جاتا ہے اور ان میں ابھی عادتیں کس طرح پیدا کی جاتی ہیں لڑکیوں کے بچے تربیت سے بالکل محروم رہتے ہیں اور جو عادتیں کہاں کی گڈیوں ان کے اندر پیدا نہ ہو سکیں وہ پھر تمام عمر کبھی پیدا نہیں ہوتیں۔

صغیرہ۔ آپا بچوں کی محبت تو میں جانوں سب ہی کے دل میں ہوتی ہے مجھے خالہ جان کے بچوں پر بڑا پیار آتا ہے۔

زاہدہ بیا۔ آتا اور بات ہے اور اپنے فرض کو سمجھنا اور چیز ہے میں نے خود ہی کہا تمہارا تم بچوں کے ساتھ انہیں گڑیاں سمجھکر کھیل سکتی ہو لیکن ابھی تم اس مقدس فرض کو نہیں جانتیں جو خدا نے ماں کے ذمہ عائد کیا ہے۔ تم انھیں شریف بہادر اور نیک نہیں بنا سکتیں ہر قوم کو ایسے ہی بچوں کی ضرورت ہوتی ہے جو شریف اور بہادر ہوں اور مسلمانوں کو تو خصوصیت کے ساتھ ایسے ہی بچوں کی ضرورت ہے لیکن تمہاری جیسی کم عمر ماؤں کی گود میں پلے ہوئے بچے کسی طرح بھی بہادر اور شریف نہیں بن سکتے اس دن تمہیں کہہ رہی تھیں کہ مسلمانوں میں انصاف بہادری اور ایسا ہی کم ہوتی جا رہی ہے اس کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں عام طور پر اب جاہل ہوتی ہیں اور انھیں اپنے بچوں میں یہ جوہر پیدا کرنے نہیں آتے

صغیرہ تو اس سے عمر کا کیا تعلق ہے؟ یہ کہئے کہ جاہل عورتیں بچوں کی تربیت نہیں کر سکتیں۔

زاہدہ۔ دس بارہ برس کی لڑکیاں اگر تعلیم یافتہ بھی ہوں تب بھی بچوں کو ٹھیک تربیت نہیں دے سکتیں دنیا میں بچے کو تربیت دینے سے زیادہ اور کوئی مشکل کام نہیں ہے اور اتنی کم عمر لڑکیاں کسی طرح بھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں جو تربیت بچوں کے لئے ضروری ہیں میں تمہیں مثال کے طور پر یاد دلاتی ہوں اس دن تم بار بار ایسا کر رہی تھیں کہ حمید کے ہاتھ سے کھلونا لیکر چھپا دیتی تھیں اور اس سے کہہ دیتی تھیں کہ کتا لیگیا تمہیں یہ کھیل ہت

اچھا معلوم ہو رہا تھا اور کل کو جب تمہارا اپنا بچہ ہوگا تو ضرور تم اس کے ساتھ بھی اسی طرح کھیلو گی لیکن نہیں معلوم ہے کہ اس کا کتنا خراب اثر بچہ پر پڑتا ہے۔ بچہ ایک دو دفعہ تو یہی سمجھتا ہے کہ سچ مچ اس کا کھلونا کو ابھی سے گیا ہے لیکن بعد میں وہ سمجھ جاتا ہے اور پھر خود بھی اسی طرح کرنے لگتا ہے اس وقت تم ذرا سے بچے کا تماشا کر یہ کہنا کہ "کوا لیگیا" تمہیں بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن تمہیں سے اسکے جھوٹ بولنے کی ابتدا ہوتی ہے وہ جب اپنی ماں کو اس طرح سے مختلف جھوٹ بولتے دیکھتا ہے تو اسے بھی جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے اور پھر تمام عمر کبھی جھوٹ سے وہ نفرت اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتی جو ایک مسلمان کے دل میں ہونی چاہیئے تم بچوں کو بھوا اور ہوّے سے ڈرایا کرتی ہو اور اس میں شک نہیں کہ اس وقت وہ ڈر کر فوراً سے باز آجاتے ہیں یا رو رہے تھے تو چپ ہو جاتے ہیں اور بچوں کو قابو میں لانے کی یہ آسان ترکیب تمہیں ابھی یہی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا اثر جوانی میں جاکر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اچھا خاصہ تندرست پندرہ سولہ برس کا لڑکا ہے مگر رات کے وقت گھر سے باہر قدم نکالتے اس کا دم نکلتا ہے اور اگر رات کو پیشاب کے لیے بھی اٹھنا ہے تو ماں کو جگا کر باخانے تک اپنے ساتھ لیجاتا ہے اب تم ہی سوچ کہ ایسے ہزدل یا ایسے جھوٹے بچے قوم کے کس مصرف کے ہیں اور ان میں یہ خراب عادتیں کس نے پیدا کیں ؟ بے وقوف ماں نے یہ ٹھیک ہے کہ ماں اگر جاہل اور بے وقوف ہے تو چاہے اس کی عمر بیس برس کی ہو تب بھی وہ ان باتوں کو نہیں سمجھے گی لیکن دس بارہ برس کی عمر میں تو عقلمند لڑکیاں بھی بیوقوف ہی ہوا کرتی ہیں اسلئے اگر اس عمر میں شادی ہو جائے اور بچے پیدا ہوں تو ان بچوں کی تربیت اچھی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

بچپن کی شادیوں میں ایک خرابی اور بھی ہے اور وہ ان تمام خرابیوں سے بڑھکر ہے۔

صغیرہ۔ وہ کیا ؟

زاہدہ۔ خدا جانے تم سمجھ سکو گی یا نہیں مگر خیر میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گی ابا جان بہت دن ہوئے تو ڈاکٹری کی ایک کتاب لائے تھے اس میں میں نے پڑھا تھا کہ عمر میں شادی ہونے سے لڑکے اور لڑکی دونوں کی تندرستی خراب ہو جاتی ہے اس میں لکھا تھا کہ دس سے چودہ سال تک کی عمر لڑکیوں کے بڑھنے کے خاص زمانہ ہوتا ہے اور اگر اسی عمر میں شادی ہو چلے تو وہ ٹھٹھر کر رہ جاتی ہیں اور بدن نہیں پکڑتیں اسی کتاب میں یہ بھی لکھا تھا کہ ماں باپ اگر چھوٹی عمر کے ہوں تو ان کے بچے بہت ہی کمزور اور لاغر پیدا ہوتے ہیں اور اس بات کو تو میں نے آنکھ کے بھی دیکھ لیا ہمارے کنبے میں چار لڑکیاں ایسی ہیں جنکی شادی بارہ تیرہ برس کی عمر میں ہوگئی تھی ان سب بچے نکوٹے سے ایسے ہیں کہ دیکھ کے گھن آتی ہے رات دن دوائیں پی کے بھی رہے ہیں اور مائیں کی بھی یہی حالت ہے کہ روز بہ روز ان کی ڈولی یا حلیہ کے گھر بار نہ سنبھالا جائے اب نہیں دیکھو گی ایسی عورتیں اور ایسے بچے قوم کے کس کام آسکتے ہیں ؟

صغیرہ۔ مگر آپا اگر بچپن عمر کی شادی ایسی ہی بری چیز ہوتی تو ہمارا مذہب اس کی ہرگز اجازت دیتا یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ مذہب میں بچپن کی لڑکیوں کی شادی کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

زاہدہ۔ بہن لوگ اکثر اسی اجازت کی وجہ سے غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں اور انھیں اس بات کا خیال نہیں رہتا کہ مذہب اسلام صرف عرب یا ہندوستان کے لئے نہیں آیا بلکہ تمام دنیا کے لئے آیا ہے۔

صغیرہ۔ یہ کیا بات ہوئی میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔

زاہدہ۔ دنیا میں گرم ملک بھی ہیں اور سرد ملک بھی گرم ملکوں کے انسان سرد ملکوں کے انسانوں کی بہ نسبت دو ایک برس پہلے جوان ہو جاتے ہیں اس لئے شادی کی جو عمر انگلستان یا یورپ کے لئے مقرر کی جائے گی وہ ہندوستان یا عرب کے لئے صحیح نہیں ہو سکتی انگلستان کی لڑکیاں کہیں سولہ سترہ برس کی عمر میں جاکر جوان ہوتی ہیں اسلئے اگر عرب کی لڑکیوں کے لئے بھی شادی کی عمر سترہ سال مقرر کر دی جائے تو سخت غلطی ہوگی کیونکہ وہاں لڑکی بالعموم بارہ تیرہ سال کی عمر میں جوان ہو جاتی ہے اسی طرح اگر عرب کی لڑکیوں کی بارہ برس کی عمر میں شادی ہوتے دیکھکر انگلستان والے بھی اپنی لڑکیوں کو بارہ سال کی عمر میں بیاہنے لگیں تو یہ ان کی انتہائی حماقت ہوگی اور چند ہی روز میں ان کی قوم مریضوں اور کمزوروں کی قوم بنکر تباہ ہو جائے گی۔ اب خاکہ تم سمجھ گئی ہوگی کہ ہمارے پاک مذہب نے لڑکی کی شادی کی عمر مقرر کیوں نہیں کی ہے اور کیوں اسے ہماری اپنی مرضی پر چھوڑ دیا ہے جسے مناسب سمجھیں کریں مسلمانوں میں کسی جگہ بھی یہ دستور نہ تھا کہ لڑکیوں کی شادی کم عمر میں کر دی جائے، مصر، عراق شام، ایران، ترکی اور افغانستان سب اسلامی ملک ہیں اور ان میں کسی جگہ بھی کم عمری کی شادیوں کا رواج نہیں ہے بلکہ افغانستان میں تو عام طور پر شادی کے وقت لڑکیوں کی عمر تیئیس چوبیس برس کی ہوتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اس قوم میں ایسے قد آور اور ایسے مضبوط انسان پیدا ہوتے ہیں۔

خیر میں کہنا یہ چاہتی تھی کہ ہندوستان میں اگر مسلمانوں نے یہ رسم ہندوؤں سے سیکھی اور اپنی بیٹیوں کی شادی بہت چھوٹی چھوٹی عمروں میں کرنے لگے چونکہ مذہب کی طرف سے عمر کے متعلق کوئی پابندی نہ تھی اس لئے ایسا کرنے والوں پر کوئی اعتراض نہ ہو لیکن اس خرابی کا نتیجہ ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور مسلمانوں میں بھی جو ایک بہت ہی تندرست مضبوط اور چست و چالاک قوم تھی مرض اور کمزور بچے پیدا ہونے لگے اور معقول تربیت نہ ملنے کی وجہ سے ان کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی گئی اسلام کا تو یہ منشا تھا کہ ہم جس ملک میں بھی وہاں کی آب و ہوا کے لحاظ سے جو عمر بھی ہمیں اپنے بچوں کی شادی کے لئے مناسب معلوم ہو وہ عمر مقرر کر لیں لیکن ہم نے سوچ سمجھکر اور تمام حالات پر اچھی طرح نظر ڈال کر کوئی عمر مقرر کرنے کی بجائے ہندوؤں کی رسم اختیار کر لی اور یہ دیکھے بغیر کہ ذرا ذرا سی بچیوں کو بیاہ دینے سے ان کی تندرستی پر اور ان کی آئندہ نسل پر کتنا بڑا اثر پڑے گا وہ اٹھا اور دس دس اور بارہ بارہ برس کی لڑکیوں کی شادی کرنے لگے۔

صغیرہ۔ مگر اب تو سنا ہے کہ کوئی قانون بھی تو ایسا بنا ہے کہ آئندہ چودہ برس سے کم عمر کی لڑکی اور اٹھارہ برس سے کم عمر لڑکے کا بیاہ نہ ہو سکیگا۔

زاہدہ۔ ہاں خیال ہی میں ایک قانون ایسا بنا تو ہے۔

صغیرہ۔ مگر یہ تو بہت ہی بری بات ہے کہ جس بات کے متعلق ہمارے مذہب نے ہم پر کوئی قید نہیں لگائی اس میں سرکار دخل دیکر ایک قید لگا دے

زاہدہ (سہنکر) معلوم ہوتا ہے تم نے بھی انہی اخباروں میں سے کوئی اخبار دیکھ لیا ہے جن کی شہرت اور آمدنی اسی بات پر موقوف ہے کہ روز روز کوئی نہ کوئی نیا ہنگامہ برپا کرتے رہیں۔

صغیرہ۔ اس میں ہنگامہ کی کونسی بات ہے؟ آخر سرکار ہمارے مذہب میں کہیں دخل دینا چاہتی ہے؟

زاہدہ۔ سرکار نے اس موقعہ پر تو بالکل بھی کوئی دخل نہیں دیا ہے اور پھر جو کچھ غل شور مچا جا رہا ہے سب بالکل غلط ہے۔

صغیرہ۔ جب شادی کے لئے ایک عمر مقرر کر دی تو یہ دخل دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

زاہدہ۔ بہن، یا تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے اور یا جان بوجھکر مجھے بیوقوف بنا رہی ہو تم شاید یہ سمجھتی ہو کہ یہ قانون سرکار نے بنایا ہے! اگر ایسا ہوتا تو ضرور یہ سرکار کا ہم پر ظلم ہوتا یہ بالکل صحیح ہے کہ سرکار کو اس بات کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس قسم کا کوئی قانون بنائے جس سے ہمارے مذہبی معاملوں میں مداخلت ہو یا ہماری مذہبی آزادی میں فرق آئے لیکن یہ قانون تو خود مسلمانوں نے بنایا یا بنوایا ہے سب سے پہلے اس کا خیال ایک ہندو کو آیا تھا اور انہوں نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ صرف ہندوؤں کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا جائے کہ وہ اپنے بچوں کی شادی کم عمری میں نہ کر سکیں انھوں نے یہ تجویز پیش کرتے وقت مسلمانوں کا نام نہیں لیا تھا اور انھیں غرض بھی کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کوئی قانون بنواتے لیکن مسلمانوں نے جب یہ دیکھا کہ ایک ایسا اچھا قانون پیش کیا گیا ہے جس سے ایک بری رسم ہند کی جا سکتی ہے تو خود ہی یہ درخواست کی کہ اس قانون کو صرف ہندوؤں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ہندو مسلمان سبکے لئے قانون بنے تاکہ تاکہ مسلمان بھی اس سے پورے طور پر نفع اٹھائیں اس پر بھی سرکار نے ایک دم سے قانون نہیں بنا دیا بلکہ تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی اور یہ کمیٹی کوئی تین برس تک سارے ہندوستان کے پڑھے لکھے سمجھدار ہندوؤں اور مسلمانوں کی رائیں دریافت کرتی رہی اتنی مدت تک تحقیقات کر لینے کے بعد جب سرکار کو یقین ہو گیا کہ سارا ملک بھاری عمر کی شادیوں کو برا سمجھتا ہے اور ہندو مسلمان سب کی یہ خواہش ہے کہ قانون کے ذریعہ سے اس بری رسم کو روک دیا جائے تو اب اس قانون کو پہلے اسمبلی کے ہندو مسلمان ممبروں سے پاس کرایا اور جب انھوں نے پاس کر دیا تو پھر کونسل کے ہندو مسلمان ممبروں سے بھی اسے پاس کرایا اور اب وہ ایک قانون بن گیا ایسی حالت میں کہ جب خود مسلمانوں نے درخواست دیکر یہ قانون بنوایا ہے اور سرکار نے اپنی طرف سے کوئی ذرا سی بھی کوشش نہیں کی کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ سرکار نے ہمارے مذہب میں مداخلت کی ہے مسلمانوں کو اپنے مذہب کی طرف سے یہ آزادی حاصل تھی کہ جس ملک میں جیسا چاہیں ویسا دستور جاری کریں اور اسی آزادی کے متعلق خود مسلمانوں نے اپنے اس ملک کی آب و ہوا اور دوسرے تمام حالات کو دیکھکر یہ قانون پاس کرنے کی درخواست دی ہے اور اپنے لئے بنایا ہے کہ آئندہ کوئی شخص اپنی لڑکی کی شادی چودہ سال سے کم عمر میں نہ کرے مسلمانوں کے اپنے بنائے ہوئے قانون کو یہ کہنا کہ وہ سرکار کی طرف سے ہمارے مذہب میں بڑا دخل ہے سخت غلطی اور بالکل جہالت ہے۔

صغیرہ۔ مگر آپا میں نے تو اس دن اخبار میں پڑھا تھا کہ سب مولوی اور عالم لوگ بھی اس قانون کے خلاف ہیں۔

زاہدہ۔ سب تو نہیں مگر ہاں کچھ مولوی لوگ اسکے خلاف ہیں ضرور۔

صغیرہ۔ تو اگر یہ قانون بُرا ہوتا تو مولوی عالم اس کی مخالفت کیوں کرتے۔

زاہدہ (ٹھنڈی سانس بھر کر) بہن صغیرہ! یہ درد بھرا قصہ تم نے ناحق چھیڑ دیا اپنے مذہب کے عالموں کے متعلق کچھ کہنا اپنی ٹانگیں کھینچنا اور آپ ہی لاتیں مرانا ہے تم نے کبھی کسی سنیما کے متعلق بھی یہ دیکھا ہے کہ سب یا مولوی صاحبان اس پر متفق ہیں خدا ہی جانے یہ کیا مصیبت ہے کہ جب بھی کوئی بات نکلتی ہے تو ایک عالم ہم سے کہتا ہے کہ پورب کی طرف چلو اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں سیدھا راستہ پچھم کی طرف ہے تم تو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں اور نہ میں ہی پیدا ہوئی تھی لیکن کتابوں میں پڑھنے سے معلوم ہوا ہے کہ غدر کے بعد جب اس ملک پر انگریزوں کا پورے طور پر قبضہ ہو گیا تو ہندوؤں نے یہ دیکھکر کہ اب انگریزوں کی زبان سیکھے بغیر چارہ نہیں ہے فوراً انگریزی پڑھنی شروع کر دی لیکن مسلمان عالموں نے فوراً فتویٰ دیدیا کہ کافروں کی زبان سیکھنی کفر ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ علم سیکھنے کے لئے اگر تمہیں چین جانا پڑے تو جاؤ اور سیکھو۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ہم چاہیں جاکر علم سیکھنا چاہیں گے تو پہلے ہمیں چینی زبان سیکھنی پڑے گی اسلامی تاریخیں پڑھ کر تمہیں معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے علم کی جتنی کتابیں یونانی اور لاطینی زبانوں میں تھیں سب کا عربی میں ترجمہ کرایا اور پھر ان علوم کو ترقی دی اگر کافروں کی زبان سیکھنا کفر ہوتا تو وہ سچے مسلمان جنہوں نے علم کی ایسی خدمتیں کیں کس طرح یونانی اور لاطینی زبان سیکھتے۔ خیر میرا مطلب یہ تھا کہ غدر کے بعد ہمارے مولوی صاحبان نے کفر کا فتویٰ دیکر مسلمانوں کو انگریزی پڑھنے سے روکا اور کچھ عرصہ تک جب تک ہندو ہر قسم کے علم اور فن سیکھ سیکھ کر ترقی کرتے رہے اور مسلمانوں کے بچے گلیوں میں ڈور لٹو لئے پھرتے رہے تو مولویوں نے یہ فتوے دینے چھوڑ دیئے خود انھیں کے پوتوں اور پڑوتوں کو اب انگریزی پڑھنی پڑی لیکن اتنی دیر میں شروع کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو ہم سے تعلیم اور ترقی میں پچاس کیا بلکہ سو برس آگے ہو گئے اور تمام سرکاری نوکریوں اور عہدوں پر انھوں نے قبضہ جما لیا۔ آج ہمت سے مولوی صاحبان خود انگریزی پڑھتے ہیں اور بڑی کوشش سے اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں لیکن اس وقت کے ان کے غلط فیصلہ کا نتیجہ یہ ضرور نکلا کہ مسلمان ہندوؤں سے بہت پیچھے رہ گئے اور اب کسی طرح اس نقصان کا بدلہ ہوتا نظر نہیں آتا اگر اسلام کے احکام کے مطابق انگریزی پڑھنا کفر ہے تو اسے ہمیشہ کفر ہی رہنا چاہیئے تھا اور اگر کفر تھا تو پھر خواہ مخواہ محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تمام قوم کو اتنا بڑا شدید نقصان پہنچانے کی کیا ضرورت تھی۔

یہ تو خیر بہت پرانی باتیں ہیں انہی کل پرسوں کی بات ہے کہ ملک میں خلافت کی تحریک شروع ہوئی تو بہت سے علماء ہندوستان کو آزاد کرانے کی کوشش میں سچے دل سے شریک ہوئے لیکن بعض بہت بڑے بڑے مولوی اس تحریک کے بھی خلاف تھے اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ مسلمانوں کو جیل خانے بھیجوانے میں حکومت کی جو دل کھول کر مدد کی گویا یہ کوئی بڑا ثواب کا کام تھا۔ جو مذہبی پیشوا اس وقت وطن کو آزاد کرانے کے لئے اٹھے تھے اور اُسے

ہر مسلمان کا فرض خیال کرتے تھے انھوں نے سرکاری مدرسوں سرکاری عدالتوں اور سرکاری نوکریوں وغیرہ کو بائیکاٹ کر دیا تھا لیکن جنہی رفتہ رفتہ جب وہ تحریک ذرا ٹھنڈی پڑی تو انھیں بزرگوں کے بچے سرکاری مدرسوں میں پڑھنے لگے سرکاری نوکریاں عزیز ہو گئیں اور سرکاری عدالتوں میں جانا بالکل جائز ہو گیا اب بہت معدودے چند ہیں سوچو کہ یہ مذہب کو کھیل بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔

ملک میں سینکڑوں عالم ایسے موجود ہیں جو کل تک کسی طرح اور کسی حالت میں بھی ہندوؤں کے ساتھ ملکر کوئی کام کرنا نہیں چاہتے تھے وہ اب تک کہ دشمن کی آسانی کی خاطر بھی کہ جو سب سے بڑا اسلامی کام ہے انھوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر کام کریں لیکن آج جب کہ سنی کی شادیوں کے متعلق قانون بنا اور پرانے خیال کے ہندو اس کی مخالفت کرنے کھڑے ہوئے تو ہمارے وہی ہندوؤں سے نفرت کرنے والے عالم ہندوؤں کے ساتھ ہیں اور اب ایک لمحہ کے لئے بھی انھیں یہ خیال نہیں آتا کہ سنی کی شادی ایک ہندوانہ رسم تھی جس کا خراب اثر مسلمانوں پر بھی پڑنے لگا تھا اور ایسی رسم کا جلد سے جلد ہندوستان سے اٹھ جانا اچھا ہے نہیں یاد ہوگا کہ اور دو ایک سال پہلے جب ہندو مسلمانوں میں ہر جگہ لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے تو اسی قسم کے مولوی صاحبان ان لوگوں کو جو ہندو مسلمانوں میں صلح کرانی چاہتے تھے یہ کہا کرتے تھے کہ انھیں ہندوؤں نے روپیہ دیا ہے اور یہ ہندوؤں کے زرخرید غلام ہیں لیکن آج جبکہ وہ خود ہندوؤں کے ساتھ ایک ایسے کام میں شریک ہوئے ہیں کہ جس کا نتیجہ مسلمانوں کی کمزوری اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے تو کوئی ان سے یہ کہنے والا نہیں ہے کہ یہ ہندوؤں کی غلامی اور پیروی آپ نے کیوں شروع کی ہے۔

صغیرہ۔ یہ تو میں سمجھ گئی اور اس میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے کہ بعض کم عقل یا کم عقل عالموں کے غلط فیصلوں نے ہمیں بہت سے نقصان پہنچائے ہیں لیکن اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تو حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ جب وہ صرف نو برس کی تھیں نکاح کیا تھا۔

زاہدہ۔ اول تو اس روایت میں اختلاف ہے اور ایسی حدیثیں موجود ہیں کہ جن کی رو سے حضرت عائشہ صدیقہ کی عمر سولہ یا سترہ سال کی ثابت ہوتی ہے لیکن ان روایتوں کو جانے دو اور تم ہی ان لوگ صرف حضرت عائشہ کی عمر نو ہی برس کی تھی تب بھی تو تمہارا مطلب حل نہیں ہوتا۔

صغیرہ۔ کیوں؟

زاہدہ۔ بہن تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور پر نور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو نہیں بلکہ گیارہ شادیاں کی تھیں اور ان میں سے ایک بھی ایسی نہ تھی جو کسی نہ کسی خاص مطلب اور مقصد سے نہ کی گئی ہو آپ کے ملنے جلنے والوں کی عمر کا خیال تھا نہ ان کی شکل و صورت کا آپ کی ہر ایک شادی حضرت خدیجہ کے ساتھ ہوئی تھی جو دو تین برس کی نہیں پوری چالیس سال کی عمر کی تھیں کوئی نوجوان آدمی چالیس سال کی بڑی سے شادی کرنا پسند نہیں کیا کرتا لیکن آپ نے بھی نہیں کہا کہ آپ کو یہ شادی پسند نہیں ہے بلکہ حضرت خدیجہ سے اس قدر محبت کی کہ ہر ان کے جیتے جی بجز ایک برس تک کوئی دوسری شادی نہ کی حضرت خدیجہ بہت دولتمند تھیں اور ان کی دولت سے اسلام کے آغاز میں مسلمانوں کو بیحد مدد ملی اسی طرح آپ کی اور بہت سی باتیں بھی کسی نہ کسی طریقہ پر اسلام کو فائدہ پہنچانے والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے میں یہ مقصد تھا اور آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کے بعد ایک بڑی مدت تک کوئی شخص ایسا موجود رہے جو آپ کی اپنی زبان سے خدا کے حکموں کی تفسیر سن چکا ہو اور جو پورے طور پر آپ کے مزاج سے اور آپ کی عادتوں سے واقف ہو تاکہ مسلمانوں کو جب کسی معاملہ میں دقت پیش آئے تو وہ انھیں بتا سکے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو ایسا کرتے یہ کام حضور انور کے کوئی صاحبزادے اگر موجود ہوتے تو اچھی طرح کر سکتے تھے لیکن صاحبزادوں کی غیر موجودگی میں سوائے بیوی کے اور کوئی نہ کر سکتا تھا اور بیوی بھی وہی کر سکتی تھی جو بالکل چھوٹی سی عمر میں آپ کے گھر آگئی ہو اور جس نے ہوش سنبھالتے ہی آپ کو اور آپ کی اخلاق و عادات کو دیکھا ہو حضرت عائشہ کم عمری میں آپ کے گھر آگئیں اور نو برس تک آپ کی تعلیمات سے فیض اٹھاتی رہیں اور حضور انور کی وفات کے بعد پورے اڑتالیس برس تک مسلمانوں کی اس طرح خدمت کی کہ ہر موقع پر جب صحابہ کو کسی بات کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی تو یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ فوراً اس مشکل کا حل بتا دیتیں آپ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافتوں کے زمانہ میں برابر فتوے دیئے ہیں اور دو ہزار دو سو دس حدیثیں مسلمانوں کو بتائی ہیں ان حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر اس قدر صحیح ہیں کہ انھیں صحیح بخاری اور مسلم میں داخل کیا گیا ہے اب ذرا تم خود ہی سوچو کہ اگر یہی کام حضرت خدیجہ یا حضرت سودہ یا آپ کی کسی اور بیوی کے سپرد ہوتا تو وہ اس کے لیے پورا کر سکتی تھیں آپ کے بعد چالیس پچاس برس تک ایسی ہی بیوی زندہ رہ سکتی تھی جس کی عمر شادی کے وقت بہت ہی کم ہو اور اتنی حدیثیں ایسی صحت کے ساتھ وہی بیوی یاد رکھ سکتی تھی جس کا حافظہ ابھی بالکل نیا ہو۔

صغیرہ۔ یہ تو بالکل ٹھیک بات معلوم ہوتی ہے اور ہر شخص کی سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے مولوی صاحبان اس قانون کی مخالفت کر رہے ہیں انھیں میرے خیال میں اس کی سچے دل سے تائید اور موافقت کرنی چاہیئے تھی۔

زاہدہ۔ بہن تمہیں شاید یاد نہیں رہا ابھی کل پرسوں تک دہلی کے اخباروں میں آتے تھے ان میں انھیں مولوی صاحب کی توندیں میں بھری ہوئی تھی اور تم کہا کرتی تھیں کہ خدا جانے ان مولویوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عام بازاری آدمیوں کی طرح آئے دن گالیاں دینے پر اتر آئے ہیں جن لوگوں کے نام لیتے رعب کی وجہ سے ہمارا دل کانپ جاتا ہے اور جن کے نام کے ساتھ ہم انتہائی ادب کے ساتھ "حضرت" اور "علامہ" اور "مولانا" اور "خان بہادر" جانے اور کون کون سے تعظیمی لفظ لگایا کرتے ہیں دہلی کی ایک ایک گلی میں ان کے خلاف اشتہار اور پوسٹر دیواروں پر لگے رہتے تھے جن میں ان پر ایسے ایسے شرمناک الزام لگائے جاتے تھے کہ پڑھنے والوں کی آنکھیں شرم سے نیچی ہو جاتی تھیں اور شریف اور غیر متعصب مسلمان دردناک اور دلآزار الفاظ سے انھیں لوح لوح کرتے پھرتے تھے اور یہ اشتہار کوئی لگا لگاتا شہدا غنڈا انہیں لگاتا تھا بلکہ مولوی صاحبان یا ان کے مریدوں کی جانب کی طرف سے اشتہار کیا جاتا تھا صغیرہ ہمیں سب میں ان باتوں پر غور کرتی ہوں تو میرا

دل کانپ جاتا ہے اور اسلام اور مسلمانوں کی تباہی پر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامیوں کے اخلاق کی یہ حالت ہو تو پھر عام مسلمانوں سے کیا امید ہو سکتی ہے؟

صغیرہ۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر) تو آپا یہ حالت کیوں ہو گئی سدا سے مسلمان تو ایسے نہ تھے۔

زاہدہ۔ اب بھی کچھ سارے کے سارے تو ایسے نہیں ہو گئے ہیں جس دن رہے سب ایسی ہی ہو جائینگے اس دن ہندوستان میں مسلمان کا نام و نشان بھی نہیں دکھائی دیگا۔

صغیرہ۔ لیکن عام مسلمانوں کی حالت کچھ بھی ہوتی پھر بھی ہمارے مذہبی پیشواؤں کے اخلاق تو نہ بگڑنے چاہیئے تھے، انھیں تو ہر حالت میں اخلاق محمدی کا نمونہ ہونا چاہیئے تھا

زاہدہ۔ اس میں مولویوں کا ذرا سا بھی قصور نہیں ہے قصور در حقیقت ہمارا ہی تمہارا ہے۔ اب تم یہ دیکھو کہ چچا جمیل احمد صاحب کے اٹھارہ اور چار بچے تھے تینوں بڑے لڑکے پورے طور پر تندرست اور ذہین اور عقلمند تھے ان تینوں کو انہوں نے علیگڈھ بھیجکر بھی سے اچھی انگریزی تعلیم دلائی چھوٹا بیچارہ بچپن میں بہت بیمار رہا کرتا تھا اور مرگی کے دورے بھی پڑنے لگے تھے جس کی وجہ سے اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا اسے انہوں نے مذہب کی گردن پر شاید احسان کرنے کے لئے عربی مدرسے میں بھیجدیا اور وہاں سے دس بارہ برس تک تعلیم پانے کے بعد اب وہ دستار فضیلت لیکر نکلے ہیں اور ہمارے شہر کے نزدیک وہ ایک باقاعدہ مولوی اور عالم ہیں لیکن مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ انھیں عربی کی صرف و نحو بھی اچھی طرح نہیں آتی ہماری کی وجہ سے عقل میں بھی بہت کمی آگئی ہے۔ اور کسی معاملہ پر بھی پورے طور پر غور بھی نہیں کر سکتے ایک میرے چچا ہی نے ایسا نہیں کیا ہے بلکہ عام طور پر لوگ یہی کیا کرتے ہیں کہ جن بچوں کو ہونہار دیکھتے ہیں انھیں تو انگریزی کی اور دنیاداری کی تعلیم دلاتے ہیں اور جن بچوں کو دیکھتے ہیں کہ انگریزی تعلیم میں ان کی کامیابی کی امید کم ہے انھیں خدا پر احسان رکھنے کے لئے مذہبی تعلیم الحاصل کرنے پر لگا دیتے ہیں اگر ہماری قوم کے اچھے سے اچھے دماغ مذہبی تعلیم حاصل کیا کرتے یا علیگڈھ میں انگریزی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی مذہبی تعلیم بھی ہوتی تو یہ دشواری نہ ہوتی اسکے علاوہ تم نے دیکھا ہوگا کہ بنگال سے اور افغانستان سے اور خدا جانے کہاں کہاں سے طلبہ طالبعلم آتے ہیں اور ہمارے مدرسوں میں عربی پڑھنے کے لئے داخل ہو جاتے ہیں بھائی جان کہتے ہیں کہ وہ جب مدرسہ الٰہیات میں پڑھنے تھے تو ان کے ساتھ کوئی بیس بنگالی طالبعلم تھے انھیں محلوں کی مسجدوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا محلے میں طالبعلم کی روٹی ایک ایک گھر سے ایک ایک وقت کی مقرر تھی اور روزانہ صبح و شام یہ بیچارے ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا پیالہ اور ایک میلا جیکٹ پہنے ہوئے ہاتھ میں لئے ہوئے لوگوں کے دروازوں پر جاتے تھے اور فقیروں کی طرح روٹی مانگ کر لاتے تھے اور اپنا پیٹ بھرتے تھے۔

بھائی جان کہتے تھے کہ ان میں سے کئی ایک تو ایسے تھے کہ انہوں نے صرف اسی لئے عربی پڑھنی شروع کی تھی کہ اس طرح مزے سے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر روٹی کھاتی ہے، انھیں ضرورت ہی کیا پڑی تھی کہ کبھی کوئی کتاب خرید کرتے لیکن وہ بنگالی طالبعلم بھی کہ جو واقعی علم حاصل کرنے ہی کی نیت سے آتے تھے وہ بھی اتنے دنوں تک بے محنت کئے روٹی کھاتے کھاتے اسی زندگی کے عادی ہو جاتے تھے اور دس بارہ برس میں جب پنج گنج اور زبدہ یا بہت سے بہت شرح جامی ختم کر کے اور فارغ التحصیل ہو کے وہ اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے تھے تو پھر وہی ان سے کسی اور کی محنت نہیں ہو سکتی تھی اور ان کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر روٹی ملا کرے۔ صغیرہ بہن تم یہ نہ سمجھنا کہ میں اسلئے ایسا کہہ رہی ہوں کہ خدانخواستہ میں غریب آدمیوں کو حقیر یا ذلیل سمجھتی ہوں لیکن تم خود ہی انصاف کرو کہ ایسے لوگ جنہیں ہاتھ ملا کر بھائی بینا ہی گوارا نہ ہو اور جنھیں دوسروں کی کمائی میں حصہ لگانے کا مزہ پڑ جائے کہاں تک اپنے ایمان پر قائم رہ سکتے ہیں اور کہاں تک اپنے ضمیر کی باتوں پر عمل کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میری آیتوں سے ذرا سا بھی نفع نہ خریدو لیکن اس قسم کے پنج گنجے رات دن کلام پاک کی آیتیں تعویذوں میں لکھ لکھ کر سوا سو روپے اور ڈیڑھ سو روپے کو بیچا کرتے ہیں کسی کے گھر وعظ کہنے جاتے ہیں تو وکیلوں ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرح باقاعدہ فیس لیتے ہیں اور کبھی کسی قسم کی محنت مزدوری کر کے اپنی روزی نہیں کماتے جو شخص خدا کی آیتیں روپے اور روپے میں بیچ سکتا ہے اسے اپنا ایمان دس یا بیس روپے میں بیچتے کیا تامل ہوگا؟ اور یہ ہمارا اپنا قصور ہے کہ ہم مذہبی علم حاصل کرنے والوں کو اس طرح مفت خوری کا عادی بنا کر ان کے ایمانوں کو کمزور کر دیا کرتے ہیں سوائے ان تھوڑے سے بزرگوں کے کہ جنھوں نے اب بھی اپنے اسلافی شرف کو قائم رکھا ہے اور جو اب بھی اس قابل ہیں کہ فرشتے انھیں سجدہ کریں باقی تمام مولویوں کی حالت ہندوؤں کے برہمنوں کی سی یا ستر حویں صدی کے عیسائی پادریوں کی سی ہو گئی ہے اور وہ ارباباً من دون اللہ بنکر لوگوں سے اپنی پرستش کراتے اور دونوں ہاتھوں سے دنیا کماتے ہیں۔

صغیرہ۔ آپا سنا ہے کہ دلی کے کوئی مولوی صاحب اس قانون کے خلاف ستیاگرہ بھی تو کرنے والے ہیں۔

زاہدہ۔ ہاں بہن اب تو جو کچھ خاصا سنوا ہو گا سنا ہی پڑے گا مسلمانوں میں اب غیرت اور حمیت باقی نہیں رہی اور اب جو چاہتا ہے وہ اہل ایمان کی لڑکیوں کی تذلیل اور توہین کیا کرتا ہے۔

صغیرہ۔ اس میں لڑکیوں کی کیا توہین ہے؟

زاہدہ۔ تم نے شاید غور نہیں کیا اس لئے کہہ رہی ہوں، ذرا سوچو کہ اگر یہ ستیاگرہ ہوئی تو کس طرح ہوگی۔ قانون یہ بنا ہے کہ چودہ برس کی عمر سے پہلے کسی لڑکی کی شادی نہ ہو۔ دلی والے مولوی صاحب بڑے جوش کے ساتھ اٹھے ہیں کہ ایک لاکھ "مجاہدین" کی چار فوج تیار کر کے اس قانون کو توڑیں گے اس قانون کے توڑنے کے یہ معنے ہیں کہ خود مولوی صاحب اور ان کے ایک لاکھ جوان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بارہ اور تیرہ برس کی مسلمان لڑکیوں کو لائینگے اور ان کو اپنے حرم میں داخل کرینگے اور قانون کو زیادہ سے زیادہ مرتبہ توڑنے کے لئے شاید یہی کیا جائے گا کہ صرف ایک لڑکی پر قناعت نہ کی جائے گی بلکہ ہر مجاہد شرع کی پوری حد سے فائدہ اٹھا کر چار

چار روپیوں سے شادی کرے گا کیا مسلمان بچوں کی اس سے زیادہ کوئی اور توہین ہو سکتی ہے کہ انھیں یوں بھیڑ اور بکریوں کی طرح قربان کر دیا جائے؟ کہا اگر تم سے یہ کہا جائے کہ تمہیں اس قسم کی ستیاگرہیوں کی خاطر قربان کیا جائے گا تو تم اسے اپنے لئے گالی نہیں خیال کرو گی؟ ممکن ہے کہ دلی کے مولوی صاحب کو اپنی اس عظیم الشان قربانی پر کہ جس میں وہ بیک وقت دو چار چار بہوؤں کا خون بہا سکنے کا بہت فخر ہو لیکن کیا کوئی مسلمان اس ذلت کو گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی نانِ نفقہ کی پلی پر بی بارہ تیرہ برس کی بچی اس طرح ستیاگرہ کی بھینٹ چڑھ جائے؟

صغیرہ۔ لیکن آپا، مولوی صاحب کا یہ مطلب تو نہ ہوگا جو تم سمجھی ہو۔

زاہدہ۔ آخر مجھے بتا ہی تو دو کہ اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے ستیاگرہ تنہا مردوں کے ساتھ تو ہو نہیں سکتی ایک لاکھ کے لئے دو تین یا چار لاکھ لڑکیوں کا ہونا ضروری ہے اور لڑکیاں بھی کہ جن کی عمر بارہ تیرہ برس کی ہو یہ لڑکیاں آخر کہاں سے آئینگی ہمارے تمہارے گھروں سے ہی تو جائینگی یا انہیں اور سے اس قدر جوش خروش کے ساتھ ستیاگرہ کے لئے اٹھنے والے اس وقت کہاں تھے جب لعبۃ اسد کی دیوار کے نیچے شہداء نہ کھلے تھے یہ ایک لاکھ کا لشکر اس وقت گھروں سے باہر کیوں نہ نکلا جب اسد کے گھر کی بیحرمتی ہو رہی تھی اور مسلمان اس راہ میں اپنی جانیں دینے کیلئے آمادہ ہوئے تھے؟ لیکن اس وقت یہ لوگ کیسے نکلتے؟ اس وقت تو سامنے مشین گنیں اور توپیں نظر آ رہی تھیں اور اب ایک چھوڑ چار چار کم سن کنیزیں اپنے حرم میں داخل ہو رہی ہیں تمہارا خیال ہے کہ جوش کے عالم میں مولوی صاحب کے منہ سے ایسا نکل گیا ہوگا ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن ہمیں تم سوچ تو سہی کہ آخر اس موقع پر ستیاگرہ کا نام لینا ہی کتنی حماقت ہوا اس دن خدا جانے کس نے یہ لطیفہ سنایا تھا کہ ایک مسلمان کسی بنئے کی تھالی کسی کام کے لئے مانگ کر لے گیا دوسرے دن جب وہ تھالی واپس کی تو کسی شخص نے بنئے سے کہا کہ میاں جی نے اس میں رکھ کر گوشت کھایا تھا بنئے کو بہت ہی غصہ آیا اور بولا کہ اچھا میاں بھی اس کا بدلہ لئے بغیر نہ رہوں گا میاں جی نے میری تھالی میں گوشت کھایا ہے میں میاں جی کی تھالی مانگ کر لاؤں گا اور اس میں گو کھاؤں گا کیا ہماری یہ ستیاگرہ اسی بنئے کی ستیاگرہ کی طرح نہ ہوگی کیا ستیاگرہ کرنے کے بالکل صحیح معنی یہ نہیں ہیں کہ تین چار لاکھ مسلمان مسلمان بچوں کی زندگی تباہ کر دی جائے کوئی پوچھے کہ اس قانون کو توڑ کر آپ کسی اور کا کیا بگاڑیں گے نقصان جو کچھ پہنچے گا وہ آپ کی اپنی قوم کو پہنچیگا سل اور دق سے مریں گی تو آپ کی لڑکیاں مریں گی۔ آٹھ دس لاکھ کمزور، مریض، اور نیم مردہ بچے اگر پیدا ہوں گے تو آپ کی قوم میں پیدا ہوں گی اور ان بچوں کی کم سنی کی موت پر رونا پڑے گا تو آپ ہی کو رونا پڑے گا۔

صغیرہ۔ لیکن آپا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت کو ہمارے معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ کم سنی کی شادیاں کوئی اچھی چیز ہیں چودہ سولہ عمر کی شادیوں کو تو سب برا ہی کہتے ہیں لیکن ان کا تو یہ اعتراض ہے کہ کوئی دوسرا ہمارے لئے کیوں قانون بنائے۔

زاہدہ۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ یہ ایک بہت ہی بڑا دھوکہ ہے حکومت کو ایسا قانون بنانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ اس نے کبھی ایسا کرنا چاہا خود مسلمانوں کی درخواست پر تین سال تک تمام مسلمانوں سے رائے لینے کے بعد جب حکومت کو یہ یقین ہو گیا کہ ملک کی زیادہ آبادی ایک ایسے قانون کی خواہشمند ہے تب کہیں جا کر یہ قانون بنایا گیا ہے جو قانون کہ ہم خود اپنی درخواست سے بنوائیں اسے ہم کسی طرح بھی حکومت کا بنایا ہوا قانون نہیں کہہ سکتے اور نہ اس پر یہ شبہ کر سکتے ہیں کہ کسی غیر ملک نے ہمارے مذہب میں مداخلت کی ہے مسلمان اس سے پہلے بھی بہت سی ایسی ہی غلطیاں کر چکے ہیں خدا نہ کرے کہ اس موقع پر وہ پھر غلطی کر کے اپنا نقصان کر بیٹھیں ایسا نہ ہو۔

دہلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہاں آباد اجڑا پکارا اس گھڑی اب تک سننے والوں کے کانوں سے ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں آج سے ستر سال پہلے دلی کی کیا حالت تھی بادشاہ کا جلوس قلعہ معلے کی بہاریں شادی بیاہ کے رنگ و رہار کی کیفیت خطیب صاحب پیر غیب شاہ بڑے اور کوٹلہ کے جشن شہر کی آبادی کی چہل پہل ہندو مسلمانوں کی معاشرت رمضان عید، سلونو سالگرہ کے تزک و احتشام شادی بیاہ کی رسوم غرضکہ دور گم شدہ کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جدید

نوبت پنجروزہ

ملاحظہ فرمایئے جس میں آخری بادشاہ مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں کہ آنسو رواں ہو جاتے ہیں پانچویں نوبت جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا غدر شہ کے واقعات مجبروں کا ظلم مظلوموں کی حالت زار مردوں کی بربادی عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے بیہم مصائب ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویر اور تین نادر و نکسی قسم کی بھی دی گئی ہیں۔

نوبت پنجروزہ دور حاضرہ کے یگانۂ اردو مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شائقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے اگر آپ ہنگامے میں جلدی نہ کر سکتے تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اخباری دنیا میں تہلکہ ہے

کہ آخر رسالہ "مولوی" میں وہ کونسی خوبی ہے، جس کے باعث اس کی اشاعت کو دن دونی بڑھ رہی ہے اور آج ہندوستان کا کوئی اخبار کوئی رسالہ اشاعت میں اس کی برابر نہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کے فضل نے مولوی کو ایسے معاون مہیا کر دیئے ہیں جو دوسرے کسی پرچہ کو نصیب نہیں ہوئے، کل کی بات ہے رسول نمبر خریداروں کو بھیجنے کے بعد پندرہ سو بچا ہوا تھا، اتنے خریدار مہیا ہونے میرے قیاس میں بہت ہی دشوار تھے، لیکن معاونین مولوی کے لئے اتنے آسان تھے کہ ڈیڑھ ماہ کے بعد اعلان کرتا ہوں کہ اب موجودہ سال کا

رسول نمبر ایک بھی باقی نہیں ہے

معاونین مولوی نے سب کے لئے خریدار مہیا کر دیئے، اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مولوی کے معاونین کس درجہ مولوی کی اشاعت کے دلدادہ ہیں، الہم زد فزد،

خدا کے فضل سے اس مہینے معاونین کا اس درجہ ہجوم ہے کہ کم زیادہ خریدار دینے والوں میں امتیاز دشوار ہے بہت سے بھائی ہیں جنہوں نے کئی کئی بار خریدار دیئے ان کے نام بھی کئی کئی جگہ درج ہیں، شاید بعض بھائیوں کے نام اندراج سے رہ بھی گئے ہونگے براہ کرم دہ مطلع فرمائیں آئندہ پرچے میں ان کے نام کی اشاعت ہو جائیگی،

اب نہایت فخر کے ساتھ معاونین کے نام نامی درج کرتا ہوں

نام معاونین	تعداد خریدار
جناب مولوی محمد قاسم صاحب ویل گڑھ	۴
سید صاحب جی صاحب پیرزادے بیجاپور	۱۴۴
محمد یوسف صاحب انصاری نظام آباد	۲
قمر سلطانہ صاحبہ پٹنہ	۱
احمد صاحب حسن میاں صاحب پانویل	۳
مولوی فضیلت حسین صاحب بدولیا	۵
احمد خان صاحب نرسنگڈھ	۳
سید دلدار علی صاحب پنشنر رائپور	۲
حکیم سید شمس الحق صاحب تھیٹا نتج آباد	۲
ڈاکٹر درانی صاحب مرار	۱
عبد الرشید صاحب بنیاد چوک متھرا	۱
قاسم صاحب جمال صاحب مومن کوہاپور	۶
واجد حسین الدین صاحب گلبرگہ	۲
مولوی فضل احمد صاحب رائے بریلی	۲
محمد خورشید علی صاحب، انصاری نگینہ	۲
سید سرس زمانہ اسکول باسی	۲
جمال الدین صاحب دفتری گوالیار	۲
محمد عبد الغفور صاحب کھتیل	۲
محمد ذکریا صاحب کوچین	۳
محمد فیض صاحب سیتاپور	۲
سید نور حسین صاحب مرتب لاہور	۳

نام معاونین	تعداد
جناب عبد اللہ قاضی خیر صاحب تیرگاؤں	۲
علام نور صاحب کراچی	۲
سید محمد امین صاحب کنڈکٹر آگرہ	۲
گلاب خانصاحب کانسٹبل جونپور	۲
عبد الصمد صاحب کیمپ ملگام	۳
حاجی حکم اللہ صاحب صدر متھرا	۲
احمد خان صاحب پنشن ایم صدر متھرا	۲
شہادت علی صاحب ساگر	۱
وی اے سراج الدین صاحب ارکاٹ	۳
مولوی عزیز الرحمن صاحب ڈھہری	۱
مولوی فضل احمد صاحب بریلی	۱
حاجی محمد حبیب الرحمن صاحب نظام پور	۱
غلام علی اکبر صاحب سجاد نشین حیدر آباد	۱
مولوی عزیز الدین صاحب صدیقی جہانگیر	۱۰
سید محمود سیاں صاحب امراوتی	۵
عبد الحق صاحب بجاری در بھنگہ	۳
محمد ابراہیم صاحب اور گام	۲
مولوی محمد وحید صاحب فارقی ہوبلی	۲
مولوی عبد المجید صاحب بلی کھیڑ	۲
پی محمد حسین صاحب منبع العلوم تنجور	۲
مولوی عبد الحیط صاحب حیدر آباد	۶
احمد صاحب جی سیاں صاحب پانویل	۲
حاجی پیر محمد صاحب یوسف صاحب پور	۲
محمد یاسین صاحب مالیگاؤں	۲
مولوی عباس علی صاحب حیدر آباد دکن	۱
عبد العزیز صاحب علی پور	۱
مولوی محمد حسین خانصاحب علی پور دہلی	۵
جناب عبد الرؤف صاحب چاندوک کلکتہ	۳
عبد الرحمن صاحب حضر پور کلکتہ	۳
سید داؤد گیر صاحب ارکوٹام	۱
مولوی سمیع اللہ صاحب چگام	۳
الٰہی بخش صاحب مراقص نویس رائے بریلی	۳
مولوی محمد فاضل صاحب حیدر آباد	۱
شفیع احمد صاحب چوہان لونا واڑا	۱
رجب علی صاحب فٹر سیلانی	۱
مولوی محمود عالم صاحب ہستی پور	۱
حکیم ایچ۔ ایم کرمانی الہ آباد	۲
صاحب علی صاحب تنفور روڈ گنج الہ آباد	۲

نام معاونین	تعداد خریدار
جناب سید فاضل علی ہدایت علی صاحب مالیگاؤں	۴
عبد الرزاق صاحب دمو	۲
شیخ رحمۃ اللہ صاحب جے پور	۳
سید الشہید احمد صاحب گڑھوال	۱۰
ایم عبد السبحان صاحب کلکتہ	۱
محبوب خان صاحب نین پور	۴
مولوی محمد قیطع صاحب کالن برما	۵
اعظم گڑھ کے ایک بہائی خیر خواہ نے نام نہیں لکھا	۵
عبد الشکور صاحب اٹاوہ راجپوتانہ	۳
محمد شبلی صاحب گورکھپور	۴
شیخ رحمۃ اللہ حفیظ اللہ صاحب ہیوبت	۵
محمد ایوب صاحب اکائز غازی پور	۲
سلطان محمود خان صاحب بادلی گردور	۲
انتظام علی صاحب لشکر	۲
عبد الوہاب صاحب وارنہ حیدر آباد	۲
محمد طالب شریف صاحب حیدر آباد	۳
ایم رحمت علی صاحب گارڈن ریچ کلکتہ	۲
سید ذاکر علی صاحب وکیل گڑھا	۲
سید تصور حال صاحب بلینڈو	۲
فتح محمد صاحب کلرک گنگا وتی کیمپ	۲
قاضی غلام محمد صاحب لنسی مالیگاؤں	۵

نام معاونین	تعداد خریدار
جناب برکت علی صاحب حافظ آباد	۳
شیخ لیف احمد صاحب مدہوبن	۳
مولوی بشارت علی صاحب مین پوری	۲
بابا شریف صاحب برادر حسن بنگلور	۲
آر۔ ایم۔ کے۔ ایس محی الدین صاحب مدراس	۳
نانک محمد قاسم صاحب گوشہ محل	۳
مولوی عبد الجلیل صاحب بیدر	۲
محمد علی شریف صاحب عثمان آباد	۳
میں کے۔ تراشی نرسنگڈھ	۲
علاء الدین صاحب مادھوگڑھ	۴
عبد الرزاق صاحب ہنگل	۳
ایم رحیم صاحب بنیان ہوگلی	۱
ماسٹر دلی الاسلام چگام	۲
وصی احمد صاحب کلرک رام پور باغ	۲
عبد الوہاب صاحب تفصل سیدی بندر	۲
مولوی عبد اللہ صاحب پنش ایم پونہ	۲
محمد منیر اللہ صاحب فانون گوسلوانی	۳
مولوی ظہیر اللہ صاحب سنڈا اور	۲
امیں ایم ضیف صاحب سگوارا	۴
موٹے میاں احمد میاں صاحب ٹھٹھہ	۲
مولوی فضیل الدین صاحب بستی دانشمند	۴
بابو نظام الدین صاحب ذرا مرد لدیاں	۲
مولوی فضل کریم صاحب اوریسہ نگ	۵
سید عباس حسین صاحب چوک الہ آباد	۳
سلیم خان صاحب پوسٹ ماسٹر رملائی	۵
محمد ضیف فتح محمد صاحب مالیگاؤں	۴
بشیر احمد صاحب گارڈ بمبئی پیر	۲
بابو علی نیہ صاحب پوسٹل کلرک کانگڑہ	۳
قاضی عبد اللطیف صاحب نوادا	۳
عبد الغفور صاحب خزانہ فتحپور	۳
احمد میاں محمود سیاں فاروقی	۳
صبری حسن صاحب سیدنبی	۳
سید تراب علی صاحب ملک پٹھیہ	۳
محمد شفیع صاحب سناری والے	۲
نور الدین صاحب محلہ جہاں آباد	۱
حاجی حکم اللہ صاحب صدر متھرا	۲
بشیر اللہ صاحب گرداور اجہادر	۱
نور محمد صاحب پجواری نہر جانگہ	۳

نام معاونین	تعداد
جناب سراج الدین صاحب ستنا	۱
" محمد صاحب پنشنر کمانڈنگ شمس گر	۲
" عبدالغفور صاحب سہیل	۲
" منشی نور الہدی صاحب الرگاؤں	۳
" ملک دین محمد صاحب شہاب پورہ	۲
" میاں شیر علی صاحب گھنیوال	۳
" محمد نعمت حسین صاحب ارایہ	۱
" ظہور محمد خان صاحب اللہ منوگنج	۱
" مولوی اکرام حسین صاحب سب جج سیوہ	۱
" حافظ صاحب علی صاحب پونہ شہر	۱
" منشی کرم الٰہی صاحب پہلیان جہلم	۵
" خانصاحب محی الدین شرف الدین بمبئی	۱۵
" منشی اعجاز حسین صاحب ہزاری من شملہ	۵
" قاضی محمد صحیح الدین صاحب شملہ	۱۰
" ڈاکٹر غلام نبی صاحب بانڈہ	۱
" ملک شمسی پرسیں پٹنہ	۲
" سید اکرام علی صاحب ناگپور	۱
" مولوی نور اللہ صاحب انسپکٹر ناندیڑ	۳
" ماسٹر وزیر خاں صاحب سیرپور اتہلہ	۱
" اصغر علی صاحب تہانہ قاسم آباد	۲
" محمد نیر خاں عرائض نویس پٹنہ	۲
" محمد حنیف صاحب دنیرنی	۱
" عبدالغفار صاحب سری نگر	۱
" محمد نصیر صاحب حضور پور پڑیالے	۱
" محمد عبدالمجید صاحب اسپیشل دارالی کمیٹ	۱۰
" محمد علی صاحب ایوت محل برار	۱
" عبدالت کور صاحب پٹنہ	۲
" محمد اسماعیل صاحب بہرپال	۲
" علی رضا صاحب الچپور	۲
" سید نبی احمد صاحب ناڑ	۲
" محمد فدا حسین صاحب بریلی	۲
" ولایت احمد صاحب ہزدوئی	۳
" غلام نبی صاحب کریم صاحب پہاڑ	۴
" چوہدری محمد عظیم صاحب پوکھریرہ	۲
" مظفر بخش صاحب راجپی	۲
" سید سراج الحسن صاحب صدر میرٹھ	۱
" مولوی احمد اللہ صاحب شاہجہانپور	۲
" حکیم محی الدین احمد صاحب خازی پور	۳

نام معاونین	تعداد
جناب مولوی اصغر حسین صاحب اندور	۱
" بہاء الدین صاحب اترولہ	۲
منشی یار علی صاحب شاہ آباد	۵
مولوی تصدق حسین صاحب بلگچیا	۱
احمد اللہ صاحب شاہ جہانپور	۱
سید سراج الحسن صاحب میرٹھ	۱
مولوی کرم الٰہی صاحب مدرس کھوڑ	۱
مولوی عبدالرزاق صاحب چھندواڑہ	۴
مولوی امیر احمد صاحب مدرس باغی	۶
منشی رحمت علی صاحب سراج گنج	۴
مولوی سید شبیر حسن صاحب کانپی کانپور	۳
شیخ بدرالدین صاحب اعظم گڑھ	۲
عبدالجلیل حاجی میاں صاحب کلیان	۲
ایس ایم بدرالدین گودھرا	۱
مولوی غلام مہدی صاحب مٹھیال	۱
ماسٹر عبدالعزیز صاحب کھنڈوا	۲
مولوی عبدالرحیم صاحب اچھاور	۲
مولوی امیر احمد صاحب بنارس	ایک
سید شرف حسین صاحب لاکڑہ	۱
ایس ایم اسماعیل صاحب ہوائی حصا	۱
محمد حنیف صاحب دربھنگہ	۲
محمد صادق صاحب مدرس پیلی بھیت	۱
عبدالستار صاحب بہرپال	۱
یار نبی الحسن صاحب گلشن آباد پارہ	۳
قریشی مولا بر ابراہیم صاحب قصاب لاہور	۱
مولوی قاضی الٰہی بخش صاحب آمادپور	۲
محمد عاشق صاحب محمد اعجاز خاں صاحب رامپور	۲
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مری گوڑہ	۲
عاشق علی صاحب بارہ بنکی	۳
رحمت بیگ صاحب طالعلم سکندرہ	۲
صدیق ابوالحسن صاحب کمتہ	۲
محمد صاحب یاسین صاحب چوڑی فروش	۱
حسن خان صاحب اگرمالوہ	۱
محمد الہ یار خانصاحب بڑاوانی	۳
عمرالدین صاحب زرگر مدورٹ	۴
قطب الدین صاحب رائے پور	۱
غلام مرتضیٰ صاحب برہان پور	۲
ایم اے سود اگر صاحب بلگام	۳

نام معاونین	تعداد
جناب عبدالقادر صاحب دہلدور	۱
سعادت خان صاحب کالپی جالون	۱
منشی فقیر اللہ صاحب پٹواری سلطان گڑھ	۱۰
محمد امانت اللہ صاحب اوسک ناندیڑ	۴
کرامت علی صاحب ٹانڈہ	۵
حافظ خلیل الدین صاحب وکیل اورنگ آباد	۱
شوکت علی صاحب ہانڈہ نیا پاڑہ	۲
منشی یار علی صاحب محرر پوسٹ ماسٹر دوداہا	۵
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کیرپان	۳
محمد شریف صاحب نندیال بگان	۲
محمد حسین صاحب تاجر کتب بمبئی	۱
غلام رسول صاحب کاگہار	۱
ایم عبدالسبحان صاحب محمود بازار	۱
مولوی حبیب خانصاحب سرجاگڑہ	۳
عبدالغفار صاحب نظام آباد	۲
مبارک علی صاحب تھیلا گلی	۳
محمد نجیب صاحب خانڈی پور	۱
حفیظ الحسن صاحب بڑا بازار بریلی	۱
محمد حبیب صاحب گورکھپور	۲
مولوی محمد اعظم صاحب لقہ	۳
حاجی محمد حاشق علی صاحب بدلام پور	۱
محمد قاسم الدین حسن صاحب حیدرآباد	۱
فیاض علی صاحب سکریٹری بنک شاہجہانپور	۱۰
شاہ فداحسین صاحب وکیل درگاہ اجمیر	۵
مولوی نجیر محمد صاحب قریشی لائل پور	۳
مولوی لیاقت حسین صاحب فدوانی ناگپور	۱
عبدالرزاق صاحب کانسٹبل بلیا	۱
فضیل احمد خانصاحب سرجن نہ گنج	۲
محمد نسیم صاحب کانسٹبل اعظم گڑھ	۲
محمد دین صاحب پنشن دولتا نگر	۱
میر لائق حسین صاحب فارسٹ نیمر دوری	۱
قاضی سکندر علی صاحب کنن گڑھ	۲
ڈاکٹر آغا حسن صاحب بھیونڈی	۱۰
عبدالغفور صاحب تاج گڑھ الہ آباد	۳
محمد احمد صاحب رضوی بہرپال	۱
سید قمر الحسن صاحب سید پور غازیپور	۱
عبدالروف صاحب کلکتہ (دوبارہ)	۲
ڈاکٹر لیاقت علی صاحب ٹیلا تانگ	۳

نام معاونین	تعداد
جناب حکیم ان۔ ایم ٹیرز احمد آباد	۲
محمد اولی صاحب کلکتہ	۳
مولوی احمد خاں صاحب حیدرآباد	۳
محمد صدیق خاں صاحب بھیوپور	۱
احمد صاحب حسن صاحب کولابہ	۱
غلام رسول صاحب نچلیگاؤں	۴
منشی علی محمد صاحب علی پور کلکتہ	۲
قمر سلطانہ وٹمس سلطانہ کھگول	۲
مولوی غلام قادر صاحب یاکوٹ	۲
مولوی محمد بخش صاحب ستی مبتول	۲
مولوی حامد علی صاحب دوبا	۲
محمد اسماعیل صاحب داروغہ ہیم تال	۱
سید محمد صاحب کابل بانڈہ	۴
قمر الزماں صاحب مہراج گنج	۲
شہاب الدین میاں صاحب	۶
پنش امام ہاڑ دوبارہ	
غلام محمد شہاب الدین اوکٹہ	۲
چوہدری محمد اعظم خان صاحب پوکھریرہ	۱
عبدالحفیظ صاحب الکنور	۱
تجمل حسین صاحب مونگیر	۲
عبدالرحمن صاحب بادنی کدورہ	۲
محمد اسحاق صاحب مانڈ ٹ آبو	۳
سید محمد نبیہ فرخ نبیہ صاحب سوہدرہ	۱
بابو سید محمد اسماعیل صاحب ناگپور	۲
عبدالکریم صاحب آل ٹنک	۳
رفیع اللہ صاحب ٹروپ	۲
محمد ایوب خان صاحب انسپکٹر پولیس	۳
خواجہ فرید الدین صاحب حیدرآباد	۱
عبدالحی صاحب انکم ٹیکس لیا	۳
مولوی محمد اسماعیل صاحب سرجن	۱
ہادی علی صاحب ٹیلیفون انسپکٹر پیلی	۱۶
مولوی محمد غفاری صاحب سفری	۲
میر زا نواب بیگ صاحب جیلپور	۴
سید عبدالرزاق صاحب چراغ گڑھ	۱
مولوی سید عبدالت صاحب جنہو	۲
بابو امجد حسین صاحب ٹرمن شملہ	۲
ایم ہرایب علی خان صاحب پرچہ	۶
نصیر الدین صاحب سرشتہ اکاچی	۱

سب سے بڑی ضرورت

ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کا کما حقہ واقف ہو لیکن افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے لوگوں کو اس کا موقع حاصل نہیں کہ آٹھ دس سال کا زمانہ بھی تعلیم میں صرف کریں پس اس ضرورت کو پیش نظر رکھکر سالہا سال کی کوشش سے بصرف زر کثیر **اسلامی تعلیم** طیار کی گئی ہے جس میں اہمیت و حاجات کے مکمل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے زندگی میں جس قدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہو سب اس کتاب میں درج ہیں یہ صد اسنند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم ادیب فاضل حضرت علامہ مفتی سید محمود صاحب کی تالیف ہے اس کی موجودگی آپ کو عالموں مفتیوں سے مستغنی کردے گی اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا صحیح راستہ معلوم کرسکتے ہیں عالموں جاہلوں مردوں عورتوں اور ہر عمر والوں کے لئے یکساں مفید ہے فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے کتاب کی بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

نام مضمون	نام مضمون	نام مضمون	نام مضمون	نام مضمون	نام مضمون
باب الطہارت	لائق امامت	کعبہ میں نماز پڑھنا	احرام کے محرمات و مکروہات	حرم کے درخت کترنا	احکام ایلا
وضو کا بیان	مسائل جماعت	**کتاب الصوم**	حرم میں داخلہ	جوں مارنا	نشہ کرنیوالی چیزیں
نواقض وضو	نماز میں بے وضو ہونا	روزہ توڑنے والی چیزیں	طواف حرم و صفا و مروہ	احرام پہ دوسرا احرام باندھنا	مہمان نوازی
غسل کا بیان	خلیفہ بنانا	طواف میں یا تیر حرام ہے	طواف میں روزہ نہ توڑنے والی چیزیں	سفر کے مسائل	خلع
موجبات غسل	نماز کے توڑنے والے اسباب	روزہ کی قضا مع کفارہ	طواف کے مکروہات	حج فوت ہو جانیکا بیان	بیان نماز
قابل استعمال پانی	نماز میں بولنے پر بنانا	مکروہات روزہ	طواف بھی کے مباحات	حج بدل	کفارہ ظہار
انسان و حیوان کی جھوٹا	نماز کے سامنے سے گذرنا	بیان سحری و افطاری	منیٰ کی روانگی و عرفہ کا	حج کی نذر کرنا	سوگوار ہونا
تیمم کا بیان	مکروہات نماز	روزہ نہ رکھنے کے عذرات	وقوف	شوہر کی نامردی	شوہر کی نافرمانی
تیمم کی سنتیں	نماز توڑنی کب درست ہے	روزہ نہ رکھنے کے عذرات	مزدلفہ کی روانگی اور وقوف	پرورش اطفال	میاں بیوی کا حق
کس چیز سے تیمم کرنا چاہیے	جمعہ کے احکام	نفل روزے	منیٰ کے اعمال اور حج	نفقہ	حق رشتہ دار
کس چیز سے تیمم درست نہیں	جمعہ واجب ہونیکی شرطیں	روزہ کی قضا	کی بقیہ باتیں	حقوق زوجی	حق یتیم
موزوں پر مسح	نماز کا بیان	احکام اعتکاف	حج قران	حاضری مدینہ طیبہ و	تدوین مسائل
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے	عیدین کی نماز	متفرق مسائل	حج تمتع	زیارت	حق مسکین و مسافر
اعضاء وضو پر مسح	سجدہ سہو	**کتاب الزکوٰۃ**	حج کی تسہیلات	**محرمات**	حقوق شوہر
نصاب عذر کا بیان	سجدہ تلاوت	چاندی سونے اور مال تجارت	احکام حج میں تقصیر	رسوم شادی	بیوہ کا حق
نجاستیں	نماز قضا	کی زکوٰۃ	اور اس کا جرمانہ	دعوت ولیمہ	ہمسایہ کا حق
نجس چیز دھکا پاک کرنا	نماز مسافر	جانوروں کی زکوٰۃ	جرموں کی تفصیل	بیدادش	مہمان کا حق
استنجے کا بیان	سنن۔ نوافل	اونٹ کی زکوٰۃ	قربانی اور حلق میں تقصیر	احکام ولی	عقیقہ
حیض و نفاس کے احکام	جماعت کی شرکت	گیہوں کی زکوٰۃ	وقوف عرفہ میں تقصیر	مسائل نفقات	**کتاب الذبائح**
کتاب الصلوٰۃ	سوسج اور چاند گرہن	زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ	وقوف مزدلفہ میں تقصیر	وکالت نکاح	جانور ذبح کرنا
اذان کا بیان	کی نماز	زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں	سعی میں تقصیر	نکاح کافر	حرام و حلال جانور
نماز کی شرطیں	نماز استسقا	صدقہ فطر	رمی میں تقصیر	**کتاب الطلاق**	مسائل شکار
نماز کے فرائض	نماز خوف۔ احکام مسجد	صدقہ نفل	بوس و کنار و مباشرت	طلاق صریح	قربانی
نماز کے واجب	جنازہ کی نماز غسل میت	بھیک مانگنا کس کے لئے	غرشو اور جیل لگانا	طلاق کنایہ	عقیقہ
نماز کی سنتیں	کفن میت۔ جنازہ لیجانا	جائز ہے۔	سے ہوئے کپڑے پہننا	تفویض طلاق	ولیمہ
نماز کے مستحب	نماز جنازہ	**کتاب الحج**	جسم سے بال دور کرنا	طلاق معلق	**متفرقات**
احکام قرأت	قبر اور دفن کا طریقہ	احکام حج	ناخن کترنا۔	طلاق مرکب	ختنہ
قرأت کی غلطیاں	مسائل تعزیت	میقات	شکار کرنا۔	طلاق رجعی	دشمن کا حق
احکام امامت	احکام شہید	احکام احرام	حرم کے جانوروں کی لیناوغیرہ		مہمان نوازی
					کتاب اللباس
					لباس کا بیان
					چاندی سونے کے برتن
					کتاب العقائد
					لا الہ الا اللہ
					محمد رسول اللہ
					حقوق
					اولیاء اللہ
					کتب آسمانیہ
					آنحضرت کے صحابہ کو
					فحش کی تعلیم کیوں نہ دی
					صحابہ میں کون لوگ
					فقیہ تھے۔
					تدوین مسائل
					صحابہ کے اصول فقہ
					کس قدر مسائل یاد تھے
					ملائکہ (فرشتے)
					کفر و ایمان
					قضا و قدر
					قیامت
					نفع نور
					محشر
					حساب و کتاب
					جنت و دوزخ بمعہ اہل

مسلمانوں کی مذہبی امامت۔ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کے علاوہ اور مختصر مسائل عقائد کے متعلق ضخامت پانسو صفحہ کے قریب ہے کاغذ سفید دلاتیں چمکتا اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی

قیمت مجلد مجلد پارچہ عمدہ مجلد مرصع سنہرے جلد مجلد چرمی وٹشم مجلد پارچہ عمدہ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ **حمیدیہ پریس دہلی**

روح المعانی
یعنی
تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق اکثر جدید تعلیم یافتہ حضرات کے دلوں میں جو شکوک و شبہات اسلامی تربیت کی کمی سے پیدا ہو گئے ہیں اور ان تمام مسائل سے جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے بہت ہی آسان طور پر بحث کی گئی ہے اور ان کے جوابات ایسے دلنشین پیرایہ میں دیئے گئے ہیں کہ ان کتاب کو پڑھ کر آپ بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ اسلام کی حقیقت اور اس کی خوبیوں سے اب تک ہم بالکل بے خبر تھے۔

یہ کتاب ان لوگوں کے لئے بھی بہت مفید ہے جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں اور ان کے لئے بھی جو اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے ان کو اسلام کی تبلیغ کے لئے بہت سا مواد مل جائے گا۔

مصنف نے اس کتاب کو لکھنے میں بہت سی تفاسیر سے مدد لی ہے لیکن اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھ کر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پرمن صفائی کے اعتبار سے اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں نظر آتی یہ تو اس کتاب کی تفسیر کی تشریح عرض ہے جو تفسیر کو عام فہم بنانے میں لکھی گئی ہے قیمت دس آنے صفحات ۱۶۷ صفحے

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر	بسم اللہ کی تفسیر	تمنا دل کی مرکز اسلام ہو
سائنس اور شیطان	ضرار پھر وہ	اصلاحی پروگرام
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل	زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام عقائد کی روشنی میں	زمانہ حال کے علماء و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور رزاقیت
ملائکہ اور جنات	اسلام اور وحدت	منزل عشق
انسانی قوی کبھی ہوا اور مجبوبی ہو	جہاد کی غرض و غایت	عبادت کے معنی
انبیائے کرام کی فطری طاقتیں	رسول عربی کا رحم و کرم	فطرت سلیمہ کا تقاضا
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	تفسیر سورہ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
مرنے کے بعد زندہ ہونا	ارواح کے مکانات	صراط مستقیم
وحی اور سائنس	سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے	گمراہی کے اسباب
وحی کی حقیقت	بعض اسرار و معارف	اکثریت اور شیطان کی دوست
نجات کا راستہ	وحدت، محبت کی تعلیم	خدا بھی راضی ہے اور شیطان بھی خوش
صداقت رسول کے عقلی دلائل	انجیل کے مسلمانوں کا امتیازی نشان	اہل ہدایت کے اعمال
قرآن مجید اب تک کیوں محفوظ ہے	اسلام کا مقصد اولیں	اہل ضلالت کے اعمال

یہ ہے مختصر فہرست مضامین تفسیر روح المعانی کی جو آپ نے پڑھ لی

قیمت دس آنے — منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنے کے بعد
کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کسی طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب مشاہدہ کر لوں دوسری اقوام سے کہہ بھی دیجئے کہ مرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے ضلوا اور اسکے رسول نے بتلایا ہو مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ یہ کچھ خدا نے اور اسکے رسول نے بتلایا ہے وہ عین الیقین ہے اسکے علاوہ صدہا خاص خدا نے اپنے مشاہدات و سوں کو خواب میں بتائے ہیں یہ سب باتیں فاضل علامہ مولوی عبدالنواب نے اپنی جدید تصنیف **حیات بعد الموت** میں بھر دی ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم بقیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ بھی اپنے کو بالکل یقینی آبادو منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے اس میں جن فصل مضامین ہیں۔

فلسفہ روح انسانی	جسم خاکی سے روح	کفار کی ارواح	جنازہ کے ساتھ چلنا
دین دنیا	کا انقطاع	منافق سے سوال	دفن میت اور قبر
جسم و روح	حضرت آدم کی نجات	مومن کی نیک روح	توبہ و استغفار
حقیقت روح انسانی	حضرت ادریس کی وفات	نیک عمل	درود فاتحہ اور
روح انسانی کا دخول	حضرت سلیمان کی وفات	عذاب و ثواب	ایصال ثواب
عہد میثاق	رسول کریم کا وصال	عالم برزخ	تلاوت قرآن کا
روح حیوانی اور روح	ایمان و کفر	قبر کا عذاب	ثواب
انسانی	نیک روحیں	فلسفہ عذاب و ثواب	قبرستان
تناسخ و اواگون	ملک الموت اور میت	تجہیز و تکفین	زیارت قبور
حقیقت موت	مکفنین	غسل میت	تعزیت و تسلی
علامات	ابرار و مقربین	غسل کا پانی	کہانا کھلانا
سکرات موت	برا خاتمہ	کفن میت کی تفصیل	نجات اخروی
تلقین	بری روحیں	نماز جنازہ مکمل	مردوں کو کیا چیز
مومن کافر کی علامت	تلہین	نماز جنازہ کی اہمیت	پہنچتی ہے۔

اس کے بعد دوسرے حصہ میں

۳۴ صحابہ کرام صوفیائے عظام اولیاء کے روپائے صادقہ کے حال ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے دوستوں کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب غریب مکاشفات ہیں جن سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ان کی اس زندگی کی زندگیوں کی سچ دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے یہ وہ گائیڈ ہے جو ہر سالہ روح آخرت کے لئے بہت ضروری ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے اپنے پیش رو اعزہ کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں

ضخامت ۲۴۰ صفحے قیمت ۱۲ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عورت

عورت کی زندگی، اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی، دو سو صفحے ضخامت کے، اور سو تصویروں سے مزین، نفیس چکنا کاغذ، چھپائی اعلیٰ درجہ کی، اور ٹائٹل پر رنگین تصویر ہے۔ قیمت صرف دو روپے، جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں۔

تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین ترین عورتوں کے جن کی فوٹو کے حسب ذیل نمبر ہیں، فوٹو تین چھپے ہوئے ہیں۔

(۱) عہد شباب کا دلچسپ مشغلہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) پیکر جمال
(۵) ریاست سکم کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) برما کی عورت
(۸) ہانگ کانگ کی عورت
(۹) نیوزیلینڈ کی عورت
(۱۰) مصر کی عورت
(۱۱) حبشی عورت
(۱۲) یورپ کی عورت
(۱۳) جزائر غرب الہند کی عورت
(۱۴) نیوگنی کی عورت
(۱۵) اسپین کی عورت
(۱۶) چین کی عورت
(۱۷) سوئیٹزلینڈ کی عورت
(۱۸) ملایا کی عورت
(۱۹) ساحل سمندر کی عورت
(۲۰) پرتگال کی عورت
(۲۱) ایتھوپیا کی عورت
(۲۲) شیخوپورہ کی عورت
(۲۳) رایا کی عورت
(۲۴) منگولیا کی عورت
(۲۵) زنانہ محل کی انگلش عورت
(۲۶) لمبے بالوں والی عورت
(۲۷) سیام کی عورت
(۲۸) سائھوریا کی عورت
(۲۹) برلن کی ہوشیزہ
(۳۰) ساڑھے پندرہ لاکھ کی نتھنی
(۳۱) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۲) ٹیونس کی عورت
(۳۳) ہاروڈ کی عورت
(۳۴) کوہستانی ہوشیزہ
(۳۵) سلوی کی عورت
(۳۶) ہندوستانی عورت
(۳۷) ترکی عورت
(۳۸) بجلی کی شعاع سے علاج
(۳۹) لندن کی مہ جبین حوریں
(۴۰) مصری رقاصہ
(۴۱) فرانس کی ہوشیزہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) برف کے تودے پر رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) پرس کی رقاصہ
(۴۶) اٹلی کی رقاصہ

قلمی تصاویر

زلف پیچاں کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عمر کے ساتھ لباس ۱۲ "
ہندوستانی ورزش ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی وجاہت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی ورزش ۱۲ "
اور متفرق ۳ تصویریں

مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات اور ادبی تبصرہ۔ دیباچہ عورت کیا ہے، عورت کی تربیت

عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داری
کوک شاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

طلسمی زندگی
عورت کی زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
طلسمی سازگر چھیڑنے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت نگار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا مکمل نقشہ
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولین تربیت اولاد کا مقدر مرض
بادہ شفقت کا شمار
عورت کی پیشانی کا جوہر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ مورت
تیغ تعلیم میں ذرخت انبساط
خوبصورت چہرہ پر جما کا نقاب
شان خودداری کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مارچ

دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ

وحشی صورت سے دشمنی
عورت کی مصیبت
عورت عورت کی دشمن کیوں ہوتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
مخفی گناہوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعتماد
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدرتی پرستار کون ہیں
عورت دنیا کی بہترین زوج ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو قابو میں لانے کی گھاتیں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور وحشی کے جھگڑے ٹوٹکے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبوبیت میں چار چاند
ایک مشہور خلاسفر کا زاویہ نگاہ
بچی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از وقت اخلافی تقسیم نا
حور تو سی کی پارلیمنٹ
خرمن محبت میں نشیمن شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم دروں کیلئے مرہم کا فوری نظام
آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کیلئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زمانہ
روزانہ غسل کی عادت

نہاں تمنا کی بے ثمری

تیسرا باب

محمود و شیریں کی داستان شباہت
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں خار سیاہ
حریم حسن سے چیریں چھاڑ
تمام بیریوں سے لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے پروانے
کامیاب زندگی

چوتھا باب

نر و مادہ حیوان کی کیفیت
مسہ سرا، بالوں کی محبت
کی بیاہی میں ناکامیاں
خوشنما پرکامانہ
ساغر و صہبا میں باد و محبت
پرسہ و پرسانہ موصلت
پروردہ اعضائے جسم
منظر فطرت کا پرکیف اثر
صحبت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرو روان کی یادآوری
شاہد رہ شباب کے نشیب و فراز
راہ شباب پر کی مہ پیشاں
معصوم دلستیوں سے لطف اندوزی
کامیاب زندگی

پانچواں باب

نر و مادہ حیوان کی کیفیت
جرعہ کش مرحلات کا مقصد
اظہار محبت و حفظ نفسانی
عضو تناسلی سے نامانوسیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب بتال کی حساسانہ
صدف عصمت میں نہاں
اتحاد تناسل کی ضرورت
باہمی دلستگی کی گہرائی
مذموم عادات کا دفعیہ
محفل محبت کی شمع محفل
فسانہ زندگی کا آخری باب سہ سلسلہ
حصار عصمت کی فصیل

فرائض کا گراں بار شانہ
بچوں کے بے کھیل کود

اس کتاب میں

اسی قسم کے دس ہزار مسائل موجود ہیں جن کے علاوہ ضمنی اغوزی کے ہزارہا مسائل موجود ہیں جن کے علاوہ ضمنی علاج بچہ کی پرورش، ہر تہ کنٹرول، بچہ پیدا ہونے کے سامان غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوٹا جس میں مرد عورت کی لطف اندوزی نشنہ رہ جائے۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۴۷
قیمت صرف دو روپے

منیجر سالنامہ مولوی جمیلہ پریس دہلی سے منگائیے

تصانیف جناب علامہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علمائے ہند

باغ جناں کی سیر

کرنی ہو تو "جنت کی کنجی" منگا لیجئے یہ کتاب جنت کی سیر کی پوری تفصیل ہے اور تمام ضروری زاد سفر کا نقشہ بتلایا گیا ہے جس کے ذریعہ جنت کا راستہ ملتا ہے اور وہ تمام ضروری زاد سفر کی تفصیل ہے جس کی جنت تک پہنچنے میں ضرورت پڑتی ہے اب جبکہ ہر مسلمان جنت چلنے اور وہاں تک پہنچنے کا آرزو مند ہے اس کے لئے اس کتاب کا خریدنا بہت ضروری ہے اس کتاب کا عامل آنکھ بند کر کے جنت میں پہنچ سکتا ہے یعنی آنکھ بند ہوتے ہی باغ جناں میں مصروف تفریح ہو جائے۔ یہی وہ کتاب ہے جو رضائے الٰہی کے بام تک پہنچا دیتی ہے اور جنت کی سیر کے بعد رضائے الٰہی جو سب سے اہم چیز ہے وہ بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہے قیمت چار آنے ۴ ر

پاک زندگی

اگر آپ سیدنا حضرت خلیل کی پیدائش اور قوم سے مناظرے کی پوری کیفیت پڑھنی چاہتے ہیں تو پاک زندگی پڑھیئے اس کتاب میں نہ صرف حضرت ابراہیم کی زندگی کا تذکرہ ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترسٹھ سالہ زندگی پر بھی ایک مختصر بحث کی گئی ہے آخر میں درود کے فضائل اور درود و شریف پڑھنے کے مواقع اور درود شریف کے کلمات جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ ر

دوزخ کا کھٹکا

یہ مولانا کی وہ بے مثیل تصنیف ہے جس میں ان تمام اعمال کی تشریح ہے جن کی سزا جہنم ہے یہ مضمون احادیث کی کتابوں سے ماخوذ ہے انداز بیان عام فہم اور طرز تحریر دلچسپ ہے بعض عنوان یہ ہیں: تقدیر، سادر زمانہ، دھوکہ، عدل۔ مال حرام۔ بے تعلقی والدین ماں باپ کی نافرمانی، طالب تعظیم۔ اہل اسلام سے نفرت۔ جھوٹا وعدہ۔ خرید و فروخت۔ بے لبسی۔ پردہ دری صحابہ سے عداوت۔ عزعل۔ عیاشی میاں بیوی سود و بیوپار۔ امانت میں خیانت۔ رشوت اتہام ترک ملاقات۔ دنیا کی محبت۔ حسد۔ فتنہ انگیزی وغیرہ ۲۱ عنوان ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

سادھتری

کفر ستان اچھوت ہندوستان میں ایک سعادتمند روح یہ دینی تعلیمی افسانہ ہے جس کی دھوم مچ چکی ہے ایک تعلیم یافتہ ہندو لڑکی کا قرآن مجید سننا اور متاثر ہونا اسلام کی محبت کو اپنے دل میں پرورش کرنا تاریک خیال سنیاسیوں اور ظالم و جابر عزیز و اقارب کے مظالم اور صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنا اور آخر کار اسلام کی آغوش میں آکر روحانی اطمینان حاصل کرنا یہ ہے کتاب ہندو مذہب کی خامیوں کی ایک تاریخ ہے یہ ہندو معاشرت کا ایک ہیبناک مرقع ہے یہ اچھوت کی جھوت کا دلدوز واقعہ ہے یہ زبردست مصیبت کا ایک دردناک سانحہ ہے اور یہ اسلام کے اوصاف اور ہمہ گیری کا ایک روشن سورج ہے یہی وہ افسانہ ہے کہ اگر اس کی اشاعت اقوام ہند میں کی جائے تو فوج در فوج اچھوت وغیر اچھوت آدمی اور غیر آدمی ہندو داخل اسلام ہوں روشنی کا تیار انداز ہیرے سے اور اچھی چیز کا امتیاز بری چیز سے ہوتا ہے جب دوسرے مذاہب کا حال ان کی معاشرت ان کے رواج کا حال معلوم ہوتا ہے تب ہی ہمیں اپنے مذہب کی قدر ہوتی ہے۔ قیمت ۸ ر

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

میاں بیوی کی باتیں

سہ رنگی تصویر

یہ کتاب مشرقی اور مغربی میاں بیوی کی بذلہ سنجیوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں صدہا فارسی عربی اور انگریزی کتابوں اور رسالوں سے جا بجا کے قریب میاں بیوی کے لطیفے جمع کر دیئے گئے ہیں یہ مجموعہ لطائف و ظرائف شادی شدہ اور غیر شادی شدہ مرد و عورت کو ضرور اپنے پاس رکھنا چاہئے اس کے پڑھنے سے ازدواجی زندگی کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جائیں گی بجھے ہوئے گھر سنور جائینگے روٹھے ہوئے میاں بیوی من جائینگے غرضکہ اردو میں اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب شایع نہیں ہوئی ہر پڑھے لکھے گھر میں اس مہذب ظرافت کی پڑیا کا ہونا ضروری ہے شروع میں ایک کیف پرور نیچرنگی تصویر بھی دیگئی ہے اعلیٰ درجہ کی کتابت و طباعت، سفید دو بنر چکنا کاغذ ضخامت اسی صفحے ٹائٹل کئی رنگ کا قیمت ۸ ر

عملیات باقی

اس کتاب میں سرتاج اولیا حضرت خواجہ غریب نواز حضور خواجہ باقی باللہ کے وہ تمام اوراد و وظائف ہیں جو حضور کے معمولات میں سے تھے اور جن کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ ایک بھی عمل ایسا نہیں ہے جس کا ثبوت کتاب اللہ اور کتاب رسول اللہ سے نہ ملتا ہو۔ ہر ہر مرض کا علاج ہر تکلیف کا مداوا ہر بے چینی کی تسکین اگر کہیں ہو سکتی ہے تو وہ عملیات باقی کے ان اوراد و ظائف کے پڑھنے سے جو آج تک شایع نہیں ہوئے اور جس میں ہر انسان کی ہر مصیبت کا روحانی علاج درج ہے کتابت و طباعت اعلیٰ درجہ کی کاغذ چکنا سفید ٹائٹل کئی رنگ کا ضخامت ۹۶ صفحے

قیمت صرف ۸

زندگی بدل جائے گی

اگر آپ مولوی سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ منبادلی کے لکھے ہوئے نو افسانے خود پڑھ لیں گے یا اپنے گھر والوں کو سنا دیں گے اس میں حسب ذیل افسانے ہیں (۱) عالی ہمت نوجوان (۲) کرسمن کے کھلونے (۳) شہید رسوم (۴) سیدانی کے روزے (۵) عید کے دن شادی (۶) تقدیر کی گرفت (۷) بے گناہ کی بربادی (۸) عذرا کی سرگذشت۔ احساس فرض و محبت (۹) افیار کا پھل۔ حقیقت میں یہ افسانے نہیں بلکہ معاشرت کا ایسا صحیح درس ہیں جن سے برباد شدہ خاندان سرسبز و شاداب ہو سکتے ہیں اسی لئے اس کتاب کا نام

درس معاشرت

ہے اور قیمت صرف ۸ ر

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

تصانیف مولینا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

سفرنامۂ ہستی

یہ سفرنامہ انسانی زندگی کا لب لباب ہے اگر انسان اپنا سفرنامہ دیکھنا چاہے اور دنیا کی فریب کاریوں کے مشاہدہ کی تمنا ہے تو اس عجیب وغریب کتاب کو مطالعہ میں رکھے۔ مولانا شرر کی یہ سب سے بہتر تصنیف ہے جس میں انسانی حقیقت کو اور دنیا کو بے نقاب کیا گیا ہے اس میں بچپن جوانی خیال یار۔ غرور حسن۔ رعنائی۔ شب فراق۔ حسن وعشق جوانی کی یاد بڑھاپے کے مناظر۔ موت کا پیام۔ غرضکہ وہ سب کچھ ہے جس سے ایک انسان کو زندگی میں واسطہ پڑتا ہے اس سے دلچسپ اور اس سے مفید اس سے زیادہ درد میں ڈوبی ہوئی کتاب آپ نے نہ دیکھی ہوگی

قیمت عہ

دنیا بھر کی حسین اور نامور عورتوں کے دلچسپ حالات

عورت خود اپنے اندر کشش رکھتی ہے لیکن جب وہ حسین ہو اور اس کے ساتھ ہی اسے شہرت بھی حاصل ہو جائے تو اسکے کمالات سونے پر سہاگہ کا کام کرتے ہیں مولانا شرر نے اس کتاب میں دنیا کی حسین اور نامور عورتوں کے دلچسپ حالات کو سوانح کی صورت میں لکھا ہے ہر عورت کی داستان اپنے اندر ایک ناول سے زیادہ کشش رکھتی ہے اور اسکی برق پاشیاں اہل دل کے خرمن صبر پر آگ لگانے کیلئے بالکل کافی ہیں ان میں وہ عورتیں بھی ہیں جو علم وفن میں کمال رکھتی تھیں اور ان کا تذکرہ بھی ہے جو شجاعت میں بہادروں کو دبوچ لیتی تھیں اور ان کے افسانے بھی ہیں جن کے حسن نے دنیا میں آگ لگا دی تھی قیمت عہ

شاہان مغلیہ کی بیگمات

جس میں مغل بادشاہوں کے اندرونی راز درج ہیں اور وہ واقعات لکھے گئے ہیں جو حرم محل کے اندر ہی سینہ بسینہ چلے آتے تھے یہ مولانا شرر کی وہ تصنیف ہے جو اپنے رنگ کے اعتبار سے اردو میں ایک ہی کتاب ہے اس میں بابر کی بیگمات سے لیکر شاہان مغلیہ کی بیگمات کی سوانحعریاں ہیں محل کے رسم ورواج کا ذکر ہوا اس کے پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ قلعہ میں بیٹھے ہوئے بیگمات کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہے ہیں شادی وغمر عیش وطرب رسم ورواج کھیل تماشے خلوت وجلوت غرضکہ تمام واقعات کو بے نقاب کر دیا ہے قیمت عہ

اسلامی سوانحعریاں

اسلام کے بنیاد رایہ ناز فرزندوں کے کارنامے اسلام کو چار چاند لگانے اور تمام دنیا کو علم کی روشنی سے جگمگا دیا اور جن کی شہرت مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے مولانا مرحوم نے ایسی اولوالعزم ہستیوں کی سوانح اپنے خصوصی انداز میں مرتب کی ہے جس کے پڑھنے کے بعد اسلامی عروج کا زمانہ یاد آتا ہے اور مسلمانوں میں ترقی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اگر آپ بھی اپنی مردہ رگوں میں زندگی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور منگائیے

قیمت عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جذبات شرر

مولانا مرحوم کی جادو نگاری آج کل مشہور ہو چکی ہے کہ اس کی تعریف کی ضرورت نہیں جذبات شرر ان کے ۳۶ مضامین کا مجموعہ ہے یہ مضامین محض کہانیاں نہیں بلکہ نیا نیا معجزات اور معجز نگاری کی کرامتیں ہیں جنہیں نشاط دانی کا شوق اور اردو زبان کا چٹخارہ پورا کرے اس کتاب کو ضرور پڑھیں انہی مضامین کی بدولت ہندستان میں سینکڑوں جادو نگار بن گئے یہ مضامین بڑی کوشش سے فراہم کئے گئے ہیں مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔ دنیا زاد۔ ہمہ۔ ہمہ اور ہمارے کمالات۔ عورت اور نیکی۔ رنج والم۔ غم وجانبازی آدھی رات۔ از آستہ کہ برہمات۔ شادی وغم۔ باد سحر آنے والی گھڑی۔ عالم خیال۔ خلوص۔ اچھی تابین۔ خود پسندی۔ اندھیری رات بدستی۔ خاموش آسمان۔ غریب کا جھونپڑا۔ رخصت بہار۔ شمع سحر۔ شمع حرم دیہات کی شام۔ بوڑھا مہاجن اور۔ یاس۔ سزائے۔ حسن برسات۔ گم شدگان سلف۔ گلوبانیاں فصل بہار۔ لالہ زار۔ بھول وبنجوری وغیرہ قیمت مجلد عہ

صد بازدل

تذکرہ مشاہیر عالم جس میں حسب ذیل سوا سو انعریاں درج ہیں خلیفہ ناصر الدین لعبد اللہ بن عوام۔ عبدالملک بن زہیر لقمہ ابن بلوط۔ جالینوس۔ مانی۔ سابن وائعین۔ اعزاز الدین حسین۔ حاتم طائی حبلہ بن ابہم محمد بن نومرت۔ ابو عثمان۔ سعید بن مسجح۔ سیاتائی۔ وشمن کی جامع بنی امیہ ابو الاسود دولی۔ احمد بن طولون۔ ابو الضحاک۔ عمرو بن معدیکرب۔ نابلہ۔ زیبائی سکندر۔ عظیم۔ سمون۔ ابن قراقوش الحکم المستنصر۔ محمد۔ عبدالرحمن بن مقفع مجاہد دشتی مہوس۔ سید ابا صوفیہ۔ محمد علی باشا۔ ابو جعفر منصور۔ ابو دلامہ۔ مسجد اقصیٰ صلیبی جہاد۔ قیمت ہر دو جلد کامل مع فوٹو مولانا شرر عہ

پردہ

شرعی پردہ کی نسبت مولانا کے قابل دید مضامین جو نہایت مدلل قرآن اور حدیث وفقہ کے احکام کے مطابق لکھے گئے ہیں عورتوں کے جو حقوق مردوں کے ذمہ ہیں ان کو دلانے کی پوری کوشش کی گئی ہے شادی نکاح کی بہترین پر بے نظیر تصنیف عورتوں کی حمایت میں مشہور کتاب ہے اور حد درجہ دلچسپ مفید قیمت عہ

قیامت خیز تاریخی تبلیغی فسانہ

ہندوستان کے سب سے بڑے تاریخی فسانہ نگار مولوی عبدالحلیم شرر کا لکھا ہوا ہے یہ وہی معرکۃ الآرا فسانہ ہے جس نے عیسائی دنیا میں تلاطم برپا کر دیا تھا جس طرح یہاں کے آریوں کا سب سے بڑا کارنامہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا ہے اسی طرح شام وفلسطین کے عیسائی مسلمانوں کے درپے آزار رہے ہیں اس کتاب میں عیسائیوں کی تبلیغ اور ان کی سیاہ کاریوں کی پول کھولی گئی ہے اور ان کے کلیسہ کے اندرونی ناپاک حالات کا شاہدہ کرایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عیسائی راہب اور کلیسہ کے کرتا دھرتا کس طرح بھولی بھالی کنواری لڑکیوں اور بے زبان چڑیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر ان کی عصمت ریزیاں کرتے ہیں اور بہت سی ملیں کیسی بے باکی سے بچوں کو اپنے فرضی ناموس پر قربان کرتی ہیں۔ قیمت عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تصانیف مسٹر اکبر حیدری

مسٹر مجنوں ۱۹۲۵ء میں ٹیلی فون پر لیلیٰ اور مجنوں کی دلچسپ گفتگو مجنوں کا مختلف کاروبار پر لیلیٰ سے مشورہ لیلیٰ کی زندگی کے ہر شعبہ پر تبصرہ مسٹر مجنوں کبھی ایڈیٹر کبھی لیڈر کبھی مولوی کبھی مُلّا کبھی ڈاکٹر کبھی حکیم کبھی وکیل کبھی فوج میں بھرتی ہیں کبھی پولیس میں کبھی راجہ اندر کی جگہ کے لئے وائسرائے کی خدمت میں ایک درخواست بھیجتے ہیں آل انڈیا مجنوں کانفرنس کے ریزولیشن لیلیٰ مجنوں کو ہر گفتگو میں ہیرو قوف بناتی ہے آخر مسٹر مجنوں ہر طرف سے مایوس ہو کر خودکشی کرتے ہیں جن لوگوں میں قوت فیصلہ معدوم ہے یا جو نااہل کاشتکار ہیں ان کے لئے یہ ڈرامہ نہایت سبق آموز ہے **قیمت ۴ر**

بھاری بھرکم کی ڈائری زن و شوہر کے تعلقات پر ایک دلچسپ عرصہ قصہ ایثار شوہر اور خود غرض بیوی کی زندگی کے دلچسپ نظارے شوہر کا بیوی کی محبت سے مجبور ہو کر بیوی کی ہر زیادتی پر سے لیپم فرم کرنا بیوی کا شوہر کے اس ایثار سے ناجائز فائدہ اٹھانا کمزور ہوجانا اور شوہر پر زیادتیاں روا رکھنا آخر شوہر کا سرکشی کرنا اور بیوی کا گاڑھ پر لانے کے لئے نوعمر خادمہ سے نکاح کرنا خادمہ اور بیگم کا ایک سطح پر آکر مقابلہ کرنا دوست احباب کی سنسنی خیزیاں یہ کتاب مسلمانوں کی گمراہ معاشرت کے نتائج کا ہیرن ائینہ ہے ہر فقرہ ظرافت سے لبریز **قیمت ۴ر**

عورت ۱۹۳۵ء میں عورتوں کی موجودہ آزادی بے پردگی اور یورپ پرستی کو دیکھتے ہوئے اسی پچاس سال بعد کی معاشرت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ان بے عنوانیوں کے نتائج کیا ہوں گے پچاس برس کے بعد عورت کیا ہوگی اور اس کی توقعات کیا ہونگی مرد کا مرتبہ کیا ہوگا دونوں کی گفتگو اور کشمکش کی تصویر تلفض کے پردہ میں اس قدر دلکش ہے کہ آپ بار بار پڑھیں گے اور پھر پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے اخلاقی اور معاشرتی پہلو سے یہ کتاب بیحد سبق آموز ہے بیحد دلچسپ اور شوخ تصنیف ہے **قیمت ۴**

رقاصہ ایک رئیس کا "رہبر حقیقت" کی جستجو کرنا ایک گندم نما جو فروش پیر صاحب کے سامنے اپنی لڑکی کو بے پردہ کرنا اور ہیبت کرانا پیر کا باپ کو زہر دیکر لڑکی کو اپنے قابو میں کرنا اور شراب پلا کر اس کی عصمت برباد کرنا پیر صاحب کے مرید کا لڑکی کو دربار غلام فرار ہوجانا اس کے زیورات فروخت کرکے عیاشی اور بدکاری میں صرف کرنا لڑکی کا نوان شبینہ سے محتاج ہو کر ایک طوائف کے ہاتھ پڑنا۔ نغمہ و رقص کی تعلیم حاصل کرکے خلق خدا کو اپنے فریب حسن سے برباد کرنا پیر صاحب کا حشر۔ لڑکی کا گانا ہمگاری کی زندگی سے تو بہ کرکے اپنی ریاست حاصل کرنا نہایت دلچسپ اور عبرت آموز افسانہ ہے ظرافت کا مخصوص رنگ ہر ہر سطر میں نمایاں ہے **قیمت ۸**

سیر خرابات دہلی کی آوارگی اور عیاشی کے خفیہ راز ایک طوائف کی عیاریاں وغیرہ **قیمت ۸ر** رنجیب الطرفین **۴ر**

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

تصانیف ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی

بے کس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر مذہب بیڑا اٹھایا تو وہ اسلام ہی ہے اور یہ دنیا کی دعویٰ نہیں ہے بلکہ بین اور واضح حقیقت ہے جسکا کلام الٰہی اور احادیث کے ذخیرہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

اسلام اور عورت میں مختلف آیات و احادیث نقل کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے۔ مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے ضمناً یہ بھی آگیا ہے کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب جدید سے زیادہ دلچسپ ہے اور فاضل مصنف نے انتہائی عرقریزی اور جانفشانی سے کام لیکر ایک بہت ہی دلفریب طریقہ پر بتایا کہ اسلام عورت کے متعلق کتنی صحیح اور مفید معلومات دوسری کتاب میں نہیں ملسکتی قیمت ۱۰

عبد اور معبود کے تعلقات انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں ہی بہت کچھ تسکین قلب کی باعث ہوتا ہے لیکن اگر یہ معلوم ہوجائے کہ اس طرح گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا عجیب و غریب حکمتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف دس گنا بڑھ جائیگا بولنے کی طرح چند لفظ رٹ کر زبان سے ادا کر دینے میں بھی اگرچہ ایک راحت و ایک لذت ہے لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم بھی معلوم ہو تو یقیناً وہ بہت زیادہ پر کیف و مسرت بخش ہوجائیگی۔

اسلام اور عبادت کے نام سے ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور بہت ہی مدلل طریقہ پر یہ ثابت کیا ہے کہ عبادت الٰہی کے ان سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتے کیونکہ جہاں ان کے ذریعہ ایک طرف عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے مولا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی ان سے عبادت کرنے والوں کو طرح طرح کے مادی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں اس کو پڑھکر نماز روزہ میں دوگنا لطف آئے گا۔ **قیمت ۸**

محبت کی ایک نگاہ ایک انسان کی زندگی میں کیسے کیسے انقلاب پیدا کر سکتی ہے اور خونخوار اور وحشی درندوں کو کس آسانی سے رام کر لیتی ہے اس کی حال اگر دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب تبلیغی نام یہ پھر سے ہیرا

ملاحظہ فرمایئے یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائیگا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت ہیرا ہے اور محبت بھری نگاہ کیا کچھ جادو کر سکتی ہے یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلا دیگا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے یہ قصہ اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا **قیمت ۱۴**

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

عربی کوک شاستر جو عربی زبان میں سلطان سلیم خاں ٹرکی کے لئے لکھی گئی تھی اب اردو میں تیار ہوئی

اس کے دو حصے ہیں اب تک اردو زبان میں بالکل اچھوتی

کتاب ہر صدیوں سے ناپید تھی امراء و رؤسا کہاں نہیں تحمل کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لئے خاص ذی علم اور حضرات نہایت فضلاء و اطباء ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اس کا مطالعہ کمزوروں کے لئے اکسیر اور بے اولادوں کے لئے مژدہ اولاد ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے نہایت آسان ہیں اور سب سے بہترین ہدف پہلے حصہ کا نام لطف شباب ہے اور اس کی قیمت اب ایک روپیہ ہوا اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں

مزاج اعلیل خصیتین	جماع کی مدت صحیحہ	مقوی باہ جواہرات سفوف	حصول اولاد و مباشرت کا طلسم
کثرت مباشرت و اسلاف باہ	طرق مباشرت	نسخہ مجربہ خزانہ شاہی	حاملہ عورت کے خون بند کرنے کا نسخہ
ضرر جماع کی اصلاحی تدبیر	ادویہ مقوی باہ	حکایات عجیبہ	اسکا کے لیئے طلسم
عدم جماع سے نقصان	قوت باہ کو بتدریج بڑھا سکتی ہے	نسخہ معجون بہ مزہ باہ شاہ	عضو کو دراز اور سخت کرنے کا نسخہ
جماع کے بعد کمائی مادی	زیادتی باہ کے نسخے	مقوی باہ جو بچے کے نسخے	خاص فرہی کا نسخہ اور بچے کی طرح سختی پیدا ہو
نقصان جماع	مقوی باہ روغن	۱۲ ہم بمنظیر اور آسان مقوی باہ	آخری مجرب نسخہ جو بہت اول کرتا ہے۔ لمذا دواؤں کے نسخے معین حل دوائیں ملیدا پیدا ہونیکی ترکیب منزل ہزینکی دوائیں
منافع باہ و جماع	نامردی و سستی کا علاج	قوت باہ زیادہ کرنے والی	جنین کو ساقط کرنیوالی دوائیں
اوقات جماع	مقوی باہ طلا بہ ضماد	دوائیں و اغذیہ	قوت باہ بڑھانے والی دوائیں
جماع کے مضر اوقات	نامردوں کو بشارت	اسباب لقصان اعضا	اطبائے یونان کا پوشیدہ ذخیرے
جماع کے بہترین اوقات	مقوی باہ طلا بہ ضماد	شہوت کی ادویہ	کے خاص نسخے

قیمت ایکروپیہ

مرقع حسن و شباب (اردو)

یہ عربی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات ہیں عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں ان کے مخصوص امراض کا حال اور علاج اور تمام عمر جوان و خوبصورت رہنے کی تدابیر اور علاج قیمت ایک روپیہ مختصر فہرست مضامین :-

شباب اور لذت اندوزیاں	سریم حسن کی بیت و کشاد	بہار افروز محل و ہار افشانے	عورت کو کیونکر پسند آئیں دوائیں
عورت کی وجہ زیب و زینت	حریم حسن کی دوسری حرارت	خلاف و طبع فطری طرز عمل	عورت میں جوش شباب
عورت میں کیف شباب کی علت	ازالہ رطوبت کا سد باب	اصول و تدابیر پسندیدہ	نیند لانے اور بیہوش کرنیکی تدبیر
کثرت خوبصورتی میں جاذبیت	شگوفہ ناز کی عطریت	شادمان طلساد	مختلف لکھنؤ کی عورتیں
قدرتی بناکی دیدہ زینت	عیش فراواں کی بیکات	صنف نازک میں احساس	عورت کی خوبیاں
رعنائیوں میں اضافہ	جذبہ فطری اور حد ہر زندگی کا	محرک جذبات تاثیر	عمر کے لحاظ سے عورتوں کی
پنجہ خورشید کی رنگیں شعاعیں	ہیجان و قطعات حسن سے	ہم آغوشی کے اوقات	اقسام
ریاض حسن میں بہار خزاں	سبزہ خوردہ کی بیرنگی	کن رغبت میں لذت فراواں	عورت کے منزل ہونیکی علامتیں
کا دیا لہ۔ قصور عمر کے	کشت نشاط کے سنبلستان	باکرہ حسن میں قابل پذیرائی	ناحشہ عورت کی علامت
رخنوں کا سد باب	کا اخراج۔ کشور حسن کی خونخواہ	نیاز مندیاں حسن رعنا کی	بال اگانے اور دراز کرنیکی تدبیر
سفینہ عیش کے ساحلوں	اور کیف و سرور	آدیزیوں کا امتحان	ایک حسین کو بکر خرعت کا مال
کی جمدوری حفاظت	پسندیدہ طرز محبوبیت	محبت کی درخواست	کر سکتا ہے
سرمایہ راحت کے قوی کی	اور نقاہت موقعت کی سرجوانی	پیار کی باتیں طالب مطلوب	ناہاتھ کو بالہیا نیوالی
دیکھ بھال	محرک جذبات کے مرغوب	میں ناز و نیاز	دوائیں۔ لذت وصل کے
جوہر حیات تک کی فراوانی	ابتدائی منازل	نسوانی خصوصیات	اسباب و ظہور نقص
آتش شوق میں تازہ سامان	انبساط سرد کے ابتدیر نقشے	لحاظ جذبہ فطری	حریم حسن کی تنگی۔

غرضکہ پوری کتاب ایسے ہی شوق افزا اور مسکن و ہیجی جذبات مضامین سے بھری ہوئی ہے اور اس قدر کام کی باتیں اور کام کے نسخے اس میں موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں قیمت ایک روپیہ سرد و جلد دو روپے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

۷۵ نامور حسین عورتیں

دنیا بھر کی نامور شجاع عورتوں کے

دلچسپ حالات یہ تمام حالات ہندوستان کے بہترین تاریخی فسانہ نگار مولوی ناعبدالعلیم صاحب شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپی و انوار تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کرلی ہے اس میں ۷۵ قسم کی خواتین ہیں وہ سب ہی ہیں جو علم و فن میں یکتائے عالم اور وہ بھی اپنی بہادری اور جانبازی میں یکتائے قوم بھی ہیں ہر ایک کا تحریر آفرین حسن نے دنیا میں طلسم برپا کر دیا ہے اور جو تاریخ اور تخیل کو ملا کر ایک نیا دلچسپ رنگ دیا ہے اور وہ بھی ہیں جن کی دغا نے اپنے خاوندوں کے ساتھ چنانچہ ہیں جانوں کو فنا کر دیا ہے ۷ راتوں کا لطف یہ ہے میں بالکل سفت ہے مفصل فہرست

بیوی کرشتائے ہوئے

اگر چاہتے ہو کہ بیوی ان کی دلداری اور مطیع بنے تو ان سے پہلے بیوی کے فرائض منگا کر پڑھ لو جی چاہئے یہ کتاب ضرور پڑھ لو ہے اور مسلمان یہاں بیوی کیلئے تو تخیر کا عمل ہے کیونکہ اس آیۃ کا رسول اصحاب اقوال اصحور کے اسوۂ حسنہ سے میاں بیوی کے فرائض کا تعین کیا گیا ہے بیرایہ اس درجہ آسان اور دلچسپ ہے کہ بلا ارادہ اپنا اثر پیدا کر دیتا ہے اسکے مطالعہ سے ازدواجی تعلقات کی ابتداء، ابتدائی محبت خدمت احترام جذبات رشتہ داروں سے برتاؤ راز و رانہ آپس میں شکر رنجی، اہمی اصلاح کفایت شعاری گھر کی دیکھ بھال اخلاص کی حفاظت پردہ عفت بچوں کی پرورش بیوی کیسی ہونی چاہیئے گھریلو سلیقہ شعاری غرضکہ نہایت بہترین نصیحت آموز کتاب ہے ناممکن ہے کہ ایک مرتبہ بیوی پڑھ لے اور پھر وہ تابعدار نہ بن جائے

قیمت ۶ر

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

سائنس کی تازہ ترین تحقیقات
اور
انسانی جسم کی حیرت انگیز کایا پلٹ

۱۸۹۹ء سے ۱۹۱۹ء تک ملایت کے ماہرین علم سائنس جوانی اور بوڑھاپے کے راز معلوم کرنے میں سخت جدوجہد کر رہے تھے۔ لیکن ان کو کامیابی نہ ہوئی صرف جرمنی کے محکمہ حفظان صحت کے ہوفیسر ایرنبوس اس نتیجہ تک پہنچے کہ انسان کے جسم میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں وہ مختلف قسم کے غدودوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اگر ان غدودوں کی اصلاح کر لیجائے تو انسان بوڑھا نہیں ہو سکتا۔

۱۹۲۰ء میں پروفیسر وارناف نے عمل جراحی کے ذریعہ سے چند بوڑھے انسانوں کا اپریشن کر کے ان کے غدود بدل کر ان کا بوڑھاپا دور کر دیا جس سے طبی دنیا میں تہلکہ برپا ہو گیا لیکن چونکہ ہر بوڑھا اور کمزور شخص اپریشن جیسے خطرناک اور مخلیف دہ کام کے لئے رضامند نہیں ہو سکتا تھا اس وجہ سے اس وقت تک کی تحقیقات اور تجربات کے بعد ڈاکٹر رجوڈ یر جو علم جسم انسانی اور علم کیمیا میں جرمنی میں بے نظیر ماہر مانے جاتے ہیں ثابت کر دیا کہ علم جراحی کو بالائے طاق رکھکر علم ترکیب اجسام کے نو دریافت ذرائع سے جوانی کے غدودوں کی اصلاح ممکن ہے اور انسان کے گم شدہ ہارمون (جوانی کے قدرتی عرق) پھر پیدا ہو سکتے ہیں اس مطلب کے لئے ڈاکٹر موصوف نے جو جوہر دریافت کیا اس کا نام **وریلین** رکھا گیا۔

وریلین کا استعمال ان جوانوں کو کرایا گیا جو اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے جوانی کی قوت برباد کر چکے تھے وہ از سر نو جوان بن گئے۔

وریلین کا استعمال ان بوڑھوں کو کرایا گیا جو واقعی بوڑھے ہو گئے تھے ان میں مندرجہ ذیل تغیرات پیدا ہو گئے

ان کی رنگت میں سرخی اور آنکھوں میں رس آگیا۔ ان کی بینائی بڑھ گئی بال سیاہ ہونے لگے خون کا دورہ تمام جسم میں اور اعضائے تناسل میں باقاعدہ ہونے لگا قوت ارادہ اور یادداشت تیز ہو گئی۔ اختلاج قلب اور بادی کا موٹا پا یا نیند کا نہ آنا وغیرہ بھی دور ہو گئے۔

غرض وریلین

وہ جیز ثابت ہوئی جس کے استعمال سے جوان آدمی بوڑھاپے کو مرتے دم تک روک سکتے ہیں اور بوڑھے آدمی اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ واپس لاکر جوانی کی سی طاقت اور خواہشات کو پورا کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سین ریٹ ایڈیٹر اخبار کتاب امراض نامردی کے علاج میں لکھتے ہیں کہ وریلین کی ایجاد نے دنیا کے سامنے ایک نیا راستہ کھول دیا ہے اگر اب بھی لوگ اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ان کی بدقسمتی ہے۔

وریلین کے موجد نے عورتوں کے لئے بھی ایسا ہی ایک جوہر دریافت کیا ہے جس کا نام

فرٹلین رکھا ہے

یہ عورت کے لئے وہی چیز ہے جو وریلین مرد کے لئے۔ فرٹلین کا استعمال ہر شباب گم کردہ عورت کے لئے بہترین چیز ہے معین حل ہی ہے بانجھ عورتوں کے لئے خاص کر مفید۔ ثابت ہوتی ہے چونکہ شہرت کے لئے بہت کم اسٹاک آیا ہے لہذا آپ جلدی کریں ورنہ آج ہی منگائیں ایسا نہ ہو کہ بعد کو کف افسوس ملنا پڑے۔

وریلین ایک پیکٹ (۴۰ گولی) کی قیمت علاوہ محصول ڈاک پانچ روپے ہے۔ دو پیکٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف ہے۔

سو گولی کے خریدار سے صرف گیارہ روپے۔

فرٹلین ایک پیکٹ (۴۰ گولی) کی قیمت صرف چار روپے آٹھ آنے اور سو گولی عہ دس روپے

وریلین اور فرٹلین کا استعمال کسی موسم میں مزاج کو نقصان نہیں دیتا

منگانے کا پتہ

ایم۔ این برادرس کشمیری گیٹ۔ دہلی

بچے خواہ مخواہ مار کھاتے ہیں

ابھی قرآن شریف خرید کر دیا، اور ورق پھٹنے شروع ہوگئے۔ اس میں ان کا کیا قصور، رف کاغذ ہوتا ہی بودا ہے، جہاں ذرا پسینہ لگا اور کاغذ گلا، ان کو مارنے اور اپنا خون خشک ہونے کی بجائے اچھے مضبوط کاغذ کا قرآن خرید کر دیجئے

(۲) صبح سے دماغ کھپایا، اور سبق یاد نہیں ہوا، پھر مارنا شروع کر دیا، یہ نہ سمجھا کہ باریک حروف بچوں کی نگاہ پر کم جچتے ہیں، ان کو بہت موٹے موٹے حروف کا قرآن شریف منگا کر دیا ہوتا تو سبق جلدی یاد ہوتا۔

(۳) ایک ایک آیت کو دس دس دفعہ دوہرا دیا پھر بھی جب پڑھا غلط، جب سنایا غلط، مارنا شروع کرنے سے پہلے یہ تو دیکھئے کہ قرآن شریف پر اعراب کیسے لگے ہوئے ہیں، ٹھیک حروف پر ہوں تو بچہ خود بخود صحیح پڑھتا ہے

یہ سب نقائص دور ہو سکتے ہیں اگر آپ

چوب قلم قرآن شریف

پر بہت کم ہوتا ہے، اس لئے بچوں سے آپ کو یہ شکایت نہیں ہوگی کہ قرآن شریف جلد پھٹ گیا،

اس کی کتابت

اتنی جلی ہے، اس لیے حروف پر نگاہ خوب جمتی ہے اور الفاظ بہت جلد ذہن نشین ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کے پڑھنے والے بچے بہت جلد سبق یاد کر لیتے ہیں، اور استاد کو بہت کم سر کھپانے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لحاظ سے صرف چوب قلم قرآن شریف منگا کر بچوں کو پڑھائیے تاکہ بچے مار کھانے سے بچ جائیں

صحیح پڑھنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ قرآن شریف کے اعراب بالکل صحیح لگے ہوئے ہوں، ورنہ کھلی بات ہے کہ ایک غیر زبان کو صحیح پڑھنا بالکل ناممکن ہے، سستے ہدیہ کے قرآن شریف میں یہ التزام بہت دشوار ہوتا ہے اس لئے ہی آپ کو یہ چوب قلم قرآن شریف منگانا چاہئے کہ قرآن شریف بالکل صحیح پڑھا جائے۔ کیونکہ اس کے اعراب بالکل ٹھیک حروف پر ہیں

چھپائی بہت سیاہ ہے جو ہوا دامی کاغذ پر خوب چمکتی ہے اس کی ضخامت معمولی قرآن شریف سے ڈیوڑھی ہے سستے قرآن شریف عموماً ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں، لیکن یہ قرآن شریف ۷۸۰ صفحہ کا ہے، پھر لطف یہ ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بلا جلد ایک روپیہ مجلد پارچہ سوا روپیہ مجلد چرمی ایک روپیہ بارہ آنے حمیدیہ پریس دہلی سے نکلتے

قرآن شریف

ہر پارہ علیحدہ علیحدہ کٹ مجلد

۴۴ صفحہ کا ہر پارہ

چوب قلم قرآن ہے، بہت سوئے ملٹ کا سر ورق ہی ہے، وزن ڈیڑھ سیر ہو گیا ہے، اگر یا ہر پارہ عمدہ مجلد ہے، بہت کے اصحاب ثواب کے لئے اس سے بہتر ہدیہ اور کوئی نہیں، جو بہت تھوڑے خرچ سے بہت بڑا اجر دلوا تا ہے اس کا دینے والا روزانہ دعائیں لیتا ہے کیونکہ ہر پارہ کے ساتھ دعائیں جمی ہیں، جس میں قرآن شریف دینے والے کے ترقی مدارج اور فلاح و فوز کی استدعا بارگاہ رب العزت میں ہوتی ہے،

مصیبت میں راحت اسی سے ملتی ہے، کیونکہ لوگ ہر ابتلا کے دفع کے لئے یہ قرآن شریف غریبوں کو دیتے ہیں، سب سے بڑا مجرب گنڈہ، زود اثر تعویذ، تیر بہدف نقش اور کبھی ناکام نہ ہونے والا نسخہ اور صرف یہ ہے

ہدیہ کامل ۳۰ پارے ۴ عدد محصول ۸ ر

حمیدیہ پریس دہلی

یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ "جرمنی قرآن شریف" ہے

یہ قرآن شریف اپنی نوعیت کے لحاظ سے خود اپنی نظیر ہے، وہ لوگ جو قرآن شریف کی طباعت، کتابت، تقطیع کو اب ٹو ڈیٹ دیکھنا چاہتے ہیں، وہ یہ لائبریری اڈیشن قرآن شریف منگا کر اپنے کتب خانہ کو زینت دیں، بہت خوبصورت لائبریری اڈیشن تقطیع ہے، نہایت صاف بیروتی ٹائپ ہے، بہت ہی درخشاں فوٹو پرنٹ ہے، یعنی تصویر کی چھپائی ہے چھپا ہوا ہے، چونکہ جرمنی میں چھپا ہے، اس لئے اس کا کاغذ بھی جرمنی میں ہی خاص طور سے بنوایا گیا ہے، یہ بامبل پیپر ہے بھی بہت مضبوط ہے اور بہت ٹھکا ہوا ہے، الغرض مجموعی طور سے یہ قرآن شریف پہلا اور آخری ہے کتابت طباعت اور کاغذ کے لحاظ سے،

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت یہ ہے! کہ وہ

ناظرین مولوی کے لئے بہتر سے بہتر قرآن شریف کم سے کم ہدیہ پر فراہم کرتا ہے، یہ قرآن شریف ۳ شلنگ میں ہندوستان پہنچا ہے جس کے ۴ روپے ہوتے ہیں؛ لیکن حمیدیہ پریس دہلی سے پونے دو روپے میں ملتا ہے، ایسا کیوں ہے؟ یہ ثمرہ ہے غیر مال اندیشی کا اور وسعت سے زیادہ ہمت کا، رسول نمبر کے اہتمام میں جو سرمایہ لگا تھا، اس کا پورا کرنا صرف اسی لئے ممکن تھا، کہ جن چیزوں کی بڑی مقدار درکار ہو ان کو لاگت سے بھی کم میں ہدیہ کیا جائے،

لوٹ لیجئے جس قدر جلد ممکن ہو یہ بیش بہا نعمت لوٹ لیجئے

جرمنی ہی میں بہت نفیس جلد بھی بنوائی گئی ہے ہدیہ مجلد پونے دو روپے ۴ عدد محصول ۱۰ ر

مینیجر حمیدیہ پریس و دفتر رسالہ مولوی دہلی سے منگائیے

مولوی دھلی رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

ایک ماہوار مذہبی رسالہ

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو دفتر حمیدیہ پریس دہلی سے شایع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ایک روپیہ | مدیر مسئول عبدالحمید خان | قیمت فی پرچہ دو آنے

جلد ۹ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۸ ہجری | نمبر ۶

مصر والون۔ نے ایک قرآن شریف بھی نہیں لینے دیا!

جرمنی کے چھپے ہوئے قرآن شریف کی صرف ایک پیٹی باقی ہے، عرصہ سے نیا آرڈر گیا ہوا تھا، اب جواب آیا ہے کہ مصر والوں نے ایک قرآن شریف بھی نہیں چھوڑا، اور آیندہ چھاپنے کا ارادہ نہیں، کیونکہ ۳ شلنگ میں نہیں ہندوستان پہنچ سکتا،

میرے پاس صرف ڈھائی سو باقی ہیں

اگر مولوی کے تمام خریداروں پر اس کو تقسیم کیا جائے تو فی ہزار پچیس آدمی لے سکتے ہیں، منگا لیجے، پھر یہ نعمت کہاں ملے گی، مصر جہاں ایک سے ایک علی چھپا ہوا قرآن شریف موجود ہو، ان کا سارے قرآن شریف لے لینا فی الحقیقت اس کی دلیل ہے کہ موجودہ

جرمنی کا چھپا ہوا قرآن شریف

دنیا بھر سے بہتر چھپا ہوا ہے، سبحان اللہ کیا درخشاں ٹائپ ہے گویا موتی جڑے ہوئے ہیں، ایسی چمکدار صاف و سیاہ چھپائی ہے کہ پورے قرآن شریف میں ایک جگہ بھی میل نہیں ہے، ایسا انڈے کی طرح سفید کاغذ اور ایسا مضبوط و سپیر کہ دیکھنے سے تعلق رکھے، تقطیع مولوی کے نصف صفحہ کے برابر کیونکہ یہ لائبریری اڈیشن ہے، جلد بھی ولایتی طرز کی جرمنی کی تیار شدہ ہے، ضخامت بھی ۸۰۰ صفحے سے زائد، تمام آپ ٹو ڈیٹ مسلمانوں نے اپنی لائبریریاں اس سے سجالیں، غرض یہ کہ یہ قرآن مجید اپنی آپ نظیر ہے،

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی جدید معاشرت میں قرآن شریف بھی ولایتی وضع کا زیب کتب خانہ ہو تو صرف "جرمنی قرآن شریف منگا لیجے،

اب نہ یہ دوبارہ چھپے گا نہ آیندہ ملے گا، بچوں کے مطلب کا نہیں ہے کیونکہ بچوں کو ہمیشہ چوب قلم قرآن شریف پڑھائیے چاہئیں تاکہ ان کے ذہن اور دماغ پر بار نہ ہو، یہ قرآن شریف وہ حضرات منگائیں جو گاہے گاہے تلاوت کرتے ہیں تاکہ وہ خود بخود روزانہ پڑھتے رہیں، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے پڑھنے میں بہت جی لگتا ہے، قیمت اب پورے سوا دو روپے لیے جائیں گے، رعایتی اعلان منسوخ۔ محصول ڈاک علیحدہ ہیں

منیجر حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگایئے

عبدالحمید نے شہ و بلغہ نے بحوالہ الفلاح پریس میں چھپ کر شایع کیا

بچوں کے ذہن جزآہو جاتے ہیں

جب انکی بساط سے زیادہ ان کے دماغ پر زور ڈلوایا جائے، ان کی ذہنی نشوونما رک جاتی ہے اگر پڑھنے میں ان کو خاص تکلف کرنا پڑے، سیپاروں تک تو غنیمت ہے، لیکن جب قرآن شریف پڑھائے جاتے ہیں تو ایسے چھانٹ کر سستے لیے جاتے ہیں، جن کا نہ فہم جلی ہوتا ہے، نہ حروف الگ الگ نہ اعراب ٹھیک حروف پر ہوتے ہیں نہ بین السطور صحیح اور پھر کاغذ ایسا ردی ہوتا ہے کہ ذرا سے پسینے سے چھوٹے موٹے اعراب تو غائب ہی ہو جائے، ایسی حالت میں بچہ کیا خاک صحیح پڑھے گا، اور اس کے دماغ پر کتنا بار ہو جائے گا،

یہی حال ان عورتوں کا ہے جنھوں نے قرآن شریف پڑھا ہے کہ اگر مزاولت باقی نہ رہے تو بہت غلط سلط پڑھتی ہیں، کیونکہ معمولی قرآنوں میں صحیح یہ حروف اعراب کا التزام نہیں ہوتا، اور جو پسینہ لگ کر کوئی اعراب غائب ہو گیا تو تا مدت قرآن ہمیشہ سمجھ کر غلط ہی پڑھیں گی،

اس لیئے قرآن شریف منگاتے وقت ان تمام باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے، کہ جلی قلم ہو، حروف الگ الگ ہوں، اعراب بالکل حروف کے ساتھ ہوں، اور کاغذ ایسا ہو جو کم از کم پسینہ سے خراب نہ ہوتا ہو،

یہ کہنا صحیح ہوگا، کہ اگر یہ تمام خوبیاں ہو تو پھر یہ اس زیادہ ہوگا، اور غریب مسلمانوں کے لیئے اب تو سب سے اہم چیز یہ ہی ہے، بالکل درست! لیکن آج میں آپ کو ایک قرآن شریف کا پتہ بتاتا ہوں، جو جلی حروف کا ہی ہے، اعراب بھی صحیح لگے ہوئے ہیں، کاغذ بھی بہت مضبوط دیسی مل کا یا دامی ہے، اور ضخامت بھی ۷۲۸ صفحہ ہے، اور اس کا ہدیہ بھی آج کل کے مروجہ پیسوں کے بوسے سفید کاغذ کے قرآن شریف کے برابر ہے اس قرآن شریف کا نام

چوب قلم بارہ مہری قرآن مجید ہے!

اس کا کاغذ خانی یا دامی اس لیئے ہے کہ دیسی مل کا یا دامی کاغذ ہر کاغذ سے مضبوط ہوتا ہے، پسینہ سے تیتیاں نہیں بنتا، چونکہ سیاہی اس میں خوب جذب ہو جاتی ہے اس لیئے پھٹتے پھٹتے بھی اعراب باقی رہتے ہیں، اس لیئے آپ التزاماً اپنے بچوں اور مساجد کے طالب علموں کے لیئے صرف یہی قرآن شریف منگائیں، کیونکہ یہ قرآن شریف دیرپا اور سہل التلاوت ہے، بالکل ممکن ہے کہ صرف یہ ایک ہی قرآن شریف بچے کو ختم تک پڑھنے کے لیئے کافی ہو جائے،

ہدیہ بھی سن لیجیے، بلا جلد ایک روپیہ، مجلد بارچہ ۱۲ اور مجلد چرمی ۱۴ دس ۱۰ بلا جلد آٹھ روپے، پانچ مجلد دس روپے

پتہ یہ لکھ کر منگا لیجیے، **منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی**

جب ہر امکانی کوشش کر کے مایوس ہو جائیں

اور تقدیر و تدبیر کا کامجوگ ہکنہ ہو، تو پھر بھی امیدوں کو قطع نہ کیجئے، ایک آخری کوشش اور کر کے ایک قرآن شریف بارہ علیحدہ طیار کامل خریدیں اور اس کو ایسی ساعت میں رکھوا دیں جہاں قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہو، پورا قرآن شریف ختم ہوتے ہی گوہر مراد ہاتھ آجائے گا، یہ ایک دفعہ کا نہیں بار بار کا آزمایا ہوا ہے، ہارے ہوئے مقدمے پلٹے ہوئے پلٹے، اور ناکام تدبیریں فضل الٰہی سے کامیاب ہوئیں، مریض اچھے ہوئے، رزق کی ترقی ہوئی، قرض کی ادائیگی، اولاد سے گھر آباد ہوا، غرض کہ ہر دلی مراد اس سے پورا ہو، صرف نیت کر کے دینے کی ضرورت ہے، اصل میں اس کے ہر پارہ کے آخر میں ایک دعا چھپی ہوئی ہے جو پارہ کے ختم پر پڑھی جاتی ہے اور خدا کے فضل ہر حاجتمند کی ضرورت رفع ہوتی ہے ہدیہ کامل قرآن پاک ہر مصولہ ڈاک ۸

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قرآن شریف پڑھنے سے پہلے تاریخ القرآن

پڑھ لیجئے تاکہ آپ کو قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے یہ کتاب دفتر مولوی نے حال میں تالیف کی ہے اسمیں حسب ذیل بیان ہیں

(۱) نزول القرآن اس میں بتلایا ہے کہ قرآن مجید کیونکر اور کس طرح نازل ہوا، اور کس جگہ پہلی آیت نازل ہوئی

(۲) قرآن کی تاریخی نزول کی مکیت، مختلف علماء کے خیالات

(۳) وحی کی قسمیں اسمیں وحی کی تقسیم مشرح بیان ہوئی ہے

(۴) نسخ ایک آیت میں حکم اور دوسری میں منسخ اس کا بیان

(۵) منسوخات قرآن میں کتنی جگہ ہے،

(۶) جمع و ترتیب قرآن، یعنی قرآن کیونکر جمع ہوا اور ترتیب نزول اور کامل قرآن کی ترتیب میں کیوں فرق ہے

(۷) سورۃ اور آیات ترتیب وار کیونکر بنیں، اور کیونکر ہیں

(۸) صحابہ قرآن کے عہد میں قرآن کی کیا حالت تھی

(۹) رسم الخط یعنی قرآن کی کتابت کیونکر ہوتی تھی

(۱۰) علامات قرآن یعنی ج۔ ز۔ قف، ط، ص وغیرہ کی تشریح

(۱۱) اوقاف یعنی تلاوت میں کہاں کہاں ٹھہرنا چاہیے

(۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں مع نقوش

(۱۳) اختلاف قرارت، اسمیں عرفی نامی، کوفی قرارت کا تذکرہ

(۱۴) قرار کا بیان، یعنی مشہور قاریوں کا تذکرہ

(۱۵) سات قاریوں کا اہم تذکرہ

(۱۶) قرآن پاک کا اعجاز یہ بہت مبسوط بحث ہے

(۱۷) قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کا ثواب

(۱۹) سورتوں کے فضائل اور ان کے اعمال احادیث سے

(۲۰) کوتاہیاں جو قرآن پاک کی تلاوت میں ہوتی ہیں

(۲۱) آداب تلاوت احادیث اور خود قرآن شریف سے

(۲۲) قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب مع مسائل متعلق قرآن شریف

یہ بہت ہی مفید کتاب ہے اور ہر مسلمان کے لیئے اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے، ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت صرف ۸

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جلد ۹ | دہلی یا بت ماہ جمادالثانی ۱۳۴۳ھ | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الملک الجلیل الستار العظیم الجلیل رافع قبۃ السماء و مکللھا بالنجوم تکلیل وباسط الارض و مذللھا الاقدام تذلیل خص وعم بالاجر ھذا الیوم المبارک بالتشریف والتفضیل احمدہ حمد ابلغ بہ من اللہ الاجر الجزیل واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ وتخذ بھا الی رضوان اللہ سبیل واشھد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسل الی الناس رحمت للعالمین وسراج السالکین وشفیع المذنبین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ اجمعین اما بعد فقال اللہ تعالیٰ وتبارک فی القرآن المبارک من یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین۔

حمد و ثنا کرو اس خدا وند ارض و سما کی جس نے اس بلند آسمان کا قبہ ہمارے سروں پر بنایا اور اس وسیع زمین کو ہمارے رہنے سہنے اور چلنے پھرنے کے لئے پیدا کیا آسمان کو سورج چاند اور ستاروں سے مزین کیا سورج کی روشنی اور دھوپ کے ذریعہ ہم کو لاکھوں فائدے پہنچائے چاند کی روشنی سے رات کی اندھیری سے بچایا اور ستاروں سے بھولے بھٹکوں کو رستہ دکھلایا اور زمین پیدا کرکے لاکھوں احسان ہم پر کئے اس سے درخت پیدا کئے درختوں میں پھل پھول لگائے غلہ پیدا کیا دریا اور نہریں جاری کیں سونا چاندی تانبا پیتل جست وغیرہ پیدا کیا جس سے ہم اپنی تمام ضرورتیں پوری کرتے ہیں روئی پیدا کی جس سے کپڑا تیار کرتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو اس سردار کونین سردار دارین نبی امی محمد رسول اللہ پر جس کو خدائے رحمٰن و رحیم نے ہم گمگشتگان بادیہ ضلالت و گمراہی کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور جس نے اللہ کا کلام ہم تک پہنچایا اور اس کے مطابق اپنی زندگی بنا کر ہمارے لئے نمونہ چھوڑا اگر ہم اس کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکیں۔ اما بعد۔

برادران اسلام! اوپر جو آیت کریمہ پڑھی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ چلے گا اللہ اس کو دوزخ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہوگا۔ اس آیت مقدسہ میں مسلمانوں کو آگاہ اور متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا تو اس کو سخت عذاب دیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہرگز نہ کرنی چاہیئے بلکہ اس کے احکام اور حدود کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام اس آیت سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں یعنی دو باتوں سے ہمیں روکا گیا ہے ایک احکام خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے سے اور دوسرے اللہ اور اس کے رسول نے جو حدود مقرر فرمادی ہیں ان سے تجاوز کرنے سے۔ احکام کی نافرمانی تو یہ ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ اور اسی قسم کے جو احکام خدا کی طرف سے مقرر ہیں ان کو ادا نہ کرنا اور ترک کر دینا یہ تو نافرمانی ہے اور حدود سے تجاوز کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے دین اور مذہب کے اصول و فروع جو مقرر کر دیئے ہیں ان سے آگے بڑھ جانا اور اپنی طرف سے ان میں اضافہ کر دینا یا ان کو گھٹانا مثلاً چوری کی حد اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر فرمادی ہے کہ چور کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے مگر ہم ہاتھ کے ساتھ پاؤں بھی کاٹ ڈالیں یا شراب کی سزا دے لگانے ہیں ہم قتل کا حکم دیں یہ حدود اللہ سے تجاوز ہے اور نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ دین و مذہب میں کوئی ایسی نئی راہ نکالی جائے جو اللہ اور اسکے رسول نے نہ بتلائی ہو اس کو بدعت کہتے ہیں بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ بدعت حسنہ تو یہ ہے کہ کوئی ثواب کی بات اختیار کی جائے مثلاً حضرت عمرؓ نے تراویح کی نماز کو باجماعت کر دیا حالانکہ رسول خدا نے باجماعت تراویح کی نماز ادا نہیں کی تھی مگر چونکہ یہ گمراہی اور ضلالت نہیں بلکہ ثواب کا کام تھا اس لئے یہ بدعت حسنہ کہلائی اور بدعت سیئہ یہ ہے مثلاً شب برات میں آتشبازی کا چھوڑنا محرم میں تعزیہ وغیرہ بنانا اور بکالنا کان میں بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہیں یا مثلاً عشرہ محرم میں روزہ رکھنا مسنون ہے اسکے بجائے فاتحہ کرنا جس کی قرآن حدیث میں کوئی سند نہیں۔

برادران اسلام! اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے سمجھنے کے بعد اب غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا دامن حیات کہاں تک اس ذلت نافرمانی سے آلودہ اور داغدار ہے یہ تو معلوم ہو گیا کہ اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کا ذلت آمیز نتیجہ عذاب نار ہے یعنی ایسے شخص کو عذاب دوزخ سے کبھی نجات نہ ملے گی۔ در نہایت ہولناک اور ذلت انگیز عذاب میں مبتلا ہوگا پس کیا اس بھیانک شدید کے بعد بھی ہم میں سے کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی جرأت کر سکتا ہے یقیناً نہیں کر سکتا اور نہ کرنی چاہیئے مگر افسوس ہے کہ واقعہ اس کے خلاف ہے اور ہم میں سے بہت کم لوگ ہیں جو اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کا اہتمام کرتے ہوں۔ زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہیں جن کی زندگی کا بیشتر حصہ اللہ اور اسکے رسول کے احکام و اوامر کی نافرمانی میں گذرتا ہے اگر ہم ایمان کی کوئی روشنی اپنے قلب میں رکھتے ہیں اور محمد رسول اللہ کی معرفت خدا کا جو کلام قرآن پاک کی صورت میں ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے

اس کو اسد کا مقدس کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کی صداقت و سچائی پر ایمان رکھتے ہیں تو اس آیت کریمہ میں جو اطلاع دی گئی ہے اور جو تنبیہ کی گئی ہے اس پر بھی ایمان لانا پڑے گا اور ماننا پڑے گا کہ اسد اور اسکے رسول کی نافرمانی کی سزا آیت مقدسہ جو بتلائی گئی ہے نافرمانوں کو اس سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔

غور کیجئے کہ نافرمانی کی سزا کس قدر سخت ہے "یدخلہ نارًا خالدًا فیہا" یعنی نافرمان ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے۔

برادران اسلام! کیا ہم میں سے کوئی ایسا جوانمرد ہے جو اس سزا کو خوشی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو یقیناً ایک متنفس بھی اس سزا کے لئے آمادہ نہ ہوگا اور سزا اگر معمولی ہو تو اس سے بھی ہر شخص بھاگتا ہے جبکہ دائمی عذاب دوزخ کی سزا اب اس دنیا کی سزاؤں پر غور کیجئے کہ معمولی معمولی تکلیف کی سزاؤں سے کس طرح انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً قید کی سزا سے بچنے کے لئے ہر شخص کوشش کرتا ہے اور اس سے بھی کم تکلیف کی سزاؤں سے بھی بچنے کی سعی کرتا ہے مثلاً جرمانہ وغیرہ اور کوئی شخص خوشی سے معمولی سے معمولی سزا کو بھی قبول نہیں کرتا حالانکہ پھانسی تک کی سزا دائمی عذاب دوزخ سے کم ہوتی ہے۔

پھر کیا یہ عقلمندی کی بات ہے کہ اس قدر سخت عذاب میں پڑنے کا ہم اپنے اعمال سے خود ہی سامان فراہم کریں سوچئے کہ اگر صرف ایک ہاتھ میں ایک دہکتا ہوا انگارہ رکھ دیا جائے تو اس سے کس قدر تکلیف ہوگی اس سے ٹال سے آپ اور ہم سب عذاب دوزخ کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قدر سخت ہوگا دائمی عذاب کے اندیشہ پر ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رکھ دوزخ کی آگ میں جلایا جائے جائیگا اگر موت آجائے تو یہ بھی غنیمت ہے کہ مر کر چھٹکارا مل جائیگا مگر وہاں تو موت بھی نہ آئے گی اور سسک سسک کر آگ میں ہمیشہ جلتے رہنا پڑے گا۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنی زندگیوں پر ایک تفصیلی نظر ڈالنی چاہیئے اور نہ کہنا چاہیئے کہ اسد اور اس کے رسول کی اطاعت ہم کس قدر کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کس قدر کرتے ہیں کہاں تک حدود اسد کی حفاظت کا فرض انجام دیتے ہیں اور کس درجہ تک اس سے تجاوز کرتے ہیں۔

سب سے پہلے دین کے رکن اعظم نماز کو لیجئے اور دیکھئے کہ اس حکم الٰہی کو کہاں تک ہم انجام دیتے ہیں نماز دن میں پانچ وقت فرض ہوا اور یہ ایسا فرض ہے کہ ہر ایک عاقل بالغ اس میں شریک ہو اور کسی حال میں بھی اس فرض کی انجام دہی سے بری نہیں کیا گیا بعض مخصوص حالتوں میں صرف اتنی اجازت ہے کہ دوسرے وقت قضا کرلے مگر بالکل معاف نہیں کیا گیا پھر اس کی اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ خدائے واحد پر ایمان لانے کے بعد کسی دوسری چیز کے لئے اس قدر تاکید نہیں کی گئی قرآن پاک میں بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ نماز کی تاکید کی گئی ہے رسول اللہ نے سینکڑوں فعہ اس کی تاکید کی ہے اس کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے اور اس کے تارک کو کافر تک کہا گیا ہے۔

مگر ہائے افسوس ارکان دین کے ساتھ ہمارا طرز عمل کیا ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہایت ہی مجرمانہ غفلت کا برتاؤ ہے ہندوستان میں مسلمانوں کی سات کروڑ آبادی ہے اس میں سے ۲ بائی کروڑ بچے اور نابالغ اگر اس میں نکال دیئے جائیں تو ساڑھے چار کروڑ نفوس ایسے باقی رہتے ہیں جن پر نماز فرض ہے مگر یہ ساڑھے چار کروڑ مسلمان نمازی ہندوستان میں ہیں۔ ہر گاؤں، قصبہ اور شہر اور شہر کے محلوں کو دیکھئے اور غور کیجئے کہ کس قدر آبادی غیر نمازی ہوتی ہے اگر صحیح حساب لگایا جائے تو پکے نمازی جو ہمیشہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں دس پندرہ فی صدی سے زیادہ نہیں ہوتے اور اسی قدر گنڈے وار نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں باقی سارے کے سارے بے نمازی ہی ہوتے ہیں اور مشکل سے عید بقر عید اور جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اب غور فرمایئے کہ ایک ایسے اہم رکن دین کے ساتھ جب ہماری غفلت کا یہ حال ہے تو دوسرے ارکان کا کیا حال ہوگا۔

نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے کیونکہ قرآن حکیم میں ہر جگہ صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے لیکن حالت کیا ہے اور کتنے لوگ باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس فرض کی طرف سے نماز سے بھی زیادہ غفلت برتی جاتی ہے اور جن لوگوں پر زکوٰۃ واجب ہے ان میں سے پانچ فیصدی بھی مشکل سے ادا کرتے ہیں حالانکہ اگر ہر اس فرض کو پوری طرح ادا کریں تو ایک طرف آخرت کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں اور دوسری طرف ہماری سینکڑوں دینی اور دنیاوی ... مشکلات حل ہو جائیں ہمارے تمام مدارس اور اسکول خواہ وہ دینی تعلیم کے ہوں یا دنیاوی تعلیم کے روپے کی کمی کی وجہ سے ابھی ادھ خاطر خواہ تعلیم مسلمان بچوں کو نہیں دے سکتے اور جہالت کا حصہ مٹا نہیں کرنا چاہیئے نہیں کر سکتے اگر زکوٰۃ تمام مستطیع مسلمان باقاعدہ نکالنے لگیں اور ایک نظام کے ماتحت جمع کی جاوے اور منظم طریقہ پر خرچ کی جائے تو چند برسوں کے اندر مسلمانوں کی تعلیمی حالت کہیں سے کہیں پہنچ جائے اور نہ صرف تعلیم کی ترقی بلکہ تبلیغ اسلام کا بھی ایک ایسا نظام قائم ہو سکتا ہے جو سارے ہندوستان پر حاوی ہو اور بغیر روپے کی کمی کے وہ نظام اپنا فرض ادا کرے۔

اسی طرح تمام دیگر فرائض کا حال ہے خدا اور اسکے رسول کے کسی حکم و فرمان کو بھی ہم پوری طرح ادا نہیں کرتے۔

یہ تو ارکان کا حال ہے نواہی کے بارے میں بھی ہماری کیفیت یہی ہے کہ خدا نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے ہم باز نہیں رہتے۔

حدود الٰہی سے تجاوز کرنے کی یہ حالت ہے کہ سینکڑوں منکرات بامیں ہم نے دین اور مذہب میں داخل کر لی ہیں حالانکہ ان کا مذہب اور دین سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور نہیں جانتے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے اور اسد اور اسکے رسول نے اس تجاوز عن الحدود کے متعلق کس قدر سخت وعید فرمائی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو سزا بتلائی ہے اس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے یعنی "یدخلہ نارًا خالدًا فیہا" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی صاف فرمایا ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" اور "من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد" اور فرمایا "من احدث حدثا او اوی محدثا علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین" یعنی جس نے دین میں کوئی نئی بات نکالی یا نئی نکالی ہوئی بات کو پسند کیا تو اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے کہ "لا یقبل اللہ منہ

صرفاً و لا عدلاً۔ یعنی اللہ اس کے صدقہ و خیرات اور عدل و انصاف کو بھی قبول نہیں کرتا جس کے متعلق یہ ہوئے کہ ایسا شخص خواہ کسی قدر صدقہ اور خیرات کرے اور خواہ کتنا ہی انصاف کرے مگر نہ تو اس کی خیر خیرات قبول کی جائے گی اور نہ اس کا عدل و انصاف۔

برادران اسلام! اچھی طرح اس آیہ شریفہ کے مفہوم کو سمجھ لیجئے اور پھر اپنی زندگیوں کا جائزہ لیجئے اور اس کے بعد جہاں تک ہو سکے اصلاح کی کوشش کیجئے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچئے کہ اس سے زیادہ سخت گناہ اور کوئی گناہ نہیں ہر اک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی خدا اور رسول خدا کے حکم کے مطابق بنائے کہ اس میں دین و دنیا کی فلاح مضمر ہے اور اس کی نافرمانی دین و دنیا دونوں کے خسران کا موجب ہے۔

بارك الله لنا ولكم في القرآن العظيم ونفعنا وإياكم بالآيات والذكر الحكيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه وسلم اما بعد۔ برادران اسلام!

اس نبی محترم سرور عالم فخر بنی آدم رحمت للعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو جس کی مقدس زندگی گمراہان بادیہ ضلالت کے لئے شمع راہ ہدایت ہے جس کی پیروی اور جس کے اسوہ حسنہ کا اتباع دین اور دنیا کی نجات کا موجب ہے اور جس کی نافرمانی دنیا و آخرت کی ہلاکت و بربادی کا نشان ہے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے صحابہ کرام کی اطہار و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین مہدیین حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق حضرت امیر المومنین عمر فاروق حضرت امیر المومنین عثمان غنی حضرت امیر المومنین مرتضی علی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار تھے اور کبھی خدا اور رسول کی اطاعت و بندگی سے سر مو تجاوز نہ کرتے تھے جو اللہ کے احکام اور حدود الٰہی کی پوری پابندی اور حفاظت کرتے تھے اور رسول اللہ کی دل و جان سے فرمانبرداری میں ساعی رہتے تھے اور جن کے دل و دماغ میں کبھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا وہم بھی نہیں گذرا اور جو اطاعت و فرمانبرداری کے پیکر مجسم تھے اور جن کی شان میں اس اطاعت الٰہی و فرمانبرداری رسول کے وصف کی وجہ سے آیت رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نازل ہوئی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور آپ کی والدہ ماجدہ زہرا بنت رسول اللہ پر جو از سر تا پا اطاعت الٰہی و پیروی اسوہ حسنہ کے مظہر اتم تھے جو رسول اللہ کے قدم بقدم چلتے تھے اور ذرہ برابر اللہ اور اس کے رسول کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو ہم سب مسلمانوں کی واجب الاحترام مائیں ہیں اور جب و روز آنحضرت کے اسوہ مبارکہ کو نظر غور سے دیکھتی اور اس کے مطابق زندگی بسر فرماتی تھیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں بدل و جان منہمک رہتی تھیں اور کبھی نافرمانی کا خیال بھی دل میں نہ لاتی تھیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود سے سر مو تجاوز کرتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محترم و چچا جان حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جن کو اطاعت الٰہی و فرمانبرداری رسول اللہ کے صلہ میں رسول خدا نے جنت کی بشارت دی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو سب کے سب اطاعت خداوندی کی زندہ جاوید مثال تھے اور جن کے نزدیک حکم الٰہی کے خلاف کبھی نہیں اٹھے اور نہ اللہ کے رسول کے خلاف کبھی انہوں نے کوئی قدم اٹھایا جو اطاعت الٰہی کے نشہ کے متوالے تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کو کفر سمجھتے تھے اور خدا و رسول کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے تھے ان سے کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات ائمہ اربعہ جناب امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد حنبل پر جن کی مساعی حسنہ سے مسلمانوں نے اطاعت الٰہی و اطاعت رسول کی جزئیات تک سے آگاہ ہوئے۔

اور سلام بھیجو علمائے اسلام و صوفیائے کرام و مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصاً حضرت سید الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی پر جن کو یہ درجہ رفیع و مرتبہ بلند اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی سے ملا ہے۔

اے اللہ تمام بادشاہان اسلام و امرائے اہل قبلہ کو توفیق عطا فرما کہ وہ شب و روز تیری اور تیرے مقدس رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کریں اور ان کی زندگی کا کوئی لمحہ تیری اطاعت سے باہر نہ گذرے اور کبھی ان کا قدم تیرے احکام اور تیرے رسول کی ہدایات کی نافرمانی کی طرف نہ اٹھے۔

اے اللہ تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی ملک میں رہتے ہوں اپنی اطاعت و بندگی کی توفیق دے اور ان کو اپنے اور اپنے رسول کی ہدایات و احکام کی نافرمانی سے محفوظ رکھ اور ان کے قدموں کو اطاعت و بندگی پر استوار فرما دے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم بسم الله الرحمن الرحيم اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي (من امام المسلمين) يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اكبر والصلوة واعتدال

کشکول

شاردا بل اور اسکے حامی ومخالف

شاردا بل جو شملہ کے اجلاس اسمبلی میں پاس ہوا ہے اسکے متعلق بھی مسلمانوں میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے حالانکہ جاہیئے تو یہ تھا کہ یا تو متفقہ طور پر اس کی مخالفت کی جاتی یا متحدہ طور پر اس کو قبول کر لیا جاتا مگر بدبخت مسلمانوں کی حالت ہی کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ خواہ مذہبی ہو یا سیاسی معاملہ کسی بات پر بھی ان کا اتفاق نہیں ہوتا اور اختلاف ومخالفت ہر جگہ اور ہر مسئلہ میں سب سے پہلے اپنا قبضہ جما لیتی ہے۔

ایسی حالت میں کہ اہل الرائے اور صاحب فہم وبصیرت طبقہ کسی مسئلہ میں مختلف الرائے ہو اور ایک دوسرے کے دلائل کی تردید کرتا ہوا اور ایکدوسرے کو غلط راستہ پر بتلاتا ہو عوام سخت اندھیرے میں مبتلا ہو جاتے ہیں دونوں طرف واجب الاحترام شخصیتیں ہوتی ہیں دونوں طرف اہل علم وفضل ہوتے ہیں اور دونوں جماعتیں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ دوسرے کو غلطی پر اور خود اپنے آپ کو حق پر بتلاتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو خود علم وبصیرت نہیں رکھتے ان کے لئے کوئی رائے قائم کرنا سخت دشوار ہو جاتا ہے۔

شاردا بل کی ایک طرف بہت سے علما اور رہنما مخالفت کر رہے ہیں اور اس کو رواجات فی الدین بتلاتے ہیں اور دوسری طرف نفس قانون کو دیکھا جاتا ہے تو معمولی عقل کے آدمی کو اس میں کوئی خرابی اور قباحت نظر نہیں آتی بلکہ مفید معلوم ہوتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ جو لوگ اس کے مخالف ہیں وہ بھی اس قانون کے مفید ہونے کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ اس سے دین میں مداخلت ہوتی ہے اس لئے ناقابل قبول ہے گو قانون فی نفسہ برا نہیں ہے اسی کے ساتھ ایک دوسری جماعت ہے جو دلائل سے یہ ثابت کرتی ہے کہ اس قانون سے مداخلت فی الدین لازم نہیں ہوتی۔

ان حالات میں بیچارے عوام کالانعام کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں یقینی ہے کہ وہ کس کی بات مانیں اور کس کی بات نہ مانیں اور کس فریق کو صحیح راستے پر سمجھیں اور کس کو غلط راستے پر۔

خاتمہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ انسان دونوں فریق کے دلائل پر غور کرے اور خود غور کر کے ایک رائے قائم کرے اور اس کے مطابق تائید یا مخالفت کرے۔

ہم آج مولوی کے صفحات میں یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں یعنی مسئلہ کے دونوں پہلو ناظرین کے سامنے رکھدینا چاہتے ہیں اور خود اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کریں گے۔ اور ناظرین کو موقع دیں گے کہ وہ طرفین کے دلائل پر غور کر کے خود اپنے لئے ایک راہ عمل نکالیں اور اپنی ایک رائے قائم کریں۔

شاردا بل کی حقیقت کیا ہے

اس کے کہ شاردا بل کے حامیان ومخالفین کے دلائل پیش کئے جائیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی تاریخ اور اس کی تشریح بیان کر دی جائے۔

مجلس وضع قوانین یعنی ناٹسرائے کی اسمبلی میں اجمیر کے حلقہ کی طرف سے ایک ممبر ہیں جن کا نام ہربلاس سارداہے انہوں نے آج سے تین سال قبل قانون کا ایک مسودہ اسمبلی میں پیش کیا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ ہندوؤں کے اندر صغرسنی اور بچپن کی شادی کا جو عام رواج ہے اور اس کی وجہ سے ہر سال لاکھوں عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں اور پھر ان کی شادی نہیں ہو سکتی اور جس کی وجہ سے لاکھوں عورتیں مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر قبل از وقت مر جاتی ہیں اور جس کی وجہ سے اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے ان سب خرابیوں کو ہندو قوم سے دور کرنے کی غرض سے بچپن کی شادی کو ممنوع قرار دیا جائے اور شادی کی ایک عمر مقرر کر دی جائے اس سے پہلے اگر کوئی شادی کرے تو اس کو سزا دی جا سکے۔

حکومت نے پہلے اس مسودہ کی مخالفت کی اور مسلمان ممبر جانبدار رہے کیونکہ یہ مسودہ قانون صرف ہندوؤں کے لئے تھا مسلمانوں کو اس سے کچھ واسطہ اور تعلق نہ تھا مگر جب ہندو قوم کے اصلاح پسند طبقہ کی طرف سے زبردست زور دیا گیا تو حکومت ہند اس بات پر رضامند ہوئی کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دے جو سارے ملک میں پھر کر اور دورہ کر کے رائے عامہ معلوم کرے کہ آیا اس کا قانون بننا چاہیئے یا نہیں۔

تحقیقاتی کمیٹی بننے لگی تو اسمبلی کے مسلمان ممبران نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہم اس کمیٹی کے بننے کی اس وقت تائید کرینگے جب اس مسودہ قانون کو مسلمانوں پر بھی وسعت دیدی جائے گی اور تنہا ہندوؤں کے لئے نہ ہوگا۔

مسلمان ممبران نے یہ مطالبہ اس لئے کیا کہ انھوں نے دیکھا کہ یہ ایک مفید قانون ہے اس لئے صرف اس سے ہندو کیوں فائدہ اٹھائیں اور مسلمان کیوں اس فائدہ سے محروم رہیں جس وقت حکومت سے یہ مطالبہ مسلمان ممبران نے کیا تھا اس وقت کوئی مسلم ممبر اس کا مخالف نہ تھا اور سب اس امر میں متفق تھے کہ اس قانون کا اطلاق مسلمانوں پر بھی کر دیا جائے۔

چنانچہ حکومت نے مسلمان ممبران کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا اور کمیٹی مقرر کر دی جس میں دو مسلمان بھی منتخب ہوئے۔

یہ کمیٹی سارے ہندوستان کا ایک سال تک دورہ کرتی رہی اور جگہ جگہ ہندو مسلمان اور دوسری قوم کے پڑھے لکھے لوگوں کی شہادتیں قلم بند کرتی رہی تحقیقات اس امر پر مبنی تھی کہ کس کس قوم میں کس قدر بچپن کی شادی کا رواج ہے اس سے کس قدر اور کس قسم کے نقصانات پہنچتے ہیں اور کس قدر لوگ اس قانون کے حق میں ہیں اور کس قدر مخالف۔

چنانچہ ایک سال کی مسلسل تحقیقات کے بعد کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی کمیٹی کے سامنے ہر قسم کی شہادتیں گذری تھیں علماء کی بھی لیڈروں کی بھی دیسیوں اور رئیسوں کی بھی اور نئے اور پرانے تعلیم یافتہ طبقہ کی بھی جس قدر مسلمانوں کی

شہادتیں گذریں ان سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں بھی بچپن کی شادی کا رواج ہے اگرچہ ہندوؤں کی نسبت کم ہے۔ مثلاً بنگال میں ہندوؤں کے اندر ۵۵ فیصدی بچپن کی شادی کا رواج ہے اور بنگالی مسلمانوں میں ۳۴ فیصدی کا رواج ہے اسی طرح دوسرے صوبوں میں تمام مسلمانوں کے اندر بچپن کی شادی کے رواج کی تحقیق ہوئی اور اعلیٰ خاندانوں کو چھوڑ کر تمام نیچے کے طبقہ کے مسلمانوں میں اس کے رواج کا ثبوت ملا اور ساتھ ہی تمام ان مسلمانوں نے جنہوں نے کمیٹی کے سامنے شہادتیں دیں اس امر کو بھی تسلیم کیا کہ صغر سنی کی شادی کی رسم مذموم اور مضر رسم ہے اور اس مذموم رسم اور مضر رواج کا انسداد ہونا چاہئے مگر انسداد کیونکر ہونا چاہیے اس امر میں شہادتوں میں اختلاف رائے رہا بعض لوگوں نے کہا کہ قانون کے ذریعہ انسداد ہونا چاہیے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ افہام وتفہیم اور وعظ وتلقین کے ذریعہ لوگوں کو آمادہ کرنا چاہیے کہ وہ اس رواج کو چھوڑ دیں بہرحال کمیٹی نے سارداایکٹ کو موجودہ شکل میں پیش کیا اور اسمبلی میں قانون بننے کے لئے وہ رکھدیا گیا چونکہ تحقیقاتی کمیٹی نے بھی سارداایکٹ کی تائید کی اس لئے حکومت نے بھی ساتھ دینا منظور کرلیا اور بحث ومباحثہ شروع ہوگیا جب بحث ومباحثہ شروع ہوگیا اور ساتھ ہی ہندو مسلمانوں کی طرف سے مخالفت بھی شروع ہوگئی اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان ممبران اسمبلی میں سے جنہوں نے گورنمنٹ پر زور دیکر اس قانون کا اطلاق مسلمانوں پر بھی کرایا تھا ان میں سے چند منحرف ہوگئے اور چند اپنی رائے پر قائم رہے اور بل مذکور صرف چھ سات مسلم ارکان کے اختلاف سے پاس ہوگیا۔

اس قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکی اور ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکے کی شادی نہ ہوسکے اور اگر کوئی کرے تو قید وجرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا مگر اسی کے ساتھ دو شرطیں بھی لگادی ہیں ایک یہ کہ پولیس کو مداخلت کا کوئی حق نہیں ہوگا یعنی وہ کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شکایت کرنی چاہے کہ فلاں شخص نے اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی ۱۴ - اور ۱۸ سال کی عمر سے پہلے کردی ہے تو اس کو پہلے سول جج فسٹ کلاس کے طور پر داخل کرنے پڑینگے تیسرے یہ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا مجسٹریٹ درجہ اول ہی مقدمہ کی سماعت کرسکیگا۔

مخالفین قانون کے دلائل

قانون مذکور کی تاریخ اور تشریح بیان کرنے کے بعد اب ہم مخالف اور موافق دونوں فریقوں کے دلائل بیان کرتے ہیں لیکن قبل اس کے کہ ان کے دلائل بیان کئے جائیں ایک بات اور بتلا دینی ضروری ہے اور وہ یہ کہ مخالفین کے اخبارات کی تعداد زیادہ ہے اسلئے حامیان قانون کے دلائل سامنے نہیں آسکے اسکے برعکس مخالفین کے تمام دلائل بار بار اور بکثرت شائع ہوچکے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہر پڑھے لکھے آدمی کی نظر سے گذر چکے ہوں گے اس لئے ہم حامیان قانون کے دلائل پوری وضاحت سے بیان کریں گے اس کے علاوہ اسکے حامیان قانون کی حیثیت لازم کی ہے اسلئے بھی ضرورت ہے کہ وہ اپنی پوزیشن میں جو صفائی پیش کررہے ہیں اس کو پوری توضیح اور تشریح کے ساتھ ٹھنڈے دل سے سن لیں اس کے بعد فیصلہ کریں کہ قانون کی الواع وہ لازم ہیں یا نہیں۔

مخالفین کی بنیادی دلیل

مخالفین سارداایکٹ کے مفید ہونے کے قائل ہیں اور بچپن کی شادی کو مضر صحت تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ صغر سنی کی شادی کی رسم مٹنی چاہیئے مگر قانون کے مخالف ہیں اسلئے کہ اس سے دین اور مذہب میں مداخلت ہوتی ہے۔

سارداایکٹ کے مخالفین کی یہی اصلی اور بنیادی دلیل ہے اس کے علاوہ انہوں نے کوئی دوسری دلیل نہیں پیش کی اور نہ پیش کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ دین میں مداخلت ہوجانے کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لئے نہ ضروری ہے کہ اس اہم دلیل کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کردیا جائے تاکہ مخالفین کا نقطۂ نظر بالکل واضح اور صاف طور پر سامنے آجائے۔

سارداایکٹ کے مخالفین اس کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ہیں یعنی یہ کہ جس چیز کو دین نے جائز قرار دیا ہے یہ قانون اس کو ناجائز قرار دیتا ہے مخالفین کا قول ہے کہ شرع نے والدین اور نابالغوں کے اولیاء کو یہ حق دیا ہے کہ وہ چاہیں تو نابالغ اور نابالغہ کی اپنی طفلانیت میں شادیاں کردیں مگر شریعت نے یہ جو حق والدین کو دیا ہے اس قانون سے وہ باطل ہوا جاتا ہے اور شرع نے جس کو حلال قرار دیا ہے یہ قانون اس کو حرام کئے دیتا ہے اور اس سے شریعت میں مداخلت کا دروازہ کھلتا ہے اور اگر اس قانون کو قبول کرلیا گیا تو تمام ان امور میں جو جائز ہیں حکومت اسی طرح مداخلت کرسکتی ہے مثلاً نماز فرض کے علاوہ نوافل کی اجازت ہے کیا ایسا قانون بنا سکتی ہے کہ نفل مت پڑھو کیونکہ یہ کچھ فرض نہیں ہے یا مثلاً ایک سے زائد نکاح جائز ہیں مگر حکومت قانون کے ذریعہ ایک سے زائد نکاح کو روک سکتی ہے کہ یہ فرض نہیں ہیں غرضکہ اسی طرح تمام ان امور میں حکومت مداخلت کرسکتی ہے جو جائز ہیں اور شریعت نے جن امور کی اجازت دی ہے اور جو حقوق دیئے ہیں ان میں کسی دنیاوی حکومت کی مداخلت قبول نہیں کیجاسکتی اور یہ مداخلت شرع کی توہین ہے۔

یہی ایک اصلی اور بنیادی دلیل ہے جو مخالفین سارداایکٹ پیش کرکے مطالبہ کررہے ہیں کہ مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

حامیان سارداایکٹ کے دلائل

مخالفین سارداایکٹ کے مقابلہ پر اس کے حامیوں کو بہت زیادہ دلائل بیان کرنے پڑتے ہیں کیونکہ ان کی نسبت ایک مفہوم کی ہوجاتی ہے اور اس لئے صفائی میں ان کو بہت کچھ کہنا پڑتا ہے۔

حامیان سارداایکٹ کہتے ہیں کہ اس قانون سے مداخلت فی الدین لازم نہیں آتی کیونکہ یہ قانون صرف غیر بچپن کی شادی کو ناجائز قرار نہیں دیتا یعنی اس قانون کا یہ منشا نہیں ہے کہ شریعت کے حکم کو غلط اور ممنوع قرار دے بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ شریعت نے جو ایک حق مسلمانوں کو دیا ہے اور اس میں اس نے اس کا غلط استعمال شروع کردیا ہے جس سے ملت اسلامیہ کو عظیم نقصان پہنچ رہے ہیں اور مستقبل میں شدید اور مہلک نقصان کے پہنچنے کا اندیشہ ہے اس غلط استعمال کو ممنوع قرار دیا گیا ہے یہ قانون یہ نہیں کہتا

اور نہ اس کے لئے مجبور کرتا ہے کہ بچپن کی شادی کو مسلمان ناجائز اور حرام سمجھنے لگیں یا سمجھنے لگیں کہ شریعت کی اجازت غلط ہے بلکہ ایک حق کے غلط استعمال کو اس قانون کے ذریعہ روکا گیا ہے اس لئے یہ مداخلت فی الدین نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے حق میں مداخلت ہے جس کا اس نے غلط استعمال شروع کر دیا تھا اور اس غلط استعمال سے ملت اسلامی کو شدید نقصان پہنچ رہا تھا اور آئندہ پہنچنے کا قوی اور یقینی امکان تھا۔

مداخلت یا خود اختیاری پابندی

حامیان قانون مذکور کہتے ہیں کہ جس کو مداخلت کہا جاتا ہے وہ مداخلت نہیں ہے کیونکہ مذہبی حیثیت سے کسی مذہبی حکم میں مداخلت نہیں کی گئی مداخلت فی الدین کے معنے تو یہ ہیں کہ دینی حیثیت سے کسی دینی حکم کو ناجائز ٹھہرایا جائے اور از راہ ظلم و تعدی ایسا کیا جائے لیکن اس قانون کی حیثیت صرف اس قدر ہے کہ مسلمان ممبران کی خواہش سے مسلمانوں پر بھی اس قانون کو وسعت دی گئی ہے اس لئے اس قانون کی حیثیت اگر اس کو مسلمان خوشی سے قبول کر لیں تو صرف اس قدر رہتی ہے کہ ایک حق اور اختیار حیوان کو حاصل ہے اس پر اپنے اختیار سے پابندی عائد کر دیں گو یا یہ اپنے حق پر ایک خود اختیاری پابندی ہو گی اس سے زیادہ کچھ نہیں اور جس طرح ہر ایک فرد کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اپنے اس حق پر پابندی عائد کرے اسی طرح سب مسلمان مل کر اپنے اس حق پر پابندی عائد کر سکتے ہیں اگر حکومت کی طرف سے یہ قانون پیش ہوتا اور باوجود مسلمانوں کی مخالفت کے مسلمانوں پر اس کا نفاذ ہو جاتا تو یہ حق مسلم میں مداخلت ضرور ہوتی مگر حکومت کی طرف سے یہ پیش نہیں کیا گیا اور نہ کسی غیر مسلم کی طرف سے پیش ہوا بلکہ مسلمانوں ہی کی درخواست اور خواہش پر اس کو مسلمانوں پر وسعت دی گئی ہے اس لئے یہ مسلمانوں کی اپنی خود اختیاری پابندی ہو سکتی ہے اگر وہ اس کو خوشی اور رضامندی سے قبول کر لیں۔

مخالفین کے اس اعتراض کا جواب کہ مداخلت کا دروازہ اس سے کھل جاتا ہے اور حکومت جب چاہے گی قوانین بنا کر ان حقوق کو غصب کر لے گی جو مذہب نے ہم کو دیئے ہیں حامیان قانون یہ جواب دیتے ہیں کہ اس قانون سے حکومت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور حکومت اپنے فائدہ کے لئے جن حقوق کا غصب کرنا ضروری خیال کرتی تھی ان سب کو غصب کر چکی ہے حکومت دیوانی نہیں ہے کہ دعا لے حقوق غصب کرے گی جن سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اور خواہ مخواہ مسلمانوں کی ناراضگی مول لے گی مثلاً نماز روزہ وغیرہ پر اس سے پابندی عائد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس قسم کی مداخلت صحابہ نے بھی کی ہے

حامیان بل ہذا بل ایجی ٹیشن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو فعل پیش کرتے ہیں جن سے ان کے خیال میں اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ اگر کسی حق کا غلط استعمال ہونے لگے تو اس پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا تھا اور بیک وقت دی بیک ان تین طلاقیں دینے والے کو عدت کے اندر رجوع کر لینے کا حق باقی رہتا تھا مگر لوگوں نے اس الفحش الاشیاء عنداللہ یعنی بیک وقت دی بیک مجلس تین طلاقیں کثرت سے دینی شروع کر دیں اور پھر رجوع کر لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اجازت کے غلط استعمال کو دیکھا تو آپ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو خلاف قرار دیا اور رجوع کرنے کے حق سے لوگوں کو محروم کر دیا۔

یہ کھلی ہوئی مداخلت تھی کہ شارع نے تین طلاقوں کو ایک رکھا تھا اور عدت کے اندر رجوع کر لینے کا حق دیا تھا مگر اس کے غلط استعمال کی وجہ سے حضرت عمر رضی اس سے لوگوں کو محروم کر دیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر شریعت کی عطا کی ہوئی اجازت کا لوگ غلط استعمال شروع کر دیں اور اس سے مفاسد و مضرات پیدا ہونے لگیں تو مفاسد کے انسداد کے لئے اس حق سے محروم کیا جا سکتا ہے

دوسری مثال یہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر نہیں فرماتی تھی یعنی گھوڑے زکوٰۃ سے مستثنیٰ تھے مگر حضرت عمر نے تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کر دی۔

ان دونوں مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خالص مصالح کے ماتحت خاص خاص احکام اور خاص پابندیاں عائد کی جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ حامیان سارد ایل اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنے دنیاوی امور کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی امور میں جو مفید ہوا اس پر اپنی عقل و فہم سے کام لیکر عمل کرنے کی اجازت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا جب باغبانوں کو آپ نے دیکھا کہ وہ کھجور دل کے پودوں کا نر اور مادہ کے حساب سے جوڑا لگاتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ اس طرح دیا تو اس سال کھجور کی پیداوار اچھی ہوتی چنانچہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم دنیاوی امور کو اچھی طرح سمجھتے ہو اس حدیث قدسی سے حامیان قانون یہ استدلال کرتے ہیں کہ ایسے امور جو دنیاوی ہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جس طرح چاہیں اپنے مصالح کے مطابق عمل کریں اور اس وقت قومی مصلحت اس امر کی مقتضی ہے کہ بچپن کی شادی کے مذموم رواج کو روکا جائے اور اس کی یہی صورت ہے کہ قانوناً بچپن کی شادی کو روک دیا جائے بشرطیکہ یہ قانون مسلمانوں کی خواہش اور درخواست پر بنایا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مذموم رواج کو کس طرح روکا جائے

اگر مسلمانوں کی خواہش پر کسی اصلاحی قانون کا بنانا بھی مداخلت فی الدین ہے تو مذموم رسم و رواج کے انسداد کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ فرض کیجئے کہ بچپن کی شادی کا رواج مسلمانوں کے اندر سو میں سے زیادہ ہو جائے اور اسی فیصدی شادیاں صغر سنی میں ہونے لگیں اور باوجود وعظ و نصیحت کے اس کا انسداد نہ ہو تو اس صورت میں مسلمان کیا کریں گے کیا اس رواج کو مسلمان جاری رہنے دیں گے ظاہر ہے کہ اسلام اپنے متبعین کو ایسی ہلاکت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا کیونکہ اگر بچپن کی شادی کا عام رواج ہو جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ چند نسلوں کے

مسلمانوں کے تمام جسمانی و دماغی قوا مضمحل اور گمزبدہ ہو کر رہ جائیں گے اور وہ دینی و دنیاوی ترقی میں تمام اقوام عالم سے پیچھے رہ جائینگے کیونکہ ہر قسم کی ترقی کا انحصار مضبوط قوی اور اچھی صحت پر ہے اسلام ہو مسلمانوں کی ہر قسم کی ترقی اور دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کا ضامن ہے کیونکر اس کو جائز کہہ سکتا ہے کہ اس کے متبعین بچپن کی شادی کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھ جائیں اور وہ کوئی راستہ اس مصیبت سے نکلنے کا نہ نکالے۔

حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ کا عقد

مخالفین قانون کے اس استدلال کا کہ حضرت عائشہ کا نکاح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ۶ یا ۷ سال کی عمر میں ہوا یہ جواب دیتے ہیں کہ اول تو حضرت عائشہ کے نکاح کے متعلق مختلف روایتیں ہیں اگر ایک طرف ایسی روایتیں ہیں جن میں نکاح کے وقت آپ کی عمر ۶ یا ۷ سال بتلائی گئی ہے تو ایک روایت میں پندرہ سال کی عمر بھی بیان کی گئی ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کم عمر والی روایت ہی صحیح ہے تو تب بھی خاص مصلحت کے ماتحت اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ آنحضرت نے حضرت فاطمہ کی شادی پندرہ سال کی عمر میں کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے پیش نظر شادی کی عمر پندرہ سال تھی۔

اس کے علاوہ عرب چونکہ ایک گرم ملک ہے اس لئے وہاں بہ نسبت ہندوستان کے لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عائشہ سے نکاح ۹ یا ۱۱ سال کی عمر میں ہوا تھا تب بھی یہ مسلم ہے کہ مقاربت نکاح کے بہت دنوں کے بعد ہوئی تھی اور ہندوستان میں اس کا اہتمام نہیں ہوتا بلکہ عموماً نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی ہو جاتی ہے اور دولہا دلہن ایک جگہ رہنے کی وجہ سے جلد سے جلد مقاربت شروع کر دیتے ہیں اس لئے یہاں ۱۴ سال سے کم عمر میں نکاح کرنا صحت و تندرستی پر کاری ضرب لگاتی ہے۔

مسئلہ کا ایک اور رخ

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مخالفین قانون کی ایک ہی دلیل ہے جس پر ان کی مخالفت کا انحصار ہے یعنی مداخلت فی الدین۔

حامیان قانون کہتے ہیں کہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ فی الواقع اس قانون سے مذہب میں مداخلت ہوتی ہے حالانکہ بالکل غلط ہے ہرگز مداخلت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک خود اختیاری پابندی ہے تاہم یہ کوئی نئی مداخلت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بیسیوں صحیح معنوں میں حکومت مداخلت کر چکی ہے اور تعزیرات ہند میں متعدد ایسے قوانین موجود ہیں جن سے شریعت کے عطا کردہ حقوق حکومت نے غصب کر لئے ہیں۔

مثلاً شریعت نے مسلمانوں کو یہ حق عطا کیا ہے کہ اگر کسی دوسرے ملک کے مسلمان کسی مصیبت جنگی میں مبتلا ہو جائیں اور کوئی غیر مسلم حکومت حملہ آور ہو جائے تو وہ مالی اور فوجی امداد بہم پہنچائیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف سے ان کے دشمنوں سے جنگ کریں مگر تعزیرات ہند میں ایسے قوانین موجود ہیں جن کی رو سے ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

اسی طرح اگر کسی غیر مسلم حکومت کی فوج میں مسلمان ملازم ہوں اور وہ حکومت کسی مسلم حکومت پر حملہ آور ہو جائے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو یہ حق از روئے شریعت حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیں مگر ہم قانوناً ایسا نہیں کر سکتے اور یہ بھی حق حاصل ہے کہ ہر ایک مسلمان غیر مسلم حکومت کے مسلمان فوجیوں کو سمجھائے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر ہرگز لڑنے کے لئے نہ جائیں کیونکہ مسلمان کو بلاوجہ قتل کرنے کی سزا دائمی عذاب جہنم ہے مگر قانون نے اس حق سے بھی محروم کر رکھا ہے اور اگر کوئی مسلمان فوجیوں کو اس قسم کی تلقین کرے تو اس کی سزا حبس دوام ہے۔ واضح رہے کہ بعض اوقات اختیاری حق واجب ہی ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود ایسے قانون حکومت نے بنا رکھے ہیں اور کسی نے ان کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کی اور نہ ان کی خلاف ورزی کی ہدایت دیجاتی ہے۔

مداخلت کی چند اور مثالیں

کہا جا سکتا ہے کہ یہ قوانین نظام حکومت سے متعلق ہیں لیکن ایسے قوانین بھی کتاب تعزیرات ہند میں موجود ہیں جن کا تعلق حکومت کے انتظامی امور سے کچھ نہیں بلکہ وہ خالص طور پر مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں

مثلاً عورت کا مہر ہر وقت واجب الادا اور قابل وصول ہے خود شوہر جس وقت چاہے وصول کر سکتی ہے اور اس کے ورثا بھی خاوند کی زندگی میں بھی اور خاوند کی موت کے بعد بھی جب چاہے اس کی بیوی یا اگر وہ مر جائے تو اس کے ورثا مہر وصول کر سکتے ہیں خواہ تین سال کے اندر خواہ تین سال کے بعد۔

مگر موجودہ حکومت کا قانون یہ ہے کہ عورت خاوند کے مرنے یا طلاق کے بعد صرف تین سال کے اندر اندر مہر وصول کرنے کا دعویٰ کر سکتی ہے اگر تین سال گذر جائینگے تو پھر وہ مہر وصول کرنے کے حق سے محروم ہو جائے گی اور دعویٰ خارج کر دیا جائے گا حالانکہ ازروئے شرع عورت اور اس کے ورثا کو حق حاصل ہے کہ وہ تین سال کیا سینکڑوں سال کے بعد بھی مہر وصول کر لیں کیا یہ کھلی ہوئی مداخلت نہیں ہے مگر اس قانون کے خلاف کسی زبان نے آج تک جنبش نہیں کی اور نہ کسی نے اس کے خلاف ایک لفظ کہا اور نہ اس کو مداخلت فی الدین سے کسی نے تعبیر کیا۔

اسی طرح بعض قرضوں پر بھی میعاد کی قید لگی ہوئی ہے اور اگر میعاد کے اندر وہ وصول نہ کئے جائیں تو ناقابل وصول قرار دیدیئے جاتے ہیں حالانکہ شرعاً قرض خواہ کو حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنا قرضہ وصول کرے۔

اسی طرح اگر سرکاری اسٹامپ پر ایک مقررہ رقم کے بعد قرض کی تحریر نہ ہو تو اس کے وصولیابی میں بھی بیسیوں قسم کی دقتیں قانونی پیدا کر دیگئی ہیں یہ بھی کھلی ہوئی مداخلت ہے مگر کسی نے آج تک اس کو مداخلت نہیں کہا اور نہ اس کے خلاف صدائے شور بپا ہوا ان قوانین کی خلاف ورزی کا خیال کسی کے دل میں آیا۔

تقسیم ترکہ کا رواجی قانون

شرع میں ان مداخلتی قوانین کے علاوہ پنجاب کا قانون ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے باپ چچا شوہر اور دوسرے موارثین کے ترکہ میں اپنا حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے حاصل کرنا چاہے

تو وہ حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ ان دونوں مقامات پر رواج یہ ہے کہ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں میں بھی عورتوں کو ترکہ سے محروم رکھا جاتا ہے اگر اس رواج کے خلاف کوئی عورت دعوا کرے کہ اس کو شریعت کے مطابق ترکہ ملنا چاہیئے تو حکومت کا جو قانون رواجی ہے اس کی وجہ سے اس کا دعوا خارج کر دیا جائے گا اور وہ اپنے حصہ سے محروم کر دی جائے گی یہ صاف و صریح شریعت میں مداخلت ہے اور شریعت نے عورتوں کے لئے جو حصہ مقرر کیا ہے اس سے قانون ان کو محروم کرتا ہے مگر اس مداخلت کے خلاف کسی کی زبان کو حرکت اور جنبش نہیں ہوتی اور اس صریحی حق تلفی اور ناانصافی کے متعلق کوئی کچھ نہیں کہتا۔

معاملات میں مداخلت

اسی طرح بیع و شری کے متعلق جو شرعی قوانین ہیں ان کے بالکل برعکس قوانین موجود ہیں مثلاً باغوں کی کھڑی فصل کی خرید و فروخت ناجائز ہے مگر برابر ہوتی ہے اور اگر کوئی دعویٰ کرے تو موجودہ قانون اس بیع و شری کو بالکل جائز قرار دیتا ہے حالانکہ اگر شرعی عدالت میں کوئی دعوی کرے تو وہ اس دعوی کو بوجہ ناجائز بیع ہونے کے خارج کر دے گی۔

علیٰ ہذا آجکل عموماً تار یا ٹیلیفون کے ذریعہ بیع و شری ہو جاتی ہے حالانکہ بیع و مشتری کا ایک دوسرے کے سامنے بالمشافہ معاملہ ہونا چاہیئے مگر یہاں بائع و مشتری کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہوتا ہے اور مبیع یعنی جس چیز کا سودا ہوتا ہے وہ بھی نظر کے سامنے نہیں ہوتی حالانکہ شرعاً مشتری کا مبیع پر قبضہ موخر ہی ہے اس قسم کے تمام بیع و شری قطعاً ناجائز ہے مگر موجودہ قانون اس قسم کی تمام خرید و فروخت کو بالکل جائز قرار دیتی ہے اور دعوے کرنے کی صورت میں ڈگری دیدیتی ہے اسی طرح سودی قرضوں کا حال ہے شرعاً سود کا دینا بھی ناجائز ہے اور عدالت شرعی ہر ایسے دعوے کو خارج کرنے پر مجبور ہے جو سود کی وصولیابی کے متعلق دائر کیا جائے مگر موجودہ قانون سود کی ڈگریاں دیتا ہے۔ کیا یہ مداخلت نہیں ہے۔

مداخلت کی ایک تازہ مثال

مخالفین قانون کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب بہت پرانے قوانین ہیں مگر حامیان سارداایکٹ ایک جدید مثال اسی قسم کی پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ موجودہ جبری دلازمی تعلیم کا قانون بھی مذہب کے اس عطا کردہ حق میں مداخلت ہے جو والدین اور نابالغان کے درمیان کو تعلیم کے متعلق دیا گیا ہے والدین کو شرع نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جس قسم کی چاہیں تعلیم دلائیں یا اگر چاہیں تو صف ضروری دینی معلومات بہم کر کے بچوں کو کسی پیشہ یا حرفہ میں لگا دیں یا شرع ہی سے صرف قرآن و حدیث کی تعلیم دلائیں اور خواہ گھر پر تعلیم دلائیں یا جس مدرسہ یا اسکول میں ان کا جی چاہے اس میں تعلیم دلائیں۔

مگر موجودہ لازمی جبری تعلیم کا قانون والدین کے آزادی عمل کو بالکل سلب کر لیتا ہے اور وہ مجبور ہیں کہ خاص قسم کے مدارس میں ایک خاص قسم کی تعلیم دلائیں اگر نہ دلائیں تو قید و جرمانہ کی سزا کے مستوجب ہوں گے۔

جس طرح نکاح کے بارہ میں والدین کو اجازت ہے کہ وہ جب چاہیں اپنے لڑکے اور لڑکیوں کا نکاح کر دیں ٹھیک اسی طرح والدین کو یہ بھی حق ہے کہ جس طرح کی چاہیں تعلیم دلائیں یا سرے سے تعلیم ہی نہ دلائیں مگر اسی قانون کی رو سے ان کا یہ حق چھین لیا گیا ہے اور وہ مجبور ہیں کہ حکومت کے تعلیمی ادارہ نے جو فیصلہ کر دیا ہے اس کے مطابق لازمی طور پر تعلیم دلائیں نہیں تو سزا کے مستحق ہوں گے یہ قانون ابھی حال ہی کا ہے اور اس کی کسی نے اس حیثیت سے مخالفت نہیں کی کہ اس سے مذہب یا دین میں مداخلت ہوتی ہے۔ حامیان قانون کہتے ہیں کہ جب دلیل شرعی کی رو سے اس کو قبول کیا گیا ہے اسی دلیل کی رو سے سارداایکٹ بھی قابل قبول ہے کیونکہ جس طرح جبری تعلیم کا قانون حقوق والدین میں مداخلت کرتا ہے اسی طرح یہ بھی کرتا ہے اور جس طرح وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے یہ بھی مفید ہے۔

تمام اسلامی ممالک میں قانون موجود ہے

حامیان قانون کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کا قانون مذہبی مداخلت ہوتا تو اسلامی ممالک میں ہرگز تجدید عمر ازدواج کے قوانین نہ بنائے جاتے مگر واقعہ یہ ہے کہ ٹرکی میں ۱۹۱۷ء سے اسی قسم کے قانون کا نفاذ سلطان عبدالحمید کے وقت سے ہے جسکو انھوں نے شیخ الاسلام کا فتویٰ لیکر جاری کیا تھا وہ زمانہ مصطفیٰ کمال پاشا کا عہد نہ تھا بلکہ خلیفۃ المسلمین کا عہد تھا۔

اسی طرح مصر میں ۱۹۲۳ء سے یہی قانون نافذ ہے جس کی رو سے کوئی شخص لڑکے کی شادی ۱۸ سال سے کم عمر میں نہیں کر سکتا اور لڑکی کی ۱۶ سال سے کم عمر میں نہیں کر سکتا مگر ۱۹۲۵ء سلطان مسقط خاص حالات میں مستثنیٰ کرنے کے اختیارات تھے وہ بھی باقی نہیں رہے۔

اسی طرح چین میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی ہندوستانی مسلمانوں سے کم نہیں ہے وہاں بھی شادی کے لئے ۱۸ سال کی عمر قانوناً مقرر ہے اور اس سے قبل کوئی شخص شادی نہیں کر سکتا۔

اسی طرح جاوا میں بھی ۱۵ سال کی عمر شادی کی مقرر ہے اور جاوا کے مسلمان تمام دنیا کے مسلمانوں سے زیادہ متشرع کے پابند ہیں۔

ہم نے دونوں فریق کے دلائل لکھ دیئے ہیں اب ناظرین کرام کا فرض ہے کہ وہ ہر دو فریق کے دلائل کو پڑھیں اور غور کریں اور خود دونوں کے دلائل پر غور کر کے ایک رائے قائم کریں کیونکہ ایسی صورت میں مسلمانوں کا کسی مسئلہ میں اختلاف رائے ہو تو بہترین صورت یہی ہے کہ سب کے دلائل سنکر انسان خود ایک رائے اپنے علم و بصیرت اور عقل کے مطابق قائم کرے۔

مصائب افغانستان کا خاتمہ

خدا کا شکر ہے کہ تو دس مہینے کے بعد افغانستان کے بلاکت آفریں مصائب و آلام کا جنرل نادر خاں کی مجاہدانہ کوششوں سے اللہ تعالیٰ نے خاتمہ کر دیا گذشتہ دس ماہ کا عرصہ افغانستان کے لئے بڑی حیات کی کشمکش میں گذرا اس کے نالائق اور خود غرض فرمانروا ان نے افغانستان کو ہلاکت و تباہی کے غار میں دھکیلنے اور مصائب و مشکلات کی قبر کے اندر دفن

کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایک بہادر عسب وطن کو اپنی نصرت بخشیوں اور رعافت فرمائیوں سے مدد کی اور اس نے باوجود بے سروسامانیوں کے اپنے وطن عزیز کو آتش فتنہ وفساد سے پاک کر لیا اور بدامنی کی ہلاکت سے نکال کر سرنو امن وامان کی بہشت بنا دیا۔

غازی جنرل نادر خاں جواب شاہ نادر خاں ہیں جس وقت افغانستان میں بغاوت کے شعلے بلند ہوئے تھے سرزمین فرانس میں علالت وبیماری کے بستر پر صاحب فراش تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کا مقدس وطن ہلاکت و بربادی کے طوفان میں گھر گیا ہے اور ناعاقبت اندیش اور خرد دشمن اہل وطن نے غازی امان اللہ جیسے محب وطن بادشاہ کے خلاف بغاوت کر کے اس کو تخت وتاج چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے اور ایک دون شخیال عاشق افغانستان کی جگہ پر تخت وتاج پر ایک چور ڈاکو کو بچہ سقہ غاصبانہ طریق پر قابض ہو گیا ہے تو اسی حالت بیماری میں آپ اپنے وطن عزیز کو مصائب سے نجات دلانے کے لئے روانہ ہو گئے اور جلد سے جلد ہندوستان پہنچ کر جنوبی افغانستان میں داخل ہو گئے۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے غازی امان اللہ کابل چھوڑ کر قندہار چلے گئے تھے مگر دشمنان وطن اور غلامان وطن نے وہاں بھی آپ کو نہ ٹھیرنے دیا اور آپ نے اپنے وطن کو خوں ریزی اور قتل وغارت سے بچانے کے لئے سرزمین افغانستان ہی کو خیرباد کہہ دیا اس وقت دنیائے اسلام کو بیحد صدمہ ہوا تھا وہ ناقابل بیان تھا ہر طرف مایوسی کا عالم طاری تھا بغاوت وسرکشی کی تاریکی ہر طرف چھائی تھی اور اگر امید کی کوئی شعاع نظر آرہی تھی تو وہ صرف جنرل نادر خاں کی ذات تھی مگر جنرل موصوف کی یہ حالت تھی کہ کلیتاً بے سروسامان تھے ان کے پاس ایک حبہ بھی نہ تھا ملک کے گوشہ گوشہ کے اندر آتش بغاوت شعلہ زن تھی قبائل منافقت اور غدر پر آمادہ تھے دعوۂ امداد واعانت کرتے تھے اور پھر اپنے وعدوں سے پھر جاتے تھے مگر اس بے سروسامانی کے باوجود جنرل نادر خاں کا پایۂ ثبات اپنی جگہ پر جما رہا اور انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور لگاتار اپنے وطن کو رہزن بچہ سقہ کی سفاکردی سے چھڑانے کی کوشش میں ساعی رہے۔

بالآخر تائید ایزدی نے ان کا ساتھ دیا دشمنوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور اٹھ ماہ کی مسلسل مجاہدانہ سرگرمیوں کے بعد غارت گر دین وطن بچہ کی لائی ہوئی مصیبت کا اس طرح خاتمہ ہوا کہ کابل کو جنرل نادر خاں کے بھائی شاہ ولی خاں نے فتح کر لیا اور بچہ سقہ باوجود فرار کی کوشش کے معہ اپنے اعوان وانصار سید حسین کے گرفتار ہو گئے اور جنرل موصوف فتحمندانہ کابل میں داخل ہو گئے۔

اب افغانستان میں کامل امن وسکون ہے اور تمام اطراف افغانستان نے یعنی جملہ صوبجات نے جنرل موصوف کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

جنرل نادر خاں کی بادشاہت

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ جنرل موصوف نے ساحل ہند پر قدم رکھتے ہی اعلان کیا تھا کہ وہ بادشاہت کے خواہاں نہیں صرف وطن مقدس کی خدمت کا جذبہ صادق اور افغانستان کو تباہی وہلاکت سے بچانے کے لئے آئے ہیں اور وہ یا ان کے بھائی یا خاندان میں سے کوئی شخص بھی تخت کابل اور سلطنت افغانستان کو قبول نہ کرے گا۔

مگر اب جنرل موصوف نے افغانستان کی بادشاہت قبول کر لی ہے اور صورت حال یہ پیش آئی کہ داخلۂ کابل کے بعد اعیان واکابر قبائل کا ایک مختصر جرگہ دوسرے دن منعقد ہوا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ باوجود شدید انکار کے جرگہ نے جنرل موصوف کو بادشاہ بننے پر مجبور کر دیا اور جنرل موصوف افغانستان کی فلاح وبہبود کے خیال سے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔

جنرل موصوف کے اس اقدام نے ہندوستان میں تدریے اختلاف پیدا کر دیا ہے اور آپ پر وعدہ خلافی اور بیوفائی کا الزام لگایا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جنرل نادر خاں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اور ان کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ نہیں بنے گا اور اب بادشاہت کو قبول کر کے جنرل ممدوح نے اپنی تاریخی عظمت کو گھٹا لیا ہے جنرل ممدوح کی عظمت اور بڑائی اسی میں تھی کہ آپ ایک فاتح جنرل اور نجات دہندۂ افغانستان کی حیثیت پر قناعت کرتے اور غازی امان اللہ خاں کو پھر سے تخت پر بٹھلاتے اگر ایسا کرتے تو تاریخ عالم میں ان کی عظمت کا نقش دائمی طور پر ثبت ہو جاتا اور آپ کی حب الوطنی اور وطن کی بے غرضانہ خدمت آپ اور آپ کے نام کو آفتاب کی طرح چمکا دیتی اور مشاہیر عالم میں بہت بلند جگہ آپ کو دلاتی۔

لیکن جو کچھ ہوا اس پر برا بھلا کہنا بھی دانشمندی کے خلاف ہے افغانستان کے اندرونی حالات سے ہم کسی حصہ واقف واگاہ نہیں ہیں اور بالکل ممکن ہے کہ صورت حال ایسی ہو کہ اگر جنرل موصوف سنان حکومت اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تو خانہ جنگی کا دور ختم نہ ہوتا اور جس مصیبت کا خاتمہ کر کے خاتمہ ہوا ہے وہ از سرنو شروع ہو جاتی۔

اس سلسلہ میں ایک بات تو یقینی ہے کہ غازی امان اللہ خاں کے لئے فی الحال کوئی موقع نہیں ہے کیونکہ بدقسمتی سے وہ اپنی ہر دلعزیزی کھو بیٹھے ہیں اور ان کے خلاف اس قدر بدظنی پھیلا دی گئی ہے کہ ابھی ان کا دفعیہ نہیں ہوا اور لوگ ان سے خصوصاً ملا لوگ نفرت کرتے ہیں اسکے علاوہ تند بہار سے بھی ان کی رسائی کا اثر اچھا نہیں پڑا اور اس سے غازی کی پوزیشن خراب ہو گئی ہے اور امکان شبہ ہو سکتا ہے کہ اگر پھر دوبارہ ان کو تخت پر بٹھلایا جاتا تو ازسرنو بدامنی وفساد کی آگ پھیل جاتی یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ کسی فرد کی محبت میں ملک اور قوم کو پھر سے تباہی وبربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا جاتا۔ بہرحال جنرل نادر خاں کے متعلق ایک لمحہ کے لئے یہ سوء ظنی نہیں کی جا سکتی کہ وہ وطن کے ساتھ غداری کریں گے وہ نہ صرف ایک جنرل ایک مدبر ہیں بلکہ تدبر ودانشمندی اور سپہ سالارانہ جرأت وبہادری کے ساتھ ایک بےمثیل محب وطن بھی ہیں اور آپ کی ذات سے اسکے سوا اور کوئی توقع نہیں کہ افغانستان آپ کے عہد میں ہر اک لحاظ سے ترقی کرے گا اور غازی امان اللہ خاں کے عہد میں جو اصلاحی ترقی کا دور شروع ہوا تھا وہ دانشمندانہ طریقہ پر آگے بڑھے گا۔

غازی امان اللہ خاں اور جنرل نادر خاں کی بادشاہت

جنرل نادر خاں کی فتح کی جس وقت خبر آئی میں غازی امان اللہ خاں کو بلی آپ کے ایک محب وطن کی طرح اس فتح پر جنرل موصوف کو مبارکباد کا ہوائی پیغام ارسال کیا اور لکھا کہ جنرل نادر خاں پسند کریں تو میں آئی میں سفارت کی خدمات انجام دینے کے لئے تیار ہوں اور جنرل نادر خاں کی بادشاہی کے اعلان کے بعد جو اظہار خیال غازی امان اللہ خاں نے فرمایا اس کے بھی حرف حرف سے حب الوطنی اور ایثار و قربانی کی روح کا اظہار ہوتا ہے آپ نے فرمایا مجھے تخت یہ تاج کی نہ پہلے پرواہ تھی اور نہ اب اس کی ہوس ہے میں جب صاحب وہم و اقتدار تھا تب بھی عملاً شاہانہ جاہ و جلال اور عیش و آرام کو ترک کر رکھا تھا اور اب بھی یہ خواہش نہیں ہے کہ تخت حاصل کروں البتہ میری یہ دلی تمنا ہے کہ افغانستان کی ترقی اور خوشحالی کا جو پروگرام میں نے شروع کیا تھا وہ کامیاب ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ غازی امان اللہ خاں جیسے ایثار مجسم اور محب وطن بادشاہ سے ہمیں توقع نہیں تھی کہ وہ جنرل نادر خاں کی فتح اور ان کی بادشاہت پر اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے اسلئے دانشمندی کا اقتضاء یہ ہے کہ اب جبکہ افغانستان میں حکومت کی تشکیل ہو گئی ہے اور برسر حکومت کوئی مشتبہ اور مجہول الحال شخص نہیں آیا بلکہ نادر خاں جیسا محب وطن بادشاہ منتخب ہوا ہے تو افغانستان اور ملت افغانیہ کی بہبود و فلاح کا اقتضاء یہ ہے کہ مسلمانان ہند بھی اس انتخاب کی تائید کریں اور اختلاف کا اظہار کر کے مزید بے چینیاں اور بے چینیاں نہ پیدا ہونے دیں بلکہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی دل و جان سے کوشش کریں کہ جو حکومت قائم ہو گئی ہے اس کو استحکام حاصل ہو اور دشمنان افغانستان کو مزید فتنہ و فساد برپا کرنے کا موقع نہ ملے۔ خدا کا شکر ہے کہ افغانستان ہلاکت انگیز احتمالات سے نکل آیا اور خدا سے امید ہے کہ جہاں اس کی نصرت بخشیوں نے اس کو ہلاکت و تباہی سے افغانستان کو نکالا ہے وہیں وہ افغانیوں کو توفیق عطا فرمائے گا کہ اپنی گذشتہ تباہ کاریوں کی جلد سے جلد تلافی کر لیں گے اور جو نقصانات عظیم اپنی کج رائی اور کوتاہ بینی اور خرد دشمنی سے اپنے ملک کو پہنچا دیا ہے اس کا نعم البدل حاصل کرنے کی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرینگے۔

زعماء کے بعد علماء میں بھی پھوٹ مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی میں پہلے ہی اختلاف

نے اس قدر ناگوار صورت اختیار کر لی تھی کہ ان کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپس میں اس قدر شدید مخالفت نے رنگ جما لیا تھا کہ ان دونوں جماعتوں کا شیرازہ بکھر چکا تھا لے دیکر ایک جمعیت العلماء باقی تھی جس میں بظاہر کوئی ایسا شدید اختلاف نہ تھا اور اس کا شیرازہ منہدم ہوا تھا اگرچہ جمعیت علماء کے دو ایک گروہ عرصہ سے اس امر کے درپے تھا کہ جس طرح بن پڑے اس جماعت کو بھی اپنی خود غرضیوں کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دے اور یا تو اس پر اس قبضہ ہو جاوے یا وہ ٹوٹ جاوے۔

سال ۱ سال سے اس قسم کی سازشیں ہو رہی تھیں مگر سوائے ناکامی کے کبھی ان کو کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا لیکن اس دفعہ اس گروہ کو کامیابی میں جمعیت العلماء کے سالانہ اجلاس کو دعوت دیکر اپنے خداداد انگیز منصوبے کو پورا کرنے کا اچھا موقع ملا اور انہوں نے سازش کا ایک وسیع جال تیار کر لیا سب سے بڑی چالاکی اس گروہ نے یہ کی کہ صدارت کے لئے مولانا محمد علی کا نام پیش کر دیا تھا کہ ایک جماعت کی ہمدردی ان کو حاصل ہو جائے جو اب جمعیت العلماء کی دست و بازو رہی ہے اور اس نام کی آڑ میں ان کو اپنے عزائم مذمومہ کے پورا کرنے کا موقع ملے۔

علماء کی جماعت نے اس چال کو سمجھ لیا اور ساتھ ہی انہوں نے محسوس کیا کہ یہ ایک بے ضابطگی ہو گی کہ اگر علماء کی کانفرنس کی صدارت ایک غیر عالم کرے۔ جمعیت العلماء کے دستور میں بھی قاعدہ تھا کہ صدارت کے فرائض عالم ہی کو ادا کرنی چاہیئے اور اصولاً بھی یہ بالکل صحیح چیز ہے کہ جس فرقہ یا جماعت کی کانفرنس ہو اس میں سے صدر منتخب کیا جائے یہ کہیں نہ سنا ہو گا کہ وکیلوں کی کانفرنس کا صدر غیر وکیل ہو۔ یا نور بافوں کی کانفرنس کا صدر لوہاروں کی کانفرنس کا صدر وکیل ہو۔ قدرتی اصل یہ ہے کہ اگر صوفیوں کی کانفرنس ہو تو صوفی صدر ہوتا ہے وکیلوں کی کانفرنس کا صدر وکیل ہوتا ہے، رائیوں کی کانفرنس کا صدر رائیس ہوتا ہے کشمیریوں کی کانفرنس کا صدر کشمیری ہوتا ہے۔ اخبار نویسوں کی کانفرنس کا صدر اخبار نویس ہوتا ہے غرض یہ کہ ہر فرقہ و ہر طبقہ اپنے ہی میں صدر منتخب کیا کرتا ہے پھر اگر علماء نے یہ اصرار کیا کہ علماء کی جماعت کا صدر عالم ہونا چاہیئے تو کیا برا کیا مولانا محمد علی کا فرض تھا کہ وہ اپنا نام واپس لے لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جس کا نتیجہ بدمزگی اور دلوں کے اندر نفاق و شقاق پیدا ہونے کی صورت میں نکلا بہرحال علماء نے ایک عالم ہی کو کانفرنس کا صدر منتخب کیا اس انتخاب نے دلوں میں کینہ اور بغض کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا یہاں تک کہ سادہ اہل بیرغور کرنے کے لئے جمعیت العلماء نے اپنی منتظمہ جماعت کا اجلاس طلب کیا اور کچھ غیر ارکان کو بھی دعوت شرکت دی۔

یہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ اکتوبر کو دہلی میں قرار پایا لوگ آئے اور اس بنا پر کہ مہمان جمعیت کے علاوہ بھی لوگوں کو بلایا گیا ہے اس دلیل کی بنیاد پر اسی سازشی جماعت نے اس اجلاس کی صدارت کے لئے بھی مولانا محمد علی کا نام نفرض جھگڑا پیدا کرنے کے لئے پیش کر دیا اگرچہ جمعیت العلماء کے مستقل صدر نے بغرض رفع نزاع اس کو تسلیم کر لیا تھا کہ اگر حکیم جمیل خاں مولانا محمد علی کی صدارت کی تحریک کرینگے تو وہ تائید کرینگے مگر جب جلسہ ہوا تو جلسے نے کثرت رائے سے مولانا کفایت اللہ کو صدر منتخب کر لیا اور اس نے اس کو گوارا نہیں کیا کہ عالموں کے جلسہ کا صدر غیر عالم ہو۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو جماعت نفاق و شقاق پیدا کرنے کی سالہا سال سے کوشش کر رہی تھی اس کو موقع ہاتھ آیا اور وہ اس اجلاس سے الگ ہو کر چلی گئی اور اس نے دوسری جماعت بنا ڈالی۔

غور کیجئے کہ مسئلہ زیر غور یہ تھا کہ سارا دہلی پر غور کیا جائے اس میں سب متفق تھے کسی کو اختلاف نہ تھا اگر ان کے اندر خلوص ہوتا اور ذاتی عناد اور بغض نہ ہوتا تو ان کا فرض تھا کہ صدارت کی لڑی پر لڑنے جھگڑنے کی بجائے سب مل کر مسئلہ زیر بحث پر غور کر کے کوئی متحدہ راہ عمل نکالتے مگر اس کے بجائے ان بندہ اغراض نے محض صدارت کے لئے آپس میں نفاق پیدا کر لیا اور ایک جماعت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے اندر خلوص و صداقت کا نام تک نہیں

یہ سازباز اہل کی مخالفت بھی ذاتی اغراض کی بناپر کر رہے ہیں ان کے پیش نظر صرف یہ ہے کہ اس ذریعہ سے عوام کو اپنے ساتھ لے لیں۔

جمعیت العلماء کے جلسہ کا جن اسباب کے ماتحت یہ حشر ہوا انہی اسباب کے ماتحت مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی میں افتراق پیدا ہوا تھا۔

کتاب سیاست کا ایک اور ورق

بالآخر سائمن کمیشن کا سوشر بائیکاٹ رنگ لایا اور کانگرس کی پرزور جدوجہد نے حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ ہندوستان کے مطالبہ کے آگے کسی نہ کسی حد تک سر جھکائے کمیشن کے بائیکاٹ کی کامیابی کا اعتراف مزدور حکومت کے وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ نے یہ کہہ کر پہلے ہی کر لیا تھا کہ سنٹرل سائمن کمیٹی ہندوستان کی نمائندہ کمیٹی نہیں ہے اگرچہ اس کمیٹی کے بعض ارکان بہت زبردست تھے مگر حقیقت سے انکار کیونکر کر سکتے تھے اسی سے پتہ چل گیا تھا کہ کانگرس کی طاقت کو انگریزوں نے محسوس کر لیا ہے اور اگر محض سائمن کمیشن کی سفارشات کے مطابق اصلاحات دیگئیں تو ہندوستان کی کوئی قابل ذکر پارٹی ان کو کامیاب بنانے کی حامی نہ بھرے گی بلکہ ان کو ناکام رہنے کی کوشش کرے گی اور ہائی کمیشن برابر قائم رہے گا بلکہ ترقی ہوگی اور ملک کا عام مطالبہ مکمل آزادی کا ہو جائیگا۔

انہی حالات کو سامنے رکھکر لارڈ اروِن وائسرائے ہند نے انگلستان کا سفر کیا تھا تاکہ برطانوی حکومت اور دوسری سیاسی پارٹیوں سے مشورہ کر کے کوئی ایسی راہ عمل نکالیں جس سے ہندوستان کی کم از کم معتدل جماعتوں کا تعاون حاصل کیا جا سکے۔

چنانچہ چار ہفتے کے بعد برطانوی عمال حکومت اور

ہندو اکثریت ناجائز رویہ اختیار نہیں کرے گی اور یہ کہ مسلم اقلیت کو ڈرنے اور خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے ہندوؤں کو ہمیشہ حقیقت سے چشم پوشی نہ کرنی چاہیئے کہ اقلیت ہمیشہ خائف اور بدظن رہتی ہے اور دنیا بھر میں اکثریت کا یہ فرض سمجھا جاتا ہے کہ وہ اقلیت کو اپنے فیاضانہ طرز عمل سے مطمئن کرے اور یہاں تو فیاضانہ طرز عمل کا مطالبہ نہیں ہے بلکہ منصفانہ طرز عمل کا مطالبہ ہے۔

سر چمن لال سیتلواڈ نے ولایت سے واپسی پر جو بیان اخبارات میں بغرض اشاعت دیا تھا اس میں انھوں نے ہندوؤں سے اسی مرتع یعنی وائسرائے کے اعلان کا ذکر کرکے اپیل کی تھی کہ ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے خوف اور خطرے کو دور کردیں چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ:-

یہ سمجھنا یا ظاہر کرنا غلطی ہے کہ مسلمان ہندوستان کے لئے درجہ متعینات کے طلبگار نہیں ہیں درجہ متعینات کے مطالبہ میں مسلمان اگر ہندوؤں سے آگے نہیں تو کسی حالت میں پیچھے بھی نہیں ہیں لیکن چونکہ ان کی تعداد کم ہے (یعنی ہندوؤں کے مقابلہ میں) اس لئے قدرتی طور پر انھیں خطرہ ہے کہ ہندوستان میں متعینات کے درجہ کی حکومت قائم ہونے پر سیاسی اختیارات کی باگ بڑی حد تک ہندوؤں کے قبضہ میں چلی جائے گی اور مسلمانوں کے مخلص اور مخصوص مفاد کو نقصان پہنچے گا اس لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے لئے معقول و مناسب حفاظتوں کا انتظام کرکے مذکورہ بالا خطرہ کو دور کیا جائے مثلاً انھیں مذہب اور تہذیب کی آزادی کا یقین دلایا جائے اور ان کے عام مقاصد کی کفالت کا انتظام کیا جائے۔"

سر سیتلواڈ کا یہ مخلصانہ مشورہ نہایت تدبر و دانشمندی اور حب الوطنی پر مبنی ہے اور اگر ہندوؤں کے اندر کچھ جذبۂ انصاف و حب الوطنی ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اس قیمتی مشورہ پر جلد سے جلد عمل کریں تاکہ حکومت کی پیش کردہ گول میز کانفرنس کامیاب ہو اگر ہندوؤں کی تنگ نظری اب بھی تمام رہی تو ظاہر ہے کہ اس کانفرنس کا بھی کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلیگا اور وہاں بھی جو تجویزیں ڈال بٹے گی اور حکومت یہ کہکر سب کو ٹال دے گی کہ چونکہ تم سب نالائق ہو اور آزادی کے مستحق نہیں ہو۔

مسلمانوں کے دیدۂ عبرت کیلئے آخری سبق

لیکن سنگدل ہندوؤں سے

جس طرح ہم نے درخواست کی ہے کہ وہ اپنی بنا منصفانہ اور تنگ دلانہ ذہنیت کو بدل کر اسی طرح مسلمان رجعت پسندوں اور فرقہ پرستوں سے عرض کرینگے کہ اب وقت آگیا ہے کہ آنکھیں کھول کر واقعات و حالات کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ برسوں میں واقعات نے کیسے کیسے پلٹے کھائے ہیں اور زمانہ کی رفتار کس طرح قدرتی طور پر ان حالات کو بروئے کار لا رہی ہے جن کے لئے بظاہر ہندوستان کی فضا قطعاً سازگار نہ تھی۔

نہرو رپورٹ کے خلاف کس قدر شدید مخالفت کا طوفان بعض طبقات کی طرف سے برپا کیا گیا اور ہندو مسلمانوں میں کس قدر خلیج اختلاف کو وسعت دیگئی اس کا اقتضا یہ تھا کہ حکومت کانگرس کی آواز کو لا پروائی سے ٹھکرا دیتی مگر ایسا نہیں ہوا اور وائسرائے کو انگلستان جاکر برطانوی دربار میں کانگرس کو بالاعلان پر رضامند کرنا پڑا اور ہندوستانی مطالبات کو تسلیم کرنا پڑا۔

وائسرائے کے اس اعلان میں ان مسلمانوں کے لئے آخری سبق موجود ہے اگر وہ سیکھنا چاہیں جو اب تک ہندو رجعت پسندی کا ابتک ثبوت دیتے رہے ہیں اگر انہوں نے اب بھی اپنی روش کو نہ بدلا تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ نکلیگا کہ زمانہ کی رفتار کو کوئی طاقت روک نہ سکے گی اور اصلاحات کے دینے پر حکومت مجبور ہو جائے گی اور وہ اصلاحات اس سے بالکل مختلف ہوں گی جو مسلمان چاہتے ہیں اس لئے اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ اصلاحات میں ان کے حقوق کا کافی لحاظ رکھا جائے تو موجودہ ذہنیت کو خیرباد کہکر اور رجعت پسندی کو ترک کرکے معقول قوم پرستانہ روش اختیار کرنی چاہیئے اور کانگرس کے لئے مطالبات کے لئے کانگرس کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ساری دنیا سے لڑکر اور ساری دنیا کو مخالف بناکر مسلمان کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتے دانشمندی کا اقتضا یہ ہے کہ جو فرقہ مخالف ہے اس کی زیادہ سے زیادہ یا جس قدر ممکن ہو افراد کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس وقت سیاست حاضرہ کی اتنا اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر مسلمان معقول مطالبات پر قناعت کریں اور عملی نقطۂ نظر کو سامنے رکھکر مطالبات پیش کریں تو ملک کی اہم سیاسی جماعتیں ان کی تائید کردیں گی مثلاً اگر مسلم لیگ نے جو مطالبات پیش کئے ہیں ان پر سب متفق ہو جائیں تو کانگریس اور لبرل فیڈریشن ان کی تائید کردیں گی اور اس طرح ہندو مہاسبھا تنہا رہ جائے گی اور اگر مسلم کانفرنس کے غیر عملی اور فضول مطالبات پر مسلمانوں کا رجعت پسند طبقہ اڑا رہا تو ان دونوں میں سے ایک بھی ساتھ نہ دیگی اور تمام غیر مسلم سیاسی جماعتیں اپنے طور پر اصلاحات کے لئے جدوجہد کریں گی اور ان کی جدوجہد اسی طرح کامیاب ہوگی جس طرح اب ہوئی ہے بہرحال مسلمانوں کے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ اپنے وطن پر دورانہ تدبر و دانشمندی کا ثبوت دیں اور مثلی آدمیوں کی طرح ملکی سیاسیات میں حصہ لیں۔

۷۵ دنیا بھر کی نامور شجاع و مہتمم عورتوں کے حالات

یہ تمام حالات ہندوستان کے بہترین تاریخی خانہ نگار مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپ اور دلنواز تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کرلی ہے اس میں سب قسم کی خواتین ہیں وہ بھی ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں وہ بھی جو بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں وہ بھی ہیں جن کے سحر آفرین حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کر دیا تھا راج کو تاراج اور جنگل کو منگل بنا دیا وہ بھی ہیں جن کی وفا نے اپنے خاوند کے ساتھ چتا میں اپنی جان کو فنا کر دیا

۷۵ راتوں کا لطف عید میں بالکل مفت ہے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کتاب الاسلام

باب الصلوٰۃ

اذان کہنے کا اہل کون ہے؟

(بسلسلہ گذشتہ)

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں مؤذن کی حیثیت ایک وقیع حیثیت تھی تمام حاضرین امام کو اپنا مقتدی بیشوا اور موذن کو اپنی جماعت کا معتمد سمجھتے تھے لیکن اب وہ زمانہ نہیں رہا اب امام کو ایک حقیر مزدور اور مؤذن کو ایک حقیر چپراسی خیال کیا جاتا ہے یہ مسئلہ ذرا غور طلب ہے کہ موجودہ زمانہ میں امام اور موذن کو حقیر کیوں سمجھا جاتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس میں امام کا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ خاص کا قصور ہے اگر ہر شہر اور ہر محلے کے سربرآوردہ مسلمان مساجد کا اہتمام وانتظام اپنی نگرانی میں رکھیں اور نماز پڑھانے کے لئے ذی علم ذی استعداد اور قابل آدمیوں کا تقرر کرتے تو آج جو رسوائی اور ذلت پیش نظر ہے نہ ہوتی۔ مشکل یہ ہے کہ سربرآوردہ اشخاص تو مساجد کے اہتمام وانتظام سے قطعاً دلچسپی نہیں رکھتے اس صورت میں شہر یا محلے کے عوام اپنی بساط کے مطابق غریب، جاہل اور مفلوک الحال اشخاص کو نماز پڑھانے اور اذان دینے کے لئے مقرر کر لیتے ہیں ظاہر ہے کہ اس صورت میں امام یا موذن کی کیا حیثیت قرار دی جاسکتی ہے بہرحال ہم اس موقع پر اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ اذان کہنے کا اہل کون ہے؟

عالمگیری میں لکھا ہے کہ اذان دینے کا اہل وہ شخص ہے جو اوقات نماز پہچانتا ہو اور عالم ہو اور صالح ہو اور دینی دلچسپی رکھتا ہو اور بااثر ہو تاکہ محلہ کے بچے نمازی اشخاص کو زجر وتوبیخ کر سکے اور خوش الحان ہو اور اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔

ان ضوابط کو معلوم کرنے کے بعد موذن کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے کاش اہل دردِ مسلمان مساجد کا اہتمام انتظام اپنے ہاتھ میں لیکر موجودہ خرابیوں کا انسداد کریں مساجد میں امام اور موذن کے تقرر کا اختیار یا رہائشی مسجد کو ہے وہ نہ ہو تو اس کے اقارب کو اختیار حاصل ہے اور اگر بانئے مسجد یا اس کے اقارب میں امام اور موذن کے تقرر وانتخاب کی اہلیت نہ ہو تو اہل محلہ کو اختیار ہے کہ وہ جس شخص کو بہتر سمجھیں امام یا موذن مقرر کریں (درمختار)

اور اگر نماز پڑھانے اور اذان دینے کے لئے ایک ہی شخص کو مقرر کیا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ایسا کرنا درست ہے۔

اور اگر موذن نابینا ہو لیکن اس کے ساتھ کوئی شخص وقت بتانے والا ہو تو اس کے تقرر میں بھی کوئی حرج نہیں بہرحال وقت کی پابندی کا لحاظ ضروری ہے۔

اور ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے

اور اگر اذان کہتے وقت مؤذن بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز کام نہ دے یا اذان کے کلمات بھول جائے تو ان سب صورتوں میں اذان کا اعادہ کیا جائے یعنی دوبارہ اذان کہی جائے۔

اور مخنث اور فاتر العقل کی اور فاسق کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ اور اذان کا احسن طریقہ یہ ہے کہ کسی بلند جگہ پر چڑھکر اذان کہی جائے اور بلند آواز سے کہی جائے تاکہ اہل محلہ کو خوب سنائی دے۔

اور اذان ہمیشہ مسجد سے باہر کہنی چاہیئے مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے اور جمعہ کی نماز کے موقع پر خطبے کے وقت جو اذان کہی جاتی ہے وہ بھی مسجد سے باہر کہی جائے ہاں جمعہ کی اذان ثانی میں اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ خطیب کے سامنے ہو باقی یہ ضروری نہیں ہے کہ اذان منبر کے پاس ہی کہی جائے۔ ہندوستان میں جو عام طور پر یہ دستور ہے کہ ہر اذان مسجد کے اندر کہی جاتی ہے اور خصوصاً جمعہ کی اذان ثانی تو منبر کے پاس ہی ضرور کہی جاتی ہے یہ نہایت غلط طریقہ ہے اور اس کی کچھ اصل نہیں اور کوئی سند نہیں، فقہ کی تمام کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اذان مسجد سے خارج حصہ میں کہی جائے اور ہر اذان مسجد کے اندر مکروہ ہے لیکن یاد رکھو اگر اس طریقہ کی اصلاح میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو مسجد میں فتنہ وفساد برپا نہ کرو وہاں سنجیدہ اشخاص کو نرمی کے ساتھ سمجھا دو وما علینا الا البلاغ۔

اور اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے چاہئیں جلدی جلدی اذان کہنا درست نہیں ہر کلمے کے بعد کسی قدر وقفہ اور سکتہ ضروری ہے تو قف اور سکوت کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا باسانی جواب دے سکے۔ مثلاً مؤذن نے "اللہ اکبر اللہ اکبر" کہا تو اب اس قدر سکتہ ضروری ہے کہ سننے والا بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ سکے، سکتہ کا تارک مکروہ ہے اور ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

اور اذان کہتے وقت خیالات کو منتشر نہ ہونے دے بلکہ یکسو ہو کر کہے

اور "حی علی الصلوٰۃ" کہتے وقت اپنا منہ داہنی طرف کر لو اور "حی علی الفلاح" کہتے وقت بائیں طرف کر لو اور قدم ایک ہی جگہ قائم رکھو مطلب یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت تمام جسم کو پھیرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف منہ پھیرنا کافی ہے اور اذان کہتے وقت کان کے سوراخوں میں انگلیاں رکھنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں اس طریقے سے آواز میں بلندی پیدا ہوتی ہے اور چونکہ اذان دینے والے کو آواز کم سنائی دیتی ہے اس لئے وہ ذرا بلند آواز سے اذان کہتا ہے بہرحال اذان کے وقت کان کے سوراخوں پر ہاتھ رکھ لینا یا سوراخوں میں انگلیاں ڈال لینا مستحب ہے۔

اقامت کے مسائل

اقامت بھی ایک طرح کی اذان ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ، دو بار کہنا ضروری ہے اور اقامت کے وقت بھی آواز کسی قدر بلند ہونی چاہیئے تاکہ سب حاضرین بخوبی

سن لیں اور اقامت کے کلمات اگر جلد جلد کہے جائیں تو کچھ حرج نہیں اس میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں نہ کانوں پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت ہے۔

اور جس شخص نے اذان کہی ہو وہی اقامت بھی کہے ہاں اگر اذان کہنے والا موجود نہ ہو یا موجود تو ہو مگر دوسرے شخص کے اقامت کہنے سے ناراض نہ ہو تو جائز ہے لیکن اگر اذان کہنے والے کی یہ خواہش ہو کہ اقامت بھی میں ہی کہوں گا اور کسی دوسرے شخص کی اقامت کہنے سے وہ ناراض ہو تو کسی دوسرے شخص کو اقامت نہیں کہنی چاہیئے کسی دوسرے شخص کے لئے عدم رضامندی کی حالت میں اقامت کہنا مکروہ ہے اس مسئلہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اکثر مواقع پر جھگڑا ہو جاتا ہے اس لئے اس کو یاد رکھنا ضروری ہے اور اقامت میں بھی حی علی الفلاح اور حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت منہ پھیرنا ضروری ہے۔

اور یاد رکھو اقامت کی اہمیت بہ نسبت اذان کے زیادہ ہے کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر حالت سفر میں اذان نہ کہے تو کچھ حرج نہیں اقامت کہہ لینی چاہیئے اور اگر اذان اور اقامت دونوں کو ترک کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے اس مسئلہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اقامت کی سنیت اذان کی بہ نسبت زیادہ موکد ہے۔

اور اگر کسی وقت کوئی ایسا شخص جو نہانے کی حاجت ہے سہواً جماعت میں شریک ہو کر اقامت کہدے اور پھر یہ ظاہر کرے کہ مجھے نہانے کی حاجت تھی میں نے غلطی کی تو اس میں تو شبہ نہیں کہ اس شخص کا اقامت کہنا مکروہ ہے لیکن اب اقامت کی ضرورت نہیں ہاں اگر کوئی جنب اذان کہدے تو اذان کا اعادہ ضروری ہے لیکن اقامت کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

اور جس وقت اقامت کہی جائے تو سب حاضرین کو ادب کے ساتھ صف بہ صف بیٹھ جانا چاہیئے اور اقامت کے وقت اگر کوئی شخص باہر سے بھی آئے تو اس کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اس کو بھی بیٹھ جانا چاہیئے اور اقامت کے کلمات بیٹھکر سننے چاہئیں جب مکبر حی علی الفلاح کہے تب کھڑے ہو کر صفیں درست کرنی چاہئیں امام کے لئے بھی یہی حکم ہے یہ مسئلہ فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں مثلاً فتح القدیر شرح وقایہ عالمگیری اور درمختار میں موجود ہے جس کو تحقیق سفر ہو وہ ان کتابوں میں دیکھ سکتا ہے مگر یاد رکھو اس رواج کی اصلاح کے لئے جو سستی و کوشش ہو وہ نہایت دانشمندانہ ہو ایسا نہ ہو کہ محض اس مسئلہ کی وجہ سے اختلاف کا طوفان برپا کر کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کر دو اور پھلوں کو مٹانا دشوار ہو جائے اور کوئی برا نتیجہ ظاہر ہو مجملاً چونکہ اس قسم کے مسائل کے بیان کرنے کے بعد نہایت ناخوشگوار اور تلخ تجربہ ہوا ہے اسلئے میں ہر موقع پر یہ ظاہر کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مسائل کی اشاعت میں عاقبت اندیشی اور نرمی سے کام لیا جائے اور حتی الامکان فتنہ و فساد کی آگ کو نہ بھڑکنے دیا جائے اور جب اس قسم کے مسائل بیان کرو تو نہایت سنجیدگی کے ساتھ بیان کرو اور صاف طور پر یہ کہدو کہ صحیح مسئلہ تو یہ ہے اور عام رواج یہ ہے پس ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ تحقیق کے بعد صحیح مسئلے پر عمل کرے اور کوئی ناخوشگوار صورت پیدا نہ کرے

اور اذان کے بعد مغرب کے وقت کے سوا اور سب وقتوں میں اتنی دیر ٹھہر کر اقامت کہنی چاہیئے کہ جو لوگ کھانے پینے میں مشغول ہوں یا پیشاب پاخانے کر رہے ہوں تو وہ فارغ ہو کر بآسانی نماز میں شریک ہو سکیں۔

اور کسی ایسی مسجد میں جہاں امام مقرر ہو اور جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو وہاں دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے اور جب دوسری جماعت قائم کی جائے تو امام محراب میں نہ کھڑا ہو بلکہ داہنے یا بائیں کھڑا ہوتا کہ امتیاز رہے یعنی دیکھنے والوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ پہلی جماعت ہو چکی ہے یہ دوسری جماعت ہے۔ جماعت ثانیہ کے امام کو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

اور اگر مسجد باقاعدہ نہ ہو یعنی نہ کسی محلے میں نہ ہو اور اس میں کوئی امام بھی مقرر نہ ہو اور جماعت بھی پابندی کے ساتھ نہ ہوتی ہو تو ایسی مسجد میں تکرار اذان مکروہ نہیں۔ اور ہوٹلوں میں اور سٹیشنوں پر اور بازاروں میں جو جو ترے نماز کے لئے بنائے جاتے ہیں ان کے متعلق یہی حکم ہے کہ وہاں تکرار اذان مکروہ نہیں۔

اور جس طرح اذان کہتے وقت موذن کو کلام کرنے کی اجازت نہیں اسی طرح اقامت کہنے والے کو بھی اثنائے اقامت میں کلام کرنے کی اجازت نہیں۔

اگر اذان کہتے وقت یا اقامت کہتے وقت کوئی شخص اذان یا اقامت کہنے والے کو سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔

اور اذان اور اقامت کی اجابت مستحب ہے اور اجابت سے مراد یہ ہے کہ سننے والے بھی وہی کلمات کہتے جائیں جو موذن یا مکبر کہتا ہے مگر حی علی الصلاح "اور حی علی الفلاح" سنکر "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہنا چاہیئے اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم سنکر صدقت وبررت کہنا چاہیئے اور تکبیر میں قد قامت الصلوٰۃ سنکر اقامها الله وادامها کہنا چاہیئے۔

اور جس شخص کو غسل کی حاجت ہو وہ بھی اذان کا جواب دے سکتا ہے لیکن حیض و نفاس والی عورت کو خاموش رہنا چاہیئے اذان کا جواب اس لئے ضروری نہیں اسی طرح جو اشخاص نماز خانہ میں مشغول ہوں یا بقضائے حاجت میں مشغول ہوں ان کو جواب نہیں دینا چاہیئے اور جب اذان ہو رہی ہو تو اذان کے ختم ہونے تک سلام کلام اور جواب سلام غرضکہ ہر طرح کی بات چیت اور تمام اشغال موقوف کر دے یہانتک کہ اگر قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہو اور اثنائے تلاوت میں اذان کی آواز سنے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔

آجکل عام طور پر یہ رواج ہے کہ اذان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور بسا اوقات مشاہدہ ہوا ہے کہ اذان ہوتی ہے اور سننے والے آپس میں بات چیت کرتے رہتے ہیں اور اذان کو غور کے ساتھ نہیں سنتے اس مصیبت میں عوام ہی مبتلا نہیں ہیں بلکہ اکثر مولوی صاحبان بھی اذان کی آواز سنکر بے تکلف بات چیت کرتے رہتے ہیں حق تعالیٰ ان مدعیان علم و فضل پر رحم فرمائے بعض اہل معرفت نے لکھا ہے کہ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں

مشغول رہے معاذاللہ اس کا خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اور جو شخص راستہ چل رہا ہو اور جب وہ اذان کی آواز سنے تو اس کو چاہیے کہ جب تک اذان ختم نہ ہو سکون کے ساتھ اذان سنے اور اذان کے ختم ہونے پر چلنا شروع کرے مطلب یہ ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی کھڑا ہو جائے اور جواب دے۔

اور اگر اذان کے وقت کوئی شخص مسجد کو جا رہا ہو اور راستے میں اذان سنے اور اس کو مسجد میں پہنچکر وضو وغیرہ کرنا ہے تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ تیز قدمی کے ساتھ مسجد میں پہنچکر وضو وغیرہ سے فارغ ہو اور جماعت میں شامل ہو (کنز)

اور بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اذان کے وقت مسجد میں آتے ہیں اور اذان ہوتے ہوئے یعنی اثنائے اذان میں بلند آواز سے السلام علیکم کہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے جب اذان ہو تو سلام اور جواب موقوف کر دیں۔

اور جب مؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے تو سننے والے کو چاہیئے کہ وہ نہایت محبت کے ساتھ سرکار دو عالم پر درود شریف پڑھے اور اسم پاک سنکر انگوٹھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگائے اور یوں کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ

یاد رکھیے یہ اسم پاک کو سنکر انگوٹھوں کو بوسہ دینا ایک فعل مستحب ہے اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے تو اس کو کافر کہو اور ملعون نہ کرو کہ اس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے اور اذان کہتے ہی اقامت کہدینا مکروہ ہے مگر نماز مغرب کے وقت ایسا وقفے کی ضرورت نہیں ہاں اتنی دیر وقفہ کرنا چاہیے کہ جلدی میں قرآن شریف کی تین چھوٹی آیتیں پڑھی جا سکیں اور نماز مغرب کے سوا باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک وقفہ کرنا چاہیئے کہ جو اشخاص باجماعت کے ساتھ جماعت میں شریک ہونے والے ہیں وہ اگر سنتیں میں یا قضائے حاجت میں مشغول ہوں تو فارغ ہو کر باسانی جماعت میں شریک ہو سکیں بہرحال اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے اور نماز مکروہ وقت میں پڑھی جائے۔

اور جن نمازوں سے پیشتر سنت یا نفل نہ ہو تو بیٹھا رہے۔

اور محلہ کے کسی رئیس یا امیر کے انتظار میں دوسرے نمازیوں کو پریشان کرنا منع ہے جو شخص ایسا کرتا ہے وہ خود شامدی اور زر پرست ہے

اور احادیث میں مؤذن اور امام کے لئے جو ثواب ارشاد ہوا ہے اس ثواب کے مستحق صرف وہی امام اور مؤذن ہو سکتے ہیں جو خالصاً لوجہ اللہ بغیر کسی دنیاوی معاوضہ کے اس خدمت کو انجام دیتے ہیں جو اشخاص تنخواہ لیکر اس خدمت کو انجام دیتے ہیں وہ اس ثواب کے مستحق نہیں جو احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ یاد رکھو علمائے متقدمین نے اذان اور امامت پر اجرت لینے کو حرام بتایا تھا اس وجہ سے کہ امام اور مؤذن کو حقیر نظروں سے نہ دیکھا جائے اور اس زمانہ میں نہ ہمارے حکام کو بیت المال سے وظائف ملتے تھے جو ان کی ضروریات کے لئے کافی ہوتے تھے۔

لیکن آجکل جبکہ کوئی انتظام نہیں ہے اور مذہبی خادموں کو کہیں سے وظائف نہیں ملتے علماء نے یہ فتوے دیدیا ہے کہ امام اور مؤذن اجرت لے سکتے ہیں لیکن وہ اس ثواب کے مستحق نہیں جو احادیث میں ارشاد ہوا ہے اور جو اشخاص خالصاً لوجہ اللہ اذان یا امامت کی خدمت انجام دیتے ہیں اگر بعض اہل کرم بطور خود ان کی کچھ مالی امداد کریں تو یہ بالاتفاق جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور یہ اجرت نہیں۔

بستان التفاسیر یعنی اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلما قدوۃ الفضلا، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے گیارہ بڑی بڑی صورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورہ تبارک۔ سورہ نون سورہ حاقہ، سورہ معارج۔ سورہ نوح۔ سورہ جن۔ سورہ مزمل۔ سورہ مدثر۔ سورہ قیامت۔ سورہ دہر۔ سورہ والمرسلات۔ لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے ۴۰۰ صفحات سے زائد اور ۲۰۶ صفحات کلاں تقطیع مولوی سائز سے ڈیوڑھی

رعایتی قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک ۸ علاوہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

باورچی خانہ

محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے یہ کتاب نہایت محنت سے تیار کی ہے اس میں ہر قسم کے کھانے پکانے کی ایسی آسان اور سہل ترکیبیں درج ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر عورت یا مرد لذیذ سے لذیذ کھانا تیار کر سکتا ہے۔ آخر میں مربے جلیے اچار، چٹنیاں تیار کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں قیمت باوجود اتنی خوبیوں کے صرف ۸ ر طبع جدید

زنانہ اسلامی گیت

اس میں مسلمان بچیوں اور عورتوں کے لئے نہایت اعلیٰ، اخلاقی اور نعتیہ لظمیں درج کی گئی ہیں جن کو گھروں میں عورتیں اور لڑکیاں فضول گیت گا کر نہ صرف اپنے بلکہ دوسرے کے اخلاق پر برا اثر ڈالتی ہیں ان گھروں میں یہ کتاب ضرور جانی چاہیئے۔ قیمت صرف ۵ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معارف القرآن

(بقیہ گذشتہ)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝

(ترجمہ) تم لوگ اچھی جماعت ہو کر ... ... وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ان میں سے بعضے تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں وہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقابلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر کسی طرف سے ان کی حمایت بھی نہ کی جائے گی جما دی گئی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور جما دی گئی ان پر بیچارگی اس وجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے۔

ان آیتوں میں حق تعالیٰ مسلمانوں کی تعریف فرماتا ہے کہ اے مسلمانو تم تمام امت سے بہتر ہو لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو مطلب یہ ہے کہ تم اس وجہ سے بہتر ہو کہ تم خود بھی مومن اور متقی ہو اور دوسروں کو بھی اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اگر تمہاری طرح اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو بیشک ان کے حق میں بہتر تھا مگر ان میں سے تھوڑے ایمان والے ہیں اور ان میں اکثر نافرمان ہیں اور اے مسلمانو! یہ اہل کتاب یعنی یہود جو ہر وقت تمہاری مخالفت میں سرگرم رہتے ہیں بجز خفیف سی ایذا کے سوا وہ کبھی تم کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے اور اطمینان رکھو کہ ان کو کہیں سے مدد نہیں ملے گی اور ذلت و رسوائی ان کے لئے مقرر کر دی گئی ہے اور جہاں کہیں بھی یہ نظر آئینگے ذلیل و خوار نظر آئینگے ہاں اگر ان کو کہیں امن و سکون نصیب ہوگا تو اللہ کے عہد کے ذریعہ سے یا لوگوں کے عہد و پیمان کے ذریعہ سے

مطلب یہ ہے کہ اگر لوگ ان کو پناہ دیں گے تو یا تو اس خیال سے کہ یہ اہل کتاب ہیں یا اس صورت میں کہ وہ جزیہ دیکر رضا قبول کریں اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان کے لئے ذلیل حالت میں رہنا مقرر کر دیا گیا اور یہ سزا اس لئے دی گئی کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے اور انکار کے علاوہ پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیا کرتے تھے۔ اور وہ اس وجہ سے معتوب ہوئے کہ انھوں نے نافرمانیاں کیں اور حد سے بڑھ گئے تھے ان آیات میں حق تعالیٰ نے یہود کی ذلت و خواری کی خبر دی ہے اور اس کی وجہ یہ سب ان کی کہ وہ حد درجہ کے متمرد اور سرکش ہیں وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے ہیں اور اللہ کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں تمام معتبر مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہود ہر زمانے میں فتنہ و فساد برپا کرتے رہے ہیں اور انہوں نے بہت سے پیغمبروں کو تکلیفیں دی ہیں اور ان کو قتل کیا ہے اس جرم کی بنا پر وہ معتوب ہوئے اور حق تعالیٰ نے ان کے لئے ذلیل حالت میں رہنا مقرر کر دیا ان کی ذلت و خواری کے متعلق جو خبر دی گئی اس کا وقوع بحسن وجہ ہوا ان کے تمام ممالک ان کی حکومتیں اور ان کی زیارت گاہیں مسلمانوں نے چھین لیں اور ان کو ذلیل و خوار کر کے انھیں جلا وطن کر دیا اب بھی ان کے اکثر ممالک پر مسلمان قابض ہیں۔

لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

(ترجمہ) یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور یہ لوگ شائستہ

لوگوں میں سے ہیں اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کئے جاویں گے اور اللہ تعالےٰ اہل تقوی کو خوب جانتے ہیں جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں ان کی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اس کو برباد کر ڈالے اور اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

یہود کی سرکشی کا ذکر کرنے کے بعد رب قدوس ارشاد فرماتا ہے اہل کتاب میں ہر طرح کے لوگ ہیں بعض ان میں ایسے ہیں جو اللہ تعالےٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں جیسے نجاشی بادشاہ حبش اور عرب کے بعض نصاریٰ یہ سب ایمان لے آئے اور بعض ایسے بھی تھے جو سب کچھ جاننے کے باوجود اور حق و صداقت سے واقف ہونے کے باوجود بھی اسلام اور پیغمبر اسلام کی سخت شدید مخالفت کرتے رہے حق تعالےٰ ان نفس پرستوں کی نسبت ارشاد فرماتا ہے ان کا مال و زندان کی اولاد اور ان کے احباب و اقارب کچھ کام نہیں آئینگے اور اللہ کے عذاب سے کوئی چیز ان کو نہ بچا سکے گی اور وہ قطعی طور پر دوزخی ہیں اور وہ ابد الآباد اسی میں رہیں گے اور یہ منکرین اس دنیوی زندگی میں جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی طرح ہے جس میں نہایت تیز سردی ہوتی ہے اور وہ ان لوگوں کی کھیتی کو لگ گئی جو اللہ کی نافرمانیوں سے اپنا ہی نقصان کر رہے تھے آخر کار اس تیز سرد ہوا نے اس کھیتی کو تباہ کر دیا اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ خود انھوں ہی نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

باری تعالےٰ نے یہ جو ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت کے دن کافروں کے مال ان کے کچھ کام نہیں آئینگے اس پر انسان کے دل میں یہ شبہ گزر سکتا تھا کہ بعض اوقات کافر اپنے مال نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں مثلاً مہمانوں مسکینوں اور یتیموں کی مدد کرنے میں تو ان کے اس قسم کے مصارف قیامت کے دن ان کو نفع پہنچائیں حق تعالےٰ نے فرمایا کہ ان کا مال ان کو ہرگز نفع نہیں پہنچائے گا چونکہ وہ ایمان سے یکسر محروم ہیں اس لئے ان کا خیرات کرنا ایسا برباد جائے گا جیسے پالا پڑنے سے ہری بھری کھیتی تباہ ہو جاتی ہے اور ان کی خیرات وغیرہ کا قبول نہ ہونا کچھ ظلم نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال بدکی سزا ہے، اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ پر اور قیامت پر اور یاس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں اور قیامت پر اور سزا و جزا اور قضا و قدر پر ایمان نہ رکھتا ہو تو اس کی کوئی نیکی مقبول نہیں اور اس کا کوئی لائق اجر نہیں اور قیامت کے دن اس کی خیرات وغیرہ کا کچھ اجر نہیں دیا جائے گا اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کا ہونا ضروری ہے اگر ایمان نہیں ہے تو نیک اعمال بھی بیکار ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ

(ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بعض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں بیشک خدا تعالےٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالےٰ ان کے اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

ابن جریر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ جس طرح ظہور اسلام سے قبل یہود اور اہل عرب میں دیرینہ قومی اسی طرح ظہور اسلام کے بعد بھی یہود اور اہل اسلام میں کچھ عرصہ تک دوستانہ تعلقات قائم رہے لیکن ظہور اسلام کے بعد یہودیوں کی طرف سے پیہم اور مسلسل فتنہ انگیزی شروع ہوئی اور دوستی کے پردے میں معاندانہ سعی و کوشش جاری ہوئی علاوہ بریں یہود باطنا ہر مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے تھے لیکن در پردہ دشمنی تخریب رہتے تھے ایک دفعہ انہوں نے اوس اور خزرج مسلمانوں کے دو قبیلوں میں لڑائی کا سامان کر دیا جس کا ذکر گزشتہ آیتوں میں گزر چکا ہے ایک دفعہ عہد جاہلیت کے واقعات بیان کر کے بعض نبائل کو مسلمان کرنے کی سعی و کوشش کی اسی طرح اور بہت سی تخریبی کوششیں کرتے رہتے تھے اور یہ تخریبی کوششیں اسلئے جلد یا بدیر تکمیل کو پہنچ جاتی تھیں کہ یہود اور منافقین بظاہر دوستی کا اظہار کرتے تھے اور مسلمان ان کو اپنا ہمدرد اور رفیق سمجھتے تھے ان حالات میں حق تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں جن میں ارشاد

فرمایا کہ اے مسلمانو! تم اپنے غیروں میں سے کسی کو اپنا راز دار نہ بناؤ اور اپنے بھائی مسلمانوں کے سوا اور کسی کو معتمد نہ سمجھو کیونکہ تمہارے تباہ کرنے میں وہ کسی طرح کی کمی نہیں کرتے اور ان کی خواہش ہے کہ تم کو تکلیف پہنچے اور کچھ شک نہیں کہ دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو حسد اور بغض وعناد ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے سخت تر ہے اگر تم عقل و تمیز رکھتے ہو تو ہم نے تمہارے لئے صاف صاف نشانیاں بیان کر دی ہیں اور تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تم ان سے دوستی رکھتے ہو اور وہ تم سے مطلق دوستی نہیں رکھتے اور تم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ خدا کے منکر ہیں اور ان کے نفاق کا یہ حال ہے کہ وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو حسد اور بغض وعناد کی وجہ سے تم پر غصے سے انگلیاں کاٹتے ہیں، اے رسول عربی تم ان سے کہدو کہ تم اپنے غصے میں جل جل کر مرجاؤ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ بغض وحسد ان کے سینوں میں بھرا ہوا ہے اور اس کو خوب جانتا ہوں اور اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ ان کو ناگوار معلوم ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں، اے مسلمانو! اگر تم استقلال اور تقویٰ پر قائم رہو تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور وہ جو کچھ معاندانہ سعی و کوشش کرتے ہیں اس کا وہ فیصلہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہے اللہ تمہارا مددگار ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم ان پر بھروسہ نہ کرو اور ان کو اپنا راز دار نہ بناؤ اور ان کو اپنا دوست اور غمگسار نہ سمجھو۔ ان ارشادات سے یہ ثابت ہو گیا کہ اہل نقد کبھی مسلمانوں کے سچے ہمدرد نہیں ہو سکتے کیونکہ اسلام سے ان کو قلبی عداوت ہے اور ہر مسلمان کی مصیبت سے خوش ہوتے ہیں پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی حال میں بھی اہل کفر کو اپنا دوست اور اپنا راز نہ بنائے اور ان پر بھروسہ نہ کرے، امام صالح جزاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عربی لغات میں **بطانۃ** کے معنی ہیں مشیر راز صلاح اور راز دار۔ اور قرآن مجید ہم کو یہ ہدایت کرتا ہے اے ایمان والو! تم اپنے بھائی مسلمانوں کے سوا اور کسی کو اپنا بطانہ یعنی مشیر اور صلاح کار اور راز دار نہ بناؤ کیونکہ اہل کفر تمہارے تباہ کرنے میں کسی طرح کی کمی نہیں کرتے تمہاری ترقی ان لوگوں کو ناگوار ہے اور تمہاری طرف سے بغض اور عناد اور حسد ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے اس ہدایت ربانی کو پڑھنے اور سننے کے بعد ہمارا یہ اہم ترین فرض ہے کہ ہم کسی غیر مسلم کو اپنے دینی امور میں صلاح کار اور مشیر اور راز دار نہ بنائیں کیونکہ وہ کسی حال میں بھی ہمارے سچے ہمدرد نہیں ہو سکتے اور اس ہدایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم بلا وجہ غیر مسلموں سے جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہو جائیں یا ان کو نقصان پہنچانے کی سعی و کوشش کریں یاد رکھو اسلام ایک سلامتی کا مذہب ہے اس کا پیام ہے ہم کو امن کی حمایت و حفاظت کرنی چاہیئے اسلام قاتلوں اور ڈاکوؤں کا مذہب نہیں ہے بلکہ امن پسندوں اور خدا پرستوں کا مذہب ہے اسلام دنیا میں اسلئے آیا ہے کہ دنیا کو خدا پرستی سکھائے اور امن قائم کرے اس لئے نہیں آیا ہے کہ فتنہ و فساد برپا کرے اور جنگ و پیکار جاری رکھے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حق تعالےٰ صرف رب المسلمین ہی نہیں ہے بلکہ رب العالمین ہے سب آدمی اللہ کے بندے ہیں اور وہ سب کا رازق اور مربی ہے ہاں اگر کوئی جماعت اللہ کے قانون کی بیحرمتی کرے اور اللہ کے خلاف بغاوت کرے تو ہم ہرگز اس سے معاملات نہیں کر سکتے اور ہم ہرگز اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے

جو لوگ کہ امن پسند ہیں ان سے میل جول رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں لیکن کسی حال میں بھی کسی غیر مسلم کو اپنا مشیر اور صلاح کار اور راز دار نہ بنائیے ہرگز جائز نہیں اگر منصفانہ نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو یہ ایک نہایت معقول طرز عمل ہے اور اس میں کوئی قابل اعتراض پہلو نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی جماعت اور اپنے رفیقوں پر ہی بھروسہ کر سکتا ہے کسی غیر جماعت پر اس قدر تک بھروسہ نہیں کر سکتا جب تک کہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس حد تک حق تعالیٰ کا وفادار ہے اور کہاں تک

ایک روپے سے کم کا وی پی نہیں بھیجا جائیگا اگر ایک یا دو قاعدے منگانا ہو تو کسی اور کتاب کے ساتھ منگا لیجئے۔ بچوں کے لئے اس سے بہتر قاعدہ نہیں مل سکتا

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی۔

معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج خدانخواستہ براہ راست وطن اپنی اس کوشش میں جو عدہ اردو کو نیست و نابود کرنے کے لئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو ہر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو مذہب سے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف فارسی کی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو اردو پڑھنے والوں کو پیش آتی ہیں مولوی محمد عبدالہادی خاں صاحب مولوی فاضل منشی فاضل شاہجہاں پوری پروفیسر اردو کرسچن کالج مسخ صد آفریں و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو ایک اردو قاعدہ بنام **معلم الاطفال** لکھکر بڑی حد تک آسان کر دیا ہے اس قاعدہ کی مفصل خوبیاں تو خود مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں اجمالاً یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ نے الفاظ کے ٹکڑے کر کے بچہ کو اردو الفاظ کی ترکیب سے روشناس کرا دینے کی بہت کامیاب کوشش کی ہے

(۱) حروف کی تقسیم جو حروف ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ سائنٹفک طریقہ پر حروف کی شکلوں کے لحاظ سے کی ہے۔ (۲) لفظوں کی تقسیم تعداد حروف کے اعتبار سے نہیں بلکہ تعداد حرکات کے اعتبار سے کی ہے (۳) تمام قاعدہ بھر میں کوئی مہمل لفظ نہیں کیونکہ اس سے بچہ کو حروف کے جوڑنے میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا (۴) کوئی ایسی بات اور لفظ نہیں بتایا ہے جو اصول اور ضابطہ کے اتحاد نہ ہو (۵) ہر نئی بات بتاتے ہوئے اس کی کثرت سے مثالیں دی ہیں کہ بچہ کے دماغ پر نقش ہو جائیں (۶) لکھائی چھپائی کا غذ سب نہایت اعلیٰ ہے اور قاعدہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے (۷) اس سب کے باوجود قیمت صرف ۲ ہے اگر ایک روپے کے منگائیں تو دس

لطائف الحدیث

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ فقر و افلاس کفر تک پہنچ جائے اس کے معنے یہ ہیں کہ فقر و افلاس ایسی بری چیزیں ہیں کہ ان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں ایسے افلاس سے ہر ایک مسلمان کو پناہ مانگنی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ مفلسی دور ہو۔

افلاس کو کفر تک پہنچانے والا اس لئے فرمایا کہ ہر ایک شخص کا ایمان اس قدر قوی اور کامل نہیں ہوتا کہ وہ مفلسی کے مصائب و مشکلات کا مقابلہ کر سکے اور اپنے ایمان کو قائم رکھ سکے بلکہ اس کا امکان ہے کہ افلاس اور تنگدستی کی مصیبتوں سے عاجز آکر خدا کی شکایت کرنے لگے اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو مفلسی کے دکھ سے چھٹکارا پانے کے لئے حلال کر لے یا سرے سے خدا کو بھول جائیں اور خدا سے مایوس ہو کر کفریہ کلمات منہ سے نکالنے لگیں اس کے علاوہ کمزور ایمان والوں سے اس کا بھی اندیشہ ہے کہ کہیں مفلسی کی مصیبتوں اور فقر و تنگدستی کے دکھ سے اس قدر عاجز نہ ہو جائیں کہ مال و دولت کے لالچ سے ایمان اور اسلام کی دولت گنوا بیٹھیں غرضیکہ اس حدیث قدسی میں جس خطرہ کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی تھی اور جس چیز کا اندیشہ ظاہر کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا تھا وہ خطرہ اپنی بھیانک صورت میں ہمارے سامنے ہے فتنہ ارتداد کے ضمن میں ایسے متعدد واقعات پیش آچکے ہیں اور پیش آتے رہتے ہیں کہ افلاس کی پریشانیوں سے تنگ آکر جاہل دکمزور ایمان رکھنے والے اپنی دولت ایمان چند خرخشہ ریزوں کے عوض کفر کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ ملکانوں کے اندر آریہ سماجیوں کو شدھی میں کامیابی جو حاصل ہوئی ہے وہ زیادہ تر ان غریبوں کے افلاس و غربت ہی کی ممنون احسان ہے۔ افلاس کی مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسلمان ملکانوں نے دولت ایمان تک فروخت کر ڈالی ان واقعات سے افلاس کی تباہ کاریوں کا اندازہ ہو سکتا ہے انھیں خطرات کی طرف حضور آقائے دو جہاں نے اپنے اس حدیث قدسی میں ارشاد کر کے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ وہ افلاس و تنگدستی کا شکار ہونے سے بچیں اور کوشش کر کے اس موذی دیمک کا دفعیہ کریں۔

آجکل خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو اس حدیث کے وسیع حقائق و معارف پر غور کرنا اور ان تدابیر پر عمل پیرا ہونا چاہیئے جو ان کو افلاس کے پنجہ سے رہائی دلا سکیں کیونکہ آج مسلمان بیحد افلاس زدہ ہو رہے ہیں جدھر دیکھو مسلمانوں کے سروں پر غربت و مفلسی منڈلاتی نظر آئے گی اور جس طرح آج مسلمان ہر ایک قوم سے زیادہ مفلس ہیں اسی طرح آج سے زیادہ افلاس کبھی ان کے لئے اس قدر پر خطر اور مہلک نہ بنا ہوگا جس قدر آج ہے کیونکہ ہم سے پہلے جو مسلمان تھے ان کے ایمان اس قدر کمزور نہ تھے جیسے ہمارے ہیں یہی وجہ ہے کہ افلاس ہمارے لئے بہت زیادہ ہلاکت و بربادی دنیوی خسران دینی کا سبب بن گیا ہے پس ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور دوسرے مفلس مسلمانوں کو غربت و تنگدستی سے نکالنے کی عملی تدابیر اختیار کرے یعنی تجارت و صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہو اور خوب محنت و مشقت جفاکشی کفایت شعاری سے دولت کمانے پر اپنی طاقت صرف کرے تاکہ دین کے رہنزنوں کو متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا موقع نہ ملے اور افلاس ان کو کسان کٹا ان کفر کی اعوض طلمت میں نہ پہنچا سکے۔

المجالس بالامانۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں آداب محفل و آداب صحبت کی تلقین فرماتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ مجالس یعنی جہاں چند آدمی مل جل کر بیٹھیں وہاں بیٹھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ بیٹھنے والے امانتداری کا پورا لحاظ رکھیں یعنی اس مجلس میں جو باتیں ہوں ان کو پوشیدہ رکھیں کسی کا راز باہر نہ نکلنے پائے کسی کے منہ سے کوئی بات نکل جائے تو ایسا نہ ہو کہ وہ دوسری جگہ پہنچ جائے مطلب یہ ہے کہ سب شرکاء مجلس کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کی راز کی باتوں کو راز ہی رکھیں اس کو مشتہر از بام نہ کریں کسی دوسری جگہ ان راز کی باتوں کا ذکر نہ کریں اور نہ لگائی بجھائی کریں نہ شرارت سے کسی کے خلاف آگ بھڑکائیں غرض یہ کہ کامل احتیاط برتنی چاہیئے اگر ان امور کا لحاظ نہ رکھا گیا تو اس میں نہ صرف بدمزگی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ باہم دشمنی اور عداوت کے چھوٹ پڑنے کا بھی امکان ہے ایسا شخص جو پیٹ کا ہلکا ہوتا ہے اور صحبت احباب کے رازوں کو ظاہر کر دیتا ہے یا ہو سکتا ہے اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی اور مجلس احباب میں بیٹھنے کے قابل اس کو نہیں سمجھا جاتا اور لوگ اس کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگتے ہیں جہاں چار یار جمع ہوں اور کوئی ایسا شخص آجاتا ہے جس نے کوئی بات یہاں کی وہاں کہدی ہے یا کوئی راز کی بات ظاہر کر دی ہے تو اس کے آتے ہی لوگ خاموش ہو جاتے ہیں اور اس کے آنے کو نہایت مکروہ سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلدی سے چلا جائے تو اطمینان سے پھر بات چیت کریں غرض یہ کہ مجالس و محافل میں بیٹھنے کی پہلی شرط امانتداری ہے ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس حدیث پر عمل کرے تاکہ اپنوں اور بیگانوں کی نظروں میں ہمیشہ معزز و محترم رہے۔

سید القوم خادمھم

جو خادم ہے وہی سردار قوم ہوتا ہے۔ دیکھو دو لفظوں کے اندر حکمت کے کیسے موتی پرو دیئے ہیں قوم کا سچا اور حقیقی مخدوم وہی ہوتا ہے جو قوم کی خدمت کرے مخدوم کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اس کی خدمت کریں۔ خادم کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اس کی خدمت کریں قوم میں کا احترام کرے اس کی عزت کی نظر سے دیکھے اور واجب التعظیم سمجھے اس کے احکام کے آگے خوشی خوشی سر جھکائے جو کچھ اس کی زبان سے نکلے اس کو سر آنکھوں پر رکھے

اور کبھی اس سے انحراف اور اس کے حکم کے خلاف سرکشی نہ کرے ہماں اس کا پسینہ گرے وہاں لوگ اپنا خون گرانے کے لئے تیار ہوں غرض یہ کہ دل و جان سے اس پر فدا ہوں اور اس کی سچی محبت و حقیقی عظمت قوم کے دلوں میں جاگزیں ہو۔

یہ ساری باتیں نہ تو دولت سے حاصل ہو سکتی ہیں نہ ریاست و حکومت سے بیسر آسکتی ہیں بڑی بڑے سرکاری عہدہ کے حصول سے مہیا ہو سکتی ہیں اگر آپ کے پاس کوئی بہت بڑا سرکاری عہدہ ہے تو لوگ آپ سے مرعوب رہیں گے اور خوف کی وجہ سے ظاہری تحریر و تلطف بھی کریں گے لیکن ان کے دل آپ کی محبت و عظمت سے خالی ہوں گے بلکہ بہت ممکن ہے کہ دل میں آپ سے نفرت کرتے ہوں اسی طرح دولت اور ریاست و جاگیر لوگوں کے سر خود شامد چاپلوسی اور ظاہرداری کی راہ سے آپ کے آگے جھکا سکتی ہے مگر قوم کے دل میں سچی عزت نہیں پیدا کر سکتی۔

سچی عزت اور حقیقی عزت قوم کے دل میں اسی وقت پیدا ہوگی جب آپ قوم کے کام آئیں ان کے بُرے بھلے اور اچھے دنوں میں ان کا ساتھ دیں ان کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ ان کی خیر خواہی اور ان کے فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہیں غرض یہ کہ قوم کی خدمت انسان کو قوم کا مخدوم بنا دیتی ہے قوم کی خدمت گزاری کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس کی قومی خدمتیں اس کو قوم کا مخدوم بنا دیتی ہیں۔ دوسرا فائدہ اس کے یہاں اجر و ثواب کا ہے۔ گویا دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہی ہے فائدہ ہے پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ قوم کی خدمت کرے تاکہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہو۔

(۴)

خیر الامور اوسطہا

کاموں میں بیچ کا کام جسے اچھا ہوتا ہے اس حدیث شریف میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں توسط و اعتدال اختیار کریں اور افراط و تفریط سے بچیں یعنی نہ تو دور کر چلنا چاہئے کہ ہو کر رہ گئے اور جا رہے دوں فانے جت گر پڑیں اور نہ اس قدر آہستہ خرامی اختیار کرنی چاہئے کہ جہاں پہنچنا ہے وہاں وقت کے بعد پہنچیں اور بس کام کے لئے چلنے میں موقوف ہو جائے مقصد یہ ہے کہ ہر ایک کام میں اعتدال اختیار کرنا چاہئے اس سے ہمیشہ کامیابی ہمرکاب رہتی ہے۔ مضرت و نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں رہتا اس کے برخلاف افراط و تفریط سے بالعموم نقصان ہی پہنچتا ہے اور اعتدال و توسط صرف دنیا ہی کے کاموں میں کے اندر مسلمتی نہیں ہے بلکہ ہر ایک دینی امر کے اندر اور ثواب کے کاموں میں بھی اعتدال ہی مستحسن ہے۔

مثلاً خیرات اتنی کرنی چاہئے کہ خود مفلس اور دریوزہ گر نہو جائے نہ اتنی کم کہ کروڑوں روپے کا مالک ہو اور چند کوڑیاں خیرات کرے اسی طرح عبادت میں بھی اعتدال کی روش اختیار کرنی چاہئے نہ اتنی کم کہ فرائض ہی ترک کر دے اور نہ اس قدر زیادہ کہ جسمانی طاقت کی برداشت سے باہر ہو اور چند روز کے بعد اکتا کر چھوڑ دے بہر حال ہر ایک کام میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا دین و دنیا میں کامیابی کی دلیل ہے۔

البلاء موکل بالمنطق

رسول اللہ نے اس حدیث میں اس راز سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ اکثر و بیشتر بلائیں اور مصیبتیں بات کرنے پر موقوف ہیں۔ یعنی اکثر مصائب کا سرچشمہ زبان ہوتی ہے مشہور کہاوت ہے کہ ایک چپ میں سو بلائیں ٹلتی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو زبان کی بے لگامی سینکڑوں فتنے برپا کر دیتی ہے دلوں میں عداوت و دشمنی کا تخم ریز کر دیتی اور جنگ و جدال اور خونریزی و فساد کا دروازہ کھول دیتی ہے جتنی مصیبتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں اگر تحقیقات کی جائے تو بیشتر فی صدی مصائب کا سرچشمہ یہ چند تولہ کی زبان ہی نکلے گی جس کی غیر محتاط حرکت اور بے لگامانہ جنبش مصیبتوں کو اس طرح پیدا کر دیتی ہے جیسے برسات کے موسم میں حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ کی ہدایت پر عمل کرے اور بغیر اشد ضرورت کے اپنی زبان کو ہلا کر مصائب کو دعوت نہ دے بس اسی قدر بات کرے جس قدر ضرورت ہو بلا ضرورت بات کرنی گویا بلاؤں کو دعوت دینی ہے۔

السعید من وعظ بغیرہ

سعادت مند وہ ہے جو دوسروں کے حال سے نصیحت حاصل کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ سعید روح اسی کو کہہ سکتے ہیں کہ دوسروں کو دیکھکر نصیحت اور عبرت حاصل کرے جو دوسروں کے اچھے حالات اور اس کے نیک اعمال و افعال کو دیکھتا ہے اور خود ان سے کوئی سبق نہیں لیتا یا دوسروں کے بُرے افعال و ناپسندیدہ اعمال دیکھتا ہے اور خود ان سے علیحدہ نہیں رہتا معلوم ہوا کہ اس کے قلب و روح کی سعادت بسترِ موت پر لوٹ رگڑ رہی ہے۔ نیک اور سعید آدمی وہی کہلانے کا مستحق ہے جو دوسروں کے اچھے اعمال کرتے دیکھے تو ان سے اپنا مسابقتی حاصل کرے یعنی خود بھی نیک عمل اختیار کرے اور اگر کسی کو اعمال قبیحہ میں مبتلا پائے تو ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرے یعنی خود ان سے پرہیز کرے۔ مثلاً ایک شخص کو دیکھے کہ وہ جیل کے اندر سخت مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کا سبب دریافت کرنا چاہئے کہ کیوں جیل میں آیا ظاہر ہے کہ کسی بُرے کام کی پاداش میں آیا ہوگا۔ اب ایک تو اور سعید انسان پر فرض ہے کہ اس کے اس حال سے سبق سیکھے اور خود کسی ایسے فعل قبیح کا مرتکب نہ ہو۔

اسی طرح اگر کسی کو دیکھے کہ لوگ اس کی عزت و عظمت کرتے ہیں اس کے لئے لوگ جگہ چھوڑ دیتے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ یہ اس کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے اور خود بھی اسی طرح نیک اعمال کے کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دوسروں کے نیک اور بد ہر قسم کے حال سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے یہی ازلی سعادت مندی ہے۔ اور عقلمند آدمی یہی وہی کہلانے کا مستحق ہے جو اچھے اور بُرے کاموں کے نتائج اخذ کرے اور ان نتائج سے نصیحت حاصل کرے ورنہ انسان میں اور حیوان میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا انسان اور حیوان کا فرق ہی یہی ہے کہ عقل انسانی انسان کو بُرے نتائج سے محفوظ رکھے۔

آداب معاشرت

ارشاد رسول ہے کہ جب مہمان آئے تو کسی قسم کا تکلف نہ کرنا چاہیئے اور جب کسی کو بلائے تو تکلف کے بغیر جو کچھ ہو سکے کرے یہ ضیافت کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ تکلف کھانوں سے ایسے مہمان کا حق ادا کرنا مشکل ہے جو اکثر آجاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مہمان نواز نہیں ہے اس میں نیکی نہیں ہے اور فرمایا کہ مہمان کے لئے تکلف و فکر نہ کرو کہ پھر تم اس کو دشمن تصور کرنے لگو گے اور جو شخص مہمان کو دشمن جانتا ہے وہ اپنے خدا کو بھی دشمن سمجھتا ہے اور جو خدا کو دشمن رکھتا ہے خدا اس کو دشمن رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آجائے تو اس کے لئے قرض لینا اور تکلف کرنا جائز ہے لیکن جو دوست ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے جائیں وہاں ایسا نہیں چاہیئے کہ وہ قطع محبت کا سبب ہے۔

ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کہتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ فلاں یہود کو کہہ دو کہ مجھے آٹا قرض دے کہ میں ماہ رجب میں ادا کر دوں گا کہیں کہ میرے یہاں مہمان آیا ہوا ہے اس یہودی نے کہا کہ جب تک کوئی چیز گروی نہ رکھو گے میں نہ دوں گا میں نے واپس آکر بیان کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں زمین و آسمان میں امین ہوں اگر وہ مجھے دیدے تو میں ادا کر دوں گا۔ اب میری زرہ لیجا کر گروی رکھدے میں اسے لیگیا اور گروی رکھدی حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان کی تلاش میں ایک دو میل دور نکل جاتے تھے اور جب تک مہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے۔

دعوت آداب

میزبان کو چاہیئے کہ نیک لوگوں کے سوا کسی کی دعوت نہ کرے کیونکہ کھانا کھلانا فوقیت دیتا ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی اعانت کرتا ہے فقیروں کو بلائے نہ کہ تونگروں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین ضیافت وہ کھانا ہے کہ اس میں تونگروں کو بلایا جائے اور فقیر محروم رہیں اور فرمایا کہ تم دعوت کرنے میں بھی گناہ کرتے ہو اور ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آجائے اسے چھوڑ دیتے ہو۔ ضروری ہے کہ نزدیکی رشتہ داروں اور دوستوں کو فراموش نہ کرو کہ یہ وحشت کا سبب ہے۔ اور دعوت کے وقت فخر اور لاف زنی نہ کرے بلکہ ادائیگی سنت کا خیال کرے اور فقیروں کو راحت پہنچائے اور جس شخص کو معلوم کرے کہ اس کو دعوت کی قبولیت دشوار ہوگی تو اس کو نہ بلائے کہ اس کو رنج ہوگا؛ اور جو اس کی قبولیت پر راغب نہ ہو۔ اس کو نہ بلائے کیونکہ اگر وہ قبول کرے گا تو اس کا طعام کراہت سے کھایا جائے گا اور یہ خطا کا سبب ہوگی۔

اجابت کے آداب

قبولیت کے آداب یہ ہیں کہ امیر و غریب کے درمیان فرق نہ کرے اور فقیر کی دعوت سے بے پرواہی نہ کرے کیونکہ رسول کریم صلعم مسکینوں کی دعوت قبول کیا کرتے تھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما فقیروں کی ایک قوم کے پاس گئے جو روٹی کا ٹکڑا آگے رکھکر کھا رہے تھے انہوں نے کہا کہ اے رسول اللہ کے نواسے ہمارے ساتھ شرکت فرمایئے وہ گھوڑے سے اترے اور شریک ہو گئے اور فرمایا اللہ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جب کھا لیا تو کہا کل تم بھی میری دعوت قبول کرو دوسرے روز ان کو عمدہ کھانا کھلایا اور باہم بیٹھکر کھایا۔

۲۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ میزبان اس پر احسان رکھیگا اور میزبانی کو رسمی جانے گا تو بہانہ کرکے دعوت کو قبول نہ کرے بلکہ میزبان کو چاہیئے کہ مہمان کی اجابت کو اپنے لئے فضیلت اور احسان جانے اگر ایسا ہی خیال ہو کہ اس کا طعام مشتبہ ہے یا وہاں کوئی خلاف شرع چیز ہے۔

۳۔ راستہ کی دوری کے سبب سے دعوت رد نہ کرے، بلکہ جس قدر دور جا سکتا ہو حسب معمول جائے۔ تو ریت میں آیا ہے کہ ایک میل بیمار کی عیادت کے لئے جا اور دو میل جنازے کے لئے تین میل مہمانی کے لئے اور چار میل دینی بھائی کی ملاقات کے لئے جا۔

۴۔ روزہ کی وجہ سے دعوت رد نہ کرے بلکہ حاضر ہو جائے اور اگر میزبان کا دل خوش ہو تو خوشبو اور خوش باتوں پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو افطار کر لے کیونکہ ایک مسلمان کے دل کی خوشی کی مزدوری بہت سے روزوں سے افضل ہے اور رسول صلعم نے ایسا نہ کرنے والے پر اعتراض فرمایا ہے اور کہا ہے کہ تیرا بھائی تو تیرے لئے تکلیف کرے اور تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں گویا میزبان کی خوشنودی اس درجہ ہے۔

۵۔ خواہش نفسانی مٹانے کے لئے اجابت نہ کرے کیونکہ یہ چارپایوں کا فعل ہے لیکن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ نیت کرے کیونکہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت کو قبول نہ کرے وہ خدا اور رسول کا عاصی ہے اسی لئے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت کی قبولیت واجب ہے اور سلمان بھائی کے اکرام کی نیت کرے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو مومن کا اکرام کرے اس نے اللہ کا اکرام کیا اور یہ نیت کرے کہ اس کے دل کو خوشی پہنچائے حدیث میں ہے کہ جو مومن کو خوش کرے وہ اللہ تعالےٰ کو خوش کرے گا۔ میزبان کی ملاقات کی نیت کرے کیونکہ بھائیوں کی ملاقات تمام تقربات سے بہتر ہے۔ غیبت سے اپنے آپ کو بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ نہ کہیں کہ بدخوئی اور تکبر سے نہ آیا یہ چھ سنتیں ہیں اور ہر ایک کا ثواب ملتا ہے اور ایسی نیتوں کے مباحات تقرب الٰہی کا باعث ہیں اور بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ان کی ہر حرکت اور سکون میں نیت ہو جو دین سے مناسبت رکھے تاکہ ان کا کوئی سانس ضائع نہ ہو۔

حاضر ہونے کے آداب

حاضر ہونے کے آداب یہ ہیں کہ میزبان کو منتظر نہ رکھے اور جلدی

کرے ممتاز جگہ پر نہ بیٹھے اور جہاں میزبان اشارہ کرے وہاں بیٹھے اور اگر دوسرے مہمان اس کو صدر تسلیم کریں تو وہ بھی قناعت اختیار کرے عورتوں کے حجرہ کے برابر نہ بیٹھے اور جہاں سے کھانا باہر لائیں وہاں نہ دیکھے اور جب بیٹھے تو اپنے نزدیک بیٹھنے والے کی مزاج پرسی کرے اگر وہاں کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو انکار کر دے اگر منع نہ کر سکتا ہو تو باہر آجائے جب رات کو وہاں ٹھہرنا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے کہ اسے قبلہ وجائے طہارت بتادے۔

کھانا رکھنے کے آداب

(۱) جلدی کرے کہ یہ بات مہمان کے اکرام میں داخل ہے تاکہ وہ کھانے کا انتظار نہ کرے اور جب کوئی جماعت حاضر ہو اور ایک شخص باقی رہ گیا ہو تو حاضرین کا حق اولیٰ تر ہے مگر جو فقیر غیر حاضر ہو اور شکستہ دل ہو تو پھر اسی نیت سے تاخیر کرنا بہتر ہے۔ حاتم اصم کہتے ہیں کہ پانچ چیزوں کے سوا جلدی کرنا شیطانی ہے (۱) مہمان کا کھانا (۲) مردے کی تجہیز و تکفین کرنا (۳) لڑکیوں کا نکاح کرنا (۴) قرض ادا کرنا (۵) گناہوں سے توبہ کرنا۔ ولیمہ میں عجلت کرنا سنت ہے

۲ دوسرے کھانے کو میوے پر مقدم سمجھے اور دسترخوان ترکاری سے خالی نہ رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب دسترخوان پر سبزی ہوگی تو فرشتے حاضر ہوں گے اور چاہیے کہ خوشنما طعام آگے رکھے تاکہ اس سے سیر ہو جائے اور بہت سے کھانے والوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ لغلیل کھانا آگے رکھتے ہیں تاکہ زیادہ کھا سکیں اور یہ مکروہ ہے ایک گروہ کی یہ عادت ہے کہ تمام کھانا آگے رکھ دیتے ہیں تاکہ اس میں سے جو چاہے کھائے اور جب رنگا رنگ کے کھانے رکھے تو چاہیئے کہ جلدی نہ اٹھائے کہ شاید کوئی اچھی طرح سے سیر نہ ہوا ہو۔

۳۔ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ یہ بے مروتی ہے اور زیادہ نہ رکھے کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے مگر اس نیت سے رکھ سکتا ہے کہ جو کچھ زیادہ بچ جائے گا اس پر حساب نہیں ہوگا۔ ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا نہ رکھا۔ سفیان ثوری نے فرمایا مجھے خوف نہیں ہے کہ یہ فضول خرچی ہے۔ ابراہیم نے کہا طعام میں فضول خرچی نہیں ہوتی اور چاہیئے کہ عیال کا زیادہ حصہ رکھے تاکہ ان کی نظر دسترخوان پر نہ جائے کیونکہ جب کوئی چیز باقی نہ رہے گی تو وہ مہمان پر زبان درازی کریں گے اور یہ مہمان سے خیانت ہے۔

باہر آنے کے آداب

مہمان اجازت سے باہر آئے اور میزبان کو چاہیئے کہ مکان کے دروازہ تک اس کے ساتھ آئے کیونکہ رسول صلعم نے فرمایا ہے مہمان کو چاہیئے کہ خوش خوش باتیں کریں اور کشادہ رو ہو اگر مہمان کوئی تقصیر دیکھے تو فوراً عذر خواہ کرے اور نیک خوئی سے پیش آئے کیونکہ نیک خلقی بہت سے تقربات سے بڑھکر ہے۔

حکایت ہے کہ حضرت جنید رح کو ایک لڑکے نے دعوت کے لئے بلایا جو اس کے باپ نے کی تھی اور باپ اس کے بلانے سے بخبر تھا۔ جب اس کے گھر کے دروازہ پر پہنچا۔ تو اس کے باپ نے اس کو اندر نہ جانے دیا آپ واپس چلے گئے۔ لڑکے نے دوسری بار آپ کو بلایا۔ آپ آئے پھر بھی جانے نہ دیا لوٹ گئے ایسا ہی چار دفعہ آئے تاکہ لڑکے کا دل خوش ہو اور لوٹ گئے تاکہ لڑکے کے باپ کا دل خوش ہو۔ اور وہ درمیان میں بیٹھکر تھا اور ہر دو قبول میں ان کو عبرت ہوئی تھی اور وہ کچھ اور ہی نظارہ دیکھتے تھے۔

(۴)

محبت کے ۲ دو عمل

عمل ۱ اصل ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں کیونکہ منقلی ہے
عمل ۲ علوی ہے صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر موخطا نہیں کی جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اس لئے میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ امیر و غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائیں گے طلب فرمائیں۔

عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے اور دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تا بعد ارنا بنا جا سکتا ہے ہدیہ صرف پانچ روپے ہے (صفحہ)

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب مسخر ہوگا ہدیہ دور روپے ہے (صفحہ)

عمل ۳ برائے ترقی روزگار عجیب و غریب عمل ہے۔ ہفتہ میں صرف چار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں صرف آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنہ (صفحہ) نذرانہ ہے ایک روپے چار آنے میں دو آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں ان تینوں عملوں کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ خطرہ ہے دو پر ہیز نہ کوئی وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل ۱ و ۲ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہدیہ صرف چھ روپے لیا جائے گا اگر ہدیہ منی آڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ رجسٹری بادی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **فضل شاہ عامل دہلی**

بہشت کے پھول جن کے ذریعہ مرد و عورت کی دونوں نہایت زندگی سے یقینی تبدیل ہو سکتی ہے کوئی قیمت نہیں ہے حوالہ رسالہ کا دیکر اور ایک کارڈ لکھکر مفت منگا لیجئے۔ پتہ یہ ہے:۔ **رفیق الملک** رجسٹرڈ شاہجہاں پور۔

غیبت

(از جناب مولوی محمد ریاست علی صاحب قدوائی کھیروی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واز واجہ اجمعین اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی الکلام القدیم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم

معزز برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ "اے ایمان والو! بہت بچتے رہو کسی کی طرف برا گمان کرنے سے (کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہو جاتی) ہے اور کسی مومن کی عیب جوئی نہ کیا کرو اور (دیکھو) تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے (ہرگز نہیں پسند کرتا) پس (رجب) تم نے اسے برا سمجھا (تو غیبت کرنا بھی ویسا ہی سمجھ کر چھوڑ دو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (اور اس سے توبہ کرو) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے (پ ۲۶ سورہ ۴۹ ع ۲ آیت ۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کو تین باتوں کی ممانعت فرمائی ہے اور ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اول بدگمانی سے دوم عیب جوئی سے تیسرے غیبت سے اور غیبت کو مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے چونکہ غیبت سے باہمی رنجش پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس کو سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

غیبت کس کو کہتے ہیں

برادران اسلام! بہت سے ایسے ہمارے بھائی ہیں جو دوسرے سے غیبت کی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں کہ غیبت کس کو کہتے ہیں میں اپنے ایسے بھائیوں کی آگاہی کے واسطے بتانا چاہتا ہوں کہ مثلاً زید میں کسی قسم کا کوئی نقص ہے خواہ جھوٹ زیادہ بولتا ہے یا باتونی اور لسان زیادہ ہے یا اس میں بخل ہے یا اس میں کوئی جسمانی خرابی ہے یا کانا ہے یا گنجا ہے یا لانبے قد کا ہے یا پستہ قد ہے یا سیاہ رنگ کا ہے بہرحال کچھ ہو اور اگر ان عیبوں میں کوئی کسی کو اگر تم زید کے سامنے بیان کرو تو اس کو ناگوار گذرے۔ بس ان میں سے کسی عیب کا اس کی غیر موجودگی میں بیان کرنا ہی غیبت ہے اگرچہ بیان کرنے والے نے واقعہ بالکل سچا بیان کیا ہے بس اس سے بچنا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ میں جو کچھ بیان کرتا ہوں سچ بیان کرتا ہوں اس سچے بیان میں کچھ ہرج نہیں ہے حالانکہ اس سچے بیان میں یہ بہت بڑا نقصان مضمر ہے کہ غیبت کرنے والے کے تمام نیک اعمال اس کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے جس کی غیبت کیجاتی ہے اور غیبت کرنے والا اچھے اعمال سے کورا رہ جاتا ہے۔ العیاذ باللہ

چند لوگوں کی غیبت جائز ہے

اس کا کلیہ یہ ہے کہ جب غیبت پر کوئی مصلحت دینی مرتب ہوتی ہو تو جائز ہے (۱) جیسے محدثین اسماء الرجال میں مجروح راویوں کا کذب وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ اس پر مصلحت دینی مرتب ہوتی ہے کہ لوگ ان کی جھوٹی حدیثوں سے بچتے ہیں (۲) مثلاً کسی ظالم بادشاہ کی غیبت بیان کی جاوے تاکہ لوگ اس کے حدود میں نہ جائیں اور اس کے ظلم سے بچتے رہیں (۳) کسی کہ تو لنے والے بقال کا عیب بیان کرنا جائز ہے تاکہ لوگ اس سے ہشیار ہو کر اس کے فریب سے بچیں (۴) مظلوم یعنی جس پر کسی ظالم نے کچھ ظلم کیا ہو وہ ظالم کا ظلم بیان کر سکتا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم یعنی (اے لوگوں کسی کی برائی (یعنی غیبت) نہ بیان کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ بری گفتگو کے ظاہر کرنے کو دوست نہیں رکھتا مگر (ہاں) جس پر ظلم کیا گیا ہو (اس کو ظالم کی برائی بیان کرنا جائز ہے) (۵) حکام (قحبہ کے ظلم کی حکام بالا سے اس لئے شکایت کرنا کہ وہ انسداد کر دیں۔ اگر یہ مقصود ہو تو ناجائز ہے (۶) فساد دفع کرنے کی قدرت رکھنے والوں سے مفسدوں کی خبر کرنا تاکہ وہ ان کا فساد دفع کریں (۷) فتویٰ دریافت کرنے میں امر واقعی لکھ دینا بہتر تو یہ ہے کہ جس کی برائی کرنا ہو اس کا نام نہ لکھے بلکہ زید۔ عمر۔ بکر کے لکھے اور اگر اس کا نام بھی لکھ دیگا تو بھی جائز ہے کچھ مضائقہ نہیں (۸) خریدار سے چیز کا عیب بتا دینا (۹) فاسق۔ علانیہ زنا کرنے والے شراب پینے والے کی نسبت کرنا کہ دوسرے لوگ متنبہ ہوں۔

آنکھ اور ہاتھ کے اشارے سے غیبت ہو جاتی ہے

ایک بار ایک پستہ قد عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سرا یا رحمت میں کسی کام سے حاضر ہوئی جب وہ عورت چلی گئی تو حضرت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنکھ اور ہاتھ کے اشارے سے بجہالت اس کی پستہ قدی ظاہر کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تم نے اس کی غیبت کی اس کے بعد غیبت کرنے سے منع فرمایا۔

دل سے بھی غیبت ہوتی ہے

برادران اسلام جس طرح زبان آنکھ اور ہاتھ کے اشاروں سے غیبت ہو جاتی ہے اسی طرح دل سے بھی ہو جاتی ہے یعنی بغیر دیکھے سنے کسی سے بدگمانی کرنا دل کی غیبت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس طرح مسلمانوں کا خون اور مال مسلمانوں پر حرام ہے اسی طرح ان سے بدگمانی بھی حرام ہے خلاصہ غیبت بہت بری چیز ہے اللہ تعالیٰ اس سے تمام مسلمانوں کو بچائے رکھے یہ غیبت نیکوں کو ایسا مٹا دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے اگرچہ اس غیبت کی یہ حالت ہے پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی مجلس کوئی سوسائٹی اس سے نہیں بچتی ان میں خواہ علماء ہوں یا فقراء ہی روشنی والے ہوں یا پرانے خیالات والے جہاں چار جہلہ آدمی ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھے رہے

کسی نہ کسی کی غیبت ضرور ہوتی ہے عورتوں کو اس سے خاص دلچسپی ہوتی ہے برادری میں کہیں شادی بیاہ میں گئیں اور وہاں سے خاموش نہیں اور لگیں دوسری عورتوں کی غیبت کرنے کہ فلاں زیور تو پہنے ہے مگر ابھی نہیں لگتی فلاں اپنے کپڑوں میں چور ہوئی جاتی تھی کسی سے بات بھی نہیں کرتی فلاں عورت کی ناک کس قدر چوڑی ہے مجھے تو واہی نہیں لگتی فلاں کس قدر موٹی و بھدی سی ہے کہ بیٹھنے سے چارپائی کے بان چرچرانے لگے ایسا موٹا پاکس کام کا کہ چلنا پھرنا مشکل ہے حالانکہ اس قسم کی جتنی باتیں کی جاتی ہیں سب غیبت ہے سب سے بچنا چاہیئے۔

غیبت کی بُرائی میں چند احادیث

برادران اسلام اب میں چند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کی برائی میں پیش کرتا ہوں لیکن یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پاک اور برحق اگر ہے اسلئے آپ کو صدق دل سے یقین کرنا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیبت کرنیوالے کی نیکیاں قیامت میں اس کو دی جائینگی جس کی اس نے غیبت کی ہے اور کوئی عقلمند اسے پسند نہ کریگا کہ اپنی نیکیاں دوسرے کو دیدے پس غیبت سے بچنا لازمی ہے۔

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

اور ارشاد فرمایا آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگو تم کو غیبت سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے اس لئے کہ زنا کا گناہ زانی کے توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کا گناہ اس وقت تک نہیں معاف کرتا جب تک وہ شخص نہ معاف کرے جس کی غیبت کیگئی ہو۔

یہاں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی شوہر والی عورت سے زنا کیا اور شوہر کو معلوم ہو گیا تو یہ گناہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوگا جب تک اس کا شوہر معاف نہ کر دے اور اگر شوہر کو معلوم نہیں ہوا تو خدا پردہ پوشی کر کے توبہ کرنے سے معاف کر دیتا ہے۔

اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگو غیبت سے پرہیز کرو کہ اس میں تین خرابیاں ہیں (۱) غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۲) اس کی نیکیاں مقبول نہیں ہوتیں (۳) برائیوں اور بدکاریوں کا بوجھ اس پر بڑھ جاتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ غیبت کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی غیبت کی) قیامت کے دن اس کا گوشت اسی کے سامنے لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اس کو کھا موت کی حالت میں جبکہ تو زندگی میں کھا چکا ہے بہرہ مجبوراً اس کو کھائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور یہ فرمایا کہ کوئی شخص بغیر میری اجازت کے روزہ افطار نہ کرے۔ لوگوں نے روزہ رکھا یہانتک کہ شام ہوئی اور ایک ایک آدمی آکر روزہ افطار کرنے کی اجازت حاصل کرنے لگا چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں دو لونڈیاں ہیں جنھوں نے روزہ رکھا ہے مگر وہ آپ کے سامنے آنے سے کسی وجہ سے حیا کرتی ہیں آپ ان کو روزہ کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائیں آپ نے اس شخص کے اس بیان پر اس کی طرف سے رخ پھیر لیا پھر اس نے دوبارہ عرض کیا تو پھر منہ پھیر لیا جب تیسری بار درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ان کو حکم دے کہ اگر وہ روزہ دار ہیں تو قے کر ڈالیں وہ شخص گیا اور لونڈیوں کو قے کرنے کو کہا جب ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے منہ سے خون کا لوتھڑا اگرا پھر وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت بیان کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ بخدا اگر وہ خون کا لوتھڑا ان کے پیٹ میں رہجاتا تو ان کو آگ کھا جاتی (یعنی دوزخ میں جاتیں) ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ حاضر ہو کر بیان کیا کہ وہ دونوں قریب المرگ ہیں آپ نے فرمایا میرے پاس لاؤ دونوں آئیں تو آپ نے دونوں کے ایک کٹورے میں قے کرنے کو فرمایا دونوں نے خون و پیپ کی قے کی جس سے کٹورہ بھر گیا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انھوں نے حلال چیزوں پر روزہ رکھا اور حرام چیز سے افطار کیا یہ دونوں آپس میں بیٹھکر لوگوں کا گوشت کھاتی تھیں یعنی غیبت کرتی تھیں دیکھتے سے گرا ہے اور فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عذاب قبر کے تین جزو ہیں (۱) چغلخوری (۲) غیبت اور بدگوئی (۳) پیشاب کی پلیدی یعنی پیشاب کے بعد استنجا نہ کرنے کی پلیدی ان تینوں باتوں سے نہ بچنے پر عذاب قبر ہوتا ہے۔

اللھم وقنا من عذاب القبر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیر کو نکلے ناگاہ آپ کا گذر دو میان دو قبر دل کے ہوا آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور جسم مبارک کانپنے لگا یہانتک کہ آستین ہلنے لگی دریافت کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں صاحبان قبر پر عذاب سخت ہو رہا ہے وہ بھی محض اس وجہ سے کہ ایک سب کی غیبت کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اپنے کپڑوں کو نہیں محفوظ رکھتا تھا یعنی استنجا نہیں کیا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب معراج میں بیدار ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے ہی ناخنوں سے اپنے چہروں کو نوچ رہے تھے دریافت کرنے پر جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ لوگوں کی غیبت کرنے والے اور ان کی پردہ دری کرنے والے ہیں

غیبت کی مذمت میں بزرگان دین کے اقوال

حضرت ابو اللیث بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک سو دفعہ زنا کرنا اچھا بہ نسبت ایک دفعہ کسی شخص کی غیبت کرنے کے۔

حضرت ابو حفص کبیر رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر میں روزہ نہ رکھوں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ میں کسی انسان کی غیبت کروں۔

کعب الاحبار کا قول ہے کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے گا وہ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور جو بغیر توبہ کئے مریگا وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو قلابہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غیبت دل کی خرابی ہے اور ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور دین و دنیا میں اس کو مردود کر دیتا ہے اکثر بزرگان دین

رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ غیبت کرنے والے کی مثال اس شخص کے مانند ہے جو ہر طرف تیر پھینک رہا ہو جس طرح اس کا ترکش تیروں سے خالی ہو جاتا ہے اسی طرح غیبت کرنے والا نیکیوں سے خالی ہو جاتا ہے یعنی اس کا نامۂ اعمال نیکیوں سے صاف ہو جاتا ہے۔

پس اے معزز برادران اسلام! اور محترمہ بہنو! خدا کے واسطے ایسے شنیع عمل یعنی کسی کو اس کے منہ پیچھے برا کہنے سے بچو کیونکہ اسی کا نام غیبت ہے اگرچہ وہ عیوب اس میں موجود ہوں اور تم امر واقعہ ہی بیان کرو مگر پھر بھی ایسا کرنے سے بچو یہ نہ کہو کہ ہم کیا جھوٹ کہتے ہیں کیا فلاں میں یہ بات نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں ہو مگر تم اگر سچ ہی بیان کرو گے تب بھی غیبت ہو گی اور تمہارے نیک اعمال تم سے جاتے رہیں گے اور تم نیک اعمال سے خالی رہ جاؤ گے۔

غیبت کا کفارہ

برادران ملت اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لگے ہاتھ غیبت کا کفارہ بھی بیان کر دوں تاکہ مسلمان بھائی اس پر عمل کر کے غیبت کے گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔

معتبر کتب میں غیبت کے کفارہ کے متعلق لکھا ہے کہ غیبت کرنے والا بہت جلد توبہ کرے اور اپنے اس طریق عمل پر پشیمان اور نادم ہو اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرائے اور ہمیشہ تواضع کرے اور اگر وہ شخص جس کی غیبت کی ہے مر چکا ہے تو اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا رہے اور اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہے زندہ ہے اور غیبت کرنے والے کے عفو تصور جاننے اور تواضع کرنے پر وہ معاف کر دے تو خیر ورنہ یہ امور غیبت کرنے والے کے اعمال حسنہ ہوں گے اور ممکن ہے کہ یہی عفو تصور اور تواضع غیبت کے گناہ کا عوض ہو جائے۔

غیبت کا معاف کرانا اس طرح بہتر نہیں کہ اپنے تصور اکدم سے معاف کرائے بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک بات بیان کر کے اور مشرح کر کے معاف کرائے۔

اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو خواہ ان میں عالم ہوں یا درویش کامل ہوں پڑھے لکھے ہوں یا جاہل مطلق خبری ہوں یا قصباتی دیہاتی عورتیں ہوں منہ ہوں کوئی ہوں سب کو غیبت سے بدگمانی سے کسی کے بھید ٹٹولنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ فقط۔

سیرۃ الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

عورتوں بچوں مردوں کیلئے

رسول کریم جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مبارک حالات قرآن شریف احادیث سینکڑوں تاریخ کی عربی کتابوں ہی میں پائے جاتے ہیں اور ان سے علماء کرام اور عربی داں حضرات فیضیاب ہو سکتے ہیں قرآن شریف پڑھے ہوئے مرد اور قرآن شریف پڑھی ہوئی **مسلم بیگمات** انگریزی مدارس کے نونہال مسلم طلباء اور اردو جاننے والے کاروباری مسلمان اس دولت بے بہا سے اب تک محروم رہے مگر عید اس کے مشتاق تھے اس بنا پر **جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالتواب حشتی** (مولوی فاضل) مولف برکات رمضان و رسائل عدیدہ نے قرآن شریف سیرۃ النبی صلعم کی معتبر عربی کتابوں اور احادیث صحیحہ سے نہایت آسان سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ نثر میں مسلسل طور سے قلم بند کیا ہے آیات و احادیث کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم نیز اعراب اور حوالے نقل کئے ہیں بدیں وجہ علماء کرام کے اس کے آسان عاشیہ ہوتے نیز صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بیحد تعریف کی اور اس پر تقریظیں لکھی ہیں اور اس زمانہ میں اس کتاب کی ضرورت کو نمایاں فرمایا ہے یہ کتاب اسلامی مدارس میں بچوں کو قرآن شریف کے ساتھ ساتھ پڑھائی جاتی ہے مجالس وعظ اور محفل میلاد میں اسکے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ ہمہ پس چو مسلمان حضور پر نور کے صحیح حالات زندگی اور فیضان سے مستفید ہونا چاہیں وہ اس سیرۃ کا ضرور مطالعہ کریں۔ قرآن شریف پڑھی ہوئی عورتیں اردو جاننے والے بچے عدیم الفرصت مسلمان نہایت آسانی سے اسے پڑھ سکتے ہیں پہلا حصہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے جس کی تقطیع ۲۲×۱۸ صفحات مع ٹائٹل ۴۸ قیمت **عہ ۱۲** رعایتی

مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے

نسب نامہ انجیب کے ہٹو	نزول وحی نزول قرآن	عام الحزن	مصعب بن امیر کی دعوت
عبدالمطلب ہاشم وغیرہ	خدیجۃ الکبریٰ کی تسلی	طائف میں دعوت اسلام	اسلام سید بن حضیر و سعد
عمل مبارک	ورقہ بن نوفل کی گواہی	دعوت الرسول	نقباء مدینہ
ولادت باسعادت	تبلیغ اسلام	حضرت نوح کی بددعا	شیطان کی سازش
ایوان کسریٰ	عشرہ مبشرہ میں پانچ کا	اسلامت پر آپ کی شفقت	ایکدانہ ہوں کا مسلمان ہونا
مینگوئی رضاعت	مسلمان ہونا۔	جنات کا مسلمان ہونا	معراج الحبیب
قصہ دائی بی بی حلیمہ	پہاڑی وعظ	جنات کے وعظ اور ان	آیت اسرا کی تفسیر
اعتقاد عبدالمطلب	اسلامی وعظ	کی دعوت اسلام	معراج جسمانی کے دلائل
سفر شام اول و دوم	ابوجہل کا آپکو زخمی کرنا	مدینہ میں تبلیغ اسلام	معراج شریف کے باتحاد
نکاح و تفسیر کعبہ	تسکین و تشفی کی آیات	حضور کی مکہ میں واپسی	عالم برزخ اور علامات
نبوت و بعثت	انکا کہونے کی تجویز	عقبہ اولیٰ	مجاہدین اسلام

ابوبکر کا کفر کے ہاتھ سے	آپ کو تبلیغ دینے کی تدبیر	انبیاء علیہم السلام سے آپ	
ایذا پانا۔	عقبہ کے سامنے تلاوت	کی ملاقات	
بی بی فاطمہ کی پاچ عجب	قرآن شریف	زکوٰۃ نہ دینے کی سزا	
مسلمانوں پر پہلی تردد	سراقہ عقبہ کی تصدیق	زناکار مرد	
ہجرت حبشہ	کفار کی دنگی	فتنہ انگیز واعظ	
کفار کا تعاقب	آپ کی استقامت	جنت و دوزخ	
نجاشی کے دربار میں	حمزہ کا مسلمان ہونا	یہود و نصاریٰ	
اسلامی وعظ	کعبہ میں نماز پڑھنے کی	قیموں کا مال کھانا	
جعفر بن ابی طالب کا تقریر	درخواست	حرام کار عورتیں	
نجاشی کا مارو نظارہ ڈالنا	عہد نامہ قریش	چغلخوری	
کفار کی واپسی	وفات ابوطالب	غیبت	

شرح صدر قرب الٰہی — تفسیر علم — اس امت کی خوش نصیبی — امت کے لئے ہدیہ

تحفہ بہترین ہدیہ ہے ہر مسلمان کیلئے

طہارت

(از ضیاء العلوم مولانا مفتی انوار الحق صاحب)

جو اہمیت اسلام کے عقائد میں توحید کی ہے وہی وقعت مسلمانوں کے اعمال میں طہارت کی ہے اور جیسے حق پرستی کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا ویسے ہی طہارت کے بغیر کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہوتی غرضکہ جس طرح ہم توحید کو مذہبی اعتقادات کا اصل اصول سمجھتے ہیں اسی طرح طہارت کو اپنی عبادت کا دار و مدار رجانتے ہیں اس لئے ارشاد ہوا کہ

الطہور نصف الایمان — پاکیزگی آدھا ایمان ہے

یہاں دیکھنا یہ ہے کہ طہارت ہے کیا؟ اس کے متعلق اسلام کے احکام کیا ہیں اور اس کی بابت اصول فطرت اور تحقیقات حکمت کیا کہتے ہیں؟

طہارت کے معنی ہیں پاکی۔ پاکیزگی اور صفائی اس میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی صفائی شامل ہے دنیا کے اور مذہبوں کے مطابق تو اسلام کو من حیث المذہب دل کی صفائی کے سوا اور کسی بات سے سروکار نہ ہونا چاہیے کیونکہ اخلاق اور مذہب کا زیادہ تر تعلق دل سے سمجھا جاتا ہے بلاشبہ اس لحاظ سے یہ خیال بالکل درست ہے کہ خدا ہمارے ظاہری حالات کو نہیں بلکہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسکے نزدیک ایک نہایت ہی صاف اور پاکیزہ لباس فالامکار اور مرموم آزار ایک میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے راستباز اور نیکوکار آدمی کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ

ان اللہ ینظر الی قلوبکم ولا الی صورکم — بیشک اللہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے صورتوں کو نہیں دیکھتا۔

لیکن اس کے باوجود بھی اسلام نے دل کی طہارت کے علاوہ جسم اور لباس کی پاکی پر نہایت زور دیا ہے اور ان دونوں شیار نظاہری کے پاک و صاف رکھنے کی بڑی سخت تاکید کی ہے یہانتک کہ بعض ظاہر بین اشخاص کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اسلام نے باطنی طہارت کی نسبت ظاہری پاکیزگی کو ترجیح دی ہے لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے اسلام میں دل کی پاکیزگی سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے بغیر کوئی نیکی اور کوئی خوبی ممکن نہیں لیکن ہاں اس کے ساتھ اسلام نے جسم اور لباس کی صفائی کو بھی داخل عبادت رکھا ہے اور اس کی وجہ ہم کو اہل اسلام سے نہیں بلکہ خود طبیعت کے شعبۂ طب سے پوچھنی چاہیئے۔

سائنس کی جدید تحقیقات کا پہلا فیصلہ تو یہ ہے کہ تمام امراض کی اصلی وجہ وہ جراثیم ہیں جو میلی اور غیر مصفا جگہوں میں مختلف طرح پیدا ہوتے ہیں اور کثافت و غلاظت ہی میں نشوونما پاکر طرح طرح کی بیماریوں کا باعث ہوتے ہیں۔

اس کا دوسرا فیصلہ یہ ہے کہ جسم کے مسامات ہمیشہ صاف رہنے چاہئیں کیونکہ میل کچیل یا اور کسی وجہ سے وہ بند ہوجائیں تو اندرونی فضلات باہر نہیں نکل سکتے اور ان سے طرح طرح کی شکایات پیدا ہوجاتی ہیں اور اس کا تیسرا فیصلہ یہ ہے کہ دل و دماغ کے خیالات بھی پاکیزہ ہوتے ہیں اور دل بھی نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جب طبیعت اچھی نہیں ہوتی تو دل بھی چڑچڑا ہوجاتا ہے غصہ بھی بڑھ جاتا ہے اور دل میں طرح طرح کے وسوسے بھی پیدا ہوجاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آجکل تمام طب اور ڈاکٹری کا اصل اصول صفائی ہے

اب دیکھئے کہ اسلام نے جس کا اصل منشا تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن تھا اپنے حصول مدعا کے لئے کیا طریقے اختیار کئے ہیں دل کی طہارت کیلئے جو ضروری تھیں ان کو تو اس نے اپنی عبادتوں میں مدنظر ہی رکھا ہی تھا مگر اس نے ابتدا ہی سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ دل کی پاکیزگی جسم کی صفائی کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے اس نے عبادت کے ساتھ طہارت کو لازم کیا اور نماز سے پہلے وضو کو فرض کر لیا شست و شو اور قوموں اور نہ مذہبوں میں بھی ہے مگر وضو اسلام کے ساتھ خاص ہے اور ہمارے خیال میں تو یقیناً طہارت کی سب سے زیادہ دلپسند صورت ہے اس میں وہ ساری باتیں باحسن وجوہ آجاتی ہیں جن کی اہل طب اتنی شدت سے تاکید کرنے لگے ہیں اور جن کے کچھ کچھ فوائد اسلام کی تیرہ سو برس کی تعلیم کے بعد اب نہیں فلسفے اور سائنس کی سمجھ میں آئے ہیں وضو میں پہلے ہاتھ منہ دھونے کے علاوہ اچھی طرح کلی کی جاتی ہے دانت اچھے جاتے ہیں ناک میں پانی ڈالکر صاف کیا جاتا ہے ہاتھ کہنیوں تک دھوئے جاتے ہیں سر پر بھی ہاتھ پھیر کر اسے سرسری طور پر تر کرتے ہیں کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہیں اور پاؤں ٹخنوں تک اچھی طرح دھوتے ہیں یوں جسم کا وہ تمام حصہ جس کے عام طور پر کھلے رہنے اور گرد آلود ہونے کا احتمال ہے ہر ایک وضو میں اچھی طرح ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین تین مرتبہ دھل جاتا ہے اور دھلنا بھی اتنی احتیاط سے ہے کہ اس میں سے بال برابر جگہ بھی نہیں رہتی یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ وضو میں ہر ایک بات کی تاکید بالکل اس کی طبعی حالت کی مناسبت سے کی گئی ہے سب سے زیادہ احتیاط منہ کی کرنی چاہیئے کیونکہ اکثر وقت منہ بند رہنے اور دانتوں میں کھانے کے ریزے وغیرہ اٹک جانے میں اس میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے اور لب اوقات دانت خراب ہوجاتے ہیں اور دانتوں کی خرابی براہ راست معدے کے فعل کو بگاڑ کر طرح طرح کی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہے ان سب باتوں کا تدارک مسواک کی تاکید سے کر دیا گیا ہے اور چونکہ بات زیادہ ضروری تھی اس لئے مسواک کی تاکید اتنی کی گئی کہ وہ تقریباً واجب ہوگئی انگلیوں اور خاصکر پاؤں کی انگلیوں کی لکھائیوں میں اکثر میل اور پسینہ وغیرہ جمع ہوکر مختلف بیماریاں پیدا کردیتا ہے اسی وجہ سے انگلیوں اور بالخصوص پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا آداب وضو میں مسنون ہے لیکن میں نے یہ کیا کہا کہ اسلام نے ان ہی مصلحتوں سے وضو کو فرض کیا ہے نہیں حقیقت یہ ہے کہ طب اور فلسفہ تو ابھی نے ابھی وضو کی صرف ان ہی خوبیوں کو سمجھا ہے ورنہ یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس میں اور کیا کیا حکمتیں اور کون کون سی مصلحتیں مخفی رکھی گئی ہیں یہ تو ظاہر ہی ہے کہ وضو کو نماز جیسی عبادت کا مقدمہ بنا کر اس میں ظاہری شست وغیرہ کے ساتھ توبہ و استغفار کو بھی جو گویا باطنی طہارت ہے لازم

کر دیا اسی لئے وضو کرتے وقت یہ دعا مانگنے کی ہدایت ہوئی ہے۔

اللھم اجعلنی من التوابین	اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور
وجعلنی من المتطھرین	پاک چاہنے والوں میں شامل کر لے۔

اور اسی کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ

واللہ یحب التوابین ویحب	اور اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک چاہنے
المتطھرین۔	والوں سے محبت کرتا ہے

یہ کامل طہارت جسمانی ہر ایک مسلمان کو دن میں اگر پانچ بار نہیں تو بالاوسط کم سے کم تین بار کرنی ضروری ہے بلکہ مستحب تو یہ ہے کہ ہر مزید احتیاط وضو ہونے کی حالت میں بھی ہر نماز کے لئے نیا وضو کر لیا جائے اگرچہ لوگوں کو اپنی صحت بہت عزیز ہے اور مادہ پرستی کے ساتھ ساتھ زندگی سے دلبستگی اور طبی تدابیر کی فدویت منزلت روز بروز بڑھتی جاتی ہے مگر ان سب محرکوں کے باوجود بھی طبی ہدایتیں کتنے آدمیوں کو ایسی صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم دے سکیں اور ڈاکٹری تاکیدوں سے کس قدر آدمی اس احتیاط اور حفظ تقدم کے عگر ہو گئے جو اسلام نے اپنی ایک بات سے دنیا کو سکھا دی۔

اس روزانہ طہارت کے علاوہ غسل جنابت فرض اور ہفتہ میں کم سے کم ایک بار جمعہ کے دن نہانا بھی اور صاف و پاکیزہ لباس پہننا اور عطر لگانا سنت موکدہ ہے اور نہانا بھی ٹب میں بیٹھکر نہانا نہیں ہے جو کثافت جسم سے چھوٹے بہرہی جسم سے لگی رہی بلکہ پانی میں مل ہونے کی وجہ سے اور اجبی طرح مسامات کے اندر نفوذ کر سکے جو ہر طرح کی حکمی اور حقیقی نجاست سے پاک ہو اس طرح جسم انسانی کا جو حصہ وضو میں دھلنے سے باقی رہ گیا اور جس کا روز دھونا چنداں ضروری نہیں تھا اس کی صفائی کا خاطر خواہ بندوبست ہو گیا۔

(۲)

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ **ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے**

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو

چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت ہر سہ حصص عمر ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دواخانہ معدن الصحت دہلی کی چند مجرب اور زود اثر ادویہ جو تجربہ سے بے خطا ثابت ہو چکی ہیں

جن کی شہرت بوجہ سریع الاثر ہونیکے علاوہ ہندوستان کے غیر ممالک تک ہے۔ زیادہ طبی چوڑی تعریف و توصیف بیان کرنیکی ضرورت نہیں صرف اتنا لکھدینا کافی ہے کہ اس دواخانہ معدن الصحت دہلی کے بانی و سرپرست جناب حکیم محمد بشیر صاحب سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی اشاگرد رشید جناب حاذق الملک حکیم عبید المجید خانصاحب و مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب مغفور ہیں جو کہ اوصاف موصوف کی اخلاص و دلسوزی سے بھری ہوئی کوششوں کا نمایاں نتیجہ ملک پر اچھی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔

نوٹ جو صاحب کسی مرض میں مشورہ لینا چاہیں یا مرض تشخیص کرانا چاہیں یا کسی بیماری کا پوشیدہ علاج کرانا چاہیں وہ اپنا مفصل حال بلکہ مع ٹکٹ ارسال فرمائیں حکیم صاحب بعد ملاحظہ جو تجویز فرمائیں گے اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائیگا نیز کیفیت مرض کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ دوا دور اندیشہ کر دی جائے یا پہلے اطلاع دیکر اجازت حاصل کر لیجائے اور جواب آنے پر تعمیل کیجائے (راقم میجر)

عرق بیضہ کے عشرت ۳۷

مادہ منی کا قوام گاڑھے سے یا کمزوری اعصاب کی وجہ سے یا جلق اور نامناسب حالات کی خرابی سے اگر جوان کی شکایت ہو تو یہ گولیاں تھوڑے ہی عرصہ میں اس شکایت کو دور کر دیتی ہیں قیمت ۱۲ خوراک ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱ بچہ)

حب مقوی باہ ۳۹

نوجوانی کی غلط کاری کمزوری یا اعصاب زدگی یا خرابی کی وجہ سے جو عضو خاص میں ضعف آجاتا ہے اسکے وہ فیصلہ یہ گولیاں زود اثر اور ضمانت مجرب ہیں اعصاب کی کمزوری دور کر کے قوت باہ کے ترقی دینے میں ایسی کارگر ہیں ہیں قیمت ۱۲ خوراک عمار

طلاء المخلوق ۹۱

جوانی کی بیجا زیاں یا عرقی زیادتی اعصاب کی کمزوری یا خرابی کی وجہ سے عضو خاص مخلوق بکار ہونے کے بعد اندر کے استعمال سے نامشکاتیں دور ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے (عمار)

سفوف سلاں الرحم ۹۴

یہ سفوف رحم سے رطوبت جاریہ کیلئے مسکو سیلان کہتے ہیں نہایت ہی مفید ہوا ہے کیسی ہی مقدار میں رطوبت آتی ہو بند کر کے رحم کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور کمزوری جو اس مرض میں زیادہ ہے اسکو بھی رفع کرتا ہے۔ قیمت ۱۲ خوراک یکروپیہ آٹھ آنہ

محل الجواہر ۹۵

شرت مطالعہ افکار اشغال دماغی کی کثرت یا حفظ بصارت سے بے پروائی کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی ہو نوان نقاص کے دور کرنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت ۳ ماشہ صرف دو روپے (عمار)

مرہم داد نمبر ۹۷

یہ مرہم داد کے بیباک ہے کیسا ہی پرانا داد ہو یا دانیا ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ مرہم لگاتے وقت ذرا تکلیف نہیں ہوتی۔ قیمت فی شیشی ۸ آنہ ۱ روپیہ آٹھ آنہ

معجون بنیفر ۱۰۳

یہ معجون قوت مردمی اور تقویت اعضاء رئیسہ کے لئے بے انتہا مفید ہے گردوں کو مضبوط کرنے میں کمزوری جلق اور ضعف باہ کو زائل کر کے چہرہ کو گلنار اور پٹھوں کو مضبوط بنانا اسکا کام ہے غرض تمام کمزوریوں کے دفعیہ میں ہم بالکی ذمہ قیمت ۱۲ خوراک گیارہ روپے

روغن دافع سفید داغ ۸۰

اس مرض کو اب پرانی نہیں برص اور بہقی مرض کہتے ہیں اس کے دفعیہ کیلئے ہمارا یہ روغن اکسیر کا حکم رکھتا ہے تھوڑے استعمال کے بعد شکایت دور ہو جاتی ہے

سرور افع ضعف بصارت ۹۶

یہ سرمہ علاوہ مقوی بصر ہونیکے دسند غبار۔ خارش چشم پانی جانا وغیرہ امراض کے لئے نہایت مفید ہے قیمت فی تولہ ۴ روپے

منیجر دواخانہ معدن الصحت زیر جامع مسجد ۵ دہلی

رشتۂ عبدیت

(از جناب مولانا اشرف علی صاحب)

قرآن کا ہر جزو ضروری ہے اس میں غیر ضروری کوئی بات بھی نہیں حتی کہ جن آیات میں واجبات و فرائض کا مطلق ذکر نہیں محض مستحبات کا ذکر ہو مضمون ان کا بھی ضروری ہے گو آجکل مستحبات کو ضروری نہیں سمجھا جاتا اور عمل کے درجے میں وہ واجبات و فرائض کے برابر ضروری ہیں بھی نہیں مگر تعلیم ان کی بھی ضروری ہے اسلئے کہ ان کی برکات اور ثمرات بے شمار ہیں جن پر مطلع نہ ہونا ہی ان سے بے رغبتی کا باعث ہے اگر ان کی برکات و ثمرات کی اطلاع ہو جائے جو اوپر کے مستحبات سے حاصل ہوتے ہیں تو آپ خود کہیں گے کہ افسوس ہم اب تک بڑے خسارے میں تھے جو ایسے قیمتی جواہرات سے بے خبر رہے غرض مستحبات کا ذکر بھی قرآن میں بے ضرورت نہیں بلکہ تعلیم کے درجے میں ان کا ذکر بھی ضروری ہے اور بہت ضروری ہے اگر محبت ہو تو اس کی قدر ہو عاشق کا مذاق یہ ہوتا ہے کہ وہ محبوب کی خوشی کی ذرا ذرا سی بات کی تلاش میں رہتا ہے اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ محبوب فلاں فلاں بات سے خوش ہوتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ یہی کروں وہی کروں اور کوئی بات اس کے خوش کرنے کی مجھ سے رہ نہ جائے اگر ہم لوگوں کو بہ مذاق عاشقانہ نصیب ہو جائے تو اس وقت ان مستحبات کی قدر معلوم ہو اور ان کے بیان کو خداوند تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت سمجھیں گے کہ اسوہ رسول نے کس تفصیل سے ان باتوں کو بتلایا جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہیں اور اگر شریعت میں صرف ضروریات ہی کا بیان ہوتا مستحبات کا ذکر نہ ہوتا تو عشاق کو سخت بے چینی ہوتی کیونکہ قاعدہ ہے کہ عشاق محض ضروریات پر اکتفا نہیں کرتا ان کو تو وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ فرض منصبی کے علاوہ بھی میں کچھ ایسا کام کروں جس سے محبوب کو مجھ پر زیادہ توجہ ہو۔

دیکھئے ایک نوکر تو وہ ہے جو محض تنخواہ کے لئے کسی خاص کام پر آپ کا ملازم ہے وہ تو یہ چاہے گا کہ فرض منصبی ادا کرتا رہوں اس سے زیادہ اس کی خواہش نہ ہوگی اور ایک وہ نوکر ہے جس کو چپس سے آپ نے بلا پوچھ رکھا ہے اور اس کو آپ کے ساتھ جاں نثاری کا تعلق ہے وہ ہرگز فرض منصبی پر اکتفا نہ کرے گا بلکہ وہ اس کی کوشش کریگا کہ آقا کے خوش کرنے کا جو کام بھی ہو وہ میرے ہاتھ سے ہو جائے وہ اپنے خاص کام کے علاوہ رات کو آپ کے سر بھی دبائے گا بنکھا بھی جھلے گا اور آپ کے جاگنے سے پہلے تمام ضروریات کے مہیا کرنے کا سامان کر لے گا اور یہ کبھی خیال نہ کرے گا کہ یہ کام تو میرے فرض منصبی سے زیادہ ہیں انھیں کیوں کروں نہیں بلکہ اس کی محبت و جاں نثاری مجبور کرے گی کہ جس کام سے بھی آقا خوش ہو وہ ضرور کرنا چاہئے۔

صاحبو! ہمارا علاقہ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ہمارے خیال میں محض قانونی رہ گیا ہے اسی لئے ہم واجبات و فرائض کے علاوہ مستحبات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اگر ہم کو حق تعالیٰ کے ساتھ محبت اور جاں نثاری کا علاقہ ہوتا تو فرائض واجبات پر ہم کبھی اکتفا نہ کر سکتے بلکہ مستحبات کی تلاش میں خود مجبور رہتے اور جس بات کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ حق تعالیٰ کو ناپسند ہے اسے کوسوں دور بھاگتے اور اس کی تحقیق نہ کرتے کہ زیادہ ناپسند ہے یا کم از کم عاشق کو اتنا جان لینا کسی کام سے روکنے کے لئے کافی ہے کہ یہ محبوب کو ناپسند ہے وہ یہ کبھی تفتیش نہیں کرتا کہ یہ ایسا ناپسند ہے کہ اس کی سزا میں نار جہنم اور قید ابدی جاتی ہے یہ ایسا ناپسند ہے کہ محبوب کسی قدر کبیدہ خاطر ہو جاتا اور رنج پہنچ لیتا ہے اس کے نزدیک دونوں کام برابر ہیں وہ اس کو بھی ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ محبوب اس سے کچھ بھی کبیدہ خاطر یا بے رنج ہو جائے اور جس کام میں کبیدگی کے علاوہ سزائے ضرب و حبس بھی ہو تو وہ بھلا کیوں ہی کرنے لگا۔

مگر آجکل ہماری یہ حالت ہے کہ اگر کسی کام کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ کیا گناہ ہے تو سوال ہوتا ہے کہ کیا بڑا گناہ ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چھوٹا گناہ ہو تو کر لیں گے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ بہت ضعیف ہے گو پوری بے تعلقی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ سوال ہی تعلق کی دلیل ہے میں ان لوگوں کی طرفداری کرتا ہوں کہ ان کو خدائے تعالیٰ سے بالکل بے تعلق نہ سمجھا جائے کیونکہ اتنا تعلق تو ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی زیادہ ناراضی پسند نہیں کرتے اگر اتنا بھی تعلق نہ ہوتا تو اس سوال کی ضرورت ہی کیا تھی کیا بڑا گناہ ہے معلوم ہوا کہ بڑے گناہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ اس سے خدائے تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں لیکن زیادہ تعلق نہیں ہے اس لئے تھوڑا سا ناراض کرنا بنا گوارا ہے غرض یہی سوال تعلق کی بھی دلیل ہے اور ضعف تعلق کی بھی۔

اس تقریر سے وہ لوگ خوش ہوئے ہوں گے جو گناہ کے متعلق بڑا چھوٹا ہونے کا خیال کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق بھی ثابت ہو گیا اور یہ بات ایک رتبے میں ہے بھی خوش ہونے کی کیونکہ بلا بودے اگر این ہم نبود سے مگر وہ یاد رکھیں کہ نفس تعلق پر قناعت نہیں ہو سکتی آخر آپس میں ہم ایک دوسرے سے تعلقات رکھتے ہیں کیا ان میں نفس تعلق پر کوئی شخص قناعت کر سکتا ہے ہرگز نہیں، بلکہ ہر تعلق کا درجہ کمال ہر شخص کو مطلوب ہے دیکھئے بیوی کے ساتھ جو ازدواج کا تعلق ہے حالانکہ وہ ایک نہایت ہی ضعیف تعلق ہے جو صرف دو لفظوں میں جڑ جاتا ہے اور ایک لفظ سے ٹوٹ جاتا ہے مگر اس میں ہم نے کسی کو نہیں دیکھا جو نفس تعلق پر قناعت کرتا ہو بلکہ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ بیوی کو میرے ساتھ کامل تعلق ہو اس لئے محض حقوق ضروریہ پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اسے خوش کرنے کے لئے وہ کام کئے جاتے ہیں اور وہ زیور اور لباس تیار کئے جاتے ہیں جو اس کا حق نہیں ہے مگر محض اپنے مصالح کی وجہ سے ان کاموں کو کیا جاتا ہے تاکہ یہ تعلق بڑھے اور مستحکم ہو اگر مرد، بیوی کے ساتھ یا بیوی مرد کے ساتھ قانونی علاقہ رکھے اور حقوق ضروریہ سے زیادہ کچھ نہ کرے تو گو نفس تعلق باقی رہ سکتا ہے مگر تعلق کا لطف حاصل

نہیں ہوتا اور اس صورت میں ہر وقت قطع تعلق کا اندیشہ رہتا ہے تعلق کو بقاجب ہی ہوتی ہے کہ اس کے استحکام کی تدبیر کی جائے چنانچہ مرد کے ذمہ بیوی کا محض کھانا کپڑا ضروری ہے زیور اور رشیمی لباس لازمی نہیں نہ اس کی دعوت واروں کو کھانے والوں کی دعوت وضیافت ضروری ہے مگر محض تعلق بڑھانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے اور اسکے جی خوش کرنے کو ہر کام ملحوظ رکھا جاتا ہے حالانکہ اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ یہ تعلق نہایت ہی ضعیف ہے مگر باوجود اس ضعف کے اس کا منقطع ہو جانا ہر شخص کو ناگوار ہے اور کبھی منقطع ہو جاتا ہے تو کفار رنج ہوتا ہے اور انقطاع سے بچنے کے لئے اس کے استحکام کے اسباب اختیار کئے جاتے ہیں پھر کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ہر کوا ایک ضعیف تعلق میں تو نفس تعلق پر قناعت نہ ہو بلکہ خوف انقطاع سے اس کے استحکام کی فکر ہو اور حق تعالے کے ساتھ نفس تعلق پر اکتفا گوارا ہو حالانکہ خدا تعالے سے ہمارا ایسا قوی علاقہ ہے کہ اس کی برابر کوئی تعلق نہیں ہو سکتا پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے استحکام کی ہم کو فکر نہیں اور محض نفس کا تعلق کافی سمجھ لیا ہے اور یہاں وہ خیال کیوں نہیں کیا جاتا۔ تعلق کا بقا استحکام پر موقوف ہے نفس تعلق تعلق کے لئے کافی نہیں بلکہ اس میں زوال یا انقطاع کا خطرہ لگا ہوا ہے تو کیا کوئی اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ حق تعالے کے ساتھ جو اس کا علاقہ ہے وہ منقطع ہو جائے ہرگز نہیں پھر اس کے استحکام کا کیوں خیال نہیں کیا جاتا مولانا فرماتے ہیں

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن — صبرے چو داری رب ذوالمنن
ایکہ صبرت نیست از دنیائے دوں — صبرے چو داری زنعم الماہدون

ہائے ہمیں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے تو صبر نہیں ہو سکتا مگر نہ معلوم خدائے تعالے سے لوگوں کو کیسے صبر آگیا ادنی ادنی چیزوں سے ضعیف تعلق ہم کو گوارا نہیں اور خدا تعالے کے ساتھ تعلق ضعیف ہونے پر ذرا بھی دل نہیں دکھتا پس گو حق تعالے کے ساتھ نفس تعلق بھی ایک نعمت ہے مگر ضعف تعلق پر قناعت کرنا بھی بڑا ظلم ہے بعض لوگ تو بے تعلقی ہی پر راضی ہیں یہ تو کفار ہیں ان سے اس وقت خطاب نہیں اور بعض لوگ ضعف تعلق پر راضی ہیں یہ ہم آجکل کے مسلمان ہیں حیرت ہے کہ ہم کو خدائے تعالیٰ کے ساتھ ضعیف تعلق رکھنے پر کیسے صبر آتا ہے اسی کا یہ اثر ہے کہ آجکل ہم کو مستحب کی قدر نہیں اور ان کو غیر ضروری سمجھا جاتا ہے میں اپنی کہتا ہوں کہ بچپن میں بہت سے نوافل کا پابند تھا مگر منیۃ المصلی پڑھتے ہی جب معلوم ہوا کہ یہ مستحبات ہیں جن کے نہ کرنے میں کچھ گناہ نہیں اسی وقت سے نوافل کو چھوڑ دیا اور وقت تو تنبہ نہ ہوا کہ میں کیا کر رہا ہوں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ حالت بہت بری تھی اس کا تو یہی حاصل ہوا کہ ہم کو حق تعالے کے ساتھ ضابطہ کا تعلق رکھنا چاہیئے کہ ضروریات کو بجا لائیں اور ان کے علاوہ جو باتیں خدائے تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہیں ان کو نہ بجا لائیں تو کیا ہم دنیا میں اپنے مربیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کرتے ہیں کہ خدمت واجبہ کے سوا کچھ نہ کریں ہرگز نہیں دیکھئے بعض اوقات کسی طمع کی وجہ سے یا محبت کی وجہ سے ہم اپنے مربیوں کی خدمت غیر واجبہ بھی کرتے ہیں تو کیا خدا تعالے کا اتنا بھی حق نہیں جتنا مربیوں اور بزرگوں کا حق ہوا کرتا ہے ذرا کچھ تو انصاف سے کام لینا چاہیئے پھر یہ کیا بات ہے کہ ہم حق تعالے کی اطاعت میں اسی قدر اکتفا کرتے ہیں جو فرض و واجب ہے اور طاعت غیر واجبہ کو کسی درجہ میں بھی ضروری نہیں سمجھتے یہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہم سے اس کی اطاعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا اور ہم جتنا بھی کچھ کریں وہ اس کے حق کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور یہ بھی مستحبات میں ہماری کوتاہی کا ایک سبب ہے کیونکہ ہم کو یہ دھوکا ہو گیا ہے کہ جب حق ادا ہو ہی نہیں سکتا اور ہم جتنا بھی کچھ کریں وہ اس کے حق کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور یہ بھی مستحبات میں ہماری کوتاہی کا ایک سبب ہے کیونکہ ہم کو یہ دھوکا ہو گیا ہے کہ جب حق ادا ہی نہیں ہو سکتا تو پھر کس لئے زیادہ کوشش کریں مگر یہ سخت غلطی ہے اس میں شک نہیں کہ ہم اس کی شان کے موافق عمل نہیں کر سکتے مگر اپنے مقتضائے حال کے موافق تو کر سکتے ہیں دنیا میں روزانہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ سلاطین کے سامنے ہدایا و تحائف لے جاتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ بادشاہ کی شان کے موافق ہمارا ہدیہ نہیں ہو سکتا مگر اس کا یہ اثر کبھی نہیں ہوتا کہ ہدیہ دینا ہی موقوف کر دیں بلکہ جتنا اپنے سے بن پڑتا ہے کوشش کر کے عمدہ سے عمدہ ہدیہ پیش ہی کرتے ہیں اسی لئے مشہور ہے کہ ہدیہ یا تو دوسرے کی شان کے موافق ہو یا کم از کم اپنی شان کے موافق ہو۔ پس ہم کو اپنی ہمت اور طاقت کے موافق تو عمل کرنا چاہیئے اور میں اطمینان دلاتا ہوں کہ حق تعالے کو راضی کرنے کے لئے اتنا ہی عمل کافی ہے جتنا کہ آپ کر سکتے ہیں آپ اپنی طاقت سے زیادہ نہ کیجئے کہ حق تعالے نے بندہ کو اس کا مکلف نہیں کیا کہ وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق عمل کرے تو اب کتنی بڑی غلطی ہے کہ ہم مستحبات کو اس لئے ترک کر دیں کہ حق تعالیٰ کا حق تو ادا ہی نہیں ہو سکتا یہ اور بات ہے کہ کسی وقت تعب کو کسی شرعی مصلحت کی وجہ سے ترک کر دیا جائے مثلاً لوگوں کو یہ بتلانے کے لئے کہ یہ فعل واجب نہیں ہے یا سفر میں رفقاء کی رعایت سے نوافل کو چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ انتظار سے پریشان نہ ہوں یا کسی وقت تکان کی وجہ سے اپنی راحت کے لئے ترک کر دیا جائے کہ شرعاً اس وقت ترک مستحبات پر ملامت نہیں چنانچہ راحت حاصل کرنے کے لئے تو حدیث میں وارد ہے ان لنفسك عليك حقا وان لضيفك عليك حقا الخ بلا وجہ ترک کرنا اس سے حدیث میں پناہ آئی ہے کیونکہ یہ سستی اور کاہلی ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اللھم انی اعوذ بك والكسل۔

خوب سمجھ لیجئے کہ طلب راحت اور چیز ہے اور سستی اور چیز ہے دونوں کو ایک سمجھنا غلطی ہے طلب راحت کو تو حضور نے امر فرمایا ہے اور اس کے لئے بعض صحابہ کو ترک مستحبات و تقلیل نوافل کی ترغیب دی ہے اور سستی سے آپ نے پناہ مانگی ہے اب سمجھئے کہ طلب راحت اور سستی میں کیا فرق ہے طلب راحت اس وقت ہوا کرتی ہے جب آدمی اپنی طاقت کے موافق کام کر چکا ہو اس کو حکم ہے کہ بس طاقت سے زیادہ کام نہ کر جا کر آرام کرو۔

اور سستی یہ ہے کہ اپنی طاقت اور ہمت کے موافق بھی کام نہ کرے بلکہ تھوڑا سا کر کے عمل کو چھوڑ بیٹھے اس سے پناہ آئی ہے۔

غرض خدا تعالے کے ساتھ ہمارا بڑا تعلق ہے اس کے لحاظ سے مستحبات بھی ضروری ہیں۔

دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا

مشہور مصنف جارج برناڈ شاہ کی شہادت

جارج برناڈ شاہ سے اخبار میں طبقہ بخوبی واقف ہے جارج برناڈ شاہ موجودہ مصنفین کی فہرست میں سب سے اول جگہ پانے کا مستحق ہے، دنیا کا شاید ہی کوئی مسئلہ ہو جو جارج برناڈ شاہ کا قلم بند نہیں چھوٹے چھوٹے قصوں میں وہ بڑے بڑے مسائل اس خوبی سے سمجھا دیتا ہے کہ کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی مگر جہاں برناڈ شاہ کا قلم دنیاوی مسائل کو حل کر رہا ہے وہاں مذہبی دنیا کے لئے وہ ایک خطرناک ہتھیار بھی ہے ہماری دانست میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو برناڈ شاہ کے حملوں سے محفوظ رہا ہو برناڈ شاہ جو لکھتا ہے وہ تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے چونکہ استناد ظاہر قوی ہوتا ہے اور دنیا آسان پسند ہے اس لئے اس کے زہریلے خیالات لوگوں کے ایمان برباد کرنے میں بڑے کارگر ثابت ہو رہے ہیں۔

ایسا منکر خدا جو اپنے کفریہ نشر و اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اگر کسی مذہب کی تعریف کرتا ہے تو سمجھ لینے کو اسے بھاگنے کی کوئی راہ ہی نہ تھی اور مجبور ہو گیا ہے۔ برناڈ شاہ نے حال ہی میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں تمام مذاہب کے علماء کو ایک مجلس میں جمع کیا ہے اور ایک مذہب والے دوسرے مذہب کا خوب مذاق اڑایا ہے بالآخر بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد برناڈ شاہ یہ نتیجہ مرتب کرنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ سوسرس کے اندر اندر دنیا اور بالخصوص انگلستان کو کوئی ایسا مذہب اختیار کرنا پڑے گا جو یا تو اسلام یا اسلام سے بہت ملتا جلتا ہوگا۔ برناڈ شاہ نے حسب ذیل وجوہ کی بنا پر یہ نتیجہ نکالا ہے:۔

(۱) مذہب اسلام میں فلسفہ اور سائنس کی ہر ترقی کو جذب کرنے کی بڑی قوت ہے۔
(۲) مذہب اسلام میں شخصیت کا پہلو بہت قوی کیا گیا ہے
(۳) مذہب اسلام میں کسی شخص کی ذاتی جائداد نہیں ہے۔
(۴) مذہب اسلام میں سرمایہ داری ناجائز ہے۔

پہلا سبب

اگر کسی بدبخت کو ان وجوہ کے صحیح تسلیم کرنے میں پس و پیش ہو تو آیئے ہم بترتیب ان چاروں وجوہ کو ثابت کرتے ہیں۔

برناڈ شاہ نے پہلی وجہ یہ بتائی ہے کہ مذہب اسلام میں فلسفہ اور سائنس کی ہر ترقی کو جذب کرنے کی بڑی قوت موجود ہے ہر مذہب میں کوئی نہ کوئی قوت جاذبہ ہوتی ہے مثلاً ہندو کے مذہب میں توہمات کو جذب کرنے کی قوت ہے یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب ایک طلسمات اوہام نظر آتا ہے مذہب اسلام جب کسی دوسرے مذہب سے ٹکرائے گا تو ہمیشہ دوسرے مذہب کے اخلاق کی عطر اس میں جذب ہو کر رہ جائے گا مگر ہندو مذہب میں یہ بات نہیں وہ جب کسی دوسرے مذہب سے ٹکرائے گا تو اس میں سوائے دوسرے مذہب کے توہمات کے اور کوئی چیز جذب نہ ہوگی اسلام کے ابتدائی دور میں مذہب اسلام کا سامنا فلسفۂ یونان سے ہوا مگر وہ فلسفہ خود اسلام میں جذب ہو گیا۔

اسلام میں ہر قوم اور ہر مذہب کے خیالات آئے مگر اسلام جو پہلے تھا وہی اب ہے اور آئندہ بھی اس کی شکل و صورت میں تبدیلی غیر ممکن ہے کتنا ہی بلند سے بلند خیال ہو کتنی ہی نئی سے نئی بات ہو آپ اسلام کے مقابلہ میں لائیں آپ دیکھیں گے کہ وہ چیز اسلام میں جذب ہو جائے گی اور بغیر کسی کاوش کے اس چیز کے لئے اسلام کے اندر جگہ نکل آئے گی اسلئے اصولاً ہر نیکی اسلام میں موجود ہے۔

دوسرا سبب

برناڈ شاہ نے دوسری وجہ یہ تحریر کی ہے کہ اسلام میں شخصیت کا پہلو بہت قوی ہے آپ ہر مذہب میں یہ چیز دیکھیں گے لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے ایک انسان دوسرے سے درجہا انسانیت میں کچھ بڑا ہا چڑھا نظر آتا ہے مگر اسلام اپنی تاریخ میں ایسے صدہا واقعات رکھتا ہے جو اس نظریہ کو روز روشن کی طرح ثابت کرتے ہیں ہندوستان کی تاریخ پڑھنے والے سکندر، قطب الدین ایبک جلال الدین خلجی اور ہمایوں اقبال کی زندگیوں سے بخوبی واقف ہیں کہ وہ کیا تھے اور کیا ہو گئے یہ سب اسلام ہی کی فیض تھا کہ ادنیٰ غلام ہونے کے باوجود تخت شاہی پر متمکن ہو گئے اور کسی نے جوں تک نہ کی اسلامی تاریخ پڑھنے والوں کو بخوبی معلوم ہے کہ زید بن ثابت اور حضرت بلال رضہ غلام تھے مگر اسلام نے ان کو کتنے بلند درجے عطا کئے علاوہ ازیں نماز باجماعت اسلام کا ایک ایسا اصول ہے جس نے شاہ و گدا کو ایک صف میں لا کھڑا کر دیا ہے ہندوستان ہی کی ایک ریاست کا واقعہ ہے کہ رئیس کی سالگرہ کے دن یہ انتظام کیا گیا کہ تھیٹر اور سینما کی طرح رئیس اور ان کے مصاحبوں کے لئے مسجد کی پہلی اور دوسری صفیں ریزرو کرائی گئیں مگر جمعہ کی نماز کے آدھ گھنٹہ پیشتر ایک غریب مسلمان مسجد میں آیا اور کلام مجید کھول کر پہلی صف میں تلاوت کرنے لگا کسی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ اسے اٹھا دے چنانچہ رئیس کو اس غریب آدمی کے پہلو بہ پہلو نماز پڑھنی پڑی یہ ہے وہ شخصی آزادی جو صرف اسلام نے عطا کی ہے کسی اور مذہب میں یہ چیز نہیں ملتی عیسائیوں میں دیسی عیسائی اور یورپی عیسائی میں کس قدر امتیاز ہے۔ ہندو مذہب میں برہمن۔ دلت، چھتری اور ٹھاکر کے امتیازات کی نحوست موجود ہے۔

تیسرا سبب

تیسری وجہ اسلام کے عالمگیر ہونے کی برناڈ شاہ نے یہ تحریر کی ہے کہ اسلام میں کسی شخص کی ذاتی جائداد نہیں ہے اگر آپ نے دیگر مذاہب کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دوسرے مذاہب نے لڑکے یا لڑکی کو جائداد

وارث قرار دیا ہے۔ بقیہ افراد خاندان محروم الارث قرار دیئے گئے ہیں لیکن اسلام میں یہ بات نہیں۔ اگر ایک شخص لاوارث فوت ہو جائے تو جائداد بہیت المال میں داخل کر دی جائیگی اس طرح کل مسلمان اس جائداد کے حصہ دار ہو گئے اور اگر وارث موجود ہیں تو کئی خاندان اس سے فائدہ اٹھائیں گے کئی خاندان اس وجہ سے کہ اگر لڑکی کی شادی دوسرے خاندان میں ہوئی ہے تو وہ خاندان بھی حصہ دار ہے۔

چوتھا سبب

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں سرمایہ داری ناجائز ہے اگر آپ کو اسلامی قانون سے واقفیت ہے تو آپ جانتے ہوں گے کہ مذہب اسلام نے کسی مال کو محض اس وجہ سے روک لینے کو ناجائز بتایا ہے کہ قیمت بڑھنے پر فروخت کیا جائے سود کو حرام بتایا ہے اور زکوٰۃ فرض کی ہے اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مزدور تو محنت کرتے کرتے تھک جائیں اور مالدار جی بیٹھے بیٹھے اس کی تمام کمائی کھاتے رہیں وہ غریب فاقوں مرے اور یہ دولت جمع کرے تاریخ اسلام کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور مال غنیمت نے یہ حالت پیدا کر دی تھی کوئی مسلمان زکوٰۃ لینے کا حق دار نہ رہا تھا مگر اس پر بھی سرمایہ داری کا نام تک نہ تھا علاوہ ازیں موجودہ زمانہ میں دیکھ لیجئے کہ تمام یورپ و امریکہ اور دیگر غیر اسلامی ملکوں میں سرمایہ داری اور محنت میں زبردست جنگ ہو رہی ہے لیکن اسلامی ملک میں امن ہے وہاں سرمایہ داری کا نام بھی اگر سنا جاتا ہے تو دوسرے ملکوں کے ساتھ یہ سرمایہ داری جتنی بڑی لعنت ہے اس کو اب دنیا سمجھنے لگی ہے اور اسلام کی تعلیمات کو مجبوراً قبول کر رہی ہے نہ تاروداقعات حاضرہ سے پتہ چلتا ہے کہ عنقریب سرمایہ داری کو صرف لعنت ہی نہیں کہا جائے گا بلکہ قانوناً جرم سمجھا جائے گا اور آئندہ حکومتیں اس جرم کی بڑی سزا مقرر کریں گی۔

بولشویزم حقیقت میں اسلام ہی کی صداقت کا بین نشان ہے اشتراکیت نے شخصی ملکیت اور قابلیت کے معیار کو تسلیم نہیں کیا لیکن اسلام ذاتی قبضہ کو بھی تسلیم کرتا ہے اور قابلیت و اکتساب کے معیار کو بھی یہ اشیئے عین نظرت انسانی کے مطابق ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ جبکہ دنیا میں ان دونوں چیزوں کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ بولشویزم اشتراکیت کے کارل مارکس اصول سے ہٹ کر اسلام کے اصولوں کی طرف جا لوٹ رہا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ روس میں بھی عنقریب اسلامی ضابطہ معاشرت واقعات و اقتصادی رائج

سلسلہ تعلیم الاسلام

مسلمان بچوں کی تعلیم کے ابتدائی زمانہ میں مذہبی تعلیم دینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اسکے عام طور پر مسلمانوں کے نونہال اسلامی عقائد و مذہبی احکام سے ناواقف رہتے ہیں اور لبا اوقات مسلمان اسلام کے شکوک اور شبہات کا جواب دینے کے بجائے خود شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام سے زیادہ عقل کے موافق سنجیدہ اور پاک صاف کوئی دوسرا مذہب نہیں لیکن اس کی تعلیم زیادہ تر عربی زبان میں ہے اور اس زمانہ کی ضروریات نے مسلمانوں کو عام طور پر عربی کی تعلیم کی طرف سے غافل کر دیا ہے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت فاضل اجل علامہ اکمل مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کو انہوں نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضروریات کا لحاظ فرما کر ان کے لئے **تعلیم الاسلام** کے نام سے مذہبی نصاب تیار کرا کر شروع کر دیا ہے حضرت مولانا مفتی صاحب کے نام نامی سے ہند و ستان کے اہل علم اور عوام جہی طرح واقف ہیں کیونکہ دہلی میں ایک درس گاہ کے صدر مدرس مہتمم کے علاوہ سلہ سترہ سال سے افتاء کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور اطراف ہند و ستان سے بکثرت فتوے آپ کے پاس آتے ہیں پس مولانا ممدوح کا وسیع تجربہ اور آپکی انشاء پردازی کا کمال اور خداداد ذہن و لیاقت ہی سلسلۂ اسلامی کی خوبی اور مفید ہونے کے ضامن ہیں بہرا ہی اس سلسلہ کے صرف دو نمبر ہی شایع ہوئے تھے کہ اہل رنگون اور مسلمانان برما سے بہت پسند کر کے اپنے ملک کے اکثر مدرسوں کے اسکولوں میں داخل کرا لیا اور ہزاروں کی تعداد وہاں منگائی چنانچہ اب تک تمام نمبر دو لاکھ سے زیادہ چھپ چکے ہیں اس سے زیادہ مقبول ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

تعلیم الاسلام میں مضامین اور عبارت کی ترتیب بچوں کی سمجھ کے موافق رکھی گئی ہے اور ہر آئندہ نمبر میں گذشتہ نمبر کے اعتبار سے الفاظ و عبارت اور مضامین کے لحاظ سے ترقی کی گئی ہے جو بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور حتی الامکان ایسے مسائل جو بچوں کی سمجھ کے لائق نہیں یا ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہیں ابتدائی نمبروں میں نہیں لکھے گئے۔

تعلیم الاسلام کے مسائل میں سوائے نمبر ایک کے ہر رسالہ کے دو شعبے کر دیئے گئے ہیں پہلے شعبہ میں اسلامی عقائد اور ضروری معلومات نہایت دلنشین عبارت اور عمدہ طریقہ پر درج کئے گئے ہیں اور دوسرے شعبہ میں اسلامی احکام کا مناسب حصہ شامل کیا گیا ہے۔

نمبر ۴ تک تمام مضامین سوال و جواب کے طور پر رکھے گئے ہیں تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور وہ اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں کے شروع کرنے سے پہلے بچوں کے لئے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پسند کیا گیا ہے۔ اب تک اس سلسلہ کے ۴ نمبر تیار ہو چکے ہیں قاعدہ ان کے علاوہ ۴ نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے نماز روزہ زکوٰۃ کے مسائل آگئے ہیں۔ عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ۔ رسالت معجزات۔ صحابہ کرام اولیاء اللہ کرامات قیامت۔ تقدیر ایمان۔ اعمال صالحہ شرک و کفر بدعات وغیرہ کا بیان ہے۔

قیمت مکمل سٹ عہ علاوہ محصول ڈاک

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیں

مسلمانوں کے تنزل و ادبار کی مصیبتیں اور اُن کا علاج

(از مولانا اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی)

ایک اہم سوال

کچھ عرصہ سے یہ سوال مسلمانوں کے سامنے بار بار پیش ہوتا رہا ہے کہ مسلمانوں کی قوم من حیث القوم تمام صفات محمودہ میں تنزل اور ہر ایک صفت مشومہ میں ترقی کیوں کر رہی ہے؟ حسنات رفتہ کو سیئات موجودہ کی جگہ کیونکر واپس لایا جا سکتا ہے؟ اس ضروری سوال کا جواب دینے کی کوشش قریباً ہر پچاس سال سے برابر ہو رہی ہے ہر سال دو چار چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی اس سوال کے جواب میں شائع ہو جاتی ہیں اسلامی انجمنوں کے سالانہ جلسوں کے خطبات صدارت عموماً اسی سوال کا جواب ہوتے ہیں ماہانہ اسلامی رسالوں پانزدہ روزہ اور ہفتہ وار اخباروں اور اسلامی روزناموں میں بھی کئے دن یہی سوال زیر بحث رہتا ہے جامع مسجدوں کے مواعظ و خطب اسلامی نشستگاہیں ریل گاڑی کے طویل سفر و بیاہ درجہ کے مسلمان مسلمانوں کی گفتگو میں بھی ذکر و سوال کا جواب معلوم و متعین کرنے کی کوشش سے عموماً خالی نہیں ہوتیں اس پچاس سال کے عرصہ میں مذکورہ موضوع پر جو کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے اگر اس کو کتابی شکل میں یکجا ترتیب دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ ایک چھوٹا سا کتب خانہ تیار ہو جائے جس میں صدہا بڑے بڑے لیڈروں صدہا فاضل اجل مولویوں، صدہا مصنفوں، صدہا ایڈیٹروں ہزاروں واعظوں ہزاروں لیکچراروں، ہزاروں شاعروں اور لاکھوں پڑھے لکھے اور سوچنے سمجھنے والے مسلمانوں کے خیالات و مقالات اور ملفوظات موجود ملیں گے اور اقتصادی معاشرتی، اخلاقی، مذہبی، سیاسی علمی وغیرہ ہر ایک نقطۂ نظر کو کام میں لا کر بحث کی گئی ہوگی۔

بیماری کا علاج

جبکہ اس ضروری سوال کے جواب یعنی بیماری کے اسباب و علامات اور معالجات و مداوات کے معلوم و متعین کرنے میں اس قدر عظیم الشان کوشش بروئے کار آ چکی ہے تو اب اس سلسلہ کو ختم کر کے اس سوال کو نئے سرے سے کیوں نہیں کر دیا جاتا اور کیوں پہلے سے بھی زیادہ الجھ اس طرف متوجہ نظر آتے ہیں؟ اس دوسرے سوال کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ابھی تک جو پرچہ انہیں جا چکا اور بیماری چونکہ بدستور ترقی کر رہی ہے لہٰذا بیمار اور اس کی گھبراہٹ اور صحیح معالجہ کی جستجو ترقی کرتی جاتی ہے ایسی حالت میں کسی علائی کو بھی جرأت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی مجرب دوا یہ کہکر پیش کرے کہ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج کو تو آپ آزما چکے اگر جی چاہے تو یہ میری مجرب دوا بھی مریض کو استعمال کرا دیجئے یہ سن کر مریض کے سرپرست اور رشتہ دار دونوں پہلوؤں سے تامل کے بعد رضامند ہو جاتے ہیں، اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسی دوا سے مریض کی تندرستی واپس آ جاتی ہے میرا مدعا اس گذارش سے یہ ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے مجھے اجازت ملنی چاہئے کہ مذکورہ سوال کے جواب اور مذکورہ بیماری کے علاج کی نسبت کچھ عرض کروں ممکن ہے کہ میرا پیش کردہ نسخہ کام کر جائے اور اگر کچھ بھی کام نہ آئے تو کم از کم میرا اسلامی فرض تو ادا ہو جائے گا۔

عام بیان کردہ اسباب

مسلمانوں کے سود و بہبود اور اصلاح و فلاح کی نسبت اب تک ہندوستان میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کو بیسیوں عنوانوں کے ماتحت اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مسلمان صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف سے بے اعتنائی اختیار کر کے افلاس اور بداخلاقیوں میں مبتلا ہو گئے لہٰذا ان کو صنعت و تجارت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

(۲) مسلمانوں نے پڑھنے لکھنے اور علم حاصل کرنے کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کی اور ہمسایہ قوموں سے علمی مسابقت میں پیچھے رہ کر اپنی عزت کو ضائع کر دیا لہٰذا تعلیم کی طرف سب سے پہلے متوجہ ہونا چاہئے۔

(۳) مسلمانوں میں فضول خرچی بہت بڑھ گئی ہے اور تمام جائدادیں بیچ بیچ کر قلاش ہو گئے ہیں ان کو کفایت شعار بننا چاہئے۔

اس قسم کی تمام باتیں خواہ کتنی ہی مفید اور اچھی کیوں نہ ہوں لیکن ان میں حقیقی اور اصلی اور اصولی کوئی بات نہیں مثلاً اس ملک میں اب سے ڈیڑھ سو برس پہلے پارچہ بافی، بجاری، آہنگری، بجاری، کفش دوزی، خیاطی، خیمہ دوزی، رنگریزی، تیرگری، اسلحہ سازی، خوشنویسی وغیرہ تقریباً تمام صنعتیں مسلمانوں ہی کے قبضہ میں تھیں صبح سے شام تک دوکان پر بیٹھ کر علاً اقلاً دال نمک مرچ وغیرہ بیچنے کی ادنیٰ تجارت کے سوا تمام بڑی بڑی اور اعلیٰ قسم کی تجارتیں جن میں مال ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں لیجانا پڑتا تھا عموماً مسلمانوں کے ہاتھ میں تھیں۔ علم و فضل کے اعتبار سے بھی تمام دوسری قوموں پر مسلمانوں کو برتری حاصل تھی اعلیٰ مدارس اور ہر قسم کی تعلیم گاہوں پر مسلمانوں کا قبضہ تھا فضول خرچی سو بڑھ بڑھ سو سال پہلے بھی مسلمانوں میں ایسی ہی تھی لہٰذا ان چیزوں کو اصل مرض کے عوارض تو شاید کہا جا سکے لیکن ان میں سے کسی کو اصل مرض نہیں کہا جا سکتا۔

غیر ملکی حکومت اور مسلمان

غور و تامل اور بحث و نظر میں یہاں تک پہنچکر بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اصل بیماری غیر ملکی یا غیر مذہبی حکومت اور مسلمانوں کی محکومی ہے ایسا کہنے والے یقیناً دوسروں کی نسبت زیادہ ذہین اور زیادہ دقیقہ رس ہیں اور ان کے اس قول کی تردید ممکن نہیں لیکن ان کی تشخیص کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بیماری کا صحیح علاج وہ بھی آجتک نہیں بتا سکے غیر ملکی یا غیر مذہبی حکومت کے رفع دفع کرنے کے لئے جو تدبیریں

میرا خیال ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے مجھے اجازت ملنی چاہئے کہ مذکورہ سوال کے جواب اور

اب تک سوچی اور زیر عمل لائی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ابھی تک کامیاب اور موجب انجام مرام ثابت ہیں اور اس ناکامی کے اسباب آج تک محدود و متعین نہیں ہو سکے نہ آئندہ ان اسباب ناکامی کے متعین و محدود اور مرفوع و مسدود ہونے کی توقع ہے مثلاً سب سے زیادہ مضبوط اور پختہ بات یہ کہی گئی ہے کہ ہندو مسلم کو متفق ہو کر غیر ملکی حکومت کو اپنے اوپر سے اٹھا دینا چاہیئے لیکن ایسا اتفاق آج تک نہیں ہوا اور کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ مطلوب اتفاق کس خاص وجہ سے نہیں ہو سکا اور وہ خاص وجہ کب تک دور ہو سکے گی۔ اور اس کے ... ...

کی مذہبی زندگی بدعات و مراسم وغیرہ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا بخلاف اس کے جب وہ مذہبی کتابیں مطالعہ کرتے ہیں اور فقہی اختلافات علماء کے مباحث ائمہ کے اجتہادات وغیرہ پڑھتے ہیں، تو حکومت و سلطنت کے حالات کی طرف سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں اور کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ جس عالم یا جس امام یا جس صوفی کے اقوال و اعمال کا حال ہم پڑھ رہے ہیں یہ کس زمانہ میں تھا کس شہر میں رہتا تھا۔ کس کی حکومت میں تھا اور دربار سلطنت سے اس کا کیا تعلق تھا اس وقت کے دوسرے علما کی کیا حالت تھی اس زمانہ میں کون کونسی رسمیں ایجاد ہو چکی تھیں کونسی کتاب کس زمانہ میں اور کن حالات میں تصنیف ہوئی سلطنت کا اثر عوام کے اعمال و عقائد پر کس قدر تھا اور کس قسم کا تھا کونسی رسم کس نے ایجاد کی کونسی بدعت کس طرح رائج اور مقبول ہوئی وغیرہ یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ صحابہ کرام کے وقت سے لیکر اب تک اسلام کن کن حالات میں سے گزرتا رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی تعلیمات کا صحیح خاکہ اکثر اعلم العلما کہلانے والوں کے دماغ میں بھی قائم نہیں اور وہ اسلام کے متعلق بالکل غلط صحیح رائے دیتے اور لوگوں کو اسلام سے واقف بناتے میں عموماً ناکام رہتے ہیں تبویب مذہب اور اصلاح عقائد و اعمال میں تاریخ جو کام کر سکتی ہے اس کا اندازہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے نے قرآن مجید میں جا بجا تاریخی واقعات اور گذشتہ لوگوں کے حالات کو وعظ و تذکیر کے لئے بیان فرمایا اور ان حالات کو سامان عبرت قرار دیا ہے لیکن مسلمان اپنی مکمل و مفصل تاریخ موجود ہوتے ہوئے نصیحت گیری میں اس سے کام نہیں لیتے پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو تاریخ سے کام لینا بتایا جائے اور بدعات سیئہ و مراسم مذمومہ اور ان کے برے نتائج کی صحیح تاریخ سنائی جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کر سکیں۔

تدبر فی القرآن سے بے اعتنائی

عربی کا روزانہ اس ملک میں شروع ہی سے ایک قلیل طبقہ تک محدود رہا ہے قرآن مجید کے ترجموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا یا ترجمہ قرآن مجید عموماً بطور فیشن یا بطور تبرک خریدے اور الماریوں کے سب سے اونچے خانوں میں رکھے جاتے ہیں پڑھنے سمجھنے اور تدبر کرنے کے کام میں نہیں لائے جاتے ناولوں افسانوں تاریخوں سیاسی کتابوں ادبی رسالوں کے لئے تو پڑھے لکھے مسلمانوں کا بہت سا وقت صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید کے ایک یا آدھے پارہ بلکہ ایک یا آدھے رکوع کا ترجمہ روزانہ تدبر کے ساتھ پڑھنے کی گنجائش مسلمان اپنے اوقات میں نہیں نکال سکتے ایسی حالت میں جاہلوں اور بے پڑھے لکھے لوگوں سے شکایت ہی کیا ہو سکتی ہے مسلمانوں میں جو جماعت زیادہ بارسوخ خوشحال تعلیم یافتہ اور عوام کو اپنا ہمخیال و مطیع بنانے میں کو شاں ہے وہ اکثر انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں پر مشتمل ہے جن کو عموماً ہیرسٹر۔ بیرسٹر۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ڈاکٹر۔ انجینیر۔ ماسٹر۔ پروفیسر انسپکٹر ڈپٹی کلکٹر مسٹر وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ان لوگوں کی باتیں عام مسلمانوں کو زیادہ مانی پڑتی ہیں لیکن اس انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کا قرآن مجید سے کوئی رشتہ یا تعلق نہیں لہٰذا سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی طرح اس بااثر طبقہ کو قرآن مجید کے حسن دل ربا کا تماشائی بنا کر اس شیدائی بنایا جائے۔

تقلید جامد اور آبا پرستی

تقلید جامد اور آبا پرستی نے عام طور پر مسلمانوں کے قوائے عقلیہ اور فہم و فراست کو ماؤف و معطل کر دیا ہے شخصیت و بدعیہ مراسم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہر ہی کسی معاملہ کو فہم و خرد کی کسوٹی پر پرکھنے اور صداقت و راستی کی حمایت میں جرأت کے ساتھ مستعد ہو جانے کی قابلیت و ہمت بھی عام طور پر مسلمانوں سے رخصت ہو چکی اور رخصت ہو رہی ہے اور اسی لئے قرآن مجید سے عام طور پر مسلمان بیگانہ و بے تعلق نظر آتے ہیں نہیں ضرورت ہے کہ اندھی تقلید اور اسلاف و آبا پرستی کی فہمائش اور حماقت آفرین قید و فراست سے مسلمانوں کو آزاد کیا جائے تاکہ وہ اس سچے اسلام کو جو صحابہ کرام کا اسلام تھا اپنا مذہب قرار دے سکیں اور ان میں دماغی تشنو و ناجوازمہ اسلام سے موجود خیالیاں ہوا بستہ جائز اور ضروری تقلید جس کے بغیر انسان کوئی بھی علمی ترقی نہیں کر سکتا مستثنیٰ ہے۔

طلسم کو توڑ دو

جاہل گور پرستوں، مراسم پرستوں، عجائب پرستوں، پیر پرستوں اور ان احمقوں کے سرپرست پیشہ ور پیروں، صوفی نما جالاک شعبدہ باز درویشوں گدی نشینوں اور شرارت پیشہ نفس پرست لوگوں نے مسلمانوں کی توجہ کو کتاب و سنت اور فہم و فراست کی طرف سے روکنے کے لئے نہایت زبردست مورچے قائم کر رکھے ہیں پس ضرورت ہے کہ اس طلسم کو توڑ دیا جائے اور راستے کے اس پتھر کو اٹھا کر مسلمانوں کے حقیقی اسلام سے واقف ہونے کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔

کج بحثی و تنگ حوصلگی

مسلمانوں میں جو لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور متبع شریعت کہلاتے ہیں ان ہی سے بہترین توقعات وابستہ ہو سکتی ہیں لیکن وہ عموماً کور دماغی کج بحثی تنگ حوصلگی اور ضد و ہٹ دھرمی کی نحوست میں ضرب المثل بن چکے ہیں اور مسلم قوم کی خیر و خوبی میں کوئی اضافہ نہیں کر رہے جس کا سبب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ لوگ جن پیشہ ور مولویوں کے زیر اثر ہیں انہوں نے غالباً اپنے اغوا اقتدار کی حفاظت کے لئے گروہ بندی اور اکابر پرستی کے آہنی حصار قائم کر کے کتاب و سنت سے بے بہرہ اور فہم و فراست کو مفلوج بنا دیا ہے ناقابل التفات الحاقی مسائل و عقائد اور نہایت معمولی فروعی مسائل کو جو صحابہ کرام کے عہد مبارک میں قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے دو کاندار اور پیشہ ور مولویوں نے فرائض و واجبات اور اصول عقائد کی اہمیت دے کر آپس کی لڑائیوں اور گروہ بندیوں کا مستقل سامان بنا دیا ہے اور اس آگ میں تیل ڈالتے رہنے کا اہتمام اپنے ذمے لے رکھا ہے لہٰذا ضرورت ہے کہ اس طلسم کو بھی توڑ دیا جائے۔

اپنے رہنماؤں کی خدمت میں

(از آقائی ملا محمد ابو احمدی صفا ایڈیٹر نظام الشیخ دہلی)

شادی کی عمر کا قانون پاس کرنے کو میں قطعی طور سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسلام میں مداخلت کی گئی ہے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے آج ہندو مذہب کے سوا کوئی مذہب بھی کم عمری کی شادی کا حامی نہیں ہے اسلام جیسے عاقلانہ مذہب کی نسبت کیسے مان لوں کہ وہ کم عمری کی شادی کو پسند کرتا ہے لیکن اس قانون نے میرے نزدیک پیشوایان اسلام کے کام میں مداخلت ضرور کی ہے ہندوؤں سے مسلمان بننے اور پھر ہندوؤں سے میل جول رہنے کے سبب یقیناً ہم میں کثیر تعداد ایسی موجود ہے جو بالکل ہندوؤں کی طرح کم عمری میں اپنے بچوں کی شادی کر دیتی ہے۔

شہروں کے رہنے والے ممکن ہے اس حال سے ناواقف ہوں لیکن قصبات اور دیہات کے مسلمانوں میں ایک یہ کیا ہندوؤں کے اور بیسیوں رواج ہیں موجود ہیں علمائے کرام کا کام تھا اور ہے کہ کم عمری کی شادی اور دیگر ہندوانہ رواجوں کو ان مسلمانوں کے اندر سے نکالیں مگر کم عمری کی شادی کی اصلاح کا کام گورنمنٹ نے کر دیا اس واسطے میں اسے علماء کے کام میں مداخلت تصور کرتا ہوں غیروں سے اپنی اصلاح کرانا ظاہر ہے کہ کوئی اچھی بات نہیں ہے میرے گھر کے قصے میرے ہمسائے چکائیں میں تو اسے بھی پسند نہیں کروں گا یہ حق صرف گھر کے بڑوں ہی کو پہنچتا ہے لیکن اگر بڑے بڑائی چھوڑ دیں اور چھوٹوں کی فکر سے قطعی آزاد ہو جائیں تو مجبوراً مجھے ہمسایوں سے مدد لینی پڑے گی اور ہمسائے اپنے محلہ کو ٹھیک رکھنے کے لئے بزور بھی میرے گھر کے قصہ میں دخیل ہو سکتے ہیں یہ گورنمنٹ نے علماء کے کرنے کے کام کو جو خود یا ممبران اسمبلی وغیرہ کی خواہش پر کر دیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے علماء اپنے کرنے کا کام نہیں کرتے اگر علماء نے مسلمانوں کو کم عمری کی شادی سے روکا ہوتا تو پھر دوسروں کو اس جھگڑے میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں تھی اور گورنمنٹ یا ممبران جمعیۃ مقننہ مجلس مملکت کو کوئی بھی اس جھگڑے میں نہ پڑتا اب بھی علمائے اسلام کو ہوشیار ہونا چاہئے اور جو کام ان کے کرنے کے ہیں ان کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہئے۔

تمام لغو لایعنی مشکوک رواج اور رسوم جنھوں نے مسلمانوں کے دین اور دنیا دونوں کو برباد کر رکھا ہے علماء کی توجہ کے محتاج ہیں مثلاً ایک تجویز اسمبلی میں پیش ہونے والی ہے کہ ساٹھ اور ستر برس کے بڈھے چودہ چودہ اور پندرہ پندرہ برس کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں اس کا انسداد کیا جائے پیشتر اس کے اجنبی حکومت کے ذریعہ اس کا انسداد ہو علماء اپنی قوم کو بتلائیں کہ کم عمری کی شادی کی طرح غیر متناسب شادی بھی مضر صحت ہوتی ہے حرام اور حلال یا جائز اور ناجائز کے اصطلاحی الفاظ استعمال کرنے کی حاجت نہیں ہے صرف اس قسم کی حرکتوں کے نتائج قوم کے سامنے پیش کر دیجئے کہ عمری کی شادی کے قانون کے خلاف پروپیگنڈہ جاری رکھا گیا اور ستیہ گرہ کی گئی ویسا کہ موجود ہے، تو یہ ستیہ گرہ کرنے والوں کے ساتھ اسلام کو بھی بدنام کرے گی۔ اے مذہبی پیشوا! جوئے خانے شراب خانے زنا خانے اور ایسے ایسے ہزاروں خانے تمہیں آوازیں دے رہے ہیں کہ آؤ اور ہمیں گندگیوں سے پاک کرو کم عمری کی شادی کا روکنا کم از کم اپنی ذات میں تو اچھی بات تھی۔ تم نے نہ کی کسی اور نے روک دیا لیکن آئندہ تم اپنا کام کسی اور کو نہ کرنے دو۔ اسے خود کرو۔

(+)

ایک بہت بڑا کام علماء کے کرنے کا یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو حق دیا ہے کہ اگر وہ خاوند سے طبعی مایوس ہو جائے اور نباہ کی مطلق صورت اسے نہ ملے تو خلع لے سکتی ہے مگر حکومت ہند نے مسلمان عورتوں کو اس حق سے محروم کر رکھا ہے اور خلع کی بجائے ایک اور ترکیب نکل آئی ہے کہ مسلمان عورت مجبور ہو کر خاوند سے چھٹکارا پانے کے لئے اسلام ہی کو چھوڑ دیتی ہے اور پھر اسے آزادی سے روکنے والا کوئی نہیں ہوتا اس ترکیب سے بعض شریر عورتیں خواہ مخواہ بھی فائدہ اٹھاتی ہیں مناسب ہے کہ علماء اس امر کے لئے آبجی ٹیشن کریں کہ گورنمنٹ اسلامی قانون خلع کو جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے باضابطہ تسلیم کرے نیز اگر دینی گنجائش ہو تو محض تبدیلی مذہب سے نکاح ٹوٹ جانے کا بھی کسی طرح انسداد کرایا جائے کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لئے تو حقیقتاً اگر ہمارے علماء اپنا فرض ادا کرتے ہوتے تو کسی قانون کی آنسیاج نہیں تھی اور وہ قانون کی نسبت بہتر اصلاح کر سکتے تھے لیکن اسلامی قانون خلع کو مسلمانان ہند میں رائج کرنے کے لئے گورنمنٹ سے قانون ہی بنوانا پڑے گا کیونکہ اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اور علماء کا اقتدار جاتا رہنے کے سبب اس معاملہ میں خالی خولی فتویت کافی نہیں ہو گی علی ہذا تبدیلی مذہب سے اگر دانعی نکاح نہ ٹوٹتا ہو تو اس کے لئے بھی مجبوراً حکومت ہی سے مدد لینی پڑے گی۔

(+)

دوسرا کام پردہ کی اصلاح کا ہے ایک طرف پردہ کے معاملہ میں اس قدر نرمی روا رکھی گئی ہے کہ عورت اپنے کنبہ کے ہر نامحرم سے بے تکلف ملتی جلتی ہے اور کبھی کوئی مولوی صاحب اسے شریعت کے خلاف نہیں کہتے اور دوسری طرف اسے یہ سخت حکم ہوتا ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ بھی باہر نہ نکلے خواہ کیسے ہی باحجاب طریقہ سے نکلتی ہو مندرجہ بالا نرمی اور مندرجہ بالا سختی کا ہی نتیجہ ہے کہ پردہ بے راہ روی کے ساتھ اٹھتا چلا جا رہا ہے اور اگر مولویوں نے رسمی پردہ کے بجائے اسلامی پردہ کا خط اعلان نہ کیا تو نہ رسمی پردہ رہے گا اور نہ اسلامی پردہ اور ایک بڑی ابتری پھیل جائے گی

(+)

میں لکھتے لکھتے بھولا جا رہا تھا کہ کم عمری کی شادی کے مخالف قانون پر گورنر جنرل ہند کے دستخط ثبت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی اس کے بعد غلو

شور کرنا محض فضول ہے خل شور کرکے مولوی صاحبان اپنی اور مسلمانوں کی رہی سہی ساکھ اور رہے سہے اقتدار کو بھی کھو دیں گے جس طرح خلافت آبھی مشن کے زمانہ میں جہاد جہاد پکار کر جہاد کی ہیبت کو کھو چکے ہیں۔

میں صفائی سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر قانون نہ بنتا اور علماء کی عمری کی شادی کو روکتے تو بہت اچھا تھا قانون بنوانے سے اصلاح کے ساتھ کچھ مشکلات کا بھی سامنا کرنے کے لئے ہمیں طیار رہنا چاہیئے لیکن یہ سب علماء کی غفلت کا ثمرہ ہے لہٰذا اب پچھتانے سے کیا حاصل اب تو اپنی دوسری باتوں کی فکر کیجئے اور اپنی دوسری باتوں کو غیروں کی دستبرد سے بچائیے۔ ورنہ مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ خلع کا قانون آپ کی تجویز کے موافق اور آپ کی نگرانی میں نہ بنا تو خدا معلوم کیا کیا بنجائے گا یا نہیں بنا تو ہزاروں لاکھوں مسلمان عورتیں مرتد ہو جائینگی۔ نیز اگر آپ قید و بند ہی کو شرعی پردہ کہے گئے اور حقیقی شرعی حجاب کو ظاہر نہ کیا گیا تو پھر وہ بے چارہ بی ہوگی کہ معاذ اللہ اس قید و بند کو علماء اپنے ہاتھ سے توڑیں گے تو فریضہ سے دیکھ بھال کر توڑیں گے اور اگر عمارت خود گری تو خیر نہیں ہوگی انگریزی تعلیم کی ابتدا کے وقت انگریزی خوانوں کی سرپرستی ترک کرکے اور انھیں اپنا مدمقابل قرار دیکر ایک تجربہ آپکو یہ مل چکا ہے ایسے تجربے بار بار نہ کیجئے اور خدا کے واسطے اپنے ساتھ اسلام کو مضحکہ نہ بنائیے۔

(+)

کم عمری کی شادی کے مخالف قانون کے خلاف ہوتے ہوتے دہلی میں علماء نے جبہ بہ تعلیم پر بھی عتاب نازل کرنا شروع کیا ہے کہتے ہیں کہ اس سے قرآن مجید کی تعلیم مٹ جائے گی گویا بارہ تیرہ گھنٹے جو مسلمان بچوں کو جاتے ہوئے گذرتے ہیں ان میں مسلسل وہ کلام اللہ ہی کی تلاوت کیا کرتے تھے کیا غضب ہو جیسے ایک دفعہ اکابر راجوتوں کی شدھی کے زور سے دور میں علماء نے ارشاد فرمایا تھا کہ قادیانیوں کو مکانوں میں نہ گھسنے دو یہ مارچ قادیانی نہ جانتے جو آریہ ہو جانے سے بھی برتر ہے ویسے اب جبریہ تعلیم کے مخالف دہان سے تو نہیں البتہ عمل سے ارشاد فرما رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا بچوں کا گلیوں اور سڑکوں پر بگاڑ لیا جائے پھر ناہیں منظور ہے لیکن یہ منظور نہیں کہ یہ چار پانچ گھنٹے کے لئے میونسپلٹی کے اسکولوں میں جاکر پانچوں جماعت تک ہی پڑھ لیں۔ ان اسکولوں میں مدارس دینی سے طلبا ... ... پکڑ پکڑ کر داخل نہیں کیا جاتا اور قرآن خوانی کے چھتیس مکتب دہلی میں قائم ہیں ان کی تعداد اور ان کا حال اہل دہلی کو معلوم ہے۔

میں اکثر اپنی تحریروں میں مولوی صاحبان کو جھنجھوڑا کرتا ہوں۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ مولویوں کے روز بروز غیر وزنی ہوتے جانے سے مجھے دلی صدمہ ہوتا ہے اور اسی لئے میں انھیں جھنجھوڑا کرتا ہوں کہ کسی نوع سے وہ بیدار ہوں ان کا اقتدار نئے رنگ کی تعلیم یافتہ جماعت میں ذرہ برابر نہیں ہے

جس جماعت میں ان کی تھوڑی بہت پرستش باقی ہے اس کا اعتقاد بھی نہایت تیزی سے روبہ تنزل ہے علماء نے خود اسے محسوس کر لیا ہے لیکن اس احساس کے بعد ان کا قدم کعبہ کی جانب نہیں ترکستان کی طرف اٹھا ہے وہ اپنے اقتدار کے لئے نہیں اسلام کے اقتدار کے لئے اپنی حرکت پر نظر ثانی فرمائیں مجھے مولویوں ہی سے شکایت نہیں ہے میں مشائخ کو بھی بُرے رنگ میں رنگا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ لیڈروں کے لچھن بھی درست نظر نہیں آتے لیکن مولویوں کا اقتدار مٹ جانا مشائخ اور لیڈروں کے اقتدار کے مٹ جانے سے میرے نزدیک زیادہ اہم ہے۔ مولویوں کا اقتدار جوں کا توں ہو رہا ہے دو دن دو دن اسلام کا اقتدار کم ہو رہا ہے لہٰذا خدا کے واسطے یہ خیال کرکے کہ خدا کے سامنے جانا ہے اور خدا اور اس کے رسول کو منہ دکھانا ہے علماء ایسی باتیں کرنی چھوڑ دیں جن سے وہ خود بھی گر رہے ہیں اور اسلام کو بھی گرا رہے ہیں۔

(+)

میں نہیں چاہتا کہ کچھ انگریزی پڑھے لکھے آئیں اور مولویوں کا اقتدار ختم کر جائیں میں اچھے مولویوں ہی کو بلاتا ہوں کہ وہ بُرے مولویوں کو ہماری رہنمائی سے الگ کر دیں۔ اچھے مولوی ابھی زندہ ہیں لیکن وہ بُرے مولویوں سے دب گئے ہیں یہ بات پریشان کن ہے اس سے افزئیہ ہوتا ہے کہ جنے کے ساتھ گھن بھی نہ پس جائے اسی سے مجھے وہ گھڑی نہ کہنا ہے اور پھر میری دوسری پکار یہ ہی ہے جو میں نے لیگ اگنسٹ ملا ازم کے کارکنوں کو بطور مشورہ سنائی ہے کہ جہاں سزا اہل بچے انگریزی مدرسوں اور کالجوں میں بھیجے جاتے ہیں وہاں بھی اہل بچے دینی مدرسوں میں بھی بھیجے جائیں لیکن ان کے لئے ایک علیحدہ مدرسہ ہونا ضروری ہے تاکہ جو ذہنیت موجودہ مدرسوں میں پیدا کی جاتی ہے اس سے وہ محفوظ رہیں۔

الٰہی ان لوگوں کا مددگار ہو جو تیرے دین کی سچی دل سے خدمت کرنی چاہتے ہیں اور مجھے بھی ان میں شامل فرما لے ادرا اے اللہ انھیں تباہ کر دے جو اپنے فائدہ کے لئے دین کے فوائد پس پشت ڈال رہے ہیں اور مجھے کبھی ان میں شامل نہ کیجئے۔

(+)

کیا آپ کو فارسی پڑھنے کا شوق

اگر ہے تو کسی استاد کی منت و خوشامد کی ضرورت نہیں کسی اسکول میں داخل ہونے کی حاجت نہیں کسی فارسی داں کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں صرف ایک روپیہ خرچ کیجئے اور

فارسی بول چال

جس کو زبان فارسی کے اعلیٰ لوگوں نے حاصل کئے ہوئے دو حضرات نے نہایت محنت سے مرتب کیا ہے منگالیں جس کے چند روز کے مطالعہ سے آپ بغیر کسی استاد کے فارسی زبان میں تحریر و تقریر کی وہ لیاقت پیدا کر سکتے ہیں کہ جو مہینوں کے پڑھنے والے حضرات کو باوجود شبانہ روز محنت کے حاصل ہو سکے چند جلدیں موجود ہیں جلد منگائیے

قیمت ایک روپیہ پتہ حمیدیہ پریس دہلی۔

بادشاہ۔ راہنما اور علماء

سب مسلمان نیک ہوجائیں

کاش! یہ تین ایک ہوجائیں

(۴)

دنیائے اسلام کی باگ دوڑ بادشاہ۔ رہنما اور علماء کے ہاتھوں میں ہے ان کی حکومت قلوب پر ہے جب ان میں اختلاف ہوتا ہے دل سب سے منحرف ہو جاتے ہیں کیونکہ حاکموں کے بگاڑ سے رعایا میں بگاڑ پیدا ہونا لازمی ہے افغانستان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جب امان اللہ خاں غازی، جرنیل نادر خاں اور ملائے شور بازار ایک تھے۔ افغانستان ایک تھا غازی نے فرمایا کہ ملک کی غلامی سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ ملائے شور بازار نے کہا۔ عالیجاہ یہ نصب العین مبارک ہے آپ نے فتویٰ جاری فرمایا ۹۰ فی صدی فوج آپ کی مرید تھی قبائل جوق در جوق مجتمع ہوئے آمادہ سرفروشی ہوئے جرنیل نادر خاں نے فوج کی کمان ہاتھ میں لی اپنا رسوخ نیک مقصد میں صرف کیا قومیں اپنے اختلافات و مناقشات بھول گئیں سب اکٹھے ہوگئے سب کا متفقہ و مشترکہ مقصد پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا افغان کا علم بلند ہوگیا سلطان غوش حرم ہوئے کاسیابی نے ان کے قدم چومے۔ چاکری کی زنجیریں پارہ پارہ ہوگئیں افغانیوں کو ابھرنے کا موقعہ میسر ہوا امید بندھ گئی کہ ایشیا کی سر زمین سے ایک نیا جاپان متولد ہونے کو ہے مگر دیکھتے ہی دیکھتے نقشہ بدل گیا اور ساری آرزو میں خاک میں مل گئیں۔ اور بادل ناخواستہ یہ کہنا پڑا

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کوئی آرزو نہ ہو

یہ انقلاب کیوں ہوا؟

یہ انقلاب اس لئے ہوا کہ وزیر راہنما امان اللہ خاں سے بھٹ گئے ملائے شور بازار نائل تکفیر ہو گئے امان اللہ خاں غازی ان کے دشمن ہوگئے غازی ممدوح کا قندھار سے عازم بمبئی ہونا اور بمبئی سے مارسیلز کی راہ لینا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ قبائل ذکر قبیلہ آپ کے ساتھ نہ تھا ہندوستان روتا ہے کہ غازی کیوں گئے لیکن کسی افغانی کی نگاہ پر نم دکھائی نہیں دیتی آپ کے جتنے عہدہ دار تھے سب نے بچہ سقہ کی اطاعت کر لی ہے قندھار مقبرہ تلات غزنی ہرات اور مزار شریف کے قبائل نے بیعت سقہ سے گریز نہیں کیا اور بلا تامل جدید امیر کی فرمانبرداری کا حلقہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔

کل تک جو امرا غازی کے طرف دار اور آپ کی عقیدت میں سرشار نظر آتے تھے انہوں نے طلوع آفتاب سے پہلے پہلے نئی حکومت کی غلامی قبول کرنے سے ظاہر کر دیا ہے کہ ان کے دل میں غازی کی کوئی محبت نہیں تھی سارے کے سارے منافق نہیں ہو سکتے آخر کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ضرور تھی جس نے ان کو وفادار رہنے دیا عقل یہ تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ غازی ممدوح بالکل راستی پر اور آپ کے اعوان من کل وجوہ ناراستی پر تھے۔

مختلف نقطۂ نگاہ

افغان بچہ سقہ کو اس کی خوبیوں کی وجہ سے اچھا نہیں کہہ رہے بلکہ اصلی راز یہ ہے کہ سارے کے سارے پرانے نظام حکومت یا غازی کی ذات ہمایوں سے شاکی تھے اور کسی موقع کے انتظار میں تھے بچہ سقہ نے جنگ فاد پر صرف مضراب زنی کی ہے اور کچھ نہیں کیا۔

افغانستان کے مولوی جاہل ہو سکتے ہیں زمانہ ناشناس ہو سکتے ہیں ناقدرے ہو سکتے ہیں ناشکرے ہو سکتے ہیں لیکن کفر پرست فرنگ پرست نہیں ہو سکتے قطعاً نہیں ہو سکتے ہیں۔

بیشک اب تک واقعات یہ بتائے جاتے تھے۔ یا یوں کہ واقعات سازی کی جاتی تھی کہ بچہ سقہ شوریدہ سر اور شوریدہ پشت افراد کے باقی کل افغانستان شہریار امان اللہ کے قدموں پر جان و مال نچھاور کرنے پر آمادہ اور مستعد ہے اس وقت یہ استدلال درست تھا کہ امان اللہ سے کوئی فغرش نہیں ہوئی آپ نے کوئی غلطی نہیں کی اگر مجرم ہے تو فوجہ خلطی ہیں تو مولوی۔ اگر گنہگار ہیں تو شیوخ قبائل۔ اگر غدار و بکار ہیں تو عہدہ دار اگر ہے دغا ہے تو فوج لیکن جب حقائق یہ واقع ہوئے ہیں کہ نہ کوئی کما حقہ آپ کا دوست تھا۔ نہ کوئی پیر نہ مولوی نہ ملک نہ شیخ قبیلہ تو انسان مجبور ہے کہ معاملہ پر پہلے سے مختلف نقطۂ نگاہ کے ماتحت روشنی ڈالے۔

اختلاف

علمائے افغانستان کہتے ہیں کہ جو امان اللہ خاں غازی افغانستان سے یورپ گئے تھے وہی واپس نہیں آئے تھے بلکہ آنے والے شہریار کوئی اور تھے یہ سیدہا سادہا مگر معنی خیز قول بالکل غلط نہیں ہے آپ نے واقعی یہ چاہا کہ افغانستان یورپ بنجائے یہ تو ہو سکتا تھا کہ لندن رشک پیرس بنجائے کیونکہ ذروں میں جان نہیں ہوتی زمین میں گو پانی کی طاقت نہیں آپ چاہیں تو نطفات آسمانی میں پھول لگا سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو ببول کے کانٹے بکھیر سکتے ہیں لیکن افغانیوں کی فطرت بدلنے کے لئے تھوڑا نہیں بلکہ بہت کافی عرصہ درکار ہے۔

کالی پہاڑوں کی ادن سے آپ جو لباس چاہیں تیار کرا سکتے ہیں لیکن اُن بہاڑوں کے چرواہوں کو کلاہ پوشی پر مجبور کرنے کے لیے سخت محنت مطلوب ہے جو کہتے ہیں، کابل کا ایک نان پر ایک ہاتھ سے نان تندور میں لگا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے پیٹ سنبھالے ہوئے تھا یہ جدت بادی النظر میں بھلی معلوم ہو لیکن دل اسے قبول نہیں کر سکتے یہ ٹھیک ہے کہ کسی لباس کو شرعی قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہ کہ اسلام کا اصول یہ ہے

درویش صفت باش کلاہ تسری دار

لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ مہذب وہی ہے جو بھیجے دار ٹوپی پہنے مہاتما گاندھی پنڈت ہرو ڈاکٹر انصاری ایسے اکابر ملک کو کون بد بخت ہے جو مہذب نہیں تسلیم کرتا لیکن اس وقت ان میں سے کوئی بھی ہیٹ یا کیپ نہیں ہے ڈاڑھی سنت نبوی ہے جو تمع سنت ہے اس کا یہ فعل مستحق تحسین ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی درست ہے کہ کوئی ڈاڑھی منڈا محض ڈاڑھی منڈا ہونے کی وجہ سے نعوذ باللہ من ذالک کافر نہیں ہے ایسے ہی یہ دعوی بھی سلمہ آنے صحیح اور سو بسوے درست ہیں۔ ہر ڈاڑھی منڈا ضروری نہیں کہ جذبۂ استخلاص وطن سے سرشار ہو اور نہ یہ ہے کہ جو ڈاڑھی رکھتا ہے وہ ملک دوست اور حریت پسند نہیں۔ وطن دوستی میں اکابر کی کسی سے پیچھے نہیں۔ لیکن کون اکابر ایسا ہے جس کے منہ پر ڈاڑھی نہ ہو کون ہے جو ابنڈنٹ ٹیگور یا مسٹر پٹیل کی عزت نہیں کرتا لیکن دونوں ہی لمبی اور سفید ریش کے مالک ہیں بنا بریں کوئی وجہ نہیں کہ ملایان افغانستان کی ڈاڑھیوں کا مضحکہ اڑایا جائے۔

مختصر یہ کہ افغانستان اس لئے تباہ ہوا کہ غازی نے لیڈروں (شیوخ ملک، وزراء، کمانڈران فوج) کو ناراض کیا۔ لیڈروں نے ذاتی انتقام میں ملک کے مستقبل پر غور نہیں کیا۔ علماء نے غازی کو سنبھالنے کے بجائے لوح کو در غلانا بہتر جانا نتیجہ ہوا کہ ان تینوں کی نزاع نے افغانستان کو درطۂ ہلاکت میں غرق کر دیا۔ اس عبرت انگیز منظر کے باوجود مسلمان اب بھی باز نہیں آئے نادر خان اداے فرض میں مشغول رہے بچہ سقہ کا آخری وقت تک مقابلہ کیا اور ذاتی کمزوریوں کی بنا پر اس غیور اور جسور ان کی راہ میں مخالفت کے پہاڑ کھڑے کئے لیکن وہ استقلال کا پتلا اپنے عزم میں راسخ رہا اور بالآخر کامیاب ہوا اب وہ وقت آیا ہے کہ افغانستان کے علماء اور سیاسی لیڈر سر جوڑ کر بیٹھیں، کاش ایسا ہو جائے

ایران

اب فتنہ و فساد نے ایران کا رخ کیا ہے مذہب کی مٹی پلید کرنے والے جیٹ یہ کہیں گے کہ جب ایک سنی سلطنت تباہ ہو گئی تو اچھا ہے ایک شیعی سلطنت بھی تباہ ہو جائے لیکن اس نقطۂ نگاہ کو فراموش کر دیا جائے گا کہ اسلام کی عمارت کا ایک شاندار ستون منہدم ہونے کو ہے آؤ اس کو چشم زخم نہ پہنچنے دیں۔ بغاوت فارس اور لورستان میں پھوٹ پڑی ہے۔ باغی قبائل کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی وعدوں کے پابند نہیں وہاں بھی ہیٹ اور حجاب کا قطعیہ زوروں پر ہے ضرورت ہے کہ واقعات کو واقعات کے رنگ میں دیکھا جائے اور رضا شاہ کو مخدوم ضرور سمجھا جائے لیکن معصوم نہ یقین کیا جائے اس کے ہاتھ ضرور مضبوط کئے جائیں قبائل اگر کوٹ کھسوٹ کی خاطر آمادۂ پیکار ہوں تو انھیں برا بھلا کہا جائے لیکن اگر انھیں کوئی "اصلاح" ناپسند ہو اور عوام کی اکثریت اس ناپسندیدگی میں ان کی ہمنوا ہو تو ہندوستان سے ہزار ہا بقبائی پیغامات شہریار ایران کی خدمت میں ارسال کرنے چاہئیں کہ ان "اصلاحات" کو طاق نسیاں پر لٹکا دیجئے اور مذہب پسند طبقہ کو ضرور خوش کیجئے کیونکہ آج بھی جذبۂ شہادت اور جرأت کا مادہ ان میں ہے نہ روس سے طلب اعانت مفید ہے نہ انگریزوں سے یا مانہ گانہا مفید ہے فائدہ اسی میں ہے کہ مجتہدین کو بے وجہ ناراض نہ کیا جائے اور ایران کے قابل فخر بزرگ شیخ سعدی کے اس حکیمانہ اصول کو ہر آن پیش نظر رکھا جائے ؎

رعیت چو بیخ است سلطان درخت
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

مسلمانان ہندوستان

ہم یہی اگر چاہیں تو کوائف افغانستان اور ایران سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیڈ کہتے ہیں عوام ہمارے ساتھ ہیں لیکن یہی عوام جو جلسوں میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہیں مساجد میں نماز علماء کی قیادت میں ادا کرتے ہیں لیڈر کہتا ہے ملک کا تقاضا یہ ہے۔ مولوی کہتا ہے قرآن کا ارشاد یہ ہے جو قوت تسخیر قرآن میں ہے کسی اور شے میں نہیں نجات اسی میں ہے کہ "لیڈر اور مولوی" لڑے نہیں ورنہ قوم کا حشر برا ہوگا ساں تقسیم فرائض کے اصول کی پابندی لازمی ہے دونوں اپنے اپنے طریق پر کام کریں مولوی کو اس کی کیا ضرورت ہے کہ لیڈر سے پوچھے کہ مجھے فلاں بل کے متعلق جو کونسل میں پیش ہونے والا ہے کیا خطبہ دینا ہے؟

ایسا ہی لیڈر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ امامت بھی کرائے اور فتوے بھی دے بہر حال دنیائے اسلام کی ترقی کے لئے انہیں لازمی ہے کہ ہادی ہوں عالموں اور لیڈروں میں اتحاد ہو۔

سب مسلمان ٹھیک ہو جائیں۔ کاش یہ باتیں ایک ہو جائیں۔

جائداد میں آپ کا شرعی حصہ

آپ کے کسی بزرگ یا عزیز کی جائداد میں شریعت نے آپ کا کیا حصہ مقرر کیا ہے اور آپ کو ان کی وفات کے بعد کیا مل سکتا ہے یہ معلوم کرنے کی خواہش ہو تو کتاب "امیر الوارثین" کو منگا کر پڑھیے جس میں مفصل طور پر نہایت تحقیق سے لکھا گیا ہے کہ ترکہ کی تقسیم کس طرح کرنی چاہیئے اور کون کون لوگ میت کے زیادہ قریبی حصہ دار ہیں اور جائداد میں کیا کیا حصہ مل سکتا ہے اور کن لوگوں کی موجودگی میں کون لوگ ہیں جو ترکہ کے وارث نہیں ہو سکتے اعداد شمار اور مثالیں دیکر نہایت آسان اردو میں سمجھایا گیا ہے یہ کتاب ہر مسلمان کو منگا کر مطالعہ کرنی چاہیئے قیمت صرف ۸/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

ہماری آیندہ نسل

(نوشتہ جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

مسلم لیگ، خلافت کمیٹی، جمعیۃ العلما اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس کی روداد پڑھکر اور ان تجاویز کو دیکھ دیکھ کر جو آئے دن قوم کی ان ممتاز انجمنوں میں پاس ہوتی رہتی ہیں خیال ہو چلا تھا کہ غنیم کے مالتے مسلمان بھی شاید اب چونک پڑے اور ان کا نصیب بھی اب جاگ گیا اور اگر اس بات کو پیش نگاہ رکھا جائے کہ مسلمانوں کے نہ زبردں ہی خواہ اور نہ شب و روز قوم کی فلاح اور بہبود کی فکروں میں لگے رہتے ہیں اور ان کی ہر انجمن نصب العین صرف یہی ہے کہ جس درماندہ اور زبوں حال قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈالدیا جائے تو مسلمانوں کی بیداری کی توقعات قائم کرلینا کچھ بیجا بھی نہ تھا مسلمان زعما کی دل ہلا دینے والی تقریریں مسلم ارباب صحافت کی پرجوش تحریریں اور مسلمانوں کی نمایندہ جماعتوں کی نہایت اہم اور مناسب وقت تجویزیں سب ایسی چیزیں تھیں اور ہیں کہ انھیں پڑھنے اور سننے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے تو لازمی طور پر یہ دل خوش کن امید قائم ہو جاتی کہ بس اب خدا نے چاہا تو ہمارے بھی دن پھرے اور اب ہماری قوم بھی خدا کا نام لیکر انگڑائیاں لیتی ہوئی اٹھ ہی کھڑی ہوئی لیکن خدا ہی جانے یہ کیا مصیبت ہے اور یہ کونسا طلسمی اثر ہے کہ اس قدر زبانی جمع خرچ اور زور شور کے بعد بھی قوم کی گاڑی ٹھیک اسی جگہ کھڑی نظر آتی ہے کہ جہاں سو برس پہلے کھڑی تھی اور مسلمان اب بھی جہالت اور افلاس کے سمندر میں اسی طرح ہاتھ پاؤں مارتے نظر آتے ہیں کہ جس طرح اب سے دو صدی پیشتر مارا کرتے تھے نہ علمائے کرام کا وعظ کچھ کام دیتا ہے نہ تلقین نہ صوفیائے عظام کی باطنی توجہ مفید ثابت ہوتی ہے نہ دعائہ لیڈروں کی وہواں دار تقریریں اس طلسم جمود کو توڑ سکی ہیں نہ اوڈیٹوریل کی پرزور تحریریں اور نہ مختلف سیاسی اور مذہبی انجمنوں کی ہمدردانہ جدوجہد کارآمد ثابت ہوتی ہے نہ حکومت وقت کی مربیانہ کوششیں اور خدائے واحد کی پرستش کرنے والی مسلم قوم ایک مایوس العلاج مریض کی طرح اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے!

کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں کہ قوم کا ایک یتیم خانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا میں نہ اس شہر کا نام بتاؤں گا کہ جہاں یہ یتیم خانہ واقع ہے اور نہ ان بزرگان قوم کے نام لوں گا کہ جن کی نگرانی اور سرپرستی کا فخر اس بچوں کے جیلخانے کو حاصل ہے کیونکہ میرا مقصد کسی کو بدنام اور ذلیل کرنا نہیں ہے۔ لیکن ارباب قوم کے سامنے ان دردناک مناظر کا نقشہ ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں جن کا دیکھنا میری قسمت میں لکھا تھا مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تقریباً ہر یا اس سے ملتی جلتی حالت ہر اس درسگاہ اور تربیت گاہ اور یتیم خانہ کی ہے کہ جس کے انتظام کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہے اس لئے اس مضمون کے ذریعہ سے میں ارباب قوم کی توجہ اس سوال کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں کہ کیا یہ حالات اس قابل ہیں کہ ہم ٹھنڈے دل سے بیٹھے ہوئے اسے دیکھا کریں اور قطعاً کوئی مداخلت نہ کریں اور کیا مسلمانوں کے وہ بچے جنھیں صرف اتفاقات نے ماں اور باپ کی آغوش شفقت سے محروم کردیا ہے ایسے سخت مجرم اور گنہگار ہیں کہ انھیں حکومت کے جیلخانوں سے بھی زیادہ تکلیف دہ گھروں میں رکھا جائے اور پھر رکھا بھی جائے ایسے بزرگوں کی نگرانی میں کہ جن کے دل میں بچوں کی محبت، قوم کی ہمدردی اور خدا کا خوف نام کو بھی نہ ہو۔ بدیشی حکومت قابل صد نفرت اور بدیشی مال کا بائیکاٹ ہمارا فرض اولین سہی لیکن کیا یہ غریب بچے بھی بدیشی ہیں کہ قوم نے انھیں دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینکدیا ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا گمان پر کیا گذرتی ہے کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ان میں سے بہت سے بچے ایسے ہیں کہ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہوتے تو ان کی پرورش، تعلیم اور تربیت ہمارے بچوں سے بھی بدرجہا بہتر طریقے پر ہوتی اور کیا اس حقیقت کے ماننے میں کسی کو تامل ہو سکتا ہے کہ ان ہی چیتھڑوں اور گدڑیوں میں بہت سے ایسے لعل ہیں کہ اگر انھیں مناسب تعلیم میسّر آجاتی تو وہ قوم کے ان ہزاروں بچوں سے کہیں اچھے اور لائق ثابت ہوتے جن کی سفیہانہ لرکتیں آج قوم کے لئے باعث صد شرم ہیں اگر یہ واقعات ہیں اور ان صداقتوں کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تو قوم کو یہ حق نہیں ہے کہ ان تمام انجمنوں سے جن قوم کی نمایندگی کا دعویٰ ہے اور ان تمام رہنماؤں اور پیشواؤں سے جن کی زبان پر ہر وقت ہائے وطن اور ہائے قوم کے نعرے رہتے ہیں اتنا پوچھ لے کہ آخر وہ کونسا وطن اور کونسی ملت ہے جس کا درد آپ کے دلوں کو بے چین کئے ہوئے ہے کیا اسی قوم کا جس کے لاکھوں بچوں کو آپ ننگے بھوکے پھرتے یا سڑکوں پر بگلی ڈنڈا کھیلتے دیکھتے ہیں اور آپ کو ہرگز تاب نہیں ہوتی اور کیا اسی قوم کے غم میں آپ گھلے جا رہے ہیں کہ جس کے ہزاروں بچے بے قصور اور بلے گناہ ان تنگ و تاریک مکانوں میں قیدیوں سے بدتر جہنم زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جنھیں یتیم خانے کہا جاتا ہے کیا قوم پر ان بچوں کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر ہے تو کیا انجمنوں پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا جو اس میں صرف اس لئے لڑی مرتی ہیں کہ تنہا وہی قوم کی نمایندہ قرار پائیں اور ان پیشواؤں کے سر کوئی ذمہ داری نہیں آتی جو باہمد گر صرف اس لئے دست و گریبان ہوتے رہتے ہیں کہ تنہا وہی قوم کے قائد اعظم بنے رہیں۔

حصول سوراج کی کوششیں مبارک، اور کونسل کی ایک ایک کرسی کے لئے صدہا جانوں کا لینا اور دینا بالکل جائز لیکن پھر بھی تو یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اس سوراج سے اور اس حکومت خود اختیاری سے فائدہ کون اٹھائے گا کیا ہمارے ہی بچے جنھیں ہم نے ان کی تعلیم و تربیت کی جانب سے غفلت برت کر جنگلی جانوروں سے بھی زیادہ بدتر بنا دیا ہے اگر خدانے وہ مبارک گھڑی دکھائی اور کل کو ہندوستان آزاد ہو گیا تو اس آزادی کی قدر کرنے والا کون ہوگا کیا یہی نوجوان جنھیں الف کے نام بے بھی نہیں آتا اور جنھیں دنیا کے کسی بڑے سے بڑے فضل سے بھی نفرت اور اجتناب نہیں ہے کیا کبھی کسی نمایندہ

انجمن" کو یا کسی "ہمدرد قوم" پیشیا کو بھول کر بھی اس بات کا خیال آتا ہے کہ مکتبوں میں مدرسوں میں اور یتیم خانوں میں جاکر ایک نظر ان حالات پر بھی ڈال لیں کہ جن میں وہ بچے تعلیم اور پرورش پا رہے ہیں کہ جن کا نام دس برس کے بعد ہندوستانی قوم ہوگا ہمارے جاہل اور غیر تعلیم یافتہ والدین نے کہ جنھیں والدین کہتے اور سمجھنے سے بھی بہت سے "تہذیب" اور تعلیم یافتہ ارباب قوم کو آج شرم آتی ہے کہ ان کو آنا ضرور کیا تھا کہ اپنی اولاد کو اپنے سے بہتر اور اپنے سے زیادہ تعلیم یافتہ اور مہذب بنا دیا تھا اور ان کی حقیر کوششوں کا نمونہ آج ہم موجود ہیں لیکن ان سے زیادہ عقلمند اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود ہم نے اپنی اولاد کو کیا اٹھایا ہے اس کی طرف بھی تو توجہ کرنے کی ضرورت ہے کیا ہمیں اپنی آیندہ نسل سے اتنی سی محبت اور ان کا اتنا سا بھی خیال ہے جتنا اپنے کتوں اور گھوڑوں کا جنھیں روزانہ غسل دلانا اور وقت پر خوراک دینا نماز سے بھی زیادہ پابندی کے ساتھ عمل میں آیا کرتا ہے ہندوستان دوسرا سر سید آج تک نہ پیدا کر سکا وقار الملک کی جگہ صف میں اس وقت تک خالی پڑی ہے اور حکیم اجمل خاں کی مسند پر بیٹھنے والا قوم میں کہیں نظر نہیں آتا اور کون نہیں جانتا کہ اس کا باعث صرف سُستی ہے کہ ہماری ترقی اور اصلاح کی تمام کوششیں صرف اپنی ذات تک محدود رہیں اور ہمیں قطعاً اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ ہماری آیندہ نسل کیا ہوگی خوبی اور اجتماعی زندگی میں اس سے بڑھکر کوئی اور گناہ نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ سمجھنے لگیں کہ بس جو کچھ ترقی کرنی ہے وہ ہم ہی کر لیں فٹ بال اور ہاکی وغیرہ کے کھیلوں میں وہ باتیں کبھی بازی نہیں جیت سکتیں جن میں ہر کھلاڑی کی یہ آرزو ہو کہ بس وہ خود ہی گیند کو مقررہ مقام تک پہنچا دے اور ہمیشہ فتح اور کامرانی اسی ٹیم کے حصہ میں آتی ہے جس کا کھلاڑی اپنے پیچھے سے آنے والے ساتھیوں کے لئے گیند چھوڑ کر خود آگے بڑھتا ہے ہم بھی آج فٹ بال کے میدان میں ہیں اگر یہ غلطی ہم سے سرزد ہو رہی ہے کہ خود ہی گیند کو لئے بھاگے چلے جا رہے ہیں اور اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کی مدد سے بے نیاز ہیں تو ہمارے حصہ میں ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں آسکتا کوئی خود کہیں اور کسی حالت میں بھی کسی قوم کی ترقی نہیں کر سکتی اگر وہ اپنی آیندہ نسل کو اپنے سے بہتر بنانے کی انتہائی کوشش نہ کرے جنگ میں فتح و نصرت انہی فوجوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے پیشرو دستے اس لئے آگے نہ بڑھیں کہ وہ خود دشمن کے قلعہ پر خیمہ نہ کریں گے بلکہ صرف اس لئے آگے بڑھتے رہیں کہ خود قلعہ کی خندق میں اور پر پہنچے لیٹ کر خندق کو پاٹ دیں گے اور اس طرح پیچھے آنے والے دستوں کے لئے انسانی لاشوں کا ایک پل بنا جائے گا اگر ہم اپنی آیندہ نسل کے لئے اس طرح پل نہیں بنا سکتے اور زندگی کی پرخار وادیوں میں ان کے لئے راستہ صاف نہیں کر سکتے تو ترقی و اصلاح اور بہبود و فلاح کا خیال کرنا بھی بالکل بے سود اور بے کار ہے۔

جس یتیم خانہ کی حالت زار میری نظر سے گزری وہ اپنی وسعت میں ممتاز اور نرالا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ دو ایک کے سوا ہندوستان بھر کے تمام اسلامی یتیم خانے ایسی ہی حالت میں ہیں۔ ایک نگراں یا مہتمم جسے بمشکل پندرہ بیس روپے تنخواہ ملتی ہے ان پر مقرر کر دیا جاتا ہے اور اسے صبح سے شام تک روزانہ صرف یہی ایک فکر ہوتی کہ یتیم خانہ کی آمدنی میں سے کسی طرح کوئی حصہ اپنی جیب میں داخل کر لیا جائے۔ یتیموں سے وہ اپنے ذاتی کام اور ذلیل سے ذلیل کام لیا کرتا ہے اگر کسی کو ان کے بجا لانے میں تامل ہو تو اس کے احکام بندوق بید طمانچہ ہونے لگتے ہیں شہر کے مخیر و دولتمند جنہوں نے بلا تکلف اپنے ذوی القربیٰ کی جائدادوں پر ہاتھ صاف کیا ہے اکثر ان یتامیٰ کا خیال رکھتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ یتیم خانہ کو کوئی رقم دیدیں بلکہ اس طرح کہ یتیموں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک لمبا راستہ طے کر کے ان کے دولتکدہ پر حاضر ہوں اور وہاں بیٹھکر کہانا کھائیں یتیموں کی یہ وعوتیں بالعموم ایسے ہی موقعوں پر کی جاتی ہیں کہ جب گھر میں کوئی تقریب ہو اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ "معزز مہمانوں" کے آگے کا بچا ہوا کھانا قوم کے ان بچوں کے آگے رکھدیا جاتا ہے جن کا حق رشتہ داروں کے بعد اضافے سے زیادہ رکھا ہے تربیت اطفال کے ماہر خصوصی جناب مہتمم صاحب اپنی چھڑی ہاتھ میں لئے ان بچوں کی ایک باقاعدہ اور قواعد داں فوج بنا کر دو دو کی قطار میں گائے بھینسوں کی طرح ہانکتے ہوئے لیجاتے ہیں اور راستے بھر ان رئیس صاحب کی تعریف بچوں کو سناتے جاتے ہیں جنہوں نے دعوت کی ہے تاکہ بچوں کو ابھی طرح معلوم ہو جائے کہ وہ بھیک کے ٹکڑے کہا کہا کر پیٹ بھرنے والے اپنی آیندہ زندگی میں انھیں بھیک مانگ کر اپنا پیٹ بھر لینے میں کوئی تامل نہ ہو اور بھوکے نہ مریں ان بچوں کے کپڑوں کے متعلق میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا اور مجھے بے دل سے اعتراف ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے ننگا نہیں دیکھا۔ لیکن یہ ضرور کہنا پڑے گا کہ ان کے کپڑوں میں اور بھیک مانگنے والے فقیروں کے کپڑوں میں اگر کوئی فرق تھا تو اس قدر بارریک کہ جسے مہتمم صاحب جیسے دقیق النظر ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

بچوں کی جسمانی صفائی کے متعلق یہ تو کامل وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاتھ اور منہ اکثر دھلتے رہتے ہیں لیکن باقی جسم کو دھونے اور صاف کرنے کی رسم خود مہتمم صاحب کے گھر میں بھی ادا نہیں کی جاتی تو پھر بھلا یہاں اس کی توقع کس طرح کی جائے ان کی وضع اور ان کے لباس کی خوشنمائی کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ عام طور پر جب کسی بچے کو نہلایا جاتا ہے تو بڑی وضع کے ڈھیلے ڈھالے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کہ یتیم خانہ کے کپڑے کہاں سے بن لئے اور یہ اس مہتمم کا بہترین ثبوت ہے جو یتیم خانوں کے کپڑوں نے حاصل کر لی ہے اور جس پر شاید ہر مہتمم یتیم خانہ کو "بجا طور پر فخر" کرنا چاہیے بچوں کی جسمانی صحت کی طرف غالباً اور اندیش مہتمم صاحب اس لئے توجہ نہیں کرتے کہ اگر خدانخواستہ وہ تندرست ہو لئے تو بہت سا کھا جا کریں گے اور یہ یقیناً قوم کے نقصان عظیم کا باعث ہوگا یا شاید اس میں یہ راز پنہاں ہو کہ بیمار اور کمزور ہو کر قوم کا یہ "عضو معطل" جس قدر جلد قوم سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے منطقی مہتمم صاحب نے ان بچوں کو علم و ہنر سے نا آشنا رکھنے کی یہ بدنہاد نہایت ہی معقول وجہ

تبائی تھی کہ پڑھنے لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آدمی کہیں نوکری چاکری مل جائے تو صاحب نوکری اس زمانے میں سعی سفارش کے بغیر میسر نہیں آتی یہ غریب اگر پڑھ لکھ بھی گئے تو ان کے لئے سفارش کرنے والا کون بیٹھا ہے جو انھیں نوکری دل جائے، پھر بھلا خواہ مخواہ ان کا وقت "ضایع" کرنے سے بھی کیا حاصل ہے مہتمم صاحب نے کسی قدر فخر کے ساتھ ادھر ادھر نگاہ ڈالی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اس "دلل گفتگو" کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا یتیم خانوں کے لئے بالعموم شہر کے مکانوں میں سے کوئی مکان کرایہ پر لے لیا جاتا ہے اور مکان کے انتخاب کے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ آشادلا اور وسیع باخوبصورت اور شاندار نہو کہ اس میں رہکر بچوں کی عادت ہی بگڑ جائے اور آیندہ وہ تنگ و تاریک کوٹھریوں میں یا کسی مسجد یا مکان کی سیڑھیوں یا کسی دوکان کے تختہ پر جو باہر نکلا ہوا ہو سو ہی نہ سکیں اور اس طرح یتیم خانہ کے منتظمین پر یہ الزام عائد ہو سکے کہ انھوں نے اس زندگی کے لئے پورے طور پر بچوں کو تیار ہی نہیں کیا تھا کہ جو انھیں آیندہ گزارنی تھی ان حالات اور اس ماحول میں ایام طفولیت اور ابتدائے شباب بسر کر چکنے کے بعد بھی اگر دو چار یتیم کسی یتیم خانہ سے ایسے نکلیں کہ وہ محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنا اور ایماندار شہریوں کی سی زندگی بسر کرنا پسند کریں تو حق یہ ہے کہ اس کے لئے منتظمین بالکل معذور ہیں کیونکہ دنیا میں بہت سی ایسی ذلتیں آتی ہیں جو کسی طرح بھی چوری کرنے فریب دینے یا بھیک مانگ کر کھانے پر آمادہ نہیں ہوتیں اور یہ چند قیم اسی قسم کی "تربیت ناپذیر" روحوں کے قالب ہوتے ہیں۔

یہ حالات اور یہ کیفیات اگر صرف یتیم خانوں تک محدود ہوتیں تو شاید میں اتنی جرات نہ کرتا کہ "اتنی ذرا سی بات" کی طرف زعماء قوم کی یا باظلمت قومی مجالس کی توجہ منعطف کراتا قوم میں بفضلہ تعالیٰ حال بچے پیدا کرنے والوں کی کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے اس لئے دس بیس یا پچاس ہزار یتیم بچے مرکھپ گئے یا آوارہ اور بدمعاش بن گئے تو کروڑوں کی مردم شماری میں ان کا تناسب زیادہ سے زیادہ وہی ہو سکتا ہے جو کٹے میں نمک کا ہوتا ہے اور چونکہ کوئی صفت اس وقت تک نمایاں ہی نہیں ہوا کرتی جب تک اس کی ضد اس کے بالمقابل نہ ہو اس لئے قوم میں "خیر" کی اکثریت کے بالمقابل "شر" کی یہ اقلیت اور وہ بھی ناقابل لحاظ اقلیت قوم کی صفات عالیہ کو اور بھی نمایاں کرنے کے کام آسکتی تھی لیکن بدقسمتی سے اسکولوں اور مدرسوں بھی ہمارے بچوں کی حالت کچھ بہت زیادہ قابل رشک یا قابل اطمینان نہیں ہے اور گو وہاں تعلیم پاکر ان میں سے بہت سے اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں اور انھیں کہیں نہ کہیں حکومت کے یا ریلوے وغیرہ کے دفتر میں کوئی ٹوٹی پھوٹی کرسی بیٹھنے کو اور ایک علیٰ درجہ کا ٹائپ رائٹر ٹول ہلانے کو مل ہی جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ان میں بھی وہ صفات حسنہ ہرگز نہیں پیدا ہوتے جو ایک ترقی کی آرزو مند قوم کے بچوں میں ضروری ہیں اسکولوں اور مدرسوں ہی پر کیا منحصر ہے میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر ذرا دقت نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے گھروں میں بھی بچوں کی تربیت کچھ بہت بہتر طریقے پر نہیں ہوتی اور ان میں اور یتیم خانوں کے بچوں میں اگر کچھ فرق ہے تو یہی کہ یہ ان سے اچھا کھاتے پہنتے ہیں اور زیادہ تندرست اور صاف ستھرے رہتے ہیں۔

جن بچوں کے والدین زندہ ہیں وہ خواہ گھروں پر رکھ کر خراب ہوں یا اسکولوں میں جاکر مجھے اس وقت ان سے بحث نہیں ہے کیونکہ ان کے ماں باپ ان کی تعلیم اور تربیت کے لئے ذمہ دار ہیں۔ قوم ان کی ذی اثر ہستیوں اور محترم انجمنوں سے کہ جنھیں اس وقت مسلمانوں کی قیادت کا فخر حاصل ہے میں ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آزادی کی جنگ تو خیر ختم ہی کر دی گئی اس کا تو خیر ذکر ہی فضول ہے لیکن ہندوستان کے دستور اساسی کے متعلق جو آپ کی جد و جہد جاری ہے وہ بھی آپ کے بعد جاری نہ رہ سکے گی اگر آپ نے اپنے لائق جانشین نہ چھوڑے حکام مذہب ہمدردی قوم اور خوف خدا اگر آجتک آپکو آجتک اپنی قوم کے یتیموں کی خبر گیری پر مائل نہیں کر سکا تو جانے دیجئے اسے چھوڑئے نہرو رپورٹ کی مخالفت پر تو آپ کا ایمان ہے اور اس مخالفت کو تو آپ دنیا کا بہترین کام خیال کرتے ہیں آپ خدا کے لئے اسی بہت سے قوم کے بچوں کی حالت کی طرف متوجہ ہو جایئے کہ اگر یہ نالائق رہ گئے تو آگلی نسل میں پنڈت نہرو کی مرتب کردہ رپورٹ کامیاب ہو جائے گی ہندوستان کا وہ دستور اساسی کہ جو حکومت برطانیہ کا بنایا ہوا تھا کہ جسے کہا جاتا ہے کہ ہماری بدترین دشمن ہے اور جس پر آجتک حکومت ہند عمل پیرا ہے جب وہ ہی ہمیں تباہ و برباد نہ کر سکا تو پنڈت نہرو کا مرتب کیا ہوا دستور ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے کہ جس کے خوف سے ہم اپنے دنیا کے سارے دھندے بند کر دیں آج سے خراب اور مضر دستور اساسی بھی ہمیں وہ نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکتا جو قوم کے بچوں کی یہ تباہی اور بربادی پہنچا رہی ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ان بچوں کے لئے کام کرنے گمنام و نمود دنیا میں کچھ زیادہ ملنے کی امید نہیں ہے اسلئے ان غریبوں کی طرف کون توجہ کرے ہار پھول، موٹر کی سواری، ہے کارے اور فلک بوس نعرے اگر قیموں اور محتاجوں کی خدمت کا بھی صلہ ہوتے تو اب تک ہندوستان کا ایک آدھ یتیم خانہ کو ہی منظر ہو چکا ہوتا (نظام المشائخ)

کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں

تو ادب مجلس پڑھیئے یہ کتاب آپکے اندر لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر نماز میں ایک کشش پیدا ہو جائے گی گفتگو میں شیرینی آجائے گی بہانگ کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیگی غرضکہ ہر شخص آپ کے ساتھ عزت سے پیش آئیگا عورتیں آپ سے محبت کرنے لگیں گی پھر آپ کا احترام کرینگے اردو میں اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے اس کتاب کے خرید نے کے بعد انسانی دنیاوی عزت خرید لیتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

مجبوری کی شادی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

حبیب اللہ ٹیلر ماسٹر کوٹ اور پتلون سینے کے لئے بہت مشہور تھے اور عام طور پر یہی خیال تھا کہ شہر بھر میں ان سے بہتر کپڑا ان کی طرح کے بھی کپڑے سینے والا اور کوئی نہیں ہے حبیب اللہ کی عمر کوئی چالیس سال کی ہوگی اچھے خاصے وجیہ اور خوش رو آدمی تھے اور عام دستور کے خلاف وہ اپنے وعدہ کے بہت ہی سچے تھے جس دن اور جس وقت کے لئے کسی سے وعدہ کر لیا ٹھیک اسی وقت اس کے کپڑے تیار کر کے دیدیئے اور اسی وعدہ کی پابندی کی خاطر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ دوسرے درزیوں سے سلا کر دینے پر مجبور ہوتے تھے نماز روزہ کے بھی سختی کے ساتھ پابند تھے اور ان کے متعلق عام خیال یہی تھا کہ بہت نیک آدمی ہیں کئی سال سے کٹیری دروازہ پر ایک نہایت اچھی دوکان لے رکھی تھی اور چونکہ بڑے بڑے انگریز بھی عام طور پر انھیں سے اپنے کپڑے سلاتے تھے اسلئے آمدنی نہایت معقول تھی۔

مسلسل کئی سال کی محنت اور کفایت شعاری کی بدولت انھوں نے ایک معقول رقم پس انداز کر لی تھی اور اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی شادیوں کی تیاری کر رہے تھے لڑکا خوب جوان تھا کوئی بیس سال کی عمر ہوگی اور لڑکی بھی اب سترھویں سال میں تھی دونوں کی نسبتیں پختہ ہو چکی تھیں اور حبیب اللہ کا ارادہ تھا کہ دونوں شادیاں ساتھ ہی ساتھ ہو جائیں تاکہ ایک دلہن اگر گھر سے جائے تو اسکے بدلے دوسری آجائے۔

ماسٹر حبیب اللہ انگریزی وضع قطع سے اس قدر واقف اور انگریزوں سے رات دن کے واسطے کے باوجود خود بالکل پرانی وضع کے آدمی تھے اور صرف وضع ہی پرانی نہ تھی بلکہ خیالات بھی بہت پرانے طرز کے تھے بیٹے اور بیٹی کی شادی کے متعلق تمام وہی ارمان اور وہی امنگیں موجود تھیں جو پرانی وضع کے بزرگوں میں ہوتی ہیں اور انھوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس وقت تک جو کچھ کمایا ہے وہ سب کا سب انہی دو بچوں کے بیاہ میں لگا دیں گے شادی کی تاریخ اب قریب آچکی تھی اور ماسٹر حبیب اللہ کا گھر جہیز اور بری کے سامانوں سے اور دعوت کی ضرورت کی چیزوں سے اس طرح بھرا پڑا تھا کہ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔

ذرا ذرا سی بد احتیاطیاں بسا اوقات شدید ترین نقصانات کا سبب بنجاتی ہیں غریب حبیب اللہ کے یہاں بھی اسی قسم کا ایک اتفاق ہو گیا دوکان پر کام کرنے والے کسی درزی نے بیڑی یا سگرٹ پیکر اپنے خیال میں تو بالکل بجھا دیا تھا مگر وہ شاید اندر ہی گر گیا اور کپڑوں نے جو دوکان میں پھیلے پڑے تھے آگ پکڑ لی رات کا وقت تھا اور سب کاریگر اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے وہ اکیلا دوکان میں تھا اور تنہائی کسی کام میں ایسا مصروف کہ اسے مطلق اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک دوکان کا ایک چوتھائی حصہ سامان کا نہ جل گیا گھبرا کر وہ اٹھا اور پہلے تو یہی کوشش کی کہ کسی طرح پانی ڈال ڈال کر آگ کو بجھا دے لیکن آگ کافی زور پکڑ چکی تھی اور برابر ترقی ہی کرتی چلی گئی اور اب دوکان میں پانی بھی نہ رہا جس سے آگ بجھائی جاتی جتنے عرصہ میں وہ لوگوں کو مدد کے لئے بلائے پولیس کو اطلاع دے یا آگ بجھانے والے بریگیڈ کو خبر کرے اتنی دیر میں آگ ساری دوکان پر پھیل گئی اور مزید خرابی یہ ہوئی کہ دوکان سے گذر کر حبیب اللہ کے مکان میں بھی جا لگی جو دوکان کی پشت ہی پر واقع تھا۔

مدد کے لئے لوگ بھی دوڑے پولیس بھی آئی اور چند منٹ میں فائر بریگیڈ بھی پہنچ گیا لیکن اس عرصہ میں آگ اپنا کام کر چکی تھی اور حبیب اللہ کی دوکان اور مکان جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے جس وقت تک آگ گھر تک پہنچی ہے اس وقت حبیب اللہ نہانا کہا کہ تھے پہننے کے لئے لیٹے تھے گھبرا کر وہ بڑی مستعدی کے ساتھ اٹھے اور سب گھر والوں نے انتہائی کوششیں کیں کہ کسی نہ کسی طرح سامان باہر نکال لیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ چاول گیہوں اپنے بہن کپڑے یہ سب چیزیں ایسی نہ تھیں جنھیں جلتی ہوئی آگ میں سے صحیح و سالم نکالا جا سکتا شادیوں کا سامان جو بڑے شوق اور ارمان کے ساتھ دلوں سے جمع کیا جا رہا تھا تقریباً سب کا سب جل کر راکھ ہو گیا یا کم از کم جھلس کر ایسا خراب ضرور ہو گیا کہ دینے لینے کے مطلب کا نہ رہے۔

حبیب اللہ بڑے ضبط کے آدمی تھے اور بہت ہی صابر و شاکر لیکن اس بے موقع تباہی پر ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ ہی گئے۔ اور بیوی کو گلے لگا کر بے اختیار رونے لگے۔ مکان بھی بدل لیا گیا دوکان بھی دوسری کرایہ پر لیلی گئی اور جن لوگوں کے کپڑے ان کی دوکان کے ساتھ جل گئے تھے انہوں نے بھی ازراہ ہمدردی ان سے تاوان نہ لیا لیکن حبیب اللہ کے چہرے پر بحالی نہ آئی۔ انھیں تو یہ غم تھا کہ شادی کی تاریخ سر پر آپہنچی اور اب از سر نو وہ تمام انتظامات کسی طرح بھی ان کے امکان میں نہ تھے۔

(۲)

شہر بھر میں حبیب اللہ کی صرف ایک شخص سے دوستی تھی اور وہ شیخ شہاب الدین تھے عمر میں شیخ صاحب حبیب اللہ سے کوئی سات آٹھ برس بڑے تھے مگر ان کے ذہنی اچھے تھے اور اگر بال بکثرت سپید نہ ہو گئے ہوتے تو وہ اپنے دوست سے زیادہ جوان معلوم ہوتے۔ شیخ صاحب کی کچھ جائداد بزرگوں کے وقت سے چلی آتی تھی اور اسی کے کرایہ پر ان کی اور ان کے کنبے کی گذر تھی آبائی پان کے تھے اس لئے آبائی آمدنی میں اچھی خاصی عزت و آبرو کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہے تھے۔

حبیب اللہ کو شیخ صاحب سے اور شیخ صاحب کو حبیب اللہ سے دلی محبت تھی اور روزانہ دونوں گھنٹہ دو گھنٹے ایک دوسرے کی صحبت میں گذار لیا کرتے تھے حبیب اللہ کے مکان میں آگ لگنے کا رنج شیخ صاحب کو حبیب اللہ سے کسی طرح کم نہ ہوا تھا بالخصوص اسلئے کہ انھیں معلوم تھا کہ اب ایک چھوڑ دو شادیوں کا انتظام کسی طرح بھی حبیب اللہ کے امکان میں نہ تھا یہ بات کہ خاموشی

کے ساتھ بالکل سادہ طرز کی شادیاں کر دی جائیں دونوں میں سے کسی ایک کے خیال میں بھی نہ سکتی تھی کیونکہ اس پر دونوں شفیق تھے کہ اگر شادی دھوم دھام سے نہ ہوئی تو برادری میں ناک کٹ جائے گی۔

ایک روز شام کے وقت شیخ صاحب کے ذہن میں ایک تدبیر آئی اور وہ اسی وقت اپنے دوست کے پاس پہنچے۔

بہئی حبیب اللہ آج ایک تدبیر خیال میں آئی ہے اور اب خدا نے چاہا تو سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔

حبیب اللہ۔ کاہے کی تدبیر؟

شیخ صاحب۔ میاں ہمیں تو ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے کہ ان دونوں بچوں کا بیاہ ضافیہ پیسے کے ساتھ کرا دے کئی دن سے میں برابر یہی سوچ رہا تھا کہ تاریخ اب بالکل سر پر آگئی اب تم کیا کرو گے اور کیسے کام چلے گا آج خدا خدا کر کے ایک بات سمجھ میں آئی ہے اگر تم بھی اسے پسند کر لو تو پھر سب انتظام ہو جائے گا اور کچھ دقت نہ ہوگی۔

حبیب اللہ۔ (اشتیاق کے ساتھ) کیا بات ہے؟

شیخ صاحب۔ بھائی بات یہ ہے کہ میرا اور تمہارا معاملہ کچھ دو دو تو ہیں نہیں اس لئے تمہاری بدنامی کو میں تو اپنی بدنامی سمجھتا ہوں اور اپنی بدنامی بچا لے کے لئے میں جو کچھ بھی کرتا وہ سب کچھ اب بھی کرنے کو تیار ہوں۔

حبیب اللہ۔ یا اللہ تو وہ بات بھی کہی بتاؤ گے یا یہی آلہ گئے جاؤ گے۔

شیخ صاحب۔ بھائی میں نے لڑکی کو بھی راضی کر لیا ہے اور اس کی ماں بھی اس پر رضامند ہے کہ ان دونوں کا زیور رہن رکھدیا جائے۔

حبیب اللہ۔ نا بھائی! یہ تو مجھے گوارا نہ ہوگا کہ ان دونوں کا زیور رہن رکھوں۔

شیخ صاحب۔ کیوں؟ کیا تم اپنی بیوی کا زیور ضرورت کے وقت رہن نہ رکھو گے پھر میری بیوی اور لڑکی کے زیور میں کیا خرابی ہے؟

حبیب اللہ۔ اول تو یہ بھی سچ ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کا زیور رہن رکھتا تب بھی تمہاری بیوی کو اس قسم کی تکلیف نہ دیتا کیونکہ بیاہ میں وہ میرے گھر مہمان کی حیثیت سے آئینگی اور دس عورتوں میں خوب اچھی طرح پہن اوڑھ کر بیٹھیں گی تو اس سے میری ہی آبرو بڑھے گی اور یونہی بیٹھیں تو ان کی بدنامی ہے اور دوسرے اصل بات یہ ہے کہ میں تو کوئی چیز رہن رکھنی ہی نہیں چاہتا کیونکہ اس میں سود دینا پڑتا ہے اور سود دینا بھی اسی قدر حرام ہے کہ جس قدر لینا۔

شیخ صاحب۔ اب آخر تمام دنیا لیتی ہی دیتی ہے جہاں اور ہزاروں گناہ کرتے ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ خدا معاف کرنے والا ہے۔

حبیب اللہ۔ تمام دنیا تو سود کو حرام نہیں سمجھتی پھر کیوں نہ لے؟ سود ہمارے مذہب میں حرام ہے اور اگر کوئی مسلمان سود کا لین دین کرتا ہے تو اسے ہرگز جائز نہیں کہا جا سکتا اور کسی مسلمان کو غلطی کرتے دیکھکر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم بھی وہی غلطی کرنے لگیں۔

شیخ صاحب۔ بھئی مجھے تو اس میں کچھ ایسی زیادہ برائی نہیں معلوم ہوتی آخر اس میں کیا حرج ہے کہ اگر ہم کسی شخص کو اپنا روپیہ دیں تو اس سے اس کا کرایہ لے لیں یوں بھی تو اگر ہم اپنا روپیہ کسی کاروبار میں لگاتے تو اس سے نفع کماتے پھر اس میں کیا فرق پڑ گیا اگر ہم نے وہ روپیہ کسی دوکان میں لگانے کی بجائے کسی دوکاندار کو دیدیا اور اس سے یہ ٹھیرا لیا کہ ہمیں سال کے سال اتنا روپیہ منافع کا دیتے رہنا۔

حبیب اللہ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ سود کا مطلب ہی نہیں سمجھتے۔

شیخ صاحب۔ اس کا جو مطلب تمام دنیا سمجھتی ہے وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔

حبیب اللہ۔ اگر آپ یہ سمجھ جائیں کہ روپیہ اصل میں کیا چیز ہے تو پھر آپ کو سود سے خود بخود نفرت ہو جائے گی۔

شیخ صاحب۔ (تعجب سے) یہ کیا بات ہوئی؟ اب کیا میں ایسا بچہ ہوں کہ روپیہ کو بھی نہیں جانتا!

حبیب اللہ۔ آپ کیا دنیا میں زیادہ آدمی ایسے ہی بچے ہیں۔

شیخ صاحب۔ تو بھائی ذرا تمہیں مجھے سمجھا دو۔

حبیب اللہ۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ چاندی سونے کے سکے پانی کی طرح آسمان سے برستے نہیں اور نہ غلہ کی طرح زمین سے اگتے ہیں یہ انسان کی اپنی ہی ایجاد ہے اور ابتدائی زمانہ میں کہیں سکوں کا رواج نہ تھا۔ ابتدائی زمانہ میں دولت جس چیز کا نام تھا وہ انسان کی خوراک اور لباس کی چیزیں تھیں مقصد اپنی قوت بازو صرف کر کے حاصل کیا کرتا تھا جب تک انسان کو غلہ بونا نہیں آتا تھا اس وقت تک اس کی دولت یہ ہوتی تھی کہ کسی دن دوڑ بھاگ کر اس نے ایک کی بجائے دو ہرنوں کی یا دو بچوں کی ٹانگیں پکڑ کر سے توڑ دیں تو اب ظاہر ہے کہ وہ ایک دن میں دونوں کو تو نہیں کھا سکتا تھا اس کی بیوی اور بچے سب ملکر مشکل سے ایک ہرن کھا پاتے تھے اور دوسرا جو بچ رہتا تھا وہ اس کی دولت یا سرمایہ ہوتا تھا کسی دن اگر کوئی پیڑ پھلوں سے لدا ہوا مل گیا اور اس نے اس پر چڑھکر یا پتھر مار مار کر دس بیس پھل توڑ لئے تو دو چار یا دس سیر کھانے سے بچ رہتے تھے وہ اس کی دولت ہوتی تھی۔ آج بھی حالانکہ ہم نے اشرفیاں اور روپے اور پیسے اور نوٹ سب کچھ ایجاد کر لئے ہیں لیکن ان میں سے ایک چیز بھی دولت نہیں ہے دولت نے الحقیقت وہی غلہ اور پھل اور گوشت اور ترکاریاں ہیں جو اپنی قوت بازو صرف کر کے ہم قدرت کے خزانوں سے نکالتے ہیں اور جن کے ذریعہ سے ہماری زندگی قائم رہتی ہے۔ دنیا میں اگر کسی طرح ایسا ہو جائے کہ غلہ اور گوشت اور پھل وغیرہ سب ناپید ہو جائیں تو اشرفیوں کے ڈھیر کے ڈھیر کھا کر بھی کوئی زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ سونا چاندی تانبا سیسہ سب زہر ہیں اور انسان کو جلد سے جلد ہلاک کر دیں گے۔

شیخ صاحب۔ لیکن اب تو دولت انہی چیزوں کا نام ہے اور روپے پیسے کے بدلے ہم ہر چیز خرید سکتے ہیں۔

حبیب اللہ۔ بے شک بالکل صحیح ہے لیکن اسکے معنے صرف یہ ہیں کہ روپیہ خود تو دولت نہیں ہے لیکن دولت کے قائم مقام ہیں اور ایک روپیہ صرف اس لئے دولت ہے کہ اس کے بدلے میں جو چاہے سیر گھی اسکتے ہیں بالکل اسی طرح کہ جس طرح کہ سو روپے کا ایک نوٹ سو روپیوں کا قائم مقام ہے لیکن درحقیقت اس کی اپنی قیمت ایک ردی کے پرزے سے زیادہ نہیں ہوتی ہماری ہنڈیاں اور چکی بھی اسی طرح روپے کے

قائم مقام ہوتے ہیں اور اگر ہم نے پچاس ہزار روپے کا چک یا ہنڈی لکھدی ہے تو وہ کاغذ کا ذرا سا پرزہ پچاس ہزار کی قیمت کا ہو جاتا ہے

شیخ صاحب۔ لیکن بہرحال جب اس ہنڈی یا چک کے بدلے میں پچاس ہزار مل جاتے ہیں تو وہ خود بھی دولت ہے۔

حبیب اللہ۔ نہیں ہنڈی یا چک اسی وقت تک دولت ہیں کہ جب تک اتنا روپیہ ہمارے حساب میں بنک کے اندر موجود ہو اگر ہمارا روپیہ موجود نہ ہو اور ہم چک لکھدیں تو جعل سازی کے الزام میں جیلخانے جانا پڑے گا اسی طرح روپیہ ہمیشہ بھی غلہ اور گوشت اور پھل وغیرہ کا قائم مقام ہے اگر یہ چیزیں موجود نہ ہوں تو اشرفیوں کو بھی کوئی دو پیسے کو بھی نہ پوچھے دولت انسان کی زندگی کی ضروریات کا نام ہے اور چونکہ یہ ضروریات زندگی قوت بازو سے حاصل کی جاتی ہیں اس لئے اور بھی صحت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فی الاصل ہماری قوت بازو ہی ہماری دولت ہے اور دولت ہونے کے لحاظ سے جہاں تک بے حقیقت اور بے اصل ہونے کا تعلق ہے اشرفی روپیہ پیسہ نوٹ ہنڈی اور چک سب برابر ہیں

شیخ صاحب۔ مگر بھائی اصل خواہ کچھ بھی ہو اس وقت تو دولت روپے پیسے اور نوٹوں ہی کا نام ہے۔

حبیب اللہ۔ آپ غلطی سے شیطان کا نام خدا رکھدیں تو وہ فی الحقیقت تو خدا نہیں ہو سکتا مجھے اس سے بحث نہیں ہے کہ لوگ عام طور پر کیا سمجھتے ہیں میں تو آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اصلیت کیا ہے اس بات کو تو آپ سمجھ گئے کہ دولت درحقیقت وہ چیزیں ہیں جن سے ہماری زندگی قائم رہتی ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ یہ تقریباً سب کی سب ایسی چیزیں ہیں جو جمع نہیں رکھ سکتیں اور اگر انھیں سال کے سال ہم خرچ نہ کرتے رہیں تو اگلی سال کے پیداوار کے وقت تک پچھلے سال کی چیزیں سڑ گل کر خراب ہو جائینگی بلکہ پھل اور گوشت اور ترکاری تو ایک سال کیا معنی ایک ہفتہ تک بھی نہیں ٹھہر سکتے اب ان چیزوں کو محفوظ کر دینے کا یا یوں کہئے کہ جمع رکھنے کا اگر کوئی طریقہ ہو سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اس مال جتنی چیزیں ہم نے اپنی ضرورت سے زیادہ پیدا کر لی ہیں انھیں ہم کسی ایسے شخص کو بطلا دیتے ہیں جو کسی وجہ سے اپنی ضرورت کے لائق یہ چیزیں پیدا نہیں کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس بات کا وعدہ کرے کہ اگلے سال اتنی ہی چیزیں پیدا کر کے ہماری ضرورت کے وقت ہمیں دیدیگا اگر ہمیں کوئی شخص بھی ایسا نہ مل سکے جو ضرورت مند بھی ہو اور یہ وعدہ بھی کرے تو ظاہر ہے کہ مجبور ہو کر ہمیں یہ چیزیں پھینک دینی پڑیں گی جس دولت کو ہاتھوں نا خواستہ پھینک دینے پر ہم مجبور ہوں اسے ہمارے لئے محفوظ کر کے رکھ دینے کا کام کوئی شخص اپنے ذمے کیسے لے تو ظاہر ہے کہ اس نے ہماری اتنی دولت ضائع ہونے سے بچا دی اور ہم پر احسان کیا ہم دوسروں کو اپنا غلہ اور پھل اور ترکاری فوری استعمال کے لئے دیدیں یا کوئی ایسی چیز کہ جو ان چیزوں کی قائم مقامی کرے بہرحال بات ایک ہی ہے اس لئے جب ہم کسی کو قرض دیتے ہیں تو خواہ ایک من گیہوں دیں یا ان کے قائم مقام سات روپے اور وہ شخص ہم سے یہ وعدہ بھی کرلے کہ ہماری ضرورت کے وقت من بھر گیہوں یا سات روپے ہمیں واپس دیدیگا تو درحقیقت ہم اس پر احسان نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ ہم پر احسان کر رہا ہے کہ ہمارے جو گیہوں ہماری ضرورت سے زیادہ تھے اور جن کا سڑ گل کر ضایع ہو جانا یقینی تھا ان کی اس نے حفاظت کی اور سال یا دو سال کے بعد ہمیں دیدیئے۔

شیخ صاحب۔ لیکن اس شخص نے بھی تو احسان کیا ہے کہ اپنے گیہوں یا اپنا روپیہ دوسرے کو دیا ہے جس وقت تک اس نے یہ گیہوں کسی دوسرے کو نہ دیئے ہیں اس وقت تک وہ بالکل اچھے اور خوراک کے کام آنے کے قابل تھے۔

حبیب اللہ۔ ٹھیک ہے کسی قدر خدمت اس نے بھی کی ہے کہ ایک ضرورتمند کی ضرورت رفع کر دی اس لئے نہایت صحیح فیصلہ یہ ہونا چاہیئے کہ نہ اس نے اس پر احسان کیا اور نہ اس نے اس پر۔ ایسی صورت میں یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ قرض پر اپنی دولت دینے والا اپنے اس فعل کو قرضدار کی گردن پر احسان سمجھے اور اپنے روپے کا کرایہ اس سے لے۔ اگر وہ کرایہ لینے کا مستحق ہے تو قرض دار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ قرضخواہ کی دولت کو اتنے عرصہ تک محفوظ رکھنے کا معاوضہ اس سے حاصل کرے اور اگر قرضخواہ پانچ فی صدی سالانہ کی شرح سے اپنے روپے کا کرایہ مانگتا ہے تو یہ بھی اس دولت کو محفوظ رکھنے کی اجرت پانچ بلکہ شاید دس فیصدی سالانہ کے حساب سے اس سے لے سکتا ہے

شیخ صاحب۔ تو اس سے تم نے نتیجہ کیا نکالا۔

حبیب اللہ۔ یہی کہ قرض دینے والے کا مقروض پر کوئی احسان نہیں ہوتا اور اس کے لئے کسی طرح بھی یہ جائز نہیں ہے کہ مقروض سے اپنی دولت کا کرایہ لے جس کا دوسرا نام سود ہے۔ اسلام اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ قرض دینے والے جو مقروض پر اپنا احسان جتاتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی خدمت کرنے کے لحاظ سے قرض دینے والے اور قرض لینے والے بالکل برابر ہیں اس لئے اسلام نے سود کا لین دین اپنے پیروؤں کے لئے حرام کر دیا اگر فی الحقیقت ایک شخص کا دوسرے پر احسان ہوتا تو اس کا معاوضہ ادا کرنا لازمی کر دیا جاتا جس طرح کہ مزدور کو اس کی پوری اجرت دینے کے متعلق اسلام میں سخت تاکید ہے کوئی مزدور جب ہمارے لئے کوئی کام کرتا ہے تو وہ اپنی قوت بازو دیا قوت عمل ہمارے کام پر صرف کرتا ہے یہ اس کا احسان ہے اور اس کا معاوضہ ہمیں ضرور ادا کرنا چاہیئے سرمایہ دار کا ہمیں قرض پر اپنا روپیہ دینا نہ کوئی احسان ہے اور نہ مستحق معاوضہ اس لئے سود کا لین دین بالکل ناواجب اور غیر منصفانہ ہے

اس کے علاوہ بھائی شہاب الدین تم نے کبھی غور نہیں کیا ورنہ تم سمجھتے کہ اس سود خواری کے نتیجے نہایت ہی برے نکلتے ہیں اسلام تمام دنیا کو ایک کنبہ اور تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے اور اس پورے کنبے کے لئے خدا نے جو نعمتیں یا زندگی کی ضرورتیں پیدا کر دی ہیں ان میں کافر اور دیندار کی کوئی تفریق اور تخصیص نہیں ہے انسان کی زندگی

کی ضرورتیں ہوا، پانی، اور خوراک ہیں اور جو چیز جتنی زیادہ ضروری ہے اسی قدر افراط کے ساتھ پیدا کی گئی ہے ہوا کی اس قدر کثیر مقدار پیدا کر دی گئی کہ ہر ذی روح ہر وقت سانس لیتا رہتا ہے اور وہ کسی طرح ذرا بھی کم نہیں ہوتی پانی بھی ایسی ہی افراط کے ساتھ موجود ہے اور غذا کے لئے بھی ایسے ہی ذخیرے مہیا ہیں اور ان چیزوں کے متعلق عام اجازت ہے کہ جو شخص جس قدر ضرورت سمجھے اپنے کام میں لائے اب آپ یہ سوچئے کہ اگر کوئی شخص کسی بہت بڑے پمپ کے ذریعہ سے ادھر من ہوا کو کھینچ کھینچ کر ادھر باہر کسی بہت بڑے مکان کے اندر بند کرلے اور پھر لوگوں سے کہے کہ ہر سانس کے لئے ایک پائی دینی پڑے گی جو چاہے اگر اس ذخیرے سے اپنے لئے ہوا لے لیا کرے تو یہ فعل کہاں تک قرینِ انصاف ہوگا اور کون اسے روا رکھے گا۔ اسی طرح کوئی حکومت اگر تمام دریاؤں اور چشموں اور کنوؤں اور تالابوں پر پہرے لگا دے اور فی گھڑا ایک پیسہ وصول کرکے پانی دیا کرے تو کیا کوئی رعایا اسے گوارا کرسکتی لیکن یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ غذا کے متعلق اس ناانصافی کو گوارا کر لیا گیا ہے اور اس بات کی اجازت دیدی گئی ہے کہ ملک کی کروروں کی آبادی میں سے صرف چند ہزار تو غذا کے تمام ذخیروں پر قابض ہو جائیں اور باقی کروروں انسان چوبیس گھنٹے محنت اور مشقت کرکے یہ غذا یا اشیاء خوراک پیدا کرتے ہیں وہ بھوکے مریں اور اگر یہ سرمایہ دار انھیں کچھ دیں بھی تو اتنی ہی چیز واپس لینے پر قناعت کرنے کی بجائے وہ اس کے ساتھ تھوڑا سا کرایہ یا سود بھی لیا کریں۔ دل تو انصافاً نہیں اس چیز کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے جو کسی اتفاق کی وجہ سے ہمارے قبضہ میں آگئی ہے اور ہماری ضرورت سے زیادہ ہے جس قدر ہوا جس قدر پانی ہماری ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اس پر ہم اپنا قبضہ جما کر کبھی نہیں بیٹھتے پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اشیاء خوراک جب ہماری ضرورت سے زیادہ ہمارے پاس آجائیں تو انھیں ہم اپنے خزانوں میں بند کرکے رکھ لیں۔

فتح صاحب۔ لیکن آخر جو چیز ہماری ہے اسے ہم کسی دوسرے کو کیوں دیدیں۔

حبیب اللہ۔ میں یہی تو پوچھتا ہوں کہ جس چیز کو آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری ہے وہ آپ کے پاس کہاں سے آئی؟ کیا کبھی ایسا ہوا تھا کہ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر خدائے پاک کے یہاں سے مختلف زمینداروں کے نام لکھے ہوئے آگئے تھے؟ ہر گز نہیں اور ہر قوم میں یہی ہوا تھا اور اب بھی ہوتا ہے کہ جہاں کہیں افراط کے ساتھ خالی زمین پڑی تھی اس پر لوگوں نے آآ کے قبضہ کرنا شروع کر دیا اور جب جتنی زمین کی ضرورت ہوئی اس پر دخیل اور متصرف ہو گیا چونکہ اس وقت افراطِ شی ہر شخص کو اپنی ضرورت کے لائق بآسانی مل جاتی تھی اس لئے کسی نے کسی دوسرے کے قبضہ پر اعتراض نہ کیا لیکن آہستہ آہستہ انسانی آبادی بڑھتی گئی اور اب وہ حالت پیدا ہوئی کہ نئی نسلوں کے لئے زمین کا کوئی ٹکڑا بھی باقی نہ رہا تھا جسے وہ اپنے کام میں لاتیں جو لوگ پہلے سے قبضہ جمائے بیٹھے تھے انھیں اس زمین کے ذریعہ سے اگر چہ اپنی ضرورت سے بہت زیادہ آمدنی ہو رہی تھی لیکن چونکہ اس وقت تک سکے ایجاد ہو چکے تھے اور وہ سروں کو اپنی اشیاء خوراک دے دیکر اس کے بدلے میں سکے لے لینے سے ان کا کام بخوبی چل جاتا تھا اس لئے انھیں سکوں سے محبت ہو گئی اور وہ انھیں ہر طرف سے سمیٹ سمیٹ کر اپنے خزانوں میں بھرنا چاہا کرنے لگے۔ نئے آنے والوں کے پاس زمینیں نہ تھیں اور انھیں کھانے پینے کی چیزوں کی طرف سے ایک بڑی حد تک محتاجی تھی بھوک سے مجبور ہو کر انھوں نے اس کو غنیمت خیال کر لیا کہ ان زمینداروں سے زمین کرایہ پر حاصل کریں اور اپنی محنت سے جوت بو کر جو کچھ پیدا کریں اس کا ایک بہت معقول حصہ کرایہ یا لگان کے نام سے سال کے سال زمیندار کی نذر کر دیا کریں۔ اب ذرا انھیں انصاف کر دیجئے یا بالکل ایسا ہی ہے یا نہیں کہ جیسے کوئی شخص گاؤں کے لوگوں پر قبضہ کرکے بیٹھ جائے اور لوگوں سے کہے کہ ایک پیسہ دو تو ایک گھڑا بھر سکتے ہو۔ زمینداروں نے کنوؤں کی بجائے کھیتوں پر قبضہ کر لیا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ ان کھیتوں سے غلہ پیدا کرے تو وہ صاف کہدیتے ہیں کہ جناب اس قدر پیسے بیگہ دیجئے تو آپ کاشت کر سکتے ہیں کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان لوگوں کو ان زمینوں پر سوائے اسکے اور کونسا حق حاصل ہے کہ انھوں نے زبردستی ان پر اپنا قبضہ جما لیا ہے خدا کی پیدا کی ہوئی زمین پر از روئے انصاف خدا کے ہر بندے کو یکساں حق حاصل ہے اور ہونا چاہیئے جیسا کہ ہوا اور پانی پر حاصل ہے۔

بھائی شہاب الدین اگر صرف اتنی خرابی ہوتی کہ بعض لوگ زمینوں پر قبضہ جما کے بیٹھ جاتے تب بھی صبر کر لیا جاتا لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ اس طرح ان سرمایہ داروں کے پاس تو ضرورت سے بہت زیادہ دولت اکٹھی ہوتی جاتی ہے اور غریب مزدور اور کاشتکار روز بروز اور زیادہ محتاج ہوتے چلے جاتے ہیں۔ زمینوں کے کرائے دینے کی وجہ سے ان کی آمدنی سے ان کے اخراجات پورے نہیں ہوتے اور وہ قرض لینے پر مجبور رہتے ہیں۔ قرض کا مطلب میں تمہیں سمجھا چکا ہوں کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ آج ہم نے کسی دوسرے کی فالتو روٹیاں کھالیں اور اب کل محنت کرکے ہلکہ جو کچھ پیدا کریں گے اس میں سے اپنا پیٹ بھی بھرنا ہے اور جو کچھ آج کھا لیا ہے وہ بھی اگلنا ہے اگر ہماری آمدنی ہماری ضرورتوں کے لائق کافی ہوتی تو ہمیں پچھلے سال ہی کیوں قرض لینا پڑتا اب اس سال بھی ہماری آمدنی اتنی ہی ہے مگر خرچ میں اتنا اضافہ اور ہو گیا ہے کہ پچھلے سال جو کچھ کھایا تھا وہ بھی دینا ہے یہ دوہرے دوہرے خرچ ہم کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے اور مجبور ہو کر یہ طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے کہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹیں اور سب کو ننگا پھرائیں ایسی حالت میں اگر قرض کے کرائے یا سود کی رقم ہمارے ذمہ اور بھی عائد ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہ مصیبت بالائے مصیبت ہے اور جو تباہی کہ سال بھر میں آتی وہ چھ یا آٹھ مہینوں میں آجائے گی۔ غریبوں پر تو یہ

مصیبت آتی ہے اور امیروں کے گھر میں بالکل بے ضرورت کروڑوں اور اربوں روپیہ جمع ہوتا چلا جاتا ہے۔ خدا کی پیدا کی ہوئی نعمت جسے زیادہ سے زیادہ انسانوں میں تقسیم ہونا چاہیئے تھا اس سود اور سود در سود کی بدولت سب طرف سے سمٹ کر صرف چند گھروں کے اندر مقید ہو جاتی ہے اور سو میں سے دس اپنی فضول لغو چیزوں اور عیاشیوں پر کروڑوں اور اربوں روپیہ لٹا یا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دولت کو بھی جو کہ دراصل ہماری اشیاء خوراک کا دوسرا نام ہے ہوا اور پانی کی طرح بالکل عام ہونا چاہیئے تاکہ ہر شخص اپنی ضرورت کے بقدر اس سے فائدہ اٹھا سکے اور یہ اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جب تک سود کی مذموم رسم قائم ہے۔

شہاب الدین۔ لیکن پھر کروگے کیا شادیاں تو بالکل سروں پر آ پہنچیں

حبیب اللہ۔ کرنا کیا تھا! میرے پاس جو کچھ تھا وہ قریب قریب سب میں لگا چکا تھا اور ہر چیز تیار تھی۔ یہ حادثہ نہ ہوتا تو یہ شادی میری حیثیت سے زیادہ دھوم دھام سے ہوتی مگر خدا کو منظور نہ تھا۔ بغیر سود کے مجھے کہیں قرض مل نہیں سکتا اور سود دینے کو میں حرام سمجھتا ہوں اس لئے مجبوری ہے میں نے تو اب ارادہ کر لیا ہے کہ بالکل سادہ طریقہ پر دونوں کی شادی کر دوں گا خواہ کسی کو اچھا معلوم ہو یا برا۔

شہاب الدین۔ مگر یہ تو بڑی رسوائی کی بات ہے!

حبیب اللہ۔ فقیر اور نادار ہو کر اپنی حیثیت امیروں کی سی ظاہر کرنا بھی تو جھوٹی نمائش اور فریب دہی ہے۔ میرے پاس ہوتا تو میں سب کچھ کرتا۔ کچھ نہیں ہے تو کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے یہی ہو سکتا ہے کہ میں حرام طریقہ اختیار کروں اور نہ میں دنیا کو دھوکہ دینا ہی پسند کرتا ہوں۔

شہاب الدین۔ (خوش ہو کر) مگر ایک صورت ہے۔ تمہیں شاید یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے میں جب بریلی میں تھا تو وہاں کے ایک بہت بڑے مولوی صاحب نے اپنی ضرورت کے وقت میرے ہی ہاتھ سے ایک سونے کی پازیب پانچ روپے کے عوض میں رہن رکھائی تھی اور انہوں نے اس کے ساتھ مجھے ایک چٹ بھی دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ سود کی رقم جو ماہوار طے ہوا ہے معلوم کر کے میں ہوکار سے یہ کہہ دوں کہ ہم اپنا یہ چاقو تمہارے پاس رکھتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لئے تمہیں اتنی رقم ماہوار بطور تنخواہ کے دیا کریں گے۔ مولوی صاحب نے کہا تھا کہ اس طرح تنخواہ کا نام کر کے سود دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور وہ جائز ہو جاتا ہے تم بھی اسی طرح اپنی چھپری یا جھنجری زیوروں کے ساتھ رکھ دیا اور اس کی حفاظت کی تنخواہ کے نام سے سود کی رقم دیدیا کرنا۔

حبیب اللہ۔ توبہ توبہ اس طرح کسی آدمی کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن کیا خدا بھی ہمارے دھوکہ میں آ جائے گا؟ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ ہم خدا کو حاضر اور ناظر ہی نہیں سمجھتے اور گویا ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے دلوں کے حال سے اور ہماری نیت سے خدا خبردار ہی نہیں ہو اس سے تو سود کو سود کہہ کر دینا زیادہ اچھا ہے کیونکہ ہم خدا کو دھوکہ دینے کے گناہ سے تو بچے رہتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب تھے انہوں نے اپنی نجات کا کوئی ذریعہ سوچ لیا ہوگا مگر میں اتنی ہمت کہاں سے لاؤں نا بھائی میں تو اب فیصلہ کر چکا ہوں کہ یہ شادیاں بالکل سادہ طریقہ پر ہوں گی۔

شہاب الدین۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ تم اپنے ارادہ کے پکے ہو اصل یہ ہے میں تو کسی حالت میں بھی فضول خرچی اور نمائش کو پسند نہیں کیا کرتا۔

دہلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہاں آباد اجڑ چکا مگر اس کے کھنڈر اب تک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے ستر سال پہلے دہلی کی کیا حالت تھی بادشاہ کا جلوس قلعہ معلی کی بہاریں شاہی جھگڑے میلے تماشوں کے رنگ و بار کی کیفیت قطب صاحب پیر غیب شاہ بڑے اور کوٹلہ کے جن شہر کی آبادی کی چہل پہل ہندو مسلمانوں کی معاشرت۔ رمضان۔ عید۔ سونو۔ سالگرہ کے تزک و احتشام شادی بیاہ کی رسوم غرضکہ دور گذشتہ کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو مصور نم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف جدید

نوبت پنج روزہ

ملاحظہ فرمایئے جس میں آخری بادشاہ مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر درد انگیز پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں کہ آپ کو آنسو رلوا دیں گی۔ پانچویں نوبت جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات۔ مخبروں کا ظلم۔ مظلوموں کی حالت زار۔ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی اور بادشاہ بیگم کے مہیم مصائب۔ ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویریں اور تین نادر علمی تحریریں بھی دی گئی ہیں۔

نوبت پنجروزہ دور حاضر کے مایہ ناز اردو مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شائقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے اگر آپ منگانے میں جلدی نہ کریں گے تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت صرف عہ ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔ قیمت عہ

آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟

مجھے ہی تو بتلا دیجئے کہ مولوی میں یہ سقم ہے، یہ کمزوری ہے، ایک روپیہ سالانہ میں کم سے کم دو روپے سالانہ قیمت کا پرچہ حاضر ہوتا ہے، سیاسی، علمی، مذہبی، تاریخی ہر قسم کا مسالہ ایک پرچہ میں آتا ہوتا کہ ہر ماہ مہینہ کا پرچہ کتابی صورت میں ہو، تو دو سو صفحہ سے زائد ہو جائے، پھر یہ سب کچھ پانچ پیسے میں، ہمیں کرایہ ڈاک ہی شامل سدا بہائی تو بہ فرما کر محنت کر کے ہر مہینے تین چار سو جدید خریدار بنا دیتے ہیں، لیکن پہلے خریدار سالہا سال ٹوٹتے جاتے ہیں، دوسرے لوگ سمجھ قیاس کرتے ہونگے کہ جب مولوی کے ۴۰۰ خریدار ہر مہینے بڑھتے ہیں تو چار برس میں اس کی اشاعت بیس ہزار ہونی چاہئے تھی، حالانکہ ابھی پورے دس ہزار ہی خریدار رہتے ہیں، تو گویا ہر ماہ کی اطلاع اشاعت غلط ہوتی ہوگی، حالانکہ بہت سے بہائیوں کے نام درج ہونے سے رہ جاتے ہیں،

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ جن بہائیوں کا چندہ ختم ہوتا ہے ان کو دو ہفتہ پہلے اطلاعاً دی جاتی ہے کہ وہ منی آرڈر روانہ کر دیں ورنہ وقت مقررہ پر پرچہ وی پی آجائے گا خریدار نہ رہنا چاہیں تو اطلاع دیدیں تاکہ اگلی مفارقت کا اندراج ہو جائے اور وی پی روک دیا جائے، لیکن ہمہ روان مولوی ششدر رہ جائیں گے جب یہ سنیں گے کہ ان تمام اطلاعوں کے باوجود ایسے سخت دل بہائیوں کی بھی کمی نہیں، کہ وہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کہ غریب مولوی کو چلتے چلتے ۳ کا مزید چرکا دیجائے ہیں، یہ شکایت میں نے آج پہلی مرتبہ کی ہے، لیکن میرے قلب پر اس قسم کے ہزارہا داغ موجود ہیں،

اب آپ سب بہائی مل کر بتائیں کہ "مولوی" کیا ہونا چاہئے، کہ پھر کوئی بہائی اس کی اعانت سے روگردانی نہ ہو سکے،

ایک بہت ہی اہم اور معقول شکایت

مولوی کے اس وقت ۹ ہزار سے کچھ اوپر خریدار ہیں، اور نمبر خریداری تو بارہ تیرہ ہزار سے بھی لگے ہے، اب بتلائیے کہ جب آپ حضرات نمبر خریداری نہ لکھیں گے تو بتلائیے اتنے ناموں میں سے آپ کا نام کیونکر تلاش کیا جائے گا، دس بارہ آنے روز تو اس میں خرچ ہو جاتے ہیں کہ نمبر خریداری نہ لکھنے والے بہائیوں کو جواباً نمبر خریداری معلوم کرنے کے لیے پوسٹکارڈ روانہ کیا جاتا ہے، اب آخر مجبور ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ جس خط میں نمبر خریداری نہ ہوگا ان کی کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوگی، زیادہ سے زیادہ یہ کہ دو گالیاں بڑھتی دے لیں گے، اب ہی آپ بلا تصور صدہا ناگفتنی باتیں لکھ جاتے ہیں، اور صبر کرنا پڑتا ہے، آئندہ اور زیادہ سہی

پرچہ نہ پہنچے تو زیادہ سے بیس تاریخ تک انتظار کر لیجے اس کے بعد نمبر خریداری کے حوالے سے دوبارہ منگا لیجے آپ اگر تین مہینے کے اکٹھے منگائیں گے، تو کہاں تک بھیج سکتا ہوں دما خالیکہ مولوی کا ہر پرچہ امجد کا پرچہ پریس سے آنے سے پہلے ختم ہوتا ہے پھر بھی اگر کوئی بچا بچایا ہوتا ہے تو حاضر کرنے میں دریغ نہیں کرتا،

اپنی طرف سے **بجز** الیقین دلاتا ہوں، کہ ہر بہائی کا پرچہ حتی الامکان احتیاط سے پتے سے سامنے روانہ کر دیتا ہوں

شکایت تو ہو چکی

اب مذکورہ حضرات کے مقابلہ میں ان بہائیوں کو بھی دیکھ لیجے جو بلا غرض اور بلا حصول شہرت اور بغیر ممنون کئے ہوئے مولوی کی ترقی اور مولوی کی خوشحالی کے لیے کوشاں رہتے ہیں، یہی ہیں وہ جو اسلام کے سچے شیدائی، مذہب کے معاون اور حسنات کے مددگار ہیں، اجرش دہد خدائے کہ کردند یاوری

فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرہ

اللھم حصل مرادھم بالخیر

تعداد خریدار	اسمائے معاونین
۱	جناب مولوی محمد عظیم صاحب رسالدار کالپی
۳	عبدالجلیل صاحب سوداگر کوشان
۷	مولوی نظام الدین صاحب خانگی
۳	قاضی گل حسین صاحب میوہ
۳	ایم اے غفار صاحب اہل سی فنیہ
۵	مستری اسماعیل صاحب مستری عالمگیر
۳	ایم بشیر صاحب نہر فنگلری
۱	محمد ظہور صاحب کلرک سانبھر
۳	یار محمد خاں صاحب شیخ
۱	مولوی عبدالرشید صاحب راجنانی
۳	ایم اے حاجی عبدالرشید صاحب ناگپور
۲	مولوی ایس ان حسن صاحب گیا
۴	سید حسین علی صاحب نارنول
۳	اکبر علی صاحب وارد نہ سارات پوسٹل
۱	قاضی محی الدین صاحب قاضی خیر الدین
۵	مولوی قدرت اللہ صاحب پوسٹ ماسٹر
۱	ایم، نور محمد صاحب سماکلہ
۱	منوہیاں صاحب بدنا پور
۱	سرفراز خاں صاحب بہرائچ
۱	محمد اعظم صاحب بصنہ
۵	مولوی حامد حسین صاحب بانگاؤں
۳	مولوی محمد حسین صاحب مالوہ ل
۲	بابو عزیز احمد صاحب اسٹنٹ ماسٹر
۱	میر زا افضل بیگ صاحب میانی
۳	مولوی محمد خوشحال صاحب پٹنہ
۱	میر محمد نور الدین صاحب اوبری
۳	مولوی احمد حسین صاحب انصاری سیالکوٹ
۳	مولوی محمد ہاشم صاحب سیالکوٹ
۵	ایم اے رحیم صاحب جمیسنا
۲	مولوی ریاست علی صاحب قدوائی

تعداد خریدار	اسمائے معاونین
۲	جناب سید شاہ مصطفیٰ صاحب بلوا شریف
۳	مولوی عبدالمجید صاحب دفتر متعلمی ملکی ٹمر
۱	حسام الدین صاحب بھیرہ بوشہر
۲	شیخ محمد شریف صاحب سوداگر پٹیالہ
۲	مولوی محمد عالم صاحب گجرات
۱	مولوی رفیع الدین صاحب ساوگی ڈاکخانہ
۲	مولوی رفیع اللہ صاحب محرر مبلشیہ
۵	مولوی محمد فضیل صاحب جاورہ
۱	مولوی سید امجد علی صاحب نائب مدرس
۴	سید احمد سید خزانی صاحب وہولیہ
۳	مولوی محمد حسین صاحب فارسٹ ہزارہ
۳	مولوی قاسم الدین حسن صاحب حیدرآباد
۲	سرفراز خان صاحب بیرائچ ہزارہ
۳	مولوی حسام الدین صاحب اول مدرس لیسن
۱	ایم عبدالمالک صاحب بالاسور
۶	ایم اے عزیز دہلی صاحب ملیشرم
۱	مولوی ظہیر احمد صاحب خیر آباد سیتاپور
۳	مولوی سید جلیل حسین صاحب ضلع بلاسپور
۶	مولوی محمد عبدالسبحان صاحب ناندیڑ
۱	مولوی محمد جعفر خان صاحب بسی ضلع بند
۱	چودھری علی شیر صاحب ہوشیار پور
۲	عبدالقادر صاحب مومن میرٹھ
۲	ڈاکٹر سید جمیل مہدی صاحب بنگلور
۶	حافظ عبدالغفور صاحب تاج پریس گڑھ
۷	مولوی عبدالرحیم صاحب کٹنی مروارہ
۱	حکیم عبداللہ صاحب کراولی
۲	مولوی عبدالعزیز صاحب بانگل وہارڈ
۵	جناب محمد خان صاحب کمپنی پور
۳	مولوی امجد علی صاحب قیصر گنج
۳	دی، لے سراج الدین صاحب دلی پور

اسمائے معاونین	تعداد خریدار
حافظ عبدالرحمن صاحب کوٹہ	۲
مولوی خلیل الدین صاحب کوٹہ	۲
محمد علی خانصاحب شکارپور سندھ	۲
مولوی سید حیدر علی صاحب اودی	۵
مولوی محمد حسین صاحب پنشنر الہ الگاواں	۱
محمد شفیع اللہ صاحب درتلہ پٹرہ	۱
مولوی محمد خان صاحب ہرت پور	۶
محمد اسماعیل صاحب دہرم پور	۲
مولوی مہر بخش صاحب نائب تحصیلدار پنشنر مظفر پور	۲۰
مولوی عبدالمجید صاحب سیوانی	۱
قاضی محمود میاں صاحب کلول	۲
محمد حسین صاحب بمبئی	۱
کے ایچ بیگم صاحب خلیل آباد	۲
سید ظاہر علی صاحب مہدوی پالن پور	۱
مولوی محمد نصیر صاحب ہوتی سارن	۳
قاضی غلام علی صاحب سویانوالہ گجرات	۲
مولوی سید نعمت اللہ صاحب	
ڈپٹی انسپکٹر ترنا ولی	۱۷
ابتک انہوں نے ساٹھ خریدار دیئے	
مولوی محمد علی صاحب افسر مدرس مئو	۱
حاجی طالب محمد صاحب محمد صدیق ڈیلہ	۹
محمد حفیظ اللہ صاحب ڈاکہ	۱
مولوی غلام نبی صاحب پوسٹماسٹر کوہیر	۳
منشی رفیع اللہ صاحب محرر زدب	۱
شیخ فیروز حسین صاحب محمد پور	۳
جناب شیخ محمد حسین صاحب فیروز پور	۱
عبدالمجید صاحب صیغہ دار دوبارہ	۲
حضرت پیر نادر علی شاہ صاحب لودھیانہ	۲
جمیل احمد صاحب گونڈہ	۱
بابو غلام حسین صاحب کلرک ایسٹ انڈین ریلوے	۱
مولوی محمد یوسف خان صاحب گنجائے پور	۱
منشی رحمت علی صاحب سیدھر ناندیڑ	۵
بہادر علی صاحب ٹیلیفون انسپکٹر	۲
مولوی محمد سلیم صاحب پنشنر رسالدار	۲
عبدالصمد صاحب فارسٹ گارڈ ڈونگر	۳
مولوی محمد حسین صاحب منگولی	۴
مولوی شہاب الدین صاحب مہار	۵

اسمائے معاونین	تعداد خریدار
بابو شہر یار بیگ صاحب بھنڈہ	۱
مولوی سید علی صاحب بانسی بستی	۴
سید احمد صاحب کاکوری عطر غازی پور	۳
پیر دلاور علی صاحب حیدر آباد دکن	۱
قاضی مولوی محی الدین صاحب ایوت گل	۵
جناب شیخ محمد طیب الحق صاحب سوک پور	۱
سید محمد صاحب ہیڈ کانسٹیبل بانده	۲
مولوی اللہ بیجھ صاحب ہارنیو	۲
مولوی عبدالحق صاحب خطیب	۲
محراب خان صاحب لکھنؤ ولکٹ	۲
ماسٹر عطا محمد صاحب دار یوال	۱
مولوی تیز الدین صاحب پٹن	۲
شیخ رمضان علی صاحب دادری	۲
جناب بابو پیر محمد صاحب پوتھیہ	۴
جناب محمد ابراہیم صاحب پیر تار روڈ	۱
منشی نبی بخش صاحب الوہ پرتاب گڑھ	۲
شیخ احمد شیخ خیراتی صاحب دسولیہ	۲
شیخ ولی اللہ صاحب پرتاب گڑھ	۱
مولوی نظام الدین صاحب سیالکوٹ	۴
عبدالغنی خان صاحب بھوجوڈیہہ	۱
علی بخش خانصاحب تریا سوجان	۱
سید عبدالصمد صاحب بلی گھٹہ	۱
مولوی مصطفےٰ حسن صاحب بیڑ دکن	۳
محمد احمد صاحب رضوی بھوپال	۲
مولوی سید عبدالرزاق صاحب مجریٹ نگر	۲
بابو عبدالعزیز صاحب کالی ناپ مل پور	۳
مولوی عبدالحلیم صاحب ٹیٹا گڑھ	۳
احمد اللہ صاحب نوگھیا شاہ آباد	۱
محمد حسین صاحب کلرک اگر مالوہ	۲
مولوی سید اصغر صاحب رضوان ہردوئی	۲
فرزند ہاشم صاحب رائے پور	۳
منشی محمد حنیف صاحب ہرسود	۱
اکرم شاہ صاحب کہام گاؤں	۲
عبدالرحمن صاحب بیزوادہ	۲
اہلیہ محمود الحق صاحب کان پور	۱
محمد اسماعیل صاحب بریلی	۱
منشی سراج الدین صاحب پٹوارہ کلاں	۳
حاجی خواجہ حاجی عبداللہ صاحب بمبئی	۵

اسمائے معاونین	تعداد خریدار
حافظ محمد یاسین صاحب سنبھل ہوا	۱
خیرات احمد صاحب ملاچی گیا	۲
مولوی انوار الحق صاحب سب انسپکٹر زراعت	۳
مولوی مقبول احمد قریشی بسمیہ	۲
عبدالغفار صاحب سیر گنج آرہ	۲
عبدالرحمن صاحب باوئی کدورہ	۲
اے آر منشی صاحب راج پیلیا	۳
ولی محمد صاحب مدد والہ شیخوپورہ	۴
عبدالعزیز صاحب بڑی فیکٹری رائپور	۱
سید حسین صاحب ہیڈ محرر ڈاور	۶
جناب حکیم الدین صاحب لالہ گوڑہ	۱
مولوی سید نعمت اللہ صاحب ترنا ولی	۱
محمد اکرام اللہ صاحب نظام آباد	۲
حفیظ الدین صاحب نقاش کتب شیخ	۴
مولوی ظہیر الدین احمد صاحب بلرگیر	۵
مولوی سہراب علی صاحب رئیس گونڈہ	۱
مولوی عبدالشکور صاحب گلزار بلرام	۱
مولوی فقیر شاہ صاحب ہری پور	۱
محمد فخر الدین صاحب غازی پور	۲
محمد ابراہیم خان صاحب بالگلہ	۱
مولوی نبی بخش صاحب نقاشی پوتھیہ	۲
منشی امتیاز الدین صاحب بریلی	۱
مولوی حشمت اللہ صاحب دودھارا	۱
ایم نور محمد صاحب گڑھی کھنڈوہ	۱

اسمائے معاونین	تعداد خریدار
مولوی محمد یعقوب صاحب اجنالہ پور	۱
محمد صفدر علی صاحب سنار گھاٹ	۲
مولوی فضل احمد صاحب چندن کنڈ	۲
مولوی عبدالحق صاحب پرتاگڑھ	۲
محمد بخش صاحب نصیر پور سندہ	۲
نصرت حسین صاحب ٹپنہ	۲
ملا رسول بہائی جیواجی پرتاب گڑھ	۲
مولوی علی بہادر رضا حسین کوٹ محمد اللہ	۷
عبدالرشید صاحب ٹیلیفون آفس	۱
صوفی محمد الدین صاحب نعت خواں	۳
حکیم سید عبدالقدوس صاحب بنگلور	۱
محمد عبدالواحد صاحب خوشیہ کلاں	۱
محمد شمس الحق صاحب گارڈ رڈوہ	۲
منشی محمد حسین صاحب تہانہ ہیون	۳
محمد اکرام اللہ صاحب نظام آباد	۱
مولوی محمد حسین صاحب ستیانپور	۳
کے ایم اسماعیل صاحب رانچی	۱
مولوی احمد حسین صاحب ترن پور	۵
مولوی عبدالرحیم صاحب ہور وکنڈ بیڑہ	۵
مولوی محمد سعید صاحب میاں چنوں	۳
مولوی عبدالحکیم صاحب جوڑہاٹ	۳
ڈاکٹر سید محمد عاقل صاحب کنڈہ	۲
مولوی نجیب الدین احمد صاحب گنجینہ	۱

۸ نومبر تک گمنام درج ہوئے

ماہ رجب سے

مولوی کی دسویں جلد شروع ہو جائے گی، اس لیئے نئی جلد سے جدید خریدار بنا لیجئے، اور کم از کم ایسا تو ہو جائے کہ رجب سے مولوی دس ہزار چھپنے لگے، دس ہزار چھپنے کے بعد امید ہے کہ مالی پریشانیاں کمتر ہو جائیں گی

جو بھائی خریدار بنانے میں دقت سمجھتے ہوں وہ اپنے حلقۂ احباب میں سے دس ایسے بہائیوں کے پتے لکھ کر بھیجدیں، جو مولوی کے ابتک خریدار نہیں ہیں اور جنکا مذاق اور رجحان طبیعت بھی مذہبی ہو، مولوی خود ان تک پہنچ کر درخور صحبت ہو جائے گا، بہر حال میں رجب کا پرچہ دس ہزار چھپوا دونگا، اور وہ سب پرچہ خریداروں یا مذہبی لوگوں تک پہنچ دینا آپکا کام ہے، اس کا اندازہ تو آپ نے کر لیا ہوگا کہ مولوی کی ضخامت خریداری کے اضافہ کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے، پہلا پرچہ ۲۴ صفحہ کا نکلا تھا، اور اب ۵۶ صفحہ کا نکل رہا ہے، ابھی اس کی اشاعت کے ساتھ مزید ۱۶ صفحہ بڑھنے کی گنجایش ہے کاش آپ کے ذریعہ یہ بام عروج پر پہنچ جائے، واللہ المستعان

۱۵ خوبیوں والا قرآن شریف

مرتبہ حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا بنائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دلی میں پچھلے سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے

قرآن شریف کو آپ بھول جائیے حمیدیہ پریس دہلی سے جو قرآن شریف منگائیے ہیں وہ ابھی طرح ناقص ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا۔ متوسط تعلیم کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا۔ اس میں حسب ذیل ۱۵ خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود لسٹ دیجئے فرمائی (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے جو بہت حد تک کافی ہے (۴) ہر پارہ کے صفحہ سے شروع ہوتا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ بھی شروع ہو جائے (۵) دلی کے سب سے بڑے فوٹو نویس کا لکھا ہوا ہے (۶) ترجمہ شیخ ریاض الدین صاحب اردو کے بہترین خوشنویس کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر معلوم ہو (۸) صحت حضرت خاتم المحققین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ و مصحح نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی بھی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطالب صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۵) نعیمیہ نام خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۶) فضائل قرآن (۱۷) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۸) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۹) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کا ربط (۲۰) تلاوت قرآن طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمہ تلاوت قرآن (۲۲) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کا رد (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریہ الزامات کی تردید (۲۴) کلام الٰہی کو معقول طور پر مناسبت کیساتھ کہ یہ خالص الہامی کتاب اور منزل من اللہ ہے (۲۵) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۶) تخلیق علاج افریقہ کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۷) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی کیونکر کایا پلٹ (۲۹) قرآن شریف کا نظر پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) با معنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مساوات (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کا حوالہ (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و کتابت اور قرآن شریف کی پیشینگوئیں کس کس طرح پوری ہوئیں (۳۵) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھ بخشنے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) مقاصد القرآن اسرار القرآن خواص القرآن (۴۰) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے (محصل ستہ (۴۱) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر کا اندیشہ ہے (۴۲) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۳) ہر مرض کی دوا قرآن شریف سے (۴۴) تقطیع متوسط یعنی ۳۹ سطر ۲۲ کا غذ ۳۲ پونڈ وزن کا (۴۵) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ موجودہ دلی کے کسی قرآن شریف کی چھپائی اس سے بہتر نہیں (۴۶) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی اطلاع ہی نہیں ملی (۴۷) جلد لفری چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) سنہرا نرغوانی ہے جو ڈنڈیوں کے رنگ سے کی جاتی ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دو ترجمے ہیں اور ۵ خوبیاں اور بہت سستا ہی یعنی جلد چمڑی منقش جزبندی ہدیہ صرف للعہ محصول ڈاک عہ فی نسخہ قرآن شریف ۴ ۸ صفحے ضخامت مقدمہ ۷۶ صفحے کل ضخامت ۹۵۰ صفحے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنیکے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کیلئے ہر ایک انسان بے چین ہی اور اسکے درپے رہتا ہے کہ کسی طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب شناعتیں کرلوں دوسری اقوام سے کہہ دیجئے کہ مرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جو اس کے خدا اور رسول نے بتلایا ہو اس کے علاوہ صدہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو بتائے ہیں یہ سب باتیں فاضل علامہ مولوی عبدالقادر اپنی جدید نفیس کتاب **حیات بعد الموت** میں لکھدی ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستے سے واقف رہے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ بھی اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنے چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگائیے۔ اس کے بعد دوسرے حصہ میں ۳۰ عجائب اور اولیاء کرام کے معمول رہے ہیں (۱۵) نعیمیہ نام خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۶) فضائل قرآن (۱۷) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کا طریقہ (۱۸) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۹) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کا ربط (۲۰) تلاوت قرآن طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۱) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمہ تلاوت قرآن (۲۲) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی الزامات کا رد (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر آریہ الزامات کی تردید (۲۴) کلام الٰہی کو معقول طور پر مناسبت کیساتھ کہ یہ خالص الہامی کتاب اور منزل من اللہ ہے (۲۵) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۶) تخلیق علاج افریقہ کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۷) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی کیونکر کایا پلٹ (۲۹) قرآن شریف کا نظر پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) با معنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مساوات (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کا حوالہ (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و کتابت اور قرآن شریف کی پیشینگوئیں کس کس طرح پوری ہوئیں (۳۵) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھ بخشنے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) مقاصد القرآن اسرار القرآن خواص القرآن (۴۰) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے (محصل ستہ (۴۱) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر کا اندیشہ ہے (۴۲) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۳) ہر مرض کی دوا قرآن شریف سے (۴۴) تقطیع متوسط یعنی ۳۹ سطر ۲۲ کا غذ ۳۲ پونڈ وزن کا (۴۵) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ موجودہ دلی کے کسی قرآن شریف کی چھپائی اس سے بہتر نہیں (۴۶) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی اطلاع ہی نہیں ملی (۴۷) جلد لفری چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) سنہرا نرغوانی ہے جو ڈنڈیوں کے رنگ سے کی جاتی ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دو ترجمے ہیں اور ۵ خوبیاں اور بہت سستا ہی یعنی جلد چمڑی منقش جزبندی ہدیہ صرف للعہ محصول ڈاک عہ فی نسخہ قرآن شریف ۴ ۸ صفحے ضخامت مقدمہ ۷۶ صفحے کل ضخامت ۹۵۰ صفحے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ضخامت ۱۲۴ صفحے
قیمت ۱۲
پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

حیات نادر

غازی نادر خاں شاہ افغانستان کی سوانح عمری

اس کتاب میں آپ کو جرنیل نادر خاں کی سوانح عمری ملے گی اور اس کے وہ تمام واقعات معلوم ہوں گے جو ۱۹۱۹ء سے اس وقت تک ہوئے۔

اس میں انگریزی افغانی جنگ کے حالات ہیں اس میں فتح تھل کی کیفیت اور فاتح تھل کے کارنامے ہیں۔ اس میں تسخیر کابل کی مفصل کیفیت ہے اس میں مختلف جنگوں کی کیفیت بھی شاعروں نے بیان کی ہے اس میں اس جرگہ کی کارروائی بھی ہے جس نے نادر خاں کو شاہ افغانستان بنا دیا اس میں نادر خاں اور افغانستان کے سربرآوردہ ملوک کی پرورد اور رقت انگیز تقریریں ہیں اور وہ حالات بتلائے گئے ہیں جنہوں نے نادر خاں کو بادشاہ بننے پر مجبور کیا۔

کتاب کی توضیعت کچھ زیادہ جب ذیل فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے

فہرست مضامین کتاب تسخیر کابل یا حیات نادر یہ ہے

(۱) جرنیل نادر خاں کے خاندانی حالات (۲) جرنیل نادر خاں کے ابتدائی حالات (۳) جرنیل نادر خاں کے ہندوستان میں دوران قیام کی کیفیت (۴) جرنیل نادر خاں بحیثیت افغانی سپاہی کے (۵) جرنیل نادر خاں بحیثیت سپہ سالار کے (۶) امیر حبیب اللہ خاں کا قتل اور جرنیل نادر خاں کی گرفتاری (۷) عدالتی تحقیقات سے جرنیل نادر خاں کی بریت (۸) جرنیل نادر خاں کا تنزل (۹) ۱۹۱۹ء کی انگریزی افغانی جنگ کی کیفیت (۱۰) فاتح تھل نے تھل پر کیونکر قبضہ کیا (۱۱) فاتح تھل کے علمبردار کا بیان (۱۲) تحریک صلح (۱۳) شرائط صلح (۱۴) معاہدہ صلح پر ایک نظر (۱۵) دوسری صلح کانفرنس (۱۶) تیسری صلح کانفرنس (۱۷) جرنیل نادر خاں کی خدمات کا اعتراف (۱۸) نادر خاں کے خلاف سازشیں (۱۹) جنرل نادر خاں کا کابل سے اخراج (۲۰) جرنیل نادر خاں کی بدولی (۲۱) پیرس کی سفارت اور پھر پیرس میں اقامت (۲۲) ملک کو تباہی سے بچانے کیلئے پیرس سے روانگی (۲۳) جرنیل نادر خاں کے عزم افغانستان پر چرچا گیاں (۲۴) جرنیل نادر خاں کے بیانات اور اعلانات (۲۵) بمبئی میں جرنیل نادر خاں کا عظیم مقدم (۲۶) دہلی میں ورود اسٹیشن پر تقریر (۲۷) لاہور میں خیر مقدم کی کیفیت اور جرنیل نادر خاں کی تقریر (۲۸) جرنیل نادر خاں کا قیام پشاور (۲۹) علاقہ غیر کے وفود کی باریابیاں (۳۰) آخری جرگہ (۳۱) وفد کا اصرار اور جرنیل نادر خاں کا جواب (۳۲) افغانستان کے داخلی خانہ خدا میں (۳۳) جرنیل نادر خاں کی خانگی سے پشاور سے روانگی (۳۴) جرنیل نادر خاں کی مکتوب بچہ سقہ کے نام (۳۵) جرنیل نادر خاں کا جہاد اور انجمن اعلان (۳۶) جرنیل نادر خاں کی کامیابیاں اور ناکامیاں (۳۷) آخری جنگ کی اسکیم (۳۸) وادی لوگر پر حملہ (۳۹) سکرام پر قبضہ (۴۰) بالادہ پر جرنیل محمود کا قبضہ (۴۱) کابل پر قبضہ کی کیفیت (۴۲) ارگ پر گولہ باری (۴۳) فتح کابل کا اثر افغانستان پر (۴۴) کابل کی فتح کے بعد کابل کی حالت (۴۵) انتخاب شاہی کے لئے جرگہ کا انعقاد (۴۶) جرگہ کی کارروائی (۴۷) نادر خاں کا تخت و تاج قبول کرنے سے انکار (۴۸) جرگہ کا اصرار (۴۹) جرنیل نادر خاں کا جلوس افغانستان (۵۰) ملک میں امن و امان کا ندرہ ۱۵ غیر ممالک سے سفارتی تعلقات (۵۲) جنگ افغانستان کی ڈائری۔

فہرست تصاویر اور نقشہ جات (۱) غازی نادر خاں شاہ افغانستان (۲) شاہ ولی خاں فاتح کابل (۳) غازی امان اللہ خاں (۴) ملکہ ثریا (۵) افغانی فوج کا ایک رسالہ (۶) سردار عنایت اللہ خاں (۷) سردار ہاشم خاں (۸) سردار ہاشم خاں (۸) سردار شہید علی احمد جان (۹) سردار خلیل اللہ خاں (۱۰) سردار خلیل اللہ خاں (۱۱) سردار ہدایت اللہ خاں (۱۲) بچہ سقہ (یہ تصاویر بافغان ملاک کی ہیں نقشے جن میں ۱۹۱۹ء کی انگریزی افغانی جنگ اور تسخیر کابل کے معرکوں کے مقامات درج کئے گئے ہیں (۱) امیر حبیب اللہ خاں کا مقبرہ (۲) کابل کا شاہی محل (۵) قندہار کا شاہی محل۔ کتاب کا حجم ۱۶۰ صفحے ہے کاغذ چکنا سلیٹ بجنا۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ قیمت **ایک روپیہ چار آنے** عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہان مغلیہ کی بیویاں

بے عیب خاندان شاہی مستورات کا سلسلہ عصمت و عفت کے پاکیزہ گروہ جو ہر ایک شجاع اور بہادر قوم کی جان ہے علم و ہنر کے مکمل اور بے عیب علمی نتائج اور سرزمین ہند کے سب سر سبز اور ہرے بھرے باغ کے شگفتہ پھولوں کی مہک جو ایک دفعہ قومی زمین کھلا چکی ہے نہور اور شجاعت کے حیرت خیز تماشے جنہوں نے ساری دنیا کو متحیر کر لیا تھا ایک علیحدہ شان خاندان کی وہ شاندار تصویریں جن سے اب معزز فلیس مزین ان میں دنیائے حسن کے جاذب بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی شاعرہ بھی ہیں اور مخفیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمیں بھی مندرجہ ذیل خواتین تیموریہ کے حالات ہیں یہ دو سو صفحوں کی مجلد کتاب ہے اور دو حصوں میں ہے

قیمت مجلد کامل عہ

حمیدہ بانو بیگم	ادیم بائی	جاناں بیگم	زینت النسار
فخر النسا بیگم	اکبر آبادی بیگم	جانی بیگم	زیب النسار
عظمت النسا بیگم	اورنگ محل	جودہ بائی	زینت النسا
آرام دل	آنی بیگم	حمیدہ بانو	زبدۃ النسار
آسائش بانو	جنت النسار	حاجی بیگم	اختر زمانی
آغا بیگم	بہار بانو	خانہ زاد بیگم	سلیمہ سلطان
ارزم بانو	بائی اودے پوری	شہزادہ خانم	سکندر سلطان
آرام جان	بائی بھگوت دی	دلپذیر بیگم	سلیمہ بانو بیگم
ممتاز محل	پھپھی بائی	بی بی دو دو	جمیلہ خاتون
جہاں آرا بیگم	بیگم سلطانی	بلبس بانو	مرتی بیگم
رانی پارتی	بی بی جانی	روشن آرا	اشرف زمانی
رانی تارا بائی	لاڈ ملکہ عصمت ۳	روپ متی	بادشاہ بیگم
رانی تلسی بائی	رضیہ سلطانہ	رحمت بانو	نواب قدسیہ
امۃ الحبیب	بدرالنسار	رضیۃ النسار	ثریا بانو

ان بیگمات کے حالات پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ خواتین شاہی کے کیا کیا وصف تھے۔

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

وہ نوجوان جن کی شب عروسی قریب ہے اور وہ نوجوان جو شب عروسی کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ شادی کا سچا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمارے لکھی ہوئی کتابیں مطالعہ میں رکھیں ان کتابوں میں مواصلت کی جائز اور صحت بخش تعلیم ہے بغیر دواؤں کے مضر اور غیر طبعی طریقے ہیں فضول اور لغو کتابوں سے نوجوانوں کو بچانے کے لئے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں پانچ سال کی عمر میں جو تجارب حاصل نہیں ہو سکتے وہ ان کتابوں سے ایک ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں۔

دولھا دولھن

یہ کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کو اپنی بیویوں سے حقیقی لطف اندوزی حاصل کرنا سکھاتی اور نا تجربہ کاروں کو تجربہ کاری سے جو نقصان پہنچ جاتے ہیں ان سے بچاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت میں غیر معمولی لذت پیدا ہو جائیگی باغ حسن کی گلچینی کا سلیقہ آجائیگا اس کتاب کی مجرب ادویہ تدابیر معلوم ہونے کے بعد نامرد عمر بھر اور لمبڈ اور دوسری فضول دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی کمزوریوں اور بیماریوں کے مشورہ کی بھی حاجت نہیں ہوگی یہ اردو میں لاجواب اور مہذب کتاب ہے اس کتاب کی دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں سے چند درج کئے جاتے ہیں قیمت سوا روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب دولھا دولھن

حفظان صحت کے طریقے	گلچینی کی ہدایتیں	عمل سے بچنے کی صورتیں
جوش جوانی	شرم و جھجک کو دور کرنا	مواصلت کو دیرینک قائم رکھنا
ہمآغوشی کے اصول	عورت سے چھیڑ چھاڑ	قوت ماسکہ کے لئے
لذت وصال	چھیڑ چھاڑ کے نئے انداز	عملی نمائش
مواصلت کے اوقات	مواصلت کے قدیم طریقے	عیاشوں کی مواصلت
نوجوانوں کی خود غرضی	مواصلت کے جدید طریقے	ہوس پرستی کا خمار
عورت کے لئے دائم لذت	مواصلت بعد کی بیماریاں	گلچینی کے اسباب

عیش و نشاط

اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش و لطف کیف و تندرستی اولاد نشاط لائق اولاد اور عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جاتی ہیں مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے بہتر کتاب آجتک کسی مشرقی زبان میں نہیں شایع ہوئی اس کتاب میں پونے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں چند مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے جو یہ ہے قیمت صرف سوا روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب عیش و نشاط

محبت کا رشتہ	گھر اور گھر کی ملکہ	تا تجربہ کاری کی مواصلت
زندگی کا نیا گلشن	ملکہ حسن اور محبت	مواصلت میں بیوی کے
عورت کے احساسات	عورتوں کی دلی لفاظے	جذبات
اختلاط باہمی کی دلچسپی	حسن آغوش محبت میں	باہمی مواصلت کے نتائج
مرد کے جذبات کی لہریں	آغوش محبت اور مواصلت	عالم کیف میں کیا کرنا
بیوی کا محبوبہ بنانا	مواصلت کے اوقات	خوبصورت و بدصورت اولاد چاہیے

مرد عورت

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر سکیں گے۔ آخر عمر تک زندہ جاوید تندرست رہیں گے اس کتاب میں عورت کے صنفی تعلق کے وہ تجارب ہیں جن سے شاید اسی سال کے بوڑھے بھی ناواقف ہیں اس کتاب کے ڈیڑھ سو کے قریب مضامین ہیں ان میں سے کچھ کی فہرست مضامین دی جاتی ہے جو حسب ذیل ہے قیمت ایکروپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب مرد عورت

تمنائے وصال	نسوانی جذبات میں لہریں	تیز خواہش کی عورتیں
نامکمل مباشرت	عیش پرستی کا خیال	اولاد حسب منشا
عورت کو آمادہ کرنا	حسن و عشق	غیر فطری خواہش مرد کرنا
مرد کے شہوانی جذبات	مباشرت کی بہتر قسمیں	محبت کیونکر حاصل ہو
کیفیت قائم رکھنی	حقیقی لذت کیونکر حاصل ہو	جذبات کے ہیجان کا انسداد
جدید طرز معاشرت	جدید تہ اپیر	یورپ کا طرز معاشرت

زن و شوہر

یہ طلسمی کتاب شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو ہاتھوں سے لیکر بدل دے گی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد ایک پرانے تجربہ کار کی طرح اس قدر عورت کی فطرت سے واقف ہو جاتے ہیں کہ وہ عورت کو بھر کا مذگار کہلا بھی خوش رکھ سکتے ہیں مختصر فہرست ملاحظہ ہو قیمت صرف ایک روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب زن و شوہر

مشترک زندگی	عورت کے جذبات	عورت کی خیال آرائیاں
دو تجربہ میں اختلاط	کامطالعہ	کا جذبہ
بیوی کی اصلاح کے	عورت اور محبت	عورت کا قلب
طریقے	عورت پر تعریف کا اثر	عورت کے جذبہ کی تفصیل

میاں بیوی

یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لئے لکھی گئی تھی اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر بحث کی گئی ہے اور ان تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جسے لوگ اپنی بیوقوفی سے تہذیب سمجھتے ہیں اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے محجوبانہ لطف اٹھا سکتا ہے قیمت صرف ایک روپیہ

فہرست مضامین کتاب میاں بیوی

بنیاد خیال	فطرت کا سہرا فاقہ	لباس و زیور کی دلفریبی
عملی زندگی کا آغاز	عورت کا تقاضائے شباب	ساتھ سونا چاہیئے یا علیحدہ
پہلی رات	لطف و دلچسپی کا	بیوی محبوبہ کیونکر بنتی ہے
جذبات کی فراوانی	اظہار	میاں بیوی میں شکر رنجی
	بدمزاجی اور بدزبانی	دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی شئے

سب کتابوں کی قیمت صرف ایک ہی وقت میں منگائیں تو للعہ میں علاوہ محصول پتہ حمیدیہ پریس دھلی

عورت سے لطف اندوزی ہی زندگی کا ماحصل ہے

کیونکہ اسی پر کائنات کے قیام کا انحصار ہے

یوں تو اپنے اپنے خیال پر ہر جوان انسانی جوڑا اپنے تخیل کے اعتبار سے اپنی زندگی کو پر لطف بناتا ہے اور بقائے نسل اور لطف شباب کی تکمیل میں ہر کوشش صرف کر دیتا ہے لیکن ابتدا ہر جوڑا اس جادہ کیف پرور سے ناآشنا ہوتا ہے اس لئے ابتدائی خرابیوں کا تخمینہ تمام عمر بھگتتا ہے اور وہ لطف جو ابتدا میں رہتا ہے بالآخر منقرض اور متقض سے بدل جاتا ہے **قابل شوہر وہی ہے** جو عورت کی فطرت کو بھی طرح سمجھ لے اور محبوبہ سے لطف اندوز ہونے کا صحیح طریقہ جانتا ہو از دواجی زندگی کی نازک ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو۔

پڑھ لینے کے بعد یہ سب باتیں تمہیں معلوم ہو جائینگی اور تم کو خاکی زندگی کا لطف جنت میں آئے گا نوجوانوں کے لئے علاوہ ازدواج پر یہ مرکز الاآکتاب عرصہ دراز کی محنت اور ہندی و انگریزی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد بصد فکر شیرجال ہی میں لکھی گئی ہے یہ مغرب کی تمام تازہ ترین صنعتی تحقیقاتوں کا جوہر ہے اس میں ازدواجی زندگی کی ذمہ داریاں جو بہ سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہونے کے طریقے مواصلت کے اوقات جسم نسوانی کی مکمل تشریح استقرار حمل کی کیفیت اور اسکے طریقے زنانہ حمل کے متعلق ضروری ہدایات وضع حمل کے آسان طریقے غرضکہ ہر ایک وہ بات جس کی ایک شادی شدہ عورت و مرد کو ضرورت ہو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہے علاوہ بریں اس میں ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے وہ بیش قیمت ہدایات درج ہیں جنھیں آپ ہزاروں روپیہ صرف کرکے بھی حاصل نہیں کر سکتے کتاب کی عبارت اس قدر پر کیف اور رنگین ہے کہ ایک مرتبہ شروع کرکے جب تک ختم نہ ہو جائے آپ کتاب کو ہاتھ سے نہ رکھ سکیں تو ہمارا نامہ مبصرین کی رائے سے کہ اخلاقی پہلو پر یہ میں مصنفی مطبوعات پر سترین کتاب ہندوستان میں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی ضخامت ۲۰۰ صفحے، قیمت صرف **ایک روپیہ** مختصر فہرست مضامین

تصویر شبہ غرضی کی صبح ٹوٹے ہوئے دل کی صدا

پہلا باب

حریم حسن کی ساخت
نوجوانوں کے کان میں راز
مست شباب کی رونمائی
گل نامشگفتہ کی پنکھڑیاں
فطرت کی خاموش نگاہیں
پیکر کیفیت کی نازک بار
غلاموں سے بدتر زندگی
زینت آغوش کی شرمساری
مجسمہ ناز کے قدموں پر بہتا
گلشن فطرت کی رنگینیوں میں محبت کے نتائج

دوسرا باب

آغوش محبت میں حسن کی گرمی
بلبل خوش نوا تجربہ میں
شرم و حیا کا طلسم اور ندر
روح عصمت پر ناآشنا حملہ
خوبصورت نا تجربہ عذرا
پہلی رات کی نیند شکست
آنکھ میں نور کا سرانی
شب عروسی کی اہمیت
تجربہ گنجینہ کے نتائج

الجھنوں کی ضرورت
بادو عیش ساغر اعتدال میں
گنجینہ جمال کیلئے عمدہ نسخہ
خفتہ ان تعیش سے سینہ زوری
لطف اندوزی کا بہترین طریقہ
اوقات مواصلت
گنجینہ جمال میں کامیابی
پیکر فطرت کی شمیں
دنیا میں بہترین عورت
لطف اندوزی میں جذبات کا تصادم
آتش بوسی کے فروغ ہونے کی علامات
فریقین کی نامکمل لطف اندوزی کے نتائج
محکمہ نشاط میں پستان
گلوں بدن سے لطف اندوزی

مخمل آلود بوسے اور درازی
دراصد پارہ کی قاش فروشی
سچی محبت کا ایک آستانہ
خطا دار عورت سے یا ہمرد
مرد کی قابلیت کا معیار
محبوبہ کی جا بے سہ رخطی
پگھلنے والی دو در
عورت کی فطرت شناسی
بوسوں کی سیج میں کانٹے

چوتھا باب

شب سہاگ صلاحت کی جنگ
لذت دنیا دی کا سرچشمہ
حریم حسن کی ساخت
حریم حسن کا آستانہ
گل نامشگفتہ کی پنکھڑیاں
فطرت کی خاموش نگاہیں
پیکر کیفیت کی نازک بار
غلاموں سے بدتر زندگی
زینت آغوش کی شرمساری
مجسمہ ناز کے قدموں پر بہتا
گلشن فطرت کی رنگینیوں میں محبت کے نتائج

دوسرا باب

آغوش محبت میں حسن کی گرمی
بلبل خوش نوا تجربہ میں
شرم و حیا کا طلسم اور ندر
روح عصمت پر ناآشنا حملہ
خوبصورت نا تجربہ عذرا
پہلی رات کی نیند شکست
آنکھ میں نور کا سرانی
شب عروسی کی اہمیت
تجربہ گنجینہ کے نتائج

تیسرا باب

شب سہاگ صلاحت کی جنگ
لذت دنیا دی کا سرچشمہ
حریم حسن کی ساخت
نوجوانوں کے کان میں راز
مست شباب کی رونمائی

شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو "لذت شباب" کا مطالعہ کیجئے جو عراقی اور عربی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں جن کی وجہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گذارشِ شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دولت کس طرح منتی ہو عورت اگر عورت ہے اور مرد اگر مرد ہے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرمستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران ہندوستان اودھ اور رام پور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں نہایت الحصول صدری مجربات ہیں جو مثلاً غیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں میسر نہیں ہوتے لذات شباب کے مطالعہ میں عمر حضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہو ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحہ آٹھ نہایت ہی بلاک کی تصاویر اور قیمت ایک روپیہ فہرست مضامین حسب ذیل ہے:۔

لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
کنت شباب کی پامالی
رہ نوردان کی شباب کی مجبوریاں
خرمن شباب پر برق خاطف
بیری ناچیز کو سنکھیئے
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب اور صنفی مباحث
باغ صحت کی عطر بیز کلیاں
در بارِ مرغزار آباد کے نکتے
مثالِ سیر کی نادر تعلیمی بیانتیں
لذت شباب کے فنون کی خصوصیات
الرعیس کی استواری
حریم عصمت کی نگہداشت
شمّل نباتات کے پر کیف انجار
چشم سیر طرز کی سرمستیاں
اسباب عیش کی فراہمی
حکایات شوق
میری دلی تمنا

پہلا باب

عصر شباب کی رہ نوردی
عید شباب کی تعریف
انسان میں ہمیشہ اولاد کی قابلیت
جذبہ شوق کی خلش
نفسانی جذبات کی بیداری
صنف نازک کے معنی جذبات
کن بچے نفسانی خواہشات کے غلام ہیں
ہیجڑے شباب کی عیاشیاں
نو عمر لڑکیوں سے مواصلت
عید شباب کی علامتیں
نو عمر رنڈیوں سے مواصلت
انیس زندگی سے جستجو
شادی کا زمانہ
شادی کا مقصد
قصر شباب کا بنیادی پتھر

دوسرا باب

موسمی تغیرات سے
پنجہ نگار شدید کی زور آزمائی
مفرح جیبوں کا استعمال
جریبی کے دو رنگ کا عاشقانہ
بطلانوی ڈراما نگاری کی اصولی
کلیب ان کا عشرت کدہ
نامور رنڈیوں کی اخلاقی
دنیا میں مثالی طبقہ کا وجود
جمالی کی پہلی درسگاہ
قید خانوں میں اور دیر تک
کالا خانوں میں برہنہ عورتیں

پانچواں باب

مثانہ شباب کی آب بیتی
الشباب کے مجمن کی داستان
ارین گوچ بیوٹ کا دردِ عشق
سرین صاحب کی نئی سرجری
پاداش عمل

چوتھا باب

جذبات نفسانی میں رقاصاں
لاکھ فنون ان اور عورت کو مواصلت
عورت کی شادی عید نوروز سے
عورت مرد کے جامہ میں
نسکین طبع مشاق مصنوعی طریقہ
دریائی طوفان کی داستان پر مس
عورتوں میں جوش رقابت
ارجن خانوں کی پیشہ ورانہ
مصنوعی آلہ کی ساخت
صنف نازک کے جذبات کا مطالعہ
خاتون پروفیسر کی دن دہاڑے
ہیجان جذبات کے اسباب پر اظہار
مضلوان قوم کی فسر فض

ساتواں باب

گل بدن کی پاکدامنی
اعضائے تناسل کی اہمیت
غفل شباب اور ہاتھو کا تیشہ
عضو مخصوص کے باریک پیشے
آلہ تذکیر کی بربادی
جو ہر حیات کی بربادی
انسانیت کا سفینہ غرقاب ہلاکت
کلب قیافہ کی پوشیدہ تحریک
غیر فطری مواصلت
لڑکوں کو اغوا کرنا تباہ

آٹھواں باب

نور کارانی کی جھلک
غیر فطری لذت خوفناک علاج
بیہنا لزم کا علاج
قوت منعقدہ کی لاجواب اکسیر شہد
ماہرین طب کی امداد
نامہ امادیوں کو پیام مسرت
آلہ عیش کی تقریب
سیاری پاک کا بہترین نسخہ
مقوی قاب گلقند
شربت بنفشہ نیمہ
خفقان مغنی کا دلفریب
گم شدہ قوت کی بحالی

نواں باب

جوہر زندگی کی آسان علاج
طائم السلاطین اودھ کا نسخہ
دوا کے نشہ سے بالا فزا
آلہ سرور کے لئے اکسیر
کلید حرمسن کی حفاظت
مایوس نوجوانوں کو تحفہ
فساد قوت افزا
حیرت انگیز خطا
حرم جمال کے نقاب کی
سلطنت کی بدعادت کا امداد
معجون جلالی
کم خرچ بالانشین نسخہ
دولت شباب کی لوٹ
تقویت باہ کے لئے مقوی
دلربیوں کے لئے طلسمی علاج

دسواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
شہر یار کا فیصلہ
مواصلت کے آسان
بادہ وصال کو دو آتشہ بنانے کا
دونوں کا اکٹھا رہنا سہاں
عیش دشمن کی قصر کی
دربار مرغزاں کا ایک نسخہ
دوسرا نسخہ
جذبات تعیش میں ہیجان
ورزش کا اک عطیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا عجوبہ نسخہ
شاہی نسخوں کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ
بادہ تولید کے لئے اکسیر
عیش و مسرت کی گولیاں
عیش و مسرت کی فراوانی
گاجر کا پرکیف حلوا
فصدی عطیہ
کوڑیوں میں اشرفیوں کا فائدہ
گرمی، صال میں غیر معمولی قوت
خناں معجونہ کی اصلاح

گیارہواں باب

عورت کی نفسانی خواہش کا اظہار
مواصلت کا بہترین وقت
ارکان رکاوٹ بر مواصلت
مواصلت کے ممنوع اوقات
رخ نشیں اور اداب مواصلت
مواصلت کے لئے بہترین حالت
حکائے ہند اور عورتوں کا (تاج)
علاج عرب "
بارہ قسم کی مورتیں
جوہر غذا سے جسم بنانا
بھالی آفرین حرکت کا راز
مواصلت کے مختلف طریقے

بارہواں باب

لذت وصال کی تکمیل
صنف نازک اور مجہول کی نفسیات
پیکر جمال کی لذت میں اضافہ
سفوف سرور افزا
لطف اندوزیوں کا طریقہ
ایوان حسن کی توصیف
گل کدہ نشاط میں مرغولہ ہیجل
بال گرنے کا آسان طریقہ

تیرہواں باب

چشمہ کانوری کے وجوہات
لذتوں کا پرستدہ خوانہ
قصد قمع مے شیر
انجار شیریں کی قدر کی ساخت
انجار شیریں کا کیف بھال
انار شیریں اور صنف نازک
کے تناسبات
دست خوشنج کی گستاخیاں
انار بستاں کی تعریف
عموم کا استعمال
جوانی کی بہار
انجار شیریں کی دلفریب حیلت
انار بستاں کا کدو م
چونے شیریں کی فراوانی
ایاس آور عورتوں کی کیفیات
انجار گنبدیں کی نشو و نما

تیرہواں باب

نرگس نیم بازی کی حفاظت
نرگس خنداں اور تفاوت لعب
نرگس غلطہ زن اور کیفیت جوال
جشم عنبر بن اور ایوان صحت
نرگس کی تخم ریزی کی حفاظت
بی جمالی کی تو اضرع
سرمہ اصفہانی
مجرب الجمن
نرگس بیہوش
آشوب چشم کی تسکین
نرگس بیمار کی شفا یابی
طبیب روحانی کا نسخہ
سرمہ ہر طب کا علاج
چشم کو خشت کو بر و چشم
چشم سیاہ کی سفیدی
نافہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت باصرہ کیلئے مجرب
میم کے بچوں کا سرمہ

چودھواں باب

لوز مغسلہ
رخسار عقد ریز
جہا سوں کا مجرب علاج
چہرے کا رنگ و لطیف
دُر دندان صاف
در دندان کے لئے غرغرہ
مسوڑہ ہوں کے خون
زلف چوگان کی درازی
رخسار سرخ
حسن کی دو پہر ڈھلی
بال سفید نہ ہوں
سفید بالوں کی سیاہی
قامت گذاری کی تدبیریں
فربہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبودار گوہانی۔ خاتمہ

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔ قیمت عہ

آپ دولتمند کیوں نہیں بنجاتے

اگر آپ دولت مند بننے کی تمنا اپنے دل میں رکھتے ہیں تو ان کتابوں میں دولتمندی کی راہیں پوشیدہ ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جنکی بدولت بیکار بیکار ہوگئے اور غریب دولتمند بن گئے۔

معلومات تجارت

بدنصیب تاجر جب تک ہزاروں روپے اپنی ناتجربہ کاری کی نذر تجارت پر قربان نہیں کر دیتے اس وقت وہ تاجر نہیں بنتے اس کتاب میں وہ تمام ضروری معلومات درج کی گئی ہیں جن کی رو سے ایک ناتجربہ کار بھی ماہر تاجر بن سکتا ہے اور ہزارہا روپیہ پیدا کر سکتا ہے۔ مختصر فہرست مضامین یہ ہے تجارت اور اس کی ضرورت۔ تجارت اور دوسرے پیشوں پر اس کی فوقیت۔ تجارت کا اثر عقل و دماغ پر۔ دنیا کا کامیاب تاجر اور ان کے تجربے۔ تجارت کی تعلیم۔ کاروباری شخص کا نظام عمل۔ کاروباری آدمی کا کیرکٹر۔ تجارت کا انتخاب کاروبار کے ضروری شعبے انتظام کار۔ دبار کاروبار کا دفتر خط و کتابت۔ مجارتی لین دین۔ سرمایہ اور تجارت۔ مشترکہ سرمایہ سے تجارت۔ تجارت کی مختلف صورتیں دوکانداری مخانہ داری خرید فروخت بذریعہ ڈاک۔ کمیشن ایجنٹی ٹریکر داری۔ ساہوکاری ٹرانسپورٹ۔ امپورٹ۔ کم سرمایہ سے تجارت سرمایہ بغیر تجارت کی صورتیں۔ مختلف تجارتیں۔ بامیکوپ۔ فوٹو گرافی تیل بنانا۔ تر کاریوں کی کاشت۔ آئینہ سازی۔ ہندوستانی مصنوعات کی تجارت۔ جہازوں پر پیمپری۔ دانش۔ ملح کی سیاہی، کہاد، پروں کے نکھے، لفافے نب۔ سگرٹ، موزہ، بنیان مفلر جوتے کی سیاہی۔ ربڑ کی مہریں۔ بلیغ سازی وغیرہ وغیرہ ہندوستانی تجارتی اشیا سے روزی کمانے یورپ و امریکہ کی تجارتی و حرفتی اشیا سے دولت پیدا کرنا عام تجارتی معلومات۔ فاؤنڈ ٹریڈ مارک۔ ایجاد و پیٹنٹ۔ بیمہ ہنڈی ٹاک تار یدے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ غرضکہ ایک تاجر کے لئے جن جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب کچھ اس کتاب میں درج ہیں قیمت فی جلد (عکار)

فن اشتہار نویسی

تجارت اشتہار کی محتاج ہے جو تاجر کہ اشتہار دینا نہیں جانتے گویا وہ ترقی کرنا نہیں جانتے اس کتاب میں وہ طریقے بتائے گئے ہیں جن کی مدد سے ایک معمولی تاجر بہت بڑا تاجر بن سکتا ہے اور بیکار بیٹھے دولت کما سکتا ہے (مختصر فہرست مضامین یہ ہے)

اشتہار اور اس کے فوائد۔ موجودہ اشتہار دینے کی صورت۔ یورپ کے نرالے اشتہاروں کے طریقے اشتہاروں کا تکمیل اشتہار کا مضمون نثر ترتیب۔ سرخی۔ تمہید۔ مطلب۔ طرز ادا۔ صداقت۔ اختصار۔ اشتہار کی رسم خط۔ اشتہار کی طباعت دلنشینی توجہ کن پہلو۔ اشتہار میں تصاویر۔ اشتہار کے عملی پہلو۔ کن چیزوں کا اشتہار دینا چاہیئے۔ اشتہار کتنی مرتبہ شائع کیا جائے اشتہار کی مختلف صورتیں۔ مقامی اشتہارات سائن بورڈ۔ پوسٹر۔ ہینڈ بل۔ روزانہ ہفتہ وار اخباروں میں اشتہار۔ ماہانہ رسالوں میں اشتہار۔ جنتری میں اشتہار۔ سٹیشنری کی چیزوں کا اشتہار۔ دیواروں اور گاڑیوں پر اشتہار۔ حساب و کتاب اور ضروری یاد داشت۔ تجارت کرنے والے احباب کے لئے جو تجارت کرنا چاہتے ہیں یہ کتاب سرمایہ کی طرح ضروری قیمت عہ

دوکانداری

ہزاروں دوکانیں ہندوستان میں ہیں اور ہزاروں دوکانداریں ہیں ایک نقصان اٹھاتا ہے ایک فائدہ ایک چند دن میں لکھتی بنجاتا ہے ایک گھر کی پونجی گنوا دیتا ہے کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کا سبب کیا ہے جو لوگ دوکانداری کے فن سے واقف ہیں وہ ترقی کرجاتے ہیں اور جو ناواقف ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں اس کتاب میں وہ تمام باتیں درج کی گئی ہیں جن کے ذریعہ سے معمولی دوکاندار آسانی کے ساتھ لکھتی بنجاتا ہے اس کتاب میں کامیاب دوکانداروں کے تجارب بیان کئے گئے ہیں

مختصر فہرست مضامین یہ ہے

یورپ کی دوکانیں۔ سرمایہ کا سوال۔ دوکان اور اس کے مواقع۔ سال کی خریداری۔ دوکان کی آراستگی۔ قیمت کا تعین طریقہ فروخت گاہکوں سے تعلقات۔ خریداروں کی مدارات۔ قرض خرید و فروخت دوکان کو ترقی دینے کی تدابیر۔ خریداروں سے فائدہ اٹھانے کی ایک صورت۔ کم وقت میں زیادہ کام سرمایہ بڑھانے کی بہترین ترکیب رجسٹروں کی ترتیب حساب و کتاب روزانہ فروخت۔ رجسٹروں کی ترتیب اس کتاب کا مطالعہ کر لینا گویا باصد ہا سال کام کر کے تجربہ کر لینا ہے **قیمت ۱۲**

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

اگر تم مسلمان ہو

ہو تو اپنی زندگی کو کارآمد بناؤ اور تجارت کرو پھر دہی عزت اور دولت والے مسلمان بنجاؤ گے۔

اسرار صنعت

منگاؤ یہ ہندوستان کے ایک مشہور ماہر فن کی تصنیف ہے جس نے اپنے پچاس سالہ تجربات اس کتاب میں درج کئے ہیں اور کاروبار چلانے اور ترقی دینے کے لئے وہ آسان طریقے اور راستے بتائے ہیں کہ غریب سے غریب آدمی تھوڑی محنت سے اور مختصر سرمایہ سے بہت جلد ایک کامیاب کاروبار کا مالک اور تاجر بن سکتا ہے۔

یہ قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے

اس کتاب کو منگا کر دیکھو اس کے پڑھنے سے تمہارے دل و دماغ کی پریشانیاں دور ہوں گی

یہ کتاب تمہاری زندگی کے نقشے کو پلٹ کر رکھدیگی

اور پھر تمہیں دولت و عزت سب کچھ حاصل ہو جائیگی اس کتاب کا حجم قریب دو سو صفحہ کے ہے معہ نقشہ جات و ٹایہ گرام وغیرہ

پہلے

اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے تھی اب ایک روپیہ کر دی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر کا پارہ عم یتساءلون

لم یتساءلون قرآن پاک کا تیسواں اور آخری پارہ ہے لیکن اس کی صورتیں مجموعہ نماز میں زیادہ پڑھی جاتی ہیں اور ان کا قریب قریب ہر مسلمان حافظ سا ہوتا ہے اس لئے پارہ الم اور پارہ سیقول کی تفسیر شائع ہونے کے بعد ناظرین نے اصرار فرمائش کی کہ اب پہلے اسے لے لیا جائے کہ یہی اس کی اشد ضرورت ہے ہم کو بھی یہ تجویز مناسب نظر آئی اور تک الرسل کے بجائے عم یتساءلون شروع کر دیا گیا اور آج الحمد للہ وہ تیار ہے۔

پارہ عم یتساءلون بڑوں کے ساتھ ساتھ جو کہ بچوں کے مطلب کی بھی چیز ہے اس لئے کتابت کھلی کھلی کرائی ہے خصوصاً آیات کو ایسا ساقط کہوایا ہے کہ حروف اپنے اعراب سے بال برابر ہٹے ہوئے نہیں ہیں اس طرز کتابت کی وجہ سے ضخامت معمول سے بڑھ گئی ہے لیکن ہدیہ میں مطلق اضافہ نہیں کیا گیا وہی آٹھ آنے فیصدی کے حساب سے منگائیے۔

دوستو اللہ پاک نے صرف الفاظ کے رٹ لینے کا تمہیں حکم نہیں دیا ہے بلکہ اس کا مفہوم جاننا اور اسکے مطابق عمل کرنا اہل اسلام ہے کہ از کم اپنی اولاد ہر رحم کھا کر اور انھیں یہ با تفسیر پارہ عم یتساءلون پڑھاؤ۔

ظاہری اعتبار سے ہی موجیں فقرہ یا عبارت کا مضمون ذہن میں ہو وہ جلدی اور بآسانی یاد ہو گی جس کا مضمون ذہن میں نہ ہو وہ فارسی اور عربی کے ایک شعر کا حفظ کرنا فارسی اور عربی سے ناواقف لوگوں کو دشوار ہوتا ہے کجا اتنا بڑا قرآن اسے قرآن کا سمجھ کر پڑھنا چاہیئے کہ وہ ہمارے دماغوں پر چھپ کر رہتا ہے ورنہ دماغ میں تو کسی قوم کے ایسی طاقت نہیں ہو کہ ایسی لمبی چوڑی کتاب کو یاد کر کہہ سکے پھر اگر مسلمان اللہ کی اس خاص عنایت سے پورا پورا فائدہ حاصل کریں تو کیا اچھا ہو ایک ہی وقت میں قرآن کے الفاظ بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور اسکے مطالب بھی بلکہ جیسا اوپر عرض کیا گیا ہے معنی سمجھکر الفاظ کے یاد کرنے میں وقت کم خرچ ہو گا بچوں کے دماغ کا بار ہلکا کرو اور انھیں طوطہ نہ بناؤ انسان اور مسلمان بناؤ

اعتراض کیا جاتا ہے کہ نماز فواحش اور منکرات سے روکتی ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر لیکن وہ روکے کیونکر جبکہ آج نماز کی تعریف بس اس قدر رہ گئی ہے کہ کھڑے ہونے اور چند مقررہ حرکتیں کر لیں اللہ نے جو کچھ پڑھا اسے نہیں سمجھا خود جو کچھ پڑھا اسے نہیں سمجھا پھر خالی الفاظ کی برکت کہاں تک کام دے سکتی ہے جاہل نمازیوں اور جاہل بے نمازیوں میں تھوڑا ہی فرق رہ جاتا ہے نماز کے وقت جو سورۃ پڑھی جائے اگر اس کا مطلب معلوم ہو تو اس میں کیفیت بھی آئے اور نماز پاک اور ممنوع باتوں سے بچے بجائے عام فہم پوری تفسیر تیار ہو چکی ہے فی پارہ ۸ رکعہ ہدیہ ہوتا ہے کامل ۳۰ پاروں کا ہدیہ دس روپے پارہ عم کا ہدیہ بھی ۸ ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس - دہلی

روح المعانی یعنی تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے تو ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بیخبر ہیں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر مذہبی روح پیدا کر دیگی اور آپ کے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے گی اور جو اشخاص قطعاً لامذہب ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دیگی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کہ وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھکر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حسن معانی کے اعتبار سے ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس قسم کی عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نہیں نظر آتی یہ کتاب جو سبب نزول مطالب کی تشریح غرض ہر چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے قیمت دس کی ضخامت ۴۰۰ صفحے

مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر	بسم اللہ کی تفسیر	تمناؤں کا مرکز اسلام ہے
سائنس اور شیطان	خدا پر بھروسہ	اصلاحی پروگرام
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل	زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ	روح کی لطافت اور کثافت
اسلام کے عقائد روشنی میں	زمانہ حال کے علما و صوفیہ	خدا کی ربوبیت اور زقیت
ملائکہ اور جنات	اسلام اور وحدت	منزل عشق
انسان قادر ہے اور عجز بھی	جہاد کی غرض و غایت	عبادت کے معنی
انبیائے کرام کی فطری طاقتیں	رسول عربی کا رحم و کرم	فطرت سلیمہ کا تقاضا
عذاب قبر کا عقلی ثبوت	تفسیر سورہ فاتحہ	مرتبہ عبودیت
مرنے کے بعد زندہ ہونا	ارواح کے مکاشفات	صراط مستقیم
وحی اور سائنس	سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے	گمراہی کے اسباب
وحی کی حقیقت	بعض اسرار و معارف	الحمد دوست اور شیطان کی دوست
نجات کا راستہ	وحدت و محبت کی تعلیم	خدا ہی راضی ہے اور شیطان ہی بیزار
فتنہ رسول کے عقلی دلائل	اکمل مسلمانوں کا امتیازی شعار	اہل ہدایت کے اعمال
قرآن ہمیشہ جبکہ کیوں محفوظ ہے	اسلام کا مقصد اولین	اہل ضلالت کے اعمال

قیمت دس آنے پتہ حمیدیہ پریس دہلی علاوہ محصول

خضر خواجہ صاحب کی پسندیدہ اعمال کی کتابیں

اعمال مجرب سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے ان نایاب وکمیاب سینہ بسینہ عملیات کی مجموعہ جو امام الصوفیہ محقق محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات مکی اور علامہ بوانی مصنف شمس المعارف وحضرت حنفی الشاذلی حضرت مقاتل وغیرہ وغیرہ کے مجرب ومقبول وتیر تاثیر میں تیر بہدف ہیں ترقی رزق ادائے قرض صحت وتندرستی معمولی دشمن اور حب خیر کمالات ظاہر وباطن اور تمام مقاصد دین کے واسطے اسمل اعمال درج ہیں قیمت ۴ ؎

اعمال مجرب آیۃ الکرسی معہ اسناد وخواص اعمال مجرب وبنادر ونایاب کتاب ہمیشہ اس کا عامل فائز المرام رہا آیۃ الکرسی کے صحیح اعمال اس میں درج ہیں اور خدا کے فضل سے سب تیر بہدف اکثر بزرگان سلف کے مختلف طریقوں سے نہیں ہیں مشکل ہی ہیں اور آسان بھی ایسی بیش بہا کتاب قیمت ۴ ؎

اعمال مجرب سورہ والشمس فوز مبرم بالکل مطابق بقرآن وکوۃ یہ اعمال جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی دشمن کو متہور متقدمات کی فتنہ پردازی ظالم شہروں سے چشمکاری اور محبوب کو قبضہ میں کرنے کے لیے اکسیر ہیں اور ہر عمل تیر بہدف ہے اس کی قیمت ۶ ؎

اعمال مجرب سورہ یاسین شریف فوز مبرم بالکل مطابق بقرآن وکوۃ فقرا کے پاس اگر کوئی ایک عمل کبھی نہ ہوتا ہو لوگ اس کیلئے خاک چھانتے پھرتے ہیں پھر بھی اگر کوئی بالکل بیعمل کسی کے ہاتھ آگیا تو بادشاہت مل گئی اس وجہ یہ ہے کہ لوگ علم سے ناآشنا ہیں ورنہ کتابوں میں کیا کچھ نہیں ایک سورہ یاسین کے ہی اعمال کا تجربہ کیجئے کیسے تیر بہدف ہیں ۸ ؎

اعمال مجرب سورہ اخلاص بالکل مطابق بقرآن وکوۃ ہر طریقہ ہائے خواص ہر قسم کے اعمال مجربہ اصلی ونصلی معہ طریقہ زکوۃ وہر کام کے لئے ترکیب صلوۃ التسبیح نماز مغفرت واعمال جہل کاف بالکل معہ زکوۃ وغیرہ ہر کام کے لئے از حضرت شیخ یحیائی عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز درج ہیں ۳ ؎ ہر عمل مجرب اور تیر بہدف ہے قیمت ۴ ؎

دوائیں اور دعائیں ہر دو حصہ یہ حضرت علامہ شاہ صوفی بیہانی کے مجرب اعمال کا مجموعہ ہے حضرت کو سینہ بسینہ غیث پاک سے ملے ہیں اتنی ایرادا انہوں نے اوکی ہے کہ ضرورت کی خاطر ہی بتلائی ہیں اور امراض کے لئے فقیری کوڑیوں کے نسخے بھی لکھے ہیں

قیمت ہر دو حصہ ۱؎

حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

جب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب منقطع ہو جائیں انسانی تنگ دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت واطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں کوہ پیما انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد ووظائف ہے یہی دنیا کی آنکھ کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس پر مجبور بیکس انسان اور شہنشاہ وزمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقیر کے پاس جس قدر مدینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور ان ہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین **مخدوم جہانیاں جہان گشت** کے اوراد ووظائف بہت ہی عجب ہیں اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو نکالدیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا اس کتاب کا نام

اوراد ووظائف جہانیاں جہانگشت ہے

اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد ووظائف اور نقش دیئے ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی احازت ہے محبت الٰہی، محبت رسول، ایمان کی حفاظت، گناہوں کی معافی، عذاب قبر سے نجات، شیطان کو مغلوب کرنا نصیحت کی پابندی صحابہ، التسبیح، تسخیر ومحبت، استخارہ، ہر حاجت پوری ہو، دشمن کو مطیع کرنا، قرض ادا ہونے کے لئے رزق کی کشائش کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت وتندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے لئے مسان دمہ سر، لرزہ بخار، ہر قسم کا درد چیک آشوب چشم، طاعون مرگی زہر کا اثر، چور سے گیدڑ کی حفاظت کے نقش وظیفے اس کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے بیحد پیدا ہونے کے دشمن کو مقہور کرنے کے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کشائش رزق کہتی کی حفاظت جن بھوت حفاظت مصیبتوں سے نجات دشمنوں کو برباد کرنا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت وتسخیر بانجوں وقت کی نماز کے وظیفے سارہ تمنا عمری کے وظیفے پھر ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ جوالنا کی کوششوں سے بالاتر ہو اس کتاب میں موجود ہے ہمیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے کہ انہوں نے ان اوراد کو عام کر دیا، صفحہ کی کتاب ہے قیمت درآنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت مغز ہے یہ تو جو خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن چند دعائیں قرآن وحدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور ہی درستجاب تک پہنچتی ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کا جامع ہے یہ کتابی تقطیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں۔

(۱) **صلوۃ الرسول** اللہ کے قریب پہنچانے کی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ وتفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی سے راقم فرمایا ہے اور آپ ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اس میں شبہ نہیں کہ مجموعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف وامتیازات کا مفصل بیان ہے عربی خط بہت جلی اور خوشنما ہے ۲۰۰ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اول حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی موثر ہے مناجاتیں بھی سات روز کے لئے ہیں اور یہ مناجاتیں بھی قرآن وحدیث کا ترجمہ ہیں بیحد موثر اور درد انگیز بیان ہے رات کو عشاء کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کرا کے اب حال میں چھپوائی ہے۔

(۳) **ہفت اختر اب** اکھ خود فرمودہ مولوی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا روم کی تصنیف ہے اس میں بھی شبہ سے ہفتہ تک کی دعائیں ہیں، خلی سات ۱۶۰ صفحے

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۱۲۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مقدسہ ترجمہ امدان کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے۔ صبح شام کی دعا وادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا اذان مغرب کی دعا گھر میں آنے کی دعا سفر کے وقت کی دعا سونے سے پہلے کی دعا بجز ابی سے بچنے کی دعا، دعائے استخارہ، دعائے حفظ القرآن، دعائے خلوت دلہن دعائے جماع دعائے رخصتی دعائے سفر دعائے داخلہ شہر مصیبت سے بچنے کی دعا دفع ہیوت کی دعا

(۵) **حزب البحر حزب البحر** بہت سے اکابرین نے قلمبند کئے لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب لکھے ہیں وہ بہت ہی مقبول ہو اور یہ اعمال صدہا مریدین کے مجرب ہیں قیمت باجلد ۱۰ جلد کی عمدہ

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

بچی کے جہیز میں کیا کچھ نہ دیا!

خدا کا دیا سب کچھ تھا بچی کے جہیز میں وہ سب کچھ دیا جو برسوں میں ہی کام آنے والا تھا۔ لیکن نہ دیا تو اچھا قرآن شریف جس کی روزمرہ ضرورت تھی، اچھے قرآن شریف ہر جگہ ملتے ہی نہیں اور ایسے قرآن شریف جن کو دے کر ہم مچ جائے وہ تو صرف حمیدیہ پریس دہلی سے ملتا ہے، جن کو خبر تھی انہوں نے شاہانہ قرآن شریف ہی منگا کر جہیزوں میں دیا، جس نے دیکھا حیرت ہوئی، جہاں پہنچا واہ واہ بھی، حقیقت تو یہ ہے کہ شاہانہ قرآن ہے بھی بہت ٹھاٹھ کا، ایسا شاندار قرآن شریف ہے کہ دیکھا نہ سنا، جہیز میں جہاں صد ہا نایابی بے کار چیزوں کا انبار ہو، وہاں یہ کارآمد قرآن مذہبیت ہی لازمی ہے، کیونکہ ہزار میں سے ایک گھر میں نہیں ہو تو ہو،

شاہانہ قرآن شریف بچیوں کے جہیز کا بہترین تحفہ ہے

پون گز لمبا آدھ گز کے قریب چوڑا، اتنے موٹے موٹے حروف کہ پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا جائے، ایسا موٹا اور آسان ترجمہ کہ بہت معمولی اور اردو سے نشنہ رکھنے والی لڑکی بے تکان پڑھ اور سمجھ لے، پھر تفسیر بھی بہت ہی صاف اور سہل زبان میں اور اتنا جلی قلم جیسے بچوں کی درسی کتابوں کا ہوتا ہے،

ابھی حال میں ایک جگہ بچی کے جہیز میں دیا گیا، تو جہیز گو بہت معمولی تھا، لیکن جس نے کہا ہی کہا، کہ میاں ایک قرآن شریف ہی ایسا ہے کہ اگلے دقتوں میں بس باتوں کو نصیب ہوتا ہو،

ساس اولیں سمدھی نے جو کچھ دیا نہ دیا اپنی بیٹی کو، لیکن ہم کو تو قرآن شریف دیا کہ میں اندھی دھندی ہی آسانی سے پڑھ لوں گی نرضکہ شادی میں نمائش تھی تو شاہانہ قرآن شریف کی، وہوم تھی تو شاہانہ قرآن شریف اور شہرت تھی تو شاہانہ قرآن شریف کی کوئی کہتا میاں خدا معلوم کتنے کا ہوگا، دلہن والے میں تو اوسط درجہ کے لیکن قرآن شریف میں بھی کہو کر روپیہ خرچ کیا، کوئی بولا کہ ہماری رائے میں تو پچاس سوپے ہی ہوں گے ہیں، کسی نے کہا کہ میاں دلہن بڑھیا ہو جائے جب ہی بے تکان تلاوت کرے ایسی چیز تو انمول ہے جو ہدیہ ہو وہ تھوڑا

غرض یہ تاریخی یادگار اس مجمع میں عجوبہ روزگار تھی، اور اتفاق سے کسی واقف نے کہہ دیا کہ بھائیوں یہ قرآن شریف تو آٹھ روپے کا حمیدیہ پریس دہلی سے ملتا ہے تو کسی کو یقین ہی نہیں آیا،

وزن اس قدر زیادہ ہے کہ ساڑھے تین روپے محصول میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ جہاں ریل ہے وہاں تو دو آدمی اکٹھے ہو کر دو قرآن منگا لیں تو شاید دو پیسہ ڈیڑھ روپیہ میں ایک قرآن شریف کا محصول پڑ جائے، لیکن ڈاک کے ذریعہ تو ساڑھے گیارہ روپے میں پہنچتا ہے،

اب خدارا کہے جب آپ بیٹی کے جہیز کے لیے قرآن شریف خریدنا چاہیں تو صرف شاہانہ قرآن شریف منگائیں، کیونکہ یہ قرآن شریف جہیز میں دینے کے لیے بہت ہی موزوں ہے کاغذ اس کا سفید چمکیلا ہے اور خاکی بھی، ہدیہ دونوں کا برابر ہے، سفید کاغذ پر لانا ہونے کی وجہ سے ذرا بوجھل ہے، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ کاغذ خاکی آٹھ روپے محصول چار، کاغذ سفید ہدیہ مجلد چرمی پشتہ آٹھ روپے محصول ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سستی حمائل معرّی

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لیے اگر آپ کو حمائل شریف کی ضرورت ہے تو معرّی سستی حمائل شریف منگائیے یہ حمائل باعتبار فن کتابت عربی کی بہترین کتابت کا نمونہ ہے اس کا انداز تحریر بہت کشادہ ہے اس لیے پڑھنے میں بہت آسان ہے، اعراب بالکل صحیح حروف الگ الگ چھپائی بہت صاف باریک ولایتی ہدیہ مجلد پارچہ جزبندی صرف بارہ آنے اس سے سستی اس سے اچھی اس سے زیادہ صاف حمائل، اس سے عمدہ کاغذ کی کم از کم دس سال کے اندر نہیں چھپی

اس کا اصلی ہدیہ مجلد پارچہ ہم ہے یہ صرف حمیدیہ پریس کی خصوصیت ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف تو بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے ہدیہ رعایتی فی جلد ۱۲، دس جلدیں منگائیں تو سات روپے کی

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

زندہ قومیں کی یادگاریں زندہ رہتی ہیں نہ کہ ہماری

دیکھئے

سیواجی کی تلوار کی تصویر ہر آج ہندوؤں کی حرز جاں بنی ہوئی ہیں، رانا پرتاب کی تصویر ہر ہندو کے گھر میں دیوی زیبائش ہیں، نپولین کے خطوط کے فوٹو ہزاروں کی مہ میں آویزاں تک سے کے قلم کے نمونے ہر لکھنے والے کے ہاتھ پہنچ گئے، یہ زندہ قومیں ہیں انہوں نے اپنے شاہیر کی یادگاریں زندہ رکھیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ

عکس قرآن شریف (فوٹو)

نوشتہ

غازی اورنگ زیب

ملک الاعظم قدس اللہ سرہٗ

سات کروڑ مسلمانوں کے کتنے گھروں میں پہنچا ہے یہ کوئی بے کار تصویر نہیں ہے، بلکہ خدائے قدوس کا پیام ہے جس کی کتابت ہی شہنشاہ اسلام کے لیے سعادت بھی حضرت خواجہ صاحب نے یہ قرآن شریف ایک ریاست سے ستا رلے کر اس کا فوٹو کرایا، اور سات ہزار روپے لگا کر اس پورے قرآن شریف کے فوٹو چھپوائے، تاکہ ہر مسلمان اس یادگار کو اپنے لیے حاصل کر سکے کہاں شہنشاہ غازی کا لکھا ہوا قرآن اور کہاں ہر مسلمان کا گھر خدا خواجہ صاحب ممدوح کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس بیش بہا نعمت کو مفلس اور غریب مسلمانوں کے لیے آسان کر دیا، پورے قرآن شریف کا فوٹو آٹھ سو صفحات پر لیا گیا ہے کاغذ وہی ہے جو تصاویر پر لگایا جاتا ہے یعنی آرٹ پیپر ولایتی، جلد ولایتی انداز کی ہے ان تمام خوبیوں اور اوصاف کے بعد اگر آپ کا ہدیہ دس روپے تصور کریں، تب بھی کم ہے لیکن تعجب اور حیرت تو اس کی ہے کہ اس کا ہدیہ صرف ڈھائی روپیہ ہے اور محصول ۱۲

حمیدیہ پریس دہلی

ہم مسلمان کیوں کہلائے جاتے ہیں اس لیے

کہ ہم اسلام کے پیرو ہیں، خدا کے پسندیدہ دین کے پابند ہیں، خدا کے بتلائے ہوئے راستہ پر گامزن ہیں، اس کے رسول کے بھیجے قانون کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق الٰہی میں مسلمان افضل ہیں۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں تو مسلمان نہ مسلمان ہیں، نہ خدا کے نزدیک مخلوق میں ان کا کوئی امتیاز ہے

مسلمان صرف وہی ہیں

جو اپنے مذہب سے پورے واقف ہیں، اس کے اوامر و نواہی کو سمجھ کر عمل کرتے ہیں ورنہ دوسرے لوگ بھی دنیا میں ایسے ہیں جو اچھے کام کرتے ہیں، لیکن وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ وہ مسلمان جو مسلمان باپ کے بیٹے ہیں اور اسلام کو سمجھ نہیں سکتے، خانہ پری اور مردم شماری کے مسلمان ہیں، مسلمان وہی ہیں، جو ارکان و اصول اسلام کو جانتے ہیں سمجھتے ہیں، اور دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں، اسی لیے رسول کریم نے فرمایا ہے کہ ایک اسلام سے واقف عالم کی معمولی عبادت جاہل عابد شب گذار سے بدرجہا بہتر ہے اس لیے مسلمان ہونے کے ساتھ ہمارا پہلا فرض ہو جاتا ہے، کہ ہم اسلام سے واقف مسلمان ہوں، افسوس کہ دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم عربی کی تمام کتابوں کو پڑھیں، تو پھر کم از کم اردو کی کتابیں تو ضرور پڑھ لینی چاہئیں، وہ اپنی مادری زبان میں ہیں اس لیے ان کا سمجھنا آسان ہے، خدا کا شکر ہے کہ حال ہی میں عہدیہ پریس میں ایک کتاب **اسلامی تعلیم** شائع کی ہے، جس کا ایک اڈیشن ۹ ماہ میں ختم ہو گیا، اب دوسرا اڈیشن تیار ہوا ہے جس میں اہلسنت والجماعۃ کے مکمل عقائد اور مفصل اسلامی احکام درج کئے گئے ہیں، کتاب کیا ہے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا ہے، زندگی میں جسقدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں، یہ صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک منجھے عالم ادیب فاضل حضرت علامہ مفتی سید محمود صاحب قبلہ کی تالیف ہے اس کی موجودگی میں صرف علماء سے مستغنی تو نہ ہوگی، بلکہ آپ خود عالم ہو جائیں گے، اور اس کی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نکات کا صحیح راز معلوم کر سکتے ہیں، جب آپ ان سب باتوں سے واقف ہو جائیں، تب کہیں آپ صحیح طور پر

مسلمان کہلوانے کے مستحق ہیں

اسلامی تعلیم پر مجموعہ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ اصل کتاب میں فہرست ہی ۸ صفحوں میں ہے قیمت مجلد جرمی تین روپے مجلد

باب العقائد
لا الٰہ الا اللہ کا بیان
اولیاء اللہ
کتب الہیہ
صحابہ کی تعلیم فقہ
فقہ پر صحابہ کون تھے
تدوین مسائل
صاحب مذہب کا بیان
صحابہ نے اصول فقہ کے
کس قدر مسائل بیان کئے
فرشتہ ملائکہ
کفر و ایمان
قضا و قدر
قیامت، نفخ صور
محشر، حساب کتاب
جنت و دوزخ
پل صراط

باب الطہارت
وضو کا بیان
وضو کی سنتیں
نواقض وضو
غسل کا بیان، موجبات
غسل اور پانی
چھوٹے پانی

دائمی امامت
مسائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کے توڑنے والے
نمازیں ہونا
مسائل متفرقہ
احکام شہید
کیسے نماز پڑھنا
نماز توڑنی کب درست ہے

کتاب الصوم
روزہ توڑنے والی چیزیں
جمعہ کے احکام
عیدین کی نماز
سجدہ سہو
سجدہ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
سورہ جمع کرنا اور چھانٹنا
کرسی کی نماز
نماز استسقاء

تسمیہ کا بیان
تیمم کی سنتیں
کس چیز سے تیمم کرنا چاہئے
مسئلہ دلک مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
انصائے وضو پر مسح
صاحب عذر کا بیان
نجاستیں
جس چیز سے وضو کا پاک کرنا
استنجے کا بیان
حیض و نفاس کے احکام

کتاب الصلوٰۃ
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے شرائط
نماز کے فرائض
نماز کے واجب
نماز کی سنتیں
نماز کے مستحب
احکام قرأت
قرأت کی غلطیاں
احکام امامت

جانوروں کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زراعت اور پیداوار کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
صدقہ فطر
صدقہ نفل

کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
محرمات احرام کو کرنا جائز ہے
احرام میں داخلہ
طواف حرم و صفا و مروہ
طواف میں باتیں حرام
طواف کے مکروہات
طواف وسعی کے مباحات
حرم کے جانوروں کو نہ ستانا
حرم کے حدود
احرام کے مسائل
سفر کے مسائل
حج فوت ہو جانے کا بیان

حج بدل، حج نذر
حج قران
حج تمتع
حج کی قربانی

محرمات
احکام حج میں تفصیل
اور اس کا جرمانہ
جرمانہ کی تفصیل
صدقہ فطر
قربانی کے تصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
منیٰ میں قصور
سعی میں قصور
رمی و کنکر جمار
خونخوار اور تیل لگانا
بے سلے کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا
حرم کے جانوروں کو ستانا
شکار کرنا
سگوار ہونا، شوہر کی نافرمانی
پرورش اطفال، نفقہ
حقوق بیوی حقوق شوہر
رسوم شادی، دعوت
پیدائش عقیقہ

ذبائح
حرام مقتولات کے متعلق
جانور کا ذبح کرنا
جو ملک سلمان پر ہوئے
ہیں سب کا حال ذکر
یہ کتاب کیا ہے
سائل شکار
قربانی، نذر و قربانی
جانوروں
لباس
کا بیان
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
طلاق
طلاق مرتب، طلاق بدعت
تفویض طلاق
طلاق حق، طلاق بدعت
طلاق رجعی، احکام ایلاء
خلع، ظہار، کفارہ ظہار
احکام لعان
عدت
عدت کا بیان
سوگوار ہونا، شوہر کی نافرمانی
حقوق بیوی حقوق شوہر
رسوم شادی، دعوت
پیدائش عقیقہ

حقوق
حقوق والدین
حقوق انسان
حقوق اولاد
سب بعض نفل سے بہتر ہے
اگر آپ چاہتے ہیں
کہ آپکا ہر عمل عبادت خدا
میں مرکز ہے تو یہ کتاب
سکین مسائل کا حق
آپ کے کلام میں فرق
آجائیگا، اور ہر قدم جنت
جواب ہو جائیگا
مجلد جرمی ہے
پارسل صحیح عمدہ
حمیدیہ پریس دہلی

29750
موضوعی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔